# رسائل قادریہ	رسائل و کتب سلسلہ عالیہ قادریہ

تحفہ مرسلہ
مخزن الاسرارو سلطان الاوراد
زبدۃ الاثارتلخیص بہجۃ الاسرار
فتوح الغیب
آداب السلوک والتواصل الی منازل الملوک
سرالاسرارفیما یحتاج الابرار
المختصر فی علوم الدین
الطریق الی اللہ تعالیٰ
جلاالخواطر۔ مواعظِ غوثیہ
معراج ۔ لطیف المعانی
مکتوباتِ غوثیہ
کنزالانوار۔ ترجمہ و حاشیہ عقل بیدار
حق نمائے۔ ترجمہ و تحشیہ نورالہدیٰ کلاں
رسالہ حق نما
سیف الرحمٰن
اورادِ غوثیہ
اورادِ قادریہ

تحفۂ مرسلہ شریف

مُصنّفہ

شیخ ابُوسعید مُحمّد مُبارکؒ بن شیخ علی

Marfat.com

Book Series ....
Serial No. ....
Price ....
Date ....

Jamia Naqshbandia
Bustan-ul-Aloom
Murshid Abad Kadhala (AK)

Marfat.com

تحفۂ مرسلہ شریف

مُصنّفہ

شیخ ابُوسعید مُحمّد مُبارکؒ بن شیخ علی
المعروف بہ فضل اللہ معزمی السّلمی قُدِس سِرّہٗ

مترجمہ

مولانا عبدالعلیم نظامی

الکِتاب
گنج بخش روڈ ــ لاہور

Marfat.com

١٩٨٣

٦/٠٠

بختیار پرنٹرز - لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ○ والعاقبۃ للمتقین ○
والصلوٰۃ علی المظہر الاتم محمد وآلہ اجمعین ○

بعد ازاں یہ بندہ گنہ گار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار، الشیخ ابوسعید محمد مبارک بن شیخ علی المعروف بہ فضل اللہ معزمی السلمی بن شیخ رضی الدین ابوخالد بن شیخ مہران الطوسی حسب ذیل بیان کرتا ہے:

یہ چند کلمات علم الحقایق میں سے ہیں جن کو میں نے فرزند صالح و پسر روحانی عبدالقادر جیلانی کے لیے جمع کیا ہے تاکہ وہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حقیقتِ جامعہ سے آگاہ ہو جائے۔ میں اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پُرفتوح کی نذر کرتا ہوں۔ اس کا نام "تحفہ مرسلہ" رکھا ہے ——— تحفہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا ہے اور میں اللہ تعالےٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائے۔ یقیناً وہ ہر شے پر قادر ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

Marfat.com

برادرانِ من ! اللہ تعالےٰ نے تمھیں اور ہمیں سعادت سے ہمکنار کرے ، جان لو کہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ ہی " وجودِ مطلق " ہے ۔ وہ ایسا وجود ہے کہ جس کے لیے نہ کوئی شکل ہے نہ کوئی حد و حصر ۔ اس کے باوجود اس نے حد اور شکل میں ظہور و تجلی فرمائی ۔ پھر بھی اس کے بے صورت و بے حد ہونے میں کوئی تغیر نہیں آیا بلکہ وہ جیسا تھا ویسا کا ویسا ہے ۔ الآن کما کان ۔

وجود واحد ہے لیکن لباس مختلف اور متعدد ہیں ۔ یہی وجودِ واحد تمام موجودات کی حقیقت اور ان کا باطن ہے ۔ کائنات جتنی بھی ہے ، تمام تر ، اس وجود سے کہیں خالی نہیں ۔ یہ " وجود " تحقق اور حصول کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں مصدری معنی ہیں اور خارج میں موجود نہیں ہیں ۔ لہٰذا لفظ ، وجود کا اطلاق حق تعالےٰ پر ، جو خارج میں موجود ہے ، نہیں کیا جا سکتا ۔ اس کی شان اس سے بہت بلند و برتر ہے ۔ ہماری مراد اس وجود سے ایسی حقیقت ہے جو ان صفات سے متصف ہے ؛ اس کا وجود اس کی ذات سے ہے اور تمام موجودات کا وجود اسی سے ہے اور خارج میں اس کا غیر نہیں ہے ۔ نیز یہ کہ یہ وجود اپنی کنہ کے لحاظ سے کسی پر منکشف نہیں ہے عقل ، وہم یا حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے نہ ہی وہ قیاس میں آتا ہے ۔ کیونکہ یہ سب محدثات ہیں اور محدث کے ادراک میں صرف محدث ہی آسکتا ہے اور حق تعالےٰ کی ذات اور صفات اس سے بہت بلند و برتر ہے ۔ جس شخص نے اس جہت سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور اس میں کوشش کی تو اس نے اپنا وقت ضایع کیا ۔

Marfat.com

مراتبِ وجود

اس "وجود" کے بہت سے مراتب ہیں۔ ان میں سے پہلا مرتبہ لاتعین، اطلاق یا ذاتِ بحت کا ہے۔ یہ نہیں کہ اطلاق کی قید یا پابندی اور سلب تعین کا مفہوم اس مرتبہ میں ثابت ہے۔ بلکہ یہ مرتبہ ان معنیٰ میں "لاتعین" ہے کہ وجود اس مرتبے میں ہر قسم کی صفات کی نسبت سے منزہ اور ہر قید سے حتیٰ کہ اطلاق کی قید سے بھی پاک ہے۔ اس مرتبہ کو "مرتبہ احدیت" بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کی کنہ ہے۔ اس مرتبہ سے اوپر اور کوئی مرتبہ نہیں بلکہ جملہ مراتب اس کے تحت ہی ہیں۔

مرتبۂ ثانی کو "مرتبہ تعین اول" کہتے ہیں۔ اس سے مراد اللہ تعالےٰ کا اپنی ذات وصفات کو ——— ایک دوسرے میں امتیاز کیے بغیر اور اجمالی طور پر ——— جاننا ہے۔ اسے "مرتبۂ وحدت" اور "حقیقتِ محمدیہ" بھی کہتے ہیں۔

مرتبۂ ثالث کو "مرتبۂ تعینِ ثانی" کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالےٰ کا یعنی ذات و صفات کو اور جملہ موجودات کو ——— تفصیلی طور پر اور ایک دوسرے میں امتیاز کے ساتھ ——— جاننا ہے۔ اسے "واحدیت" اور "حقیقت انسانیہ" بھی کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا تینوں مراتب قدیم ہیں۔ ان کا آگے پیچھے ہونا عقلی ہے، زمانی نہیں ہے۔

چوتھا مرتبہ "مرتبۂ ارواح" ہے۔ اس سے مُراد وہ مجرّد اور بسیط کونی اشیاء ہیں جو اپنی ذوات اور امثال پر ظاہر ہوتی ہیں۔

Marfat.com

پانچواں مرتبہ "عالمِ مثال" کا ہے۔ اس سے مُراد اشیائے کونیہ مرکبہ لطیفہ ہیں جو نہ تو اجزا میں تقسیم ہوتی ہیں، نہ ان کے ٹکڑے کیے جا سکتے ہیں اور نہ وہ فرق والتیام (یعنی پھاڑنے اور جوڑنے) کا عمل قبول کرتی ہیں۔

چھٹا مرتبہ "عالمِ اجسام" کا ہے۔ اور یہ ان اشیائے کونیہ مرکبہ کثیفہ سے عبارت ہے جو تجزی اور الگ الگ ہونے کا عمل قبول کرتی ہیں۔

ساتواں مرتبہ ان تمام مراتبِ مذکورہ ——— جسمانی، نورانی، روحانی، وحدت اور واحدیت ——— کا جامع ہے۔ یہ سب سے آخری تجلی اور سب سے آخری لباس ہے اسے "انسان" کہتے ہیں۔

ان مراتب میں سے پہلا مرتبہ "لاظہور" کا مرتبہ ہے۔ باقی چھ کے چھ مراتب ظہور کلیہ کے ہیں۔ ان میں سے آخیر مرتبہ یعنی انسان، جب عروج کرتا ہے تو اس میں تمام مذکورہ مراتب اپنے پورے پھیلاؤ کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کو "انسانِ کامل" کہا جاتا ہے۔ یہ عروج اور جملہ مراتب کا پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر ہوا۔ اسی بنا پر آپ خاتم النبیین کہلائے۔

"مراتبِ الوہیت" کے اسماء کا مراتبِ کون وخلق پر بولنا جائز نہیں۔ اسی طرح مراتبِ کون وخلق کا مراتب الوہیت پر اطلاق جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

کمالاتِ وجود

"وجود" کے لیے دو طرح کے کمالات ہیں۔ ایک کمال ذاتی، اور دوسرا کمال اسمائی ہے۔ کمال ذاتی سے حق تعالٰے کا ظہور اپنے آپ پر، اپنے آپ میں اور اپنے لیے ہے۔ اس میں غیر اور غیریت کا اعتبار نہیں۔ اس کمال کے واسطے غنائے مطلق لازمی ہے۔

غنائے مطلق

یعنے حق تعالٰے کا اپنے آپ میں تمام شیون اور اعتباراتِ الٰہیہ و کونیہ کا معہ ان کے احکام و لوازم و مقتضیات کے کلّی اور اجمالی طور پر مشاہدہ فرمانا۔ کیونکہ یہ سب اس کے بطون اور اس کی وحدت میں مندرج ہیں جس طرح تمام اعداد "واحد عددی" کے اندر مندرج ہوتے ہیں۔

اس مشاہدہ کو غنائے مطلق اس لیے کہا گیا ہے کہ (اس مشاہدہ کے باعث) حق تعالٰی ظہورِ عالم سے تفصیلی طور پر مستغنی ہے۔ اس کو حصول مشاہدہ کے لیے جہاں اور اس کی اشیاء کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ او تعالٰے کو تمام موجودات کا مشاہدہ بوجہ کل کے بطون و وحدت میں مندرج ہونے کے حاصل ہے۔ اور یہ مشاہدہ شہود عینی علمی کہلاتا ہے جیسے مفصل کا شہود مجمل میں ہوتا ہے یا کثیر کا واحد میں یا درخت کا شہود شاخوں، پتوں وغیرہ سمیت ایک گٹھلی میں ہوتا ہے۔

کمال اسمائی سے مُراد حق تعالٰے کا ظہور اپنے آپ پر اور اس کی ذات کا شہود تعیناتِ

Marfat.com

خارجیہ ـــــــ یعنی عالم اور ما فیہ ـــــــ میں ہے۔ اس شہود کو "شہود اعیانی وجودی" کہتے ہیں۔ جیسے مجمل کا شہود مفصل میں، واحد کا کثیر میں اور گٹھلی کا شہود درخت اور پھل پھول میں ہے۔

یہ کمالِ اسمائی تحقق اور ظہور کے لحاظ سے عالم (اور جو کچھ اس میں ہے) کی ہستی پر موقوف ہے کیونکہ اس کے جو معنی اوپر بیان ہوئے ہیں وہ عالم کے تفصیلی طور پر ظہور کے سوا حاصل نہیں ہو سکتے۔

"وجود" نہ تو موجودات میں حلول کیے ہوئے ہے اور نہ ان سے متحد ہے۔ کیونکہ حلول اور اتحاد کے لیے دو موجودوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے میں حلول کر سکے یا ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو سکے۔ اور "وجود" تو صرف ایک ہے، اس میں تعدد اصلاً نہیں ہے۔ یہ تعدد جو نظر آتا ہے صفات میں ہے اس پہ عارفوں کا ذوق اور وجدان شاہد ہے۔

عبودیت، تکالیف، راحت، عذاب اور آلام ـــــــ یہ سب تعینات کی طرف راجع ہیں۔

مرتبہ اطلاق کے اعتبار سے "وجود" ان سب اشیا سے منزہ ہے۔

"وجود" جملہ موجودات کو محیط ہے۔ یہ احاطہ ایسا ہے جیسا ملزوم کا اپنے لازم کو یا موصوف کا اپنی صفات کو ہوتا ہے۔ ایسا احاطہ نہیں جیسا ظرف کا اپنے مظروف کو یا کل کا اپنے جزو کو ہوتا ہے کیونکہ ذاتِ اُو تعالیٰ اس سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

جس طرح وجود، اپنے اطلاقِ محض کے اعتبار سے جملہ موجودات کی ذاتوں میں سرایت کیے ہوتے ہے، اسی طرح 'وجود' کی صفاتِ کاملہ بھی اپنی کلیت اور اطلاق کے اعتبار سے تمام موجودات میں ساری ہیں۔ 'وجود' کے موجودات کی ذاتوں میں ساری ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ ان ذاتوں میں ان کا عین ہے جیسا کہ وہ ذاتیں ظہور سے پہلے اس 'وجود' میں اس کا عین تھیں۔ اسی طرح صفاتِ کاملہ صفاتِ موجودات کے ضمن میں صفاتِ موجودات کی عین ہیں جیسا کہ وہ (یعنی صفاتِ موجودات) اپنے ظہور سے پہلے صفاتِ کاملہ میں ان کی عین تھیں۔

Marfat.com

عالم اور اس کے جملہ اجزا سب اعراض ہیں اور معروض صرف وجود ہے۔

اس عالم کے لیے تین مواطن ہیں۔ پہلے کو "تعین اولیٰ" کہتے ہیں اور اس میں (عالم کو) شیون سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دوسرے "تعین ثانی" کہتے ہیں اور اس میں (عالم کو) اعیانِ ثابتہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ تیسرا خارج میں ہے اور اس میں (عالم کو) اعیانِ خارجیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اعیانِ ثابتہ نے وجود کی بُو تک نہیں سونگھی۔ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے احکام و آثار ہیں۔

قرب دو طرح کا ہے۔ ایک کو قربِ نوافل اور دوسرے کو قربِ فرائض کہتے ہیں۔

قربِ نوافل سے مراد صفاتِ بشری کا زوال اور صفاتِ الٰہی کا ظہور ہے۔ اس طرح کہ اللہ کے حکم سے زندہ کرے اور مارے۔ اور اس سے سننا اور دیکھنا صرف کان اور آنکھ سے نہ ہو بلکہ پورے جسد سے سنے اور دیکھے۔ اسی طرح آوازوں کو دُور سے سن سکے۔ علیٰ ہذا القیاس سب صفات ہو جائیں۔ صفاتِ بندہ کا اللہ تعالےٰ کی صفات میں فنا ہو جانا یہی ہے اور یہ نوافل کا ثمرہ ہے۔

قربِ نوافل سے مُراد یہ ہے کہ بندہ کلّی طور پر تمام موجودات کے شعور سے حتیٰ کہ اپنے آپ کے شعور سے بھی فنا ہو جائے۔ یہ فنایت اس حد تک ہو کہ اس کی نظر میں سوائے وجودِ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے اور کوئی شے باقی نہ رہے۔ یہ معنیٰ ہیں بندے کے اللہ میں فنا ہونے کے۔ اور یہ ثمرہ ہے فرائض کا۔

وحدۃ الوجود کے قائلین میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو علم الیقین کے ساتھ یہ تو جانتے ہیں کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ظاہراً و باطناً تمام موجودات کی حقیقت ہے۔ لیکن یہ لوگ خلق میں خلق کا مشاہدہ نہیں کرتے۔

اور کچھ ایسے ہیں جو شہود قلبی کے ساتھ خلق میں حق کا مشاہدہ کرتے ہیں، یہ مرتبہ پہلے مرتبے سے

Marfat.com

اعلیٰ و افضل ہے۔

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو حق کا خلق میں اور خلق کا حق میں اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک کو دیکھنا دوسرے کے دیکھنے میں مانع نہیں ہوتا۔ یہ آخری مرتبہ پچھلے دونوں مراتب سے اولیٰ و اعلیٰ ہے۔ یہ انبیاء کا مقام ہے اور ان کی متابعت میں اقطاب کو بھی حاصل ہے۔

جو شخص شریعت اور طریقت کا مخالف ہو اس کے واسطے تو ان مذکورہ مراتب میں سے متوسط مرتبہ کا حاصل ہونا بھی محال ہے چہ جائیکہ اسے آخری مرتبہ حاصل ہو سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

تمام موجودات بحیثیت تعین اس کا غیر ہیں۔ یہ غیریت اعتباری ہے۔ ورنہ تحقق کے لحاظ سے کل حق سبحانہ و تعالےٰ ہے۔ اس کی مثال حباب، موج اور برف کی ہے۔ یہ سب اپنے تحقق کے لحاظ سے پانی کا عین ہیں مگر تعین کی رو سے پانی کا غیر ہیں۔ اسی طرح سراب کی مثال ہے کہ اپنے تحقق کی حیثیت سے وہ عین ہوا ہے جب کہ بلحاظ تعین غیر ہوا ہے۔ سراب درحقیقت ہوا ہے جو پانی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

وحدۃ الوجود کے بارے میں بہت سے دلایل ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔

اور اللہ ہی کے لیے مشرق و مغرب ہے۔ تم جدھر بھی اپنا رخ کرو گے اللہ کا چہرہ پاؤ گے۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔

اور ہم اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ایک اور جگہ یوں فرمایا ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

اور تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

Marfat.com

اور فرمایا:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۔

اور ہم (بندے کی طرف) تم سے زیادہ قریب ہیں۔ لیکن تم دیکھ نہیں پاتے ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔

(اے رسولؐ!) جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ (یقیناً) اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

ایک دوسری آیت میں یوں فرمایا:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

وہ اوّل ہے اور وہ آخر، وہ ظاہر ہے اور وہ باطن اور وہ ہر شئے کو جانتا ہے۔

ایک اور موقع پر ارشاد ہوتا ہے:

وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔

اور تمہاری جانوں میں (نشانیاں ہیں) تو پھر کیا تم نہیں دیکھتے۔

پھر ایک جگہ فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔

اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں قریب ہوتا ہوں۔

Marfat.com

ایک اور مقام پر یہ ارشاد ہوتا ہے :

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۔

اور (اے رسولؐ!) تم نے (حربہ) نہیں پھینکا جب تم نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا اور اللہ ہر شے کا احاطہ کرنے والا ہے ۔

اسی طرح اور بھی آیاتِ کریمہ ہیں جو وحدۃ الوجود پر دلالت کرتی ہیں ۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارک بھی اس پر دلالت کرتی ہیں ۔ چنانچہ آپ نے فرمایا :

أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَتْهُ الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ ،

سب سے سچا کلمہ جو عرب نے کہا ہے وہ لبید کا یہ کلمہ ہے :

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلٌ ۔

کیا اللہ کے سوا سب کچھ باطل نہیں ہے ؟ (یعنی باطل ہے) ۔

نیز آپ نے فرمایا :

إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَقَامَ الصَّلٰوةَ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ

تم میں سے جب کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ضرور اپنے رب

فَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ۔

سے سرگوشی کرتا ہے ۔ کیونکہ اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے ۔

ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے :

لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ

(اللہ تعالٰے فرماتا ہے) میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل

Marfat.com

حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ

کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اسے

سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهٗ

محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ

اَلَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهٗ الَّذِیْ

سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے

یَبْطِشُ بِهٖ وَلِسَانَهٗ الَّذِیْ

اور اس کا ہاتھ جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کی زبان جس سے

یَنْطِقُ بِهٖ وَرِجْلَهٗ الَّذِیْ

وہ کلام کرتا ہے اور اس کے پاؤں، جن سے وہ چلتا ہے۔ پس اس کا

یَمْشِیْ بِهٖ۔ فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ

سننا، دیکھنا، چلنا پھرنا اور دیگر سب کام مجھی سے ہوتے

وَبِیْ یَمْشِیْ، اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ۔

ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد کیا:

ان اللہ یقول مرضت ولم

تعدنی ..... (الی آخرہ)

حق تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا کہ میں بیمار تھا تم نے میری
عبادت نہ کی، میں بھوکا تھا تم نے مجھے روٹی نہ دی، میں پیاسا تھا تم نے
مجھے پانی نہ دیا۔ وہ بندہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اے پروردگار!

Marfat.com

میں نے تو تجھے دنیا میں بیمار، بھوکا اور پیاسا نہیں دیکھا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ فلاں بیمار جس کی تو نے عیادت نہ کی، میں ہی تھا۔ فلاں بھوکا سایل جس کو تو نے کھانے کے لیے کچھ نہ دیا، میں ہی تھا اور فلاں پیاسا جس کو تو نے پانی نہ پلایا، میں ہی تھا۔

ترمذی نے ایک طول حدیث روایت کی ہے جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں ارشاد فرماتے ہیں :

..... وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّکُمْ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر تم

دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السُّفْلٰی لَھَبَطَ عَلَی

سب سے نچلی زمین پر رسی ڈالو تو وہ بالضرور اللہ تعالے پر گرے

اللّٰہِ تَعَالٰی - ثُمَّ قَرَأَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

گی۔ (یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی) :

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ

وہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور ہر ایک

بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔

شے کو خوب اچھی طرح سے جاننے والا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی احادیث پاک ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے :

اَلْوَحْدَۃُ اِسْقَاطُ الْاِضَافَاتِ

وحدت اضافتوں اور نسبتوں کا ساقط ہونا ہے۔

وحدۃ الوجود کے بارے میں امامانِ طریقت علیہم الرحمۃ کے اقوال اس کثرت سے ہیں

Marfat.com

کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے۔ اس لیے میں نے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا۔ اگر تمہیں یہ فرمودات جاننے کا شوق ہو تو ان بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ کرو۔ ان میں تمہیں یہ سب باتیں لکھی ہوئی مل جائیں گی۔

اے طالب! اگر تم واصل بحق ہونے کا ارادہ رکھتے ہو تو سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تم اپنے قول و فعل اور ظاہر و باطن میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرو۔ پھر وحدۃ الوجود کا مراقبہ کرو۔ یہ عین کلمۂ طیبہ کا معنی ہے۔ اس میں وضو کی شرط نہیں ہے لیکن اگر وضو ہو تو بہتر ہے۔ اسی طرح وقت کی بھی تخصیص نہیں ہے اور نہ ہی سانس کے اندر آنے یا باہر جانے کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اس میں کلمۂ طیبہ کے حروف کی بجائے صرف اس کے معانی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے اور ہر حالت میں ——— یعنی کھڑے یا بیٹھے یا لیٹے ہوئے چلتے پھرتے کھاتے پیتے، غرضیکہ ہر سکون و حرکت میں ——— اس کام کو کرتے رہو۔

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تم اپنی انانیت (یعنی "میں" ہونا) کی نفی کرو۔ انانیت کا مطلب تمہارا اپنی حقیقت اور اپنے باطن کو حق سبحانہ و تعالے کا غیر جاننا ہے۔ بس اسی انانیت کی نفی کی جاتی ہے اور یہی معنی ہیں الا اللہ کے۔

اگر تم یہ کہو کہ جب "وجود" واحد ہے اور اس کا غیر سرے سے موجود ہی نہیں ہے تو پھر نفی کس کی اور اثبات کس شے کا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دوئی کا وہم حالانکہ سراسر باطل ہے۔ تاہم یہ خلق کے لیے پیدا تو کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمہارے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس وہم کی نفی کرو اور اس کے بعد حق سبحانہ و تعالے کو اپنے باطن میں ثابت کرو۔

اے طلب گارِ حق! جب اللہ تعالے کے فضل سے تم پر حال کا غلبہ ہو جائے گا تو تمہیں اپنی انانیت ——— جو ایک وہمی شے ہے ——— کی نفی کرنے کی ضرورت نہ رہے گی بلکہ اس وقت تمہارے اندر سوائے اثباتِ حق تعالے شانہ کے اور کچھ باقی نہ ہوگا۔

Marfat.com

اللہ تعالےٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے طفیل
ہمیں اور تمھیں اس مقام کی توفیق عنایت فرمائے ۔

Marfat.com

بدستِ نقشِ آدل بدستِ شیخِ جیلانی
کہ دستِ او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

ایک دیکھے غوثِ اعظم قطبِ ربانی
پیر سیدِ عالم نے محبوبِ سبحانی

حبیب پیر سر مکنونی
شانِ شان بے چونی بیان سر مکنونی
سپہ پیش نہیں بصورت مرتضیٰ ثانی

رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حمد و تعریف ذات اللہ تعالیٰ ذوالجلال لم یزل و لایزال جل شانہٗ و عز برہانہٗ	۲
۲	اِتّصال و معیت پتلۂ خاک باآں ذات پاک جل جلالہٗ	۴
۳	نعت حضرت سیدِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم	۵
۴	عرضِ حال مؤلف و سببِ تالیف و خصوصیاتِ کتاب	۹
۵	تعریف و تاثیر کلام اللہ و وجہ عدم تاثیر اور کتاب ہذا کے اجزاء ترکیبی یعنی پنج گنج	۱۳
۶	اوّل گنج رسالہ رُوحی اور اِس کی شرح۔ کامل عارفین اور اولیائے کاملین کے کلام کی حقیقت	۱۷
۷	رسالہ رُوحی اور حدیث کنت کنزاً کی معنی المعنی اور تفسیر التفاسیر	۲۷
۸	ذکر سات مراتب و تعیّنات و تنزّلات ذات واجب الوجُود مع تفصیلات	۲۸
۹	فرق درمیان مراتبِ الٰہیہ و مراتب کونیہ اور مرتبۂ حضرتِ اِنسان	۳۴
۱۰	مراتب تعیّنات و تنزّلات اور مراتبِ الٰہیہ و کونیہ کا نقشہ	۳۶
۱۱	سات مراتبِ مذکورہ کے مطابق سات تنوّعات و ظہورات کائنات و ظہور سات سُلطان الفقراء	۳۷
۱۲	عارفِ سالک کے اثنائے سلوک میں عروج و نزول کے وقت دائرۂ رُبُوبیت و دائرۂ عبُودیت قاب قوسین کا ظہُور	۳۸
۱۳	دُنیا میں تین قسم کے مجُوبین، مجذوبین اور محبُوبین لوگوں کا بیان	۴۴
۱۴	رسالہ رُوحی پر بعض کور چشم ظاہر بین خشک مزاج ملاؤں کے بعض اِعتراضات کے جواب	۴۷
۱۵	فقر کی تعریف اور اِس کی حقیقت اور فقر کے متعلق حضرت ابی ذر غفاری رضؓ کی طویل حدیث	۵۲
۱۶	فقر خاص الخاص اور فقر محمدی صلعم کے حقیقی خدّوخال	۷۱
۱۷	اوّل سلطان الفقراء حضرت خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا کے حالات	۷۲
۱۸	دوم سلطان الفقراء حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات	۸۰
۱۹	سوم سلطان الفقراء حضرت قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے حالات	۸۸
۲۰	حضُور کے اِبتدائی مجاہدات و ریاضات کے حالات	۹۳
۲۱	حضُور کے ایک دفعہ جنگل میں حضرت خضرؑ سے ملاقات کا واقعہ	۹۴
۲۲	حضُور کو حضرت سرورِ کائنات صلعم اور حضرت علیؓ کی طرف سے وعظ فرمانے کا امر	۹۵
۲۳	حضور کے کشف کرامات و خوارق عادات	۹۷
۲۴	حضور کے اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر میں تصرّف کا بیان	۱۰۲
۲۵	شاہراہِ سلوک میں حضور کے طیر سیر کی تیزی اور فضائے باطن میں حضُور کی سُرعتِ پرواز	۱۰۳
۲۶	حضرت شیخ بقا ابنِ بطُوطہ کے متعلق آپ کے حالات اور آپ کے خلیفہ حضرت شیخ صدقہ کا واقعہ	۱۰۴
۲۷	باطن میں ہر ولی اور ہر سالک ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے	۱۰۷

www.yabahu.com

۲۸	ہمارے آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ذاتی تھا	۱۱۰
۲۹	منہ انبیاء سابقین کے آنحضرت ﷺ کی امت میں شمولیت اور آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ کی توجیہ	۱۱۲
۳۰	دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا امکان اور آنحضرت ﷺ کو دو دفعہ دیدار کا بیان	۱۱۴
۳۱	معراج حضرت سرور کائنات ﷺ کی حقیقت اور اس کی کیفیت کا بیان	۱۳۰
۳۲	حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے لقب محی الدین قدس سرہٗ سے سرفراز ہونے کی حکایت	۱۳۳
۳۳	سات سلطان الفقراء کو اصلی مجددین دین متین کی حیثیت حاصل ہے	۱۳۸
۳۴	حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی :- اے اہل مشرق اے اہل مغرب الخ	۱۴۰
۳۵	قادری طریقے کے دوسرے طریقوں پر فضیلت کا بیان	۱۴۲
۳۶	حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کے فرمان قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کا بیان	۱۴۲
۳۷	تمام بانیان طریقت کے حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ سے فیوضات حاصل کرنے کا بیان	۱۵۰
۳۸	حضور کی تاریخ پیدائش و تاریخ وصال اور آپ کی عمر شریف	۱۶۲
۳۹	چوتھے سلطان الفقراء حضرت پیر عبدالرزاقؒ کے حالات	۱۶۳
۴۰	پانچویں سلطان الفقراء سلطان العارفین برہان الواصلین فنا فی عین ذات یاہو حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حالات	۱۶۵
۴۱	غنیۃ الطالبین حضرت پیر محبوب سبحانی کی تصنیف نہیں ہے	۱۶۸
۴۲	حضور کی والدہ، جدہ حضرت مائی راستی صاحبہؒ کا آپ کے نام باہو رکھنے کا بیان	۱۷۴
۴۳	حضور کے بچپن کے حالات	۱۷۹
۴۴	حضور کے مزار مقدس کے حالات اور حضور کی قبر سے ظہور نور کا بیان	۱۸۱
۴۵	حضور کی تصنیفات کا حال	۱۹۰
۴۶	آنحضرتؒ کے بیعت کا سال	۲۰۲

۴۷	حضور کے فیوضات و برکات کے دو بڑے ظہورات	۲۱۲
۴۸	کشف و کرامات کی دو قسمیں	۲۱۳
۴۹	حضور کے دہلی کے سفر کے حالات	۲۱۶
۵۰	حضور کے اپنے خلیفہ سلطان نورنگؒ کے ہمراہ پہاڑ سون سکیسر کے مقام کلرکہار میں خلوت کا حال	۲۲۲
۵۱	حضور کے دو دفعہ شغل کاشتکاری اختیار کرنے کا بیان	۲۲۸
۵۲	حضور کے ایک مفلوک الحال سید کو ایک دم میں مالامال کرنے کا حال	۲۲۹
۵۳	آپ کے خلیفہ حضرت گل محمد سندھی صاحبؒ کے حالات	۲۳۵
۵۴	حضرت شیر شاہ صاحبؒ کے ساتھ آپ کے باطنی معاملے کا بیان	۲۴۶
۵۵	حضرت کے ڈیرہ غازی خاں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے سیر سفر کے حالات	۲۵۲
۵۶	حضور کے کرامت سے ایک بیری کے درخت کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا بیان	۲۵۵
۵۷	حضرت محسن شاہ صاحبؒ گیلانی ساکنہ گھوٹکی کی فیض یابی کے حالات	۲۵۷
۵۸	حضرت کے وصال کی تاریخ	۲۶۲
۵۹	گنج اول رسالہ روحی شریف معہ ترجمہ	۲۶۵
۶۰	گنج دوم دعا سیفی یعنی حرز یمانی معہ ترجمہ و اسناد	۲۸۲
۶۱	گنج سوم صلوٰۃ الکبریٰ و فضیلت درود شریف	۳۱۳
۶۲	گنج چہارم قصیدہ باز اشہب و اسماء یازدہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ	۳۸۰

www.yabahu.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

سب تعریف اُس پاک ذات واجب الوجود کو زیبا ہے جس کے کنہ کے اظہار میں نورِ اوّل کے نُونِ نکتہ شناس کا دائرۂ نطق تنگ ہے اور جس کے بیانِ معرفت میں علمِ قدیم کا قدم لنگ ہے جس کی تعریف میں عارفِ اوّل اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتا ہے کہ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور جس کی توصیف میں اُستادِ عقلِ کُل اپنے عجز کا اعلان صاف کرتا ہے کہ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اس کے جمالِ بے مثال کی حمد میں قلمِ تحریر شکستہ ہے اور اس کے جمالِ باکمال کی مدح میں زبانِ تحریر بستہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ اسی پر دال ہے۔ اور اَلْعِجْزُ عَنِ الْمَعْرِفَةِ مَعْرِفَةٌ عارفوں کا آخری حال ہے۔ اس مقام پر عارفوں کو سوائے حیرت کے

اور کچھ حاصل نہیں کیونکہ اس بحرِ بے پایاں کا کوئی ساحل ہی نہیں۔ تمام عقل کے قافلے اس خونخوار وادی میں سنگسار اور کل کوشش کی کشتیاں اس بحرِ ناپیدا کنار میں شکستہ اور بیکار ہوئیں ؎

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

سچ ہے کہاں یہ مُشتِ خاک بے ادراک، اور کہاں وُہ نیرِ نورِ پاک مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ۔ کجا یہ نفسِ حادث پُر ہوس و ہوا اور کجا وُہ ذاتِ قدیم وراء الوراء۔ ابیات مؤلف عفی عنہٗ۔

اے کہ بے نام و نشانی کیستی — اے کہ نزدیکم زجانی کیستی؟
اے کہ در ہر ذرّہ می بینم ترا — اے کہ اندر لامکانی کیستی؟
اے کہ نزدیکی تو از حبل الورید — اے کہ بیروں از گمانی کیستی؟
گاہ بر طورِ دلم جلوہ کنی — گاہ گوئی لن ترانی کیستی؟
بے نشانی، بے مثالی، بے مثل — اے کہ بودی، نیز آنی کیستی؟
اوّل آخر ظاہر و باطن توئی — ہم عیانی ہم نہانی کیستی؟

سرّ ودی را حیرت اندر حیرت است
تو خدائی خود تو دانی کیستی؟

با ایں ہمہ چونکہ ہر دو ذاتِ واجب و ممکن اور ہستیٔ حادث و قدیم

www.yabahu.com

کے درمیان ایک مخفی رابطۂ نور اور پوشیدہ رشتۂ ظہور ہے۔ اور بمقتضائے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰، سورۃ والضحیٰ) اس کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اظہار ضروری ہے۔ لہٰذا انسان کامل کا آلۂ تقریر اور وسیلۂ تحریر اگرچہ بظاہر آوازِ زبانی اور الفاظ و عبارتِ انسانی ہے مگر فی الحقیقت انشاء رحمانی اور الہامِ ربانی ہے۔ اور اگرچہ وہ ذات غیر مخلوق نور دائرۂ عقل و قیاس سے بہت دور اور ظاہری حواس اور عقلی ادراک سے مخفی اور مستور ہے۔ لیکن اُس کنزِ مخفی کو خود چونکہ مکشوف اور معروف ہونا منظور ہے۔ لہٰذا ہر کاملِ انسان حاملِ بارِ امان اور خلیفۂ حق سبحان کا وجود اُس کے تجلیاتِ ذات کے لئے مثلِ موسیٰ، اُس کا سینہ اسرارِ صفات کے لئے بمنزلۂ وادیٔ سینا، اُس کا جسم انوار افعال کے واسطے گویا شجرۃ النور اور اُس کا قافِ قلب تجلیاتِ اسماء کے لئے مثلِ کوہِ طور ہے۔ سو عارفِ کامل کا وجود اللہ تعالیٰ کے جملہ اسماء و صفات کا مظہرِ اتم اور آئینۂ حق نما ہے۔ اور اسی میں وہ خود بخود پرتو فگن اور جلوہ آراء ہے۔ اسی آئینے میں دیکھتا ہے۔ اپنا جمالِ جہاں آراء اور خود ہے شاہد و خود مشہود، اور خود ناطق و خود منطوق یعنی خود بینا ہے اور گویا نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (سورۃ نور

پارہ ۱۸، رکوع ۱۱) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى (پارہ ۲۷، سورہ وَالنجم اذا ھوٰی)

ترا ز دوست بگویم حکایتے بے پوست — ہمہ از وست وگر نیک بنگری ہمہ اوست
جمالش از ہمہ ذراتِ کون مکشوف است — حجاب تو ہمہ پندار ہائے تو بر توست

اور ہزاروں ہزار صلواتِ طیبات اُس نبی الحیات، مجمع الحسنات معدن الخیرات، سید السادات، فخرِ موجودات اور سرورِ کائنات ختم الانبیاء احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو کہ جن کی ذاتِ والا صفات مرکز دائرۂ کائنات ہے۔ اور جن کا ظہور پُر نور عنوانِ صفحۂ موجودات ہے۔ آپ کا جسدِ بے حسد وہ شجرِ طیبہ ہے کہ جس کا اصل ثَابِتٌ فِى الْاَرْضِ اور فرع رَافِعٌ السَّمَاءِ ہے آپ کا وجودِ باجود برزخِ آیاتِ کبریٰ اور آئینۂ حق نما ہے۔ آپ کا ظاہر و باطن، صورت و سیرت اور خلق و خلق تمام خلقِ خدا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ؎

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ — وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ — كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ:- کسی آنکھ نے تجھ سے زیادہ خوبصورت انسان نہیں دیکھا اور کسی ماں نے تجھ سے زیادہ کامل بچہ جنا ہی نہیں ہے۔ تو ہر عیب سے

www.yabahu.com

پاک پیدا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالٰے نے
اُسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح تو نے پیدا ہونا چاہا۔

آپ عبُودیت کے اعلیٰ مراتب سے متحقق اور اصطفائیت کے خاص اخلاق سے متخلق ہیں۔ حضُور رُوح و روانِ جسدِ کونین اور عینِ حیاتِ دارین ہیں۔ آپ کی جناب ترجمانِ زبانِ قدیم اور علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کی علیم ہے حضُور بمصداق اجساد نا اروا حنا مجسّم نوری لطیفۂ لطفِ ذاتِ خلّاق اور ہر دو غیب و شہادت میں اللہ تعالٰے کے مظہرِ اتم اور آیتِ اعظم انفس وآفاق ہیں حضُور کے نفسِ ناطقہ کے نُونِ اوّل نے سب سے پہلے کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًا کے بحر الغیوب میں غوطہ لگایا اور حضور کی لسانِ حق ترجمان نے قلم کی صُورت میں قدم کی سیاہی سے صفحۂ حدوث پر اظہارِ اسرار فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِتَعَرَّفْتُ اِلَیْهِمْ فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا۔ جناب ایک طرف تو بمصداق قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (پارہ ۱۶ سُورۃ کہف رکوع ۳) خالِ حدُوث کے داغ سے داغدار ہیں اور دُوسری طرف یُوْحٰی اِلَیَّ کے قدیم رنگ صبغۃ اللہ سے رنگدار ہیں۔ یہی وُہ برزخِ کبریٰ ہے جس نے عبُودیت اور رُبُوبیّت اور حدُوث وقِدم کی دو کمانوں کو آپس میں مِلایا۔

اِدھر مخلوق میں شامِل اُدھر اللہ سے شاغِل
کمال اُس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدّد کا

قدرت نے ضِدّین وجُوب و امکان کے اِجتماع کے لِئے یہی ایک مکمّل وسیع وعریض ظرف پایا ؎

تقدیر بنشانید بیک ناقہ دو محمل
سلمائے حدُوثِ تو و لیلائے قِدم را

جُملہ علما۔ کالب و دہن شریعتِ جناب کے رشحاتِ ابرِ علم الیقین سے تر اور سیراب ہے۔ کُل اولیا۔ کا گلشنِ طریقت کے بحرِ عین الیقین سے سرسبز وشاداب ہے اور تمام انبیاء مُرسلین کے فلکِ حقیقت پر جس قدر بھی نجوم واقمارِ اسرار درخشندہ وتابندہ نظر آرہے ہیں ان سب کا ماخذ ومعدن حضُورِ پُرنور کے حق الیقین کا آفتابِ عالمتاب ہے ؎

عالم نمے از رشحۂ بحرِ کرمِ اوست — آدم کفِ پائے زغبارِ قدمِ اوست
آدمؑ شدہ بیدار وہنوز او بشکر خواب — شاباش وجودے کہ طفیلِ عدمِ اوست
جیلے کہ چو خورشید زند خیمہ بر افلاک — در آرزوِ سایۂ عالی علمِ اوست
دُر در شکمِ بحرِ نہان است و دِل او — دُرّیست کہ صد بحر نہان در شکمِ اوست

شادیِ جہاں کرد فدائے غمِ اُمّت
دانِست کہ شادیِ جہانے بغمِ اوست

www.yabahu.com

دِل چاہتا ہے کہ حضُور کی شانِ عظمت نشان میں ہر زبان، ہر زمان اَور مکان بلکہ تمام جہان کی تعریفیں اَور توصیفیں جمع کردی جائیں لیکن نہ قلم تحریر میں یہ تاب و توانائی ہے اَور نہ دل و دماغ کوتاہ اندیش میں وُہ وسعت و پہنائی ہے کہ حضور کی شان وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (پارہ ۳۰ سُورہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ) کا حق ادا کرسکے۔ سُبحان اللہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ تو حضُور کی بڑی تعریف فرماتے ہیں۔ اَور حضُور کے ذِکر اَور شان کو بلند کرتے ہیں لیکن کئی ایسے منافق حاسد کور چشم بھی ہیں جو آپ کی شان کو اُلٹا پست کرتے اَور آپ کی تعریف سے چڑتے اَور اُسے ناپسند کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس! حضُور کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے لیکن کیا کیا جائے نہ ہمارے عقل و فہمِ نارسا میں اِس قدر وُسعت اَور نہ قلمِ تحریر میں اِس قدر دم ہے جس سراجِ منیر کو خود خدائے تعالیٰ نے روشن اَور منوّر کیا ہو اَور جسے دن بدن بڑھانا اَور پھیلانا چاہے بھلا اُسے کون بُجھائے بلکہ بُجھانے اَور مٹانے والے خُود بُجھ جائیں گے اَور مِٹ جائیں گے اَور یہ ذاتی نیّرِ اعظم ابدالآباد تک اپنی شان نمایاں کے ساتھ فلک الافلاک پر درخشندہ اَور تاباں رہے گا۔ يُرِيدُونَ لِيُطۡفِـُٔواْ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفۡوَٰهِهِمۡ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡكَٰفِرُونَ ﴿پارہ ۲۸، سُورۃ صف رکوع ۹)

واضح رہے کہ کُفر اَور شرک کے اِس تاریک دَور اَور اِلحاد و دہریّت

کے اِس اندھے زمانے میں جب کہ کامِل مردانِ خُدا کا مِلنا نہایت نادر، سخت مشکل بلکہ تقریباً محال ہے اَور عارفِ کامل واصل کا وجود دُنیا میں عنقا مثال ہے۔ یعنی سخت قحط الرّجال ہے۔ نہ کوئی صاحبِ حال ہے اَور نہ حال کے موافق کِسی صاحبِ قلم کا قال ہے۔ دُنیا میں کتابیں اَور تصانیف تو بے شمار ہیں لیکن اکثر بیہوُدہ، یاوہ گو، مُردہ دِل اَور زندہ زبان مصنّفین کی تحریرِ بے تاثیر کے دفترِ بے معنے اَور لسان و طرّار اَور بے عمل عالموں کے گفتارِ بے کردار کے انبار ہوّا کرتے ہیں جن کے مطالعے سے تضیعِ اَوقات اَور وقتی مشغلہ کے سوا اَور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اِس فقیر کو اِس زمانے میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جو سراسر نوُر ہو اَور نرے حال سے معمُور ہو۔ جسے خالی پڑھنے سے ہی پڑھنے والوں کو تاثیر ہو جائے۔ اَور بغیر ریاضت و مجاہدہ زندہ دل اَور روشن ضمیر ہو جائے۔ چنانچہ اپنے تجربے اَور مشاہدے کی بنا پر آج طالبانِ حق کے لِئے اِس کتاب کے اندر پانچ ایسے نادر و نایاب رُوحانی تحفے جمع کِئے ہیں جن کے دِن رات خالی پڑھنے سے ہی طالب کو اِنشاء اللہ گنجِ بے رنج، رازِ بے ریاضت اَور مشاہدہ بے مجاہدہ حاصل ہو جائے گا۔ اَور بغیر مِحنت و ریاضت جلدی طالبِ صادق اللہ تعالیٰ سے واصل اَور

www.yabahu.com

حضورِ پُرنور مجلس حضرت محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں داخِل ہوجائے گا۔ لہٰذا یہ کتاب کلیدِ کنزِ کونین اَور مفتاحِ گنجِ سعادتِ دارین ہے۔ یہ تمام دینی و دنیوی مشکلات کے قفلوں کی ایک کامل وکامیاب کُنجی ہے۔ اَے طالبِ سعادت مند! اگر تیرا بخت یاور اَور ہماری بات پر باور ہے تو یقین رکھ کہ جِس وقت تُو اِسے اَدب و اِحترام، حُسنِ اعتقاد و اخلاص سے دن رات پڑھے گا توضرور اپنا دامن جُملہ دینی و دُنیوی مُرادوں اَور اپنی گود گوہرِ مقصُود سے بھر لے گا۔ یہ کتاب تِشنہ مستسقی طالبانِ حق کے لِئے گویا چشمۂ آبِ حیات ہے۔ اَور جو طالب راہِ سلوک میں اپنے باطِنی مرتبے اَور درجے سے گِر گیا ہو۔ یا راہِ دعوت میں رجعت کھا کر دائمی رنج ومُصیبت میں مُبتلا ہوگیا ہو۔ یا کِسی عامل کامل نے اثناءِ عمل میں اسے سلب کر لیا ہو۔ یا خلوت اَور چِلّے کے اندر کِسی غیبی مؤکّل سے ضرب کھا کر دیوانہ، مجنون یا بیمار اَور پریشان حال ہوگیا ہو یا ہر طرف سے ظاہری دُشمنوں نے یا باطِنی اعداء نے اُسے گھیر لیا ہو یا دُنیا کی تنگ دستی، افلاس اَور بے روزگاری سے تنگ آکر خُودکشی پر آمادہ ہوگیا ہو۔ یا اپنے مقصُود اَور مطلُوب کی تلاش نے اُسے دیوانہ بنا لیا ہو۔ غرض یہ کتاب

مذکورہ بالا تمام مصائب اَور آفات اَور ان کے علاوہ جُملہ مشکلات وحاجات کے لِئے ایک مکمّل پروانۂ نجات ہے۔ اِس کتاب میں اِس فقیر نے اَیسی چیزیں جمع اَور شامل کی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اکمل ترین اَور افضل ترین وسائل ہو سکتے ہیں۔

اَے طالب! اگر اِس نسیمِ تسنیمِ فردوس سے تیرا غنچۂ اُمید نہ کِھلا اَور اِن کامل کُنجیوں سے تیری مشکلات اَور مہمّات کا قفل نہ کُھلا تو تُو یہ سمجھ لے کہ تُو نے اِس کتاب کو اَور اس کے مندرجات کو کما حقہٗ پڑھا ہی نہیں ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں اَور تقریباً یہ محال ہے کہ طالب اِس کو حرزِ جاں بنائے رکھے اَور پھر بھی دِل کی زندگی اَور معرفت سے محروم رہے۔ اِس کتاب میں دُنیا کی سب سے پاک اَور مقدّس اَور ممتاز ترین ہستیوں کے ساتھ باطِنی رِشتہ اَور رُوحانی رابطہ پیدا کرنے کے سب سے بہترین اَور آسان ترین وسائل درج کیئے ہیں۔ اَور یہ ہرگز مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ اِن کے پڑھنے سے بدبخت اَور بے نصیب طالب خوش قِسمت اَور بانصیب ہو جائے گا اَور مُرتد و مردُود مریدِ مقبُول وسعادتمند بن جائے گا۔ کیونکہ ہم نے ان کو آزمایا ہے۔ اَور ہر قسم کی

www.yabahu.com

حاجاتِ دینی و دُنیوی کے لئے انہیں تیر بہدف پایا ہے۔ یاد رکھو کہ جو کتاب اَور تصنیف متواتر بار بار پڑھنے کے لائق نہیں وُہ مُطلق پڑھنے ہی کے لائق نہیں۔ کیوں کہ بعض کتابیں چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعض نِگل لینے کے قابل اَور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو چبانے اَور ہضم کر کے جزوِ بدن بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کامل مُرشد کے بعد اچھی کتاب سے بہتر رفیق اَور رہنما اَور کوئی نہیں ہو سکتا اَور اس کی شناخت یہ ہے کہ اِس کے بار بار پڑھنے سے نئے نئے معارف اَور اسرار دِل میں پیدا ہوں اَور طبیعت کبھی اِس سے سیر نہ ہو۔ اصل کتاب وُہ ہے کہ جس کی عبارات اَور مضامین کی لہروں میں مصنّف کامل کے دل کا دریا جوشِ محبتِ حق سے ٹھاٹھیں مارتا نظر آئے اَور حروف و الفاظ کے اصداف نِت نئے نئے انوکھے معارف اَور اسرار کے موتی اُگل کر پڑھنے والے کے دِل کے دامن کو بھرتے رہیں۔ کامل کتاب کے دو رُخ ہوا کرتے ہیں۔ ایک تفسیری اَور دُوسرا تاثیری کتاب کا تفسیری رُخ یہ ہوا کرتا ہے کہ کتاب کے معنی میں سے پڑھنے والے کے دماغ میں نئے نئے معلومات اَور نادر و نایاب معارف و اسرار کھُلتے جاتے ہیں۔ اَور اس کا تاثیری رُخ یہ ہوتا ہے کہ

کتاب کی عبارت اَور حرُوف و الفاظ میں مصنّف اَور اہلِ کتاب کی رُوح اَور نُور سرائیت کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اَور جس وقت پڑھنے والا صرف عبارت اَور خالی الفاظ کو بار بار پڑھتا اَور زبان سے تکرار کرتا ہے۔ مصنّف اَور اہلِ کتاب کی رُوح اَور نُور پڑھنے والے کے دِل اَور دماغ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اَور اہلِ مطالعہ کا دِل اَور دماغ بے وجہ اَور بِلا واسطہ مصنّفِ کامل کی توجہ اَور نُور سے معمور اَور بھرپُور ہو جاتا ہے۔ یعنی کامل مصنّف کے دِل اَور رُوح کی بَرقی رَو حرُوف و الفاظ اَور عبارت کی تاروں میں بھری ہوئی ہوتی ہے۔ جس وقت اہلِ مطالعہ اپنے لب و لسان سے اِن تاروں کو چھیڑتا ہے تو فوراً وُہ برقی رَو پڑھنے والے کے جسم اَور جان میں سرائیت کر جاتی ہے اَور اس کے دِل اَور دماغ کے بلبوں کو بِلا وجہ ایک دم میں روشن کر دیتی ہے اَور یہ صِفت قرآن کریم میں بدرجۂ اتم موجود ہے اَور یہ اِس کلامِ پاک کے غیر مخلوق ہونے کی دلیل ہے کہ قرآن کے حروف، الفاظ اَور عبارت پڑھنے والے کے جسم کو اَور اس کے معنی نفس کو اَور معنی المعنیٰ دِل کو اَور اِسی طرح رُوح اَور سِرّ وغیرہ سبع بطوب اَور سات لطائف تک کو قرآن کے سات بطون فائدہ اَور فیض پہنچاتے ہیں۔

www.yabahu.com

بہت ظاہر بین کور چشم عالم اللسان اور جاہل القلب قرآن کی ظاہری تلاوت کے فائدے اور ثواب کے منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح قرآن کا پڑھنا کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔ سو یہ نادان قرآن کے غیر مخلوق اور نور مجسم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ اور قرآن کے تاثیری مخفی بھید سے بالکل بے خبر اور بے بہرہ ہیں۔ تاہم کیا وجہ ہے کہ قرآن دن رات پڑھا جاتا ہے اور اس کا کچھ اثر اور ٹھوس فائدہ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا۔ حالانکہ آیا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ (سورۃ حشر پارہ ۲۸۔ رکوع ۶) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم یہ قرآن جامد سنگین پہاڑ پر بھی نازل کرتے تو وہ بھی قرآن کی عظمت اور ثقالت سے مارے خوف کے ٹکڑے ہو جاتا۔ لیکن بعض انسانی دل سنگین پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں کہ ان میں قرآن کا نور اثر اور نفوذ نہیں کرتا۔ چنانچہ خود قرآن اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ کہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔ یعنی پھر تمہارے دل سخت ہو گئے۔ اور وہ پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ سو یاد رکھو جس طرح جسم سوتا ہے بیدار ہوتا ہے اور مر جاتا ہے اسی طرح دل کو بھی جسم کی طرح تمام عوارض لاحق

ہوتے ہیں۔ دل بیمار ہوتے ہیں۔ اندھے اور بہرے ہوتے اور کبھی مر کر جامد پتھر کی طرح بے حس ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آیا ہے فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (پارہ ۱۔ رکوع ۲ سورۃ بقر) یعنی ان کے دل میں مرض پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ کے نام سے وہ مرض اور بھی بڑھنے لگتا ہے۔ اور نیز آیا ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (پارہ ۱۷، سورۃ حج، رکوع ۱۳) پس یہ بات ظاہر آنکھوں کو اندھا نہیں کرتی بلکہ اس سے وہ دل جو سینے کے اندر ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔ واقعی قرآن کلام اللہ اور ذکر و فکر وغیرہ دل اور روح کی خوشگوار غذائیں ہیں۔ لیکن اگر بیمار آدمی کو گھی اور گوشت کی طرح لذیذ اور مقوی غذائیں دی جائیں تو اُسے ہرگز لذیذ معلوم نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان سے کچھ فائدہ اور تقویت پہنچتی ہے۔ بلکہ اُلٹا نقصان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کے روشن خیال تعلیم یافتہ طبقہ کی طبائع عشقیہ فرضی قصوں اور ناولوں کے پڑھنے سے کبھی سیر نہیں ہوتیں۔ لیکن قرآن کی ایک سطر پڑھنے سے ان پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ناولوں اور عشقیہ کہانیوں میں انہیں نفس کو قوت اور قوت ملتی ہے اور نفس دن بدن موٹا اور فربہ

www.yabahu.com

ہوتا ہے۔ اور دل اپنی مخصوص غذا اور دوا کے نہ ملنے سے بیمار اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ سو جُوں جُوں جسمانی امراض دُنیا میں بڑھتے گئے ان کے لیئے علاج اور دوائیاں بھی نئی نئی ایجاد ہوتی گئیں اور اسی طرح قلبی اور رُوحانی امراض کا قیاس کر لینا چاہیئے۔ بیشک ہماری تجویز کردہ کتابیں قرآن اور حدیث سے معاذ اللہ بڑھ کر تو نہیں لیکن یہ قرآن اور حدیث سے الگ کوئی غیر چیز بھی نہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث کے لب، مغز، رُوح، عطر اور جوہر ہیں اور آج کل کے مہلک لا علاج مریضوں کے لیئے تیر بہدف جُرعات ہیں اور ماؤف قلوب اور مسمُوم ارواح کے لیئے اکسیرِ اعظم اور تریاقِ اکبر کا حُکم رکھتی ہیں۔ اور جو کمزور لاغر نحیف بیمار طبائع قرآن جیسی مقوّی غذا ہضم نہیں کر سکتیں وُہ اِن باطنی بھٹیوں میں کئی بار کشید کردہ سہ آتشہ اور ہفت آتشہ عرُوق و جواہر کے اِستعمال سے صحت یاب ہو کر بعدہٗ قرآن و حدیث جیسی مقوّی غذاؤں کو ہضم کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ سو اے طالب! ذرا آنکھیں کھول اور سوچ سمجھ لے۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں اپنے دیدہ تجربات اور عینی مشاہدات کی بنا پر لکھ رہے ہیں۔ آئندہ تم جانو اور

تمہاری قِسمت ؎

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

اِس کتاب میں ہم نے پانچ چیزیں جمع کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک رسالہ رُوحی شریف مصنّفہ اور مؤلّفہ حضرت سُلطان العارفین بُرہان الواصلین، مقتدائے کاملین فنا فی عین ذات یاھُوْ حضرت سُلطان باھُوؒ قدس اللہ سرہ العزیز ہے۔ آں حضرت نے اِس رسالے میں اللہ تعالےٰ کے لفظِ کُن کی کُنہہ اور روزِ الست کی حقیقت بیان فرمائی ہے اور اسرارِ آفرینش اور تخلیقِ کائنات کی اِبتدائی ازلی کیفیت اور ماہیت سمجھائی ہے۔ یہ رسالہ گویا اللہ تعالیٰ کے قول وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ پارہ ۲۳ سُورۃ ص رکوع ۱۴ کی اصل تفسیر ہے۔ مقامِ ازل اور روزِ میثاق میں جو اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص ممتاز پاک اور مقدّس ہستیوں کے ساتھ دیدار اور عشق و محبت کا ذاتی معاملہ واقع ہوا۔ یہ رسالہ اُس کا حقیقی خاکہ اور سچی تصویر ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے۔ فقر اور توحید کے بحرِ ذخّار اور معرفت و سلوک کے دریائے ناپید اکنار کو ایک کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ مختصر رسالہ "دریا بحباب اندر اور دُنیا بکتاب اندر" کے مصداق

ہے۔ اِس قسم کے پاک کلمات اَور قدسی آیات اللہ تعالیٰ کے
بعض مقرب اور برگزیدہ بزرگوں کی زبانِ حق ترجمان پر لِيْ مَعَ اللّٰهِ
کی خاص خلوت گاہ کے اندر ایسے مبارک اَور مقبول وقت
میں جاری ہوتے ہیں جب کہ وُہ سلوک کے باطنی پرواز میں
اپنے اِنتہائی عروج پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے قصرِ قرب کے
اندر مہدِ ناز میں معصوم پاک طفلِ شیر خوار کی طرح جھول
رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کے دماغ شرابِ عشق
سے مخمور، اُن کے دِل ذوقِ وصل و وصال سے معمور اَور
ان کی باطنی آنکھیں نورِ دیدارِ محبوبِ حقیقی سے ٹھنڈی اَور
مسرور ہوتی ہیں۔ ایسے اعلیٰ، ارفع اَور بلند مقام میں ان کی تخلیق
نور سے اَور ان کی باتیں عین حضور سے ہوتی ہیں۔

ہر نبی اَور ہر ولی جس وقت قربِ الٰہی کے اپنے اِنتہائی مقام
پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنی نعمتیں تمام کر دیتا ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسُول مقبُول کو قرآنِ کریم میں خطاب فرماتے
ہیں۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ پارہ ۶ سورۃ مائدہ رکوع
۵۔ اَور ساتھ ہی امر فرمایا کہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پارہ ۳۰ سورۃ والضحیٰ

یعنی اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کر اَور میرے کنزِ مخفی کو عیاں کر
غرض اللہ تعالیٰ کا ہر کامل و مقبول نوری بندہ جس وقت طفلِ معنوی
اَور فرزندِ نوری حضوری بن کر دایۂ لطفِ الٰہی کے ہاتھوں
قصرِ قرب کے اندر مہدِ ناز میں جھولتا ہے تو وُہ عیسیٰ ابنِ مریم
کی طرح قدرت کی زبانِ حق ترجمان سے اللہ تعالیٰ کے راز و
نیاز کے ایسے محیّر العقول بوالعجب بولیاں بولتا ہے کہ جس
سے ظاہر بین لوگ تعجب کرتے ہیں اَور اس سراپا عصمت
مریم محرمیت کو طرح طرح کے بے جا طعن و تشنیع سے متہم
کرتے ہیں۔ وُہ نادان اِتنا نہیں سمجھتے کہ اس یکلم الناس فی المهد
کے اعجاز میں قدرت اپنا آپ ظاہر فرما رہی ہے اَور اس
معصوم کی زبانِ حق ترجمان کو قدرت کی زبردست طاقت ہلا
رہی ہے اَور اس کے ذریعے بطورِ تحدیثِ نعمت دامنِ ہستی
پر اپنے کنزِ مخفی کے گوہرِ گراں بہا گرا رہی ہے۔ کَمَا قَالَ عَزَّ
ذِكْرُهٗ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ
عَلٰى وَالِدَتِكَ۔ پارہ ۷ سورۃ مائدہ رکوع ۵ یعنی "اے عیسیٰ ابنِ مریم ہم
نے تجھ پر اَور تیری والدہ پر جو نعمتیں نازل کی ہیں ان کو بیان کر۔
اِسی مقامِ ناز میں حضرت سلطان وحید الزمان کی زبانِ تقدس

www.yabahu.com

بنیان پر رسالہ روحی جاری ہوا۔ سو اس قول میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاءِ رحمانی اور الہامِ ربانی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے آپ کے یہ معارف اور اسرار عوام تو کیا خواص علماء کے فہم و قیاس سے بھی بہت بلند اور بالاتر ہیں۔ اور گو ظاہر لوگوں کی عقلِ نارسا میں شریعت کے معیار پر پورے اُترتے معلوم نہیں ہوتے۔ اور ظاہر بین سادہ لوح خشک مزاج عالم اِس پر اعتراض کرتے اور اِس سے اعراض کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی بینائی کا فتور اور کوتاہ عقل کا قصور ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگلے زمانہ کے بادشاہ جب کوئی مخفی خزانہ زمین کے اندر دفن کرتے تھے تو ان پر اِس قسم کے مہیب خوفناک طلسمی اژدہے کھڑے کر دیتے تھے۔ تاکہ نا اہل عوام انہیں دیکھ کر ڈر جائیں اور ان کے نزدیک نہ جانے پائیں۔ سوائے طالب ظاہری اور باطنی گنجینے پر اس قسم کے طلسمی اژدہے لازمی اور ضروری ہوتے ہیں خوش قسمت سعادت مند اور سلیم العقل اصحاب ایسے کلماتِ طیبات کی اچھی تاویلیں کر کے ان سے فائدے اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ۔ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ

یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝ پارہ ۳، رکوع ۹ سورۂ آلِ عمران۔ جس وقت کوئی طالبِ معرفت یا اہلِ سلوک اِن کلماتِ طیبات کو حُسنِ یقین اور خالص اعتقاد سے زبان پر ادا کرتا ہے تو اِن کلماتِ قُدسی آیات کی شانِ نزول اور اُس کا حال اُس پر وارد ہو جاتا ہے۔ اور اہلِ کلام کی رُوح اور اس کی ہمت پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہو کر اُسے اپنے نور میں لے لیتے ہیں۔ چنانچہ اِن کلمات کے خالی بار بار پڑھنے اور اس کے تمسک اور توسّل سے طالب عارفِ زندہ دِل اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اِسی رسالہ میں حضرت سُلطان العارفینؒ فرماتے ہیں:۔

اگر این را آثارِ قدرتِ ربانی دانند بجا و اگر وحی منزل خوانند رواست۔ معاذ اللہ این وثیقۂ لطیفہ را از زبانِ بندہ دانی، الحق اگر ولی واصل کہ از رجعت عالمِ رُوحانی و یا عالمِ قدس شہود از درجۂ خود افتادہ باشد۔ اگر توسّل بایں کتاب مستطاب جوید۔ آں را مرشدیست کامل۔ اگر او توسّل نگرفت اورا قسم و اگر ما اورا نرسانیم ما را قسم۔ و اگر طالب سالک سلوک معتصم و متمسک شود بمجرد اعتصام عارف زندہ دِل و روشن ضمیر سازم۔

ہر کہ طالبِ حق بود من حاضرم از ابتدا تا انتہا یک دم برم
طالب بیا طالب بیا طالب بیا تا رسانم روزِ اوّل با خُدا

ترجمہ عبارت فارسی رسالہ رُوحی :۔ "اگر طالب اِن کلمات کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان سمجھ لے تو بجا ہے اور اگر انہیں آسمان سے نازل شدہ وحی جان لے تو بھی روا ہے۔ معاذ اللہ اگر اِس وثیقۂ لطیفہ کو زبانِ بندہ خیال کریں۔ خدا کی قسم اگر کوئی ولی واصل جو عالمِ رُوحانی سے رجعت کھا چکا ہو یا عالمِ قدس شہُود سے گِر گیا ہو۔ اگر اِس کتاب مستطاب کو اپنا وسیلہ بنائے گا اِسے مُرشدِ کامل کی طرح پائے گا۔ طالب کو قسم ہے اگر وُہ اِسے وسیلہ نہ بنائے اَور ہمیں قسم ہے اگر ہم اُسے نہ پہنچائیں۔ اَور اگر کوئی سلوکِ باطنی کا طالب اِس رسالے کو اپنا دائمی وِرد بنائے گا۔ تو بمجرد تمسک و اِعتصام میں اُسے زِندہ دل اَور روشن ضمیر بنا دُوں گا۔" ترجمہ ابیات اگر کوئی حق کا طالب ہو تو میں اُس کی رہبری کے لئے حاضر ہوں۔ اِبتدا سے اِنتہا تک ایک دم میں پہنچا دُوں گا اَے طالب آ۔ اَے طالب آ۔ اَے طالب آ۔ تاکہ میں پہلے ہی روز تجھے خُدا سے مِلا دُوں۔"

اِس کتاب میں دُوسری چیز حضرت محبُوب سُبحانی قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ محی الدین سید عبدُ القادر جیلانی قدس سرّہٗ کا قصیدۂ غوثیہ اَور قصیدہ بازِ اشہب ہے۔ اِن قصائد کو بھی ہم نے اپنی زندگی میں پڑھا اَور بارہا آزمایا ہے۔ اَور ہر قسم کے دینی و دنیوی حاجات اَور مہمات کی برآری کے لِئے انہیں تیر بہدف پایا ہے۔ چنانچہ آں حضرت قدس سرّہٗ کا قول ہے کہ اِسْمِیْ کَالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ یعنی میرا نام اللہ تعالیٰ کے اِسمِ اعظم کی تاثیر رکھتا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث آپ کے اِس فرمان کی شاہد ہے کہ بندہ نوافل یعنی زائد عبادت سے میرے اِتنا قریب ہوتا ہے کہ میں اس کی آنکھیں ہوجاتا ہُوں وُہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں اُس کے کان ہوجاتا ہُوں وُہ مجھ سے سُنتا ہے۔ میں اُس کی زبان ہوجاتا ہُوں وُہ مجھ سے بولتا ہے۔ اَور ایک قصیدے میں یُوں فرماتے ہیں۔

وَذِکْرِیْ جَلَا الْاَبْصَارِ بَعْدَ غِشَائِھَا وَاُحْیِیْ فُؤَادَ الصَّبِّ بَعْدَ الْقَطِیْعَۃِ

یعنی جب طالبوں اَور سالکوں کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں اَور اُن پر تاریکی چھا جاتی ہے تو میری یاد اَور میرے ذِکر سے ان پر سے پردے اُٹھ جاتے ہیں اَور آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اَور جب کوئی طالب رجعتِ قہقری کھا کر بزرگوں کے

لزومی رشتے اور باطنی رابطے سے جُدا اور منقطع ہو جاتا ہے تو میں اُسے پھر زندہ کرکے اسی رشتے میں منسلک کر دیتا ہوں

تیسری چیز جو غیر مترقبہ نعمتِ عظمیٰ اِس کتاب میں دی گئی ہے وُہ صلوٰۃ الکبریٰ ہے اور وُہ حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات پر دُنیا میں سب سے بہترین اور افضل ترین درُود ہے۔ جسے حضرت پیرِ دستگیر محبُوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ نے مرتّب فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت سرورِ کائنات صلعم کی خوشنودی اور رضامندی کے لیئے اس سے بہتر وسیلہ اور ذریعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اِس فقیر کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسُول مقبول صلعم اور حضرت پیرِ محبُوبِ سبحانی قدس سِرّہٗ اور اپنے رُوحانی مربّی اور باطنی پیشوا حضرت سُلطان العارفینؒ کی طرف سے اِن متبرک اوراد اور وظائف کی کلیدات اور ان کے پڑھنے کی اجازت اور اِذن بھی عطا ہوا ہے۔ یہ فقیر اِن کلیداتِ گنجِ دارین اور مفاتیح کنزِ کونین کو عمل میں لایا ہے اور ان سے دین و دُنیا میں بے حد فائدہ اٹھایا ہے۔ لہذا محض فی سبیل اللہ بھُولے بھٹکے طالبوں اور رجعت خوردہ سالکوں اور طرح طرح کے رنج و مصیبت میں جکڑے ہُوئے اشخاص کے لیئے روزِ قیامت تک

عام دسترخوان بچھایا ہے اور ہر خاص و عام کے لیئے صلائے عام ہے۔ آیئے اور ہر طالب اپنی طلب اور ہر مرید اپنی مراد اس سے پائے۔ البتّہ ہر شخص کی مذہبی ذہنیت اور باطنی فراست الگ الگ ہے اور اِسی طرح اس کی قسمت اور نصیب بھی جُدا جُدا ہے۔

چوتھی گنجِ سعادت جو اِس کتاب میں دی گئی ہے وُہ دعائے سیفی ہے جسے حرزِ یمانی بھی کہتے ہیں۔ حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ نے اپنی کتابوں میں اِس دُعا کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں کہ طالب فقیر کی زبان ہرگز سیف الرحمٰن نہیں ہوتی جب تک وُہ دُعا سیفی کسی بزرگ کی مزار کے پاس بیٹھ کر نہ پڑھے یعنی اِس دُعا کے پڑھنے سے طالب صاحب لفظِ کُن ہو جاتا ہے یعنی جو بات مُنہ سے نکالتا ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے وُہ بات ہو جاتی ہے۔

پانچویں کلیدِ گنجِ سعادت جو اِس کتاب میں دی گئی ہے۔ وُہ دُنیائے فقر و تصوّف کی بزرگ ترین اور ممتاز ترین ہستیوں کے احوال اور اللہ تعالیٰ کے پاک اور متقدّس پیارے بندوں کے اصلی خدّوخال ہیں جو اِس کتاب میں درج کیئے گئے ہیں کیونکہ آیا ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے"۔ اور جو لوگ اِن کو ذکرِ خیر

www.yabahu.com

سے یاد کرتے ہیں یا ان کا ذِکر سُنتے اُور پڑھتے ہیں۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے سو اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے لُطف اُور مہربانی کا ایک بڑا بھاری ذریعہ اُور وسیلہ سمجھ کر اِس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اس کے مطالعے سے طالب کے پاس اللہ تعالیٰ کی رضامندی، قرب، معرفت اُور وصال کے تمام ذرائع اُور وسائل جمع ہو جائیں۔ شاید ان میں سے کسی ذریعے وُہ اپنی مراد کو پہنچ جائے اُور اپنی دِلی تمنا حاصل کر پائے۔

ترا نصیب تری یاوری کرے اے کاش　　بتا دیا ہے تجھے گنجِ بے بہا کا سُراغ

اِن حالات کے پڑھنے سے طالبانِ راہِ سلوک کے دِلوں میں اللہ تعالیٰ کے عشق اُور محبت کا حقیقی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اُور یہ جذبہ انہیں کشاں کشاں اپنی اصلی ازلی منزلِ مقصود یعنی بارگاہِ محبوبِ حقیقی کی دہلیز تک پہنچا دیتا ہے۔

سیلِ بے رہبر بدریا می رساند خویش را
شوق چوں رہبر شود پس رہبرے درکار نیست

اَے طالبِ صادق! اگر تیرا بخت یاور اُور ہماری بات پر باور ہے تو یقین رکھ کہ ہم نے تجھے ایک نہایت ہی گراں بہا گوہرِ مقصود کا پتہ دے دیا ہے۔ اگر تو اُس راستے پر صدقِ نیت

www.yabahu.com

سے چل پڑا تو سلوک کا یہ باطنی صد سالہ طویل اُور کٹھن راستہ تو بہت جلدی اُور آسانی سے طے کر لے گا۔ یہ ایک ایسا گنج ہے جس سے طالب صادق بے ریاضت و رنج جُملہ مراتب ظاہری و باطنی اُور تمام مطالب دینی و دُنیوی جلدی حاصل کر لے گا۔

اب ہم رسالہ رُوحی کی شرح لکھتے ہیں۔ یہ رسالہ قرآنی آیت وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کا لُبِّ لباب اُور معنی المعنیٰ ہے (پارہ ۹ سُورۃ اعراف رکوع ۹) اُور حدیث کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ فِیْ عَرَفُوْنِیْ کی شرح اُور تفسیر التفاسیر ہے۔ اِس حدیثِ قُدسی کے ہر کلمے اُور ہر لفظ کو مصنف علیہ الرحمۃ نے سلوک کے سات باطنی مقامات سے تعبیر فرمایا ہے اُور ہر لفظ کو اللہ تعالیٰ کے تنزلاتِ ستہ یعنی چھ عدد تنزلات کا عُنوان بنایا ہے چنانچہ رسالہ رُوحی یُوں شروع ہوتا ہے:

بداں! اَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِی الدَّارَیْنِ کُنْتُ ھَاھُوْت کَنْزًا یَاھُوْت۔ مَخْفِیًا لَاھُوْت۔ فَاَرَدْتُّ مَلَکُوْت، اَنْ اُعْرَفَ جَبَرُوْت۔ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ نَاسُوْت۔ ذَات سرچشمہ چشمانِ حقیقت ھَاھُوْت؛

پہلا جُملہ "بداں اَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِی الدَّارَیْنِ"

دُعائیہ ہے۔ جس کے معنی ہیں "جان لے اے طالب! اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں ہدایت نصیب کرے۔" اس کے بعد حدیث کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا الخ کا ہر کلمہ معہ اس کے مقام مخصوص سلوک کے جوڑا جوڑا نمبر وار آیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ (۱) میں تھا ھَاھُوْت کا (۲) مثل خزانے یَاھُوْت کے (۳) مخفی مقام لَاھُوْت کے اندر (۴) پس میں نے اِرادہ کیا عالمِ ملکوت میں (۵) کہ میں پہچانا جاؤں عالمِ جبروت میں (۶) پس میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کے عالمِ ناسوت کو پیدا کیا (۷) پس مجھ سے ہی مجھے پہچانا عارف عاشق ذات سرچشمہ پچشمانِ حقیقت ھَاھُوْت نے۔

رسالہ رُوحی اِس حدیث قدسی کی شرح اور تفسیر ہے اور اس میں حضرت سُلطان العارفین رح نے سات مراتب سلوک اور سات تعینات اور چھ تنزلاتِ الٰہیہ سے بحث فرمائی ہے۔

سو اِن سات مراتب میں اوّل مرتبہ جو تمام مراتبِ اُلوہیت سے برتر اور جملہ تعیّناتِ عِلمی اور خارجی سے بالاتر ہے۔ وُہ مرتبۂ ذات ہے جسے مرتبۂ احدیت اور حقیقتِ حق بھی کہتے ہیں۔ یہ مرتبہ ہر قسم کی صفاتِ ذاتیہ و افعالیہ سے خارج ہے۔ یعنی اِس مرتبے میں نہ صفاتِ ذاتیہ اور نہ افعالیہ کا حصُول اور نہ سلب

مُراد ہے۔ بلکہ یہ مرتبہ ہر وصف و نعت، ہر اسم و رسم، ہر قسم کے ظہور و بطون ہر قسم کی کلیت و جزئیت اور عمومیت و خصوصیت وغیرہ تمام اِعتبارات و اِشارات سے پاک ہے۔ اِس مرتبے کو مجہول الوصف، ممتنع الاشارات، منقطع الوجدان، غیب الغیب، مُطلق المطلق اور ازل الازال کہتے ہیں اور مرتبۂ ھاھویت لاتعیّن اور عین ھویّت کے نام سے بھی موسُوم کرتے ہیں۔ یہ ذاتی مرتبہ ہر قسم کے اِعتبارات تمام تعیّنات اور جُملگی تعلّقات اور اضافات غرض کہ اطلاق اور تعیّن کی کُل قیوُد اور تعلّقات سے مطلق مبرّا اور منزّہ ہے۔ یہ مرتبہ ورا لورا ثم ورا الورا ہے۔ اِس مرتبۂ عرفان تک کسی کو راستہ نہیں اور اس مقام ذاتِ مطلق میں کسی کو دخل نہیں۔

وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ (پارہ ۳ رکوع سورہ آلِ عمران) اور لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ (پارہ ۲۴ رکوع ۷ سورہ مومن) اس مرتبے کی طرف اشارہ ہے۔ رسالہ رُوحی میں اِس مرتبے کو (۱) کُنْتُ ھَاھُوْت کے مرتبے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۲) دوم مرتبۂ تعین الاوّل اور تجلّی اولیٰ ہے۔ یہ مرتبہ وحدت ہے۔ یعنی عالمِ ذات کا اپنی ذات اور جُملہ صفات

و اسماء کی نسبت ایسا علم کہ جس میں کسی اسم و صفت کو ایک دوسرے سے امتیاز نہ ہو۔ یعنی ذات میں علمِ ذات اور جملہ صفات اور اسماء بلا امتیاز اِس طرح مندرج اور شامل ہو جیسا کہ تخم اور پھل میں درخت نمعہ جملہ شاخوں، پھلوں، پھولوں پتوں اور کانٹوں وغیرہ کے شامل اور موجود ہوتا ہے اِس جگہ چار اِعتبارات یعنی علم، وجودِ نور اور شہود و ظہور پاتے ہیں۔ اِس مرتبے کا دوسرا نام حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اِس تعیّن کو مرتبۂ اوّل، عقلِ کل، عقلِ اوّل، برزخِ کبریٰ، برزخ البرازخ، عالمِ صفات، قلمِ اعلےٰ، لوحِ محفوظ، اُمّ الکتاب، مخلوقِ اوّل، مبداء اوّل، حقیقت الخالق، ابُوالارواح، ابُوالکبیر و رابطۂ اوّل، عالمِ اجمال اور کنز الکنوز کہتے ہیں۔ رسالہ رُوحی میں اِس مرتبے کو کنز یاھوت کہا گیا ہے۔

(۳) سوم مرتبۂ تعینِ دوم اور تجلّیٔ ثانیہ ہے۔ اِس مرتبے کے اندر ذات نے علمِ ذات کا اور اپنے جمیع صفات و اسماء اور جملہ ممکنات کا تفصیلاً، مجملاً، مجموعاً اور الگ الگ اِمتیاز پایا ہے۔ یہ مرتبۂ احدیّت کہلاتا ہے۔ اِس مرتبے میں جملہ صفاتِ

سبعہ یعنی سات صفاتِ ذاتی: یعنی صفتِ حیات، علم، ارادہ قدرت، سمع، بصر اور کلام نے ظہور پایا ہے۔ اور کلمات اِس میں اٹھائیس ہیں کہ اِن کو اسماء اِلٰہی اور حقائقِ الٰہی کہتے ہیں۔ یہ مرتبۂ لاھوت لامکان کا ہے۔ یہ مرتبہ ہر آلائشِ حدث و شہادت اور کدورتِ کون و کثافتِ مکان سے پاک ہے۔ یہ محض بحرِ انوارِ غیب اور دُنیائے اسرارِ لطیف ہے۔ یہ مقام مقامِ اَرواح سے بالاتر ہے۔ رسالہ رُوحی میں اِس مرتبے کو مخفیاً لاہوت کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔

(۴) چوتھا مرتبہ عالمِ اَرواح کا ہے۔ جو کہ ہر مادے سے مجرّد اور منفرد ہے اور اجسام کے عوارض، الوان اور اشکال سے پاک ہے۔ اور قابلِ ادراک خود اور غیرِ خود ہے۔ اِس لئے سوال اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (پارہ ۹ سورۃ اعراف رکوع ۱۲) کے جواب میں اَرواح نے بَلٰی اِس مقام میں کہا۔ اس مرتبے کو مرتبۂ جبروت کہتے ہیں۔ عربی میں اجبار جوڑنے اور ملانے کو کہتے ہیں اور جبیرہ اس لکڑی کی چپڑی کو کہتے ہیں جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھتے ہیں۔ یہ مرتبہ مراتبِ الٰہیہ اور مراتبِ کونیہ کے درمیان بمنزلہ پُل، سیڑھی اور واسطے کے ہے اِس لیئے اِس مقام کو مقامِ جبروت کہتے ہیں۔ یہی مقام جبرائیل

www.yabahu.com

ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان وحی کا وسیلہ اور واسطہ رہے ہیں اور عبد و معبود، خالق و مخلوق اور ربّ و مربوب کے درمیان تعلق جوڑنے پر مامور ہیں۔ یہ مقام عالمِ غیب اور عالمِ شہادت یعنی عالمِ ارواح و عالمِ اجساد یا عالمِ لطیف و عالمِ کثیف کے درمیان گویا ایک برزخ (پردہ) اور سیڑھی کے ہے۔ رسالہ رُوحی میں اِس مقام کو اَن اُعْرَفَ جَبَرُوْت سے ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵) پانچواں مرتبہ عالمِ مثال ہے اور یہ عالمِ ملکُوت ہے۔ اِس عالم میں میّت سے قبر میں سوال و جواب ہوتا ہے اور اِسی عالم میں اُسے برزخ کے اندر عذاب ہوتا یا راحت مِلتی ہے۔ کامل لوگوں کی ارواح اور ملائکہ اِسی عالم میں بُود و باش رکھتے ہیں اور مختلف مثالی شکلیں اِختیار کرتے ہیں۔ خضر اور الیاس علیہم السلام کو اِسی مقام میں زندگی حاصِل ہے اور ارواحِ شہداء اکبر اور اصغر کو اِسی مقام میں بہ نسبت دیگر ارواح کے بڑھ کر زندگی اور بیداری حاصل ہے۔ اِنسان کے سچے خواب اِسی مقام میں واقع ہوتے ہیں۔ رسالہ رُوحی میں اِس مقام کو فَاَرَدْتُ مَلَکُوْت کے

خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔

(۶) چھٹا مرتبہ مرتبۂ وجود عالمِ ناسُوت ہے۔ یہ عالم قابلِ خرق و التیام یعنی ٹوٹنے اور جُڑنے کے قابل ہے۔ یہاں تمام اشیاءِ کونیہ باعتبارِ خلقت سوائے عرش و کرسی کے قابلِ تجزیہ و تبعیض ہے۔ اِس عالم میں اشیاء جُڑتی اور ٹوٹتی ہیں۔ اس مرتبے کی اِبتداء عرشِ رحمٰن سے ہے اور اس کا انجام اور خاتمہ موالیدِ ثلاثہ پر ہے۔ فرش سے عرش تک اس کا عرض محیط عالم ہے۔ اِس مرتبے کو مرتبۂ ناسُوت کہتے ہیں۔ رسالہ رُوحی میں اِس مرتبے کو فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ نَاسُوْت کی عبارت سے یاد کیا گیا ہے۔

(۷) ساتواں مرتبہ جمع الجمع ہے۔ اِس مرتبے کا مظہر حضرتِ اِنسان ہے کہ جُملہ تعیّناتِ سابقہ اور کل عوالمِ مذکورہ کا جامع ہے۔ اِس مرتبۂ ہدایت میں مرتبۂ نہایت مندرج ہے۔ کَمَا قِیْلَ النِّھَایَۃُ ھِیَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ اور فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (پارہ ۱۴ سورہ حجر رکوع ۳) اسی نِسبتِ ذاتی سے مُراد ہے۔ اور اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (پارہ ۱ رکوع ۴) اسی جامعیّت کی طرف اِشارہ ہے۔ اور خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ

علیٰ صُورَتِہٖ اِسی کمالیت پر دال ہے۔ اِس مرتبے میں اِنسانِ کامل مظہرِ اتم کبریا اَور آئینۂ جامع حق نما ہوتا ہے۔ رسالہ رُوحی میں اِس مرتبے کو فَبِی عَرَفُوْنِیْ ذات سرچشمۂ چشمان حقیقت ھاھُوِیّت کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

غرض مذکورہ بالا سات مراتب اَور سات تعیّنات سے رسالہ رُوحی میں بحث کی گئی ہے۔ اِن سات مراتب میں سے اوّل تین مراتب یعنی مرتبہ ھاھوت، یاھوت اَور لاہُوت کو مراتبِ الٰہیہ کہتے ہیں اَور دیگر تین مراتب یعنی مرتبۂ جبروت ملکوت اَور ناسُوت کو مراتبِ کونیہ کہتے ہیں۔ اَور ساتویں مرتبۂ حضرتِ اِنسان کو مرتبۂ جامع کہتے ہیں۔ کیوں کہ اِس میں جملہ مراتبِ الٰہیہ اَور مراتب کونیّہ بالقوی جمع ہیں۔ یہ مرتبہ ہر دو امکان اَور وجُوب اَور مرتبۂ حدُوث وقِدم کے رنگ سے رنگین ہے۔

مذکورہ بالا سات مراتب میں سے سوائے پہلے ذاتی مرتبہ کے باقی چھ مراتب کو تنزّلاتِ ستّہ یعنی چھ عدد تنزّلات کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے واحد مُطلق اَور اکیلے تھے۔ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ یعنی

اللہ تعالیٰ موجُود تھا اور اُس کے ساتھ اَور کوئی چیز موجُود نہ تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اخفاء سے اِظہار اَور وحدت سے کثرت کی طرف ظہُور و نزول فرمایا اَور اِس ظہُور و نزول سے چھ قسم کے تنزّلات واقع ہُوئے۔ چنانچہ نزُولِ اوّل میں اللہ تعالیٰ نے ذات سے صفات کی طرف اَور نزُولِ دوم کے اندر صفات سے اسماء کی طرف ظہُور فرمایا۔ تیسرے نزُول میں اسماء سے افعال کا صدُور ہُوا اَور چہارم نزُول میں افعال سے آثار نمودار ہُوئے۔ پنجم میں آثار سے اعیان اَور ششم تنزّل کے اندر اعیان سے حضرتِ اِنسان کا نمود اَور اس کا وجُود موجود ہُوا۔ اِن مراتب میں سے پہلے تین مراتب کو مراتبِ الٰہیّہ اَور پچھلے تین مراتب کو مراتبِ کونیّہ اَور آخری مرتبہ کو مرتبۂ جامعہ کہتے ہیں اَور پہلے مرتبۂ ذات کے بعد دو مراتب کو ظہورِ علمی اَور آخری تین مراتب کو ظہورِ عینی کہتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ان جُملہ مراتب وتعیّنات وتنزّلات وظہورات کا نقشہ دیا جاتا ہے۔

www.yabahu.com

مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم
ذات	۱ تنزلِ صفات	۲ تنزلِ اسماء	۳ تنزلِ افعال	۴ تنزلِ آثار	۵ تنزلِ اعیان	تنزلِ حضرتِ انسان
۱ تعیّنِ احدیّت	۲ تعیّنِ وحدت	۳ تعیّنِ وحدانیت	۴ تعیّنِ روح	۵ تعیّنِ مثال	۶ تعیّنِ جسم	۷ تعیّنِ انسان
۱ مقامِ ہاہوت	۲ مقامِ یاہوت	۳ مقامِ لاہوت	۴ مقامِ جبروت	۵ مقامِ ملکوت	۶ مقامِ ناسوت	۷ مقامِ ذات سرچشمہ چشمانِ حقیقت یاہوت
مراتبِ الٰہیہ			مراتبِ کونیہ			مرتبۂ جامعہ
ظہوراتِ علمی			ظہوراتِ عینی			

یاد رہے کہ آفتابِ ذات نے جب اُفقِ وحدت سے ظہورِ کثرت کی طرف جلوہ فرمایا تو نُورِ ذات سے سات مختلف ذاتی

صفات کی شعاعیں نمودار ہوئیں ۔یعنی صفتِ حیات ۔ علم۔ قدرت ، اِرادہ ، سمع ، بصر اَور کلام اَور اسی کے مطابق سات مذکورہ بالا مراتب اَور سات تعیّنات قائم ہُوئے ۔جیسا کہ آفتاب کے ذاتی سفید نوُر سے سات مختلف الوان اَور رنگوں کا ظہوُر ہوتا ہے ۔جب کہ وُہ کِسی شفّاف محدّب جسم سے گذرتا ہے ۔جنہیں ہم اکثر شبنم کے قطروں اَور قوسِ وقزح کی صُورت میں روزمرّہ دیکھتے ہیں ۔آفتابِ ذات کے یہ سات نزولی رنگ عالمِ کثرت ، جملہ تنوّعات کے ہر علوی اَور سفلی اَور غیب و شہُود کے تمام اِمکانات میں ظاہر ہُوئے جس سے کائنات میں سات آسمان اَور زمین میں سات برِّاعظم ، سات سمندر ، سات بہشت ، سات دوزخ ، سات ستارے ، سات ہفتے کے دن ، سات اَوتاد ، دُنیا میں سات رنگ اَور دیگر سات انواع وغیرہ قائم اَور موجُود ہوئے اَور انہی سات مراتب کے مُطابق آفتابِ نورِ محمّدی صلعم سے سات نُوری پاک ہستیاں ظہُور پذیر ہوئیں جنہیں رسالہ رُوحی میں سُلطان الفقرا اَور سیّدالکونین کے القاب سے یاد کیا گیا ہے ۔جن کا ذِکر آئندہ رسالہ رُوحی میں آئے گا۔

جب کبھی بارش ہو چکنے کے بعد آفتاب مغرب کی طرف بادلوں سے نکل آتا ہے اور مشرق کی طرف ہوا قطراتِ آبی سے پُر اور مملو ہوتی ہے۔ اُس وقت آفتاب کی سفید روشنی جب اُس فضا پر پڑتی ہے۔ تو قوسِ قزح کی شکل میں سات رنگوں سے مرکب ایک کمان کی صورت کی ٹیڑھی سی لکیر آسمان یا فضا پر نمودار ہو جاتی ہے۔ جسے عربی میں قوسِ قزح کہتے ہیں۔ اور عوام اُسے بہشتی پلنگ کہتے ہیں۔ یہ دائرہ دراصل سورج کا گول عکس ہوتا ہے۔ جس کا اُوپر والا نصف دائرہ جو کہ فضاء کی شفاف آبی سطح پر پڑتا ہے تو وُہ سات مختلف رنگوں کی ایک کمان کی طرح نظر آتا ہے۔ لیکن سورج کا دُوسرا نصف حصّہ جو زمین کی کثیف سطح پر پڑتا ہے۔ وُہ مخفی اور غیر مرئی ہوتا ہے اور نظر نہیں آتا۔ بعینہٖ اسی طرح جب آفتابِ ذاتِ الٰہی نے فضائے وحدت سے غمامِ کثرت کی طرف ظہور فرمایا۔ تو ان ظہورات میں سے جو آدھے ظہورات عالمِ لطیف میں وارد ہوئے وُہ ظہوراتِ الٰہیہ بن گئے اور اُس نے قوسِ ربوبیّت کا نصف دائرہ بنایا اور جو دُوسرے آدھے ظہورات عالمِ کثیف میں واقع ہوئے وُہ ظہوراتِ کونیہ کہلائے اور اُس نے نصف

دائرہ عبودیت بنایا۔ سو یہ دو قوسیں دو کمانوں کی صورت میں ظہور پذیر ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ کے کامل بندے پر جب اللہ تعالیٰ کے نور کی ذاتی تجلّی ہوتی ہے۔ تو اس کا ظاہر اور باطن اِس نورِ صبغۃُ اللہ سے رنگین ہو جاتا ہے۔ اور وُہ حدوث اور قِدم کے دو پردوں سے اپنے اصل کی طرف پرواز کرتا ہے۔ اور اِسی باطنی پرواز میں دائرہ عبودیّت سے عروج کر کے دائرہ ربوبیّت میں قدم رکھتا ہے اور اُسے طے کر کے وہاں سے سالک مرجوع بن کر واپس دائرہ عبودیّت میں لَوٹ آتا ہے تو اُس وقت اُس کے حق میں یہ کہنا صحیح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اِس عارفِ واصل نے قوسِ عبودیّت اور قوسِ ربوبیّت کے دو کمانوں کو گویا مِلا دیا ہے۔ اِسی کا نام ہے مقامِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پارہ ۲۷ سورہ والنجم رکوع ۵) جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عروجِ معراج کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پارہ ۲۷ سورہ والنجم رکوع ۵) ترجمہ پس محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم سیدھے آسمان کی طرف چڑھے۔ یہاں تک کہ وُہ (ربوبیّت کے) اُفقِ اعلیٰ پر پہنچے۔ پھر

www.yabahu.com

زیادہ نزدیک ہوئے۔ پھر (قوسِ عبودیت کی طرف) جھکے۔ تب
دو کمانوں کے دو نصف دائروں یا اس سے بھی زیادہ قریب تر
ملاپ بن گیا۔ اور یہ مقامِ قاب قوسین اسلام کے بنیادی رُکن
کلمۂ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط
کی صورت میں قائم اور نمودار ہوگیا۔ کلمۂ طیب کے پہلے نصف
یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں ربوبیت کا مظاہرہ ہے اور دوسرے
نصف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلعم میں عبودیت کی شان جلوہ گر
ہے۔ نیز کلمۂ طیب کا نصف قوسِ الوہیت یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
میں صفت شمسِ جلال کا مظاہرہ ہے۔ اور اس کلمے کے بارہ
حروف کے مطابق بارہ بروجِ شمسی کے بارہ ماہ کامل دُنیا
میں قائم ہوئے۔ اور آفتابِ جلال کے زیرِ اثر دن کے روشن
اور گرم بارہ گھنٹے معین ہوئے۔ اور کلمۂ طیب کے دوسرے
نصف یعنی قوسِ عبودیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلعم کے بارہ
حروف کے مطابق قمری سال جمال کے بارہ ماہ نمودار ہوئے۔
اور لیلائے لیل جمال کے بارہ ٹھنڈے گھنٹے قائم ہوئے۔
شمسی سال کے مہینے اسی لئے ایک ہی موسم میں یکساں طور پر
واقع ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت الٰہی کبھی اور کسی طرح

تغیر پذیر نہیں ہوتی۔ وہ ذاتِ ذوالجلال لم یزل ولایزال ہمیشہ
ایک ہی حالت پر اَلْآنَ كَمَا كَانَ دائم قائم ہے اور قمری مہینوں
کا موسم اس واسطے بدلتا رہتا ہے کہ حقیقتِ محمدی صلعم مختلف
زمانوں کے اندر اپنے نائب، خلیفہ اور جانشین کی صورت میں
بدلتی رہتی ہے۔ دن اور رات کے شبانہ روز میں چوبیس گھنٹے
ہوتے ہیں۔ اور انسان ہر گھنٹے میں تقریباً ایک ہزار دفعہ
سانس لیتا ہے۔ چنانچہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف کے
مطابق دن رات میں انسان کے چوبیس ہزار سانس
ہوتے ہیں۔ اگر ذاکر ہر سانس میں کلمۂ طیب کا پاسِ
انفاس کما حقہٗ کرتا رہے تو اس کے اندر کلمۂ طیب کے
چوبیس ہزار انوار نمودار ہوتے ہیں اور ہر سانس میں چوبیس ہزار
شیطان کے ناری آزار زائل ہوتے ہیں۔ اس بات سے تعجب
نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آیا ہے کہ اَلطُّرُقُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ۔ یعنی بندے کو اللہ تعالےٰ کی
طرف اتنے راستے ہیں جتنے کہ دُنیا میں اُس کے سانس ہوتے
ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شاملِ حال ہو
جاتے۔ اور مرشدِ کامل کی نگاہِ لطف پڑ جائے تو ایک ہی دم اور

www.yabahu.com

سانس میں اِنسان اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ قدس تک چڑھ جاتے۔ نیز سال کے تین سو ساٹھ دِن ہوتے ہیں۔ اور مومن عارف کے دِل کی طرف اللہ تعالےٰ ہر روز بمقتضائے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَاْنٍ (پارہ ۲۷ سورہ الرحمٰن رکوع ۱۲) نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے عارف کامل کے دِل میں وُہ شان معلوم ہوتی ہے۔ لیکن عام مُردہ دِل نفسانی کے دِل پر اِس شان کی تاثیر معدُوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر اِنسان کی طرف ایک نئی شان اور صِفت سے متجلّی ہوا ہے اِس واسطے دُنیا میں اِختلافِ رنگ وبُو واقع ہوا ہے۔

اَے ترا ہر طُور دِل ہر دم تجلّیِ دِگر ۔۔۔ طالبِ بیدار را ہر گوشہ مُوسیٰؑ دِگر
یک دو حرفے خواندہ ام در پیشِ استادِ ازل ۔۔۔ تا ابد بر دِل رسد ہر لحظہ معنیِ دِگر

واضح رہے کہ ازل کے روز اللہ تعالےٰ نے عالمِ اَرواح کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۱۲) یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے یک زبان ہو کر جواب میں بلیٰ یعنی ہاں کہا۔ اُس وقت زبانی (ORAL) اِمتحان تھا۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کمرۂ اِمتحان میں بٹھا کر مادے کے پرچوں پر اُن سے اپنی الوُہیّت اور ربُوبیّت کے سوال کے حل طلب کیے اور ازل کے روز اللہ تعالےٰ نے اَرواح کی طرف چونکہ اپنی ربُوبیّت

اَور الوُہیّت کی تجلّی فرمائی تھی۔ اِس واسطے دُنیا میں اَرواح کی خاکِ عبُودیّت شرابِ ربُوبیّت اَور بادۂ الوُہیّت سے مخمور ہو گئی۔

دوش دِیدم کہ ملائکؑ درِ میخانہ زدند ۔۔۔ گِلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند
آسماں بارِ امانت نتوانست کشید ۔۔۔ قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

دُنیا کے اکثر ظلُوم وجہُول اِنسانوں نے اپنے حادِث پیکرِ خاکی میں جب قدامت کا رنگ دیکھ لیا۔ تو ربُوبیّت اَور الوُہیّت کا دم بھرنے لگ گئے اَور خودی اَور انانیت کے گرداب میں گرفتار ہو کر اپنے پروردگار سے غافل ہو گئے۔ دنیا میں آ کر ان لوگوں نے اپنے صنمِ نفس اَور نفسانی مادی معبُودوں کو تو ثابت کیا لیکن اپنے ربِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ربُوبیّت اَور الوُہیّت کی نفی کر ڈالی اَور اُلٹا کلمہ پڑھ کر راہِ راست سے بھٹک گئے۔ یہ لوگ دُنیا میں محجوب اَور مغضوب کہلائے۔ تمام کفّار مشرکین اَور اللہ تعالیٰ سے غافلین فاسقین لوگ اِس گروہ میں شامل ہیں۔ اَور دُنیا میں اِن لوگوں کی بہت بھاری اکثریت ہے اَور یہ سب اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان اِمتحان میں فیل لوگ ہیں۔ ان لوگوں کے دِل و دماغ پر اکثر شیطانی انانیت یعنی اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (پارہ ۸ سورہ اعراف رکوع ۹) کا بھُوت کِسی نہ کِسی رنگ میں سوار

www.yabahu.com

رہتا ہے اور فرعونِ بے عون کی طرح کوسِ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (پارہ ۳۰ سورہ نازعات رکوع ۱) ہر وقت اِس طرح بجاتے رہتے ہیں کہ انہیں مُطلق خبر بھی نہیں ہوتی۔ یہ لوگ دُنیا کی طلب میں اِس طرح محو اور منہمک رہتے ہیں کہ اُنہیں اپنے خالق مالک اللہ تعالیٰ کا مطلق خیال بھی نہیں آتا۔ اِن لوگوں کا مشرب ہے ہمہ ب اوست۔

دوم قسم کی اَرواح پر جب ازل کے روز تجلّی ہوئی تو ان کی نظر اس تجلّی سے خیرہ ہوگئی۔ انہوں نے دُنیا میں آکر بغیر نفی کے اللہ تعالیٰ کو ثابت کیا اور ہر شے میں اس کا پرتو دیکھ کر مختلف مظاہرِ قدرت کو ذاتِ واجب الوجُود تصوّر کیا۔ یہ مشرب ہمہ اوست لغزشوں اور رجعتوں سے پُر ہے۔ مشرب ہمہ اوست اگر توحیدی اور حالی ہے تو اس کے جواز کی صُورت ہوسکتی ہے۔ لیکن عوام اہلِ تقلید لوگ اِس مشرب میں بڑی بھاری لغزش کھاتے ہیں۔ اور کائنات کی ہر شے کو ذاتِ واجب الوجود کا مظہر خیال کرکے اُس کے پُوجنے اور پرستش کرنے کا جواز نکال لیتے ہیں۔ چنانچہ حُسن پرستی، بُت پرستی، پیر پرستی، قبُور پرستی، سُورج پرستی، آتش پرستی، اوتار پرستی، بادشاہ پرستی غرض تمام غیر پرستی کے جواز یہاں سے نکلتے ہیں۔ منصُور حلاّج

کا اَنا الحق گو حالی تھا تب بھی شرِیعت نے اُس پر مواخذہ کرکے اُسے سُولی پر چڑھا دیا۔ لیکن فرعون کا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (پارہ ۳۰ سُورہ نازعات رکوع ۱) دجالی تھا۔ کیونکہ نفسانی لوگوں کا کبر اور انانیّتِ نفس اور ہوا سے ہوتا ہے اور اہلِ اللہ لوگوں کا اَنا اور کبر ذاتِ کبریا سے ہوتا ہے۔ سو اِس مشرب میں جو لوگ اہلِ توحید صاحبِ حال ہیں۔ وُہ معذورین مجذوبین کہلاتے ہیں۔ اور جو لوگ اہلِ تقلید صاحبِ قِیل و قال ہیں وُہ ضالین اور راستے سے بھٹکے ہُوئے ہیں۔ سوم فِرقہ اُن بلند حوصلہ قوی اِستعداد اور دُور بین لوگوں کا ہے کہ جن کی اَرواح اور قلوب پر جب روزِ ازل میں الست کی تجلّی ہُوئی تو دُنیا میں بھی ان لوگوں نے وعدۂ بَلٰی کو کماحقہٗ اِیفا کیا۔ ان لوگوں نے نورِ حق کو مقامِ ربوبیّت میں اور اپنے وجُود کو مقامِ عبُودیّت میں الگ الگ دیکھا۔ انہوں نے دُنیا میں آکر دِل و جان سے اس کی ربُوبیّت کا اِظہار کیا۔ اور اپنی عبُودیّت کا ظاہری و باطنی اور عملی و علمی طور پر اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے حادث وجُود میں اس کے قدیم رنگ سے اس کی معرفت اور شناخت کا فائدہ اُٹھایا۔ اور اِسی کے شمعِ جمال پر پروانہ وار جل کر اپنے آپ کو اس پر مٹایا اور اپنے اور تمام غیر ما سوے

www.yabahu.com

مطلوبوں اور کُل نفسانی مقصودوں اور جُملہ فانی معبودوں کی نفی کرکے اس کی ذاتِ واجب الوجود کو ثابت کیا اور اپنے آپ کو اس کی ذاتِ حیّ وقیّوم میں فنا کرکے اس کے وصل اور مشاہدے سے جامِ بقا پیا۔ یہ فرقہ محبوبین ہمہ ازوست کا ہے۔ سو یہ تین قسم کے فرقے ہوئے۔ ایک فرقہ وُہ ہے جس کا خیال ہے کہ ہمہ بے اوست۔ یعنی کائنات بغیر خالق مالک کے ہے۔ دُوسرے فرقے کا خیال ہے ہمہ اوست۔ سب وُہی ذاتِ واجب الوجود ہے۔ سوم فرقہ صادق مصدوق، اہلِ سُنّت والجماعت اہلِ حق کا ہے جو سمجھتے جانتے اور دیکھتے ہیں کہ ہمہ ازوست یعنی سب کچھ اِسی سے ہے اور وُہ سب کا خالق مالک ہے۔ لیکن اس کی ذات مخلوق کے گرد وغبار سے پاک اور منزّہ ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اِس بات کو جان لے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وُہ ذات واجب الوجود۔ اس میں غیر معبودوں کی نفی ہے۔ پھر اثبات ہے اور یہی صراطِ مستقیم اور اصل توحید اور معرفتِ ذات ہے۔ کُنہ کُن کے ان غیر مختتم اور لاحد اسرار و معارف کو اگر ہم تحریر کرتے جائیں۔ تو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور ہم اپنے اصلی غرض اور مطلب سے دُور جا پڑیں گے۔

وجہ یہ ہے کہ اِس موضوع میں پڑنے سے مسائل وحدت وجود اور وحدت شہود یا ہمہ اوست اور ہمہ ازوست کے فلسفیانہ اور متکلمانہ دُور و دراز بحث کا ایک لازوال سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی تشریح میں متقدمین اور متاخرین متصوّفین نے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیئے ہیں۔ لیکن قیل وقال اور عقلی دلائل سے یہ عقدہ لاینحل کبھی وا نہیں ہوتا۔ کیوں کہ ان لازوال منازل کو برق براقِ عشق طرفۃ العین میں طے کر لیتا ہے۔ عقلِ دُور اندیش کا گدھا اپنے پندار کے دلدل میں پھنس کر بازی ہار جاتا ہے ؎

حدیث از مطرب و مے گو و رازِ دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمّا را

سو اب ہم اپنے اصلی موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ رسالہ رُوحی میں ایک مسئلہ جس کی تشریح اور توضیح نہایت ضروری ہے اور یہ مسئلہ اکثر علماء ظاہر کے اعتراضات کا آماجگاہ بنا رہتا ہے۔ وُہ مسئلہ یہ ہے کہ اِس رسالہ میں دُنیا کے تمام اولیاء اللہ میں سے صرف سات ممتاز اولیاء اللہ کو سُلطان الفقر اور سیّد الکونین کے جلیل القدر لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ جن میں سے آخری درج ذیل پانچ پاک ہستیاں دُنیا میں

www.yabahu.com

آ چکی ہیں ۔ اوّل زوجِ پاک جناب خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ۔ دوم زوجِ مبارک حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ۔ سوم زوجِ مقدس حضرت سیّد الاولیاء شاہ محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سِرّہ العزیز ۔ چہارم زوجِ مکرم حضرت پیر عبدالرزّاق فرزند حضرت پیرِ دستگیر قدس اللہ سِرّہ العزیز ۔ پنجم زوجِ معظم حضرت سلطان العارفین فنا فی عینِ ذات یاھُو حضرت شیخ سلطان باہُوؒ قدس اللہ سِرّہ العزیز رسالہ روحی میں مذکور ہے کہ اِن پانچ اولیاء معتدّبین کے علاوہ دو دیگر اولیاء اللہ دُنیا میں آنے والے ہیں ۔ جب تک وہ دُنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوں گے قیامت قائم نہیں ہوگی ۔ اِن سات اولیاء اللہ کے قدم تمام اولیاء اللہ غوث و قطب کے سر پر ہیں ۔ معترضین کہتے ہیں کہ اِن سلطان الفقرا اور سیّد الکونین صحابہ کرام ، دوازدہ امام و مجتہدین اور دیگر اولیاء مقربین میں سے کسی کو شامل نہیں کیا گیا ۔ واقعی یہ بڑا بھاری اشکال ہے اِس فقیر کو خود بھی کچھ عرصہ اِس مسئلہ کے متعلق بڑی فکر اور اندیشہ لاحق رہا ۔ چنانچہ

ایک رات اِس فقیر نے واقعہ میں دیکھا کہ باطن میں ایک بزرگ نے مجھ سے یہی سوال کیا ۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اِس عُقدے کا ایک عجیب حل میرے دِل میں القاء فرمایا جو اُس وقت اِس فقیر نے بطور جواب اس بزرگ کے سامنے پیش کیا جسے اُس نے درست اور صحیح تسلیم کیا اور اس پر اپنی خوشنودی اور رضامندی کا اِظہار کیا ۔ وہ جواب یہ ہے کہ جس طرح ظاہر میں مختلف فنون اور کمالات ہیں اِسی طرح باطن میں بھی الگ الگ ہُنر اور کمالات کی قسمیں ہیں اور ایک ہُنر اور کمال دُوسرے ہُنر اور کمال سے کوئی نسبت اور لگاؤ نہیں رکھتا ۔ مثلاً دُنیا کے اندر بعض اشخاص خوش نویسی میں کمال رکھتے ہیں اور بعض خوش آوازی اور گانے میں یدِ طولےٰ رکھتے ہیں اور بعض پہلوانی میں بڑی قوت اور فنِ پہلوانی کے مالک ہوتے ہیں ۔ چنانچہ آیا ہے لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ وَلِکُلِّ رِجَالٍ فَنٌّ یعنی ہر فن میں خاص صاحبِ کمال اِنسان ہوتے ہیں اور ہر اِنسان کے لیئے ایک خاص فن ہوتا ہے سو مختلف فنون والوں کی آپس میں نہ کوئی نسبت قائم کی جاسکتی ہے اور نہ اِن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے ۔ مثلاً یہ نہیں کہا

جا سکتا کہ فلاں خوش نویس اَور فلاں گویّے میں سے کون بہتر ہے یا فلاں گویّے اَور فلاں پہلوان میں سے کون بڑھ کر ہے کیونکہ یہ شعبے ہی مختلف ہیں ۔ اِسی طرح باطنی دُنیا کے کمالات اَور فنون کے بھی مختلف شعبے اَور قسمیں ہیں یعنی بعض اولیاء اللہ زُہد میں ، بعض ترک میں ، بعض ریاضت میں ، بعض صدق میں بعض صبر میں ، بعض شکر میں ، بعض تجرید و تفرید ، بعض جُود و سخا بعض رحمت و رافت میں مشہورِ زمانہ اَور یکتائے روزگار ہُوتے ہیں ۔ چنانچہ انبیاء علیہم السّلام میں سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام زاہد البشر اَور حضرت داؤد علیہ السّلام عبد البشر اَور حضرت ایوب علیہ السلام اصبر البشر ہوتے ہیں یعنی ہر نبی کسی خاص باطنی صفت اَور فن میں صاحبِ کمال ہوا ہے ۔ اِسی طرح اصحابِ کبار میں سے بعض صدق میں ، بعض عدل میں ، بعض حیا میں ، بعض عِلم میں ، بعض جُود و سخا اَور عِلم و شجاعت میں یگانۂ روزگار ہُوئے ہیں ۔ اِسی طرح اَولیاء اللہ میں سے ہر ولی اپنی ایک خاص باطنی صِفت اَور فن میں صاحبِ کمال ہوتا ہے ۔ اِسی طرح فقر ایک خاص باطنی فن اَور کمال ہے اَور اس کے برابر باطنی دنیا میں نہ کوئی فن ہے

www.yabahu.com

اَور نہ کوئی کمال ۔ اَور یہ باطنی کمال اَور نعمت تمام انبیاء میں سے بدرجۂ اتم ہمارے آقائے نامدار احمدِ مختار حضرت مُحمّد مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالٰے نے مرحمت فرمائی تھی جس میں نہ کوئی نبی اَور نہ کوئی رسُول آپؐ کے ہمسر اور برابر ہو سکتا ہے اَور اسی پر آپؐ نے فخر فرمایا ہے کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔ یعنی فقر کے کمال پر مجھے فخر حاصل ہے ۔ اَور اِسی بے مثل کمال کے باعث قیامت کے روز تمام انبیاء اَور مُرسلین کے درمیان میں سربلند ہُوں گا ۔ مقامِ غور ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم تمام ظاہری و باطنی کمالات کے جامع تھے ۔ لیکن آپؐ نے کسی فن اَور کمال پر فخر نہیں فرمایا ۔ یعنی نہ شجاعت پر ، نہ سخاوت پر ۔ نہ تقویٰ و صبر پر ، نہ ترک و توکّل پر اَور نہ فصاحت و بلاغت پر ۔ لیکن حضورؐ نے محض فقر کے کمال پر فخر کا اِظہار فرمایا ہے ۔ اَور ایک جگہ فرمایا ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فقر میرا فخر ہے اَور فقر ہی میرا اصل ترکہ اَور وِرثہ ہے ۔ اب صرف یہ بات تشریح طلب ہے کہ آیا فقر کونسا باطنی فن اَور کمال ہے

جس پر فخر الانبیاء کی ذات بابرکات فخر فرماتی ہے۔ لغت عربی میں فقر، افلاس اور تنگدستی اور دنیوی تنگی و ناداری کو کہتے ہیں لیکن باطنی دنیا میں فقر دونوں جہان کی بادشاہی اور سرداری کا نام ہے۔ چنانچہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز سے کسی نے فقر کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا لَیْسَ الْفَقِیْرُ مَنْ لَیْسَ لَهٗ دِرْهَمٌ وَّلَا دِیْنَارٌ بَلِ الْفَقِیْرُ مَنْ قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ یعنی دنیا کے باطن میں فقیر وہ نہیں جس کے پاس روپے پیسے نہ ہوں بلکہ فقیر وہ ہے جو کسی شے کے لئے کہہ دے کہ ہو جا پس وہ ہو جائے۔ یعنی فقیر وہ ممتاز اور محبوب ہستی ہے کہ جو مالک الملک ہو اور جس کی زبان سیف الرحمٰن ہو کہ جس کام کے لئے امر کرے کہ ہو جا پس وہ ہو جائے اور فقر کی تعریف یہ بھی آتی ہے کہ اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ فَهُوَ اللّٰهُ یعنی جب فقر کا مرتبہ تمام ہو جاتا ہے تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔ یعنی فقیر اللہ تعالیٰ کے نور میں فنا حاصل کر کے اُس کے نور سے باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ سو باطن میں فقر سب سے اعلیٰ، افضل اور بلند ترین مرتبے اور ارفع ترین درجے کا نام ہے اور وہ فقر اختیاری ہے نہ کہ فقر اور افلاس اضطراری

جو کہ محض دنیوی مفلسی اور ناداری ہے اور موجب رسوائی و خواری ہے۔ ایسے فقر نگونسار سے پناہ مانگی ہے کہ جس سے دنیوی لالچ اور طمع کے سبب فقر دنیا داروں کے سامنے ادب اور تعظیم کے لئے جھکے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ یعنی میں فقر نگونسار سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایسا فقر دونوں جہان کی رُوسیاہی ہے۔ لیکن فقر خاص الخاص تو دونوں جہان کی بادشاہی ہے اِس لئے باطن میں اِس سے اعلیٰ اور افضل اور کوئی رُتبہ ہی نہیں ہے اور یہ بلند منصب سب انبیاء مرسلین میں سے اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا اور بعدہٗ آپ کے طفیل آپ کی اُمت کے خاص خاص فنافی الرسول پاک ممتاز اشخاص اور مقدس ہستیوں کو اس سے سرفراز فرمایا یوں تو فقر کی فضیلت میں بے شمار حدیثیں آئی ہیں۔ لیکن ہم فقر کی فضیلت میں علوِ شان میں حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت سرورِ کائنات صلعم مغموم اور اُداس بیٹھے تھے اور آپ کی چشمِ مبارک سے آنسو جاری تھے کہ اس اثناء میں

www.yabahu.com

حضرت ابی ذر غفاریؓ آپ کے پاس آنکلے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم نے خود بخود حضرت ابی ذر غفاریؓ سے دریافت
فرمایا کہ یا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ مَا غَمِّیْ وَحُزْنِیْ وَلِاَیِّ
شَیْءٍ اِشْتِیَاقِیْ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ اَخْبِرْنِیْ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ صلعم بِغَمِّکَ وَفِکْرِکَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اٰہ اٰہ اٰہ وَاشَوْقَاہُ اِلٰی لِقَآءِ
اِخْوَانِیْ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ ط شَاْنُہُمْ کَشَاْنِ الْاَنْبِیَاءِ
وَہُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بِمَنْزِلَۃِ الشُّہَدَآءِ یَفِرُّوْنَ
مِنَ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّہَاتِ وَالْاِخْوَانِ وَالْاِخْوَاتِ
وَالْاَبْنَاءِ لِابْتِغَاءِ مَرْضَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَہُمْ
یَتْرُکُوْنَ اَمْوَالَہُمْ لِلّٰہِ تَعَالٰی یُبَدِّلُوْنَ اَنْفُسَہُمْ
بِالتَّوَاضُعِ لَا یَرْغَبُوْنَ فِی الشَّہَوَاتِ وَحُصُوْلِ
الدُّنْیَا وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ
مَجْذُوْبِیْنَ مِنْ حُبِّ اللّٰہِ وَقُلُوْبُہُمْ لِلّٰہِ
وَاَرْوَاحُہُمْ مِنَ اللّٰہِ وَعِلْمُہُمْ لِلّٰہِ
اِذَا مَرِضَ وَاحِدٌ مِّنْہُمْ ہُوَ اَفْضَلُ عِنْدَ
اللّٰہِ مِنْ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ وَّ اِنْ شِئْتَ

اَزِیْدُکَ یَا اَبَا ذَرٍّ۔ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ صلعم قَالَ الْوَاحِدُ مِنْہُمْ اِذَا مَاتَ فَہُوَ
کَمَنْ مَّاتَ فِی السَّمَاءِ بِکَرَامَتِہٖ عَلَی اللّٰہِ وَاِنْ
شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ بَلٰی یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم۔ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْہُمْ یُؤْذِیْہِ
قُمْلَۃٌ فِیْ ثِیَابِہٖ فَلَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ اَجْرُ سَبْعِیْنَ
حَجَّۃٍ وَّ عُمْرَۃٍ وَکَانَ لَہٗ اَجْرُ عِتْقِ اَرْبَعِیْنَ
رَقَبَۃٍ مِنْ اَوْلَادِ اِسْمَاعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلُّ
وَاحِدٍ مِّنْہُمْ بِاِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ دِیْنَارٍ، وَاِنْ
شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَا ذَرٍّ۔ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ صلعم۔ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْہُمْ یَذْکُرُ
اَہْلَ الْوُدُوْدِ ثُمَّ یَغْتَمُّ یُکْتَبُ لَہٗ بِکُلِّ
نَفَسٍ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَۃٍ وَاِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ
قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم قَالَ الْوَاحِدُ
مِنْہُمْ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ کَمَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ فِیْ
جَبَلِ عَرَفَاتٍ مِّثْلَ عُمُرِ نُوْحٍ اَلْفَ سَنَۃٍ وَّ
اِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ بَلٰی یَا

www.yabahu.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلعَم قَالَ الْوَاحِدُ مِنْھُمْ یُسَبِّحُ سَبْحَۃً
خَیْرٌ لَّہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ اَنْ یُّسَیِّرَ مَعَہٗ جِبَالُ
الدُّنْیَا ذَھَبًا وَّ اِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَا ذَرٍّ۔
قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلعَم قَالَ مَنْ نَظَرَ
نَظْرَۃً اِلٰی اَحَدِ ھِمْ ھُوَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ نَظْرِہٖ
اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَنْ سَتَرَہٗ فَکَاَنَّمَا سَتَرَ اللّٰہَ
تَعَالٰی وَمَنْ اَطْعَمَہٗ فَکَاَنَّمَا اَطْعَمَ اللّٰہَ تَعَالٰی
وَاِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ بَلٰی یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلعَم قَالَ الْوَاحِدُ مِنْھُمْ اِنْ
جَلَسَ مَعَہٗ قَوْمٌ مُّصِرُّوْنَ وَمُثْقَلُوْنَ مِنَ
الذُّنُوْبِ مَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا مُخَفَّفُوْنَ ۵

ترجمہ حدیث۔ ایک روز حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مغموم اور غمگین بیٹھے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اِتنے میں حضرت ابی ذر غفاریؓ آپ کے پاس آ نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر غفاریؓ سے دریافت فرمایا کہ "اے ابا ذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں کیوں مغموم اور محزون ہوں اور مجھے کس چیز کا

اِشتیاق ہے۔ ابُوذرؓ نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلعم مجھے اپنے فکر اور غم سے آگاہ فرمائیے۔ تب آنحضرت صلعم نے تین دفعہ آہِ سرد کھینچ کر فرمایا۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ میرے دل میں کس قدر اِشتیاق ہے اپنے اُن بھائیوں کے دیکھنے کا جو میرے بعد دُنیا میں آئیں گے۔ اُن کی شان انبیاء کی شان کے برابر ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وُہ شہداء کا درجہ رکھتے ہوں گے۔ اپنے مولیٰ کی رضامندی کی خاطر وُہ اپنے ماں، باپ، بھائی بہنوں اور بیٹوں کو چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طلب میں مالِ دُنیا کو ترک کر دیں گے اور محض اللہ کے لئے اپنے نفسوں کو متواضع بنا ڈالیں گے۔ نفسانی رغبتوں، شہوانی خواہشوں اور دنیاوی کاموں اور مُرادوں کو بالکل ترک کر دیں گے۔ اللہ تعالےٰ کی محبت میں مجذوب ہو کر اللہ کے گھر میں اکٹھے ہو رہیں گے۔ ان کے دِل اللہ کی طرف پھرے ہوئے ہوں گے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدِ غیبی پہنچے گی۔ اور ان کو علمِ لدُنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے حاصِل ہوگا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بیمار پڑ جائے تو اللہ تعالےٰ

www.yabahu.com

کے نزدیک اسے اس مرض کا ہزار سال کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا۔ اور اے اباذرؓ! اگر تو چاہے تو اور زیادہ ان کی تعریف بیان کروں۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ یا رسول اللہ صلعم اور فرمائیے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی اس حالت میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی ایسی عزّت اور توقیر ہوتی ہے کہ گویا اہلِ آسمان میں سے کوئی گذر گیا ہے۔ اے اباذرؓ! اگر تو چاہے تو مزید بیان کروں عرض کیا۔ ہاں! یا رسول اللہ صلعم! اور فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا کہ اِن میں سے اگر کسی کو اُس کے کپڑوں کی جوں ستائے تو اِس تکلیف کے بدلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسے ستّر مقبول حجوں اور ستّر عمروں کا ثواب ملے گا۔ اور اُسے چالیس ایسے غلاموں کے آزاد کرنے کا اجر ملے گا جو حضرت اِسماعیل علیہ السّلام کی اولاد سے ہوں اور ہر غلام بارہ ہزار دینار سے خریدا گیا ہو۔ اور اگر تو چاہے اے اباذرؓ! میں مزید بیان کروں۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلعم! اور فرمائیے۔ تب آپ نے فرمایا کہ

اگر ان میں سے کسی کو اپنے پچھلے دوستوں اور خویشوں کی یاد غمگین کرے۔ تو اُسے اُس غمگین ساعت کے ہر سانس کے عوض ہزار ہزار درجے ملیں گے۔ اور اگر تو چاہے اے اباذرؓ! تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ میں نے عرض کیا ہاں! یا رسول اللہ صلعم! فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اِن میں سے کوئی شخص دو رکعت نفل ادا کرے۔ تو گویا اُس نے جبلِ عرفات میں نوحؑ علیہ السّلام کی عمر کے برابر یعنی ہزار سال عبادت کی۔ اور اگر تو چاہے اے اباذرؓ! تو میں اور زیادہ تعریف کروں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ صلعم! فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اِن میں سے کوئی ایک دفعہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ تو اُس کے لیئے آخرت میں اس سے بہتر ہو گا کہ اُس نے دُنیا میں سونے کا ایک پہاڑ راہِ خُدا میں خرچ کیا ہو۔ آپؐ نے پھر فرمایا اے اباذرؓ! اگر تو چاہے تو اور زیادہ بیان کروں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ صلعم! ضرور فرمائیے۔ آپؐ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر اُنہیں کوئی شخص حُسن اِعتقاد سے ایک نظر دیکھ لے تو اللہ کے نزدیک اُس

www.yabahu.com

شخص کا دیکھنا بیت اللہ کے دیکھنے سے زیادہ مُوجبِ ثواب ہوگا۔ اَور جس شخص نے اُسے دیکھا تو گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اَور جس شخص نے اُسے کپڑا پہنایا تو اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کو کپڑا پہنایا۔ اَور جس شخص نے اُسے کھانا کِھلایا تو گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو کھانا کِھلایا۔ اَور اگر تُو چاہے اَے ابا ذرؓ! تو اَور زیادہ بیان کروں۔ مَیں نے عرض کیا ہاں یا رسُول اللہ صلعم فرمائیے۔ آپؐ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر ان میں سے کِسی ایک کے پاس ایسے لوگ آبیٹھیں جو گناہوں پر اصرار کرنے والے اَور گناہوں کے بوجھ سے گرانبار ہوں تو ان کے پاس بیٹھنے سے اُن کے گناہ جھڑ جائیں گے۔ اَور وُہ گناہوں سے سُبکدوش ہوکر اُٹھیں گے۔" اللہ اکبر۔

مذکورہ بالا حدیث کو حضرت سُلطان العارفینؒ نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ ذِکر فرمایا ہے۔ اَور گو بظاہر اِس حدیث میں کِسی قدر مبالغہ کا شِمہ اَور غلو کا شائبہ نظر آتا ہے۔ اَور بعض علماء ظاہر اِس حدیث کی صِحت میں شک کریں گے لیکن ہم نے اِس حدیث کو جِس معیار اَور کسوٹی پر پرکھا اَور جانچا ہے۔ اُس کے مُطابق اِس میں غلطی کا اِحتمال تک نظر

نہیں آتا۔ اور یہ حدیث حرف بحرف صیح معلوم ہوتی ہے وُہ معیار اَور کسوٹی یہ ہے کہ ہم نے اِس حدیث کی حقیقت کو عملی طور پر جانچا ہے۔ اَور اسے درست پایا ہے۔ اس کی صُورت یُوں ہوئی کہ جس وقت اِس فقیر نے کالج کی تعلیم اَور گھر بار غرض تمام دُنیوی تعلقات کو چھوڑ کر فقر اِختیار کر لیا اَور گودڑی پہن کر فقیروں سے جا مِلا تھا۔ اَور اللہ تعالیٰ کی طلب و تلاش میں غلاظتِ دُنیا کی جملہ کدُورتوں اَور آلائشوں سے استنجا کر لیا۔ اَور تمام ماسویٰ علائق و عوائق سے وضو کر کے اُس کے پاک دربار میں حاضر ہُوا اَور یک سُو و یک جہت ہوکر دل و جان سے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہُوا اَور اُس کی یاد اَور ذِکر فِکر میں پُوری طرح محو و منہمک ہو گیا تو اُس پاک زمانے میں مَیں نے اِس حدیث شریف کو حرف بحرف صحیح پایا۔ اُس زمانے کی باطنی ترقی اَور رُوحانی عرُوج کی مبارک گھڑیوں کو جب یاد کرتا ہُوں تو اِس حدیث کی صداقت اَور حقیقت دِل میں موجزن ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اِس کی صحیح کیفیّت احاطۂ بیان اَور دائرۂ تحریر سے باہر ہے۔ صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ اِس حقیقت کو صِرف

www.yabahu.com

وُہی لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جن پر یہ کیفیت کُلّی طور پر گذری ہو۔ اور اس کی ماہیّت کا عِلم صرف اُنہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو اِس وادی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ ظاہر پرست اور سطح بین اِس حقیقت کو کیا جانیں۔

کھُلتے نہیں اِس قلزمِ خاموش کے اسرار
جب تک تُو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا طالب جس وقت جملہ ماسویٰ علائق وعوائق سے یک سُو اور یک جہت ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے تو اُس کا ہر دم اور ہر سانس گوہرِ بے بہا بن جاتا ہے۔ اور اُس کا ہر قدم نئے خزانے اور گنج پر جا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے طالبِ صادق فقراء جب اللہ تعالیٰ کی طلب میں نکلتے ہیں اور اس کی طلب اور تلاش میں جس طرف جاتے ہیں تو فرشتے ایسے لوگوں کے قدموں کے نیچے ادب اور تعظیم کے لیئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ اور جس زمین پر ایک لحظہ مل کر بیٹھتے ہیں اور اپنے پاک نفوس سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں تو زمین اُن کے ذکر کے نور سے معمور اور مسرور ہو کر فخر سے

اِتراتی ہے اور آسمان اُس زمین پر رشک کرتا ہے اور اس کے آگے تعظیماً جھکتا ہے۔

آسماں سجدہ کند پیش زمینے کہ بُرد — یک دو کس یک دو زماں بہرِ خدا بنشینند

ان کی برکت سے آسمان سے بارشیں نازل ہوتی ہیں اور زمین نباتات اُگاتی ہے۔ ان کے دم قدم سے دُنیا میں امن قائم رہتا ہے اور لوگ چین کی زندگی بسر کرتے ہیں فقیر جس علاقے کی طرف سَیر و سیاحت کی طرف سے جاتے ہیں اُس علاقے کے متصرّفین اور اہلِ تکوین غوث، قطب، اوتاد اور ابدال ان کے اِستقبال اور پیشوائی کے لیئے آتے ہیں اور اپنے علاقوں کے تصرّف کی کُنجیاں اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جب وُہ دُنیا سے رُخصت ہوتے ہیں تو زمین اور آسمان اُن کے ہجر میں سوگوار ہو کر چالیس روز تک ماتم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص ممتاز ہستیاں نوری لطیف جُثّوں کے ساتھ بزمِ نبوی میں حاضر ہوتی ہیں۔ وہاں اُن کی نوری پرورش ہوتی ہے اور اُنہیں بے کام و بے زبان تعلیم ملتی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاک اخلاق سے متخلّق اور اس کی نوری صفات سے متّصف ہیں زمین میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کے سچّے نائب، صحیح وارث اور

www.yabahu.com

برحق خلیفے ہیں۔ ان کی زبان کُن کی سیاہی سے مترشح ہوتی ہے جس کام
کے لئے کہتے ہیں کہ ہوجا۔ جلد یا بدیر وُہ ضرور ہو جاتا ہے۔
جیسا کہ آیا ہے لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ۔
ظاہری رسمی رواجی اور بدنی وجسمانی عبادت والے ان کی گرد
کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ کیوں کہ نفسانی مُردہ دل دنیا کے
جنجالوں اور نفسانی بکھیڑوں میں گرفتار لوگوں کے دِلوں میں
خطراتِ شیطانی واہماتِ نفسانی اور وساوسِ دُنیا پریشانی کے
طُوفانِ بے تمیزی ہر وقت برپا رہتے ہیں۔ وہاں زبانی ذِکر فِکر کا
ٹمٹماتا ہوا چراغ کب قائم رہ سکتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی
اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ
فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ (پارہ ۱۸ سورہ نور
رکوع ۱۱) یعنی نفسانی مُردہ دِل غافِل آدمی کے دِل کی مثال ایسی ہے کہ
گویا وُہ تاریکی اور سیاہی کا ایک گہرا سرکش سمندر ہے جس میں
غفلت، حِرص، حسد، کِبر، طمع، شہوت، غضب، قہر وغیرہ
تمام بُرائیوں کی تاریکیاں موج پر موج مار رہی ہیں اور جس کے
اُوپر نفس کا بادل چھایا ہوا ہے۔ پس یہ بے شمار ظلمتیں ایک دُوسرے
پر ایسی اٹی پڑی ہیں کہ ان میں اللہ کے نام کی روشنی کا گذر محال ہے۔

جس سعادت مند خُوش نصیب طالب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم
سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُسے جُملہ ماسویٰ علائق وعوائق
سے چھڑا کر اپنے قُرب میں داخل فرماتا ہے تو اُسے اپنے نُور سے
زندہ کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کے دل کے اندر چراغ اسم اللہ ذات
روشن کر دیتا ہے۔ جُملہ شیطانی ظلمتیں، نفسانی کدُورتیں اور دُنیوی
عفُونتیں اس کے وجُود سے زائل اور دفع ہو جاتی ہیں۔ قولہ تعالیٰ
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ
اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ
یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ
یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی
اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ (پارہ ۱۸ سُورہ نور رکوع ۱۱) اللہ تعالیٰ کی اس
نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ کی قدر وُہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے
اللہ تعالیٰ کی طلب کی اِس پاک وادی میں صِدقِ دِل سے قدم رکھا
ہے اور جن کے قلوب اور ارواح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبّت اور عشق
کے جذبے سے کھینچا ہے جیسا کہ آیا ہے اَلْجَذْبَةُ مِنْ جَذْبَاتِ
الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبّت کا ایک جذبہ تمام
دُنیا کے جنّات اور اِنسانوں کی عبادت کے برابر ہے۔ سو باطن میں فقر

www.yabahu.com

کے برابر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ غرض باطن میں صحابیت، امامت، شہادت، اجتہاد، ولایت، غوثیت، قطبیت، صدیقیت، تقویٰ، زُہد، صبر، شکر، تسلیم، رضا، خوف، رجا، جُود و کرم، حِلم، شجاعت، شفقت اور صِدق و وفا وغیرہ کے بے شمار اعلیٰ الگ الگ منصب اور مراتب ہیں لیکن فقر ان سب سے افضل و اعلیٰ اور ارفع مرتبہ ہے۔ حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی فرماتے ہیں کہ جس وقت میں باطنی دُنیا کے مراتب اور مدارج طے کرتا ہوا چلا۔ تو میں زُہد کے دروازے پر پہنچا۔ اِس دروازے پر میں نے بڑی بھیڑ دیکھی چنانچہ میں بھیڑ میں سے راستہ بنا کر اس دروازے سے گذر گیا۔ پھر میں ترک، توکّل، صبر، رضا وغیرہ کے مختلف بے شمار مقامات کے دروازوں پر پہنچا۔ سب پر لوگوں کا ہجوم اور جمگھٹا دیکھا۔ اور میں ان کو چیرتا ہوا اِن میں سے گذر گیا۔ آخر میں مَیں فقر کے دروازے پر پہنچا اور اس کو خالی دیکھا اور اس پر کسی طالب و سالک کو نہ پایا۔ سو میں اُسے کھول کر اُس میں سے گذر گیا۔ مذکورہ بالا بیان سے فقر کی قدر و قیمت اور اس کی بے مثلی اور امتیازی شان پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ فقر کا یہ بلند مرتبہ انبیاء میں سے خاص طور پر ہمارے آقائے نامدار، احمدِ مختار، محبُوبِ کردگار حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تفویض ہُوا اور اس مرتبے کی مخصُوص وردی اور طُرّۂ امتیاز وُہ مزمّل کی گودڑی ہے جس کے ہر پہلُو

میں ازل، ابد، دُنیا و عقبیٰ کی سرداریاں وابستہ ہیں اور جس کے ایک ایک تار میں گنج ہائے ظاہر و باطن کے تمام گوہرِ آبدار پیوستہ ہیں۔ سو فقر کی یہ گودڑی معراج کی رات حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مرحمت ہُوئی اور آپ کے طفیل آپ کے خاصانِ اُمّت میں سے پہلے یہ مرتبہ عالی مرتبہ جناب خاتُونِ جنّت جناب سیّدۃ النسأ حضرت فاطمۃ الزہرؓ کو عطا ہُوا چنانچہ ان پانچ ہستیوں کو یہ فقر کا سُلطانی تاج یکے بعد دیگرے پہنایا گیا۔ جن کو رسالہ رُوحی میں سُلطان الفقرا۔ اور سیّد الکونین کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ فقر کی یہ دولت ہر زمانے میں تقسیم ہوتی رہتی ہے اور تھوڑی بہت انبیاء سابقہ اور اُن کی اُمّت کے اولیاؤں میں بھی یہ نعمت چلی آئی ہے۔ لیکن حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی پر یہ نعمت اور دولت کمال کو پہنچی اور آپؐ پر یہ نعمت ختم ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (پارہ ۶ سُورہ مائدہ رکوع ۵) مثلاً فقر کو اگر عطر سے تشبیہ دی جائے تو دُنیا میں بعض ایسے نام کے فقیر ہُوتے ہیں جن کا گذر فقر کے عطر فروش کی دکان پر ہو گیا اور ان کے مشام اور دماغ میں عطرِ فقر کی خُوشبو گھُس گئی جس سے وُہ مست ہو گئے یا بعض ایسے بھی فقیر ہُوئے جو چند روز عطر فروش کی دُکان پر عطرِ فقر

www.yabahu.com

خریدنے کے لیے جا بیٹھے ہیں اور عطر فروش نے ان کے ہاتھوں اور بالوں پر بطور نمونہ تھوڑا سا عطر لگا دیا ہو۔ اور وُہ خود اور ان کے ہم نشین چند روز کے لیے اس کی خوشبو سے مست اور مدہوش ہو گئے۔ بعض ایسے ہُوئے کہ جنہوں نے عطر فروشوں سے کچھ عطر خرید لیا اور اُن سے اپنے دِلوں کی شیشیاں بھر لیں اور بعض ایسے ہوئے جو عطر فروشوں میں شامل ہو گئے اور انہوں نے عطرِ فقر کی دُکان کھول لی۔ لیکن بعض ذاتی فقرا ایسے ہُوئے جو باغوں کے مالک اور دُنیا کی تمام خوشبو دار چیزوں اور ذخائرِ مشک و عنبر کے ٹھیکہ دار بن گئے۔ جنہوں نے ہر قسم کی عطریات دھونی دار و خوشبو دار مصالحوں کے کارخانے کھول رکھے ہیں اور تمام دنیا کو عطر وغیرہ سپلائی کرتے ہیں۔ سو یہی وُہ سات سُلطان الفقرا ہیں جو دنیا کے سب سے بڑے لازوال کارخانۂ عطرِ فقرِ محمدی صلعم کے مالک، کارکن اور ٹھیکیدار ہیں۔ تمام دُنیا میں ان کے دم اور قدم سے رُوحانیت کی مہک اور دین کی دھونی مچی ہُوئی ہے۔ اور انہی کے طفیل تمام دُنیا میں دینی وقار، رُوحانی ریح اور مذہبی ذہنیت قائم ہے۔ اگر باطنی فضا میں اِس فقرِ عطر کی مُبارک اور پاک خوشبو کی مہک نہ ہوتی تو جیفۂ دنیا کی گندگی سے تمام دُنیا متعفّن اور بدبُودار اور باطنی وبائی امراض سے

خلق خدا کے قلوب اور ارواح ہلاک ہو جاتے۔ اور دُنیا سے دین کا نام و نشان مِٹ جاتا۔

ابیات

ازاں ہمیشہ بود تازہ رُوئے درویشی — کہ متّصل بمحیط است جُوئے درویشی
ز بادِ تُند حوادث نمی شود خاموش — چراغِ گوشہ نشینانِ کُوئے درویشی
بہوش باش کہ در گوشِ چرخ حلقہ بسے — کشیدہ اند فقیراں بہوئے درویشی
دراں محیط کہ کشتیِٔ نُوح در خطر است — درست از آب برآید سبُوئے درویشی
چو خضر سبز شود ہر کجا گذارد پائے — کسیکہ حفظ کند آبرُوئے درویشی
ز جامِ زمے بید رد سرِ دار طمع — کہ ایں شراب بود در کدوئے درویشی
بشوئے از دو جہاں دست چوں فقیر شدی — کہ ہست در رہِ فقر ایں وضوئے درویشی
تو نامراد نۂ زاں بمدعا نرسی — وگرنہ خاکِ مراد است کوئے درویشی

یہاں پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ فقر جس کا اِس قدر بلند مرتبہ ہے آخر چیز کیا ہے اور یہ خاص الخاص ذاتی فقرِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم خاندانِ نبوّت اور اہلِ بیت کی طرف سے امّت کے خاص خاص افراد نوری نہاد کو جس وقت مرحمت ہوتا ہے اس کی صُورت اور کیفیت کیا ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت سُلطان العارفین اپنی کتاب "نُورالھُدیٰ" کلاں میں فرماتے ہیں۔ "بشنو اَے طالب ابتدائے فقر ایں است کہ فقیر را بمشقِ وجُودیہ و تصوّر اِسم اللہ

www.yabahu.com

ذات اوّل ہفت اندام از سر تا سر قدم تمام صورت نور مے گردد پاک چنانچہ پاک طفل از شکم مادر مے زاید از برکت و پاکی مشق وجودیہ اسم اللہ ذات فقیر بحضور مدخل مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مے شود وصفتِ معصوم طفل فقیر را از کرم، لطف، شفقت و مرحمت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باندرونِ اہلِ بیت اُمہات المومنین و شفیع المذنبین حضرت فاطمۃ الزہرا و حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت عائشہ صدیقہ العلیا رضی اللہ عنہن مے برند و ہر یک از اُمہات المومنین او را فرزند خوانند و شیر مے دہند و شیر خوار اہل بیت شود۔ نامِ او غلام و فرزندِ حضوری و خطاب فرزندِ نوری یابد۔ باطن بصورت طفل سِرّ نورِ حضور دوام و ظاہر بجثہ اربعہ عناصر ہم سخن بمردمِ خاص و عام، ایں است فقر تمام" ترجمہ عبارتِ فارسی:۔

اَے طالب گوشِ ہوش سے سُن! کہ فقر کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ جس وقت مشقِ وجودیہ اَور تصوّرِ اسم اللہ ذات کے ذریعے سر سے لے کر قدم تک فقیر کے ہفت اندام تمام وجود ایسا پاک اَور صاف ہو جاتا ہے کہ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے تو مرشدِ کامل اُسے نوری طفلِ معصوم کی صورت میں مجلس

محمدی صلعم کے اندر داخل فرما دیتا ہے۔ اَور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کمالِ لطف، شفقت اَور مرحمت سے اس نوری طفلِ فقیر کو اپنے خاندانِ نبوّت اَور اہل بیت پاک میں پیش فرما دیتے ہیں۔ اَور اُمہات المومنین حضرت فاطمۃ الزہرا اَور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اَور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے سامنے لے جاکر انہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ طفل فقیر ہمارا نوری حضوری فرزند ہے۔ سے دودھ پلاؤ۔ وہاں اُمہات المومنین اُسے اپنا فرزند بنا لیتی ہیں۔ اَور اپنی پاک چھاتیوں کا نوری دودھ پلاتی ہیں اَور وہ شیر خوار اہل بیت خاص میں شامل ہو جاتا ہے اَور اُس کا لقب ولد نوری اَور اس کا خطاب فرزند حضوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں ہمیشہ فقیر اسی نوری حضوری لطیف جثے کے ساتھ مجلسِ محمدی صلعم میں موجود رہتا ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر جثہ اربعہ عناصر کے ذریعے عوام لوگوں سے ہم سخن اَور ہم کلام رہتا ہے یہ ہے مراتبِ فقرِ تمام:

سو فقر کا یہ خاص مرتبہ محض مرشدِ کامل قادری کی نگاہ اَور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لطف وکرم اَور اللہ تعالےٰ کے خاص فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ اِس میں جسمانی ریاضت اور کسب

کوشش اور ظاہری علم و فضل کچھ کارآمد نہیں ہوتا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ
یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ط (پارہ ۲۸ سورہ جمعہ رکوع ۱)
اب ہم پانچ سلطان الفقراء کا مختصر سا حال بیان کرتے ہیں تاکہ
ناظرین کو ان ممتاز ہستیوں کا قدرے حال معلوم ہو جائے۔ اور
ان سے شناسائی حاصل ہو کر ان کے ساتھ حسنِ ظن و اعتقاد پیدا
ہو جائے۔ کیوں کہ یقین اور اعتقاد ہی فیض اور برکت کا وسیلہ
اور ذریعہ ہوا کرتا ہے۔

حالاتِ سلطان الفقراء اوّل

ان میں سے پہلی روحِ پاک جناب خاتونِ جنت سیدۃ النساء
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے۔ آپ فاطمہ بتول،
زہراء، ذکیہ اور راضیہ کے پاک اسموں سے مشہور اور معروف
ہیں۔ تمام لوگوں میں سے آپ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے صورت اور سیرت میں زیادہ ملتی جلتی تھیں۔ آپ کے حق میں
آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ
اٰذَانِیْ وَمَنْ اَبْغَضَہَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ یعنی آں حضرت صلعم نے
فرمایا کہ فاطمہؓ میری جان کا ٹکڑا ہے۔ جس نے انہیں ایذا پہنچائی
گویا اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے ان سے بغض اور کینہ رکھا

اس نے گویا میرے ساتھ بغض اور کینہ رکھا۔"
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ثوبانؓ سے روایت ہے کہ
آنحضرت صلعم جب کبھی باہر سفر پر تشریف لے جانا چاہتے تو سب سے
آخر بسبب کمالِ محبت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف
لے جاتے اور اُن سے وداع فرماتے اور جب کبھی سفر سے واپس
تشریف لاتے تو سب سے پہلے ملاقات کے لئے حضرت فاطمۃ الزہراؓ
کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن سے ملاقات فرماتے۔ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دفعہ کسی نے سوال کیا کہ تمام عورتوں میں
سے سرورِ کائنات صلعم کو کس سے زیادہ محبت تھی۔ تو آپؓ نے جواب دیا
کہ تمام فرقۂ نساء میں سے آنحضرت صلعم کو جناب فاطمہؓ زیادہ پیاری اور
محبوب تھیں۔ اور جب پوچھا کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھے
تو فرمایا کہ اُن کے شوہر علی کرم اللہ وجہٗ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے اور اُس وقت ابرِ رحمت
سے آپؐ پر بارش ہو رہی تھی۔ اور بارش سے بچاؤ کے لئے
آپؐ پشم کی سیاہ چادر یعنی کالی کملی اوڑھے ہوئے تھے اس
وقت آپؐ کے پاس حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے

www.yabahu.com

آپ نے اُنہیں اپنی چادر مُبارک میں ڈھانپ لیا۔ بعدہٗ آپ کے پاس حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور بعدہٗ ان کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے سب کو یکے بعد دیگرے اِسی مزمل کی گودڑی اور تطہیر کی سیاہ کملی میں ڈھانپ لیا اور کمال شفقت اور مرحمت سے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ ترجمہ۔ اے اہلِ بیتِ رسُول صلعم! اللہ تعالیٰ کا اِرادہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی پلیدی اور نجاست کو دُور کرے۔ اور تم کو ظاہر باطن پاک اور طاہر فرما دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جیفۂ دنیا کی نجس کی پلیدی اور گندگی کو ان اہلِ بیتِ رسُولِ مقبول سے دُور فرماتا ہے۔ اور انہیں فقرِ خاص الخاص کے آبِ کوثر سے دھو کر فقرِ محمدی صلعم کی مُشک اور عنبر سے معطر فرماتا ہے۔ (پارہ ۲۲ سُورہ احزاب رکوع ۱)

ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ (پارہ ۵ سورہ نساء رکوع ۶) نیز حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کا قاعدہ مبارک تھا کہ جب کبھی آں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ رضی آنحضرت صلعم کی تعظیم کے لِئے اُٹھ کھڑی ہوتیں اور آپ ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے

اور ماتھے کو بوسہ دیتے۔

حضرت سُلطان العارفین قدس اللہ سرّہ العزیز نے اپنی کتاب میں اِس روایت کا ذکر کیا ہے کہ ایک روز حضرت سرورِ کائنات صلعم نے حضرت خاتُونِ جنّت رضی کے حُجرے پر تشریف لے جاکر دستک دی۔ حضرت فاطمہ رضی نے پُوچھا کہ کون ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے جواب دیا کہ اے فاطمہ رضی میں تیرا باپ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہُوں۔ اِس پر حضرت فاطمہ رضی نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ اندر تشریف نہ لائیں۔ کیونکہ میرے تن پر ڈھانکنے کو کپڑا کافی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چادر دوش مبارک سے اُتار کر اندر پھینک کر فرمایا کہ اس سے اپنا بدن ڈھانپ لو۔ غرض جب خاتُونِ جنّت رضی اللہ عنہا نے اپنا بدن چادرِ نبوی سے ڈھانپ لیا اور حضرت سرورِ کائنات صلعم نے اندر تشریف لے جاکر احوال پوچھا تو حضرت بتول رضی نے عرض کیا کہ حضرت ظاہری دُنیوی حال تو یہی ہے جو حضور مُلاحظہ فرما رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے اہلِ بیت اور خصُوصاً اپنے جگر گوشہ حضرت بتول رضی کی اِس قدر تنگی اور عسرت کی حالت سے جوش اور جلال آگیا۔ اور حالتِ جذب و جلال میں آپ

www.yabahu.com

یُوں گوہر افشاں ہُوئے کہ اے فاطمہ رضؓ! اللہ تعالےٰ نے مجھے وُہ توفیق بخشی ہے کہ اگر میں دُعا اَور توجہ کروں تو تیرے گھر کی دیواریں بھی سونے اور چاندی کی ہو جائیں۔ اَے جگر گوشۂ رسُول! اِس وقت مانگ جو کچھ مانگتی ہے۔" حضرت فاطمہ رضؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت فقر اَور فاقے سے ہمیں اللہ تعالےٰ کے قُرب اَور محبت کی بُو آتی ہے۔ اَور دُنیا کی گندگی اللہ تعالیٰ سے بُعد اَور دُوری کی مُوجب ہے۔ ہمیں دُنیائے دُوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہمیں اِسی طرح رہنے دیجئے جس طرح مولا کی مرضی ہے۔ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اُس وقت حضرت سرورِ عالم صلعم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اِس جواب باصواب سے خوش ہو کر فرمایا کہ اَے فاطمہ رضؓ! تو میری اُمت کے سُلطان الفقرا میں سے ہے اَور تجھے فقر کی یہ نعمت مُبارک ہو۔ اَور تُو میرے فقرِ خاص کی وارث ہے۔ اَور فقر ہی میرا فخر ہے اَور قیامت کے روز فقر ہی کی بدولت تمام انبیاء اَور مُرسلین کے درمیان میرا سر بلند ہوگا۔ غرض جملہ اہل بیت اَور خصوصاً حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے اِس فقرِ اختیاری کے مناقب بے شمار ہیں۔ اِن پاک لوگوں نے دُنیا کی گندگی سے کبھی اپنے ہاتھ آلُودہ نہیں کئے۔ اَور نہ اِن نُوری

ہستیوں کے دِلوں میں سوائے عِشق اَور محبتِ الٰہی کے اَور کسی غیر چیز کی گنجائش رہی ہے۔ خاصانِ درگاہ نے دُنیا کمینی تو کیا نعماءِ عقبےٰ یعنی بہشت اَور حُور و قصور کی طرف بھی رغبت نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ کے عِشق کے سودا میں وُہ ہر دو جہان کی بازی لگا بیٹھے ہیں۔

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہٖ ۔۔۔ نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز

وُہ عِشق کی گرم بازاری میں دُنیا کے زیان اَور عقبیٰ کے سُود سے گذر گئے ہیں۔

اہلِ عقبیٰ سُود برد و طالبِ دُنیا زیاں
گرمیٔ بازارِ او سُود و زیانِ من بسوخت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ محض دیدار کا ہے اَور یہ ذاتی معاملہ نہ دُنیا میں سماتا ہے اَور نہ آخرت میں بلکہ حضرتِ عشق کی بارگاہ کونین سے بالاتر ہے۔

حسابِ صد ہزار عاقل بمحشر بگذرد یک دم ۔۔۔ حساب یک دم عاشق بصد محشر نمی گنجد

حدیث میں آیا ہے اَشَدُّ الْبَلَآءِ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ ثُمَّ عَلَی الْاَوْلِیَآءِ فَالْاَمْثَلُ وَالْاَمْثَلُ ط ترجمہ۔ سب سے سخت اِمتحان اللہ تعالےٰ کا انبیاء کے ساتھ ہوا ہے۔ پھر اولیاء کے ساتھ پھر جو اُن کی مثل ہوں۔ اِس حدیث کے مُطابق خاندانِ نبوّت اَور اہل بیت رسُولِ مقبُول سب سے

www.yabahu.com

سخت اِبتلاء اَور اِمتحان کی آماجگاہ رہا ہے۔ اُمّت کے حاسدین اَور منافقین نے ظُلم اَور ستم کے وُہ کون سے حربے اور اَوزار ہیں جو اُن کے برخلاف نہ اِستعمال کیئے ہوں۔ اَور وُہ ہمیشہ صبر اَور تسلیم و رضا سے اُن جملہ جَور و جفا کو برداشت کرتے رہے ہیں اَور اُف تک نہیں کیا۔ دُنیا کی تارِیخیں ان کے خُونیں کارناموں سے رنگین ہیں۔ اگر سنگین پہاڑوں پر ایسے مظالم ڈھائے جاتے تو وُہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ آفرِین ہے اِن پاک نُوری نژاد وجُودوں پر کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی سخت سے سخت ابتلا اَور بڑی سے بڑی قضا پر کمال صبر اَور رضا سے آخری دم تک مقابلہ کیا۔ اَور اُس کے صِلے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اَور برکتیں حاصِل کیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ (پارہ ۲ سورہ بقرہ رکوع ۳)

ترجمہ۔ البتّہ ہم ضرور تم کو آزمائیں گے خوف سے اَور بھُوک سے اَور مالوں، نفسوں اَور پھلوں کے نقصانوں سے، پس اے میرے نبیؐ خوشخبری دے اُن صابرین کو کہ جب کبھی اُن کو مُصیبت پہنچتی ہے وُہ کہتے ہیں کہ ہم

اللہ تعالےٰ کا مال ہیں اَور ہم اسی کی طرف رجُوع کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر برکتیں اَور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اَور یہی لوگ ہیں اہلِ ہدایت۔"

حضرت رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب وصال فرمایا تو حضور کے ہجر اَور فراق کا غم سب سے زیادہ آپؐ کی محبُوب صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوّا۔ چنانچہ آپؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غم میں جنّت بقیع کے اندر ایک الگ حُجرہ بنوایا۔ جس کا نام بیتُ الحُزن رکھا۔ آپؓ دِن رات اُس حُجرے کے اندر تشریف لے جاکر مراقبے اَور اِستغراق میں اَور آنحضرت کے عِشق اَور محبّت اَور آپ پر آنے والے مصائب کے اِحساس میں آنسُو بہایا کرتیں۔ یہاں تک کہ صرف چھ ماہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد زندہ رہ کر آنحضرتؐ سے مُلحق ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال پُرملال پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرثیہ کہا جس کا ایک بیت یہ ہے ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا　　صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

یعنی مجھ پر ہجر اَور فراقِ رسُولِ مقبُولؐ سے مُصیبتوں کا ایسا سخت پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے کہ اگر یہ مصیبتیں دُنیا کے روشن دِنوں پر ٹوٹ پڑیں تو وُہ بھی کالی راتوں میں تبدیل ہو جائیں۔"

www.yabahu.com

اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسُول مقبول صلعم آپؓ کے جُملہ اہل بیت اور آل اَولاد سے قیامت تک راضی رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں، رحمتیں اور برکتیں ابدالآباد تک اُس پر نازل ہوتی رہیں۔ آمین۔

حالات سُلطان الفقراء دُوم

اہل بیت کے بعد فقرِ خاص الخاص کا مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا۔ اور رسالہ رُوحی میں آپؓ کو دوسرے سُلطان الفقراء کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ آپؓ نے بچپن سے خاندانِ نبوّت میں پرورش پائی۔ کیوں کہ آپؓ کی والدہ ماجدہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ جب کبھی آپؓ کی والدہ حرم نبوی کے کسی بیرونی کام کے لیئے باہر چلی جاتیں اور حسنؓ رونے لگتے تو اُس وقت حضرت اُمِّ سلمہؓ اپنا پستان مُبارک حسنؓ کے مُنہ میں دے دیتیں۔ آپ چُوسنے لگتے اور دُودھ کے چند قطرے قدرتِ الٰہی سے نکل آتے اور حسنؓ کے حلق کے نیچے اُتر جاتے۔ اتنی ہزار برکتیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ حسنؓ بصری میں پیدا کیں وُہ سب خاتونِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش اور آپؓ کے دُودھ کے اثر سے تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسنؓ لڑکے تھے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آبخورے سے وضو کر کے باہر نماز کے لیئے تشریف لے گئے۔ حضرت حسنؓ نے آکر اُس آبخورے سے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس اپنے حرم میں تشریف لائے اور آبخورے کو خالی پایا تو دریافت فرمایا کہ یہ پانی کون پی گیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے جواب دیا کہ حسنؓ پی گیا ہے۔ اِس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اِس آبخورے سے جس قدر پانی حسنؓ پی گیا ہے۔ اُس قدر علم میرا اس میں سما گیا ہے۔ غرض حضرت حسنؓ کے بختِ خداداد اور نصیبہٗ ازلی کا کیا کہنا ہے کہ خاتونِ مصطفےٰ صلعم جیسے اپنی چھاتی مبارک سے دُودھ پلائے اور جو ایسی پاک خاتون کی گود میں پرورش پائے اور جسے قدرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبخورے میں سے آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی پلائے اور جس کے حق میں نبی آخر الزّمان اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمائے کہ میرا علم اس میں سما گیا ہے تو ایسی سعادت مند ہستی فقر محمدی صلعم کا خاص مرتبہ اور درجہ نہ پائے تو اور کون پائے۔ یہ محض نصیبہٗ ازلی اور عطا بخشش فضلی ہے۔

www.yabahu.com

اِیں سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حسنؓ از بصرہ بلالؓ از حبش صہیبؓ از روم — ز خاکِ مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیست

روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اُمِ سلمہؓ کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت اُمِ سلمہؓ اس وقت حسنؓ کو گود میں لئے بیٹھی تھیں۔ جب آنحضرت صلعم بیٹھے تو اُمِ سلمہؓ نے فرطِ محبت اور کمال شفقت سے حسنؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر عرض کیا کہ یا حضرت اِس بچے کے حق میں دُعا خیر فرماویں اور اسے برکت دلویں کہ اللہ تعالٰے اِسے نیک بخت اور سعادتمند بنائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کے حق میں دُعاء خیر فرمائی اور باطنی برکت اور اپنے نور کے فیضان سے سرفراز فرمایا۔ غرض حضرت حسنؓ نے جو کچھ پایا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور رحمت اور خاندانِ نبوت کی باطنی تربیت سے پایا۔

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند — سگ را ولی کنند مگس را ہُما کنند

کہتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو آپ کو حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ اِس کا نام رکھئے۔ آپؓ نے فرمایا سَمُّوْهُ حَسَنًا فَاِنَّهٗ حَسَنٌ یعنی اِس کا نام حسن رکھو۔ کیوں کہ یہ حسن یعنی خوب صورت ہے۔ جب آپؓ بڑے ہوئے تو حضرت علی

کرم اللہ وجہہٗ سے آپؓ نے خرقۂ خلافت پایا۔ اُمتِ محمدی میں پہلے پہل آپؓ سے ہی فقر اور سلوکِ باطنی کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور آپؓ ہی طریقت اور سلوکِ باطنی کے پہلے اِمام اور پیشوا ہوئے ہیں۔ فقر اور معرفت میں آپؓ بے مثل اور لاثانی ہو گذرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ایک دفعہ بصرہ تشریف لائے اور دیکھا کہ ہر جگہ واعظین اور ناصحین نے بازارِ وعظ و پند گرم کر رکھا ہے۔ حضرت امیرؓ کو اس میں خلل اور فتنہ نظر آیا۔ چنانچہ آپؓ نے سب کے منبر توڑ ڈالے اور انہیں وعظ کرنے سے منع فرمادیا۔ انہی ایام میں ایک دن آپؓ حضرت حسنؓ کے پاس تشریف لائے۔ حسنؓ اس وقت وعظ فرمارہے تھے۔ حضرت امیرؓ نے اس وقت حسنؓ سے سوال کیا "أَأَنْتَ مُعَلِّمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ" کیا تو فارغ التحصیل عالم ہے کہ تیرے لئے باقی کوئی علم نہیں رہا۔ یا تو طالبِ علم ہے؟" اِس پر حضرت حسنؓ نے جواب دیا۔ کہ "نہ میں عالم ہوں اور نہ طالبِ علم بلکہ میں تو محض حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث اور اقوال لوگوں تک پہنچا رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت حسنؓ کے اِس معقول جواب سے حضرت امیرؓ خوش ہوئے اور حضرت حسنؓ کی ظاہری و باطنی لیاقت اور قابلیت معلوم کرکے آپؓ کو کچھ نہ کہا اور آپؓ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور بعد میں انہیں خرقۂ خلافت

عطا فرمایا۔ آپؓ کے مناقب بے شمار ہیں۔ بصرہ میں آپؓ کے ہمنام ایک دو عالم حسن نامی اور ہو گذرے ہیں۔ جن کے حالات کتابوں میں آپ کے حالات اور مناقب سے خلط ملط ہو کر مِل جُل گئے ہیں اِس لئے ہم یہاں پر آپؓ کے صرف چند مختصراً مگر صحیح مناقب بیان کرنے پر اِکتفا کرتے ہیں۔

ایک بزرگ نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت حسنؓ بصری کے ہمراہ حج کو گئے۔ راستے میں ایک جگہ ہم کو پیاس لگی۔ ایک کنوئیں پر پہنچے لیکن ہم نے وہاں کوئی رسّی یا ڈول نہ پایا۔ جس سے ہم پانی نکال لیتے۔ ہم سب نے حضرت حسنؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؓ نے فرمایا میں نماز شروع کرتا ہُوں۔ جس وقت میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو اُس وقت تم کنوئیں کے کنارے پر جا کر پانی پی لینا۔ چنانچہ آپؓ نماز میں مشغول ہو گئے۔ ہم کنوئیں کے کنارے پر گئے تو دیکھا کہ کنوئیں کا پانی چشمے کی طرح جوش مار رہا ہے۔ اور ایک لحظہ میں پانی کنوئیں کے دہانے یعنی مُنہ تک آگیا ہے۔ ہم سب نے سیر ہو کر اور جی بھر کر پانی پی لیا۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے آبخورہ چھپا کر بھر لیا تو پانی واپس کنوئیں میں اُتر گیا۔ اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو گئے راستے میں بھُوک لگی۔ ہم نے پھر آپؓ کی طرف رجوع کی اور اِلتجا کی

آپؓ نے اُس وقت ایک خشک کھجور کی طرف دیکھا اس وقت اس میں تازہ کھجُوریں لگ گئیں۔ ہم سب نے اس میں سے کھجوریں اُتار اُتار کر پیٹ بھر کر کھالیں اور تازہ دم ہو گئے۔ اِن کھجوروں کا ذائقہ اور مزہ دُنیا کی کھجوروں سے بالکل نرالا اور بہت ہی ارفع اور اعلیٰ تھا۔ اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ کھانے کے بعد ہر ایک کھجور کی گٹھلی سونے کی بن جاتی تھی ہم نے ان گٹھلیوں کو مدینے کے بازار میں جا کر بیچا۔ اور ان سے ضروریاتِ زندگی خریدتے رہے اور حیرت کرتے رہے۔

روائت ہے کہ اِمام ابُو عمرؒ کو سارا قرآن یاد تھا اور بہت اچھا قرآن پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک خوبصُورت لڑکا آپ کی مجلس میں آیا۔ اور آپ نے نظرِ شہوت سے اُس کی طرف دیکھا۔ اُسی وقت اکثر قرآن آپ کی یاد اور ذہن سے اُتر گیا۔ اور اُس کا پڑھنا آپ پر شاق اور گراں ہو گیا۔ اُس وقت بڑا خوف اور ہراس آپ پر مسلط ہو گیا اور سخت بیقراری اور پریشانی کی حالت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امدادِ باطنی اور کشائشِ حال کے لئے اِلتجا کی۔ حضرت حسنؓ نے انہیں فرمایا کہ حج کے ایام ہیں۔ تم اِسی وقت حج کو روانہ ہو جاؤ۔ اور جب حج سے فارغ

www.yabahu.com

ہو تو مسجدِ خیف میں چلے جانا۔ وہاں ایک بوڑھے بزرگ محراب میں بیٹھے ہوئے تمہیں ملیں گے جب وُہ یادِ الٰہی سے فارغ ہولیں تو اُن کی خدمت میں اپنی کشائش حال کے لئے عرض کرنا۔ ابُوعمرؒ نے ایسا ہی کیا۔ اَور حج سے فارغ ہونے کے بعد مسجدِ خیف میں گئے تو وہاں ایک بہت بارُعب پُرشوکت اَور وجیہہ بوڑھے بزرگ کو محراب کے اندر بیٹھا ہوًا دیکھا کہ بہت لوگ ان کے اِردگرد بیٹھے ہیں۔ ابُوعمرؒ بھی ان کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک مرد سفید لباس میں ملبُوس مُنہ پر بُرقعہ ڈالے ہُوئے وہاں آگئے۔ سب لوگ بمعہ اُس بُوڑھے بزرگ کے اُس کی تعظیم کے لئے اُٹھے اَور اُن کو سلام کیا اَور سب اس سے باری باری شاگردوں کی طرح بعض باریک مسائلِ باطن پُوچھتے رہے۔ اَور وُہ ان سب کو جواب دیتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سفید پوش بزرگ چلے گئے اَور مسجد لوگوں سے خالی ہوگئی۔ ابُوعمرؒ کہتے ہیں کہ میں نے اُس وقت اُس بوڑھے بزرگ کو تنہا پاکر موقع غنیمت جانا اَور آگے جاکر اُن کو سلام کیا اَور عرض کی کہ خدا کے لئے میری مدد کیجئے اَور میری مشکل حل کیجئے۔ چنانچہ میں نے اپنا ماجرا اُس بوڑھے بزرگ کے سامنے مفصّل بیان کیا۔ وُہ بوڑھے بزرگ ذرا غمناک ہوگئے۔ اَور کنکھیوں سے آسمان کی طرف دیکھ کر پھر سر کو نیچے جُھکا لیا۔ ابھی اُس نے

پُورا سر نہ جھکایا تھا کہ سارا قرآن مجید مجھ پر منکشف ہوگیا۔ اَور میری گُم شُدہ اَور مفقوُد دولت مجھے دوبارہ حاصل ہوگئی۔ ابُوعمرؒ کہتے ہیں کہ میں خُوشی کے مارے اُس بُوڑھے بزرگ کے قدموں میں گِر پڑا۔ بعدہٗ اُس بزرگ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ میرا پتہ تجھے کِس نے دیا میں نے عرض کی کہ حضرت حسن بصریؓ نے مجھے آپ کا پتہ دیا ہے۔ اُنہوں نے آہِ سرد کھینچ کر فرمایا۔ کہ حسنؓ نے ہمارا پردہ پھاڑا ہے۔ اَور ہمیں رُسوا کیا ہے۔ ہم بھی اُسے شہرہ کریں گے۔ پھر اُس نے مجھے کہا کہ تو نے اس برقعہ پوش بزرگ کو دیکھا جو ظہر کی نماز سے پہلے یہاں آئے تھے اَور ہم سب نے اُٹھ کر اُس کی تعظیم کی تھی۔ میں نے کہا کہ ہاں میں نے اُسے دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ برقعہ پوش بزرگ حسن بصریؓ ہی تو تھے۔ جو ظہر کی نماز بصرہ میں پڑھ کر باطنی صُورت میں یہاں تشریف لاتے ہیں اَور ہمیں باطنی تعلیم دے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا جِس شخص کا حسن بصری جیسا کامل پیشوا ہو اُسے دُوسروں کی دُعاؤں کی کیا حاجت ہے۔ غرض خاص الخاص فقرا ہمیشہ گمنامی اَور خمول کو اپنا شیوہ بنائے رکھتے ہیں۔ اَور شہرت اَور خود فروشی سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں۔ غرض آپؓ بڑے پایہ کے بزرگ فقر اَور معرفت میں یگانۂ روزگار سلوکِ باطن کے پہلے اِمام ہُوئے

www.yabahu.com

ہیں۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو۔ اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ان کی پاک رُوح پر ابد الآباد تک نازل ہوں۔

حالات سُلطان الفقراء سوم

تیسرے سُلطان الفقراء حضرت محبُوبِ سُبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی شاہ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرّہُ العزیز ہیں۔ آپؓ کی ذاتِ والاصفات کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں ہے آپؓ دُنیائے ظاہر و باطن اور عالمِ غیب والشہادت میں آفتاب عالمتاب سے زیادہ مشہور اور معرُوف ہیں۔ آپؓ کے مناقب آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذرّوں سے زیادہ ہیں۔ آپؓ کو ہر دو حسبی اور نسبی طور پر فقر کا مرتبہ بدرجۂ اتم عطا ہوا اور حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پُورے طور پر آپؓ کے وجُودِ مسعُود میں جلوہ گر ہوئی۔ اور آپؓ اپنے جدِّ مبارک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نائب، اصلی جانشین اور آپؐ کے جُملہ ظاہری و باطنی اوصاف سے متّصف اور آپؐ کے پاک اخلاق سے متخلّق تھے۔ ولایت کے آثار اور فقرِ محمدی صلعم کے انوار بچپن سے آپؓ کے جبینِ مُبارک سے ہویدا تھے۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے چار عناصر سے آپؓ کا وجُودِ مُبارک مرکب تھا۔ ولایت کی کراماتِ کبریٰ اور قدرت کی آیاتِ عظمیٰ آپؓ کی فطرت

اور سرشت میں روزِ ازل سے شامل تھیں۔ غرض آپؓ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایک ایسے بے مثال اور بے عدیل مجسّم نمونہ تھے کہ کسی ولی کو آپؓ کی ہمسری اور برابری کی جرأت اور توفیق نہیں ہوئی اور اُمّتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوّلین و آخرین اولیاء آپؓ کے سامنے سرِ نیاز جھکانے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اور ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر آپؓ کی عزّت و توقیر اور تعظیم و تکریم کرتے ہیں غرض آپؓ کے علوِ شان کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ اور آپؓ کے کمالات کا اظہار قلم تحریر کی طاقت سے باہر ہے ؎

کتابِ وصفِ تُرا آبِ بحر کافی نیست
کہ ترکنند سرِ انگشت و صفحہ بشمارند

آپؓ کی شہرت اور شوکت کے نقارے آسمانوں میں اور زمین پر بہت زور شور سے بج چکے ہیں اور روزِ قیامت تک بجتے رہیں گے مہد سے لے کر لحد تک اور ابتداء سے انتہاء تک آپؓ کی زندگی کا ہر دم کشف آمیز اور آپؓ کی زیست کا ہر قدم کرامت سے لبریز تھا۔ چنانچہ آپؓ شیر خوارگی کے عالم میں ماہِ رمضان کے اندر دِن کو اپنی والدہ ماجدہ کا دُودھ نہیں پیتے تھے۔ اور آپؓ کی تمام اولیاء کرام میں سے یہ نرالی کرامت اور خاص خرقِ عادت دُنیا میں اظہر من الشمس

ہے۔ دیگر آپؒ کے طالبِ علمی اَور لڑکپن کے زمانے میں جیلان کے قافلے کے ہمراہ بغداد کی طرف جانے اَور اثنائے راہ میں چالیس چوروں اَور ڈاکوؤں کے آپؒ کی صداقت اَور سچّائی سے متاثر ہو کر تائب ہونے کا قصّہ مشہور اَور معرُوف ہے۔ غرض آپؒ کی زندگی کی ہر گھڑی اَور آپؒ کی زِیست کی ہر ساعت رہبری اَور رہنمائی کا پیکر اَور رُشد و ہدایت کا مظہر تھی۔ آپؒ کی تعرِیف اَور توصِیف کی کتاب اِس قدر طویل اَور مطول ہے کہ اِس کی ورق گردانی کے لِئے انگلی کا سِرا تر کرنے کو ایک سمندر چاہیئے۔ غرض جو مقدّس ہستی روزِ ازل سے مجسّم نوری پیکر آئے اَور شیر خوارگی کے عالم میں حکمِ الٰہی اَور شریعتِ نبوی صلعم کی تعمیل میں وُہ خصائصِ کبریٰ اَور خوارِقِ عظمیٰ دِکھائے کہ جس سے ایک زمانہ انگشت بدنداں رہ جاتے۔ اَور وُہ ذاتِ معلّیٰ جو ابھی خود تعلیم و رشد کی طلب میں گھر سے نِکل رہا ہو اُس کا ایک ہی صادق اَور راست کلمہ تمام قافلے کو غارت اَور ہلاکت سے نجات دلائے اَور سالہا سال کے فاسق فاجر سفّاک چالیس ڈاکوؤں کا گروہ اُس کلمہ سے ہمیشہ کے لِئے رُشد و ہدایت پائے ایسی مُبارک پاک ہستی جس وقت علومِ ظاہری و باطِنی کے دریا پی جائے۔ اس کے بعد جنگلوں اَور پہاڑوں میں سالہا سال تک ایسی سخت ریاضتیں اَور مجاہدے کرے کہ جسے دیکھ کر اِنسانی کیا

مَلکی شعور کو بھی حیرت اَور عبرت آئے۔ بعدہٗ اُس زمانے کے مشائخین اَور بزرگانِ دین کی خدمت میں رہ کر اُن سے تکرارِ علمِ ظاہری و باطِنی کر کے اپنی خُداداد ہمّت اَور ازلی اِستعداد کی وجہ سے سلوک کے سب سے اعلیٰ اَور ارفع مقام پر فائز ہو کر تاجِ سُلطان الفقراء اَور ولایتِ کبُریٰ سے سرفراز ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اَور اُس کے رسُولِ مقبول کے مخصُوص فیُوض سے مسند آرائے سریرِ خلافت و نیابت بن کر آئے اَور منبرِ رُشد و ہدایت اَور سجّادۂ تعلِیم و تلقِین پر اللہ تعالیٰ اَور اس کے رسُول کے امر سے جلوہ فرمائے تو اُس وقت اُن کے ظاہری و باطِنی فیوضات و برکات کا کیا عالم ہُوا ہوگا۔ ع قیاس کُن زِ گلستانِ من بہارِ مرا۔ غرض آپؒ کی ولایتِ لانہایت کا بلند مرتبہ حیطۂ عقل و قیاس سے باہر ہے اَور آپؒ کے فقر اَور معرفت کا عالی درجہ دائرۂ وہم و گمان سے بالاتر ہے چنانچہ آپؒ نے غنائیت، عنایت، ولایت اَور ہدایت کے تمام مراتب حاصِل کر لِئے اَور شرِیعت، طرِیقت، حقیقت اَور معرفت کے جُملہ مدارج طے کر لِئے اَور ناسُوت، ملکوت، جبرُوت اَور لاہُوت کے کُل مقامات عبُور کر کے تمام رُوئے زمین میں اللہ تعالیٰ اَور اُس کے رسُول ؐ کے حقِیقی نائب اصلی جانشین، دائمی غوث اَور قطب الاقطاب بن گئے

www.yabahu.com

آپؓ کے حالات اور مناقب کی صحیح اور مستند کتاب "بہجت الاسرار"
میں مذکور ہے کہ آپؓ سے جب آپؓ کے ابتدائی مجاہدوں اور ریاضتوں
کی بابت دریافت کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں چالیس برس تک بلا ناغہ
عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا ہوں۔ اور بارہ برس ایسی حالت
رہی کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتا تو اپنے حُجرے کے اندر ایک
کیل پکڑ کر اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر روزانہ صبح تک قرآن
شریف ختم کرتا۔ نیز آپؓ نے فرمایا کہ میں نے ابتداء میں اپنے نفس کو تین
روز متواتر روزۂ وصال کی عادت ڈال رکھی۔ بعدہٗ روزے کی مُدت
کو بڑھا یہاں تک نوبت پہنچائی کہ چالیس روز تک متواتر بغیر کھائے
پیئے گذار دیتا۔ اور ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ میں نفسانی اور جسمانی
زندگی کے تمام لوازمات اور جُملہ ضروریات مثلاً کھانے، پینے
اور سونے وغیرہ سے بے نیاز ہو گیا۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ نیند
اور بھوک مجسّم اور متمثّل ہو کر میرے اُوپر حملہ آور ہوتے اور میں اپنے
مجاہدانہ اور مردانہ نعرۂ تکبیر سے اُنہیں بھگا کر پسپا کر دیتا۔ اور
اکثر جنّ اور شیاطین ابتداء میں اپنے ناری ہتھیاروں اور ظلمت
کے گمراہ کُن اوزاروں سے مسلّح ہو کر فوج فوج میرے مقابلے کے لئے
آتے اور مجھ پر سخت حملے اور وار کرتے۔ لیکن میں اپنی باطنی خُداداد

قوّت اور رُوحانی ہمّت سے اِن سب پر غالب آکر انہیں شکستِ فاش
دے دیتا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابلیس لعین نے خود بنفسِ خبیث
میرے پاس آکر کہا کہ اے عبدالقادرؓ! میں اور میرے جنود تیرے ہاتھوں
بہت تنگ اور عاجز آگئے ہیں۔ تو نے ہمیں کہیں رہنے کا نہیں چھوڑا
نیز آپؓ نے فرمایا کہ بغداد کے باہر قصرِ نوشیرواں کے ایک پُرانے بُرج
میں گیارہ سال میں نے تن تنہا بسر کیے جسے بسبب میری طویل
اقامت آج تک بُرجِ عجمی کہتے ہیں۔ نیز آپؓ فرماتے ہیں کہ میں
پچیس سال تک متواتر عراق کے جنگلوں اور بیابانوں میں تن تنہا
گھومتا رہا ہوں۔ اور سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرتا رہا ہوں
ان دنوں میں سوائے جنگلی گھاس پات اور جنگلی میووں کے اور
کوئی چیز میری غذا نہیں تھی۔ اور کئی دفعہ سخت مجاہدوں اور ریاضتوں
کی وجہ سے میں سُوکھ کر کانٹا ہو جاتا۔ اور جب لہُو خشک ہو کر میرا
وجُود ٹھنڈا ہو جاتا اور میں مُردہ کی طرح پڑا رہتا ایسی حالت میں
کسی قافلے کا مجھ پر اتفاقاً گذر ہوتا تو وُہ مجھے مُردہ سمجھ کر میری
تجہیز و تکفین کی تیاری کرتے تو میں اُٹھ بیٹھتا اور وُہ حیران اور دنگ
رہ جاتے۔ اکثر شہروں میں میرا نام گونگا اور دیوانہ مشہور ہو گیا تھا۔

آں ترکِ عجم چُوں زِ مے حسن طرب کرد — بر پشتِ سمند آمد و تاراجِ عرب کرد

آپؓ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے جنگل میں ایک شخص مِلا جسے مَیں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ آپؓ میرے ساتھ رفاقت اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ اُس نے کہا کہ میرے اَور آپؓ کے درمیان ایک شرط ہوگی۔ میں نے کہا کہ وُہ شرط کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہم ایک دُوسرے کے ساتھ نہ جھُوٹ بولیں گے اَور نہ وعدہ خلافی کریں گے۔ میں نے کہا منظور ہے۔ چنانچہ ہم اکٹھے ایک جنگل میں روانہ ہُوئے اَور ایک جگہ آرام کے لِئے بیٹھے۔ اُس وقت اُس شخص نے مجھے کہا کہ میں کچھ دیر کے لِئے باہر جاتا ہُوں کیا آپؓ میرے آنے تک یہاں بیٹھے رہیں گے۔ میں نے کہا بیٹھا رہوں گا۔ چنانچہ وُہ شخص مجھے اکیلا جنگل میں چھوڑ کر چلا گیا اَور ایک سال تک واپس نہ آیا۔ پورے سال کے بعد جب وُہ شخص وہاں آیا۔ تو اُس نے مجھے اُسی جگہ بیٹھا ہُوا پایا۔ پھر ایک دفعہ وُہ مجھ سے اِسی طرح کا وعدہ لے کر باہر چلا گیا اَور سال بھر غائب رہا۔ جب وُہ واپس آیا تو مجھے اُسی جگہ جہاں چھوڑ گیا تھا موجود پایا۔ آخر تیسری بار پھر مجھ سے وعدہ لے کر سال کے بعد واپس آیا۔ اَور مجھے پھر اپنے وعدے پر قائم پایا اِس دفعہ وُہ کچھ دُودھ اَور روٹی اپنے ہمراہ لایا اَور مجھے آکر بتایا۔ کہ میں خضر (علیہ السلام) ہُوں اَور مجھے اللہ کی طرف سے امر ہے کہ مَیں ہر وَلی کا اِمتحان

لُوں۔ اِس دفعہ آپؓ کے اِمتحان لینے کا امر ہُوا ہے۔ میں نے آپؓ کا سب سے سخت اِمتحان لیا لیکن میں نے آج تک آپؓ کی طرح باہمت اَور مُستقل مزاج ولی دُنیا میں نہیں دیکھا۔ تو عزم اَور ہمت میں بے شک جبل الرّاسخ (ایک سنگین پہاڑ) ہے۔ آ۔ تاکہ ہم اکٹھے یہ دُودھ اَور روٹی کھائیں۔ چنانچہ جب میں نے خِضر علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھایا تو حضرت خِضر علیہ السّلام نے مجھے فرمایا کہ اَے عبدالقادرؓ! تیرا معاملہ اَب ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امر ہے آپ اَب جنگلوں اَور بیابانوں میں رہنا چھوڑ دیں اَور بغداد میں جا کر اقامت اِختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے ہاتھ پر بے شمار خلقت کو ہدایت فرمانا چاہتا ہے۔ غرض آپؓ نے بغداد میں آکر ایک مدرسے کی بنا ڈالی اَور خلقِ خدا کے لِئے درس وتدریس، پند ونصیحت اَور تعلیم وتلقین کا ایک بے مثل اَور عظیم الشان سِلسلہ شروع کیا جس کی مثال اَور نظیر دُنیا میں ملنی محال ہے۔

دولتش ہم نشیں بُود ہمہ عُمر
ہر کہ با تو دمے نشست اَے دوست

آپؓ فرماتے ہیں کہ جب مَیں ولی واصل مرجُوع بن کر اَور خلقِ خُدا کی ہدایت پر مامُور ہو کر بغداد آیا اَور وہاں رہنے لگا تو ایک رات مجھے اپنے جدِّ بزرگوار حضرت محمد مُصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلّم نے باطن

میں مِل کر فرمایا کہ بیٹا! لوگوں کو اپنے پند اور وعظ سے مُستفید کر۔ میں نے عرض کی کہ حضُور! میں ایک عجمی شخص ہُوں۔ اور عراق عرب کے عُلماء، وفضلاء۔ اور بغداد کے فصحاء کے سامنے میں کیوں کر تقرِیر کرُوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیٹا! اپنا مُنہ کھول۔ چُنانچہ میں نے اپنا مُنہ کھولا۔ اور آنحضرت صلعم نے سات دفعہ میرے مُنہ میں اپنا نُوری دم پھُونک دیا اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ دُوسری رات مجھے مِلے اور فرمایا کہ بیٹا! لوگوں کو وعظ سُنایا کر۔ میں نے اُن کی خِدمت میں بھی وُہی عرض کِیا۔ آنحضرت نے بھی اپنا مُنہ کھولنے کا امر فرمایا۔ چنانچہ آپ نے میرے مُنہ کے اندر چھ دفعہ اپنا مسیحائی دم پھُونکا۔ میں نے عرض کی یا حضرت سرکارِ دوعالم صلعم نے تو میرے مُنہ میں سات دفعہ پھُونک ماری تھی۔ آپ نے چھ مرتبہ پر کیوں اِکتفا فرمائی۔ اِس پر حضرت امیر کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ حضورؐ کے اَدب کے لحاظ سے مَیں نے پھُونک مارنے کا ایک عدد کم رکھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے جدّین شریفین کے نُوری انفاس کے فیضان سے معمُور اور مملُو ہوا تو اس کے بعد حقائق اور معارف کا ایک ناپیداکنار دریا میرے اندر موجزن ہوا اور باطِنی علوم اور رُوحانی اسرار کے بے شمار گوہرِ آبدار میرے دِل کی گہرائیوں سے نِکل کر ساحِل زبان پر بے اِختیار پھیلنے اور بکھرنے لگے۔

آپؓ کا سِینہ گویا نُورِ توحید اور معرفت کا ایک بحرِ ذخّار اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کا سمندرِ بلا کنار تھا جس میں ہر وقت اللہ تعالےٰ کے عِشق اور محبّت کا ایک عظِیمُ الشّان طُوفان برپا رہتا تھا کہ دم دم میں جس سے کشف وکرامات کی لہریں اور خوارق عادات کی بے شمار موجیں ساحِل وجُود پر جا چڑھتیں اور لاکھوں ناظِرین اور حاضِرین کے قلوُب خس وخاشاک کی طرح بہا کر غرقِ دریائے معرفت ووحدت بنا دیتیں۔ آپؓ کا وجُودِ مسعُود کشف وکرامات اور خوارقِ عادات کا ایک لازوال اور زبردست مکمل کارخانہ تھا۔ چنانچہ آپؓ کی جملہ حرکات و سکنات، اقوال وافعال غرض آپؓ کا ہر دم اور ہر قدم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ کرشمہ اور اُس کے امرِ کُن کا ایک ٹھوس مظاہرہ تھا جنہیں دیکھ کر لاکھوں مُنکر اور کافر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہو کر مومن باایمان ہو گئے اور لاکھوں فاسق وفاجر نافرمان اللہ تعالیٰ کی قدرت کے زندہ کرشمے دیکھ کر تہِ دِل سے تائب اور نیک صالح اور تابع فرمان بن گئے جس قدر محیّر العقول اور نادر الوجُود کشف کرامات اپنی زندگی میں آپؓ سے ظاہر ہوئے کسی سابق نبی یا ولی سے ظاہر نہیں ہُوئے۔ آپؓ اپنے فخرُ الانبیاء وخیرُ المرسلین ؐ کے ایک اُمّتی اور اپنے جدّ پاک کے سچّے نائب اور جانشین ہو کر اپنے حیرت انگیز کشف وکرامات سے مذہبِ اسلام کو چار چاند لگا

دیتے۔ اور عیسائیوں اور موسائیوں کے اس دعوے کو توڑ دیا جو وہ کہا
کرتے کہ ہمارے انبیاؑ سے جس قدر معجزات ظاہر ہوئے مسلمانوں کے پیغمبر
سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے۔ لہٰذا مسلمانوں کے پیغمبر کا درجہ
ہمارے پیغمبروں سے کم ہے۔ آپؒ کا اسم مبارک عبدالقادر قدس سرہٗ
ہی صاف طور بتا رہا ہے کہ آپؒ اللہ تعالےٰ کے اسم قادر سے
متصف اور آپؒ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مظہر تھے۔ چنانچہ آپؒ
فرماتے ہیں۔ اَنَا مِنْ وَرَآءِ اُمُوْرِ الْخَلْقِ وَ اَنَا مِنْ وَرَآءِ
عُقُوْلِهِمْ، كُلُّ رِجَالِ الْحَقِّ اِذَا وَصَلُوْا اِلَى الْقَدْرِ اَمْسَكُوْا
اِلَّا اَنَا اِذَا وَصَلْتُ اِلَيْهِ فُتِحَ لِيْ مِنْهُ رَوْزَنَةٌ فَاَلْجْتُ فِيْهَا
وَنَازَعْتُ الْحَقَّ بِالْحَقِّ لِلْحَقِّ فَالرَّجُلُ هُوَ الْمُنَازِعُ الْقَدْرِ
لَا الْمُوَافِقُ لَهٗ۔ ترجمہ :۔ آپؒ فرماتے ہیں "میرا معاملہ خلقت کے معمول
اور اُن کی عقول سے برتر اور بالاتر ہے۔ اولیاء اللہ جب اللہ تعالےٰ
کی قضاء قدر سے متصادم ہوتے ہیں تو اس میں تصرف اور تغیر و
تبدل کرنے سے روک لیے جاتے ہیں۔ سوائے میرے کہ جب میں اللہ
تعالےٰ کے دروازۂ قدرت تک پہنچا تو میرے لیے اس میں سے ایک
خاص روزن کھول دیا گیا۔ اور اس میں سے داخل ہو کر اس میں تصرف
کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی قضاء قدر کے ساتھ حق کے ذریعے

اور حق کے لیے جھگڑتا ہوں۔ پس مردِ خدا وہ ہے جو کہ قدرت کے
ساتھ جھگڑ سکتا ہو۔ قدرت مطلق میں کمی بیشی اور اس میں تغیر و تبدل
کر سکتا ہو۔ نہ وہ کہ موافق اور درماندہ بن جائے۔

ہم آپؓ کے اس فرمان کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ
تعالےٰ فرماتے ہیں۔ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ
الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝
(پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۷) ترجمہ پس جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے
خوف اور ڈر جاتا رہا اور اُسے خوشخبری سنائی گئی تو وہ قوم لوط کے بارے
میں ہمارے ساتھ جھگڑنے لگے۔ البتہ حضرت ابراہیمؑ نرم مزاج، لوگوں پر
رحم کرنے والے اور ہماری طرف جھکنے والے تھے۔ ایک حدیث میں آیا
ہے کہ خدا کے بعض گرد آلود اور ژولیدہ موئے خاص بندے ایسے بھی
ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی بات کے لیے جھوٹی قسم بھی اُٹھا لیتے ہیں تو
اللہ تعالیٰ اُن کی وہ جھوٹی قسم بھی سچی اور صحیح کر کے دکھا دیتا ہے۔ یعنی
ان کی خاطر اپنے امر کو تبدیل کر دیتا ہے لیکن انہیں جھوٹا ثابت نہیں ہونے
دیتا۔ ایسے برگزیدہ بندگانِ خدا دنیا میں خال خال ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
کی اس شان سے جلوہ گر ہوتے ہیں جو کہ اس آیت سے نمایاں ہے۔ يَمْحُوا
اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۔ (پارہ ۱۳ سورہ رعد رکوع ۱۲)

www.yabahu.com

یعنی اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے تو کسی امر کو مٹا دیتا ہے اَور کسی کو قائم اَور ثابت رکھتا ہے اَور اُس کے پاس اُمّ الکتاب ہے اَور یہ قاعدے اَور اصُول کی بات ہے کہ عِلم سے امر بدل جاتا ہے لیکن عِلمِ الٰہی نہیں بدلتا۔ ایسے ذاتی فقراء اللہ کی صِفت وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (پارہ ۱۲ سُورہ یوسف رکوع ۱۳) کے نُور سے منوّر ہوتے ہیں اَور رنگ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ ۱ سُورہ البقرہ رکوع ۲) کے صبغتہ سے رنگین ہوتے ہیں۔

آپؓ کی اِسی شان کے مطابق کتاب بہجۃ الاسرار میں ایک حکایت مذکور ہے کہ حضرت شیخ احمد دباس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تاجر مُرید تجارت کا مال خرید کر اپنے شیخ کی خدمت میں اجازت لینے کے لِئے حاضر ہُوا اَور عرض کی کہ یا حضرت میں نے مال خریدا ہے اَور اسے فروخت کرنے کے لئے باہر جا رہا ہُوں۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اِس مال میں نفع دیوے اَور صحیح سلامت واپس اپنے وطن پہنچا دے۔ اِس پر شیخ احمد دباسؒ نے مراقبہ کرکے فرمایا۔ کہ تم اِس دفعہ تجارت کا اِرادہ ترک کر دو۔ ورنہ تمہارا مال لُوٹا جائے گا۔ اَور تم خود بھی مارے جاؤ گے۔ تمہاری نسبت لوحِ محفوظ میں یہی لِکھّا ہُوا نظر آ رہا ہے۔ اُن دنوں حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کی نئی نئی شہرت تھی۔ تاجر مذکور بڑا مال خرید چکا تھا اَور جانے کے لِئے بے تاب تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کی خدمت میں جاکر اِلتماس

کی کہ یا حضرت میں بڑا بھاری مال خرید چکا ہُوں۔ میرے شیخ نے مجھے اِس دفعہ منع فرمایا ہے کہ تو مارا جائے گا اَور تیرا مال لوٹا جائے گا۔ اَب میں کیا کرُوں۔ آپؓ نے تھوڑا سا مراقبہ کر کے اُسے فرمایا کہ جا تُو صحیح سالم اَور با نفع غانم واپس آئے گا۔ چنانچہ اُسے جرأت پیدا ہوئی۔ اَور مال تجارت لے کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اَور با نفع مال فروخت کر کے وہاں کا مال لے کر واپس اپنے وطن کو قافلے کے ساتھ آ رہا تھا کہ ایک رات اُس نے خواب میں دیکھا کہ قافلے پر ڈاکوؤں اَور چوروں نے حملہ کر دیا ہے اَور سب قافلے والوں کا اَور نیز اُس کا مال لُوٹ لیا ہے۔ اُسے اَور بہت لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔ اِس تاجر کا بیان ہے کہ خواب میں مجھے سخت ندامت اَور پشیمانی لاحق ہوئی اَور میں نے دِل میں کہا کہ میرے شیخ نے جو کچھ فرمایا تھا وُہ ہُوبہُو صحیح اَور درست ثابت ہُوا۔ چنانچہ اِس ہیبت ناک اَور ڈراؤنے خواب سے میں چونک پڑا۔ بیدار ہو کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اَے اللہ شکر ہے کہ یہ خواب تھا بیداری نہیں تھی۔ ورنہ میرا ستیاناس ہو گیا تھا۔ واپس آ کر اپنے شیخ احمد دباسؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جناب آپؒ نے تو مجھے فرمایا تھا کہ اِس دفعہ تُو اِس سفر میں مارا جائے گا اَور تیرا مال

www.yabahu.com

لُوٹا جائے گا۔ لیکن میں تو صحیح سلامت اور با نفع واپس آ گیا ہوں۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد دباس رحؒ اُسی وقت مراقب ہوئے۔ بعدہٗ مراقبے سے سر اُٹھا کر اُس تاجر سے فرمایا کہ یہ حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہٗ کی طاقت ہے کہ اُنہوں نے عالم بیداری کے معاملے کو خواب کے معاملے میں تبدیل کر دیا ہے اور جو کچھ جسم پر واقع ہونے والا تھا اُسے رُوح پر واقع کر کے اِس طرح امر کو تبدیل کر دیا ہے۔ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اِس کے بعد حضرت پیر محبُوب سُبحانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ اور اپنا شکرانہ اور نذرانہ پیش کر کے عرض گذار ہوا کہ حضوؐر کے طفیل اللہ تعالےٰ نے مجھے تباہی سے بچا لیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مردِ کامل وُہ ہے کہ جو تقدیر کو تبدیل کر دے۔ ورنہ مقدّر کا بتا دینا تو نجومیوں اور جوتشیوں کا کام ہے۔ پھر مردانِ خُدا کی دُعا، ہمّت اور توجّہ کے کیا معنے ہیں ؎

اَدلیاء راہست قدرت از الٰہ — تیرِ جستہ باز گردانند ز راہ
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

حضوؐر کے اِس قسم کے زبردست تصرّف کے نادر واقعات اور بھی ہیں جن کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔

شاہراہِ سلوک میں آنحضرت قدس سرہٗ کی سیر اور فضائے باطن میں

آپؓ کی پرواز برق براق سے زیادہ تیز واقع ہوئی تھی۔ اِس لئے تھوڑے عرصہ میں آپؓ تمام اہلِ سلف اور اہلِ خلف یعنی سب اوّلین وآخرین اَولیاء وبزرگانِ دین سے سبقت لے گئے اور سب نے آپؓ کے اس فرمانِ حق ترجمان یعنی قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کے سامنے سرِ تسلیم جھکا لیا تھا اور جس نے اِنکار کیا وُہ مارا گیا۔ کسی بزرگ نے اِسی بارے میں کیا خُوب فرمایا ہے۔ رُباعی

گوئم زکمالِ توجہ غوث الثقلینا — محبُوبِ خدا ابن حسنؓ آلِ حسینا
سر در قدمت جُملہ نہادند وبگفتند — تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

شیخ ابُو الحسن رحؒ علی ابن ہیتی رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ بغداد میں شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے ہمراہ حضرت شیخ معرُوف کرخی رحؒ کے مزار پر گیا۔ چنانچہ حضوؐر نے وہاں بیٹھ کر مراقبہ فرمایا اور تھوڑی دیر بعد مراقبے سے سر اُٹھا کر فرمایا۔ یَا مَعْرُوْفُ عَبَرْتَنَا بِدَرَجَةٍ یعنی اَے معرُوف رحؒ تو ہم سے باطن میں ایک درجہ آگے بڑھا ہوا ہے۔ وہی علیؒ ابن ہیتی فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد میں پھر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے ہمراہ حضرت معرُوف کرخی رحؒ کے مزار پر گیا۔ آپؓ نے پھر اسی طرح مزار پر مراقبہ کیا۔ اور اَب کی دفعہ مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَعْرُوْفُ عَبَرْنَاكَ بِدَرَجَتَيْنِ

www.yabahu.com

یعنی اَے معروفؒ ہم آپؒ سے دو درجہ آگے بڑھ گئے ہیں۔

کتاب "بہجۃ الاسرار" میں مذکور ہے کہ جن ایام میں حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سرہٗ نوجوان تھے۔ اِن دنوں بغداد میں بقا ابن بطورؒ بڑے جلیل القدر اور قوی التوجہ شیخ تھے۔ ایک شیخ کا بیان ہے کہ ابتدا میں حضرت محبوبِ سُبحانیؒ جب کبھی شیخ بقا۔ ابن بطور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے تو آپؓ ان کی دہشت اور ہیبت سے کانپنے لگتے اور اُن کے نورِ جلال کی حرارت اور حدت سے آنحضرت قدس سرہٗ کے مُنہ اور نتھنوں سے خون جاری ہو جاتا۔ اسی شیخ کا بیان ہے کہ ایک سال کے بعد ہم نے شیخ بقا بن بطورؒ کو حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرہٗ کی خدمت میں جاتے دیکھا کہ حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرہٗ کی دہشت اور شوکت سے شیخ بقا بن بطور پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ اور آپؓ کی توجہ کی حرارت سے خون گراتے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

نانا ترا احمدؐ، دادا ترا علیؓ ہے! اَے دستگیرِ عالمؒ تجھ سا نہ کوئی ولی ہے

نیز کتاب "بہجۃ الاسرار" میں مذکور ہے کہ حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرہٗ کے خلیفہ شیخ صدقہ کے مُنہ سے ایک دفعہ بغداد میں ایسا کلمہ نکلا جو ظاہر شرع کے برخلاف تھا۔ ظاہری رسمی علماء نے عداوت اور حسد کے سبب خلیفۂ وقت سے جا کر شکایت کی۔ خلیفہ نے متولی کو حکم دیا کہ اُسے حاضر

کر کے شرعی تعزیر دیویں۔ چنانچہ جس وقت تعزیر کے لئے شیخ صدقہؒ کو حاضر کیا گیا۔ اور جلاد درّہ اُٹھا کر شیخ صدقہؒ کو مارنے لگا۔ تو شیخ صدقہؒ کے خادم نے پکار کر کہا کہ یا شیخؒ! اسی وقت جلاد کا ہاتھ شل اور خشک ہو گیا اور متولی کے دل پر ہیبت چھا گئی۔ جس نے فوڑا وزیر کے ذریعے خلیفہ کو اِس واقعے کی اِطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کے دل پر بھی ہیبت ڈال دی۔ چنانچہ خلیفہ نے ابھی وقت شیخ صدقہؒ کی رہائی کا فرمان جاری کر دیا۔ چنانچہ شیخ صدقہ فرماتے ہیں کہ میں اُسی وقت وہاں سے رہائی پا کر اپنے شیخ حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سرہٗ کے رباط میں جہاں آپؓ وعظ فرماتے تھے حاضر ہوا اور مشائخ کے درمیان بیٹھ گیا۔ ابھی لوگ آپؓ کے وعظ کے منتظر بیٹھے تھے کہ حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سرہٗ کرسئ وعظ پر تشریف لا کر رونق افروز ہوئے۔ ابھی آپؓ نے کوئی کلام شروع نہیں کیا تھا اور نہ قاری کو کچھ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا لیکن حاضرین میں ایک غیر معمولی باطنی ہیجان اور سخت وجد اور جذب برپا تھا اور حاضرین باطنی کیف اور رُوحانی سُرور کے سبب سر دُھن رہے تھے۔ شیخ صدقہ کہتے ہیں۔ میں نے دِل میں خیال کیا کہ ابھی تک حضرت شیخ قدس سرہٗ نے وعظ شروع ہی نہیں کیا۔ اور قاری نے نہ کچھ پڑھا ہے۔ یہ غیر معمولی اور جذب مجمع کے اندر کیوں برپا ہے۔ اُسی وقت حضرت محبوبِ سُبحانی

www.yabahu.com

قدس سرہٗ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے صدقہؒ! میرا ایک مُرید بیت المقدس سے بذریعہ طے الارض ایک قدم میں پہنچا ہے اَور میرے ہاتھ پر تائب ہوا ہے ۔ ہم نے اس کے لِئے نافہ کھولا ہے ۔ تمام حاضرین اس وقت اس کے طفیل ضیافت میں شامل ہیں اَور اسی باطنی نافے کی خوشبو سے مست ہیں

؎ جِس نے زُلفوں میں تری عطر بسا رکھا ہے
اُن پر آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے

شیخ صدقہؒ کہتے ہیں کہ مَیں نے دِل میں کہا کہ جو شخص ایک ہی قدم پر بیت المقدس سے بغداد پہنچا ہے ۔ اُسے شیخ کی کیا ضرورت ہے اَور وُہ کِس بات سے توبہ کرتا ہے ۔ آپؒ نے پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اَے صدقہؒ! اَب وُہ اِس بات سے توبہ کرتا ہے کہ آئندہ علوی اَور سِفلی مقامات کی طیر سیر وُہ ہرگز نہیں کرے گا اَور طبقات کی پرواز سے تائب ہو کر ذات کی طرف پرواز کرے گا ۔ اس کی ہوائے شوق میں اُڑنا کِسی کِسی کا کام ہے ؎

اس کی ہوائے شوق میں پھر بھی نہ اُڑ سکے
پیدا کرے ہزار اگر سو ہزار پر

حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ اپنی ایک کتاب میں اس بلند مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تمام ذرّے زمین اَور عالمِ ناسُوت کی

منازل اَور مراتب مقاماتِ صغیرہ کہلاتے ہیں ۔ اَور سات آسمان اَور عرش و کُرسی اَور لوح و قلم مقاماتِ کبیرہ کہلاتے ہیں ۔ فقیر کے لِئے مقاماتِ صغیرہ اَور مقاماتِ کبیرہ کی طیر سیر کرنی گویا گناہِ صغیرہ اَور کبیرہ کی مانند ہے ۔ فقیر محض اللہ تعالےٰ کے جمالِ لایزال کے متوالے اَور اُس کی شمعِ جلال کے پروانے ہوتے ہیں وُہ بغیر دیدارِ پروردگار غیر کی طرف اِلتفات کرنا گناہ سمجھتے ہیں ۔

ابیات :۔ مرا در دِل بغیر از دوست چیزے در نمے گنجد
بخلوت خانۂ سلطاں کسے دیگر نمے گنجد
درونِ قصرِ دِل دارم یکے شاہے کہ گر گاہے
ز دِل بیروں زند خیمہ بہ بحر و بر نمے گنجد

کِسی نے سچ فرمایا ہے ۔ اَلْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَعْشُوْقِ کہ عشقِ الٰہی آگ ہے جو معشوق کے ماسوٰی سب خواہشات کو جلا دیتی ہے ۔

یاد رہے کہ فقیر کو یہ عالی مرتبہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل اَور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی خاص نگاہِ لُطف و کرم اَور اہل بیت و پنجتن پاک کی نظرِ شفقت و عنایت اَور خاندانِ نبوّت کی ظاہری و باطنی اَور صوری و معنوی پرورش اَور تربیّت سے حاصل ہوتا ہے ۔ باطن میں ہر سالک اَور ہر ولی کا قدم کِسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اَور اس کی ولایت اسی نبی کی نبوّت کے ظِلّ اَور پرتو سے ہوا کرتی ہے اَور وُہی اس ولی کا خاص

مسلک اَور مشرب ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض ولی داوٗدی مشرب ہوتے ہیں کہ وُہ سرود و سماع سُنتے رہیں۔ اَور اسی سے ان کے سلُوک میں ترقی ہوتی ہے۔ اَور بعض اَولیاء اللہ صاحبِ روزہ و خانقاہ اہلِ تسخیرِ جنّ و انس صاحبِ رجوعاتِ خلق شہرت پذیر سلیمانی مشرب رکھتے ہیں۔ بعض صاحبِ تجرید و تفرید، اہلِ ترک و توکّل، بے خانماں دِن رات سیر و سفر والے عیسوی مشرب درویش ہوتے ہیں۔ غرض باطن میں بے شمار مسلک اَور مشرب ہیں۔ اَور ہر سالک اَور ہر ولی کا ایک خاص مسلک اَور مخصوص مشرب کِسی کے قدم پر ہوتا ہے۔ اَور جو ولی اَور سالک ابتداء سے جس نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ اسی نبی کا نوُر اس کا مبدار فیض ہوتا ہے۔ اَور آخر تک اسی نبی کے مسلک اَور مشرب پر رہتا ہے۔ اَور باطن میں اسی نبی کے رنگ سے رنگا ہوّا ہوتا ہے اَور اُسی کی صفات سے متّصف اَور اسی کے اخلاق سے متخلّق ہوتا ہے اَور اسی نبی کا منبعِ انوار اس کا مرجع و معاد ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت اِمام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوبات کے دفترِ اوّل مکتوبات نمبر ۳۱۳ میں جو آپ نے خواجہ محمد ہاشم صاحب کی طرف لکھا تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرا قدم حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کے قدم پر ہے۔" اَور ایک دُوسرے مکتوب میں جو مُلّا محمد صدیق کو لکھا۔ اِس میں تحریر فرماتے

ہیں۔ کہ طالب کو ولایتِ مُوسوی سے ولایتِ محمّدی صلعم میں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔" یعنی کِسی ولی کا مسلک اَور مشرب نا قابلِ تبدیل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ ہر اِنسان کی طرف ایک نئی صفت سے متجلّی ہوّا۔ اِس واسطے اِختلافِ رنگ و رائے واقع ہوّا ہے۔ ع

ہر گُلے را رنگ و بُوئے دیگر است

اللہ تعالیٰ نہ دو مختلف اِنسانوں کی طرف ایک صِفت سے متجلّی ہوّا ہے اَور نہ کِسی ایک اِنسان کی طرف دو مختلف صفات سے ظہُور فرما ہوّا ہے پس ہر سالک اَور ولی کا مسلک اَور مشرب الگ الگ ہے۔ ہر مشرب کی علیحدہ شان اَور الگ نشان ہے۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔ (پارہ ۶ سُورہ مائدہ رکوع ۱۱) اَور یہ خالقِ کائنات کی صفت لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (پارہ ۲۵ سُورہ شوریٰ رکوع ۳) (اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے) جو ہر اِنسان بلکہ ہر شے میں جلوہ گر ہے اَور ہر شئے اس کی نئی صفت کا مظہر ہے۔ حضرت محبُوب سُبحانی قطب ربّانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قدم اپنے جدّ پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قدم مُبارک پر ہے۔ چنانچہ آپؓ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں ؎

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ ۔۔۔ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

یعنی ہر ولی کا اپنا اپنا قدم ہے لیکن میرا قدم اپنے جدّ اَور نبی کے قدم

پر ہے ۔ جو جملہ کمالاتِ نبوّت کے صدر اور بدر ہیں ۔ اور دُوسرے بیت میں فرماتے ہیں ؎

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْہَبُ کُلِّ شَیْخٍ   وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالُ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

ترجمہ :- میں تمام دُنیا کے اَولیاء اور مشائخین کے درمیان سفید باز کی طرح بلند پرواز اور جملہ طائرانِ فضائے قدس پر غالب ہُوں ۔ سو مردانِ خُدا میں سے کسی کو میری طرح مرتبہ حاصل نہیں ہُوا ۔

تمام انبیاء و مُرسلین سابقین کا ایجاد و ظہُور حضرت ختم المُرسلین و خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے نُور سے ہُوا ہے اِس لئے ان سب کے اقمارِ صفات کو ضیاء و تنویر آفتابِ نُورِ ذات حضرت سراجِ منیر سے ہے یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کا نُور آفتابِ عالم تاب کی طرح ذاتی ہے ۔ اور باقی تمام انبیاءؑ کا نُور مثلِ اقمار صفاتی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی محض دیدار کے وقت جلوہ گر ہوتی ہے ۔ اور دیدار کی برداشت کی طاقت اور توفیق محض ذاتی نُور کو ہو سکتی ہے ۔ اقمارِ صفات اور نجومِ اسماء آفتابِ ذات کی تجلّی کے وقت گُم اور مفقوُد ہو جاتے ہیں ۔ اِس لئے بجز حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور کسی نبی کو اللہ تعالیٰ کا دیدارِ ذاتی اور حقیقی دُنیا میں حاصل نہیں ہو سکا اور آپؐ کی اُمّت کے ان اولیاءِ

کاملین کو آپؐ کے طفیل دیدار اور رؤیت کا مرتبہ حاصل ہُوا ہے ۔ جن کا قدم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قدم پر ہے اور جو مکمّل طور پر فنا فی الرّسُول اور بقا بالرّسُول محمد الرّسُول صلی اللہ علیہ وسلّم ہو چکے ہیں ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذاتی فقر سے سرفراز ہو چکے ہیں اور سُلطان الفقراء و سیّد الکونین ہی ہیں جن کا ذِکر رسالہ رُوحی میں آیا ہے ۔ اور جن کی نسبت حضرت سُلطان العارفینؒ رسالہ رُوحی میں فرماتے ہیں ”کہ از آں یک لمعہ کہ مُوسیٰ علیہ السّلام در سراسیمگی رفتہ و طوُر درہم شکستہ در ہر لمحہ و طرفۃ العین ہفتاد ہزار بار لمعات جذبات انوارِ ذات برایشاں وارد و دم نزدند و آہے نہ کشیدند و ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ہ می گفتند (پارہ ۲۶ سُورہ ق رکوع ۱۷) ایشاں سُلطان الفقراء و سیّد الکونین اند“ ترجمہ :- مُوسیٰ علیہ السّلام جس تجلّی کی ایک معمُولی چمک سے بے ہوش ہو گئے تھے اور کوہِ طُور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا ۔ اِسی قسم کی ستّر ہزار تجلّیاتِ ذاتی ایک ہی دم کے اندر اور ایک ہی آنکھ جھپکنے میں ان سات فقراء ذاتی پر وارد ہوتی رہتی ہیں اور وُہ کچھ ضُعف اور کمزوری محسُوس نہیں کرتے بلکہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ پکارتے رہتے ہیں یعنی اَے اللہ ہم پر تجلّی زیادہ فرما ۔ یہ لوگ سُلطان الفقراء اور سیّد الکونین ہیں“ ۔ چُونکہ یہ فقراء رُوحانی طور پر ایجادِ خلق سے بہت پہلے نُورِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلّم سے براہِ راست ظہُور پذیر ہُوئے ہیں اور ان سات

www.yabahu.com

ارواح کو نورِ محمدی صلعم سے وہی نسبت ہے جو اللہ تعالیٰ واجب الوجود
کو اپنے ذاتی سات صفات سے ہے۔ اس لئے یہ سات فقرا حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وارث اور رُوئے زمین میں
اُن کے نائب، خلیفہ اور جانشین ہیں۔ اور ان کا قدم حضرت محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔

اور جس طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الانبیاء
ہیں۔ یہ سات فقرا سیّد الاولیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتی،
اسمائی اور افعالی رؤیتِ انبیاء سابقین اور ان کے اولیاء
وارثین کو ہوتا ہے۔

تمام انبیاء سابقین اور مرسلین اوّلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہیں۔ کیونکہ سب انبیاء سابقین کے
ظلّی اور بروزی وجود اپنے جانشینوں اور خلیفوں و نائبوں کی صورت
میں آپ کی اُمت میں موجود اور داخل ہیں۔ اسی لئے حضورؐ فرما چکے ہیں
اِنَّ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ یعنی میری
اُمت کے عُلماء عاملین یعنی اولیائے کاملین بنی اسرائیل کے انبیاء
کی طرح ہیں۔ اور یہ وُہی اولیاء ہیں۔ جن کے قدم انبیاء سابقین کے
قدم پر ہیں۔ اور انہی کو قرآن کریم میں انبیاء سابقین کے خطاب سے یاد

www.yabahu.com

کیا گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ
اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی
ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ
الشّٰهِدِیْنَ ۝ (پارہ ۳ سورہ آلِ عمران رکوع ۱۷) ترجمہ۔ اور جب اللہ
تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ سے عہد و پیمان لے کر فرمایا۔ کہ جس وقت میں تم کو اپنی
کتاب اور حکمت عطا کروں گا۔ اور آئے گا تمہاری طرف میرا رسُول جو
تصدیق کرنے والا ہو گا اس چیز (علم و حکمت) کا جو تمہارے پاس ہے
کہ تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ پھر ہم نے کہا کہ تم نے
عہد و پیمان کر لیا۔ اور تم نے اس اقرار پر میرا ذمہ مضبوط پکڑ لیا۔ پس سب
نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے اقرار کر لیا۔ پھر ہم نے کہا کہ تم سب اس بات
کے شاہد اور گواہ رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ اس گواہی میں شامل ہیں گے۔
اس آیت کے مفہوم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا
انبیاء سابقین (جو آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں) کے پاس آں حضرت
صلعم کے بھیجنے اور اُن سے آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی مدد کرنے
کا عہد و پیمان لینے کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ ان
سے مُراد آپؐ کی اُمت کے وُہ اولیاء اللہ ہیں۔ جو ان کی

مثل ہیں۔ اور جن کے قدم انبیاء کے قدم پر ہیں۔ جو ظلّی اور بروزی طور پر ان کے نائب، خلیفہ اور جانشین ہیں۔

رسالہ رُوحی کی شرح میں یہ مسئلہ بھی حل کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اور رؤیت اِس دُنیا میں ممکن ہے یا نہ؟ بعض لوگ اِس دُنیا میں اللہ تعالےٰ کی لقا اور دیدار کو ممتنع اور محال خیال کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہہ گذرتے ہیں کہ محبوب کبریا حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی دُنیا میں دیدار حاصل نہیں ہوا ہمیں ظاہری علماء کے روایتی اِختلافات سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ مختصر عرض یہ ہے کہ جو لوگ دُنیا میں دیدارِ حق تعالےٰ کو ناممکن اور محال سمجھتے ہیں۔ ان کی دو بڑی دلیلیں یہ ہیں کہ مُوسیٰ علیہ السّلام اولوالعزم پیغمبر ہوتے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ (پارہ ۹ سُورہ اعراف رکوع ۷) کہہ کر دیدار اور رؤیت کی اِلتجا اور آرزو کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ لَنْ تَرٰىنِیْ یعنی اَے مُوسیٰؑ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا دُوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (پارہ ۷ سورہ اِنعام رکوع ۱۹) یعنی آنکھیں اللہ تعالیٰ کا اِدراک نہیں کر سکتیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔" سو پہلے اِعتراض کا جواب یہ ہے کہ مُوسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کے

لَنْ تَرٰىنِیْ فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ اَے مُوسیٰؑ تو میرے ذاتی انوار اور عُریاں دیدار کی تاب نہیں لا سکے گا۔ کیونکہ بعد کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اِس بات کی خود توضیح فرمادی ہے۔ جیساکہ اِرشاد ہے وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ (پارہ ۹، سُورہ اعراف رکوع ۷) یعنی اَے مُوسیٰؑ میں اپنی تجلّی کوہِ طور پر ڈالتا ہوں اگر پہاڑ جیسی بھاری بھرکم سنگین اور ثقیل چیز میری تجلّی کے وقت اپنی جگہ پر قائم رہ گئی اور اِس منعکس اور معکوس تجلّی کو دیکھ کر تیرے ہوش اور حواس قائم رہ گئے تو پھر ممکن ہے کہ تُو میری عُریاں اور ذاتی تجلّی کی تاب بھی لا سکے گا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کا فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ (یعنی پھر تو عنقریب مجھے دیکھ سکے گا) فرمانا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ دُنیا میں اللہ تعالےٰ کی لقا اور دیدار محال اور ناممکن ہرگز نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالےٰ اِس ناممکن سوال کے جواب میں فوراً مُوسیٰ علیہ السّلام سے فرما دیتے کہ اَے مُوسیٰؑ تُو نے ایک محال اور ناممکن چیز کا ہم سے کیوں سوال کیا ہے۔ جیساکہ نُوح علیہ السّلام کو فرما دیا تھا جب کہ انہوں نے نااہل بیٹے کے حق میں سفارش کی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔ (پارہ ۱۲ سُورہ ہُود رکوع ۴) ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَے نُوحؑ) تُو ایسی

بات کا مجھ سے سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہ ہو۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہُوں کہ ایسا کرنے سے تو جاہلوں میں شمار ہوگا۔" سو کیا موسٰی علیہ السّلام کو اللہ تعالےٰ اِتنے بڑے اہم سوال اَور ایسے ناممکن اَور محال امر کے لِئے نہیں فرما سکتے تھے کہ موسیٰؑ مجھ سے ایسی ناممکن بات کا سوال نہ کر، بلکہ اِس کے لِئے کوہِ طُور پر تجلّی نازل فرما کر اس کی طرف دیکھنے اَور وُہ معکوس تجلّی دِکھا کر بے ہوش کرانے اَور قول فَسَوْفَ تَرَانِیْ کی اُمید دِلانے اَور اِتنی طویل اِہتمام کی کیا ضرورت تھی۔ سو اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی لَنْ تَرَانِیْ سے یہی مُراد تھی کہ اَے موسیٰؑ مجھے تیرے اُوپر اپنی ذاتی تجلّی نازل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے لیکن تو دیکھ لے اَور آزما کر معلوم کر لے کہ آیا تجھ میں ذاتی عریاں تجلّی کی تاب و طاقت بھی ہے یا نہ۔ اَور اللہ تعالےٰ نے یہ معاملہ ثابت کر کے دِکھا دیا کہ موسٰی علیہ السّلام کوہِ طور کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اَور جب ہوش میں آ کر اپنے ضعف کو معلوم کیا تو اس سوال کی دلیری اَور جرأت پر نادم اَور تائب ہوئے۔ کما قال عزّ و ذکرہٗ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ

تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (پارہ ۹ سُورہ اعراف رکوع ۷) ترجمہ: اَور جب موسٰی علیہ السّلام وقتِ موعُود میں کوہِ طُور پر آئے۔ اَور اس کے ربّ نے اس سے کلام کیا تو موسیٰؑ نے عرض کی کہ اَے ربّ! تُو مجھے (ذاتی طور پر) نظر آ جا۔ تاکہ میں تجھے دیکھ لُوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اَے موسیٰؑ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ لیکن (اگر خواہ مخواہ تو دیدار کی تاب آزمائی کرنا چاہتا ہے) تو پہاڑ کوہِ طُور کی طرف دیکھ اگر وُہ (ہماری تجلّی کے وقت) اپنی جگہ پر قائم رہ گیا۔ تو پھر ممکن ہے تو بھی ہمیں دیکھ سکے گا۔ جس وقت اللہ تعالےٰ نے کوہِ طور کی طرف اپنی تجلّی فرمائی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اَور موسیٰؑ اُسے دیکھ کر غش کھا گئے اَور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جس وقت انہیں ہوش آیا تو عرض کی اَے اللہ! میں ایسے دیدار کے سوال سے جس کی مجھے تاب نہیں آپ سے توبہ کرتا ہُوں اَور مَیں (آپ کے لقا پر) ایمان لانے والوں میں سے پہلا شخص ہُوں۔

سو موسٰی علیہ السلام پر ان کے حوصلے اَور اِستعداد کے مطابق دیدار کی تجلّی کوہِ طُور کے پردے میں ملفُوف کر کے ڈالی گئی۔ لیکن وُہ اس کی تاب نہ لا سکے۔ اَور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اگر تھوڑی سی تجلّی کوہِ طُور کے پردے کے بغیر عُریاں طور پر براہِ راست موسٰی علیہ السّلام کی طرف ڈالی جاتی تو ممکن ہے کہ موسٰی علیہ السّلام بالکل ہلاک ہو جاتے سو اللہ تعالیٰ

www.yabahu.com

نے موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا کہ قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝ (پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۷) کہ اے موسیٰؑ جو کچھ ہم نے تجھے اپنا کلام اور رسالت عطا فرمائی ہے اُسے قابو کر اور اسی پر شکر گذار رہ۔ اور اپنی وُسعت اور استعداد سے آگے قدم نہ رکھ۔ سو اللہ تعالیٰ کوہِ طور پر وقتاً فوقتاً موسیٰ علیہ السّلام کے سامنے جلال کے صفاتی شعلۂ آتشیں کی تجلّی میں نمودار ہوتے تھے۔ اور موسیٰ علیہ السّلام کو اِس تجلّی کی برداشت کی تاب اور طاقت تھی۔

قولہٗ تعالیٰ۔ وَھَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْھَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ھُدًی ۝ فَلَمَّآ اَتٰىھَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۝ (پارہ ۱۶، سورہ طٰہٰ رکوع ۱۰) ترجمہ۔ کیا آیا ہے تیرے پاس موسیٰ علیہ السّلام کا ذِکر جبکہ اُس نے دیکھی آگ (کوہِ طور پر) پس اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ٹھہر۔ مجھے آگ نظر آرہی ہے۔ تاکہ میں اُس سے تمہارے پاس آگ کا ٹکڑا لاؤں یا آگ کی طرف راستہ معلوم کروں۔ جب وُہ آگ کے پاس پہنچا تو اُسے غیب سے آواز آئی۔ کہ اے موسیٰؑ! یہ ہم تیرے رب ہیں پس تُو اپنے جُوتے اُتار ڈال اب تو مقدّس پاک وادی کے قریب آگیا ہے۔" سو یہ نورُ اللہ تعالیٰ کی صفتِ جلال کی تجلّی

تھی جو آگ کی صُورت میں موسیٰ علیہ السّلام کو نظر آرہی تھی اور ایک دُوسری جگہ آیا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِہٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِیْکُمْ مِّنْھَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْکُمْ بِشِھَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَھَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَھَا وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یٰمُوْسٰٓی اِنَّہٗٓ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع ۱۶) ترجمہ۔" اور جب موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے آگ نظر آرہی ہے میں اس کی عنقریب خبر لاتا ہُوں۔ یا اس میں سے تیرے پاس آگ کا روشن انگارہ لا دیتا ہوں۔ تاکہ تم اُسے سینکو جب موسیٰؑ اس کے پاس پہنچے تو انہیں (غیب سے فرشتوں کی) ندا آئی کہ مُبارک ہے وُہ ذات جس کا نورِ جلال آگ کے اندر اور اس کے اِردگِرد جلوہ گر ہے۔ گویا پاک ہے وُہ ذاتِ ربّ العٰلمین ہر قِسم کی تشبیہ سے۔" اس وقت اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السّلام سے یُوں ہمکلام ہُوئے کہ اے موسیٰؑ یہ ہم ہیں اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے۔" سو گاہے بندۂ اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلّی اپنے آئینے کے اندر دیکھتا ہے چُونکہ موسیٰ علیہ السّلام جلال کی صِفت سے متّصف تھے۔ اِس واسطے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے آئینے کے اندر شعلۂ جلال کی صُورت میں نظر آتے۔ اور بعدہٗ وُہ افعال تجلّی بن کر اژدہے کی جلالی صُورت میں سے نمودار ہُوا۔

www.yabahu.com

سو اللہ تعالیٰ کا ہر مقبول بندہ اپنے آئینے میں اللہ تعالیٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّی دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ عیسےٰ علیہ السّلام جو صفتِ جمال کے مظہر تھے اپنے آئینے میں اس تجلّی کو کبوتر کی صُورت میں نازل ہوتے دیکھتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّیات ہر شخص اپنے آئینے میں اپنے ظرف اور استعداد کے مُطابق دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی، غیر مخلوق قدیم نُور کی عُریاں تجلّی دیکھنی سوائے محبُوب ربُّ العالمین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذاتی نُور کے اور کسی نبی یا ولی کا کام نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

مُوسیٰؑ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عین ذات می نگری در تبسّمی

اور بعض ذاتی نُور سے مُنوّر فنافی الرّسُول، فقرِ محمدّی صلعم کے سچے وارث سُلطان الفقراء جن کا قدم حضرت محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدم پر ہے اُنہیں بھی آئینۂ محمدّی صلعم میں ذاتی دیدار نصیب ہوتا ہے۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
(پارہ ۲۸ سورہ جمعہ رکوع ۱) چنانچہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ فرماتے ہیں:

دیدہ ام دیدار بینم بر دوام — وردِ من دیدار شُد ہر صبح و شام

اب ہم یہاں ذاتی، صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّیات کا تھوڑا

سا آپس میں فرق بیان کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ ہر نبی، ہر ولی اور ہر سالک بلکہ ہر مقبول بندے کے اندر اللہ تعالیٰ اپنی صفات و اسماء اور افعال کے نُور سے متجلّی اور جلوہ گر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی صفاتی تجلّی سالک کے دل پر اس طرح متجلّی ہوتی ہے۔ جس سے سالک کے دل کی صفات اُس پاک نوری تجلّی کی طفیل پاک، منزّہ، وسیع اور قوی ہو جاتی ہیں اور یہ تجلّی گاہے دل سے وحی اور الہام کی صُورت میں زبان پر جاری ہو جاتی ہیں اور یہی نُور دماغ میں علم اور حکمت کی صُورت میں نمودار ہو جاتا ہے۔ دیگر اللہ تعالیٰ کی اسمائی تجلّی کا نُور سالک کی آنکھوں میں نمودار ہوتا ہے جس سے سالک صاحب بصیرتِ باطنی اور صاحب کشف اور اہلِ مشاہدہ ہو جاتا ہے تیسری تجلّی افعالی سالک کے ہاتھ میں نمودار ہوتی ہے اور اس سے نبی صاحبِ معجزات اور ولی صاحبِ کرامات ہو جاتا ہے۔

نیز یاد رہے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالےٰ کے ذاتی دیدار کی آیاتِ کبریٰ سے دو دفعہ مشرّف ہوئے۔ ایک دفعہ وہ ذاتی نُور آپؐ کی طرف آفاق میں اور دُوسری دفعہ انفس میں جلوہ گر ہوا۔ قولہٗ تعالیٰ:۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۔ (پارہ ۲۵ سورہ حٰمٓ السجدہ ۶ رکوع ۶) ترجمہ:۔

www.yabahu.com

اَور اسی طرح ہم دِکھاتے ہیں اُنہیں اپنی نشانیاں آفاق اَور انفس کے اندر تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہماری ذات اَور اس کے جلوے حق ہیں اَور پھر سُورہ نجم میں آیا ہے وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی (پارہ ۲۷ سورہ والنجم) یعنی دیکھا حضرت محمد صلعم نے اُسے دُوسری دفعہ، اَور اِسی دو دفعہ ذاتی دیدار کو سُورۃ والنجم میں آیاتِ کبریٰ سے تعبیر فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی یعنی ہمارے حبیبؐ نے اپنے ربّ کے ذاتی نور کی آیاتِ کُبریٰ دیکھیں۔ مُوسیٰ علیہ السّلام کی طرف بھی اللہ تعالےٰ نورِ صفت کلیم سے دو دفعہ متجلّی ہُوئے۔ اَور اُسے رسالت اَور کلام کی الگ نعمتوں سے بیان فرمایا۔ جیسا کہ ارشادِ ربّی ہے۔ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ۔ (پارہ ۹ سُورہ اعراف رکوع ۱۷)

اللہ تعالیٰ کی ذاتی نُوری تجلّی انفس کی رگ رگ اَور ریشے ریشے کے اندر اَور آفاق کے ذرّے ذرّے میں جاری اَور ساری ہوتی ہے۔ اُس کے لئے کوئی مخصوص مقام نہیں ہے۔ ذاتی جلوہ زمان اَور مکان کی قید سے اَور تعیین سے مبّرا اَور بے کیف اَور بے جہت ہوتا ہے لیکن صفاتی، اسمائی اَور افعالی تجلّیات کے لِئے مخصوص مقام اَور مکان و زمان کا تعیّن اَور دیگر افعالی اَور اعمالی شرائط و لوازمات کی پابندی لازمی ہوتی ہے مثلاً مُوسیٰ علیہ السلام کو کلام اَور وحی کے حصُول کے لِئے

کوہِ طُور پر جانا لازمی تھا۔ یہ ایک آفاقی تعیّن تھا اَور انفس میں تیس چالیس روز تک بھُوکا پیاسا رہنا پڑتا تھا۔ تب آپؑ اِس تجلّی کے مستحق اَور مستوجب ہوتے تھے۔ یہی حال عیسےٰ علیہ السّلام کا تھا۔ انہیں بھی پہاڑ پر جا کر اسی طرح متواتر تیس چالیس روز تک بھُوک اَور پیاس سے تزکیۂ نفس کرنا پڑتا تھا۔ تب جا کر آپؑ پر اللہ تعالیٰ کی تجلّی ہوا کرتی تھی۔ لیکن ہمارے آقائے نامدار، احمدِ مختار، محبُوبِ کردگار حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر ذاتی، صفاتی تجلّیاتِ بے کیف و بے جہت اَور بغیر قیدِ زمان و مکان اَور بے پابندیٔ شرائط و لوازمات ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ خواب و بیداری، حضر اَور سفر، رات اَور دن کے کِسی حصّے میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم موردِ تجلّیات اَور معرضِ نزولِ وحی و برکات ہوتے تھے۔ اِس کے لِئے نہ کِسی خاص زمان و مکان کی قید تھی اَور نہ کیف اَور جہت کا تعیّن لازمی تھا اَور نہ تیس چالیس روز تک متواتر بھوک اَور پیاس کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اُونٹ پر سوار جا رہے ہیں۔ اصحاب کے درمیان یا گھر میں اپنی بیبیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ یا معرکۂ کارزار میں کفّار کے مقابلے میں برسرِ پیکار ہیں۔ یا خواب میں ہیں یا بیدار ہیں۔ غرض ہر حالت میں آپؐ پر وحی کا نزول ہوا کرتا تھا۔ اَور اس کے لِئے کوئی قید، کِسی قِسم کا تعیّن اَور کِسی طرح کی پابندی درکار نہیں تھی۔

www.yabahu.com

جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اسی طرح ذاتِ قدیم کی رؤیتِ ذاتی یعنی اللہ تعالیٰ کا ذاتی دیدار بھی قدیم ہے۔ اور جس نیک بخت، سعادت مند ذاتی نور والے نبی یا ولی کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی دیدار اور مشاہدہ ایک دفعہ ہو جاتا ہے تو اُس دیدار اور مشاہدے کی شان ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اور کبھی زائل اور موقوف نہیں ہوتی۔ اور بظاہر اگرچہ وُہ معاملہ ایک دفعہ واقع ہو کر کبھی ظاہر و کبھی غائب اور گاہے عیاں اور گاہے پنہاں ہوتا نظر آتے۔ لیکن اہلِ دیدار اور اہلِ مشاہدہ کا ایک باطنی نوری وجود ہمیشہ ابد الآباد تک اللہ تعالےٰ کے مشاہدے میں رہتا ہے اور اسے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کی یہ سعادت بطور دوام نصیب ہوتی ہے۔ اور جب کبھی وُہ غیر مشاغل سے فارغ ہو کر دیدار کی طرف متوجہ اور ملتفت ہوتا ہے۔ تو وُہ اپنے آپ کو دیدار اور مشاہدے میں موجود پاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہیں۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ۔ (پارہ ۳۰ سُورہ اَلَمْ نَشْرَح) یعنی اَے میرے حبیب صلعم! جب کبھی تو دُنیوی معاملات اور غیر مصرُوفیات سے فراغت پائے تو مُستعِد ہو جایا کر اور اپنے رب کی طرف مائل اور راغب ہو۔" دیگر بزمِ خاص نبویؐ میں حضوری کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ سالک کا ایک باطنی لطیف وجُود مجلسِ خاص حضرت محمد

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میں ہمیشہ کے لیے داخل و شامل ہوتا ہے لیکن سالک کو گاہے معلوم ہوتا ہے اور گاہے ظاہری مادی خواص اور ادراک سے وُہ معاملہ پنہاں اور معدُوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار اور مشاہدہ اور نیز بزمِ نبوی صلعم میں حضوری کا معاملہ اس ظاہری عنصری مادی وجُود اور اس کے حواس و قویٰ اور مادی دِل و دماغ کا کام ہرگز نہیں ہے یہ کام باطنی نورُی لطیف وجُود اور اس کے باطنی رُوحانی حواس و قویٰ اور باطنی دِل و عقل کا کام ہے۔ ظاہری آنکھوں اور مادی حواس کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ اِس واسطے آیا ہے کہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ (پارہ ۷، سُورہ انعام رکوع ۱۹) اس سے نفیِ ادراک مُراد ہے۔ نفیِ رؤیت مُراد نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو انسانی آنکھیں معلوم نہیں کر سکتیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو آنکھوں اور آنکھوں والوں کا خالق ہے۔ سو آنکھوں کی کُنہ اور حقیقت کو وُہ جانتا ہے۔ سو نفیِ ادراک سے ہرگز نفیِ رؤیت مُراد نہیں ہو سکتی ہماری آنکھیں سُورج کو دیکھتی ہیں لیکن سُورج کی کُنہ اور حقیقت کے ادراک سے ہم عاجز ہیں نیز اِس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ موت کے بعد نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ موت اور خواب ایک دُوسرے سے مِلتی جُلتی چیزیں ہیں۔ اِس واسطے آیا اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ یعنی نیند موت

www.yabahu.com

کا بھائی ہے۔ دونوں حالتوں میں انسانی ظاہری حواس معطّل ہو جاتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ موت سے ظاہری مادی حواس ہمیشہ کے لیے معطّل ہو جاتے ہیں لیکن خواب میں عارضی طور پر ایک وقفہ کے لیے انسان ظاہری مادی حواس اور قویٰ سے باہر آجاتا ہے۔ کسی نے اس بارے میں کیا اچھا شعر کہا ہے۔

اے برادر من ترا از زندگی دادم نشاں
خواب را مرگ سبک داں مرگ را خواب گراں

یعنی اے بھائی! میں تجھے زندگی کی حقیقت بتاتا ہوں کہ نیند بھی ہلکی سی عارضی موت ہے۔ اور موت بھاری گہری اور دائمی نیند ہے۔"

اس واسطے شریعت نے خواب میں اللہ تعالےٰ کے دیدار کو جائز قرار دیا ہے اور مراقبہ خواب سے بھی زیادہ موت کے متشابہ اور قریب چیز ہے۔ کامل عارف لوگوں کو مراقبے میں اللہ تعالےٰ کا دیدار ہوتا ہے۔ موت کوئی اتنی بڑی چیز نہیں ہے۔ اولیاء اللہ زندگی میں بطور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کئی دفعہ مرتے اور بار بار زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ جامی صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ع

یکبار میرد ہر کسے بے چارہ جامی بارہا

بے شمار اولیاء اللہ کے مناقب میں آیا ہے کہ وہ اسی دنیوی زندگی

میں کئی بار دیدار سے مشرف ہوئے ہیں۔ چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بروایتِ صحیح آیا ہے کہ انہیں سو دفعہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ سو اس بات میں ذرا برابر شک اور شبہ نہیں ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو حسب وسعت و استعداد اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی زندگی میں حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ زندگی میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے منکر اور اس سے نا اُمید ہیں۔ اور اس کے حصول سے غافل ہیں اور جنہوں نے اس معاملے کو موت کے وعدے پر اُٹھا رکھا ہے اور یہاں زندگی میں دیدار کی اہلیت اور قابلیت حاصل نہیں کی وہ موت کے بعد باوجود ظہور نور واجب الوجود کو اپنی کور چشمی کا سخت ماتم کریں گے اور ان آیات کے مصداق ہوں گے۔ ۱۔ وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸) جو لوگ اس دُنیا میں اندھے ہیں وہ آخرت میں بھی اندھے ہوں گے۔ قولہٗ تعالیٰ (۲) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی (پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۱۶) اور جن لوگوں نے ہماری یاد اور ذکر سے اعراض اور کنارہ کیا اس کی معیشت اور روزی تنگ ہوگی۔ اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا کھڑا کریں گے۔ اور یہ آخری آیت خاص دُنیا میں منکرین اور مکذبین دیدار کے بارے میں آئی ہے۔ قولہٗ

www.yabahu.com

تعالیٰ: قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمُ السَّاعَۃُ بَغْتَۃً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْھَا الخ ترجمہ:- تحقیق بڑے گھاٹے میں رہے وُہ لوگ جو (دُنیا میں) اللہ تعالےٰ کے دیدار اور لقا کو جھٹلاتے رہے۔ یہاں تک کہ موت اور قیامت اچانک اُن کے سامنے آئی اور وُہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس ہم نے اِس معاملے میں کتنی بھاری کوتاہی کی"۔ سو اگر ہمیں اپنی خودستائی اور اس زمانے کے حاسد کور چشموں کی عقل کی کوتاہی کا ڈر نہ ہوتا۔ تو ہم اِس بارے میں کچھ اپنے مشاہدات اور تجربات بھی پیش کرتے۔ لیکن ہم فی الحال مذکورہ بالا عقلی اور نقلی سچے دلائل اور براہین پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ سو اُن لوگوں پر سخت افسوس ہے جنہوں نے دیدار کو کل قیامت کے وعدے پر اُٹھا رکھا ہے اور آج اِس کے منکر ہیں حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں:-

زاہداں از مرگ مہلت خواستند

عاشقاں گفتند نے نے زُود باش

جو لوگ اندھے کور چشم ہیں اور جنہیں باطنی دُنیا کی کبھی ہوا بھی نہیں لگی اور جنہیں شیطان بھی اپنا دیدار اور زیارت کرانے سے کتراتا اور شرماتا ہو۔ وُہ اگر دُنیا میں اللہ تعالےٰ کا دیدار کیا خود اُس کی ہستی اور وجُود کا بھی اِنکار کر دیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے او۔

سچ ہے یہ دولتِ عظمیٰ ہر نفسانی بُوالہوس کے حِصّے میں نہیں آتی۔

رُباعی:- سرمد غمِ عشق بُوالہوس را نہ دہند

سوزِ دلِ پروانہ مگس را نہ دہند

عُمرے باید کہ دوست آید بکنار

ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند

اَب ہم پھر اپنے اصلی مضمُون کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُورِ ذاتی تھا۔ اور حقیقت محمّدی صلعم ازل کے روز اِن سات فقراء کاملین کے اندر جلوہ گر ہوئی۔ جن کو رسالۂ رُوحی میں سُلطان الفقراء کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور یہی اُمتِ محمّدی صلعم میں آپؐ کے فقر کے حقیقی وارث ہُوئے ہیں۔ اور ان کے نُوری وجُود آں حضرت صلعم کے ہمراہ ازل ابد دُنیا اور عقبیٰ کے مقام میں شامل رہے ہیں۔ اور معراج میں بھی ان کی پاک اَرواح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی رفاقت اور رُوحانی ہمراہی حاصل رہی ہے اور انہی فقراء کو آئینۂ محمّدی صلعم میں اصلی ذاتی دیدار اور حقیقی لقا کا شرف حاصل ہوا ہے اور گو جسمانی طور پر جُملہ بنی آدم کے باپ حضرت آدم علیہ السّلام ہیں۔ رُوحانی طور پر جُملہ مخلوقات کا ظہُور نورِ محمّدیؐ سے ہوا ہے۔ اور حضُورؐ جُملہ ہژدہ ہزار عالم کے ابوالارواح ہیں۔ اور جُملہ انبیاء و

اَولیاءِ جنّ و اِنس اَور ملائکہ کی اَرواح آپؐ کی ذاتِ پاک کے شجرۃُ النُّور میں اِس طرح شامِل اَور داخِل ہیں جس طرح درخت میں پھل پھُول اَور پتّے وغیرہ ہوتے ہیں۔ سو جس رات جناب حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو معراج ہوّا۔ اِس معراج میں تمام انبیاء و مُرسلین اَور اَولیاء متقدّمین و متاخّرین اَور جُملہ ملائکہ و مقرّبین اپنی اپنی اِستعداد کے مُطابق اپنے اپنے مخصُوص مقام میں حضورؐ کے ساتھ شامِل تھے اَور معراج کی رات اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیبؐ کو جُملہ ظاہری و باطنی اَور صُوری و معنوی، دُنیوی و اُخروی درجات اَور ذاتی، صفاتی، اسمائی اَور افعالی تجلّیات سے سرفراز فرما کر آپؐ پر اپنی جُملہ نعمتوں اَور دولتوں کو ختم کر دیا۔ سو حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا معراج کی رات سدرۃ المنتہیٰ تک بُراق پر سفر گویا صفاتی سیر تھی۔ جس میں آپؐ کے ہمراہ جُملہ انبیاء و مُرسلین اَور آپؐ کی اُمّت کے اولیاء متقدّمین و متاخّرین اَور جُملہ ملائکہ مقرّبین شامل و ہمرکاب رہے ہیں۔ اَور آپؐ نے ہر نبی اَور ہر فرشتے کی ہمراہی اَور مُلاقات کا ذِکر ان مخصوص مقامات پر معراج کی احادیث میں صاف طور پر کیا ہے۔ چنانچہ آپؐ کے معراج کی روایتوں میں مختلف جگہ مذکور ہے کہ آپؐ کو فلاں نبی فلاں آسمان پر مِلے اَور فلاں فرشتے سے فلاں مقام پر ملاقات ہوئی اَور جس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے

معراج کی رات جُملہ عالمِ صفات کے مقامات، طبقات اَور درکات کو عبُور کیا۔ اَور آپؐ نے سِدرۃ المنتہیٰ سے آگے پرواز کا اِرادہ فرمایا تو جبرِیلِ امینؑ سے آگے پرواز سے رہ گئے۔ اَور جب لاہُوت لامکان کا غیر مخلوق نورؔی میدان نمودار ہوّا تو بُراق اَور رفرف کی رُوحانی سواریوں نے جواب دے دیا اَور معذرت ظاہر کی ؎

کہ گر یک سرِ مُوئے بالا پرم ۔۔۔ فروغِ تجلّی بسوزد پرم

سو اِس مقام پر حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سِرّہ العزیز کی بِنسبت آپؓ کے مناقب اَور حالات کی کتابوں میں مستند روایات سے یہ بات مذکور ہے کہ اِس مقام پر جب حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم بغیر رفیقِ شفیق تن تنہا اَور بغیر سواری کے اکیلے رہ گئے تو اُس وقت حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ کی رُوحانیت نے حاضر ہو کر رُوحانی باطِنی رفیق اَور نوری سواری کا کام دے کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو مقامِ قربِ قاب قوسین اَو اَدنیٰ تک پہنچا دیا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضُور صلعم کو شرفِ دیدار اَور آیاتِ کبریٰ کے ذاتی انوار اَور اسرار سے سرفراز فرمایا۔ اِس باطِنی رُوحانی واقعہ کو بہت اہلِ کشف بزرگانِ دین اَور اَولیاء مقرّبین نے اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے اَور سوائے بعض کور چشم ظاہر بین عُلماء کے سب اہل اللہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے

اَور سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو صاحِب قدس سرہ العزیز نے بھی اپنی بہت تصانیف میں خصوصاً کتاب "نورُ الھُدیٰ" کے ساتویں باب کے اندر اِس واقعہ کو یُوں بیان فرمایا ہے کہ جب حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات سرکارِ کبریا کے دربار میں حاضر ہونے کے لیے جبرائیلِ امینؑ کی رفاقت میں براق پر سوار ہو کر روانہ ہُوئے اَور سِدرۃ المنتہیٰ سے آگے جس وقت آں حضرت صلعم گذرے تو جبرئیلؑ نے آگے جانے سے معذرت ظاہر کی۔ غرض جبرئیلؑ اَور براق مقام سِدرۃ المنتہیٰ سے آگے جانے سے رہ گئے۔ اِس سے آگے آنحضرت صلعم رفرف پر سوار ہو کر چلے۔ حتّٰی کہ جب لاہُوت لامکان کا غیرمخلُوق بے مثل اَور بے مثال میدان آگے نمودار ہُوا تو رفرف بھی آگے جانے سے رہ گیا۔ اِس وقت آنحضرت صلعم اکیلے رہ گئے اُس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت پیرِ دستگیر محبُوبِ سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کو اپنی قدرت کا لطیف جامہ پہنا کر اَور آپؓ کی رُوحِ مقدّس کو نُوری سواری بنا کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ جس وقت نُوری حضُوری جُثّہ اَور صُورت سُلطان الفقر لے کر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو آنحضرت صلعم نے بارگاہِ الٰہی میں سوال کیا۔

کہ اَے اللہ! لاہُوت لامکان کی اِس بے مثل و بے مثال میدان میں جہاں جبرئیلؑ، بُراق اَور رفرف کو پَر مارنے کی تاب نہیں ہے اَور نہ کِسی ولی اَور نہ نبی مُرسل کو سمائی ہے۔ یہاں کِس نُور کا ظہُور ہے۔ جس سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک اَور میرے دِل میں سرُور ہے۔ بارگاہِ الٰہی سے خطاب ہُوا۔ کہ اَے میرے حبیبؐ! تجھے بشارت ہو کہ یہ رُوح پُرفتوح سُلطان الفقر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کی ہے۔ جو تیری اُمّت میں حسباً و نسباً وارث اَور تیری پُشت میں ہر دو حسنی اَور حسینی سیّد ہوگا اَور جیلان میں پیدا ہوگا۔ تیرے مُردہ دین کو اپنے دمِ مسیحائی سے ازسرِ نو زندہ کرے گا۔ اَور محی الدین کے لقب سے ممتاز ہوگا۔ معراج کی اِس اِنتہائی تنہائی اَور لاہُوت کے ھُو کے عالم میں اِس نُوری مُبارک پیکر کو تیرا رفیق شفیق اَور سواری بنا کر بھیجا ہے۔ یہاں آپ نے اپنی ذات کی ذاتی سواری بنا کر ذات سے ملنا ہے۔ سو آپ ایک اپنے ختمِ نبوّت اَور دوم اِس رُوح کے ختمِ ولایت کے پروں سے پرواز کر کے غیرمخلوق نُوری سرکار اَور خاص خلوت گاہِ دیدار میں شرفِ بار حاصل کریں۔ اَور اسرار فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (پارہ ۲۷ سُورہ والنجم رکوع ۵) کے موتیوں سے اپنا دامن بھریں اَور لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (پارہ ۲۷ سُورہ والنجم رکوع ۵) کے نظاروں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

چنانچہ حضرتِ ختمِ نبوت کمال شوق اور محبت سے نورِ ختمِ ولایت کے قریب آیا جس نے ادب اور تعظیم سے اپنا سر جھکایا اور آنحضرت صلعم کو اپنے دوشِ مبارک پر اُٹھایا۔ اس وقت حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبانِ حق ترجمان سے یوں گوہر فشاں ہوئے کہ اے میرے جسمی نسبی اور نوری حضوری فرزند! آج میرا قدم تیری گردن پر آرہا ہے اور مجھے قربِ حق کے انتہائی مقام پر پہنچا رہا ہے۔ کل تیرا قدم میری اُمت کے تمام اولیاء اللہ کے سر کا تاج بنے گا۔ چنانچہ آپؓ نے منبرِ وعظ پر کھڑے ہو کر ایک دن یہی فرمانِ حق ترجمان خلقِ خدا کو سنایا کہ قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ چنانچہ اس وقت اثناء وعظ میں جس قدر اولیاء کرام حاضر تھے سب نے بطور امتثال امر اپنی گردنیں جھکا لیں۔ اور حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جو بغداد کے اکابر اولیاء میں سے ہوئے ہیں اُس وقت مجلس میں حاضر تھے اُٹھ کر آپؓ کے منبر کے پاس گئے اور آپؓ کا قدم اُٹھا کر اپنی گردن پر رکھ دیا۔ مجلسِ وعظ ختم ہو جانے پر کسی نے آپؒ سے پوچھا کہ آپؒ نے ایسا کیوں کیا۔ آپؒ نے جواب دیا کہ میں نے باطن میں دیکھا کہ آپؓ اس فرمان کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ اور جو اولیاء اللہ اس فرمان کی تعمیل میں جس قدر زیادہ پیشقدمی کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ منظور اور مقبول رہیں گے۔

چنانچہ آپؓ کا یہ فرمان روئے زمین کے تمام زندہ اولیاء زمان کو سنایا گیا۔ اور جو اولیاء کرام دُنیا سے گذر گئے ہیں اُنہیں قبروں کے اندر پیغام پہنچایا گیا۔ اور جو اولیاء عظام ابھی مقامِ ازل میں ہیں۔ اور اس دُنیا میں نہیں آئے۔ اُن کی ارواح کو بھی یہ پیغام سنایا گیا۔ غرض سب اولیاء متقدمین اور متاخرین نے آپؓ کے اس فرمان کو دل و جان سے قبول کیا اور سر آنکھوں پر رکھا اور ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس فرمان کے بجالانے میں عجز و نیاز اور تعظیم و تکریم کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا عَلٰی عَیْنِیْ یعنی میری آنکھوں پر آپ کا قدم ہو اور بعض اولیاء کاملین نے فرمایا عَلٰی حَدَقَةِ عَیْنِیْ یعنی میری آنکھ کی پتلی پر آپؓ کا قدم ہو۔ غرض جس قدر کسی اولیاء نے بڑھ چڑھ کر نیاز کا اظہار کیا اُسی قدر اُسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے زیادہ بلند مرتبہ اور اعلیٰ منصب ملا۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدے کے امر سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام فرشتوں کی آزمائش فرمائی۔ اُسی طرح حضرت پیرِ دستگیر قدس سرہٗ کے امر قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ سے اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کا امتحان فرمایا۔ جس نے اس امر میں جس قدر پیش قدمی اور پیش دستی کی اُسی قدر اُسے زیادہ مرتبہ اور

www.yabahu.com

منصب ملا۔ اور جس نے انکار کیا وُہ ابلیس کی طرح راندۂ درگاہ ہوا۔

جا کے بیٹھا نہ کر اے بُت تو مسلمانوں میں
تری اُلفت خلل انداز ہے ایمانوں میں

معراج کی رات جو واقعات مجملاً نظری اور علمی صورت میں بالقوی عالمِ غیب کی باطنی دُنیا میں حضور صلعم کو نظر آئے۔ اُن کے عملی تفصیلی خاکے بالفعل مادی دُنیا میں آپؐ کی زندگی میں یا آپؐ کی اُمّت میں ظہور پذیر ہوتے۔ چنانچہ منجملہ اِن واقعات کے حضور صلعم کو سِدرۃ المنتہیٰ سے آگے سفر میں حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے سہارا دینے کا مادی دُنیا میں عملی طور پر یہ تعبیر واقع ہوئی کہ حضور صلعم کا دین ضعیف نحیف زار و نزار، بیمار اور قریب بہ ہلاکت آگیا تھا۔ جسے حضرت محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ نے اپنے دمِ عیسوی سے زِندہ کر دیا۔

کتاب بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ آں حضرت قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ جا رہا تھا کہ میں نے ایک بوڑھا ضعیف، نحیف اور بیمار آدمی دیکھا کہ جس کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ اور اس کی حالت نزع کی تھی۔ چنانچہ مجھے اس کی زار و نزار حالت پر رحم آیا۔ سو میں نے اپنی ہمّت اور توجہ اس کی صحت اور تندرستی کی طرف مبذول کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسے میری ہمّت اور توجّہ کے طفیل اچھا اور تندرست کر دیا جب وُہ اچھا

ہو کر بیٹھا۔ تو میں نے اس سے پُوچھا کہ تُو کون ہے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ تیرے جدِّ امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا دِین ہُوں میں مرنے لگا تھا تُو نے مجھے اپنے دمِ عیسوی سے زندہ کر دیا ہے اور تو محی الدین ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں آبادی میں آیا۔ لوگ مجھے محی الدّین کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صِفت کے مُطابق ایک پیغمبر ہُوا ہے۔ اور اُس کے دین میں اُس مخصوص صِفت کا رنگ غالب رہا ہے سو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اِس سے کم و بیش پیغمبر دُنیا میں مبعُوث ہُوئے ہیں۔ اور اتنے ہی اللہ کی صفات اور افعال کائنات میں جاری اور ساری ہوتے رہے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ افعال مقتضائے زمانہ کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ اور اُن صفات کے تغیّر اور تبدل سے حالات بھی بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ آیا ہے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنی اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہے۔ وُہ دن اللہ تعالےٰ کا ہمارے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ۔ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ط اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف امر جاری کرنے کے لئے نزول فرما کر واپس آسمان کی طرف رجُوع فرماتے ہیں۔ ایک ایسے روز میں جس کی مقدار تمہارے ہزار سال کے برابر ہوتی ہے۔ سو اگلے پیغمبروں کی

www.yabahu.com

دینی عمریں یعنی ان کے دین کی دُنیا میں قیام اَور بقا کا عرصہ تقریباً نوحؑ علیہ السّلام کی عُمر کی طرح ہزار سال ہے۔ اس کے بعد اِس دُنیا میں زوال اَور خلل واقع ہو کر اس کے بعد جدید اَور نئے دین کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے۔ سو اللہ ہر روز یا ہمارے ہاں ہزار سال میں ایک نئی شان اَور صفت سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ اِس لیئے تمام انبیاء سابقین کے ادیان میں تغیّر اَور تبدّل اَور زوال رُونما ہو کر اس کی جگہ دُوسرے پیغمبر اَور نئے دِین کی ضرورت محسُوس ہُوئی۔ لیکن ہمارے آقائے نامدار احمدِ مختار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نُورِ ذاتی ہے اَور آپؐ کے دینِ متین میں بھی اُسی ذاتی نُور کا رنگ جلوہ گر ہے۔ اَور جب کبھی صفاتی انوار کے حاملین یعنی اُمتِ محمّدی میں انبیاء سابقین کے وارثین بزرگانِ دین کی کمی ہمّت اَور نقصِ توجہ کے سبب دینِ اسلام میں کچھ تغیّر و تبدّل اَور نقص رُونما ہو جاتا ہے تو آپ کے دین کے ان ذاتی فقراء کاملین کی توجہ اَور ہمت سے وہ نقص رفع ہو جاتا ہے کیونکہ صفاتی انوار کے حاملین بزرگانِ دین کا باطنی سلوک اَور رُوحانی عرُوج محض کسبی اعمال اَور رنج و ریاضت اَور مجاہدے وغیرہ کا رہینِ منّت رہتا ہے۔ لیکن ذاتی فقر کے وارثین سُلطان الفقراء بغیر رنج و ریاضت محض نظر اَور توجہ سے طالبوں کو اللہ تعالیٰ سے واصل اَور بزمِ نبوی صلعم میں داخل کرتے ہیں۔ لہٰذا جب کبھی جیفۂ دنیا کا تعفّن

جہان کے ذِہنی فضا میں پھیل جاتا ہے اَور قلوب کی باطنی دُنیا حُبِّ دُنیا کے وبائی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اَور دینی لحاظ سے دُنیا مرنے لگ جاتی اَور کسبی اعمال کے صفاتی معالج اَور حکیم اُن کے علاج سے عاجز آجاتے ہیں۔ اَور دین کی رُوح جسدِ دُنیا سے نکلنے کو ہوتی ہے تو ایسے نازک وقت میں یہ مسیح الاولیاء ذاتی فقراء اپنے مسیحائی دم سے دُنیا کے اِس سخت قریب الموت لاعلاج دینی مرض کو از سرِ نو زِندہ کرتے ہیں۔ اس میں اپنی ذاتی رُوح پھُونک دیتے ہیں۔ قلوب کی فضا کو خشکِ محبتِ اِلٰہی کی خُوشبو سے مہکا دیتے ہیں۔ اَور عشقِ اِلٰہی کی عنبریں رُوح دُنیائے اَرواح کے اندر پھیلا دیتے ہیں۔ جس سے جیفۂ دُنیا کا تعفّن ذہنی دُنیا سے زائل ہو جاتا ہے اَور دُنیا کفر و الحاد اَور شرک و نفاق کے وبائی امراض سے نجات پالیتی ہے۔ لہٰذا ہر ہزار سال کے بعد ایک مجدّد کا موجود ہونا دینِ اسلام کے ظاہری و باطنی بقاء کے لیئے لازمی ٹھہرایا گیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ لہٰذا دینِ اِسلام کو اصلی زندگی اَور نشو و نما اَور قوت اَور قوتِ ذاتی نُور سے ہے۔ یہی ساتؒ سلطان الفقراء دُنیا کے دینی جسد کے لیئے بمنزلہ سات غدُود (GLANDS) کے ہیں جن پر تمام باطنی دُنیا کے جسد کا قیام اَور قوام ہے۔ جس وقت یہ دُنیا سے الگ ہو جائیں گے دُنیا کا دینی ڈھانچہ گل سڑ کر ضائع اَور ہلاک ہو جائے گا۔ قیامت قائم ہو جائے گی

www.yabahu.com

باطنی دُنیا کو اپنے مسیحائی دم سے زندہ کرنے والے مردانِ حق یہی ہیں حُبّ دُنیا کے متعفّن ماؤف زخمی دلوں کو دُھونی دینے والے اَور مرہم مسیحا لگانے والے یہی ہیں۔ غرض دُنیا کی رُوح وروان بلکہ جانِ جان یہی ہیں۔

حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ نے ایک دفعہ مجلسِ وعظ میں فرمایا:-

"اے اہلِ مشرق واہلِ مغرب! اے زمین اَور آسمان والو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۷) یعنی اللہ تعالٰے کی ایسی مخلوق بھی ہے جسے تم نہیں جانتے۔ اَنَا مِمَّا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا وُہ خاص بندہ ہُوں۔ جسے تم نہیں جانتے۔ اَے اہلِ مشرق اَور اَے اہلِ مغرب! میرے پاس آؤ اَور مجھ سے باطنی عِلم سیکھو۔ اَے اہلِ عراق! نقر اَور ولایت کے درجات اَور مقامات میرے ہاں معمولی کپڑوں کی طرح لٹک رہے ہیں۔ مَیں جسے چاہوں ایک دم میں بلا محنت ورنج پہنا دیتا ہوں اَے لڑکے مجھ سے ایک کلمہ سُننے کے لِئے اگر تجھے سالہا سال سفر کرنا پڑے۔ تب بھی اُسے غنیمت خیال کر۔ اَے لڑکے ولایت کے درجے اور فقر کی خلعتیں یہاں میری مجلس میں تقسیم ہوتی ہیں۔ دُنیا میں نہ کوئی نبی ہوا ہے اَور نہ کوئی ولی جو میری مجلسِ وعظ میں حاضر نہ ہوا ہو۔ زندہ ظاہری جُسّوں سے اَور جو گذر گئے ہیں۔ جُسّۂ اَرواح سے حاضر ہوتے ہیں۔ اَے لڑکے! جس وقت قبر میں تجھے منکر نکیر ملیں تو میرا حال تم سے دریافت کریں گے۔

اَور تُو نے میرا حال بتانا ہوگا۔ آپؓ نے فرمایا میری تلوار ننگی ہے میری کمان چڑھی ہوئی ہے۔ میری ڈھال اُٹھی ہوئی ہے۔ میرا تیر ٹھیک نشانے پر لگتا ہے۔ میرا نیزہ بلا خطا ہے اَور میرا گھوڑا ساز و سامان سے لیس اَور تیار کھڑا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے جلال کی جلتی ہوئی آگ ہُوں۔ میں سُلّاب الاحوال ہوں یعنی حالات کو سلب کرنے والا ہُوں میں ایسا سمندر ہُوں جس کا کنارہ نہیں ہے۔ میں زمانے کا رہنما اَور رہبر ہُوں۔ میں غیر مخلُوق ذات میں کلام کرنے والا ہُوں۔ میں محفوظ ہُوں۔ میں ملحُوظ ہوں اَور میں محظُوظ ہُوں۔ اَے صائم الدہر (ہمیشہ روزہ دار) اَے قائم اللیل! (رات کو جاگنے والو) میرے بغیر تمہارے عبادت خانے برباد ہیں۔ اَے پہاڑوں اَور جنگلوں میں زُہد و ریاضت کرنے والو میری استعانت کے سوائے تمہاری محنتیں رائیگاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک امر ہُوں۔ اَے بشیۂ باطن کے مسافرو! اَے رجال، اَے ابطال، اے اطفال، جلدی دوڑو اَور اِس سمندر سے سیراب ہو جاؤ، جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اَے میرے اللہ! جس طرح تُو آسمان میں فرد اَور واحد بے مثل معبود ہے۔ میں آج رُوئے زمین میں تیرا فرد، واحد اَور یکتا بندہ ہُوں۔ مجھے رات اور دن میں ستّر بار خطاب ہوتا ہے کہ اَنَا اخْتَرْتُكَ لِنَفْسِىْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِىْ (پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۱۰) یعنی ہم نے تجھے اپنی ذات کے لئے پسند کر کے چُن

www.yabahu.com

لیا ہے۔ اور تو ہمارے منظورِ نظر ہے۔ مجھے امر ہوتا ہے کہ اے عبدالقادر
قدس سرہٗ تو جو کچھ بھی کہے تیری بات مانی جائے گی۔ اے عبدالقادرؒ میری
عزت اور جلال کی قسم! تو کھا پی اور کہے جا۔ میں نے تجھے ہر قسم کے خوف و
خطر اور رد و امتناع اور ہر رجعت اور مکر سے محفوظ اور مامون کیا ہے۔"
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدالانبیاء و خیرالمرسلین ہیں۔
اِسی طرح حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ سیدالاولیاء اور خیرالمتقین ہیں۔
آپ کا طریقۂ قادری سب طریقوں سے افضل اور برتر ہے۔ آپؓ سے
ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آپؓ کے اور دُوسرے طریقوں کے طالبوں میں کیا
فرق ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ اَلْبَیْضَتِیْ بِاَلْفٍ وَفَرْخِیْ لَاثَمَنَ لَہٗ۔
یعنی میرا انڈا ہزار بچوں کے برابر ہے۔ اور میرے بچے کی کوئی برابری نہیں
کرسکتا۔ آپؓ نے ستر دفعہ اللہ تعالےٰ سے اِس بات کا وعدہ لیا ہے کہ
آپؓ کے مُرید کو دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ آپؓ کا فرمانِ حق ترجمان
طالبانِ صادق کے لئے ایک بڑی بھاری بشارت ہے کہ لَایَمُوْتُ
مُرِیْدِیْ اِلَّاعَلَی الْاِیْمَانِ۔ یعنی میرا مُرید نہیں مرے گا مگر ایمان پر۔ یعنی
میرے مُرید کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ طالب مُرید قادری ابتداء حال میں خواہ
کِتنا ہی آلودۂ معصیت کیوں نہ ہو، آخر عُمر میں ضرور توفیقِ ازلی اور ہدایت
فیض فضلی اس کے شاملِ حال ہوجاتی ہے اور سچے دل سے توبہ تائب ہوکر نیک

اور صالح ہوجاتا ہے۔ اور مرتے وقت آپؓ کی توجہ اور رفاقتِ باطنی
سے اُس کا دِل ذکرِ اللہ اور کلمۂ طیب سے گویا ہوجاتا ہے اور خاتمہ بالخیر
ہوکر دُنیا سے باایمان چلا جاتا ہے۔ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ
بِلَاحِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ۔ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ نزع کے آخری وقت میں جس کی زبان پر کلمہ طیب جاری ہو
جاتا ہے وُہ بلاحساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہوجاتا ہے۔ ہم نے
اکثر طالبان اور مُریدانِ قادری کی آخری حالت دیکھی ہے کہ اِن پاک
پیشواؤں کی باطنی توجّہ سے ان کی ہر رگ اور ریشہ اور بدن کا ہر بال ذکرِ
اللہ سے گویا ہوجاتا ہے۔ بعض طالبانِ قادری کے قلزمِ قلب کے ذِکر کے
جوش کو دیکھ کر ملک الموت کو حیرت آجاتی ہے ؎

نزع کے وقت جو وُہ حُور شمائل آیا
ملک الموت کو بھی غش مِرے شامل آیا

طالب مُرید قادری کو جب قبر میں نکیرین سوال وجواب کے لئے بیدار
کرتے ہیں اور جب وُہ اُٹھتا ہے تو اُس کے ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں اور
اُس کا ماتھا اِسمِ اللہ ذات اور اِسمِ حضرت سرورِ کائنات صلعم سے آفتاب
کی طرح چمکتے اور جگمگا اُٹھتے ہیں۔ اُس وقت نکیرین حیرت میں آکر ادب اور

www.yabahu.com

تعظیم کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور طالب مرید قادری کو کہتے ہیں۔ نَمْ اَیُّھَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ کَنَوْمِ الْعُرُوْسِ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا۔ یعنی اے خدا کے نیک بندے! تو دلہن کی طرح سو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھے دارین میں خیر عطا فرما دے۔" تمام اولیاء اللہ کو باطنی فیض اور روحانی برکت حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سے حاصل ہے۔ اور طریقۂ قادری میں نورِ ذاتی کا فیضان اور محض درس و تدریس دیدارِ حق سبحان کا سبق ملتا ہے سو طریقۂ قادری اصل ہے۔ اور باقی طریقے اس کے فروعات اور شاخیں ہیں طالب مرید قادری مقامِ ناسوت میں مجثۂ نفس کے ساتھ دیگر طریقوں کے طالبوں کے درمیان شیر نر اور ہزبر کی طرح نمودار ہوتا ہے۔ اور فضائے عالمِ قدس میں جس وقت پرواز کرتا ہے تو دیگر طائرانِ عالمِ بالا میں بازِ اشہب یعنی سفید باز کی مانند سب سے بلند اور غالب صورت میں جلوہ نما ہوتا ہے اس لئے فقیر اور ولی قادری دیگر طریقوں کے اولیاء اللہ کے حالات اور مقامات سلب کر لیتا ہے لیکن طالب اور سالک قادری کو کسی طریقے والا سلب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ذاتی نور کو دائم کمال ہوتا ہے۔ اور اسے کسی حالت میں زوال نہیں آتا۔ یہ بات ہم اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پر لکھ رہے ہیں۔ معاذ اللہ اس میں کسی قسم کے حسد اور تعصب کو دخل نہیں ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ

آج کل دوسرے طریقوں کو خصوصاً طریقہ نقشبندیہ اور طریقہ چشتیہ کو ہمارے ملک میں فروغ ہے اور طریقہ قادری کے سالک بہت کم ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طریقۂ قادری کی نسبت بہت ارفع اور بلند ہے اور اس دین سے بے بہرہ اور نااہل و ناکارہ زمانے کے نفسانی لوگوں کو اس ارفع اور اعلیٰ نسبت تک رسائی نہیں ہے اور نہ اس زمانے کے لوگوں میں اس ذاتی نور کے حصول کی توفیق اور استعداد موجود ہے۔ نہیں دیکھتے کہ دنیا میں کالج بہت تھوڑے ہیں۔ اور پرائمری مدارس ہر گاؤں میں موجود ہیں جنگلوں میں دوسرے کمزور اور بزدل جانوروں کے گلے کے گلے پھرتے نظر آتے ہیں لیکن شیر کوئی خال خال ملتا ہے۔ فضا میں دیگر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہر وقت سروں پر گذرتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن باز خصوصاً سفید باز تو کہیں بہت قلیل اقل دیکھنے میں آتا ہے۔ سو کمزور جانوروں اور پرندوں کے گلے اور جھنڈ بنانا ان کی کمزوری اور بزدلی کی علامت ہے۔ لیکن شیر اور باز اکیلے اور الگ رہتے ہیں۔ اکثر زمانے میں دیگر طریقوں کے بعض خام ناتمام، کور چشم، حاسد اور تہی دست طالبانِ سلوک کے سامنے جب یہ بات کہی جاتی ہے کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا فرمان قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ، ماضی، حال اور مستقبل ہر زمانے میں نافذ و جاری ہے۔ اور

www.yabahu.com

اُمّت کے سب اوّلین اَور آخرین اَولیاء اللہ کی گردنوں پر آپؓ کا قدم ہے اَور آپ ختم الولایات اَور غوثِ دوام ہیں تو آتش زیرِ پا ہو جاتے ہیں اَور جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں کہ اُن کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر ممکن ہے، ہوگا۔ سب اوّلین اَور آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر نہیں ہو سکتا۔ لیکن نہ آپؓ سے پہلے اَور نہ آپؓ کے بعد کسی سے اِس قِسم کا عام فرمان ظاہر ہُوا ہے۔ اِس میں کسی زمانے کی تخصیص نہیں ہے۔ آپؓ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں ؎

دَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے غوثِ دوام بنا کر تمام اقطابِ زمان کا والی اَور سردار بنایا ہے۔ اَور میرا یہ حکم زمانۂ ماضی، حال اَور مستقبل میں نافذ اَور جاری ہے۔ اولیاء متقدّمین اَور فقراء کاملین سے طرح طرح کے شطحاتِ بلند بالا فخریہ اقوال مشہور ہیں۔ لیکن اِس قِسم کا عالمگیر صادق اَور مصدُوق فرمان کسی سے صادر نہیں ہُوا جس کی تصدیق اَور تائید اَولیاء کاملین اَور اکابر عارفین کا ایک جمّ غفیر کر رہا ہو۔ اَور تمام طریقوں کے کامل سالک اَور خُدا رسیدہ مشائخ بھی آنحضرت قدس سرّہٗ کے اِس قول کو دِل و جان سے تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں بعض تہی دست

دُور اُفتادہ اَور آوارہ طالب محض حسد اَور نفسانیت کے سبب آپؓ کے اِس قول میں چُوں چرا کرتے ہیں۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ ہمارے وطن میں حضرت خواجہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جو چشتی طریقہ میں بڑے پائے کے بزرگ ہُوئے ہیں آپؒ کے حینِ حیات میں آپؒ کے چند ارادت مند آپؒ کی زیارت کے واسطے تونسہ شریف جا رہے تھے کہ اِتفاقاً ایک طالب مُرید قادری بھی آپؒ کی زیارت کے واسطے اُن کے ہمراہ روانہ ہُوا۔ اثناء گفتگو میں حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا مسئلہ چھڑ گیا۔ طالب مُرید قادری نے کہا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کا قدم جملہ اوّلین و آخرین اَولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ لیکن حضرت تونسوی صاحبؒ کے مُریدوں نے کہا کہ نہیں آپؓ کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردن پر ہو سکتا ہے۔ اَور وُہ اپنے زمانے کے غوث تھے۔ لیکن آج کل حضرت تونسوی صاحبؒ اِس زمانے کے غوث ہیں اَور ان کا قدم بھی حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کی طرح اِس زمانے کے اولیاؤں کی گردن پر ہے۔ اَور حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کا قدم ہم اپنے پیر تونسوی صاحبؒ کی گردن پر ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ جس وقت وُہ لوگ حضرت تونسوی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُس طالب مُرید قادری نے

جرأت اَور جسارت کر کے یہ مسئلہ خواجہ صاحبؒ کے سامنے پیش کیا۔ اَور عرض کی کہ آپؒ کے مُرید یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر کی گردن پر حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ کا قدم نہیں ہے۔ آپؒ اِس میں کیا فرماتے ہیں؟ آپؒ نے اُس طالب قادری سے پُوچھا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ کا قدم مبارک محض اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے یا اِس میں عام لوگ بھی شامل ہیں۔ طالب مُرید نے عرض کیا کہ نہیں محض اَولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ عوام اِس سے مستثنےٰ ہیں۔ اِس پر حضرت تونسوی صاحبؒ نے غصّے کے لہجے میں پنجابی زبان میں فرمایا۔ کہ "اے بھڑوی دے میں کوُں ولی نہیں جانڑدے اِس واسطے میری گردن اُتے حضرت پیر دستگیر دا قدم نہیں مندے"۔ یعنی یہ کمینے مُرید مجھے اولیاء کے زُمرے میں شامل نہیں کرتے۔ اگر ولی اللہ سمجھتے تو ضرور میری گردن پر بھی حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ کا قدم تسلیم کرتے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجھے عام آدمی اَور ولایت سے عاری سمجھتے ہیں"۔ سو واضح ہو کہ جن لوگوں کے پاس باطنی دولت اَور رُوحانی نعمت ہے وُہ ہرگز ایسا کلمہ مُنہ سے نہیں نکالتے کہ جو اِس نعمت کے زوال اَور اِس دولت کے سلب ہونے کا مُوجب ہو۔ اَور جو لوگ روزِ ازل سے تہی دست اَور نادار ہیں۔ وُہ ایسے بے ہُودہ کلمات مُنہ سے نکالنے میں بے باک ہو جاتے ہیں ۔

غضب ہے جان لے لیتے ہیں یہ بُت دِلرُبا ہو کر
الٰہی دی یہ قدُرت تُو نے بندوں کو خدُا ہو کر

ہمارے مُلک میں قادری طریقے کے علاوہ تین مشہُور طریقے اَور سِلسِلے مروّج ہیں۔ ایک طریقہ چشتیہ، دوئم طریقہ نقشبندیہ، سوئم طریقہ سُہروردیہ۔ اب ہم یہاں ثابت کر کے دکھاتے ہیں کہ اِن تینوں طریقوں کے بانی مبانی اَور سالارانِ سلسلہ کو حضرت پیرِ محبوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ کے ساتھ کِس قدر نیاز اَور اخلاص ہے اَور ان بزرگواروں کو حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ سے کِس طرح فیوضات اَور برکات پہنچے ہیں۔

سو سلسلہ چشتیہ کے سب سے بڑے بزرگ اَور سردار حضرت خواجہ معینُ الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت پیرِ محبُوب سُبحانی قدس سِرّہٗ نے بغداد کے اندر منبرِ وعظ پر قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ فرمایا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت ملک ایران کے کسی پہاڑ کے غار کے اندر ریاضت میں مشغول تھے جب آپؒ کے کان میں یہ ندائے غیبی پہنچی تو کہتے ہیں کہ آپؒ نے باطن میں بغداد کی طرف پرواز کی۔ اَور اسی پرواز میں حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ آپ کو مِلے۔ تو آپؒ نے کمال عجز و نیاز کی وجہ سے حضرت غوث قدس سِرّہٗ کے سامنے چِت لیٹ کر زمین پر سر رکھا اَور عرض کی عَلٰی حَدَقَةِ

www.yabahu.com

عَینِیْ۔ یعنی میری آنکھ کی تپلی پر تیرا قدم ہو۔ چنانچہ اسی اَدب اَور تعظیم کے سبب آپؒ کو ہند کی سلطنت مِلی اَور آپؒ خواجہ اَور غریب نواز بنے۔

کہتے ہیں کہ جب آپؒ کے پیر حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال آپؒ کے سفرِ حج میں ہونے لگا تو اُس وقت خواجہ غریبؒ نواز بھی موجود تھے۔ اُس وقت حضرت خواجہ صاحبؒ کو اپنے پیر صاحبؒ نے آخری وصیّت فرمائی کہ آپؒ بغداد جائیں اَور حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے ہاں آپؒ کا نصیبہٴ ازلی اَور فیضِ فضلی ہے وہاں اُن کی خدمت میں رہیں اَور اُن سے فیض حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے حینِ حیات میں بغداد گئے اَور آپؓ کی خدمت میں رہے اَور آپؓ سے فیض حاصل کیا اَور حضرت پیرِ دستگیر قدس سرّہٗ نے خواجہ صاحبؒ کو ہند کی ولایت بخشی۔ یہاں پر ہم مزید ثبوت کے لیئے ناظرین کے سامنے حضرت خواجہ غریبؒ نواز کی ایک مدحیہ نظم پیش کرتے ہیں۔ جو اُنہوں نے حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے حق میں فرمائی ہے۔ جو حسبِ ذیل ہے:۔

نظم

یا غوثِ معظّم نُورِ ہُدیٰ مُختارِ نبی مُختارِ خُدا
سُلطانِ ولایت قُطبِ عُلیٰ حیراں زِجلالت ارض وسما

در شرع بغایت پُرکاری چالاک چو جعفرؓ طیّاری
بر عرشِ معلّٰے سیّاری اَے واقفِ رازِ اَو ادنیٰ
در صِدق ہمہ صدیقؓ وشی، در عدل و عدالت چوں عُمرؓی
اَے کانِ حیا عثمانؓ منش، مانندِ علیؓ با جُود وسخا
گرداد مسیح بمُردہ رواں، دادی تُو بدینِ محمدؐ جاں
ہمہ عالم محیؒ الدیں گویاں، بر حُسنِ کمالت گشتہ فدا
در بزمِ نبی عالی شانی، ستّارِ عیُوبِ مُریدانی
در ملکِ ولایت سُلطانی، اَے معدنِ جُود و فضل وعطا
تا پائے نبیؐ شد تاجِ سرت، تاجِ ہمہ عالم شُد قدمت
اقطابِ جہاں در پیشِ درت، استادہ چو پیشِ شاہ گدا
وصفِ تو چہ گویم اے ہمہ جاں، محبُوبِ خُدا مقصودِ جہاں
اسرارِ حقیقت بر تو عیاں، از روزِ ازل تا روزِ جزا
مُعینؒ کہ غلامِ نامِ تو شُد، دریُوزہ گرِ اکرامِ تو شُد
شُد خواجہ ازاں کہ غلامِ تو شُد، دارد طلبِ تسلیم و رضا

خاندانِ چشتیہ کے سالارِ سلسلہ اَور سردارِ طریقت کو حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے ساتھ تو یہ نیاز اَور عقیدت ہے جس کا کچھ شمہ اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ اَب اُن کے مُرید اَور طالب جانیں۔ جس طرح کِسی کو گھٹائیں اَور

بڑھائیں۔ اُن سے پُوچھنے والا کون ہے لیکن اِن پاک ہستیوں کے درجے اور مرتبے کور چشم نفسانی اور حاسد لوگوں کے قیل وقال سے ہرگز کم نہیں ہو سکتے ؎

ہلال بدر سے ہو وُہ ترا جمال نہیں
کمالِ حُسنِ خُدا ساز کو زوال نہیں

اَب دُوسرے طریقۂ نقشبندیہ کا حال سُنیئے۔ کتاب فتح المبین میں یہ عربی عبارت مذکور ہے۔ ذَكَرَ الْإِمَامُ الرَّبَّانِيُّ الشَّيْخُ أَحْمَدُ الْفَارُوقِيُّ سَرْهَنْدِيْ مُجَدِّدُ أَلْفِ ثَانِيْ فِيْ مَكْتُوبَاتِهِ أَنَّ الْقُطْبِيَّةَ بَعْدَ أَئِمَّةِ أَهْلِ الْبَيْتِ الْمَشْهُورِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ لَمْ تَثْبُتْ لِأَحَدٍ إِصَالَةً وَإِنَّمَا كَانَ كُلُّ قُطْبٍ بَعْدَهُمْ نَائِبًا عَنْهُمْ إِلٰى أَنْ ظَهَرَ الْبَازُ الْأَشْهَبُ أَعْنِيْ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ جِيْلَانِيْ قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِيْزُ فَثَبَتَ لَهُ الْقُطْبِيَّةُ بِطَرِيْقِ الْإِصَالَةِ وَلَمْ تَثْبُتْ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ كَذٰلِكَ وَإِنَّمَا تَكُوْنُ الْأَقْطَابُ بَعْدَهُ نُوَّابَهُ إِلٰى أَنْ يَظْهَرَ الْمَهْدِيُّ فَتَكُوْنُ لَهُ كَسَائِرِ الْأَئِمَّةِ أَصَالَةً كَمَا قَالَ قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِيْزُ ؎

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا   أَبَدًا عَلَى فَلَكِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

ترجمہ حضرت امام ربانی الشیخ احمد فارُوقی سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ قطبیت کا مرتبہ

اہل بیت مشہور اور معرُوف ائمہ کے بعد کسی کو اصالتاً یعنی اصلی اور حقیقی طور پر نہیں ملا۔ بلکہ ان کے بعد ہر ایک قطب بطور نیابت قطبیت کا کام کرتا رہا یعنی ہر ایک قطب ائمہ کا نائب اور خلیفہ بن کر کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے بازِ اشہب یعنی سفید باز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سِرّہ العزیز کا وجُودِ مسعُود ظاہر فرمایا اور آپؓ کو اصلی اور حقیقی قطبیت کا اہل پایا۔ چنانچہ آپؓ کو قطبیت اصالتہً اور حقیقتاً عطا ہوئی۔ اور اب جو شخص آپؓ کے بعد قطب بنے گا وُہ آپؓ کا نائب بن کر قطبیت کا کام کرے گا۔ یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہو جائے گا۔ تب قطبیت کا مرتبہ اصالتاً انہیں تفویض ہوگا جیسا کہ حضرت پیرِ دستگیر قدس سرّہٗ فرماتے ہیں: "تمام متقدمین اولیاء کاملین کے سُورج غروب ہو گئے ہیں لیکن ہمارا آفتاب عالمتاب ابدالآباد تک فلک الافلاک پر تاباں اور درخشاں رہے گا ؎

حُسن پر اپنے ہر اِک مہ پارہ گرمِ لاف تھا
گھر سے وُہ خورشید رُو نِکلا تو مطلع صاف تھا

حضرت مجدد صاحبؒ کا اِسی قسم کا ایک اور بیان اِسی کتاب سے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

قَالَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ الْفَارُوْقِيُّ سَرْهَنْدِيْ فِيْ مَكْتُوْبَاتِهِ أَنَّ

www.yabahu.com

الطَّرِيْقُ الْمُوْصِلُ إِلَى اللهِ تَعَالٰى طَرِيْقَانِ أَحَدُهُمَا طَرِيْقُ النُّبُوَّةِ
وَالْوَاصِلُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الطَّرِيْقِ هُمُ الْأَنْبِيَاءُ بِالْأَصَالَةِ وَقَدْ
خُتِمَ هٰذَا الطَّرِيْقُ بِخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثَّانِيْ
طَرِيْقُ الْوِلَايَةِ مِنْ هٰذَا الطَّرِيْقِ هُمُ الْوَاصِلُوْنَ بِالْوَاسِطَةِ وَ
هُمُ الْأَقْطَابُ وَالْأَوْتَادُ وَالْأَبْدَالُ وَالنُّجَبَاءُ وَعَامَّةُ الْأَوْلِيَاءِ
وَالْوَاسِطَةُ فِيْ هٰذَا الطَّرِيْقِ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ
وَتَعَلَّقَ هٰذَا الْمَنْصَبُ الْعَالِيْ بِحَضْرَتِهِ وَكَانَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ عَلٰى فَرْقِهِ الْمُبَارَكِ كَرَّمَ
اللهُ وَجْهَهُ وَالْفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى
عَنْهُمْ مُشْتَرِكُوْنَ مَعَهُ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ وَأَظُنُّ أَنَّ سَيِّدَنَا
عَلِيًّا قَبْلَ نَشْأَةِ عُنْصُرِيَّتِهِ كَانَ مُلَازِمَ هٰذَا الْمَقَامِ كَمَا كَانَ
مُلَازِمًا بَعْدَ نَشْأَةِ عُنْصُرِيَّتِهِ وَمَنْ وَصَلَ إِلَيْهِ الْفَيْضُ فَإِنَّمَا
يَصِلُ بِوَاسِطَتِهِمْ إِلَيْهِ لِأَنَّ مَبْدَأَ وَمُنْتَهٰى نُقْطَةِ هٰذَا
الطَّرِيْقِ وَمَرْكَزَ دَائِرَةِ هٰذَا الْمَقَامِ تَعَلَّقَتْ بِهِمْ وَلَمَّا تَمَّ دَوْرُ
سَيِّدِنَا عَلِيٍّ فُوِّضَ هٰذَا الْمَنْصَبُ الْعَالِيْ إِلَى الْحَسَنَيْنِ وَبَعْدَهُمَا
إِلَى الْأَئِمَّةِ الْاِثْنَيْ عَشَرَ عَلَى التَّرْتِيْبِ وَفِيْ عَصْرِ كُلِّ وَاحِدٍ
عَنْهُمْ وَصَلَ الْفُيُوْضَاتُ إِلٰى أَوْلِيَاءِ عَصْرِهِ بِوَاسِطَتِهِمْ

وَكَانَ مَلْجَاءَهُمْ وَمَلَاذًا وَلَمَّا جَاءَتْ نَوْبَةُ سُلْطَانِ الْأَوْلِيَاءِ
وَبُرْهَانِ الْأَصْفِيَاءِ غَوْثِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَغَوْثِ الْكُلِّ
مُحْيِ الدِّيْنِ أَبِيْ مُحَمَّدٍ سَيِّدِنَا عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِيِّ قُدِّسَ
سِرُّهُ فُوِّضَ هٰذَا الْمَنْصَبُ الْعَالِيْ إِلٰى حَضْرَتِهِ وَلَمْ يَتَيَسَّرْ
لِأَحَدٍ بَعْدَ حَضْرَةِ الْمَذْكُوْرِ سِوَاهُ فَوُصُوْلُ الْفَيْضِ الْإِلٰهِيِّ
لِلْأَقْطَابِ وَالْأَوْتَادِ وَالْأَبْدَالِ وَالنُّجَبَاءِ وَسَائِرِ الْأَوْلِيَاءِ
بِوَاسِطَتِهِ فِيْ عَصْرِهِ وَفِيْ غَيْرِ عَصْرِهِ أَبَدًا وَإِلٰى هٰذِهِ إِشَارَةٌ
بِقَوْلِهِ:- أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلٰى فَلَكِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

ترجمہ:۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی صاحبؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وصل اور وصال کے دو طریقے اور راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے۔ اس طریق (فضل) سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور یہ سلسلہ حضرت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہوا۔ اور دوسرا طریقہ ولایت کا ہے۔ اس طریق (فیض) والے واسطے سے واصل اور موصل ہوتے ہیں۔ اور یہ گروہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء وغیرہ اور عام اولیاء پر مشتمل ہے اور اس طریقے

www.yabahu.com

اَور راستے کا واسطہ اَور وسیلہ حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجہٗ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اَور یہ منصبِ عالی آپ کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے اَور اس مقام میں حضرت خاتم الانبیاء صلعم کا قدم مبارک حضرت امیر کرم کے سر پر ہے۔ اَور حضرت فاطمہ اَور حسنین رضی اللہ عنہم اِس مقام میں حضرت امیر کرّم اللہ کے ساتھ شامل اَور مشترک ہیں۔ اَور میرا خیال ہے کہ حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجہٗ کی رُوحِ مُبارک روزِ ازل میں وجودِ عنصری کے اندر آنے سے پہلے بھی اِس مقام میں قائم اَور ملازم تھی جیسا کہ پیدائشِ عنصری کے بعد ملازم ہُوئے۔ اَور جس شخص کو فیض حاصِل ہوا ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے حاصِل ہوا ہے کیونکہ اِس طریق کا ابتدائی اَور اِنتہائی نقطہ اَور اِس مقام کے دائرے کا مرکز آپؓ کی ذاتِ گرامی سے متعلق اَور منسُوب ہے۔ اَور جب حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجہٗ کا دَور ختم ہوا یہ عالی منصب حسین رضی اللہ عنہما کو اَور ان کے بعد حضرات دُوازدہ اِمام کو بالترتیب مِلتا رہا ہے۔ ہر ولی اَور ہر شیخ کو اُس زمانے کے اِمام کے واسطے سے فیض حاصِل ہوتا رہا ہے۔ اَور وُہی اِمام اُن کا ملجا اَور ملاذ ہوا ہے جب حضرت سُلطان الاولیاء و بُرہان الاصفیاء غوث الارض والسماء اَور غوث الجنّ والانس حضرت سیّد محی الدّین ابی محمد حضرت شیخ عبدالقادر الجیلی قدس سِرّہ العزیز کا دَور اَور زمانہ آیا۔ یہ منصبِ عالی اصالتہً

آپؓ کو تفویض اَور موصُول ہوا۔ پس حضرت مذکور کے بعد اَور کِسی کو یہ عالی مرتبہ اصالتہً حاصِل نہیں ہوا۔ پس اللہ تعالےٰ کا فیض جُملہ اقطاب، اَوتاد، ابدال، نجباء اَور جُملہ دیگر اَولیاء کو آپؓ ہی کے واسطے سے مِلتا رہا ہے۔ اَور مِلتا رہے گا۔ کیا آپؓ کے زمانے میں اَور کیا آپؓ کے بعد غیر زمانے میں ابدالآباد تک یہ سِلسلہ جاری رہے گا۔ چنانچہ آپؓ کے اِس بیت میں اِس بات کی طرف اِشارہ ہے:۔

جُملہ سابق اَولیاء کے آفتاب غروب ہوگئے ہیں لیکن ہمارا ذاتی آفتاب ابدالآباد تک آسمانِ بلندی پر چڑھا ہوا ہے اَور طالع رہے گا۔

حضرت اِمامِ ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃُ اللہ علیہ سالارِ سِلسلۂ نقشبندیہ تو حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ کو غوثِ دوام مانتے ہیں۔ اَب ان کے پچھلے بعض خام خیال عقیدت مندوں سے جا کر پُوچھو تو وُہ اپنے خواجگانِ نقشبندیہ کے بغیر کِسی کو بھی خیال میں نہیں لاتے اَور عجیب و غریب بے سرو پا طُرّہات سُناتے ہیں۔ طریقۂ نقشبندیہ کے بانی مبانی حضرت خواجہ بہاء الدّین نقشبند صاحِب رحمۃ اللہ علیہ کی مدحیہ رُباعی آج تک بغداد میں حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی قدس سِرّہ العزیز کے روضۂ اقدس پر ثبت اَور مرقوم ہے۔

رُباعی حسبِ ذیل ہے:۔

www.yahahu.com

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادرؒ است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادرؒ است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادرؒ است

تیسرے طریقہ سُہروردیہ کے پیشوا حضرت شیخ شہاب الدین ابُوحفص شیخ عمر سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا حال سُنیئے۔

کتاب بہجۃ الاسرار میں آپؒ سے منقول ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ابتداء میں علمِ کلام کا بڑا شوق تھا۔ اور میں اُن دنوں نوجوان تھا اور میں نے علمِ کلام کی بہت کتابیں بر زبان یاد اور حفظ کی ہُوئی تھیں۔ میرے چچا مجھے علمِ کلام کے سودا اور بکھیڑوں سے منع فرماتے تھے لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے چچا ایک دن مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے اور راستے میں مجھے کہا۔ کہ اے عمر! آج میں تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے جا رہا ہُوں جس کا دِل اللہ تعالےٰ سے خبر دیتا ہے وہاں حُسنِ ادب سے رہنا ہوگا تاکہ ہم خالی ہاتھ نہ آئیں۔ چنانچہ جس وقت ہم آنحضرت قدس سرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے تو میرے چچا نے عرض کی کہ یا حضرتؒ! میرا یہ بھتیجا عُمر علمِ کلام کا سخت شیدائی بلکہ سودائی ہے

کئی دفعہ میں نے اِسے منع کیا ہے لیکن یہ باز نہیں آتا۔ اب مجبُور ہو کر حضور کی خدمت میں اِسے لایا ہُوں حضُور اِس کا کچھ تدارک فرمادیں۔ شیخ عمرؒ فرماتے ہیں کہ حضُور نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے تجھے علمِ کلام کی کون کونسی کتاب یاد ہے۔ میں نے نام لے کر سب بتادیں۔ تب آپؓ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ کچھ ان میں سے ہمیں سُناؤ۔ حضرت عمرؒ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم تمام علمِ کلام میرے دِل سے اِس طرح محو اور زائل ہوگیا جیسا کہ میں نے کبھی پڑھا بھی نہ تھا۔ میں آپؓ کے قدموں پر گر پڑا اور معذرت ظاہر کی۔ تب آپؓ نے دوبارہ میرے سینے پر ہاتھ پھیرا جس سے میرے سینے میں نورِ معرفت چمک اُٹھا اور علمِ لدُنی مجھے واضح ہوگیا۔ تب حضور نے فرمایا۔ اے عمرؒ! تُو عراق کے آخری مشہُور مردانِ خُدا میں سے ہوگا۔

طریقہٴ قادری کے ذاتی فقراء جسے چاہیں ایک ہی نگاہ سے علم اور فیض عطا کر دیتے ہیں اور چاہیں تو ایک ہی کرشمہٴ نظر سے تمام عُمر کا پڑھا ہوا علم اور سالہاسال کا حاصل کیا ہُوا فیض سلب کر لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

بر علمِ غرّہ مشو مغرور تر علم برگیرم ز سینہ از نظر

باطنی آنکھوں اور باطنی ہاتھوں والے کامل فقیر کے نزدیک کسبی اور ظاہری علم اور فیض سلب کرنا اس قدر آسان ہے جیسا کہ کوئی

www.yabahu.com

کسی الماری یا درتیچے سے کوئی ظاہری کتاب اُٹھالے۔

آپؒ کے ایک خلیفہ شیخ نجم الدین تفلیسیؒ (اہلِ تفلس) فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر حضرت شیخ شہابُ الدّینؒ سہروردی کی خدمت میں حاضر تھا اور آپؒ نے مجھے چالیس۴۰ روز کے چلّے اور خلوت میں بٹھایا تھا۔ اسی خلوت کی آخری چالیسویں۴۰ رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میرے شیخ حضرت شہابُ الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ایک اُونچے پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور آپؒ کے پاس جواہرات کے انبار اور ڈھیر لگے ہُوئے ہیں۔ اور اُس پہاڑ کے نیچے سے بہت سے لوگ آپؒ کے پاس آرہے ہیں۔ اور آپؒ کے پاس ایک پیمانہ ہے جسے آپؒ بھر بھر کر آنے والے لوگوں میں وُہ جواہرات تقسیم کر رہے ہیں اور وُہ جواہرات کے ڈھیر ختم ہونے میں نہیں آتے۔ پھر جب میں آخری رات خلوت سے نکل کر آپؒ کی خدمت میں آیا کہ آپؒ کو اِس واقعہ کی اِطلاع دُوں تو آپؒ نے میری زبان کھولنے سے پیشتر فرمایا کہ اَے نجم الدّین! یہ سب کچھ تو نے رات کو دیکھا اور ان کے علاوہ اور بھی اِس قسم کی بے شمار نعمتیں ہیں جو ہمیں اپنے شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ العزیز کی ایک نظر کیمیا اثر سے حاصل ہوئی ہیں۔ مولانا رُوم صاحبؒ ایسی ایک نظر کے حق میں یُوں فرماتے ہیں:

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دینؒ　　طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند بر چلہ

ہمارے ملک میں طریقۂ سہروردیؒ کے دُوسرے نامی گرامی اور بڑے

پائے کے بزرگ حضرت بہاؤ الدّین ذکریا صاحب عُرف غوث بہاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مُلتانی ہُوئے ہیں۔ آپ شیخ شہابُ الدّین حضرت عُمر سُہروردی صاحبؒ کے خلیفے ہُوئے ہیں۔ ہندوستان میں طریقۂ سُہروردی کے بانی مبانی اور پیشوا آپؒ ہُوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی تمام عبادتوں جُملہ اطاعتوں اور کُل نیک عملوں میں سے ایک چیز پر بڑا بھاری بھروسہ اور اِعتماد ہے۔ اور وُہ اِنشاءاللہ میری آخری نجات کا باعث بن جائے گی۔ اور وُہ یہ بات ہے کہ حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ طُوْبیٰ لِمَنْ رَّاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ وَیَا حَسْرَۃً عَلیٰ مَنْ لَّمْ یَرَنِیْ۔ آپؓ نے فرمایا اس شخص کے لئے اِیمان کی خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس شخص پر سخت افسوس ہے جس شخص نے مجھے نہ دیکھا۔ سو حضرت غوث بہاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں اپنے شیخ حضرت شیخ شہابُ الدّین سُہروردیؒ کو دیکھا ہے۔ اور آپؒ کی خدمت میں رہا ہُوں۔ اور میرے شیخ حضرت شیخ شہاب الدّین صاحبؒ نے زندگی میں حضرت پیر محبُوب سُبحانی قدس سرّہ العزیز کو دیکھا ہے۔ سو میں حضور کے اِس فرمانِ حق ترجمان کی بشارت میں شامل ہُوں۔

اور میں انشاء اللہ زمرۂ اہلِ طوبیٰ میں داخل ہوں۔ چنانچہ حضرت غوث بہاء الحق صاحبؒ ملتانی نے حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جس کا ایک بیت یہ ہے:۔

سگِ درگاہِ میراں شو، چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی عمر شریف اکانوے (۹۱) برس ہوئی۔ اور ۵۶۱ھ میں اس دارِ فانی سے دار البقاء جاودانی کی طرف رحلت فرما کر اپنے مطلوب اور محبوبِ حقیقی سے واصل ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ؕ (پارہ ۲۔ رکوع ۳)

کسی بزرگ نے آپ کی تاریخ ولادت، عمر شریف اور تاریخ وصال کو ایک بیت میں جمع کیا ہے ؎

اِنَّ بَازَ اللّٰہِ سُلْطَانَ الرِّجَالْ   جَآءَ فِیْ عِشْقٍ وَّ دَامَ فِی الْکَمَالْ

یعنی حضرت بازِ اشہب سلطان الاولیاء حضرت محبوبِ سبحانی قدس سرہ العزیز کی دنیا میں تشریف آوری لفظِ عشق سے اور حضور کی عمر شریف لفظ کمال کے عدد ابجد سے نکلتی ہے چنانچہ لفظِ عشق = ۷۰ + ۳۰۰ + ۱۰۰ = ۴۷۰ ہوئے۔ اور لفظ کمال = ۲۰ + ۴۰ + ۱ + ۳۰ = ۹۱ ہوئے اور دونوں کو جمع کیا جائے تو آپؓ کی تاریخ وصال ۵۶۱ھ نکلتی ہے

اللہ تعالیٰ کے فیضِ ابدی اور فضلِ سرمدی کی برکتیں اور رحمتیں ان پر اور اُن کی اولاد پر اور ان کے مریدین و معتقدین پر ابد الآباد تک ہوتی رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے شرفِ دیدار اور حضوری بزمِ احمدِ مختار صلعم سے سرفراز اور بہرہ یاب ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْتَدْرِجِیْنَ وَلَا بِتِبَاعِ النَّاسِ مَغْرُوْرِیْنَ وَلَا مِنَ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

حالات سلطان الفقراء چہارم

ان کے چوتھے سلطان الفقراء حضرت پیر عبد الرزاق قدس سرہٗ فرزندِ ارجمند حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز ہوئے ہیں۔ آپ حضرت پیر محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ کے بڑے فرزند، حسبی نسبی وارث اور ظاہری و باطنی طور پر آپؓ کے نائب اور جانشین ہوئے۔ جو کچھ باطنی دولت اور روحانی نعمت اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کو عنایت فرمائی تھی۔ وہ سب کی سب اور جوں کی توں حضرت قدس سرہٗ نے اپنے فرزندِ سعادتمند کے سینے میں ڈال دی تھی۔ آپ گویا

www.yabahu.com

ثانی غوث محی الدین شیخ عبد القادر قدس سرّہٗ ہوئے ہیں۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں ہم بطور مُشتے نمونہ از خروارے آپؒ کے ایک ہی منقبت بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کتاب بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر المقدسی الداریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّد شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ کی مجلسِ وعظ میں ایک دفعہ حاضر ہوا۔ اثنائے وعظ میں آپؒ نے فرمایا کہ میری مجلس میں ایسے لوگ حاضر ہیں جو جبلِ قاف قدس کے پار رہتے ہیں اور جن کے قدم اس وقت ہوا میں ہیں۔ شدّتِ شوقِ الٰہی سے اُن کے جُبّے اور اُن کے سروں پر عشقِ الٰہی کے سلطانی تاج جل رہے ہیں اُس وقت آپؓ کے بڑے فرزند پیر عبد الرزاق قدس سرّہٗ اُس مجلس میں حاضر تھے اور آپؓ کی کُرسیٔ وعظ کے بالکل پاس ہی آپؓ کے پاؤں کے قریب بیٹھے تھے۔ جُونہی کہ حضرت قدس سرّہٗ نے یہ کلام فرمایا۔ حضرت پیر عبد الرزاق قدس سرّہٗ نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اور ایک لحظہ یونہی آسمان کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؒ بے ہوش ہو گئے۔ اور آپؒ کے جُبّے اور دستارِ مُبارک کو آگ لگ گئی۔ اُس وقت حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ نے کرسیٔ وعظ سے نیچے اُتر کر اپنے ہاتھوں سے آگ بجھا کر فرمایا کہ اے عبد الرزاق تو بھی اُن میں سے ہے۔ ابُوزرعہؒ فرماتے ہیں کہ مجلسِ وعظ ختم ہونے کے بعد مَیں نے پیر عبد الرزاق قدس سرّہٗ

سے اِس معاملے کی حقیقت اور کیفیت پُوچھی۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میں نے ہوا اور فضا میں چند رُوحانی اور نُورانی لوگوں کو دیکھا کہ شوقِ اِلٰہی سے اُن کے کوٹ اور تاج شعلے مار رہے تھے۔ اور وُہ ہوا میں اِدھر اُدھر چکر لگاتے ہیں اور رقص کرتے تھے اور درد و محبّتِ الٰہی سے بادلوں کی طرح گرجتے تھے۔ اُن کے دیکھنے سے میری بھی وُہی حالت ہو گئی۔ آپؒ چوتھے سُلطان الفقرا میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالٰے اُن سے راضی ہو اور اُن پر اور اُن کی اولاد اور خلفاء اور معتقدین اور مُریدین پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

کتاب بہجۃ الاسرار، جو حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی جناب شیخ سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ کے حالاتِ زندگی اور مناقب میں نہایت مستند اور معتبر کتاب ہے۔ اِس میں مذکور ہے کہ ایک روز آپؓ نے مجلسِ وعظ میں فرمایا کہ اے اہلِ عراق! تم اِس بات کا اِحسان نہ جتاؤ کہ تم اِس کثرت سے مجلسِ وعظ میں جمع ہو جاتے ہو۔ میری دِلی آرزو تھی کہ میں تمام عُمر دِہ بدہ اور شہر بشہر پھرُوں اور اپنی ساری زندگی خمول اور گمنامی میں بسر کردوں۔ میں ایک وحشی پرندہ تھا لیکن قدرت نے میرے پر کتر ڈالے ہیں اور تمہارے سامنے کرسیٔ وعظ پر بٹھا دیا ہے میرا یہ مشغلہ تمہارے ساتھ اللہ تعالٰے کے امر اور اُس کے رسُولؐ کے اِذن سے ہے۔ غرض حضرت

محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی دلی آرزو تھی کہ آپؓ اپنی تمام عمر دِہ بدہ اور شہر بشہر پھریں اور خمول اور گمنامی کی صورت میں باطنی طور پر خلقِ خدا کو فیض پہنچائیں اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لائیں۔ لیکن قدرت کو اُلٹا یہ منظور ہوا کہ آپؒ کو دنیا میں سورج کی طرح چمکاتے اور خلقِ خدا کو آپ کے نور سے منور فرماتے۔ لہٰذا آپؒ نے جس طرح ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے امر اور رسولِ خدا صلعم کے فرمان اور خضر علیہ السّلام کی ایماء پر بغداد میں مجالس وعظ و پند قائم فرمائے اور باطنی تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ چنانچہ آپؓ بے شمار طالبانِ حق کو روزانہ اللہ تعالےٰ سے واصل اور بزمِ نبویؐ میں داخل فرماتے۔ حضرت سلطان العارفینؒ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ آپؓ روزانہ تین ہزار طالبوں کو اللہ تعالیٰ سے وصل کرتے اور دو ہزار طالبوں کو ہر روز بزمِ نبویؐ میں پہنچاتے۔ حضرت پیر محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ کے مجالسِ وعظ اللہ تعالےٰ کے مظاہرِ قدرت کے کرشمے ہوا کرتے تھے۔ اثناء وعظ میں آپؓ کے وجودِ مسعود سے ہزارہا کرامات ظاہر ہوتے۔ اپنی توجہ سے حاضرین کے دلوں کو منور فرماتے اور لوگوں کو خلعتِ ولایت بخشتے۔ غرض آپؓ کے مجلسِ وعظ میں خالی زبانی کلام نہیں ہوتا تھا بلکہ فیوضات باطنی کا عام انعام و اکرام ہوتا تھا۔ حضرت پیر محبوبِ سبحانیؓ فرماتے ہیں کہ ہر پرندہ کچھ نہ کچھ بولیاں بولتا ہے لیکن ہمارے

دل کا باز بولتا نہیں بلکہ کام کرتا ہے۔ لہٰذا آپؓ کو تمام عمر کتابیں لکھنے اور تصنیف و تالیف کی فرصت نہیں ملی۔ لہٰذا آپ کے دِہ بدہ اور شہر بشہر پھر کر خمول اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے اور یکسوئی اور یک جہتی سے اپنا باطنی فیض اور روحانی نور کتابی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا اہم اور عظیم الشان کام اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے باطنی نائب اور روحانی جانشین حضرت سلطان العارفینؒ کی طرف سے انجام فرما دیا۔ اور اسی آخری زمانے میں جب کہ آج کل دنیا میں سخت قحط الرّجال ہے اور فقیرِ کامل اور عارفِ واصل کا وجود عنقا مثال ہے۔ اِس بات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اسی زمانے کے لئے اپنا نوری حضوری علم دنیا کے سامنے کتابی صورت میں پیش کر کے فرما دیا ہے کہ قیامت تک ہر زمان اور ہر مکان کے طالبانِ حق آئیں اور اِس عام دسترخوان سے اپنا باطنی فیض نوشِ جان فرمائیں چنانچہ فرماتے ہیں:

کیمیائے گنجِ مفلس را نمود ہر کرا عقل است حاصل کرد زود

غرض حضرت پیر محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ نے خلقِ خدا کو فیض پہنچایا لیکن آپؓ نے تصنیف و تالیف کا کام اور کتابیں لکھنے کا شغل نہیں فرمایا۔

آپ کے بعد آپ سے جو چند کتابیں یادگار چلی آتی ہیں اُن میں ایک کتاب "فتوح الغیب" ہے۔ یہ کتاب آپ کے فرزند حضرت پیر عبدالوہابؒ صاحب کی تالیف ہے جس میں آپؒ کے کچھ ملفوظات جمع کئے گئے ہیں دوسری ایک

www.yabahu.com

کتاب "فتح الربانی" آپؓ کے اِسمِ گرامی سے منسوب ہے۔ یہ کتاب آپؓ کے مجالسِ وعظ کا کچھ مجموعہ ہے۔ آپ کے مجلسِ وعظ میں تین چار سو کاتب قلم دوات لے کر حاضر رہا کرتے تھے اور آپؓ کے بعض کلام کو قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ بعد میں آپؓ کے کچھ کلماتِ وعظ کو جمع کر کے کسی نے انہیں کتابی صورت میں پیش کر کے اس کا نام فتح الربانی رکھ دیا۔ نیز آپ کے زبانِ حق ترجمان پر کچھ قصائد اور اوراد جاری ہوئے ہیں جنہیں اُس زمانے کے کاتبوں نے لکھ لیا تھا جو آج تک لوگوں میں مروّج چلے آتے ہیں۔

لیکن یاد رہے کہ مسئلے مسائل کی ایک ضخیم کتاب جو بغداد کے ایک واعظ عبدالقادر نامی کی تصنیف ہے جو غلط طور پر آپؒ کی تصنیف بنا دی گئی ہے اور محض جھوٹے طور پر آپؒ کے نام سے منسوب کر دی گئی ہے۔ چنانچہ ہم اکیلے یہ بات نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ بہت بزرگانِ دین ہم سے پہلے اِس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کی تصنیف نہیں ہے۔ چونکہ اِس کتاب میں بے شمار ضعیف روایات بہت رطب یابس اور فرسودہ مسائل پائے جاتے ہیں۔ اِس لیے اِس کے پڑھنے سے حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کی بلند بالا شخصیت اور پاک مقدس ذات کی نسبت لوگوں میں غلط فہمی اور سوءِ ظن پیدا ہوتا ہے۔ اِس لیے ہم یہاں اِس کتاب میں اِس حقیقت کے اظہار پر مجبور ہیں کہ کتاب "غنیۃ الطالبین" حضرت

پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کی تصنیف نہیں ہے۔ اِس کتاب میں دیگر فرسودہ مسائل کے علاوہ مذہبِ حنفیہ پر جا بجا اِعتراض کیے گئے ہیں جو آں حضرت قدس سرّہٗ جیسے سُلطان الاولیاء کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آپ کے دیگر کلام مثلاً کتاب فتوح الغیب کی عبارت کا اِس کتاب کی عبارت سے موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

بعض لوگ ہماری اِس حق گوئی پر یہ اِعتراض کریں گے کہ پھر یہ کتاب "غنیۃ الطالبین" کیوں اور کِس طرح آپؓ کے نامِ نامی سے منسوب ہو گئی ہے سو اصل بات یہ ہے کہ چند کتابیں آج تک ایسی موجود اور معلوم ہیں جو معمولی عالموں کی تصنیف اور تالیف ہیں۔ لیکن دکانداروں، کتب فروشوں اور ناشروں نے ان کی محض خریداری بڑھانے کی خاطر انہیں کسی بہت مشہور اور معروف اور برگزیدہ ہستی کے نام سے منسوب کر دیا ہے۔ چنانچہ "فتوحِ الحرمین" فارسی نظم کی ایک ضخیم کتاب ہے جسے حرمین شریفین کی تعریف و توصیف میں حضرت جامی صاحبؒ نے تصنیف فرمائی ہے۔ حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے اسمِ گرامی سے منسوب کر دی گئی ہے۔ یہ کتاب ہر دُکاندار سے چھپی ہوئی ملتی ہے اور ہر شخص اُسے دیکھ سکتا ہے۔ نیز ایک دیوان محض غلط طور پر حضرت خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اِس کی تمام غزلیں حضرت ملّا معینؒ کاشفی کی کتاب معارج النبوۃ سے

لے لی گئی ہیں اَور اُسے دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا نام غلط دے دیا گیا ہے۔ اِس کتاب میں ہر دو صاحبان کے تخلّص اسمِ معین کی گو مماثلت تو موجُود ہے لیکن کتاب فتوح الحرمین میں وُہ مماثلت بھی مفقود ہے۔ اِس فقیر نے اِن ہر دو کتابوں کو دیکھا اَور مطالعہ کیا ہے۔ اَور ان کی غلطیوں کو کھول کر ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اب ناظرین کا فرض ہے کہ ہماری اِس حق گوئی کی تحقیقات کریں۔ غرض یہ اندھیر گردی سوائے کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے ہر جگہ کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اَور حکمتِ بالغہ سے ہر قسم کی تحریف اَور تغیّر و تبدّل سے قیامت تک محفُوظ اَور مامُون فرمایا ہے۔ ورنہ اِنسانی حرص و آز ہر جگہ حق و اِنصاف کا خون کر کے اپنی مطلب برآری کر جاتی ہے۔ غرض کتاب غنیۃ الطالبین حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ کی تصنیف ہرگز نہیں ہے۔

دیگر ہم یہاں آپؓ کی ذاتِ والاصفات کی نسبت ایک اَور غلط فہمی دُور کرنا چاہتے ہیں۔ اَور وُہ یہ ہے کہ بعض رسالوں، اخباروں اَور کتابوں میں آپؓ کی نسبت یہ بات مذکور نظر آتی ہے کہ حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ بڑے مالدار، متموّل بلکہ بڑے پائے کے تاجر ہوئے ہیں۔ اِس بات کو اکثر دُنیادار اَور حریص ناقص دکاندار پیر اپنی دُنیا کی فراہمی کے لِئے بطور ایک سند اَور حجّت پیش کرتے ہیں لیکن حقیقت میں آپؓ نے کبھی ساری

عُمر اپنے پاک مقدّس ہاتھوں کو نجس دُنیا کے جیفے سے آلُودہ نہیں فرمایا ہے۔ اَور تمام عُمر اپنے پاک دامن کو ہر طرح کی گندگی سے بچایا ہے اَور آپؓ کا اَور جُملہ سُلطان الفقراء کا یہ معمُول رہا ہے کہ جو کچھ آپؓ کے پاس بطور نذر و نیاز و فتُوحات ظاہر و باطن از قسمِ نقد و جنس آیا ہے۔ اُسے اُسی روز فقراء و مساکین اَور مستحقین کے درمیان تقسیم کر کے خرچ کر ڈالا ہے اَور کل کے لِئے ایک حبّہ بھی باقی نہیں چھوڑا ہے۔ صرف اللہ تعالےٰ کے امر سے آپؓ آخری عُمر میں اچھا لباس بطور تحدیثِ نعمت زیبِ تن فرماتے اَور گھوڑے کی سواری کرتے۔ اِس بارے میں حضرت سُلطان العارفین رحؒ آپؓ کے متعلق اپنی کتاب میں ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت محبُوب سُبحانی قدس سِرّہٗ نے ایک روز ابلیسِ لعین کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر اُس سے دریافت فرمایا کہ اَے لعین تجھے یہاں ہمارے دروازے سے کیا کام۔ ابلیس نے بتایا کہ آپؓ کے گھر آپؓ کی ایک لونڈی داخل ہوئی اَور اُس نے اپنے پاس چند درم رکھ لِئے ہیں۔ میں ان کے پیچھے آپؓ کے دروازے پر آیا ہوں کیونکہ جس گھر میں دُنیا کی متاع داخل ہوتی ہے اس میں مجھے داخل ہونے کی اِجازت مل جاتی ہے اَور اس میں تصرّف کرنے کا حق مل جاتا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے گھر میں داخل ہو کر اُس لونڈی سے وُہ دِرم لے کر ابلیس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ ابلیس نے اُن دِرموں کو بوسہ دیا اَور آنکھوں پر رکھا۔ حضرت پیر محبُوب سُبحانی قدس سِرّہٗ نے ابلیس سے دریافت

www.yabahu.com

فرمایا کہ اَے لعین یہ کیا حرکت کی ہے ۔اَور تُو نے اِن درموں کو کیوں بوسہ دیا۔ اَور آنکھوں سے لگایا۔ اِس پر ابلیس نے جواب دیا کہ جناب یہ دُنیا میری متاع ہے ۔مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے ۔اَور میرے پاس لوگوں کو گمراہ کرنے ، فِتنہ و فساد اَور جنگ و جدال برپا کرنے کا سب سے کارگر ہتھیار یہی دُنیا ہے۔ جس گھر میں یہ دُنیا داخل ہو جاتی ہے وُہ گھر میرا گھر ہو جاتا ہے اَور میں اس گھر والوں پر ہاتھ ڈالنے کا مجاز ہو جاتا ہُوں ۔

حالاتِ سُلطان الفقرا پنجم

اَب ہم ایسی پاک ہستی کا نام مُبارک لیتے ہیں جو پانچویں سُلطان الفقرا ہوئے ہیں ۔جن پر فقر اَور معرفت ختم اَور تمام ہوتا ہے ۔آپؒ کا اِسم مُبارک خود ہی بے مثل اَور بے مثال ہے ۔جو آپؒ کی پاک اَور اعلیٰ صفات پر دال ہے ؎

زباں پہ بارِ خُدایا یہ کِس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مِری زباں کے لِئے

وُہ پاک اَور مُبارک ہستی ہمارے رُوحانی مربّی حضرت سُلطان العارفین بُرہان الواصلین مقتدائے کاملین فنا فی عین ذات یاھُو حضرت شیخ الحق و الدّین حضرت پیر سُلطان باھُو قدس سِرہ العزیز ہیں ۔آپؒ حضرت پیر محبُوب سبحانی قدس سِرہٗ کے خاص نائب اَور جانشین اَور اُن کی مثل پانچویں سُلطان الفقرا اَور سیّد الکونین ہیں حضرت سُلطان العارفین حضرت شیخ سُلطان باھُو قدس اللہ سِرہ العزیز

ضلع جھنگ پنجاب کے ایک قصبہ شورکوٹ کے ایک گاؤں میں بتاریخ ۱۰۳۹ھ مغلیہ خاندان کے بڑے جلیل القدر فرمانروا شاہنشاہ اَورنگ زیب کے عہد میں پیدا ہُوئے ۔آپؒ کے والدِ ماجد حضرت محمد بازیدؒ نہایت صالح، متشرع، حافظِ قرآن اَور فقیہ مسئلہ دان اَور نیز سلطنتِ مغلیہ کے خاص منصب دار ہُوئے ہیں ۔آپؒ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا اولیاء کاملین سے تھیں ۔ازلی فضلی صاحبِ اِستعداد مادرزاد ولی اللہ ہوتے ہُوئے حضرت سُلطان العارفین قدس سِرہٗ کو قدرت نے ظاہری و باطنی اَور صُوری و معنوی تربیت کے لِئے ایسی پاک باطن خاتون حضرت مائی راستی صاحبہؒ کے دامنِ پرورش اَور آغوشِ تربیت میں ڈالا ۔جنہوں نے آپؒ کی ہر دو جسمانی و رُوحانی اَور ظاہری و باطنی طور پر تربیت و پرورش فرما کر اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا بہت عُمدہ اَور اعلیٰ طور پر پالا ۔آپ اپنی تصانیف میں کئی جگہ اپنی والدہ ماجدہ کی تعریف و توصیف میں رطبُ اللّسان نظر آتے ہیں اَور مختلف مقامات پر آپؒ کے باطنی کمالات اَور رُوحانی درجات کو بطور فخر و مباہات بیان فرماتے ہیں ۔چنانچہ ایک ذکرِ خفیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اِیں ذکرِ خفیہ والدۂ اِیں فقیر را جاری بود کہ از غایت درد و شدّتِ محبّتِ الٰہی بجائے اشک از چشماں خون مے گریستند" ۔یعنی یہ ذکرِ خفیہ اِس فقیر کی والدہ کو جاری تھا کہ اللہ تعالےٰ کے درد اَور محبت کے سبب

www.yabahu.com

اُن کی آنکھوں سے خُون کے آنسُو جاری رہتے تھے۔" آنحضرت قدس سرّہٗ کی والدہ ماجدہ کو باطن میں بذریعۂ اِلہام آپؒ کی ولادتِ باسعادت کا پہلے اعلام ہوا تھا کہ آپ کے بطن سے عنقریب ایک ایسا خورشیدِ فقر اَور آفتابِ معرفت طلُوع فرمائے گا۔ جو آخری زمانے میں تمام رُوئے زمین کو اپنے انوارِ فیضان اَور اسرارِ عرفان سے روشن اَور منوّر کر ڈالے گا۔ اِس مولودِ مسعُود کو یاھُو کے مُبارک نام سے موسُوم کرنا کہ وُہ صاحبِ اِسم بامسمّٰے یعنی باھُوؒ (باخُدا) ہوگا۔ حضرت سُلطان العارفینؒ اپنی کتبِ متبرکہ میں اِس بات کا بہت شکریہ ادا فرماتے ہیں کہ آپؒ کی والدہ ماجدہ نے آپؒ کا نام باھُوؒ رکھا چنانچہ آپؒ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "رحمتِ حق بر روانِ راستیؒ باد کہ نامِ من باھُوؒ نہاد" یعنی مائی راستی صاحبہؒ کی رُوح پر اللہ تعالیٰ کی صد رحمت ہو کہ اُنھوں نے ہمارا نام باھُوؒ رکھا۔" ایک جگہ اِس قسم کا ایک شعر فرماتے ہیں ؎

رحمت دغفراں بود بر راستیؒ ــــ راستیؒ از راستی آراستی

یعنی مائی راستی صاحبہؒ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں کہ انھوں نے ہمارا نام باھُوؒ رکھ کر راست یعنی ٹھیک نام سے ہمیں موسُوم کیا۔ اَے اللہ! تُو نے ہماری والدہ مائی راستی صاحبہ کو جیسا کہ اُن کے نام سے ظاہر ہے راستی اَور سچائی سے آراستہ کیا۔

آنحضرت قدس سرّہُ العزیز اِسم ھُو کے عین مظہر ہیں اَور اپنی کتابوں

میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھُوؒ فنا فی عینِ ذاتِ یاھُو ذِکر فرماتے ہیں اَور جابجا اپنی فنا اَور بقا اِسی اِسم ھُو میں بیان فرماتے ہیں۔ اَور ہر جگہ نثر اَور نظم میں اسم باھُوؒ اَور اسم یاھُو کے عجیب و غریب رموز اَور اشارات ادا فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں "اگر بائے بشریّت حائل نبودے باھُوؒ عین یاھو است" یعنی اگر بشریّت کی باء درمیان میں حائل نہ ہوتی تو باھُوؒ عین یاھُو تھا۔ اَور نیز فرماتے ہیں ؎

باھُوؒ بایک نقطہ یاھُوؒ میشود ــــ وردِ باھُوؒ روز و شب یاھُو بود

ترجمہ:۔ باھُوؒ ایک نقطہ سے یاھُو بن جاتا ہے۔ اَور باھُوؒ کا وِرد دن رات یاھُو رہتا ہے۔ اَور ایک مِصرع میں فرماتے ہیں:۔

"تو نمے دانی کہ باھُوؒ باخُدا ست" یعنی اَے طالِب! کیا تُو نہیں جانتا کہ باھُوؒ کے معنی ہیں باخدا یعنی خُدا کے ساتھ واصل اَور موصل۔ اَور اِس بیت میں عجیب رمز ادا فرماتے ہیں ؎

ہر چہ خواہی طالب از باھُوؒ بیاب ــــ اِسم باھُوؒ چیست یعنی کج وہاب

ترجمہ۔ اَے طالب! تُو جو کچھ بھی چاہے باھُوؒ سے طلب کر۔ کیونکہ اسم باھُوؒ اُلٹا اَور معکوس وہاب ہے یعنی اِسم باھُوؒ کو اگر اُلٹا دیا جائے تو اِسم وہاب بن جاتا ہے۔ یعنی فقیر باھُوؒ اللہ تعالےٰ کے انوارِ ذات اَور صفات میں فنا اَور بقا کُلّی حاصل کر چکا ہے اَور اُس کی صفتِ وہابیّت سے موصُوف

www.yabahu.com

ہے: آپ کے اسم باھُوؒ کے عدد بحساب ابجد چودہ[۱۴] ہوتے ہیں۔ اسی عدد کے حساب سے چاند مکمل ہو کر بدر بن جاتا ہے۔ اور انسان کا بچہ سن بلوغت اور شباب کو پہنچتا ہے۔ اور یہ عدد کائنات کے سات انواع کا دُگنا ہے۔ اور اگر اسی چودہ[۱۴] کو دُگنا کیا جائے تو چاند کے اٹھائیس[۲۸] تاریخ اور حروفِ تہجی کے اٹھائیس[۲۸] حروف بن جاتے ہیں۔ کیونکہ چاند کے تیس[۳۰] تاریخوں میں دو دن چاند غائب رہتا ہے اور وہ محسوب نہیں ہوتے اور حروفِ تہجی کے تیس[۳۰] حروف ہیں۔ ہمزہ اور الف اور بمنزل اور لا ایک شمار ہوتے ہیں۔ باقی اصلی حروف اٹھائیس رہ جاتے ہیں۔ غرض اس پاک اسم کے اسرار اور معارف اگر شمار کیے جائیں تو ایک دفتر بن جائے گا آپ کے اسم مبارک میں اللہ تعالیٰ کے اسماءِ عظام کی سی تاثیر اور برکت پائی جاتی ہے کیونکہ جو فقیر اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذاتی میں فنا اور بقاءِ کلی حاصل کر لیتے ہیں ان کے اسماء میں بھی اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کی سی تاثیر پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔ اِسْمِیْ کَالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ یعنی میرے اسم میں اسمِ اعظم کی سی تاثیر ہے۔ اور ایک قصیدے کا بیت ہے:۔

وَذِکْرِیْ جِلَاالْاَبْصَارِ بَعْدَ غِشَائِہَا

یعنی میرے ذکر سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ جب کہ ان پر غفلت کے پردے پڑ جائیں۔ سو حضرت سلطان العارفینؒ کے اسم باھُو قدس سرہٗ

میں نہایت عجیب تاثیرات دیکھنے میں آئی ہیں۔ بلکہ بعض ازلی فضلی طالبانِ صادق اس اسم مبارک کے خالی سُننے سے آپ کے والہ اور شیدائی بن جاتے ہیں۔ کئی حاسد کور چشم ہمارے اس بیان کو ہماری خوش اعتقادی پر محمول کریں گے۔ لیکن منصف مزاج اور سلیم العقل اصحاب جب کبھی اس اسم مبارک کے غیر معمولی تلفظ اور رموزِ معانی پر ناقدانہ اور منصفانہ نظر ڈالیں گے۔ تو اس اسم کی تاثیر اور برکت سے انکار نہیں کریں گے۔ اور یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ اسم واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلامِ حق اور الہامِ مطلق کا نتیجہ ہے۔ بلکہ بعض طالبوں پر تو صرف اسم پاک باھُوؒ کے سُننے سے ہی وجد طاری ہو جاتا ہے اور ان کا لطیفۂ قلب اسم یا باھُو حق باھُوؒ سے جاری ہو جاتا ہے۔

جمالِ حُسنِ یُوسفؑ را چہ میداند اخوانش ۔۔۔ زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

بعض خشک مزاج ظاہر بین بے یقین لوگ لفظ "حق باھُوؒ" کے سُننے سے آتش زیر پا ہو جاتے ہیں اور جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ کفر کا کلمہ ہے یہ محض ان کی غلط فہمی اور نادانی ہے۔ یہاں پر ہم اس کلمے کی تشریح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ سو کلمہ "حق باھُوؒ" کے اندر لفظِ حق یہاں اللہ تعالیٰ کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ لفظِ حق اس جگہ راست، درست، صحیح اور سچ مچ کے معنی اور مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جو لفظ

www.yabahu.com

باطل کی ضد ہے یعنی سچ مچ باہُوؒ با خدا ہے ۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میرا یہ قول حق ہے یعنی سچا اَور درست ہے ۔ سو یہاں حق باہُوؒ بھی اِسی معنی میں اِستعمال ہوتا ہے کہ سچ مچ باہُو اِسم بامسمّٰی یعنی باخدا اَور خدا سے واصل ہے آپؒ نے ایک کتاب میں اِس بات کی پیشین گوئی بھی فرمائی ہے ۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں ؎

از قبرِ باہُوؒ ہو برآید حق بنام　　ذاکراں را اِنتہا ہُو شُد تمام

یعنی باہُوؒ کی قبر سے بھی اُس کے نام باہُوؒ کے ساتھ حق کے نعرے نکلیں گے

چنانچہ آج تین سو سال کے بعد آپؒ کی یہ پیشین گوئی لفظ بلفظ صحیح اَور درست ہو رہی ہے ۔ اللہ اللہ کیا ہی مبارک اَور مؤثر نام ہے کہ محض سُنتے ہی دِل میں گڑ جاتا ہے ۔ دانا اَور زندہ دِل آدمی کو اِسم کے روزن سے باغ مسمّٰی کی بُو آجاتی ہے ؎ قیاس کُن زِگلستانِ من بہارِ مرا

ابیاتِ مؤلّف فقیر نور محمد سروری عفی عنہ

اللہ اللہ ایں چہ باہُوؒ با خدا　　من نمے بینم زِحق باہُوؒ جُدا
اللہ اللہ ایں وہابِ کج نگر　　بر دِلم ثبت است کالنقش الحجر!
اللہ اللہ ایں چہ اِسمِ نازنیں　　کس ندارد در جہاں نامِ چنیں
اللہ اللہ ایں چہ نامِ پُر اثر　　ایں چنیں اِسمِ نمے دارد بشر
سِرِّ ہُو باہُوؒ ست باہُوؒ سِرِّ ہُو　　سربسر باہُوؒ ست باہُوؒ ہُو بہُو

باہُوؒ بایک نقطہ یا ہُو مے شود　　خاکِ باہُوؒ صاف بُوئے بُو دہد
جسمِ باہُوؒ غرقِ دریا ہُو شدہ　　بائے دریا گشت ہو باہُوؒ شدہ
اِسمِ باہُوؒ اِسمِ اَعظم داں یقیں　　ہائے ہُو دو چشمِ باہُوؒ عین بیں
تُو چہ دانی سِرِّ باہُوؒ باصفا　　ہست باہُوؒ سِرِّ اسرارِ خُدا
منزلِ او ہست بیرُوں از گماں　　مے کُند پرواز اندر لامکاں
نیم نظرش بہتر از صد آفتاب　　پیشِ او صد سنگ دِلہا گشت آب
نیم نظرے گر کُند سُوئے دلے　　نعرۂ ہُو ہُو کُشد چوں قمرئیے

اپنے شیخ حضرت محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کی طرح آپؒ بھی مادرزاد ولی اللہ تھے اَور بچپن ہی سے آپ کے وجُودِ مسعُود سے ذاتی انوار کی تجلّیات اَور بجلیاں نمودار تھیں ۔ چنانچہ جب آپؒ اپنے شہر میں چلنے پھرنے کی عُمر کو پہنچے تو جب کبھی گلیوں اَور بازاروں میں جا نکلتے اَور خاص وقت میں جب کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بجلی کی رَو اللہ تعالےٰ کے ذاتی پاور ہاؤس سے آپؒ کے دِل اَور دماغ کے بلبوں میں سے چمک اُٹھتی ۔ ایسی حالت میں ہندو یا سِکھ غیر مُسلم کی نظر آپؒ پر پڑتی ۔ اَور آپؒ اُس کی طرف دیکھتے تو وُہ بے اِختیار کلمہ پڑھنے لگ جاتا اَور مُسلمان ہو جاتا ۔ چنانچہ جب کئی غیر مُسلم اِس طرح مُسلمان ہو گئے تو شہر کے ہندو اکٹھے ہو کر آپؒ کے والدِ ماجد کی خدمت میں عرض گذار ہُوئے کہ دایہ وقت بے وقت آپ کے فرزند کو بازار اَور گلیوں

www.yabahu.com

ہیں لے جاتی ہے۔ ان کے لیئے وقت مقرر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپؒ کے والدِ ماجدؒ نے ایسا ہی کیا۔ شہر کے ہندوؤں نے پنچایت کر کے نوکر مقرر کر لیئے اور ان کو بازار اور اپنی گلیوں کے دونوں سروں پر بطور پہرہ دار بٹھا دیئے۔ تاکہ جب کوئی شخص لڑکے کو اِدھر لائے یا خود لڑکا ادھر آئے تو ہندوؤں کو اِطلاع کر دی جائے۔ تاکہ وُہ اپنے مکانوں اَور دکانوں کے اندر رُوپوش ہو جائیں۔ آپؒ کے متعلق مشہور ہے کہ ابتداء سے لے کر انتہا زندگی تک جب کبھی آپؒ کی نظر کسی غیر مُسلم پر پڑی ہے۔ اُس کی زبان پر بے اِختیار کلمہ جاری ہو گیا ہے اور وُہ مسلمان ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپؒ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں ۔

"نیم نظرم بہتر از صد آفتاب" یعنی میری آدھی نظر سو آفتاب سے زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ آج تین سو سال گذر جانے پر اِس گئے گذرے زمانے کے اندر آپؒ کی تُربت مبارک کا یہ حال ہے کہ شمعِ طُور کی طرح دِن رات ذاتی نوُر سے شعلے مارتی ہے۔ اَور طالبانِ حق مست ہو کر اُس پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں۔ کِتنا ہی مُردہ دِل اَور غافِل آدمی کیوں نہ ہو۔ آپؒ کے مزارِ مبارک پر نظر پڑتے ہی بے اِختیار ذکر اللہ اَور کلمۂ طیب سے اس کا دِل گویا ہو جاتا ہے۔ آپؒ کا مزار مبارک دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں جو آپؒ ہی کے اسم مبارک یعنی

موضع سُلطان باہُوؒ سے موسُوم ہے۔ اَور تحصیل شور کوٹ ضِلع جھنگ پنجاب میں واقع ہے زیارت گاہِ خواص و عوام اَور مرجع و ماوائے جملہ انام ہے۔ آپؒ کی تُربت اِس دَورِ غفلت اَور زمانۂ ظُلمت میں طالبانِ حق کے مسمُوم قلوب کے لیئے تریاق اکبر اَور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ ہزار ہا خوابیدہ غافل قلوب آپؒ کی نظرِ فیض اثر سے بیدار ہوئے ہیں اَور بے شمار مُردہ قلوب آپؒ کے دمِ مسیحائی سے زندۂ جاوید ہو کر مشرفِ دیدار ہوتے ہیں۔ لاکھوں سعادت مند زائرین ہر سال آپؒ کے مزارِ مبارک پر دُور دُور سے آتے ہیں۔ اَور اپنے ظرف اَور استعداد کے مطابق ظاہری و باطنی فیوُضات پاتے ہیں۔ اکثر ایک ہی رات یا زیادہ سے زیادہ تین شبانہ روز کے اندر اپنے دِلی مقصد اَور مرادوں کے مطابق بعض عوام خواب کے اندر، خواص مراقبے میں اَور خاص الخاص عالمِ بیداری میں طرح طرح کی بشارتیں اَور اشارات پاتے ہیں۔ اَور آپ کے وسیع خوانِ کرم سے بہرہ یاب ہو کر جاتے ہیں۔ ان لوگوں پر سخت افسوس ہے جو اَولیاء اَور انبیاء کو مُردہ خیال کرتے ہیں اَور ان کے مزارات کو بُتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اَور کہتے ہیں کہ مُردہ نہیں سُنتے اَور دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (پارہ ۲۰ سُورۂ نمل رکوع ۲) یعنی اے میرے نبیؐ تو

مُردوں تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا اَور نہ بہروں کو اپنی نِدا سُنا سکتا ہے جب کہ وُہ مُنہ موڑ کر اُلٹے پاؤں آپ سے جا رہے ہوں۔" سو یہ آیت خود ان نفسانی مُردہ دِل لوگوں کے حق میں اُتری ہے جو حق سے رُوگردان ہو جاتے ہیں اَور ان کے دل سینوں کے اندر جامد پتھر کی طرح مُردہ اَور بے حِس ہیں۔ اگر یہ آیت اہلِ قبور کے بارے میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْن ان کی رُوگردانی بیان نہ فرماتے اَور کِسی ولی یا نبی کی قبر کو ہرگز بُت پرستوں کی مُورتیوں سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی ورنہ پھر تو خانہ کعبہ اَور حجرِ اسود بھی بُت خانے سمجھے جائیں گے۔ ہم ظاہر بین بے یقین مادہ پرست لوگوں کو دلائل سے قائل نہیں کر سکتے اَور نہ اِس لمبی طویل بحث میں پڑنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی آنکھوں کو کِسی کی زبانی قیل و قال سے ہرگز نہیں جھٹلا سکتے۔ کیونکہ ہم نے ہزارہا دفعہ اہلِ قبور رُوحانیوں سے ہوش اَور حواس کی حالت میں مُلاقات کی ہے اَور اُن سے فیوضات اَور برکات حاصل کی ہیں۔ ؎ "شنیدہ کَے بود مانندِ دیدہ۔" حاسد کورچشم لوگوں کی پھونکوں سے اللہ تعالیٰ کے یہ نوُری چراغ ہرگز نہیں بجھتے بلکہ حاسد خود مِٹ جاتے ہیں اَور یہ نوُری ستوُن کبھی نہیں مِٹتے ؎

مِٹ گئے، مِٹتے ہیں، مِٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا

خصوُصاً حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ کا تو معاملہ ہی دُنیا سے نِرالا ہے۔ آپؒ اپنی قبر سے طالبوں اَور مُریدوں کو اِس طرح توجّہ کرتے ہیں کہ گویا قبر سے ایک آفتابِ عالمتاب جلوہ نما ہے جس کے نوُر کی ذاتی کرنیں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر باور نہ ہو تو محرّم کی آٹھویں، نویں اَور دسویں تاریخ پر آکر مزار کو دیکھیں کہ کِس طرح اِس میں سے یہ ذاتی نوُر کا آفتاب طالع ہو کر جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اَور لوگوں کے سینوں کو روشن اَور منوّر کر رہا ہے۔ لوگ اس شمعِ طوری پر پروانوں کی طرح گِرتے ہیں اَور وجد کرتے ہیں۔ آپ کا تصرّف اَور فیض قبر میں زندہ ولیوں سے افزوں تر اَور تیز تر ہے۔ کیونکہ ذاتی فقرا کے لِئے موت و حیات اَور ظاہر و باطن بالکل برابر ہے۔ بارہا آزمایا گیا ہے کہ ہمارے دِل میں کِسی بات کا خیال گذرا ہے۔ اَور آپؒ نے فوراً باطن میں اِس کا جواب صاف طور پر دے دیا ہے۔ یہ فقیر ابتدا ِطلب میں بے شمار مزاروں پر پھرا ہے لیکن جو ذاتی نوُر اَور لازوال فیض آپؒ کے مزارِ پُرانوار سے نمودار اَور جلوہ گر ہوتے دیکھا ہے۔ کہیں اس کا شمہ اَور ذرہ بھر بھی نظر نہیں آیا ؎

چراغِ مُردہ کجا زِندہ آفتاب کجا
ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

اللہ اللہ آپؒ کے مزارِ پُرانوار کے فیوُضات اَور برکات کا کیا کہنا ہے

www.yabahu.com

قبر نہیں بلکہ ایک تنور ہے جس سے رُوحِ نُوح کا ایک طُوفانِ فیضانِ عرفان بپا ہے جو ہر کہ و مہ کو غرق کیے جاتا ہے۔

ابیاتِ مؤلف فقیر نُور محمد سروری عفی عنہ

تُربتِ باہُوؒ ہمچو کوہِ طُور داں ۔۔۔ ہُوشیا برخیز نُورے شد عیاں
ہُو بر آید دم بدم از خاکِ اُو ۔۔۔ ہُو کند ہُو ہُو کُند خاشاکِ او
از در و دیوار باہُوؒ دمبدم ۔۔۔ ہُو بر آید لیک دارد گوش کم
مُردہ پیراں خاک اندر خاک شد ۔۔۔ زندہ باہُوؒ پاک بر افلاک شد
مے نماید مُردہ باہُوؒ مُردہ را ۔۔۔ زندہ دِل بینند باہُوؒ با خُدا
پُرہوا سر آگہِ یا ہُو نہ شُد ۔۔۔ تا گدائے درگہِ باہُوؒ نہ شُد
دست چُوں در دامنِ باہُوؒ زدم ۔۔۔ محرمِ دل واقفِ یاہُو شدم
مُدتے شد تشنہ لب گردیدمے ۔۔۔ العطش با ہر نفس نالیدمے
شربتِ شیریں مرا باہُوؒ چشاند ۔۔۔ اسمِ اللہ ہمچو گل در دِل نشاند
از خُمِ میمِ محمّد داد جام ۔۔۔ پختہ شد از عشق مارا جانِ خام
اسمِ اللہ در دِلم ہیچے خورد ۔۔۔ طائرِ دِل رخت بر بالا کشد
پیشوائیم شُد محمّد پیشوا ۔۔۔ در دِلم اسمِ محمّد کرد جا
ایں ہمہ از فیضِ باہُوؒ یافتم ۔۔۔ جان و دل قربانِ باہُوؒ ساختم

آپؒ فرماتے ہیں کہ "سی سال شد کہ در طلبِ مرشد گشتم۔ واکنوں

سالہا شد کہ در طلبِ طالب ہستم و ہیچ طالب بر رُوئے زمین حوصلہ وسیع، لائق ارشاد و تلقین نمے یابم کہ زکوٰۃ متبرکات از نصاب بے حساب خود بروئے بخش و عطا کُنم و حق حق از گردنِ خود ساقط سازم۔" یعنی آپؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک مُرشدِ کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہوں اور اب بہت سالوں سے طالب صادق بالیقین لائق ارشاد و تلقین حوصلہ وسیع رُوئے زمین پر مجھے نظر نہیں آتا۔ تاکہ میں اپنی باطنی دولت کے بے حساب نصاب سے زکوٰۃ فیض نکال کر اس پر بخش اور عطا کروں اور اللہ تعالےٰ کا حق اپنی گردن سے ساقط کروں۔ چنانچہ آپؒ کی تمام عمر سیر و سفر اور گمنامی میں گذری ہے اور اس زمانے کے رسمی دوکاندار مشائخین کی طرح شہرت اور ظہور سے کوسوں دُور بھاگتے رہے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ جب کہ آپؒ کا وجُودِ مسعُود نورِ حضور سے بھرپُور ہوتا۔ اور آپؒ سے فیضانِ انوار بے اختیار رواں اور نمودار ہوتے تو آپؒ نہایت حقیر لباس پہن کر اور مکروہ شکل اختیار کر کے اور کاسۂ گدائی ہاتھ میں لے کر در بدر گدا کرتے پھرتے رہے اور اس طرح اپنے آپؒ کو چھپائے رکھتے۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ع ہر کسے را مے نمائم زشت رُوئے" یعنی میں ہر شخص کے سامنے اپنے آپؒ کو بُری شکل میں پیش کرتا ہُوں اور دُوسری

www.yabahu.com

جگہ فرماتے ہیں ۔

نفس بارُسوا کنم من از گدا — بر ہر درے قدمے زنم بہرازخُدا

یعنی میں اپنے نفس کو گداگری سے رُسوا کرتا ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے امر سے اور لوگوں کو بلا واسطہ فیض پہنچانے کی خاطر ہر دروازے پر جاتا ہوں" یہی وجہ ہے کہ آپؒ کی زندگی کے اصلی حالات بالکل مخفی اور پوشیدہ ہیں ۔ اور آپؒ کے حقیقی حالات معلوم کرنے کے لیئے ہمارے پاس سوائے آپؒ کی تصنیفات اور کتابوں کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور اپنی تصنیفات میں آپؒ نے اپنی ذات کے متعلق یا اپنے مجاہدات، ریاضات اور کشف وکرامات کے متعلق کبھی کوئی ذکر تک نہیں کیا ۔ ورنہ آپؒ کی زندگی کا ہر دم کشف کا گنجینہ اور آپؒ کا ہر قدم کرامات کا خزینہ تھا۔ آپؒ نے اپنی زندگی میں نہ پیری مُریدی کا سلسلہ جاری کیا ہے اور نہ روضہ، لنگر، خانقاہ، سجادگی اور دُنیوی عزوجاہ سے واسطہ رکھا ہے بلکہ ہزاروں طالبوں کو فیض پہنچایا ہے لیکن اپنے آپؒ کو بیچ میں نہیں لائے ۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں ۔

تا توانی خویش را از خلق پوش — عارفانے کے بوند ایں خود فروش

اور دُوسری جگہ فرماتے ہیں ۔

از درُوں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش — کم بود اندر زمانہ ایں چنیں زیبا روش

آپؒ نے اپنی گمنامی میں اِس قدر مبالغہ اور غلو فرمایا کہ اپنے جسم کے علاوہ اپنی قبر کو بھی شہرت اور ظہور سے بچایا۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں ۔

گم قبر گمنام بے نام و نشاں — جثہ را باخود برم لامکاں

یہی وجہ ہے کہ ابتداء میں آپؒ کا مزارِ مُبارک مٹی کی ایک قبر بنائی گئی چنانچہ نہ اس پر کوئی عمارت تھی اور نہ کوئی روضہ وغیرہ بنایا گیا تھا ورنہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہی بہت معمولی اور رسمی پیروں کے بڑے عالیشان روضے اور خانقاہیں بن گئی ہیں ۔ حالاں کہ خُدا جانے وُہ دُنیا سے ایمان سلامت لے گئے ہیں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو آپؒ کا ظہور منظور تھا اور تمام جہان میں آپؒ کے عرفان کا فیضان روان ہونا مقدر ہو چکا تھا ۔ اِس لیئے آپؒ کے اِس ظہور کے آثار اور اسباب بھی قدرت نے عجیب وغریب طریقے پر ظاہر فرمائے ۔ چنانچہ مناقب سلطانی میں مذکور ہے کہ دریائے چناب کے کنارے پرانے زمانے کا قلعہ قہرگان کچی اینٹوں کا ایک شکستہ قلعہ تھا ۔ اسی کے اندر چند دیگر قبروں کے ہمراہ آپؒ کی قبر موجود تھی ۔ جس کا کسی کو پتہ و نشان تک نہ تھا کہ کن لوگوں کی قبریں ہیں ۔ ان دنوں دریائے چناب اِس قلعے کے بہت قریب آگیا تھا ۔ اور اُس قلعے کا مع اُن قبروں کے دریا بُرد ہو جانے کا خطرہ تھا ۔ چنانچہ ایک رات وہاں قریب کے ایک گاؤں میں

www.yabahu.com

ایک سید صاحب کو خواب میں آپؒ نے اپنی قبر کا پتہ دیا کہ اے گل شاہ میرا نام فقیر باہُوؒ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مامور فرمایا ہے کہ میں قبر سے طالبانِ حق کو باطنی تعلیم اور تلقین کروں اور سلسلۂ رُشد و ہدایت جاری کروں۔ دریا قریب آگیا ہے۔ اور چند دنوں میں اس قلعے کا بمع ان قبروں کے صفایا ہو جائے گا۔ اُٹھ اور مجھے یہاں سے نکال کر کہیں محفوظ جگہ میری قبر بنا دے۔ کہتے ہیں سید صاحب مذکور حسب الارشادِ باطنی آپؒ کے بمع چند رفقاء اس قلعے کے اندر گئے۔ اور اس قبر کو جس کا آپؒ نے خواب میں پتہ دیا تھا کھودا۔ لیکن اس میں سے آپؒ کے جسدِ مبارک کا کوئی سُراغ نہ ملا۔ آخر اُداس ہو کر اپنے گھر آکر سوئے تو پھر آپؒ نے اُسے خواب میں فرمایا کہ اے فلاں! ہمارا جسم تم کو نہیں ملے گا بلکہ تم ایک صندوق اور تابوت بنا کر رات کو اسی کھودی ہوئی قبر کے قریب چھوڑ جانا۔ صبح کو جب تم یہاں آؤ گے تو ہمارے جسم سے اُسے بھاری اور وزنی پاؤ گے۔ پھر اُسے بغیر کھولے بدستور محفوظ جگہ لے جا کر دفن کر دیویں۔ چنانچہ شاہ صاحب مذکور نے اسی طرح کیا۔ اور صبح کو جب وہ وہاں گئے تو واقعی اُسے بھاری اور وزنی پایا۔ اور ایک اُونٹنی پر صندوق مبارک رکھ کر جنوب کی طرف اس ارادے سے روانہ ہوئے کہ حضرت پیر عبدالرحمن صاحب قریشی

کے قبرستان میں اسے دفن کرے جو وہاں سے تقریباً تین چار میل کے فاصلے پر تھا۔ اتفاقاً راستے میں ایک ایسی جگہ تھی جو مدت سے آسیب زدہ اور بھوتوں جنّوں کی جگہ کے نام سے مشہور تھی۔ اور جب کبھی کوئی انسان یا کوئی حیوان اُس جگہ پر ذرا ٹھہر جاتا تو وُہ گھبرا جاتا۔ اور اگر ذرا زیادہ دیر ٹھہرتا تو بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ اس لئے وہاں پھرنے والے چرواہوں اور گڈریوں نے اُس سرزمین کے اِردگرد کانٹوں کی ایک مضبوط باڑھ دے رکھی تھی تاکہ کوئی اجنبی انسان یا حیوان بے خبری میں اِس آسیب کا شکار نہ ہو جائے۔ غرض جب اُونٹنی اِس باڑھ کے قریب پہنچی تو وُہ خود بخود بیٹھ گئی۔ سید صاحب مذکور اور اُن کے رفیقوں نے اُس اُونٹنی کو بہتیرا ہانکا اور مارا پیٹا۔ لیکن اُونٹنی ٹس سے مس نہ ہُوئی۔ آخر اُنہوں نے مشورہ کیا کہ ہو نہ ہو یہ جگہ پہلے ہی محفوظ ہے اور اُونٹنی بھی یہاں سے دُوسری جگہ جانے کے لئے نہیں ہلتی۔ بہتر یہی ہوگا کہ صندُوق کو اِسی جگہ سپُردِ خاک کر دیں۔ چنانچہ اُن کے اِس مشورہ کے طے ہونے کے ساتھ ہی اُونٹنی خود بخود اُٹھ کر اس باڑھ کے اندر چلی گئی۔ اور ایک پاک و صاف جگہ کے پاس بیٹھ گئی۔ سید گُل شاہ صاحب اور اُن کے رفقاء نے اِس واقعہ کو ایک قسم کی تائیدِ غیبی اور کرشمۂ قدرت سمجھ کر بہت خوشی

www.yabahu.com

اور خستہ می سے صندوق مبارک کو اسی پاک مقدس سرزمین کے اندر سپردِ خاک کر دیا۔ اور وہاں آپؒ کی مزارِ مبارک تیار کر دی۔ سو اِس پاک سرزمین کو اللہ تعالےٰ نے روزِ اوّل سے آپؒ کے بحرِ فیض کی اجراء اور روانی کے لیے منتخب اور مقرر فرما لیا تھا۔ اور اُس پر قدرت کے غیبی پہرے بٹھا دیئے تھے۔ تاکہ یہ جگہ ہر قسم کی ظاہری و باطنی نجاست اور حیوانی اور اِنسانی گندگی، پیشاب اور گوبر وغیرہ سے محفوظ رہے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں سے ہر اِنسان اور حیوان کو ڈرا کر بھگا دیا جاتا۔ غرض یہاں اس نوری چشمۂ فیض کی اجراء اور ابتداء اِس طرح پر ہوئی جو بعد میں بڑھتے بڑھتے ایک دریائے ناپیدا کنار بن گیا۔ چنانچہ جب اس جگہ آپؒ کی مزار مبارک تیار ہوئی تو آپؒ کی رُوحِ پُرفتوح کا آفتاب اُفقِ غیب سے نکل کر یہاں طلوع ہوا اور اپنی نوری کرنیں اطراف و اکناف میں پھیلا پھیلا کر لوگوں کے دلوں کو روشن اور منور کرنے لگا۔

تڑپتا کیوں ہے اَے بُلبل کمال اِتنا تو پیدا کر
کہ تیرا اشک جس جا پر گرے گلزار ہو پیدا

بعدہٗ آپؒ کی قلمی فارسی کتب و تصنیفات جو آپؒ کے جسم و اِسم اور آپؒ کی مزار کی طرح پردہ گمنامی اور خمول میں مختلف شہروں کے اندر

بعض لوگوں کے پاس پڑی ہوئی تھی منصّۂ شہود پر ظہور پذیر ہونے لگیں جب طالبانِ حق کو کتابوں کے اِس گنجِ بے بہا کا پتہ لگا تو اس کی طلب و تلاش میں دُور دُور سفر کیے اور اُنہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر خوب نقل کیا۔ اور دن رات ان کے مطالعہ میں سرگرم ہو گئے۔ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کو جب دُنیا میں جیسا کہ آپؒ کی تحریر سے واضح ہے کوئی طالب حوصلہ وسیع لائقِ تلقین نہیں ملا تو آپؒ نے اپنی باطنی دولت اور رُوحانی نعمت کو کتابوں کی صُورت میں قلمبند اور مدوّن کر لیا اور یُوں باطنی فیض کا عام دسترخوان طالبوں اور سالکوں کے لیے قیامت تک بچھا دیا اور صلائے عام دے دی کہ جس کا جی چاہے آئے اور اِس نعمتِ غیر مترقبہ اور گنجِ بے پایاں کو لُوٹے۔

حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کا مزارِ پُرانوار ڈیڑھ صدی تک وہاں مرجع انام رہا اور خلقِ خدا وہاں سے فیوضِ ربّانی حاصل کرتی رہی۔ پھر دریائے چناب بالکل قریب آ گیا اور ایک دفعہ پھر یہ خطرہ لاحق ہوا۔ کہیں اس کی روانی اور سیلاب مزارِ مقدس کو نقصان نہ پہنچائے۔ تائیدِ ربّانی خلقِ خدا کے شامل ہوئی اور بارگاہِ ایزدی سے سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کو القا ہوا کہ مزارِ مبارک کو وہاں سے موجودہ مقام پر منتقل کریں۔ اور اب یہ موجودہ مقام جہاں حضورؒ کا مزارِ مبارک ہے گویا تیسرے مقام پر ہجری ۱۳۳۶ میں تعمیر ہوا ہے۔

آپؒ کو ظاہری علم چنداں نہیں تھا۔ اوائل عمر ہی سے بسبب ہجوم وارداتِ غیبی و

www.yabahu.com

کثرتِ فتوحاتِ لاریبی آپؒ کو ظاہری کسبی علوم کی تحصیل کی فرصت نہیں ملی چنانچہ آپؒ ایک کتاب میں فرماتے ہیں کہ "من و محمدِ عربی ہر دو اُمّی بودہ ایم" یعنی میں اور محمدِ عربی صلعم ہر دو اُمّی اور اَن پڑھ ہوئے ہیں۔ اور نیز دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ "ایں فقیر را ظاہری علم چنداں نبود۔ امّا از واردات و فتوحاتِ علمِ باطنی چنداں علوم کشاد کہ برائے اظہارِ آں دفترہا باید۔ امّا بزرگان ماقلّ و دلّ فرمودہ اند۔

اگرچہ نیست مارا علمِ ظاہر — زعلمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

مارا مکاشفات و تجلّیات انوارِ ذاتِ الٰہی فراغت و فرصت کسبِ علمِ ظاہری و وِردِ و وظائف نہ داد، کہ ہر وقت باستغراق دریائے ژرف توحید مستغرق مے مانیم" یعنی اِس فقیر کو علمِ ظاہری حاصل کرنے کا چنداں موقع نہیں مِلا۔ لیکن بذریعہ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی ہم پر اِس قدر علوم کھُلے کہ ان کے اِظہار کے لِئے بے شمار دفتر چاہئیں لیکن بزرگوں نے فرمایا کہ بات عمدہ وُہ ہے کہ قلّ و دلّ ہو یعنی الفاظ اور عبارت مختصر ہو۔ لیکن اِس کے مطالب اور معانی زیادہ اور بکثرت ہوں۔ اگرچہ ہمیں علمِ ظاہری حاصل نہیں ہے تاہم علمِ باطنی سے ہمارا دل اور ضمیر آئینۂ حق نما کی طرح روشن اور منوّر ہو گیا ہے۔ چنانچہ علومِ ظاہری و باطنی بذریعہ اِنعکاس اِس میں سما گئے ہیں ہمیں مکاشفات اور تجلّیاتِ انوارِ ذات کے سبب علمِ ظاہری کے حصُول کا موقع نہیں مِلا اور نہ ہمیں ظاہری وِردِ وظائف کی فرصت مِلی ہے۔ کیونکہ ازل سے ابد تک ہر وقت اور ہر لمحہ توحید

کے دریائے ژرف و عمیق میں مستغرق رہے ہیں"۔ کہتے ہیں کہ آپؒ نے ایک سَو سے متجاوز کتابیں علمِ تصوّف میں تصنیف فرمائی ہیں۔ منجملہ اُن کی تقریباً بڑی چھوٹی چالیس کتابیں قلمی بزبانِ فارسی راقم الحروف نے بھی جمع کیں اور بہت سال اپنے ہاتھ سے انہیں لکھتا رہا ہوں۔ اِس فقیر کو علمِ دینیات اور خصوصاً علمِ تصوّف کا بہت وسیع مطالعہ رہا ہے۔ اور اِس بارے میں ہر زبان کے جملہ متقدمین اور متاخرین سالکین اور مشائخین کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا اور پڑھا ہے لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سُلطان العارفینؒ کی کتب میں پائی ہے۔ دیگر تصانیف سے کہیں اِس کی بُو بھی نہیں آئی ہے۔ اللہ شاہدِ حال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنّف علیہ الرحمۃ کی رُوحِ پُرفتوح کتاب کے حروف اور عبارت میں اِس طرح جاری اور ساری ہے کہ محض کتاب کے پڑھنے سے اہلِ مطالعہ کے دل میں آپؒ کی توجہ کا نُور برقِ بُراق کی طرح بے واسطہ متجلّی ہو جاتا ہے اور اہلِ مطالعہ کو بے ریاضت مقامِ راز میں اور بلا مجاہدہ مرتبۂ مشاہدہ میں پہنچا دیتا ہے۔ کیا ہی خوش قسمت ہے وُہ زبان جو اِس زبانِ حق ترجمان سے گویا ہے اور کیا ہی مبارک ہیں وُہ کان جو اِس القارِ حق سُبحان سے شنوا ہیں اور سعادتمند ہے وُہ آنکھ اور دِل جو اِس سخنِ کُہنہ کُن اور علمِ من لدُن سے بِینا اور دانا ہے۔

ابیاتِ مؤلف فقیر نور محمد سروری عفی عنہ

مُرشدِ ما پیرِ باہُوؒ بے مثال — مثلِ او ہرگز ندیدم با کمال!

www.yabahu.com

نورِ اسمین است در عینینِ اُو　　دولتِ دارین در کفینِ اُو

شاہدِ ذات است در آغوشِ اُو　　قلزمِ قلب است دریا نوشِ اُو

بادۂ عشق است اندر جامِ اُو　　بہتر از صد پختگان یک خامِ اُو

ماہتابِ دیگراں شُد ناپدید　　آفتابش دائما اندر مزید

خام گوید خام تصنیفاتِ او　　پختگاں دانند از لذّاتِ او

معرفت را سہل و آساں ساختہ　　خام مسکہ در عسل انداختہ

ہر چہ گفتہ عین گفتہ عین حق　　عارفاں گیرند از وَے خوش سبق

ہر کتاب اوست مُرشد راہبر　　ہست در وَے نورِ باہُوؒ مستتر

سطرِ اُو سرّیست از اسرارِ حق　　مخزنِ اسرارِ مولیٰ ہر ورق

حرفِ اُو دُرّیست از علمِ لدُن　　ہر سخن سرّیست از اسرارِ کُن

جاہل ار خواند شود عالم کمال　　عالم ار خواند شود صاحبِ حال

مُردہ دل را زندگی بخشد دوام　　زندہ دل را قرب بخشد لا کلام

دولتِ دارین شد محتاج را　　زو گدائے یافت تخت و تاج را

سالکاں را رہ نماید پیش پیش　　نوش دارو ہست بر دلہائے ریش

ہست خضرِ راہ ہر گم گشتہ را　　رہ کشاید ہر یکے رہ بستہ را

کفرِ سی سالہ برفتم از دروں　　نیم نظرے پیرِ کامل کرد چوں

شرکِ دیرینہ برفتم از وجود　　یک نگاہے پیرِ کامل چوں نمود

شہسوارے کرد چوں بر من نظر　　زندہ گشتم جاودانی چوں خضرؑ

زندہ کردی زندہ باشی تا ابد　　نور کردی نور باشی با احد

دائماً ممنونِ احسانِ تو ام　　من غلام و بندہ فرمانِ تو ام

رحمت و الطاف از تو دیدہ ام　　میوہ ہا از گلشنِ تو چیدہ ام

گلشنت مامون بادا از خزاں　　گلبنت شاداب بادا در جہاں

رونقِ بازارِ تو بادا اَے کریم　　بر سرِ طورِ تو آیم چوں کلیمؑ

در پئے نورِ ہُدیٰ گردیدہ ام　　بر سرِ طورِ مزارت دیدہ ام

نورِ تو بادا مزید اندر مزید　　فیضِ تو بادا چوں باراں بر مُرید

اَے خدا مقبول بادا ایں کلام　　ایں دُعائے پیرِ باہُوؒ والسلام

واضح ہو کہ آں حضرتؒ کی تصنیفات کی عبارت بہت سلیس اور سادہ ہے۔ اور بعض خشک مزاج عالمِ بے عمل ظاہری علم پر مغرور اور حقیقتِ حال سے کوسوں دُور اُسے خامی سے منسوب کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ اِس خامی کے اندر وُہ حق الکلامی پنہاں ہے جس کا ہر حرف لفظ اور سطر سراسر نور ہے کیونکہ اِس کی عبارت حضرت تلمیذ الرحمٰن کی زبانِ حق ترجمان سے مذکور ہے۔ اور خدا اور رسولِ خدا کے حضور پُر نور سے دوام منظور ہے۔

آں حضرت قدس سرّہٗ کو بذریعہ کشفِ غیبی معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں قحط الرجال ہوگا۔ اور مُرشد کامل دُنیا میں عنقا مثال ہوگا۔ اس لئے

www.yabahu.com

آپؒ نے اس پچھلی تاریکی اور آخری غلطت کے زمانے کے لیئے
اپنے گنج معرفت اور کنزِ توحید کو کتابی صورت میں نمودار کرکے رکھ دیا
چنانچہ ہر کتاب کے اندر ایک مرشدِ کامل کا نور مستور ہے۔ اور وہ
نور بالکل وسیلۂ مشاہدۂ ذات اور ذریعۂ حضوری بزمِ حضرت سرورِ
کائنات صلعم گویا کلیدِ نور و حضور ہے۔ اگر طالب صادق بالیقین
صدق اور اخلاص سے دن رات اس کو اپنے مطالعہ میں رکھے گا اور
اسے اپنا راہبر، پیشوا اور وسیلہ بنائے گا۔ تو ان شاء اللہ بہت جلدی
اپنی دلی مراد پائے گا۔ آمنّا وصدّقنا۔

یہ فقیر متواتر تیس سال تک آپؒ کی فارسی کتابوں کو اپنے ہاتھ سے
لکھتا رہا ہے۔ چنانچہ ہر کتاب کو بار بار لکھا ہے اور دن رات مطالعہ کرتا رہا
ہے لیکن کتابوں کی نسبت ادب، اخلاص اور صدق یقین کا یہ عالم تھا
کہ اس طویل عرصے میں نہ کبھی کتاب کو بے وضو لکھا ہے اور نہ بے وضو
ہاتھ لگایا ہے۔ اور کتاب کی تاثیر اور برکت کا یہ حال تھا کہ دن کو جو
عبارت لکھی ہے یا پڑھی ہے اور اس میں فقر اور معرفت کا جو مقام
بیان ہوا ہے وہی حالت اور وہی کیفیت رات کو قلب اور قالب
میں جاری اور طاری ہو گئی ہے۔ اور وہی مقام کھل گیا ہے کبھی کوئی
ایسی عبارت نہ لکھی ہے اور نہ پڑھی ہے جس کا اسی وقت فوری اثر نہ

ہوا ہو۔ اور ان کتابوں کے اندر ایک ایسا لازوال ذاتی نور مستور ہے
کہ اب بھی جس وقت کتاب کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو بالکل نئے انوار اور
اچھوتے اسرار کا انکشاف ہوتا ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کی کتابیں پہلے محض
دولتِ دنیا فراہم کرنے کی خاطر نا اہلوں نے غلط ترجمہ کرکے کتابوں کی
حقیقت اور اصلیت کو مسخ کر ڈالا ہے۔ ایسے شہباز بلند پرواز عارف کے
کلام کے انداز کو طالبِ دنیا مگس اور غلیواز خاک سمجھتے ہیں ؎

مصحف رخوں کے چھونے کی جو آرزو کرے
پہلے وہ آبِ دیدۂ تر سے وضو کرے

فقر اور معرفت کے حقائق جاننا اور انہیں بیان کرنا کوئی خالہ جی
کا گھر نہیں ہے اور نہ زبانی کسبی علم سے باطنی اسرار معلوم ہوتے ہیں۔
اور نہ حال کی باتیں اہل قال بیان کر سکتے ہیں۔

بعض لوگ چند روز بطور تجربہ و آزمائش کتابوں کا مطالعہ کرتے
ہیں۔ اور جب کوئی فوری اثر نہیں دیکھتے تو سمجھتے ہیں کہ کتابوں کے
مطالعہ کی تعریف میں مبالغے سے کام لیا گیا ہے اور بد اعتقاد ہو کر
کتاب کا مطالعہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے نفسانی وقتی غرض مند طالبوں
کے لئے معرفت کا باطنی راستہ ہرگز نہیں کھلتا۔ بلکہ اس راستے میں وہی

طالب منزلِ مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔ جس کی ہمّت آسمان کی طرح بلند جس کا عزم پہاڑ کی طرح راسخ اور جس کا صبر اور تحمّل زمین کی طرح پائدار ہو، جو دریا کی طرح دن رات اِس راستے میں رواں اور دواں رہے۔ اور کبھی کسی وقت واپس مُڑنے کا نام نہ لے۔ بھوک، فقر فاقہ، رنج زحمت اور جو مصیبت اور آفت سامنے آئے وُہ اس کے قدم کو متزلزل نہ کر سکے اور نہ اس کی چال کو روک سکے مست اونٹ کی طرح کانٹے اور جھاڑیاں کھائے اور بوجھ اُٹھائے۔

تا مست نگردی نکشی بارِ غمِ عشق — آرے شترِ مست کشد بارِ گراں را

یہ راستہ پُر رنج و کشاکش ہے۔ نہ کہ خانۂ مادر و خالہ ہے۔ نہ یہاں ناز نعمت اور لذیذ غذا اور چرب نوالہ ہے۔ جو بچپن سے ناز و نعمت میں پلے ہوں۔ جو دن رات عیش و عشرت میں بسر کرتے ہوں۔ اور ہر وقت خواب و خوران کا مشغلہ ہو۔ ایسے گاؤ خر حیوانوں کے لئے دُنیا کی چراگاہیں موجود ہیں۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی پاک مقدس بارگاہ سے کیا کام۔ جن کے قلوب جیفۂ دُنیا کا مسکن ہو۔ اور جہاں ہر وقت دنیوی خیالات اور خطرات کے کُتّے دوڑ رہے ہوں۔ وہاں فرشتوں اور نوری لوگوں کا دخل نہیں ہو سکتا لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَةُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ۔ غرض اللہ تعالیٰ کا راستہ اِمتحان اور آزمائش کا ہے نہ کہ راحت اور آسائش کا۔

ناز پروردِ تنعّم نبرد راہ بدوست — عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد

اے طالبِ مولیٰ! اگر تو اپنی طلب میں صادق ہے تو حضرت سُلطان العارفینؒ کی کوئی صحیح فارسی کتاب یا اس کا صحیح ترجمہ دن رات صدق اور اخلاص سے مطالعہ کیا کر اور اُسے اللہ تعالیٰ کے قُربِ معرفت اور مشاہدہ دیدار اور حضوری بزمِ حضرت احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے وسیلہ اور ذریعہ بنا۔ انشاء اللہ تو بہت جلدی اِس گوہرِ مقصود سے اپنا دامن بھر لے گا۔ اور جو کچھ تیرے دل میں ہے۔ وُہ ضرور جلدی یا بدیر حاصل کر لے گا۔ آج کل کے رسمی رواجی اور ریاکار دکاندار پیروں کے دروازوں پر عُمر گرانمایہ ضائع کرنے اور ناقص مُرشدوں کی تمام عُمر کی جان توڑ خدمت سے ان کتب کے ایک ہفتے کا صحیح مطالعہ بہتر ہے۔

یہاں پر ہم حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کی کتبِ متبرکہ کا تھوڑا سا مختصر حال بطور مُشتے نمونہ از خروارے آپ کی کتابوں سے اور آپؒ کی اپنی زبانِ حق ترجمان سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ خوش نصیب، سعادت مند، سلیم العقل اور منصف مزاج اصحاب ان مختصر عبارتوں سے اِن پاک تصانیف کی حقیقت اور اصلیّت معلوم کر لیں گے مفصّلہ ذیل عبارتیں آپؒ کے نہایت نادر، جامع اور انتہائی معارف اور اسرار پر مشتمل کتاب مسمّٰی "نورُ الہدیٰ" کلاں سے نقل

www.yabahu.com

کی گئی ہیں۔ اِس کتاب کا اُردو ترجمہ اور اصل فارسی متن بھی اِس فقیر نے چھپوا کر شائع کیا ہے۔ عبارتیں حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ ہر کہ ایں کتاب را باخلاص و بالیقین و با اعتقاد شب و روز در مطالعہ آوردہ مے خواند۔ واقفِ اسرار گردد۔ آں را احتیاجِ تعلیم و تلقینِ مُرشدِ ظاہر نماند۔ ایں کتاب وسیلہ و رسانندہ بمعرفت الی اللہ خدا و شرفِ حضوری بخشندہ مجلسِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خلق را رہنما و باطن صفا۔ لیکن طالب باید اہلِ مطالعہ صادق الارادت باادب و باحیا۔

۱۔ (ترجمہ) :۔ جو شخص اِس کتاب کو اخلاص، یقین اور اعتقاد سے دن رات مطالعہ کر کے پڑھا کرے گا۔ وہ شخص واقفِ اسرار ہو جائے گا۔ اسے ظاہر مُرشد کی تعلیم و تلقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی معرفت کا وسیلہ اور اس کی ذات تک پہنچانے والی ہے۔ اور مجلسِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کا شرف بخشنے والی ہے۔ ایسا شخص خلق کا رہنما اور باطن صفا ہو جاتا ہے۔ لیکن اہلِ مطالعہ طالب کو چاہیئے کہ صادق الارادت اور با ادب اور باحیا ہو۔

۲۔ ایں کتاب اسرار الوحی را اگر ناقص خواند بمرتبۂ کامل رسد واگر کامل خواند عاملِ کُل گردد۔ واگر عاملِ کُل خواند مکمّل گردد۔ واگر مکمّل خواند

اکمل گردد۔ واگر اکمل خواند جامع مُرشد صاحبِ جمعیت گردد واگر جامع خواند سلطان الوہم فقیر بر کونین امیر الھدےٰ گردد کہ مرتبۂ او در وہم و فہم نگنجد لاحدّ ولاعدّ ایں کتاب مجموع الجمعیت کُل الکلید است۔ ہر قفلِ مطالب را کہ طالب مے اندازد، واسازد و ہمہ متاع بکشاید۔

۲۔ ترجمہ :۔ اِس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص شخص پڑھے گا کامل ہو جائے گا۔ اور اگر کامل شخص پڑھے گا، عاملِ کُل ہو جائے گا۔ اور اگر عاملِ کُل پڑھے گا مکمّل ہو جائے گا۔ اور اگر مکمّل پڑھے گا، اکمل ہو جائے گا۔ اور اگر اکمل پڑھے گا۔ جامع مُرشد صاحبِ جمعیت ہو جائے گا۔ اور اگر جامع پڑھے گا سُلطان الوہم فقیر کونین پر امیر نُور الھدےٰ ہو جائے گا کہ اس کا مرتبہ وہم اور فہم سے بالاتر اور حد اور حساب سے بیرون تر ہو جائے گا۔ یہ کتاب تمام جمعیتوں کی جامع اور تمام چیزوں کی کنجی ہے۔ جس قفلِ مطالب میں طالب ڈالے گا اُسے کھول لے گا اور ہر متاع حاصل کر لے گا۔

۳۔ صاحبِ تصنیف علمِ تصوّف کو چاہیئے کہ اوّل ہر علم اور عمل کو اپنے قبضہ اور تصرّف میں لا کر معائنہ، تجربہ اور آزمائش کر لیوے۔ تاکہ اس علم سے کسی کو پریشانی حاصل نہ ہو اور نہ کوئی رجعت کھائے۔ بعدہٗ ایسی کتاب لکھے جانے اور تصنیف و تالیف کے قابل ہوتی ہے۔

www.yabahu.com

چنانچہ میں نے پہلے تصورِ اسم اللہ ذات اَور قوتِ ظاہر توفیق اَور باطنی تحقیق کے ذریعے اپنے علم کا مطالعہ اَور اس علم کا مقابلہ اَور تکرار حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَور جملہ اصحاب کبار کے ہمراہ اَور جملہ انبیاء اَور اَولیاء اللہ اَور جملہ مجتہدین سے کر کے باطن میں ہر ایک کے حضور میں کتاب لے جاکر اس کی نظر میں کتاب کو منظور کرایا اَور ہر ایک سے حکم اَور اجازت لے کر بعدہٗ کتاب کو خلقت میں شائع کیا۔

۴۔ جان لے اَے طالب! کہ اِس تصنیفِ علم تصوّفِ ربّانی کے کلمات اَور عبارتیں جو شخص پڑھے گا وُہ کُن کی کنہ کو بے شک پہنچ جائے گا۔ اَور اس تصنیفِ علم تصوّف کی گویائی کی تاثیر سے طالب کو حاصل ہو جائے گی روشن ضمیر بینائی، قلب کی صفائی، رُوح کی یکتائی اَور سِرّ کی راہنمائی اِس تصنیفِ علم تصوّف کے قیل و قال سے پڑھنے والا فوراً حضُور میں پہنچ جائے گا۔ اَور مشاہدۂ معرفت اَور قربِ معراج وصال اُسے حاصل ہو جائے گا۔ اَور تماشۂ کونین سے واقفِ احوال ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا عبارتیں محض لاف و گزاف اَور مبالغہ آمیز باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ ٹھوس حقیقتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص صدقِ دل اَور اخلاص و یقین اَور اَدب و احترام سے متواتر شب و روز کتاب کا مطالعہ کرتا رہے گا۔ وُہ ضرُور بالضرور اپنی دِلی مُراد کو پہنچ جائے گا۔

آپؒ کی بیعت

آنحضرت قدس سرّہُ العزیز کو باطن میں حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بیعت فرمائی ہے اَور آپؒ کو اویسی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض، تلقین اَور ارشادِ باطنی حاصل ہوا ہے۔ آپؒ کتاب امیر الکونین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عرصہ تیس۳۰ سال تک مُرشدِ کامل کی طلب میں جا بجا پھرتا رہا ہُوں چنانچہ آپؒ نے اِس طویل مدّت میں بے شمار مُرشدوں کو دیکھا ہے اَور ان میں سے اکثر کاملین عارفین کی صُحبت میں رہے ہیں اَور اُن کی دِل و جان سے خدمت کی ہے اَور ان سے فیوضات اَور برکات حاصل کی ہیں۔ چُونکہ آپؒ کو ذاتی نُور کی طلب تھی۔ اَور محض اللہ تعالیٰ کے دیدار اَور مشاہدہ کے مُشتاق تھے۔ اِس لیے اِس زمانے کے اسمائی، صفاتی اَور افعالی انوار اَور تجلیات سے آپؒ کی تسکینِ خاطر نہیں ہو سکی۔ چنانچہ آپؒ ایک اپنے پنجابی دوہے میں فرماتے ہیں ؎

ت۔ ترک دُنیا دی جداں کیتو سے تداں فقر ملیو سے خاصہ ہُو
راہ فقر دا تداں ملیو سے جداں ہتھ پکڑیو سے کاسہ ہُو
دریا وحدت دا نوش کیتو سے اجے جی پیاسہ ہُو
راہ فقر رت ہنجوں رو دن باہُو تے لوکاں بھانے ہاسہ ہُو

یعنی جس وقت ہم نے دُنیا کو ترک کیا۔ تو ہمیں خاص فقر تب حاصل ہوا

اور فقرِ خاص الخاص کا راستہ ہم پر تب کھلا۔ جب ہم نے کاسۂ گدائی ہاتھ میں لے کر نفس کو دربدر ذلیل کیا۔ اور ہم وحدت اور معرفت کا سارا دریا پی گئے۔ لیکن پھر بھی ہماری پیاس نہیں بجھی۔ اے باہُوؒ! فقر دن رات عشق اور دردِ محبت سے خون کے آنسو رونا ہے لوگوں نے اُسے کھیل تماشہ سمجھ رکھا ہے۔"

آخر اس ذاتی نور کی صادق طلب اور تلاش نے آپؒ کو اِس سالارِ سالکاں، سرورِ دو جہاں اور سیدِ انس وجان ختم الانبیاءؐ احمدِ مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مجمع جمیع انوار اسماء وصفات تک پہنچا دیا۔ اور اس بحرِ انوارِ ذات میں سے ایک بڑا حصہ وافر حاصل کیا۔ اور نورِ مطلق ہو کر فقر کے ایسے بلند ترین مقام پر فائز ہوئے۔ جہاں سے اُوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا۔ اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپؒ کا ہمسر اور برابر نہ رہا۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں ؎

جائیکہ من رسیدم امکاں نہ ہیچ کس را
شہبازِ لامکانم آں جا نگجا مگس را
عرش وقلم وکرسی کونین رہ نیابد
افرشتہ ہم نگنجد آنجا نہ جا ہوس را

آں حضرت قدس سرہٗ کو خود آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.yabahu.com

باطن میں دستِ بیعت فرمایا اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے آپؒ کو نوری حضوری فرزند بنایا۔ جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں ؎

دستِ بیعت کرد ما را مصطفےٰ — فرزندِ خود خواند است ما را مجتبےٰ
شُد اجازت باہُوؒ را از مصطفےٰ — خلق را تلقیں بکُن بہر از خدا
خاک پایم از حسینؓ و از حسنؓ — معرفت گشتہ است بر من انجمن

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

فرزندِ خود خواندہ است ما را فاطمہؓ — معرفت فقر است بر من خاتمہ

آپؒ پہلی بار حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرفِ باریابی حاصل کرنے کا قصہ یُوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بچپن ہی میں ایک وجیہہ بارُعب نورانی شخص گھوڑے پر سوار میرے سامنے آئے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا دیا اور گھوڑے کو ایڑی لگا کر اُڑا دیا۔ میں نے اُس سوار سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ اُس نے کہا کہ میں علی ابن ابی طالبؓ ہُوں۔ اور میں تجھے بزمِ حضرت سرورِ کائنات صلعم میں پیش کرنے لے جا رہا ہُوں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو یاد فرمایا ہے۔ بس تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ مجھے حضرت

سرورِ عالم صلعم کے دربارِ پُر انوار میں پیش کر دیا۔ اُس وقت بزمِ نبویؐ جُملہ انبیاء، مُرسلین اَور تمام اصحاب کبار خصوصاً چار یار اَور پنجتن پاک اَور حضرت شاہ محی الدین قدس سِرّہٗ اَور کُل اولیاء کرام سے پُر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم آفتابِ عالمتاب کی طرح کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز تھے اَور باقی خاصان اَور پاکان درگاہ نظامِ شمسی کی طرح آپؐ کے اِردگرد اپنے اپنے مخصُوص مقام پر جلوہ گر تھے۔ حضرت سرورِ عالم صلعم اِس فقیر کو دیکھ کر خُوش وقت ہوئے۔ اَور مجھے گود میں لے کر سب حاضرینِ مجلس سے یُوں گوہر فشاں ہُوئے۔ کہ یہ فقیر باہُوؒ ہمارا نوُری حضوری فرزند ہے۔ اَور سب حاضرینِ مجلس سے اِس فقیر کو رُوشناس فرمایا اَور خصوصاً چار یار نے مجھے باری باری گود میں بٹھایا۔ اَور پنجتن پاک اَور حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کمال شفقت اَور محبتِ پدرانہ کا اظہار فرمایا اَور اپنی توجہ اَور فیض سے مشرّف اَور سرفراز فرمایا۔

ایک دُوسری جگہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ اثناء عرصہ وطلب و تلاش میں دُوسری دفعہ ایک دن حضرت علی المرتضٰے شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ نے دستگیری فرما کر مجھے سرورِ کائنات صلعم کی بزمِ خاص میں حاضر فرمایا۔ جس وقت یہ فقیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں پیش ہُوا تو آنحضرت صلعم نے متبسّم ہو کر اپنا دست مبارک اِس فقیر کی طرف

بڑھایا اَور اِرشاد فرمایا۔ خُذْ یَدِیْ یَا وَلَدِیْ۔ یعنی اَے میرے فرزند! میرا ہاتھ پکڑ۔ چنانچہ اِس فقیر نے حضورؐ کے دستِ مُبارک کو بوسہ دیا۔ اَور آپؐ کے پاک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا۔ اُس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اِس فقیر کو خاص طور پر دست بعیت فرما کر اپنی توجہ اَور نگاہِ خاص سے سرفراز فرمایا۔ بعدہٗ میرا ہاتھ حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی قطُبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت شاہ محی الدین شیخ سیّد عبد القادر جیلانی قدس سِرّہٗ کے ہاتھ میں دے کر انہیں خطاب فرمایا کہ یہ ہمارا خاص نوُری حضوری فرزند فقیر باہُوؒ ہے۔ اِسے آپؓ اپنے طریقے میں تلقین اَور اِرشاد فرمائیں۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ نے بھی تلقین و اِرشاد فرما کر اپنے باطنی فیض سے مالامال فرمایا۔ بعدہٗ جُملہ انبیاء و مُرسلین اَور اصحاب کبار خصوصاً چار یار اَور پنجتن پاک اَور جُملہ اولیاء کاملین حاضرین نے باری باری سے اِس فقیر کو سینے سے لگایا اَور اپنے فیض سے مشرّف اَور بہرہ یاب فرمایا۔ بعدہٗ حضرت سرورِ کائنات صلعم نے مجھے فرمایا کہ اَے فرزند باہُوؒ! خلقِ خدا کے ساتھ اِمداد کر۔ آخری زمانے میں بے مُرشد اَور بے پیر بھُولے بھٹکے طالبوں کی رہنمائی کر۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں ؂

بے مُرشداں را مُرشدم من از خدا　　بے پیراں را پیریم من از مصطفٰےؐ

www.yabahu.com

قادری کامل مرا باہُوؒ خطاب　　　باہُوؒ در ہُو گم شدہ شد بے حجاب

چُنانچہ حضرت سُلطان العارفینؒ کو دست بیعت اویسی طور پر حضرت سیّد الانبیاء محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم سے حاصِل ہوئی اور حضرت پیر دستگیر محبُوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ نے ہی آپؒ کو تعلیم و تلقینِ باطنی فرمائی۔ اِس سُلطانِ وحیدُ الزّمان اور شہبازِ لامکان کا درجہ اور شان وہم و گمان سے باہر ہے۔

ہمارے آقائے نامدار اور احمدِ مجتبےٰ حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا قیامت تک قرآنِ کریم ایک معجزۂ جاریہ ہے۔ اِسی واسطے قرآن کے ہر جُملے اور فقرے کو آیت کہتے ہیں۔ اور آیت معجزہ کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم کے معجزہ ہونے کی دلیل خُود اُس کا وجُود ہے ؏ "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب"۔ اس سے زیادہ بھاری دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ قرآن دعویٰ کرتا ہے کہ اگر یہ کلام اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ تو تم سب جِنّ و اِنس جمع ہوکر اِس جیسا ایک کلام بنا لاؤ۔ نہ آج تک کوئی ایسا کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ بلکہ اِس معجزے کا اکمل ترین اور اعلیٰ ترین پہلو یہ ہے کہ ایسا بے مثل کلام ایک اُمّی اور اَن پڑھ شخص سے کِسی طرح صادر نہیں ہوسکتا بلکہ اس قسم کے ایک جُملے، فقرے اور ایک چھوٹی آیت کا بھی صدور اور ظہُور ناممکن ہے۔

دیگر قُرآن کریم کی غیر مخلوق اللہ تعالےٰ کے نُوری کلام ہونے کے دو شاہد ہیں۔ ایک تاثیر، دوم تفسیر۔ تاثیری گواہ تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت کو صدق۔ اخلاص، اَدب اور پاکی سے پڑھتے رہو۔ وُہ تھوڑی مدت میں اپنی تاثیر دکھا دیتی ہے۔ پڑھنے والے کے باطن کو پاک اور منوّر کر دیتی ہے۔ بلکہ اُسے ذات متکلّم کے انوار میں غرق کر دیتی ہے۔ دوم تفسیری گواہ یہ ہے کہ اس غیر مخلوق ذاتی کلام کی حقائق اور معانی لازوال اور اس کے اسرار اور معارف لامحدُود ہیں: جتنا زیادہ پڑھتے اور غور کرتے جاؤ۔ نئے نئے غیر مختتم اسرار اور معانی کھُلتے ہیں۔

حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ کی تصانیف شریف میں یہی رنگ جلوہ گر ہے۔ آپ ایک دفعہ کتاب کو صدق، اخلاص اور ادب سے پڑھتے جائیں فوراً خود بخود دِل روشن اور منوّر ہونے لگ جاتا ہے۔ دیگر جو خالص منتہی فقر آں حضرت قدس سِرّہٗ نے اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے۔ دیگر کِسی بزرگ اور شیخ نے یہ فقر بیان نہیں کیا۔ آپؒ کی تصانیف سراسر الفاظِ نُوری اور کلماتِ حضوری پر مشتمل ہیں۔ پس ہمارے نزدیک تو آپؒ کے سب سے بڑے مناقب اور کشف و کرامات آپؒ کی کتابیں ہیں جنہیں ہر شخص قیامت تک اپنی عقل اور

فہم کی معیار اور کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے۔ جس کورچشم شقیِ ازلی کو آپؒ کی کتابوں پر یقین نہیں آتا۔ وہ یقیناً معرفت سے بے نصیب اور کم طالع ہوتا ہے۔ اور یہ اُس کی تہی دستی اور حرمان کی علامت ہے۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں کہ "ہماری کتاب معرفت سے ازلی محرُوم اور کورچشم شُوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی"۔ ظاہری عالموں اور شاعروں کی تصنیفات کی زیب و زینت اور فصاحت و بلاغت محض الفاظ اور عبارت کے چھلکے میں ہوا کرتی ہے۔ نہ ان میں معرفت کا اصلی مغز اور نہ حقیقت کا جوہر ہوتا ہے۔ لیکن اہل اللہ فقراء کاملین کا کلام اِلہامِ آسمانی اور القاء رحمانی ہوتا ہے۔ وُہ صاحبِ اِستعداد ازلی فضلی طالب کے دل میں رُوحانی جوش اور باطنی جذبہ پیدا کرتی ہے۔ سو حضرت سُلطان العارفینؒ کے کلام کو اوّل سے آخر تک پڑھتے جاؤ۔ اِس میں کوئی فلسفیانہ پیچیدگیاں یا شاعرانہ رنگینیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ٹھوس آسان فیض اور سادہ سہل فضل ہر جگہ نمایاں ہے۔ آپؒ کی تصنیفات ایک نہایت نرالی فقر اور انتہائی تصوّف کی حامل ہیں۔ جو آپؒ سے پہلے گویا ایک رازِ سربستہ کی طرح خال خال فقراء کاملین کے سینوں میں مخفی چلا آتا تھا اور محض سینہ بسینہ توجہ بتوجہ اور نظر بہ نظر خاص الخاص صاحبِ اِستعداد طالبانِ

حق کو مِلا کرتا تھا۔ یہ وُہ عِلم ہے جس کا تخم ازل سے کسی نبی یا ولی کے سینے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بعدہٗ آبِ حیاتِ توجّہ و نُورِ نظر سے سینچا جاتا ہے۔ ظاہری عِلم اور مادی عقل اِس عِلم کے درک اور سمجھ سے کوتاہ ہے۔ یہ عِلم وُہ ہے جس کا مظہر انبیاؑ و اولیاؒ کے معجزات اور کرامات ہیں۔ سو اہلِ مطالعہ کو چاہیئے کہ کتاب پڑھتے وقت دِل کو اِس وسوسۂ شیطانی سے پاک و صاف رکھے۔ اور یہ خیال نہ کرے کہ معاذ اللہ یہ مقامات اور مراتب جو حضرت سُلطان العارفینؒ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں ان کا حصُول ناممکن اور محال ہے۔ لہٰذا یہ مست مجذوب لوگوں کی شطحات کی طرح سُکر کا کلام ہے لیکن حاشا وکلّا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضرت سُلطان العارفینؒ نے جو کچھ اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے۔ اُسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صحیح طور پر آزمایا ہے۔ چُنانچہ آپؒ اپنی تصانیف میں ہر جگہ یہی اِرشاد فرماتے ہیں کہ "اِیں قالِ من بر حالِ من کَفیٰ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ"۔ یعنی میری یہ قیل و قال میرے اپنے حال پر دال ہے۔ اور میرے اِس حال کا شاہد وُہ ذاتِ ذوالجلال ہے۔

آپؒ کا طریقہ صحو اور شریعت کا ہے۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں ؎

ہر مراتب از شریعت یافتم　　　پیشوائے خود شریعت ساختم

www.yabahu.com

نیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی فقیر ایک سرِ مُوئے خلافِ شرع کرے اُسی وقت سلب ہو کر رجعت کھاتا ہے۔ ایک اَور جگہ فرماتے ہیں کہ جس وقت فقراء حضرت سرورِ کائنات صلعم کی مجلسِ منوّر میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو اس وقت حضُور پُرنور سے حکم ہوتا ہے کہ جو اَدلیا۔ اللہ حاضرِ مجلس قیدِ حیات میں ہیں۔ وُہ جا کر ظاہری نماز ادا کریں۔ ورنہ حضُور سے سلب ہو جائیں گے۔

لہٰذا ہمارے پاس حضرت سُلطان العارفینؒ کے کشف وکرامات کے دو بڑے مظہر ہیں۔ ایک آپؒ کی مزارِ مقدّس جو کوہِ طُور کی طرح اللہ تعالےٰ کے انوار کی آماجگاہ ہے۔ دوم آپؒ کی تصانیف جن میں انوارِ معرفت اَور توحید کے دریائے ناپیدا کنار بہا دیئے گئے ہیں۔ بہت لوگ بزرگوں کے کشف وکرامات بیان کرنے میں مبالغے اَور غلو سے کام لیتے ہیں۔ معترضین یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ لہٰذا ہم ایسے کشف وکرامات کو بیان کرنا بے سُود سمجھتے ہیں۔ صحیح کشف وکرامت وُہ ہے جو اِنسان کے منہ پر پکار کر بولے۔ اَلْحُسْنُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ یعنی حُسن وُہ ہے کہ دُشمن اَور بدخواہ بھی دیکھ کر عش عش کرتے رہ جائیں سو وُہ حُسن اَور ملاحت ہمارے پیشوا حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز

کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کہ آپؒ کے دربارِ پُرانوار کے ذرّے ذرّے سے نمُودار ہے۔ چنانچہ آپؒ کے دربار میں حاضر ہوتے ہی ہر شخص کا دِل بے اِختیار اللہ اللہ کرنے لگ جاتا ہے۔ سب دُنیوی اَور نفسانی خیالات دِل سے کافور ہو جاتے ہیں۔ اَور اللہ تعالےٰ کے شوق اَور محبت کا جذبہ دِل میں بھڑک اُٹھتا ہے اَور یہی جی چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بس اللہ کا ہو رہے۔

کشف وکرامات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری، مادی اَور صُوری اَور دوم باطنی، رُوحانی اَور معنوی۔ عوام ظاہربین لوگ پہلے قسم کے ظاہری کشف وکرامات کو مانتے اَور اہمیت دیتے ہیں۔ لیکن خواص دُوسری قسم کی باطنی کرامتوں کو قدر اَور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ظاہری کشف وکرامات مداری، جوگیوں اَور کافر مُشرک اہلِ اِستدراج سے بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ہوا میں اُڑنا۔ پانی پر تیرنا۔ آگ میں گھُسنا، کسی چیز کو گُم کر دینا یا پیدا کر دینا۔ کسی کو جنونیت سے بیمار اَور دیوانہ کر دینا یا کسی بیمار کو اچھا کر دینا۔ کشف جنونی سے غیب کی باتیں بتانا۔ غرض اِس قسم کے ہزاروں کشف وکرامات ہو سکتے ہیں۔ جو عالمِ ناسُوت میں ایک نفسانی آدمی ریاضت اَور مجاہدے سے بذریعہ مؤکل جنّات اَور اَرواحِ خبیثہ عوام

www.yahahu.com

لوگوں کو دِکھا کر انہیں فریفتہ اور حیران کر سکتا ہے۔ فقیر اہل اللہ لوگوں کے نزدیک یہ مداریوں کے کھیل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "اگر بر ہوا پری مگسی، و اگر بر آب روی خسی، و اگر دلِ مرداں مسخر گردانی اہلِ ہوسی" یعنی اگر تو ہوا پر اُڑ جائے تو مکھی ہے۔ اور اگر پانی پر تیر جائے تو تنکے کے برابر ہے۔ اور اگر عوام لوگوں کے دلوں کو اِس قسم کے کشف و کرامات کے ذریعے مسخر کرے تو اہلِ ہوس ہے۔" لیکن معنوی کشف و کرامات یہ ہیں کہ کسی جاہل کو ایک ہی نگاہ سے عالم بنا دے۔ اور غافل اللہ تعالیٰ سے بیگانہ شخص کو ایک ہی نظر سے بیدار کر کے اللہ تعالیٰ کا یگانہ بنا دے۔ یا مُردہ دِل کو ایک ہی توجہ سے زِندہ دل اور روشن ضمیر کر دے کہ اُس کا دِل اللہ اللہ کہنے لگے۔ یا اگر کافر صد سالہ کی طرف نگاہ کرے اُسی وقت کلمہ پڑھ کر خالص مومن مسلمان بنا دے۔ اگر ایک دُنیا دار کی طرف جذبِ توجہ سے متوجہ ہو جائے۔ اُسی وقت تارک فارغ بنا دے اور اگر چاہے ہزار طالبوں کو ایک دم میں بے رنج و ریاضت اللہ تعالیٰ کے مشاہدے اور دیدار میں غرق کر دے کہ ابد الآباد تک مستِ الست اور غرقِ مشاہدۂ دیدار رہ جائے۔ اور اگر چاہے ہزار ہا طالبوں کو ایک ہی نگاہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے حضور میں پہنچا دے اور ہمیشہ کا حضوری

بنا دے۔ چنانچہ اِس طرح کشف و کرامات بے شمار ہیں۔ اِس طرح کے معنوی ہزار ہا کشف و کرامات سے ہمارے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی زندگی کا ہر دم اور ہر قدم معمور اور لبریز رہا ہے اور آج آپؒ کی مزار اور دربارِ پُر انوار کے ہر ذرّے سے نمودار ہیں اور آپؒ کی پاک نوری تصنیفات کے حرف حرف سے پیدا اور ہویدا ہیں۔ لیکن ظاہری اور مادی کشف و کرامات کے اظہار سے خواص اہل اللہ سخت متنفر اور بیزار ہیں۔ اور انہیں عورتوں کے حیض اور نفاس کی طرح چھپانے اور دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفینؒ اِس قسم کے کشف و کرامات کی سخت مذمت فرماتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

خاک را با نظر کردم سیم و زر　　این مراتب چیست یعنی گاؤ خر

یعنی آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نظر سے مٹی کو سونا بنا لیتا ہوں۔ لیکن یہ گاؤ خر کا مرتبہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ دیگر آپؒ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قُم بِاِذنِ اللہ کہہ کر مُردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔ پھر وُہ چند پہر اور چند روز کے بعد مر جایا کرتے تھے۔ لیکن ہم اُمتِ محمدی صلعم کے عیسیٰ دم اولیاء جس مُردہ دل کو اسم اللہ ذات کی توجہ سے ایک ہی نگاہ سے زندہ کر دیتے ہیں۔ وُہ ابد الآباد تک زندۂ جاوید ہو جاتا ہے اور ہرگز نہیں مرتا۔ دیگر آپؒ اِسی رسالہ

www.yabahu.com

رُوحی میں فرماتے ہیں کہ مُوسٰی علیہ السّلام نے رُؤیت اَور لقا۔ کی آرزُو کی۔ اللہ تعالٰے نے ایک صفاتی تجلّی کو کوہِ طُور کے ہزاروں مادی کثیف پردوں کے اندر لپیٹ کر آپؑ کی طرف ڈالی۔ لیکن آپؑ اُس تجلّی سے بے خود ہو کر تین دِن رات بے ہوش پڑے رہے لیکن ہم اُمتِ محمّدی صلعم کے فقراء خاص پر ایک ہی دم اَور طرفۃ العین کے اندر ستّر ہزار بار اللہ تعالٰے کے دیدار کی ذاتی تجلّیات نازل ہوتی ہیں اَور وُہ ہر دم ھَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ (پارہ ۲۶ سورہ ق) فرماتے ہیں یعنی اے اللہ! تجلّیات زیادہ فرما۔ سو حضرت سُلطان العارفینؒ کے ظاہری مادی کشف و کرامات بیان کرنا آپؒ کی شان کی ہتک کرنا ہے آپؒ کی نسبت مشہور ہے۔ اَور آپؒ کی کتابوں میں بھی یہ بات مذکور ہے کہ آپؒ ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہا کرتے تھے۔ ہم آپؒ کی چند ایسی معنوی کرامات بطور مُشتے نمونہ از خروارے بیان کرنے پر اِکتفا کرتے ہیں۔ جن کی صحت اَور صداقت آپؒ کی تصانیف سے ثابت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ آپؒ ایک دفعہ دہلی تشریف لے گئے تھے۔ وُہ روز جمعہ کا تھا۔ اَور دہلی کی مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اَور عالمگیر اَورنگ زیب بادشاہ بمع سب اپنے اُمراء وزراء اَور اراکین و مصاحبین مسجد میں موجود تھے۔ حضرت سُلطان العارفینؒ

قدس سرّہٗ سب سے پیچھے مسجد کے ایک گوشے میں کالی کملی اوڑھے ہُوئے بیٹھ گئے۔ چنانچہ آپؒ نے آنکھیں بند کیں۔ اَور تمام حاضرینِ مسجد کے دِلوں کی طرف متوجّہ ہوئے۔ چنانچہ فوراً تمام حاضرین میں سخت وجد اَور جذب پیدا ہو گیا۔ اَور تمام نمازیوں میں ایک غیر معمولی ہیجان اَور اِضطراب برپا ہو گیا۔ چنانچہ بعض تو زار و قطار رو رہے تھے۔ بعض وجد اَور جذب سے پھڑک رہے تھے۔ بعض کپڑے پھاڑ رہے تھے۔ بعض بے اِختیار کلمہ پڑھ رہے اَور بعض خاص خاص چیدہ نیک بندوں کے سینے روشن ہو رہے تھے۔ اَور اُن کے قلوب ذِکر سے جاری تھے

؎ جا کے بیٹھا نہ کراَے بُت تُو مُسلمانوں میں
تِری صُورت خللِ انداز ہے اِیمانوں میں

اَورنگ زیب عالمگیر معمُول کے خلاف یہ حالتِ وجد و اِضطراب دیکھ کر اپنے مذہبی اَور رُوحانی مشیر سے پُوچھنے لگے کہ آج کیا وجہ ہے۔ لوگوں میں یہ باطنی ہیجان اَور رُوحانی رُستخیز کیوں برپا ہے چنانچہ آپؒ کے مشیر نے جواب دیا کہ یہ معاملہ کِسی بڑے زبردست کامل ولی کی توجّہ سے خالی نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا کوئی نہایت ہی مقرّب اَور محبُوب ولی اِس مسجد میں آج تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے اپنے دِل کا باطنی نافہ کھول دیا ہے اَور یہ تمام

www.yabahu.com

حاضرینِ مسجد اُس کی خوشبو سے مست اَور بیخود ہو کر سر دُھن رہے ہیں۔ اَور جھوم رہے ہیں۔ اِس پر ایک دُوسرے مصاحب بولے کہ ہم نے سُنا ہے کہ آج دِن کو صُبح کے وقت بھی بازار میں ایک اجنبی سیاہ کملی والے فقیر کی نظر سے لوگوں کو یہی حالت ہوگئی تھی اَور ایک کُہرام مچ گیا تھا۔ غرض اورنگ زیب بادشاہ کو آپؒ کی زیارت کا سخت شوق دامنگیر ہوگیا۔ اَور آپ نے اپنے مصاحبوں اَور ملازموں کو آنحضرتؒ کی تلاش پر مامُور کر دیا اَور حُکم دے دیا کہ جس طرح ہو سکے ایسے خُدا کے پیارے اَور محبُوب مردِ خدا کو ڈھونڈ نکالو تاکہ ہم اُن کی زیارت سے مشرّف ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت سُلطان العارفینؒ نے اُس آدمی کے ذریعے جس کے پاس آپؒ دہلی میں مقیم تھے کہلا بھیجا کہ آپ فقیر صاحبؒ کی تلاش اَور تجسس نہ فرمائیں میں خود فقیر صاحبؒ سے آپ کی ملاقات کرادُوں گا۔ چنانچہ بعد میں خفیہ طور پر شاہنشاہ عالمگیر کو اپنی زیارت سے مشرّف فرمایا۔ بادشاہ نے بعیت حاصل کرنے اَور مُرید ہونے کی اِستدعا کی۔ اِس پر حضرت سُلطان العارفینؒ نے فرمایا کہ میرا شیوہ اَور اصُول دُنیا میں گُم قبر گمنام اَور بے نام و نشان رہنا ہے۔ تیری مُریدی اَور تعلق سے میرا یہ اصول قائم نہیں رہے گا۔ لہٰذا میں تمہیں تلقین اَور اِرشاد اِس شرط پر کرتا ہُوں کہ آئندہ

آپ مجھے ظاہر طور پر کبھی یاد نہ کریں۔ بلکہ میں تجھے گاہے گاہے باطن میں مِلا کروں گا۔" کہتے ہیں کہ اِس شرط پر حضرت سُلطان العارفینؒ نے بادشاہ اَورنگ زیب کو تلقین فرمائی اَور رسالہ اَورنگ شاہی لکھ کر اُن کے حوالے کیا اَور وہاں سے رُخصت ہُوئے۔

کہتے ہیں کہ دہلی سے واپس آتے ہُوئے جنگل میں آپؒ سرِ راہ کسی درخت کے سائے تلے اِستراحت فرما رہے تھے کہ کہیں سے جوگیوں سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں آنکلا۔ اُنہوں نے دہلی جانا تھا اَور راستہ بھُولے ہوئے تھے۔ آپؒ کو دیکھ کر راستہ دریافت کرنے کی غرض سے آپؒ کے پاس آئے اَور آپؒ کو پکار کر بلایا کہ میاں اُٹھو ہمیں دہلی کا راستہ بتاؤ۔ پہلے تو آپؒ خاموش پڑے رہے۔ لیکن جب انہوں نے آپؒ کے چہرۂ مبارک سے چادر اُٹھائی۔ اَور آپؒ نے اُٹھ کر اُن کی طرف دیکھا تو سب کے سب کلمہ پڑھتے ہُوئے آہ و بکا اَور شیون کرنے لگ گئے۔ چنانچہ آپؒ کے ہاتھ پر تائب ہو کر سب اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے ہوگئے۔

پردہ جو رُخ سے دُور مِرا دِل رُبا کرے،
ہر ذرّہ مِہر بن کے قیامت بپا کرے۔

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ آپؒ مشرقی رِیگستان کے علاقہ تھل

www.Yabahu.com

میں چند طالبوں درویشوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ راستے میں طالبوں نے آپؒ سے دریافت کیا کہ جناب فقیر صاحبؒ اکسیرِ نظر کسے کہتے ہیں۔ اُس وقت پاس ہی ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا جمع کیے ہوئے اُنہیں اُٹھانے کو ہی تھا کہ آپؒ نے اُس کی طرف ایک نگاہ ڈالی اور وُہ شخص آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ آپؒ نے اُن سوال کرنے والے طالبوں کو جواب دیا کہ جس وقت واپس آ کر ہم اِس جگہ آئیں جہاں وُہ لکڑیاں اُٹھانے والا آدمی ہمیں ملا تھا تو تمہارے اِس سوال کا جواب وُہی شخص دے گا۔ چنانچہ جب آپؒ اِس سفر سے واپس لوٹے اور آپؒ کا گذر تھل کے اسی مقام پر ہوا تو ایک طالب نے آپؒ کو اُس سوال کے جواب کی یاد دِلا کر عرض کی کہ جناب ہم اَب واپس اُسی جگہ آ گئے ہیں۔ آپؒ مہربانی فرما کر ہمیں اُس سوال کا جواب دیں کہ صاحبِ اکسیرِ نظر کسے کہتے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ آؤ اُس لکڑیاں اُٹھانے والے آدمی سے دریافت کریں۔ جب آپؒ طالبوں کو لے کر اُس آدمی کے پاس گئے تو اُس کو اُسی حالت میں پایا کہ لکڑیوں کا گٹھا بدستور اُس کے سامنے پڑا ہوا ہے اور وُہ آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپؒ نے اپنے ہمراہ طالبوں کو فرمایا کہ اِس آدمی سے اپنے سوال کا جواب پُوچھو

جب اُنہوں نے اُسے بُلایا تو وُہ بُت کی طرح ساکت اَور متحیر کھڑا رہا اَور کوئی جواب نہ دیا۔ آخر جب اُن کے بار بار بُلانے پر بھی اُس نے کچھ جواب نہ دیا تو اُنہوں نے عرض کی کہ حضور خود اُسے بلائیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ جس روز ہم یہاں سے گذرے تھے۔ تم نے اُس شخص کو کس طرح دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ شخص لکڑیاں چُن رہا تھا اَور لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو تھا۔ جس وقت ہم وہاں سے گذر رہے تھے اَور جس وقت آپؒ نے اس کی طرف نظر فرمائی تو وُہ آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگ گیا تھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ شخص اُسی روز سے اِسی حالت میں کھڑا ہے تب آپؒ نے دُوسری دفعہ اُس کی طرف توجہ کی تو وُہ ہوش میں آ گیا۔ اَور آنکھیں ملتے ہُوئے آپؒ کے قدموں پر گِر کر زار زار رونے اَور فریاد کرنے لگ گیا کہ خدا کے لئے مجھے پھر اُسی حالت میں پہنچاؤ۔ آپؒ نے اُس سے پوچھا کہ تم اپنی حاجت بیان کرو۔ تاکہ تیرے بیان سے میرے طالبوں کو اپنے سوال اکسیرِ نظر کا شافی جواب مِل جاوے اس نے عرض کی کہ حضور جس روز یہاں سے گذرے تھے۔ میں یہ لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو ہی تھا کہ آپؒ نے میری طرف باطنی نگاہ ڈالی اَور میں آپؒ کی اُسی ایک نگاہ سے اللہ تعالےٰ کے مشاہدے میں غرق ہو گیا اور اُس وقت

www.yabahu.com

تک میں اُسی لطف میں محو اور مدہوش رہا کہ آپؒ نے اَب پھر مجھے اُس
حالت سے نکال لیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے صبر اور قرار نہیں رہا۔ مجھے
پھر اُسی حالت میں پہنچائیں۔ آپؒ نے اپنے ہمراہ طالبوں کو فرمایا
کہ تمہارے اس سوال کا جواب مِل گیا۔ کامِل اکسیر نظر کی ایک ادنیٰ
مثال یہ ہے جو تم نے دیکھی۔ اِس سے اعلیٰ مثال دیکھنے کی تمہیں
تاب و طاقت نہیں ہے۔ تب آپؒ نے اُس شخص کو فرمایا کہ جا اپنے
لکڑیوں کے گٹھا کو اُٹھا لے۔ تُو پہلے مجذوب ابن الوقت تھا۔ اَب تُو
سالک ابُوالوقت ہوگا۔ اور تُو اپنے اختیار سے اِس حالت میں
آجایا کرے گا۔ جا چلا جا۔ اور اپنے کام میں لگا رہ۔ تب آپؒ وہاں
سے آگے تشریف لے گئے۔ اور اُس شخص کو ایک ہی نگاہ سے عارف
واصل اور خدا رسیدہ بنا دیا ؎

غضب ہے جان لے لیتے ہیں یہ بُت دلرُبا ہو کر
الٰہی دی یہ قدرت تُو نے بندوں کو خدا ہو کر

آپؒ کی زندگی کے خلفاء میں سے ایک بزرگ حضرت سُلطان نور زنگ
صاحبؒ بہت مشہور ہوئے ہیں۔ یہ بچپن ہی سے حضرت سُلطان العارفینؒ
کی خدمت اور رفاقت میں ہی رہے۔ وُہ ہمارے ملک دامان کے
قصبہ وہوہ کے باشندہ قوم کے بلوچ کھتران تھے تمام عمر حضرت

سُلطان العارفینؒ کی خدمت میں رہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؒ
علاقہ "سون سکیسر" کی طرف جو آپؒ کے آباو اجداد کا وطنِ مالُوف تھا
بطور سیر و سیاحت جا نکلے۔ سُلطان نور زنگ صاحبؒ ہمراہ تھے۔ وہاں
ایک زرخیز پہاڑی ہے جسے کلر کہار کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس
پہاڑی کے ایک غار میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت
سلطان العارفین بیٹھ گئے۔ اور مراقب ہو کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ مشغول
ہوگئے۔ جب شام کا وقت قریب ہوگیا تو حضرت سُلطان نور زنگ صاحبؒ کو
فکر دامنگیر ہوگیا کہ خدا جانے حضورؒ کب تک حالتِ استغراق میں رہیں گے
اور یہاں اِس جنگل میں ہمارے خور د و نوش کا کیا بندوبست ہوگا۔
چنانچہ شام کو جب افطار کا وقت ہوُا تو ایک غیبی مؤکل ہرن کی
صُورت میں پہاڑ سے اُتر کر حضرت سُلطان نور زنگ صاحبؒ کے سامنے
آکر کھڑا ہوگیا۔ اور آپؒ کے قریب آکر اپنا سر سُلطان نور زنگ صاحبؒ
کے آگے جھکا دیا۔ آپؒ کو غیب سے ندا آئی کہ اَے سُلطان نور زنگؒ اپنی
برات اِس ہرن کے سینگوں سے اُتار لے۔ چنانچہ آپؒ نے دیکھا کہ
اُس ہرن کے ایک سینگ کے ساتھ ایک غیبی روٹی ایک دسترخوان میں
لپٹی ہوئی ہے اور دُوسرے سینگ کے ساتھ ایک برتن میں دُودھ
بندھا ہوُا ہے۔ چنانچہ اِس غیبی ندا کے مُطابق حضرت سُلطان نور زنگ صاحبؒ

www.yabahu.com

نے وُہ برات اُتار کر روزہ افطار کر لیا۔ اَور وُہ دسترخوان اَور برتن بدستور اُس غیبی ہرن کے سینگوں سے باندھ کر رُخصت کر دیا۔ غرض اِسی طرح تمام ماہِ رمضان حضرت سُلطان نورنگ صاحبؒ کو عین افطار کے وقت وُہ غیبی رزق روزمرہ پہنچتا رہا اَور حضرت سُلطان العارفینؒ اُسی غار کے اندر دِن رات حالتِ اِستغراق میں حق تعالیٰ کے دیدار اَور مشاہدے میں محو رہے۔ چنانچہ اِس حالت کو حضرت سُلطان نورنگؒ صاحب نے اپنے ایک بیت میں یُوں ادا فرمایا ہے ؂

عجب دیدم تماشہ شیخ باہُوؒ برات عاشق بر شاخِ آہُو

غرض حضرت سُلطان العارفینؒ تمام ماہِ رمضان حالتِ اِستغراق میں رہے۔ عید کی رات جب چاند نظر آیا۔ اَور آس پاس کی بستیوں اَور آبادیوں میں عید کی خوشی میں ڈھول اَور نقارے بجنے لگے تو حضورؒ نے مراقبے سے سر اُٹھا کر آنکھ کھولی۔ آپؒ نے سُلطان نورنگؒ سے پُوچھا کہ اَے نورنگؒ! یہ کیا شور ہے۔ عرض کی کہ حضورؒ عید کا چاند نظر آ گیا ہے اَور لوگ عید کی خوشی میں ڈھول اَور نقارے بجا رہے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا۔ اَے نورنگؒ! کیا سارا رمضان گذر گیا ہے۔ عرض کی جناب اِس میں کیا شک ہے۔ ہماری نمازوں تراویح اَور روزوں کا کیا بنا۔ سُلطان نورنگؒ نے عرض کی کہ حضورؒ ان

کا حال خود اچھا جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضُور سُلطان العارفین قدس سرّہٗ نے باوجود اِس قدر تام اِستغراق مع اللہ تمام نمازوں اَور روزوں اَور تراویح کو قضا کر کے ادا کیا۔ باوجود اِس قدر اِستغراق اَور محویّت بھی سُنّت اَور طریقِ نبویؐ اَور شریعتِ مصطفویؐ پر آنحضرت قدس سرّہٗ اِس طرح مُقیم اَور ثابت قدم رہے ہیں کہ مدت العمر آپؒ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہُوا۔ اَے طالبِ ناقص خام خیال! یہ ہے حقیقی عارفِ کامل کا حال ؂

برکفے جامِ شریعت برکفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

آج کل کے جھُوٹے مدّعی خلافِ شرع بے دِین لوگ کیونکر عارفِ کامل ہو سکتے ہیں۔ جو سر اَور داڑھی منڈوا کر دن رات بھنگ اَور چرس پیتے ہیں اَور ساری عُمر نماز روزے کا نام نہیں لیتے اَور عارفِ کامل مجیب الدعوات مستوار مجذُوب اَور قلندر کہلاتے ہیں۔ جاہل مرد عورتوں کا ایک خاصا جمگھٹا اَور مجمع اُن کے اِرد گرد لگا رہتا ہے۔ لوگ اپنی اپنی حاجات پیش کرتے ہیں۔ اَور وُہ ایک عجیب انداز میں گردن مروڑ کر اَور آنکھیں پھیر پھیر کر بے تُکی ہانکتے اَور اُلٹی سیدھی بڑبڑا دیتے ہیں۔ اَور جاہل نادان خوش اِعتقاد، ان کی گول مول لایعنی گپوں کو اپنے مطلب اَور مُدّعا کے ساتھ تطبیق دے کر تاویلیں کر لیا کرتے ہیں

اَور اگر اِس قسم کے جاہل اَور بے دین غیر شرع شخص سے بذریعہ کشف جنونیت بعض غیب کی باتیں صحیح اَور درست بھی ثابت ہوجائیں تب بھی یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ بلکہ محض کہانت اَور اِستدراج ہوگا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ نے اُس برات لانے کے صِلے میں اُس غیبی ہرن یعنی اُس غیبی آہُو صورت مؤکّل کو توجہ دی تو وُہ فوراً جاں بحق ہوگیا۔ چنانچہ آپؒ نے اُس کی تجہیز و تکفین فرمائی اَور جنازہ پڑھ کر اس کی وہاں قبر بنوائی۔ اَور وُہ جگہ بہت مشہور زیارت گاہ بن گئی۔ جو آج تک "آہُو باہُو" کی خانقاہ سے مشہُور ہے۔ اِس فقیر نے اس متبرک جگہ کو دیکھا ہے۔ اب بھی وہاں تجلّیات اَور انوار کی بارش ہوتی ہے۔ خدا کی پاک برگزیدہ ہستیاں جس سرزمین کو اپنے پاک قدموں سے چھُوتے ہیں۔ اس میں برکت اَور یمن کے آثار نمودار ہوجاتے ہیں اَور جس جگہ کچھ دن اللہ تعالےٰ سے مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُس جگہ کو اپنے ابدی انوار سے زندہ اَور تابندہ کر دیتا ہے۔ اَور وہاں دن رات انوارِ رحمت کی مُوسلادھار بارش شروع رہتی ہے۔ ایسی زمین پر آسمان رشک کرتا ہے اَور اس کے آگے تعظیم کے لِئے جھُکتا ہے ؎

آسماں سجدہ کند پیشِ زمینے کہ براو
یک دو کس، یک دو زماں بہرِ خُدا بنشینند

جو لوگ نیک نیّت اَور صِدق و اخلاص سے ایسی متبرک جگہ پر اللہ تعالےٰ کا ذِکر فکر تلاوت۔ ورد وظائف، نفل نوافل اَور عبادتؔ طاعت کرتے ہیں۔ وُہ جلدی درجۂ قبولیّت کو پہنچ جاتے ہیں۔ اَور اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسے لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس سرزمین کی باطِنی برکات گو عوام کی نظروں سے مخفی اَور پوشیدہ ہیں۔ ظاہری طور پر بھی یہ زمین اللہ تعالےٰ کی رحمت سے معمور نظر آتی ہے۔ بہت عُمدہ شاداب اَور سرسبز جگہ ہے۔ خوُبصورت سایہ دار درختوں سے وُہ تمام گھاٹی پُر ہے اَور جابجا خوبصُورت پھُولوں سے تمام سرزمین معمُور دیکھ کر اس پر بہشتِ بریں کا گمان ہوتا ہے۔ نیچے ٹھنڈے چشمے جاری ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس غار میں حضورؒ نے خلوت فرمائی تھی اُس جگہ دو قبریں بنادی گئی ہیں اَور اُوپر روضہ بنا دیا گیا ہے۔ وُہ اصلی بڑی غار روضے کے نیچے آگئی ہے۔ کِسی نے قریب ایک فرضی غار بنا دی ہے جو بہت چھوٹی ہے۔ اِس میں آدمی مشکل سے بیٹھ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ابھی اس فقیر نے اس متبرک جگہ کی زیارت نہیں کی تھی اَور نہ وہاں جانے کا کوئی اِرادہ تھا۔ لیکن ایک رات واقعہ میں مَیں نے دیکھا کہ میں لوگوں سے اس جگہ کی تعریف بیان کر رہا ہُوں۔ چنانچہ بعدہٗ مجھے وہاں جانے کا اِتفاق ہُوا اَور

آج اِس کی تعریف لِکھ رہا ہُوں۔

کفِ پا بہرِ زمینے چو فتد تو نازنین را
بلبِ خیال بوسم ہمہ عمر آں زمیں را

آپؒ نے تمام عُمر کبھی دنیوی کاروبار سے اپنا ہاتھ آلُودہ نہیں کیا۔ صرف اپنے آپؒ کو چھپانے کی خاطر دو دفعہ ایک جوڑا بیلوں کا خرید کر کھیتی باڑی کی ہے لیکن ہر دو دفعہ ابھی فصل پکنے نہ پاتی کہ آپ اپنی فصل کے اندر بیلوں کی جوڑی ہل سمیت چھوڑ کر کِسی طرف نِکل جاتے اَور تب واپس آتے جب کہ سارا فصل لوگ کاٹ کر لے جاتے اَور بیل اَور ہل بھی کوئی لے جاتا۔ اَور کچھ باقی نہ رہتا اَور لوگ ٹھٹھا مسخری کرتے کہ یہ آدمی عجیب دیوانہ ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جن دِنوں آپؒ شورکوٹ کے گرد و نواح میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اُن دِنوں ایک شریف سفید پوش اَور عیالدار سیّد صاحب افلاس اَور ناداری سے تنگ آکر بزرگوں اَور فقیروں کی طلب میں مارا مارا پھرتا تھا کہ کہیں کوئی خدارسیدہ آدمی مِل جائے اَور اُس کی دُعا سے میری تنگدستی اَور افلاس دُور ہو جائے۔ چنانچہ کِسی صاحبِ حال فقیر کو پا لیا اَور اُس کی خدمت کرنے لگا۔ اس کی جان توڑ خدمت کو دیکھ کر ایک دن فقیر کو اُس کے حال پر رحم اَور ترس

آیا اَور اُس سے پُوچھا کہ تیری کیا مُراد اَور حاجت ہے۔ اُس نے اپنی ناداری اَور عیالداری کی شکایت کی۔ کہ میرا بہت بھاری عیال ہے۔ قرض بہت ہو گیا ہے۔ ظاہری تمام اسباب مسدُود ہیں۔ جوان لڑکیوں اَور لڑکوں کی شادیاں اِسی افلاس اَور تنگدستی کے سبب ملتوی اَور رُکی ہوئی ہیں۔ سوائے غیبی خزانے کے میری تنگدستی کا علاج نامُمکن ہے۔ اُس وقت فقیر صاحب نے اُسے کہا کہ میں تجھے ایک کامل مردِ خدا کا پتہ دیتا ہُوں کہ اگر تو اُس کے پاس جائے اَور وُہ تیرے حال پر توجہ فرمائے تو البتہ تیرا بیڑا افلاس کے بھنور سے نِکل آئے۔ تب سیّد صاحب نے عرض کی کہ فرمائیے میں ضرور اُن کی خدمت میں جاؤں گا۔ اَور اُن سے اپنی مشکل حل کراؤں گا۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ ضِلع جھنگ میں قلعہ شورکوٹ کے قریب فلاں گاؤں میں فقیر حضرت سُلطان باہُوؒ نام ولی کامِل رہتے ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ اَور اپنی مُراد جا کر پاؤ۔ غرض وُہ پریشان حال سیّد صاحب اُس بزرگ سے رُخصت ہو کر پُوچھتے پُوچھتے اسی گاؤں میں آنِکلے جس میں اُن دِنوں حضرت سلطان العارفینؒ سکونت رکھتے تھے اَور کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ جب سیّد صاحب نے وہاں جا کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی بزرگ حضرت باہُوؒ صاحب ہیں تو اس کی حیرت اَور مایُوسی کی کوئی حد

www.yabahu.com

نہ رہی ۔ جب کہ ہر شخص اُس سیّد صاحب کے اِس سوال پر ہنس کر جواب دیتا کہ میاں یہاں کوئی اِس نام کا بزرگ اَور ولی تو کوئی نہیں ہے ہاں اِس نام کا یہاں ایک اعوان جٹ ہے جو بہت ہی معمولی آدمی ہے اکثر باہر آوارہ پھرتا ہے اَور کبھی کبھار کھیتی کا کام بھی کرتا ہے ۔اَور آج کل بھی اُس نے کھیتی شروع کر رکھی ہے ۔ غرض اِس قسم کی غیر متوقعانہ اَور متوحشانہ باتیں سُن کر وُہ سیّد صاحب بہت مایُوس اَور بد دِل ہوگئے دِل میں سوچنے لگے کہ معاملہ بہت عجیب ، بے حد مشکوک اَور سخت پیچیدہ معلوم ہوتا ہے ۔جس بزرگ نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا ہے نہ وُہ جھوٹا ہو سکتا ہے ۔ اَور نہ اُسے مجھ سے کسی مسخری یا مذاق کی ضرورت تھی ۔اسی نام کا شخص اِسی گاؤں میں مل بھی گیا ہے ۔ لیکن حالات اُمید کے سخت برخلاف اَور برعکس معلوم ہوتے ہیں ۔چلو اتنی محنت کی ہے ۔ اِتنا دُور دراز سفر طے کیا ہے ۔کم از کم اُسے مِلنا اَور دیکھنا تو ضرور چاہیئے ۔ تب اُس سیّد صاحب نے کِسی سے پُوچھا کہ میاں باہُوؒ اِس وقت کہاں ہوگا ۔کِسی نے آپؒ کی کھیتی باڑی کا پتہ دیا کہ فلاں فلاں حُلیے اَور لباس کا آدمی ہے اَور فلاں جگہ کھیتی باڑی کا کام کر رہا ہوگا ۔غرض وُہ سیّد صاحب اُس جگہ کی طرف روانہ ہُوئے آخر قریب جا کر جب کِسی سے دریافت کیا تو کِسی نے پتہ دیا کہ دیکھو وُہ سامنے جو شخص

ہل چلا رہا ہے ۔ وُہ میاں باہُوؒ ہے ۔وُہ سیّد صاحب آپ کے قریب ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر آپؒ کو دیکھنے لگے ۔اَور ایک عجیب حیرت اَور تذبذب میں پڑ گئے ۔ پہلے بیچارے افلاس اَور تنگدستی کے بھنور میں پڑے ہوئے تھے اِب ایک ایسے عنقا مثال سُلطان الفقراء کے جال میں پھنس گئے کہ جس نے ذاتی انوار کے ایک لازوال آفتابِ عالم تاب کو خمول اَور گمنامی کے لباس میں چھپا رکھا تھا ۔سیّد صاحب مذکور دِل میں سوچنے لگے ۔ کہ یہ شخص خود مجھ سے بھی زیادہ مفلوک الحال اَور تنگدست معلوم ہوتا ہے ۔ اس کی خود یہ حالت ہے کہ پیٹ کے لِئے سخت دُھوپ میں خون اَور پسینہ ایک کر رہا ہے ۔ مجھے یہ کیا دے گا ۔پھر دِل میں کہنے لگا کہ آیا اِتنی محنت کے بعد اسی نام کا آدمی پایا بھی کم ازکم اس سے بات کِئے بغیر واپس جانا حماقت نہیں تو اَور کیا ہے ۔ پھر سوچنے لگا کہ کیا ہُوا اگر مفلِس ہُوں ۔کم ازکم نسب اَور نسل کی لاج اَور پاس تو رکھنا چاہیئے ۔ سیّد ہو کر ایک جاٹ سے سوال کرنا ، اِس بے عزّتی سے بھُوکا مرنا بہتر ہے ۔ آخر یہی دل میں ٹھانی کہ یہاں سے بغیر بات کِئے ہی مُڑ جانا اچھا ہے ۔ چنانچہ وُہ سیّد صاحب وہاں سے واپس روانہ ہُوئے اَور چند قدم ابھی نہیں گیا تھا کہ حضرت سُلطان العارفینؒ نے اُسے پکار کر بلایا کہ میاں کہاں سے اَور کِس خیال سے یہاں آئے تھے اَور اَب اس قدر جلدی کیوں واپس جاتے ہو ۔

آپ کی آواز سُن کر سیّد صاحب کی ڈھارس بندھ گئی اُور دِل میں کہنے لگا کہ اب خود بلایا ہے۔ چلو بات کر کے چلے جائیں گے۔ اس میں ہرج اُور مضائقہ ہی کیا ہے۔ پس سیّد صاحب نے قریب آکر السلام علیکم کہا۔ آپؒ نے سلام کا جواب دے کر پُوچھا۔ میاں کون ہو اُور کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ چنانچہ سیّد صاحب نے اپنی ساری سرگذشت سُنا دی۔ آپؒ نے فرمایا شاہ صاحب مجھے پیشاب کی حاجت ہے۔ آپ میرا یہ بَل ذرا اتنے تک تو پکڑ رکھیں کہ میں پیشاب سے فارغ ہو لُوں۔ غرض آپؒ ایک طرف قضائے حاجت کر کے آگئے۔ اُور پیشاب کا ڈھیلا ہاتھ میں لیئے ہُوئے سیّد صاحب سے مخاطب ہُوئے کہ شاہ صاحب! آپ نے مُفت تکلیف اُٹھائی ہیں تو ایک جٹ آدمی ہُوں۔ سیّد صاحب کا دِل پہلے ہی افلاس، سفر کی محنت اُور مایُوسی سے جلا ہُوا تھا۔ طیش میں آکر بولنے لگے کہ ہاں میری یہ سزا ہے کہ سیّد ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہُوں۔ حضرت سلطان العارفینؒ کو جلال آیا۔ اُور یہ بیت زبانِ گوہر فشاں سے پڑھتے ہُوئے وُہ پیشاب کا ڈھیلا اُسی جُتی ہوئی زمین پر دے مارا ؎

نظر جنہاں دی کیمیا سونا کر دے وٹ
اللہ ذات کرینداں کیا سیّد تے کیا جٹ

یعنی جن لوگوں کی نظر کیمیا ہوتی ہے۔ اُن کے پیشاب کے ڈھیلے سونا بناتے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کی داد اُور عطا ہے۔ کوئی نسب نسل اُور سیّد وجٹ پر موقوف نہیں ہے۔ آپؒ کے پیشاب کا ڈھیلا اُسی جُتی ہوئی زمین پر دُور تک لُڑھکتا ہُوا چلا گیا اُور زمین کے جن جن ڈھیلوں سے لگتا گیا وُہ سب سُرخ کُندن کی طرح لال سونے کے ڈھیلے بن گئے۔ اُور دُھوپ میں چمکنے لگے۔ سیّد مذکور یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔ اُور آپؒ کے قدموں پر گِر کر زار زار رونے لگا۔ کہ خدا کے لیئے میری گُستاخی اُور بے ادبی معاف فرمایئے۔ آپؒ نے فرمایا۔ شاہ صاحب! یہ وقت رونے اُور معافیاں مانگنے کا نہیں۔ جلدی کرو۔ یہ ڈھیلے چپکے سے اُٹھا لو اُور چلتے بنو۔ ورنہ اگر لوگوں کو پتہ لگ گیا۔ تو نہ تیری خیر ہے اُور نہ میری۔ چنانچہ اس سیّد صاحب نے اُن سب سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ کر پیچھے ڈال لیا اُور آپؒ کے پاؤں کو چُومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔ اُور اسی طرح آپؒ نے ایک طرفۃ العین میں اس کو مالا مال کر دیا۔ اَے طالبِ خام خیال یہ ہے خُدا کے برگزیدہ محبوبوں کا حال۔ حافظ شیرازیؒ نے اِس بارے میں کیا اچھا کہا ہے ؎

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند   نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

www.yabahu.com

نہ ہر کہ طرف کلاہ کج نہاد و تُند نشست — کلاہ داری و آئینِ سروری داند
ہزار نکتۂ باریک تر زِ مُو اینجاست — نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

غلامِ ہمّتِ آں رندِ عافیت سوزم
کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند

آج کل کے دکاندار رسمی رواجی پیروں کا یہ حال ہے کہ نہ انہیں اپنا پتہ نہ غیروں کا اور نہ کسی کے کام آسکتے ہیں۔ اور نہ کسی کا کام نکال سکتے ہیں۔ بلکہ اُن کے بھولے بھالے سادہ لوح اور خوش اعتقاد مُریدوں کا کوئی اگر اللہ تعالےٰ کی قدرت سے ہو جائے تو اس میں اپنی ٹانگ اڑا کر جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ہم نے تمہارا کام کر دیا ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی نفی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ثابت کرتے ہیں۔ اس طرح یہ خدائی ٹھیکیدار اُلٹا کلمہ پڑھتے ہیں اور اُلٹی گنگا بہاتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر بالفرض اللہ تعالےٰ کی عطا کی ہُوئی طاقت سے وُہ کسی کا کام کر بھی دیتے تو اُسے اللہ تعالےٰ سے منسُوب کرتے اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لاتے۔ جیسا کہ حضرت سُلطان العارفینؒ فرماتے ہیں۔ کہ "مُرشدِ کامل آنست کہ طالب را بے رنج و ریاضت بخدا سپارد و خود را درمیاں نیارد"۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ جب آپ کسی کوڑھی، جذامی یا اندھے مادر زاد وغیرہ کو ہاتھ لگا کر اچھا

کر دیتے تو فرماتے جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا۔

اِس ضمن میں مجھے حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مزار اور رُوحانیت سے فیض یافتہ ایک کامل بزرگ حضرت مولوی گل محمد صاحب سندھی کے کچھ حالات بیان کرنے پڑ گئے ہیں۔ جن کے حالات کچھ اپنے پیرو مرشد حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ سے ملتے جُلتے ہیں۔ ان کے حالات پڑھنے سے ایک سلیم العقل شخص حضرت سلطان العارفینؒ قدس سرّہٗ کی زندگی کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے۔ کیوں کہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور ہر چہ در دیگ باشد بہ چمچہ بر آید۔

کتاب مناقبِ سُلطانی میں ان کا ذکر یُوں آیا ہے کہ آپ باوجُود بڑے جلیل القدر اور جیّد عالم فاضل ہونے کے بڑے پائے کے عارف کامل ہُوئے ہیں۔ یعنی آپ کو باطنی فیض حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مزار اور رُوحانیت سے حاصل ہُوا ہے۔ آپ کی اوصاف اور اخلاق بالکل حضرت عیسٰی علیہ السّلام سے ملتے جلتے تھے۔ اپنے رُوحانی پیشوا اور باطنی مربّی حضرت سُلطان العارفینؒ کے مزار کے سوا اور کسی جگہ آٹھ پہر سے زیادہ نہیں ٹھہرتے تھے۔ رات کہاں دن کہاں ہر وقت سیر و سفر میں جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں کے اندر پھرتے

www.yabahu.com

تھے طالب مرید آپ کے دیدار کے مشتاق آپ کے پیچھے پیچھے پھرا کرتے تھے اگر کوئی طالب سلک سلوک یا کوئی حاجت مند آپ سے باطنی امداد اور رُوحانی استمداد کی دُعا کرتا تو آپ اُسے فرماتے کہ تجھے فلاں بزرگ کا مزار معلوم ہے۔ وُہ کہتا ہاں معلوم ہے۔ آپ فرماتے وہاں چلا جا۔ تمہارا نصیبۂ ازلی اُن کے پاس ہے۔ جب وُہ شخص وہاں جاتا تو آپ اُسے باطنی توجہ سے منزلِ مقصود تک پہنچا دیتے۔ اور اپنے آپ کو بیچ میں سے نکال لیتے۔ وُہ طالب یہی سمجھتا کہ اِسی مزار والے نے منزل کھول دی ہے۔ کبھی کبھی کسی حاجت مند کو فرماتے کہ فلاں درخت کے نیچے ایک کامل بزرگ کی رُوح رہتی ہے۔ وہاں چلا جا اس کی رُوحانیت سے تمہاری حاجت روائی ہوجائے گی۔ چنانچہ جب وُہ حاجت مند وہاں چلا جاتا تو آپ باطنی طور پر اُس کی مشکل کشائی فرما دیتے۔ آپ نے اِسی طرح تمام لوگوں کو فیض پہنچایا ہے۔ آپ کے ایک خلیفہ دلیر مُرالی صاحب کا بیان ہے کہ ہم ایک دفعہ آپ کے ہمراہ ایک گاؤں میں سے گذر رہے تھے کہ وہاں ایک گھر سے رونے پیٹنے کا شور و غل برپا تھا۔ آپ نے اس شور و واویلا کی وجہ پُوچھی۔ کِسی نے عرض کی کہ جناب آپ کے فلاں مُرید کا اکلوتا بیٹا فوت ہوگیا ہے۔ یہ ماتم ان کے گھر برپا ہے۔ اِسی اثنا میں کِسی نے لڑکے کی ماں کو اِطلاع دی

کہ تمہارا مُرشد گاؤں میں سے گذر رہا ہے۔ چنانچہ وُہ عورت بچاری مامتا کی ماری فقیر صاحب کے قدموں میں پڑ کر زار زار رونے لگی کہ میرے گھر کا چراغ گُل ہوگیا ہے اور میری زِندگی کا سہارا و سرمایہ لُٹ گیا ہے۔ میں اَب کہاں جاؤں۔ چنانچہ فقیر صاحب کو ترس اور رحم آگیا اور اُس عورت کے ہمراہ اُن کے گھر جا کر فرمانے لگے کہ لڑکا کہاں ہے۔ لڑکے کی والدہ نے فقیر صاحب کو لڑکے مُردہ لاش کے پاس لا کر کھڑا کر دیا اور اُس کے مُنہ پر سے کپڑا اُٹھا کر بولی۔ میرا لال یہ پڑا ہے۔ فقیر صاحب نے لڑکے کا کان پکڑ کر فرمایا۔ کاکا! بچے نے یک دم آنکھیں کھول لیں اور بولنے لگ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مائی! یہ بچہ دراصل مرا نہیں تھا بلکہ اِسے بُخار کے زور سے غش آگیا تھا۔ اور بے ہوش ہوگیا تھا۔ مکھن اور نمک ملا کر اِس کے سر کو مالش کر دو۔ غرض یا تو سارا گھرانہ بلکہ سارا گاؤں اُس بچے کی موت سے سوگوار اور ماتم کدہ بنا ہوا تھا یا فقیر صاحب کے ایک کرشمہ سے سارا گاؤں عید کی سی خوشی اور جشن میں بدل گیا۔ فقیر صاحب اُسی وقت جلدی گاؤں سے جنگل کی طرف نکل گئے۔ حضرت مولوی گُل محمد صاحبؒ کی زندگی کے تمام حالات اور واقعات حضرت عیسٰی علیہ السّلام سے مِلتے جلتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا قدم عیسٰی علیہ السّلام کے قدم پر تھا اور آپ عیسوی مشرب

www.yabahu.com

درویش تھے۔ فیضِ رُوح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

ہم نے اِس بزرگ کا تھوڑا سا ذکر بطورِ مُشتے نمونہ از خروارے اِس لیئے ہدیۂ ناظرین کیا ہے تاکہ اس تچھے سے اُس دیگ کا اور اس پھل سے سارے درخت کا اندازہ لگالیں۔ ع قیاس کُن زگلستانِ من بہارِ مرا

اِس فقیر کو باطن میں ایک دفعہ ایک مسجد کے اندر حضرت مولوی گُل محمد صاحبؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی سفید گھنی داڑھی اور خُوب صُورت بھرا ہوا گول چہرہ تھا۔ آپ اِس فقیر سے نہایت شفقت اور محبّت سے ملے اور مصافحہ کے وقت جب آپ نے میری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے نُور کے شعلے نکل رہے تھے۔

حضرت سُلطان حامد صاحبؒ مؤلف کتاب مناقبِ سُلطانی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی گل محمد صاحبؒ کے خلیفہ سلطان دایہؒ کو آخری عمر میں دیکھا۔ اُن سے مولوی صاحبؒ کی زندگی کے حالات پُوچھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ ایک دِن مولوی صاحبؒ باہر کی طرف جا نکلے۔ مَیں بھی اُن کے پیچھے سایہ کی طرح تمام دِن دوڑتا رہا۔ آخر شام کے وقت آپ ایک سرکنڈوں کی مسجد میں داخل ہُوئے اور اندر اللہ تعالےٰ سے مشغول ہو گئے۔ موسم بہار کا تھا۔ میں مسجد کے باہر

دروازے پر بطور پاسبان لیٹ گیا۔ پچھلی رات میں نے دیکھا کہ دو شخص نُورانی شکل والے وہاں آنکلے اور مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب مسجد کے اندر تشریف رکھتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ ہاں جناب اندر ہیں۔ اِس پر اُنہوں نے فرمایا کہ ہم مولوی صاحبؒ کی زیارت کے لیئے آئے ہیں۔ لیکن معلُوم ہوتا ہے کہ آپ کو اِس وقت فرصت نہیں اِس لیئے ہم واپس جاتے ہیں۔ ہمارا مولوی صاحبؒ سے سلام عرض کرنا میں نے کہا آپ کون ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں بہاء الدین زکریاؒ ملتانی (عُرف غوث بہاء الحقؒ) اور یہ دُوسرے شاہ رُکن عالم صاحبؒ ہیں۔ اشراق کے وقت جب حضرت مولوی صاحبؒ مسجد سے نکلے اور ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔ میں بھی آپؒ کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ آخر جب ایک جگہ آپؒ نے ذرا توقف کیا۔ تو میں نے موقع پاکر رات والا ماجرا بیان کیا۔ کہ رات کو غوث بہاء الحقؒ اور شاہ رُکنؒ عالم صاحب آپ کی زیارت کے لیئے تشریف لاتے تھے اور آپ کو سلام دیتے تھے۔ میری اِس بات کو آپ نے بہت بے پرواہی اور بے اِعتنائی سے سُنا اور کچھ جواب نہ دیا گویا سُنا ہی نہیں پھر آپؒ چل دیئے۔ اور پھر آپؒ جب کہیں ٹھہرے اور مجھے موقع مِلا تو میں نے پھر وُہی عرض کیا۔ کیونکہ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کسی خیال میں تھے اور میری بات کو سُنا نہیں لیکن پھر بھی آپؒ نے مُنہ موڑ لیا اور کچھ جواب نہ دیا

www.yabahu.com

آخر جب تیسری دفعہ میں نے موقع پاکر پھر عرض کیا کہ جناب آپ میری بات کا کچھ جواب نہیں دیتے ۔ میں بار بار عرض کر رہا ہوں ۔ اِس پر آپؒ کھڑے ہو گئے ۔ اور میرے پیروں پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کو چوم کر فرمانے لگے آپ کے قربان جاؤں ۔ میں نے آپ کی قدر نہیں جانی ۔ آپ کے پاؤں چومنے کے قابل ہیں ۔ کیونکہ غوث بہاء الحقؒ اور شاہ رُکن عالمؒ جیسے بزرگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں ۔ یہ باتیں آپؒ نے تفنّن کے طور پر کچھ اس انداز سے کہیں کہ مجھ میں شرم وندامت کے مارے دم مارنے اور آنکھ اُٹھانے کی سکت باقی نہ رہی ۔ پھر جب کبھی کچھ آدمی آپؒ کی زیارت کے لیئے آتے اور آپؒ کی قدم بوسی کرتے تو آپؒ انہیں میری طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ پہلے اُس بزرگ کی زیارت کرو اور اس کے قدم پکڑو ۔ یہ ایسا شخص ہے کہ غوث بہاء الحقؒ صاحبؒ اور شاہ رُکن عالم صاحبؒ جیسے بزرگ ان کی زیارت کو آتے ہیں ۔ چنانچہ اِس طرح مجھے بہت دفعہ لوگوں کے سامنے شرمندہ اور شرمسار کیا ۔ آخر میں آپؒ کے قدموں پر پڑ کر بہت رویا اور عرض کیا کہ جناب میں نے بے وقوفی کی ہے ۔ آپؒ خدا کے لیئے مجھے معاف فرمائیں ۔ پھر آپ نے مجھے معاف فرمایا ۔ اور اِس بات کو پھر نہ دُہرایا ۔

حضرت سلطان حامد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن سُلطان والیہ سے مولوی گُل محمد صاحبؒ کی شہادت کے حالات دریافت کیئے انہوں

فرمایا کہ اُن کی شہادت کے حالات بہت عجیب ہیں اور وُہ واقعہ یُوں ہے۔ کہ ایک روز ہمارے مُرشد مولوی صاحبؒ نے ہم میں سے خاص خاص مُریدوں کو اِکٹھا کیا اور اُنہیں ساتھ لے جا کر حضرت سلطان العارفینؒ کے مزار پر حاضر کیا ۔ اور سب کو ارشاد فرمایا کہ ہمارا وقت اَب قریب آپہنچا ہے ہم تمہیں اِس مقدس مزار والے کے سپرد کرتے ہیں ۔ تاکہ ہمارے بعد اِسی دربارِ پُر انوار سے فیض یاب ہوا کرو ۔ اِس کے بعد آپؒ وہاں سے مشرق کی طرف روانہ ہُوئے ۔ اور دریائے چناب کے پار ہو کر دریائے راوی کی سمت چل دیئے ہم سب آپ کے پیچھے دوڑے جب میدان میں پہنچے تو ہم سب مُریدوں کو فرمایا کہ عزیزو ۔ ہم پر شہادت کا حکم جاری ہُوا ہے تم لوٹ جاؤ ۔ ہم سب نے رو کر عرض کی کہ اَے حضرت! ہم بھی آپؒ کے ہمراہ قتل اور شہید ہونا چاہتے ہیں ۔ پھر آپ خاموش ہو کر ذرا آگے چل دیئے ہم سب آپؒ کے پیچھے پیچھے ہو لیئے ۔ آپ ایک گھڑی بعد کھڑے ہو گئے اور ہم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ دوستو ٹھہر جاؤ اور واپس چلے جاؤ ۔ درویشوں نے عرض کیا کہ ہم آخر وقت بھی آپ کے ہمراہ حاضر خدمت رہنا چاہتے ہیں ۔ اس کے بعد جلال سے آپؒ کی ہیئت بدل گئی ۔ اور زمین پر ایک لکیر کھینچ کر فرمایا کہ جس شخص کو اپنی موت اور قتل منظور ہو وُہ اِس خط سے گذر کر میرے پیچھے آئے ۔

اِس مقام پر دایہ سُلطان نے بیان کیا کہ اللہ اللہ اُس وقت ایک نہایت نرالی مُہیب حالت دیکھی۔ ہم سب پر موت کی سی ہیبت چھا گئی چنانچہ سب دم بخود رہ گئے اَور کسی کو اِس لکیر کے پار جانے کی ہمّت نہ ہُوئی۔ اَور صرف میں (دایہ سُلطان) اکیلا دل کڑا کر کے اِس لکیر کو پار کر گیا۔ اَور آپؒ کے پیچھے روانہ ہو پڑا۔ تھوڑی دُور جا کر آپؒ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اچھا چلے آؤ لیکن جب ہم پر وُہ وقت آئے گا تم بھی ہم سے بھاگ جاؤ گے اَور ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے۔

؎ چیست صائبؔ زہرہ کس را سینہ بر سنداں زدن
از دو صد عاشق کسے بے باک مے آید بروں

یہ جان پر کھیل جانے والے عاشقوں کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدّس اپنے باکمال عاشقوں سے اپنے جلوۂ دیدار اَور مشاہدۂ جمالِ لازوال کے عوض دِل وجان اَور سر ومال اَور جان وتن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونا طلب کرتے ہیں اَور عاشق لااُبالی سر ہتھیلی پر رکھے بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اَور سب کچھ اپنے محبُوب کی لقاء پر نثار اَور تصدق کرتے ہیں اَور دم نہیں مارتے۔ دوستو! آپ دیکھتے ہیں کہ اِس جانباز عاشق کی زندگی کے حالات اَور موت کے واقعات کس طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام سے مِلتے جلتے ہیں۔ چنانچہ انجیل کے چھبیسویں باب میں مذکور ہے کہ جب عید فسخ کا دن حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے حواریوں سمیت شہر یروشلم میں ایک شخص کے گھر عید فسخ کا طعام کھا رہے تھے

تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یارو! کل دن چڑھے یروشلم میں مجھے سُولی پر چڑھایا جائے گا یعنی جمعہ کی رات ایک پہر رات رہے پہاڑ سے گرفتار کیا جاؤں گا اَور تم میں سے ایک شخص یروشلم کے ہیکل مقدس کے یہودی کاہنوں کے حوالے کرے گا جو میری جان لینے کے درپے ہیں۔ اَور پھر ہم اِس طرح کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

حواریوں نے عرض کی کہ اَے رُوح اللہ وُہ کون ہے جو آپؑ کو دُشمنوں کے حوالے کرے گا۔ اُس وقت آپؑ دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہودیوں کے حوالے کرنے والا شخص وُہ ہے جس کا ہاتھ اس وقت طباق میں ہے اَور وُہ یہودا تھا۔ پس آپؑ کے حواری زار زار رونے لگے۔ اَور یعقوب جو حضرت مسیح علیہ السلام کے پہلے صحابی ہیں جسے پطرس بھی کہتے ہیں اَور نہایت راسخ الاعتقاد آدمی تھے۔ اِس نے عرض کیا کہ اَے رُوح اللہ! ہم سب اُس وقت کہاں ہوں گے اَور آپؑ سے کیونکر جُدا ہوں گے حضرت مسیحؑ نے فرمایا تم سب مجھ سے بھاگ جاؤ گے اَور مجھے چھوڑ جاؤ گے یعقوب نے عرض کیا کہ اَے حضرت! میں ضرور آپؑ کی خدمت میں رہوں گا اَور ہرگز آپؑ سے جُدائی اِختیار نہیں کروں گا۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ اَے یعقوب۔ جب جمعہ کی رات کے آخری حِصّے میں یہودی مجھے گرفتار کر کے بیت المقدس میں قید کریں گے مُرغ کی بانگ سے پہلے یعنی صبح سے پہلے بیت المقدس میں تو تین مرتبہ میرا اِنکار کرے گا جب وُہ وقت مجھ پر آئے گا۔ اَور مجھے سُولی پر چڑھایا جائے گا اِس وقت

www.yabahu.com

توجھ سے بیزار ہو جائے گا اور اجنبی اور ناآشنا بن جائے گا۔ چنانچہ بعد میں اسی طرح وقوع میں آیا یعنی جب عیسٰی علیہ السلام کو بیت المقدس میں قید کر کے لائے تو یعقوب یعنی پطرس آپؑ کے ساتھ تھا اس وقت شمع روشن کی گئی تو ایک لونڈی نے انہیں پہچان لیا اور اس نے یہودی سرداروں کو کہا کہ جب کبھی عیسٰی علیہ السلام ہیکل میں وعظ کرنے آتے تھے تو یہ شخص ان کے ہمراہ ہوتا تھا۔ پس ان یہودی سرداروں نے تین مرتبہ بطور تحقیقات دریافت کیا کہ کیا تو عیسٰی یسوع ناصری کا ساتھی ہے۔ یعقوب نے تینوں مرتبہ انکار کر دیا اور کہا کہ میں تو اسے جانتا بھی نہیں۔ اس وقت ٹھیک ایک پہر رات باقی تھی اور مرغ نے بانگ دے دی۔ تب یعقوب دل میں بہت نادم اور شرمندہ ہوا کہ افسوس! واقعی آپؑ کی پیشین گوئی میرے حق میں سچی ثابت ہوئی اور میں نے مرغ کی بانگ سے پہلے تین مرتبہ آپؑ کا انکار کر دیا۔

اب ہم مولوی گل محمد صاحبؒ کی شہادت کے واقعے کی طرف لوٹتے ہیں۔ دایہ سلطان نے بیان کیا کہ میں اپنے مرشد مولوی صاحبؒ کے پیچھے شام تک دوڑتا رہا اور شہر جوترہ سرگانہ میں جا پہنچے جو رادی کے علاقے میں ہے۔ اس شہر کے رئیس مہر سلطان کی بیوی حضرت مولوی سندھی صاحب علیہ الرحمۃ کی خاص محبّہ اور معتقد تھی۔ آپ کی تشریف آوری کا حال سن کر کسی نوکر کے ہاتھ ایک چارپائی اور ایک بوریا اٹھوا کر آپؒ کی خدمت

میں حاضر ہوئی آپؒ بغیر کچھ بچھائے اس چارپائی پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے چپ چاپ لیٹ گئے۔ وہ عورت بوریئے پر آپ کے روبرو بیٹھ گئی اور میں (دایہ سلطان) بھی ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی اسی طرح خاموشی میں گذری کہ اتنے میں مہر سلطان مذکور کا لڑکا نامدار مع اپنے دو نوکروں کے تلواریں سونتے ہوئے آپہنچا۔ اور آتے ہی انہوں نے مولوی سندھی صاحب کا سر تن سے جدا کر دیا۔ مولوی صاحبؒ نے نہ کوئی آواز نکالی اور نہ جنبش کی بلکہ بدستور اسی طرح قبلہ رُخ لیٹے رہے۔ اور اسی طرح جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (پارہ ۲ رکوع ۳) اور وہ عورت بھی اپنے مرشد مولوی صاحبؒ کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہی۔ اسے بھی اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ اور وہ مسکین بھی بے گناہ شہید ہوئی۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا۔ اور میں (دایہ سلطان) جان بچا کر نکل گیا۔

حضرت مولوی صاحبؒ سندھی علیہ الرحمۃ پر تلوار کے اتنے وار کیے گئے کہ آپؒ کا جسم مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر ان ٹکڑوں کو کمبل میں لپیٹ کر شاہ نظام کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جس کے مشرق اور جنوب میں حضرت علی حیدر صاحبؒ کا مزار ہے۔ اور شمال کی طرف موضع سنپالاں نجوانہ گاؤں ہے۔ وہاں پر آپؒ کا مزار بہت منور اور متبرک ہے اور زیارت گاہ عام و خواص ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ اور ہمیں ان کے پاک

اَوصاف سے متّصف اَور ان کے اعلیٰ اخلاق سے متخلق فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں اَور عاشقوں کو سخت اِبتلائیں اَور آزمائشیں دیتا ہے۔ اَور اُنہیں اپنے جَور و جفا میں آزماتا ہے کِسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

گہ زہر را نصیب بحلقِ حسنؓ کُنیم
گہ تیغ بر حسینؓ کشد کبریائے ما
فرعون را نداد یم اَے یار دردِ سر
زیرا کہ او نداشت سرِ درد ہائے ما
ما پروریم دُشمن و ما مے کُشیم دوست
کس را مجال نیست بچون و چرائے ما

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ حضرت سُلطان العارفینؒ سیر و سیاحت کرتے ہُوئے ایک گاؤں میں جا نِکلے جہاں ایک بزرگ شیر شاہ صاحبؒ رہائش رکھتے تھے۔ اُس شہر کے باہر ایک ٹیلے پر حضرت سُلطان العارفینؒ مراقبہ کِئے بیٹھے تھے۔ اس وقت حضرت شیر شاہ صاحبؒ کے چند طالب مریدلنگر کے لِئے لکڑیاں وغیرہ چُنتے ہُوئے آپؒ کے قریب آ نِکلے۔ ان میں سے ایک طالب نے جب آپؒ کو دیکھا تو آپ سے بولنے کی خاطر آپؒ کے بہت قریب آگیا اَور آپؒ پر سلام کہا۔ آپؒ نے سلام کا جواب دیتے

ہُوئے جب اُس کی طرف دیکھا تو اُس کا قلب ذِکر اللہ سے جاری ہو گیا۔ اَور اُس کا ہر بال ذِکر اللہ سے گویا ہو گیا۔ وُہ طالب فوراً آپؒ کے قدموں پر گِر پڑا اَور زار زار رونے لگ گیا۔ دُور سے دُوسرے طالب نے جب پہلے طالِب کی یہ حالت دیکھی تو حقیقتِ حال معلُوم کرنے کے لِئے وُہ بھی آنحضرتؒ کے پاس آگیا۔ آپؒ نے اُس کی طرف دیکھا تو اُس کی بھی وُہی حالت ہو گئی۔ اَور وُہ بھی آپؒ کے قدموں پر گِر کر رونے لگا۔ تیسرے طالب نے جب ذرا دُور سے اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر واپس بھاگا۔ اَور اپنے پیر سیّد شیر شاہ صاحب کو حالات سے آگاہ کیا کہ جناب ایک فقیر باہر فلاں ٹیلے پر بیٹھا ہے۔ آپؒ کے فلاں فلاں طالب جب اُس کے قریب گئے تو خدا جانے اُس نے اِتنی جلدی میں کیا کچھ کر دیا کہ دونوں اُس کے قدموں میں سر رکھے ہُوئے زار زار رو رہے ہیں۔ اُن کے زور سے رونے اَور دھاڑیں مارنے کی آواز جب میں نے سُنی تو میں سخت گھبرا کر آپ کے پاس آگیا۔ چنانچہ شیر شاہ صاحبؒ یہ ماجرا سُن کر حالات بچشمِ خود دیکھنے کے لِئے بمعہ چند طالبوں اَور درویشوں کے آپؒ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپؒ کے قریب پہنچے تو حضرت سُلطان العارفینؒ نے اپنی باطِنی توجّہ اَور رُوحانی طاقت کو پوشیدہ کر لیا۔ حضرت شیر شاہ صاحبؒ نے آپؒ پر سلام کہا۔ آپؒ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحبؒ نے حضرت سُلطان العارفینؒ

www.yabahu.com

سے مخاطب ہو کر کہا کہ اَے درویش! مَیں مدّت سے باطن میں طیر سیر کرتا ہوں۔ اَور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی کچہری میں بھی جاتا ہوں۔ لیکن میں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے تو کوئی سِفلی عامل یا جادُوگر ہے۔ جس کے ذریعے تُو نے میرے دو طالبوں کو مجھ سے جُدا کر کے پھنسا لیا ہے۔ پس بہتر یہی ہے کہ تُو آج سے اِس معاملے سے باز آ جائے۔ ورنہ میں حضورِ بزمِ نبویؐ سے تجھے ایسی سزا دلاؤں گا کہ تجھے چھٹی کا دُودھ یاد آجائے گا۔ اِس پر حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! آپ رات کو حضرت سرورِ کائنات صلعم کے حضور میں حاضر ہوں اَور میں بھی وہاں حاضرِ خدمت ہونے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد آپ جو چاہیں کریں۔ صبح آپ کی اَور ہماری ملاقات اِسی جگہ ہوگی اَور یہیں فیصلہ بھی ہوگا۔ چنانچہ حضرت سُلطان العارفینؒ رات کو اپنے درویشوں سمیت اِسی شہر کے اندر رہ پڑے۔ رات کو جب شیر شاہ صاحب حضرت سرورِ کائنات صلعم کی کچہری میں حاضر ہُوئے تو تمام حاضرینِ مجلسِ نبویؐ کو گھُور گھُور کر دیکھنے لگے کہ وُہ درویش (یعنی حضرت سُلطان العارفینؒ) کہیں نظر آتے ہیں یا نہ۔ آخر ایک ایک اہلِ مجلس کو اُس نے غور سے دیکھا اَور اس نتیجے پر پہنچا کہ وُہ بزمِ نبویؐ میں کہیں بھی نہیں ہے! اَور وُہ (معاذ اللہ) جھُوٹا ہے۔ صبح اُس سے نپٹ لیں گے کہ اِتنے میں اُس نے دیکھا ایک چھوٹا نُورانی

معصُوم شیر خوار بچّہ حضرت رسالتمآب صلعم کی آستین سے نِکل کر آپؐ کی گود میں کھیلنے لگا۔ جسے آں حضرت صلعم نے اپنے بچے کی طرح پیار کیا۔ پھر وُہ بچہ باری باری چار یار اصحابِ کبار، حسنینؓ و حضرت شاہ محی الدینؒ اَور جملہ حاضرین انبیاء، مُرسلین اَور اَولیاء، کاملین رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کی گود میں کھیلتا رہا۔ اَور سب نے اُسے پیار کیا۔ چنانچہ حضرت شیر شاہ صاحبؒ کی گود میں بھی آگیا اَور انہوں نے بھی اُسے پیار کیا۔ اُس وقت وُہ نوُری حضوُری بچّہ حضرت شیر شاہ صاحبؒ کی داڑھی سے کھیلنے لگا اَور کھیلتے ہُوئے اُن کی داڑھی کے دو بال نکال لیئے جس سے حضرت شیر شاہ صاحبؒ نے درد محسُوس کیا۔ لیکن لحاظ اَور پاسِ ادب سے کچھ نہ کہا۔ وُہ نوری بچہ پھر اُسی طرح تمام حاضرینِ بزمِ نبویؐ کی گود میں کھیلتے کھیلتے حضرت سرورِ کائنات صلعم کی گود میں آکر آپؐ کی آستین میں گھُس کر غائب ہو گیا۔ صبح کو حضرت سُلطان العارفینؒ اُسی معین اَور معہُودہ ٹیلے پر تشریف لا کر حضرت شیر شاہ صاحبؒ کے اِنتظار میں درویشوں سمیت بیٹھ گئے کہ اِتنے میں حضرت شیر شاہ صاحبؒ بھی اپنے درویشوں کو ساتھ لے کر غُصّے اَور جوشِ اِنتقام میں لال پیلے بنے ہُوئے حضرت سلطان العارفینؒ کے پاس آگئے اَور آتے ہی غضب ناک لہجے میں ڈانٹ بتائی کہ اَے درویش! ہم نے رات کو بزمِ نبویؐ میں تمہارا جائزہ لیا۔ اَور تمہیں دیکھتے رہے لیکن تمہاری شکل تک وہاں نظر نہ آئی۔ تم جھُوٹے ثابت ہو گئے ہو۔ اب ہم تمہیں پھر ایک

www.yabahu.com

دفعہ موقع دیتے ہیں کہ تم اپنے اِن سِفلی احوال اَور جھُوٹے افعال سے تائب ہو جاؤ۔ ورنہ اِس کا نتیجہ بہت ہی بُرا اَور عبرت ناک ہوگا۔ اِس پر حضرت سُلطان العارفینؒ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! کِسی امرِ واقعہ کی شہادت کے لئے شریعت میں کِتنے گواہ چاہئیں۔ شاہ صاحبؒ نے جواب دیا دو گواہ۔ اِس پر حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا یہ لو میری حاضری کے بھی آپ کے رِیش مُبارک کے دو بال موجُود ہیں۔ حضرت شیر شاہ صاحبؒ اپنی داڑھی کے دو بال دیکھ کر چونک پڑے۔ اَور فوراً حضرت سُلطان العارفینؒ کے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی کے خواستگار ہُوئے۔

جسُن پر اپنے ہر اِک مہ پارہ گرمِ لاف تھا
گھر سے وُہ خورشید رُو نِکلا تو مطلع صاف تھا

اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحبؒ علیحدگی میں حضرت سُلطان العارفینؒ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے لگ گئے۔ منجملہ ان کے یہ بھی دریافت کیا کہ جناب! آپؒ لوگ بظاہر ہمیں بزمِ نبویؐ میں نظر نہیں آتے۔ لیکن آپؒ اپنے باطنی کمالات اَور رُوحانی طاقت میں ہم سے بہت بڑھے ہُوئے ہیں سو آپؒ کہاں رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحبؒ! حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نو قسم کی کچہریاں باطن میں لگتی ہیں۔ سب سے ادنیٰ مجلس وُہ ہے جو عالمِ ناسُوت میں ہر جگہ منعقد ہوتی ہے۔ جس میں عام اَولیاء اللہ

جسمِ نفس کے ساتھ حضرت سرورِ جہان صلعم کے لطیفۂ نفس کے اِرد گِرد جمع ہوتے ہیں اَور ناسُوتی فیض پاتے ہیں۔ اِسی طرح قلوب کی کچہری الگ ہے اَور اَرواح کے دربار علیٰ ہٰذا القیاس علیحدہ علیحدہ منعقد ہوا کرتے ہیں اَور ہم عاشقوں اَور فقراء فنا فی اللہ بقاء باللہ کی خاص کچہری نُور کے دریائے ژرف توحید یا لامکان میں منعقد ہوتی ہے۔ آپ لوگوں کو سوائے اِسی ایک بزمِ مقامِ ناسُوت کے اَور کِسی کچہری تک رسائی نہیں۔ اَور ہم حضُورِ پُر نور کے ذاتی فقر کے وارث آپ کے ساتھ آپؐ کی ہر مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔ چنانچہ وُہ ۹ نو مقام جہاں ۹ نو قِسم کی کچہریاں منعقد ہوتی ہیں، حسب ذیل ہیں:۔

اوّل مقامِ دُنیا۔ دوم مقامِ عقبیٰ۔ سوم مقامِ ازل۔ چہارم مقامِ ابد۔ پنجم مقام روضۂ حرمِ نبوی صلعم۔ ششم مقام بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ۔ ہفتم مقام عرشِ اعظم۔ ہشتم مقام دریائے ژرف یعنی بحرِ توحید اَور نہم مقامِ لاہوت لامکان۔ اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب کو اُن کی درخواست پر اپنا خلیفہ بنایا اَور مقامِ ادنیٰ سے نکال کر مقامِ اعلیٰ پر سرفراز فرمایا ؎

آں سیہ چردہ کہ شیرینیٔ عالم با اوست
چشمِ میگوں لبِ خنداں دِلِ خرّم با اوست
گرچہ شیریں دہناں پادشہانند و لے
آں سلیمانؑ زمان است کہ خاتم با اوست

www.yabahu.com

رُوئے خُوبست و کمالِ ہُنر و دامن پاک
لاجرم ہمّتِ پاکانِ دو عالم با اوست

حضرت سُلطان العارفین قدس اللہ سرّہ العزیز نے دو دفعہ چند درویشوں کے ہمراہ دریائے سندھ کو عبُور کر کے ہمارے ملک دامان کے ضِلع ڈیرہ غازیخان اَور ضِلع ڈیرہ اِسمٰعیل خاں کی سیر و سیاحت فرمائی ہے۔ اَور اِن علاقوں میں اپنا باطِنی فیض پھیلایا ہے۔

ایک دفعہ جب آپ ڈیرہ غازی خاں کی طرف چند درویشوں کے ہمراہ سفر فرما رہے تھے۔ تو راستہ میں دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر شہرِ فتح خاں کے قریب ایک گاؤں پر آپؒ کا گذر ہوّا۔ دوپہر کے وقت درویشوں کا اِرادہ ہوّا کہ وہاں روٹی کھا کر ذرا آرام کریں۔ چنانچہ وہاں ایک دائی کے گھر تشریف لے گئے اَور اُسے آٹا پکانے کے لئے کہا۔ دائی نے کہا کہ مجھے روٹی پکا دینے میں تو کچھ عذر نہیں ہے لیکن میری لڑکی کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں اَور دیکھو درد کے مارے وُہ میری گود میں بھی آرام نہیں کرتی اَور درد سے چلّا رہی ہے۔ درویشوں نے کہا۔ مائی لڑکی کو ایک لحظہ کے لیئے پنگھوڑے میں ڈال دو۔ ہم اُس کا پنگھوڑا ہلاتے رہیں گے۔ اللہ کرے گا اُسے آرام آجائے گا۔ اِتنے میں تم ہماری روٹیاں پکا لوگی۔ دائی نے کہا۔ لڑکی تو

آرام کرنے والی نہیں ہے لیکن خیر تم دُور سے آئے ہُوئے مُسافر ہو۔ تم خود آٹا گوندھ دو اَور تنور گرم کر دو۔ میں جلدی جلدی روٹیاں لگا دُوں گی اِس پر حضرت سُلطان العارفینؒ نے فرمایا۔ مائی! لڑکی کو پنگھوڑے میں ڈال دو۔ اِس کے رونے کے ہم ذمہ دار ہیں۔ تم اپنا کام کرو۔ چنانچہ وُہ دائی اَور درویش روٹی پکانے کے سامان میں لگ گئے۔ اَور حضرت سُلطان العارفینؒ چھپّر کے نیچے لڑکی کے پنگھوڑے کے پاس بیٹھ گئے۔ آپؒ کا آہستہ سے اِسم ذات کا اِشارہ کر کے پنگھوڑے کو ہلانا ہی تھا کہ اُس نیک بخت معصُوم کی زبان خاموش ہو گئی۔ اَور اُس کا ننھا دِل اِسم ذات سے جاری ہو گیا اَور اُس کے بدن کے تمام بال اللہ اللہ کرنے لگ گئے۔ جب لڑکی کا رونا موقوف ہو گیا تو وُہ دائی اپنی لڑکی کی یکدم خاموشی سے حیرت زدہ ہو گئی اَور بار بار پنگھوڑے اَور حضرت سلطان العارفینؒ کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ آخر جب کافی دیر ہو گئی اَور روٹیوں سے فارغ ہو گئی اَور اُس نے دیکھا کہ حضرت سلطان العارفینؒ پنگھوڑا ابھی نہیں ہلا رہے اَور لڑکی پر یکدم موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی ہے تو اُس سے نہ رہا گیا۔ اَور دوڑی دوڑی چھپّر کے پاس آکر حضرت سلطان العارفینؒ سے مخاطب ہُوئی کہ میاں تم لڑکی کے پنگھوڑے کو حرکت اَور ہلاوہ بھی نہیں

دیتے اَور لڑکی خاموش کیوں ہو گئی ہے۔ کہیں اس کا گلہ تو نہیں گھونٹ دیا۔ اَور مار تو نہیں ڈالا۔ اِس پر آپؒ نے فرمایا کہ مائی ہم نے تمہاری لڑکی کو مارا نہیں بلکہ ابدالآباد تک زندہ کر دیا ہے اَور اُسے ایسا ہلا وا دیا ہے کہ قیامت تک اِس کو ہلاوے آتے رہیں گے۔ چنانچہ جب اُس دائی نے لڑکی کے مُنہ سے کپڑا اُٹھایا تو لڑکی کا دِل جاری تھا۔ اَور اس کی نس نس سے اِسم ذات کی آواز آ رہی تھی۔ اِسم ذات کی حرارت سے لڑکی پسینے میں شرابور تھی۔ چنانچہ اُسے دیکھ کر دائی کو بھی تاثیر ہو گئی۔ اَور وُہ بھی اللہ اللہ پکارنے لگی اَور حضرت سُلطان العارفینؒ کے قدموں پر گِر کر زار زار رونے لگی۔ اِس واقعہ کو دیکھ کر گاؤں کے تمام لوگ جمع ہو گئے۔ اَور لڑکی کو دیکھ کر تمام مرد عورت اللہ اللہ پکارنے لگ گئے اَور اس گاؤں میں ایک کہرام مچ گیا۔ چنانچہ بعد میں وُہ سعادت مند بچی مجذوبہ صاحبِ کمال ہو گئی۔ اَور مائی غلام فاطمہ مستوتن کے نام سے مشہُور ہو گئی۔ ہندی زبان میں مستوتن لفظ مستوار کی تانیث ہے جو مجذوب کے معنی میں اِستعمال ہوتا ہے۔ مائی صاحبہ کی قبر زندہ ہے اَور مرجعِ خلائق ہے۔ بہت لوگ ان کے مزار سے فیضیاب اَور مستفیض ہوتے ہیں اَور دینی و دُنیوی مُرادیں پاتے ہیں۔ مناقبِ سُلطانی میں مذکور ہے۔ اَور یہ واقعہ بالکل صحیح اَور مشہور ہے کہ حضرت محمد صدیق علیہ الرحمۃ لیہّ اَور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے قریب رہنے والا

قوم کا پسہرا حضرت سُلطان العارفینؒ کے مزار پر آ کر معتکف ہوّا۔ اَور آپؒ کی رُوحانیّت سے فیض یاب ہوّا۔ اُن دنوں حضرت سُلطان العارفینؒ کی خانقاہ کے دروازے کے قریب سامنے ایک بیری کا درخت کھڑا تھا۔ ایک روز ایک اندھا شخص مزارِ مقدّس پہ فاتحہ اَور قرآن پڑھنے کی غرض سے دروازے کی طرف جا رہا تھا کہ اُس کا ماتھا اس درخت کی ایک موٹی سی شاخ سے ٹکرا گیا اَور زخمی ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر دربار شریف کے درویشوں نے مشورہ کیا کہ اِس درخت کو کاٹ دیا جائے۔ کیونکہ ہر آنے جانے والے زائر کے راستے میں مزاحم اَور مُوجبِ ضرر ہے لیکن اُس وقت کے درویش سب صاحبِ احوال تھے۔ اَور حضرت سلطان العارفینؒ سے ہر معاملے میں باطنی طور پر صلاح اَور مشورہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ سب نے یہ صلاح کی کہ رات کو حضرت سلطان العارفینؒ کی رُوحانیت سے اِس معاملے میں اِجازت لی جائے اَور اِستخارہ کر لیا جائے۔ چنانچہ رات کو سب درویش اِس نیّت سے سوئے کہ حضرت سُلطان العارفینؒ سے اس بیری کے کاٹنے کا امر ہو جائے تب یہ کام کیا جائے۔ چنانچہ رات کو حضرت سُلطان العارفینؒ نے خواب میں خلیفہ محمد صدیق صاحب کو فرمایا کہ اَے محمد صدیق! ہماری بیری کو کیوں کاٹتے ہو۔ یہ خود اپنے پاؤں چل کر ہمارے مزار کے سرہانے شمال کی طرف جا کھڑا ہو گی۔ غرض خلیفہ محمد صدیق صاحب نے تو رات سب

www.yabahu.com

فقیروں کو اِس بات کی بشارت دے دی اور واپس آکر اپنے حجرے میں سو پڑے۔ صبح اُٹھے تو دیکھا کہ بیری کا درخت مزارِ مقدس کے سرہانے شمال کی طرف کھڑا ہے۔ اسی روز سے اِس بیری کا نام حضوری بیر پڑ گیا۔ لوگ اِس کے بیر اور پتے وغیرہ شفاء امراض خصوصاً حصولِ اولاد کے لیئے آج تک اِستعمال کر رہے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ ذاتی فقراء کی یہ خصوصیت ہوا کرتی ہے کہ اُن کی موت اور حیات برابر ہوتی ہے۔ وہ جس طرح زندگی میں فیض اور برکت پہنچاتے ہیں۔ موت کے بعد قبر سے بھی اسی طرح بدستور فیض و برکات اور کشف و کرامات و تصرفات دِکھاتے ہیں۔ اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ جب حضرت خلیفہ محمد صدیق صاحبؒ حضرت سُلطان العارفینؒ کے مزارِ مقدس سے فیضیاب ہوئے تو آپؒ کو حکم ہوا کہ مُلک سندھ بلوچستان میں جاکر بُود و باش اِختیار کریں۔ چنانچہ آپ حضرت سُلطان العارفینؒ کے امر سے خلیفہ سیّد حضرت موسن شاہ صاحبؒ کے مزار اور شہر گھوٹکی سے چھ کوس جنوب کی طرف شہر محمود پر دہریچہ میں رہ پڑے۔ آپؒ نے وہاں ہزارہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔ اور آپؒ کا مزار وہاں مشہور و معروف و مرجعِ خواص و عوام اور قبلۂ حاجات ہے۔

حضرت محسن شاہ صاحبؒ گیلانی گھوٹکی والے کی فیض یابی کا حال بھی بہت عجیب ہے آپؒ شروع میں کم سن اور یتیم تھے۔ اور آپؒ کی والدہ ماجدہ آپؒ کی

پرورش اور خدمت کیا کرتی تھیں۔ اِن دنوں ایک کلال یعنی کمہار شخص حضرت سُلطان العارفینؒ کی زندگی ہی میں آپؒ سے فیض یاب ہو کر اپنے وطن گھوٹکی آگیا۔ اس کے بلند احوال اور اعلیٰ مقامات پر جلدی فائز ہونے کا چرچا ہر جگہ مشہور ہو گیا۔ اور اس کی طرف لوگوں کا رجوع ہو گیا۔ حضرت محسن شاہ صاحبؒ کی والدہ اس کی باطنی ترقی دیکھ کر اُس کلال فقیر کی خدمت میں عرض گذار ہوئی کہ جس وقت آپؒ دُوسری دفعہ اپنے مُرشد حضرت سُلطان العارفینؒ کی خدمت میں جائیں تو میرے یتیم بچے محسن شاہ کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں اور اُن کی زیارت اور اِرادت سے مشرّف کریں اور اِس عاجزہ کی طرف سے حضورؒ کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپؒ کمال درجے تک تارک الدنیا ہیں اور ہر ایک طالب مُرید کو دُنیا کے ترک کرنے کا حکم فرماتے ہیں لیکن ہم از حد مسکین ہیں اور فقر و فاقہ اور مسکینی کا بوجھ پشتوں سے اٹھاتے اٹھاتے جاں بلب آگئے ہیں اور اب ہم میں مزید بھوک اور تنگ دستی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی ازراہِ للّٰہ میرے اِس یتیم بچے کو حسنینؓ کے صدقے میں ہر دو دینی اور دنیوی نعمت سے مالامال فرما دیں۔ چنانچہ وُہ کلال بزرگ اُس یتیم بچے سیّد محسن شاہ کو ہمراہ لے کر حضرت سُلطان العارفینؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے اور جو کچھ اس کی والدہ نے عرض کیا تھا آپؒ کی خدمت میں بچے کو پیش کرتے ہُوئے عرض کر دیا۔ حضرت سُلطان العارفینؒ نے اس یتیم بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور فرمایا

www.yabahu.com

کہ ابھی یہ بچہ ہے۔ توجہ کی برداشت کی طاقت اِس میں نہیں ہے۔ اِس کی والدہ ماجدہ کو ہماری طرف سے یہ مُژدہ اَور پیغام سُنانا کہ اِنشاء اللہ ہم اِسے سعادتِ دارین سے سرفراز کریں گے۔ فی الحال یہ علمِ ظاہری حاصل کرے۔ جب ظاہری عِلم سے فارِغ ہوے۔ تب اِسے میرے پاس لے آدیں۔ ہمارے پاس اس کا ازلی نصیبہ موجُود ہے۔ چنانچہ آپ موضع گھوٹکی واپس آتے۔ اَور اپنی والدہ ماجدہ کو حضورؒ کا پیغام سُنایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے محسن شاہ صاحبؒ کو ایک دِینی مکتب میں داخِل کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد جب آپ فارغ التحصیل ہُوتے تو پھر اُسی کلال فقیر کے ہمراہ حضرت سُلطان العارفینؒ کی خدمت میں حاضر ہونے اَور فیض پانے کے اِرادہ سے روانہ ہُوئے۔ جس وقت حضرت محسن شاہ صاحبؒ حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے تو آں حضرت قدس سِرّہٗ نے ان کے دِل کی زمین پر انگشتِ شہادت سے اِسم اللہ ذات لِکھ کر توجّہ فرمائی جس سے محسن شاہ صاحبؒ کے قلب اَور قالب ہر دو روشن اَور منوّر ہو گئے۔ اَور عارف روشن ضمیر اَور زندہ دِل ہو گئے اَور آپ کا ظاہر اَور باطن تو اِسم اللہ ذات سے معمُور ہو گیا۔ حضُور کی ذاتی توجّہ اَور نورُی اِلتفات نے سیّد محسن شاہ صاحبؒ کو ہر دو دینی و دُنیوی، صُوری اَور معنوی اَور ظاہری و باطنی طور پر وُہ کمال بخشا کہ آپ تھوڑے دنوں میں کامل سالک اَور مرجعِ خلائق بن گئے۔ غرض

حضرت سُلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز نے سیّد محسن شاہ صاحبؒ کے بارے میں جس طرح وعدہ فرمایا تھا۔ بطور اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰی آپؒ نے اِسی طرح اِس یتیم سیّد صاحبؒ کو ہر دو دِینی و دُنیوی نعمتوں سے مالامال فرما دیا۔ اپنے وطن جا کر حضرت محسن شاہ صاحبؒ نے وہاں ظاہری دینی تعلیم و تدریس اَور وعظ و پند اَور باطنی ارشاد و تلقین کا سِلسلہ جاری کیا۔ لاکھوں آدمیوں کو ہدایت فرمائی اَور ہزارہا طالب آپؒ سے فیض یاب ہُوتے۔ آپؒ کا لنگر بڑا فراخ اَور وسیع تھا۔ کہتے ہیں کہ آپؒ کے لنگر میں روزانہ ایک من نمک خرچ ہوتا تھا۔ آپؒ کے باطِنی تصرّف کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ کے وطن گھوٹکی کے اِردگرد سو سو کوس تک کِسی کو مجال نہ تھی کہ کوئی علانیہ بدعت مثلاً سرود، ناچ، ڈھل وغیرہ تمباکو نوشی، بھنگ، چرس، شراب نوشی وغیرہ کا اِرتکاب کر سکتا۔ آپؒ کے اِن بلند پایہ حالات اَور واقعات کی شہادت اَور صداقت آپؒ کی خانقاہ کی عظیم الشان مسجد آج بھی زبانِ حال سے بیان کر رہی ہے کہ ایک روز یہاں شریعت اَور طریقت ہر دو بڑے جوبن اَور عروج پر رہے ہیں۔ اِس فقیر نے گھوٹکی جا کر آپؒ کے مزار کی زیارت کی ہے اَور آپؒ کی مسجد میں نماز پڑھی ہے۔ بڑی بھاری وسیع اَور نہایت خوبصورت عمارت ہے جس کے اندر ہزاروں آدمی بیک وقت آسانی سے نماز ادا کر سکتے ہیں حضرت

www.yabahu.com

سُلطان العارفین قدس سرّہ العزیز کے ظاہری بیعت کا کہیں سے صحیح سُراغ نہیں مِلتا۔ اَور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔ اِن باتوں کا صحیح ماخذ آپؒ کی کتابیں ہیں۔ چنانچہ کتاب امیر الکونین میں حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ فرماتے ہیں کہ یہ فقیر تیس سال تک مُرشدِ کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہے اَور اَب سالہا سال سے طالبِ صادق کی طلب میں ہُوں۔ مناقب سلطانی کے مصنفؒ اِس موقع پر فرماتے ہیں کہ آپؒ کو ہر دو مُرشدِ کامل اَور طالبِ صادق نہیں مِلے ہمارا بھی اِس سے اِتفاق ہے بعض لوگ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کی بیعت حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحبؒ دہلوی سے منسُوب کرتے ہیں لیکن حضورؒ کی کتابوں میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب کا کہیں بھی ذِکر نہ آنا بہت ہی تعجب خیز اَور حیران کُن بات ہے۔ حالانکہ حضور نے کتابوں میں سارنگ خاں بلوچ کا بھی ذِکر کیا ہے۔ دیگر یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب شاہنشاہِ ہند اَورنگ زیب کے مصاحب بھی تھے اَور اَورنگ زیب نے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے جو کہ آپ کے مصاحِب کے مُرید تھے بیعت کی اِستدعا کی۔ سو یہ باتیں قیاس سے بعید معلوم ہوتی ہیں۔ نیز حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ اپنی کتاب گنج الاسرار میں حضرت شاہ مقیم صاحبؒ حجرہ والے کے اَولاد میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اپنی اِرادت کا اظہار فرماتے ہیں۔ چنانچہ ابیات میں اِرشاد فرماتے ہیں :۔

ابیات :۔ ہر کرا پدرش بود عارف مقیم
چوں نباشد ولد بر رہ مُستقیم
شرف زاں لعل بہاول باوصال
نظر بر قبرش مکن شوریدہ حال
شُد مُرید از جانِ باہُوؒ باصفا الخ

سو ان باتوں سے یہ صحیح نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ تیس سال کے عرصۂ طلب میں بے شمار مرشدوں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اَور ان کی خدمت کر کے ان سے فیوضات حاصل کیے ہیں۔ جن میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحبؒ دہلوی اَور حجرہ شاہ مقیم صاحبؒ کے بزرگ وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن آپؒ کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باطن میں دستِ بیعت فرما لیا ہے اَور حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سرہ العزیز نے تلقین فرمائی ہے جس سے آپؒ اللہ تعالیٰ کے ذاتی بحرِ انوار میں غرق ہُوئے اَور حضرت بزمِ نبویؐ کا دوامِ حضور حاصل ہوا۔ ہم اِس کتاب کے پچھلے صفحات میں بیان کر آئے ہیں کہ بعض طالبوں کے زبان پر لفظ حق باہُوؒ بے اختیار جاری ہو جاتا ہے بعض خشک مزاج حاسد لوگ اس مُبارک نام کے سُننے سے آتش زیر پا ہو جاتے ہیں اَور کہتے ہیں کہ ایسا کہنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ حقیقتِ حال سے واقف نہیں ہیں۔ بلکہ حق باہُوؒ کہنا

عین حق ہے۔ اور یہ لقب آپؒ کو حق کی طرف سے حق طور پر مرحمت ہوا ہے۔ چنانچہ آپؒ رسالہ رُوحی میں اِرشاد فرماتے ہیں۔ اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ سِرِّ ذَاتْ یَاھُوْ فقیر باھُوؒ عُرف اعوان ساکن قلعہ شور الخ یعنی فقیر باہُوؒ کو یہ حق کا لقب حق کی طرف سے عطا ہوا۔ اِس واسطے یہ کلمہ اللہ تعالےٰ کی جانب سے مقبُول اَور منظور ہے بلکہ ذریعۂ نور اَور وسیلۂ حضور ہے۔ اَور جو شخص اِس پاک کلمے کے سُننے سے آتش زیرپا ہوتا ہے وُہ کورچشم حاسد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہے۔

حضرت سُلطان العارفینؒ کی اَولاد میں بڑے کامل اَولیاء ہو گذرے ہیں۔ خصُوصاً حضرت غلام باہُو صاحِب رحمۃ اللہ علیہ، جن کو سُلطان العارفینؒ ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؒ بڑے جلیل القدر عارف اَور کامل سالک ہو گذرے ہیں آپؒ کے مناقب بے شمار ہیں۔ ہم بوجہ خوفِ طوالت یہاں بیان نہیں کر سکتے۔ اگر کسی کو شوق اَور خواہش ہو تو آپؒ کے اَور حضور کے دیگر فرزندوں اَور خلفاء کے مفصّل حالات مناقبِ سُلطانی مؤلفہ حضرت سُلطان حامد صاحبؒ میں دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت سُلطان العارفینؒ کا وصال ماہ جمادی الثانی کی پہلی تاریخ جمعہ کی رات سنہ ۱۱۰۲ھ میں واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوارِ رحمت کی دائمی ابدی بارشیں آپؒ کی ذاتِ بابرکات اَور آپؒ کے جُملہ خلفاء اور اَولاد اَور طلباء پر ابدالآباد تک نازل ہوتی رہیں۔ اَور تمام دُنیا ان کے فیوضات اَور برکات سے

مالامال اَور معمُور رہے۔ آمین یارب العالمین۔

حضرت سُلطان العارفینؒ کے یہ چند مناقب بطور مُشتے نمونہ از خروارے یہاں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ورنہ آپؒ کے اَور جُملہ سُلطان الفقراؒ کے درپردہ غائبانہ برکات اَور فیوضات تمام کائنات کے اندر جاری اَور ساری ہیں کیوں کہ یہ تمام کائنات کے جسم کے اندر بمنزلۂ جان اَور رُوحِ رواں کے ہیں جس طرح رُوح جسم کو زندہ اَور تابندہ اَور تازہ و فرخندہ رکھتی ہے اِسی طرح یہ سات اَرواح تمام جسم کائنات کے لِئے گویا سات غدُودِ حیات (glands) کا حکم رکھتی ہیں۔ اَور انہیں پر جُملہ سبعات کائنات یعنی سات افلاک، سات برِّ اعظم، سات سیّاروں، سات جنّت، سات دوزخ، سات ایّامِ ہفتہ، سات الوان اَور سات لطائفِ سلوک وغیرہ کی بقا اَور حیات کا انحصار ہے کیوں کہ ان کا وجُود باجُود اللہ تعالیٰ کے سات صفاتِ ذاتی کے اِنعکاس اَور پرتو سے ظہُور پذیر ہے۔ جس وقت کائنات ان کے باطنی نوری اِلتفات اَور توجّہات سے خالی ہو جائے گی اُس وقت وُہ جسدِ بے جان کی طرح ہلاک پراگندہ بیکار اَور منتشر ہو جائے گی اَور قیامت قائم ہو جائے گی۔ اِس سے یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ دُنیا میں ان کے سوا کوئی فقیر، عارف، سالک، ولی اَور بزرگ نہیں ہے۔ بلکہ دُنیا میں اَولیاء اللہ ستاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ لیکن چُونکہ یہ ذاتی فقراء دُنیا میں آفتابِ عالمتاب کی طرح ہیں اَور سب اولیاء اللہ کے نجوم اجسام

اَور کواکب قوالب کو نوُر اَور فیض ان ذاتی شموسِ انوار سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ اصل ہیں۔ اَور دیگر جُملہ اَولیاء اللہ بطور فرع کے ہیں۔ اَور جو اَولیاء اللہ اَور اُن کے تابعین اپنی اصل الاصول کا اِنکار کریں تو اُن کی اصل یعنی جڑ کاٹ دی جاتی ہے اَور ولائت سے محرُوم ہو جاتے ہیں جیساکہ شیخ صنعان کا قِصّہ بطورِ نمونہ و یادگار مشہُور ہو گیا ہے۔

سوائے طالبِ نیک اطوار اَور اَے سالکِ سعادت آثار! خبردار رہ ہوشیار!! زنہار زنہار!! اِن ذاتی فقراء کے اِنکار کی طرف نہ آ۔ اَور ان سے مُنہ نہ موڑ۔ بلکہ اِن سے باطنی رابطہ اَور رُوحانی رشتہ جوڑ۔ تاکہ تجھے سعادتِ دارین حاصِل ہو اَور تو اپنے محبُوبِ حقیقی سے واصل ہو۔ اِسی غرض اَور مقصُود کو مدِّنظر رکھ کر ہم نے یہ رسالہ بطور کلیدِ گنج سعادتِ دارین اَور مفتاحِ خزائن کونین شائع کیا ہے اور تجھے منزلِ مقصُود کا آسان، مختصر اَور سہل ترین راستہ بتا دیا ہے۔ اگر تجھے کچھ فہم و فراست اَور عقل و ادراک ہے اَور تیرا دِل شیطانی کبر اَور ابلیسانہ حسد سے پاک ہے تو اِس رسالہ کو اپنا دائمی رفیق، راہبر اَور حیلہ وسیلہ اور حرزِ جاں بنا لے اَور اِسے دِن رات وِرد و وظیفہ کیا کر۔ اِنشاء اللہ اِس سے تو جلدی اپنی من مانی مُراد کو پہنچ جائے گا ؎

بجانے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسالہ رُوحی شریف

از زبانِ حق ترجمان حضرت سُلطان العارفین بُرہان الواصلین مقتدائے کاملین فنا فی عین ذات یاھُو حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ العزیز

بداں، اَرۡشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیۡنِ

جان لے (اَے طالب) تجھے اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ہدایت کرے

کُنۡتُ ھَاھُوۡتَ، کَنۡزًا یَاھُوۡتَ

میں ہویت کی ہا اَور یاہوت کا خزانہ تھا

مَخۡفِیًا لَاھُوۡتَ فَاَرَدۡتُّ مَلَکُوۡتَ، اَنۡ

لاہوت کے اندر مخفی پس عالمِ ملکُوت میں میرا ارادہ ہُوا کہ میری

اُعْرَفَ جَبَرُوْتَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ نَاسُوْتَ

جبرُوت پہچانی جائے پس میں نے عالمِ ناسُوت میں مخلُوق کو پیدا کیا

ذات سرچشمۂ چشمانِ حقیقت ہاہویت حضرتِ عشق بالائے کونین

یعنی ہاہویت کی حقیقت کی آنکھوں کا سرچشمہ، حضرتِ عشق (یعنی معشوقِ حقیقی)

بارگاہِ کبریا و تختِ سلطنت آراستہ، از کمال عبرت ماہیّتِ ذاتِ

نے دونوں جہان سے بالاتر اپنی کبریائی کچہری کے اندر تختِ سلطنت آراستہ کیا

پاکش ہزاراں ہزار بے شمار قوافلِ عقل سنگسار۔ سُبحان اللہ

اس کی پاک ذات کی ماہیّت کی کمال عبرت سے ہزاراں ہزار بلکہ بیشمار عقل کے قافلے

از اجسامِ عناصرِ خاکی بہزار مظہر ظہورِ آثارِ جمال و جلال

سنگسار ہوگئے۔ سُبحان اللہ عناصرِ خاکی کے اجسام سے اس کے جمال وجلال کے ہزاروں

قُدرت ہائے کاملہ آئینۂ باصفا ساختہ تماشائے

آثار نمودار ہیں۔ اس کی قدرتِ کاملہ گویا ایک آئینۂ باصفا بنا کر اس میں اپنے

رُوئے زیبا مے فرمائید۔ خود با خود قمارِ عشق مے بازد،

بے مثل حُسن کا تماشا دیکھ رہی ہے اور اپنے آپ سے عشق کا جوا کھیل رہا ہے

خود نظر و خود ناظر و خود منظُور، خود عِشق، خود عاشق

خود نظر، خود ناظر اور خود منظور ہے۔ خود عِشق، خود عاشق

وخود معشُوق۔ اگر پردہ را از خود براندازی ہمہ یک

اور خود معشُوق ہے۔ اَے طالب اگر تُو اپنی خُودی کا پردہ درمیان

ذات و دُوئی ہمہ از اَحْوَالِ چشمیست۔ مے گوید

سے اُٹھالے تو تجھے ایک ہی ذات جلوہ گر نظر آئے۔ یہ تمام دوئی (عالمِ کثرت)

مصنّف تصنیف معتکفِ حریمِ جلال و جمال

تیری بھینگی آنکھ کا فریب ہے۔ کہتا ہے اِس تصنیف کا مصنّف اللہ تعالیٰ کے

ہاہویت حق، محوِ شہُودِ ذاتِ مُطلق، عین

جلال وجمال کے حریم ہاہویت کا معتکف ذاتِ حق کے دیدار میں محو، معبُودِ برحق

عنایت از شہُودِ مشہُود معبُود علی الحق، در مہدِ ناز

یعنی ذاتِ مشہُود کی عنایت کی آنکھ میں منظور، نازِ سُبحانی

سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ، بصدرِ عزّت

ما اعظم شانی کے پنگھوڑے میں جُھولنے والا، مقامِ عزّت

تاجِ معرفت و وحدت مُطلق بر سر و

کی صدرگاہ میں معرفت اور وحدت کا تاج سر پر رکھے ہوئے

ردائے تصفیہّ و تزکیہّ اَنْتَ اَنَا وَ اَنَا

مقام اَنْتَ اَنَا اور اَنَا اَنْتَ میں تصفیہ کی چادر بغل میں لپیٹے

اَنْتَ در بر اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقّْ

ہُوئے اور حق کی طرف سے حق کے لقب سے ملقب

سِرِّ ذات یاھُو فقیر باھُو قدس سرّہٗ عرف

سِرِّ ذاتِ یاہُو یعنی فقیر باہُو قدس سرّہٗ عرف

اعوان ساکن قلعہ شور حرسہا اللہ تعالیٰ

اعوان ساکن قلعہ شور (اللہ تعالیٰ اُسے ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ

من الفتن والجور چند کلمات از ابراز تحقیقاتِ فقر

رکھے) چند کلمے مقامِ ہویت ذات کے فقر کی تحقیقات میں سے

مقامِ ہُوِیَت ذات رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ

بیان کرتا ہے اور اس آیت "میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے"

تفسیر از معنی المعنیٰ خاص الخاص تعلیم مے آرد

کی معنی المعنیٰ اور خاص الخاص تفسیر کی تعلیم دیتا ہے۔

عارفِ واصل بہرجا دیدہ کُشاید بجُز دیدارش نہ بیند

عارف واصل جس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے سوائے اُس کے دیدار کے اُسے کچھ

ونقشِ غیر وخودی از خود بر اندازد، تا با مُطلق مُطلق شود

نظر نہیں آتا۔ غیر اور خودی کے جملہ نقوش اپنے وجُود سے مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ ذاتِ مُطلق

بداں کہ چُوں نُورِ احدی از حجلۂ تنہائی

کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے۔ جان لے کہ جب نُورِ احدی نے تنہائی

وحدت بر مظاہرِ کثرت ارادہ فرمُود۔ حُسنِ خود را

وحدت کی ڈولی سے نکل کر عالمِ کثرت میں ظہُور فرمایا تو اپنے جمال کو

جلوہ بصفائے گرم بازاری نمود۔ بر شمعِ جمالش

صفائی سے جلوہ دے کر اپنے حُسن کا بازار گرم کیا۔ اس کی شمعِ جمال پر

پروانۂ کونین بسوزید و نقابِ میمِ احمدی پوشیدہ

ہر دو جہان پروانے کی طرح مر مٹے۔ بعدہٗ نقابِ میمِ احمدی اوڑھ کر

صُورتِ احمدی گرفت و از کثرتِ جذبات و ارادت

صُورتِ احمدی اختیار کی۔ اور کثرتِ جذبات و ارادت سے

ہفت بار بر خود بجنبید و از آں ہفت ارواحِ فقراء

سات دفعہ اپنے اُوپر جنبش کھائی۔ جس سے سات ارواحِ فقراء

باصفا، فنا فی اللہ، بقا باللہ محو خیالِ ذات،

باصفا، فنا فی اللہ، بقا باللہ اُس کی ذات کے خیال میں ہمہ تن محو

ہمہ مغزِ بے پوست، پیش از آفرینشِ آدم علیہ السّلام

جُملہ مثل مغزِ بے پوست آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے

هفتاد هزار سال غرق بحرِ جمال بر شجرِ مرآة الیقین پیدا
ستّر ہزار سال پہلے غرقِ بحرِ جمال رہ کر شجر مرآۃ الیقین پر پیدا
شدند۔ بجُز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے ندیدند
ہُوئے۔ اُنہوں نے ازل سے ابد تک اُس کی ذات کے سوا اَور کسی چیز کی طرف
و ما سویٰ اللہ گاہے نشنیدند بحریمِ کبریاء
نہ دیکھا اَور اللہ تعالےٰ کی آوازِ الست کے بغیر اَور کوئی آواز نہ سُنی، اس کے
دائم بحر الوصال لازوال، گاہے جسدِ نوری پوشیدہ
حریم کبریاء کے اندر وصالِ لازوال میں مدہوش ہو اَور مستغرق رہے کبھی نوری جُثے
بہ تقدیس و تنزیہ مے کوشیدند۔ گاہے قطرہ در بحر و
پہن کر تقدیس اَور تنزیہ کا حق ادا کیا اَور کبھی مثل قطرۂ دریا میں اَور
گاہے بحر در قطرہ و ردائے فیض عطاء اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ
کبھی مثل دریا قطرے کے اندر رہے اَور فیض اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ
فھو اللہ بر ایشاں پس بحیاتِ ابدی و
فھو اللہ کی عطائی چادر اُن کے کندھوں پر ہے ایسے فقر خاص الخاص
عزّ تاج سرمدی الفقر لَا یَحْتَاجُ اِلٰی رَبِّہٖ
اور لایحتاج کے حیاتِ ابدی اَور عزّ و تاج سرمدی سے سرفراز ہیں کہ جس

وَلَا اِلٰی غَیْرِہٖ معزّز و مکرّم از آفرینشِ آدم علیہ السّلام
ہیں[1] نہ وُہ رب کے اَور نہ غیر کے محتاج ہیں۔ آدم علیہ السّلام کی پیدائش
و قیامِ قیامت ہیچ آگاہی ندارند۔ قدم ایشاں
اَور قیامِ قیامت اَور حساب کتاب سے اُنہیں کوئی واسطہ نہیں۔ ان کا قدم
بر سرِ جملہ اولیاء، غوث و قطب۔ اگر آنہا را
تمام اولیاء اللہ غوث و قطب وغیرہ کے سر پر ہے۔ اگر اُنہیں
خُدا خوانی بجا و اگر بندۂ خُدا دانی روا عَلِمَ
خُدا کہا جائے تو بجا ہے اَور اگر بندۂ خُدا پُکارے تو بھی روا ہے
مَنْ عَلِمَ مقامِ ایشاں حریمِ ذاتِ کبریا و از
اِس رمز کو جس نے پہچانا اُسی نے جانا۔ اُن کا مقام حریمِ ذاتِ کبریا
حق ما سویٰ الحق چیزے نہ طلبیدند۔ و
ہے۔ اُنہوں نے حق سے سوائے حق کے اَور کچھ طلب نہیں کیا۔
بہ دُنیائے دُنی و نعیمِ اُخروی حُور و قصُور،
دُنیائے دُوں کی لذّاتِ نفسانی اَور آخرت کے نعماء رُوحانی یعنی
بہشت و دوزخ بکرشمۂ نظر ندیدند و ازاں
حُور و قصُور، بہشت وغیرہ کو گوشۂ چشم سے کبھی نہیں دیکھا اَور اُس

[1] اَور جب اللہ تعالیٰ مِل جاتا ہے تو اس کی حاجت اَور طلب نہیں رہتی۔

www.yabahu.com

یک لمعہ کہ موسیٰ علیہ السلام در سراسیمگی رفتہ
ایک تجلی کوہِ طور سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے
وطور درہم شکستہ در ہر لحہ وطرفۃ العین ہفتاد
تھے اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ ہر ایک پل اور ہر دم میں جذباتِ
ہزار بار لمعاتِ جذباتِ انوارِ ذات بر ایشاں وارد
انوارِ ذات کے ستر ہزار تجلیات ان پر نازل ہوتے رہے لیکن انہوں نے
ودم نہ زدند و آہے نہ کشیدند وَهَلْ مِنْ
دم نہیں مارا اور آہ تک نہیں کھینچی اور مزید تجلیات کے طالب
مَّزِیْد مے گفتند ایشاں سلطان الفقراء
رہے یہ لوگ فقراء اہل اللہ کے بادشاہ اور دونوں
وسید الکونین اند۔ یکے روحِ خاتونِ قیامت
جہان کے سردار ہیں ایک روحِ مقدس حضرت فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہا و یکے روحِ خواجہ حسن بصری
خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا ہے اور ایک روح خواجہ حسن بصری
رضی اللہ عنہ و یکے روحِ شیخ ما حقیقت الحق
رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ایک روح مکرم ومعظم ہمارے شیخ حقیقت الحق

نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت سید محی الدین شیخ
نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت محبوبِ سبحانی حضرت شیخ سید
عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز و یکے
عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز اور ایک
روح سلطانِ انوار سر السرمد حضرت پیر عبدالرزاق
روح سلطانِ انوار، سر السرمد حضرت پیر عبدالرزاق
فرزندِ حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز و یکے
فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز اور ایک
روح سرِ ذاتِ یاھو بندہ فقیر باھو (قدس اللہ سرہ العزیز)
روح بندہ فقیر باھو (قدس اللہ سرہ العزیز) کی ہے
و دو روح دیگر اولیاء بحرمتِ مِن ایشاں قیامِ
اور دو ارواح دیگر اولیاء اللہ کی ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے
دارین، تا آنکہ آں دو روح از آشیانۂ وحدت
ان کی برکت اور حرمت سے دارین کو قیام اور بقا حاصل ہے جب تک وہ
بر مظاہرِ کثرت نہ خواہند پرید قیامِ قیامت
دو روح وحدت کے گھونسلے سے نکل کر عالمِ کثرت کی فضا میں پرواز نہ کرلیں قیامت قائم

نخواہد شُد، سراسر نظرِ ایشاں نُورِ وحدت و
نہ ہوگی۔ سراسر ان کی نظر میں نُورِ وحدت اَور
کیمیائے عزّت۔ بہر کس پرتوِ عنقائے ایشاں اُفتاد
کیمیائے عزّت پنہاں ہے۔ جس شخص پر اُن کی نظرِ عنقا پڑ جاتی ہے
نُورِ مُطلق ساختند، احتیاج بریاضت وِرد اَوراد
اُسے مُطلق نُور بنا لیتے ہیں، طالبوں کو ریاضت اَور ظاہری وِرد اَوراد
ظاہری طالباں را نہ پرداختند۔ بداں کہ فقیر
میں نہیں لگاتے بلکہ نظر اَور توجّہ سے طالب کی منزل طے کراتے ہیں۔ جان لے
نُورِ مُطلق مؤلّف تالیف ایں کتاب مُستطاب
کہ اِس کتاب مُستطاب کے مصنّف اَور اِس تالیف شریف کے
پردہ ہا وحجب حجاب تمامی برانداختہ عین العین
مؤلّف یعنی یہ فقیر نُورِ مُطلق تمام حجب حجاب اَور پردوں کو سامنے
وحدت گشتہ۔ سُبُحَانَ اللہ جسمِ اِیں بندہ را
سے ہٹا کر عین العین وحدت بن گیا۔ سُبحان اللہ اس فقیر کا جسم ایک
پردۂ ضعیف حائل خود بخود درمیان ہزار ہا
ضعیف پردے کی طرح درمیان میں حائل ہے بلکہ سب کچھ وُہ ذات ہے جو

اسرارِ عجیبہ و لطیفہ ہائے غریبہ فرمُودہ
خود بخود اپنے آپ میں ہزاروں اسرارِ عجیبہ و لطیفہ ہائے غریبہ ظاہر
خود ناطق خود منطوق، خود کاتب و خود مکتوب،
فرمارہا ہے۔ آپ ہی کلام کرنے والا اَور آپ کلام ہے۔ آپ لکھنے والا اَور
و خود دال و خود مدلول، اگر ایں را آثارِ
آپ کتاب ہے۔ آپ دلالت کرنے والا اَور خود مدلول ہے۔ اگر اِس تحریر کو
قدرتِ رَبّانی دانند بجا و اگر وحی
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار جانیں تو بجا ہے اَور اگر اسے آسمانی
منزل خوانند روا، معاذ اللہ، اگر اِیں
وحی[1] سمجھیں تو بھی روا ہے۔ معاذ اللہ، اگر اِس
وثیقۂ لطیفہ را از زبانِ بندہ دانی الحق
وثیقۂ لطیفہ کو بندہ کی زبان جانیں الحق

[1] اگرچہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لیکن اس کے بجائے بطور نعم البدل اولیاء کرام کی طرف الہام اَور باطنی اعلام کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

www.yabahu.com

اگر ولی واصل کہ از رجعت عالمِ رُوحانی و یا عالمِ
اگر کوئی ولی واصل جو کہ عالمِ رُوحانیت یا عالمِ قدس شہود میں اپنے
قدس شہود از درجۂ خود اُفتادہ باشد۔
درجے سے گر گیا ہو اگر اِس کتاب کو وسیلہ بنائے تو
اگر توسل بایں کتاب مستطاب جوید آنرا مرشد بیست
اس کے لئے مُرشدِ کامل ثابت ہوگی۔ اگر اُس نے توسّل
کامل۔ اگر او توسل نہ گرفت اورا قسم واگر ما اورا نرسانیم
نہ پکڑا تو اُسے قسم ہے اَور اگر ہم نے اُسے نہ پہنچایا
مارا قسم۔ واگر طالب سلک سلوک معتصم ومتمسک شود بمجرد
ہمیں قسم ہے اگر سلک سلوک کا طالب اسے پنجہ مار کر مضبوط پکڑیگا
اعتصام عارفِ زندہ دل و روشن ضمیر سازم۔
محض اس کے دوام اعتصام اَور مواظبت سے عارف زندہ دل و روشن ضمیر بن جائے گا۔

ابیات

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم ‌‌ ‌‌ ‌‌ از ابتدا تا انتہا یک دم برم
جو شخص حق کا طالب ہو میں اس کی رہبری کے لئے حاضر ہوں۔ ابتدا
سے لے کر انتہا تک ایک دم میں پہنچا دُوں گا۔

طالب بیا طالب بیا طالب بیا ‌‌ ‌‌ ‌‌ تا رسانم روزِ اوّل با خُدا
اَے طالب (دنیا) آ، اے طالب (عقبیٰ) آ، اے طالب مولیٰ آ، تاکہ پہلے ہی روز میں تجھے خُدا سے ملا دُوں۔
بداں کہ عارفِ کامل قادری بہرِ قدرتِ
جان لے کہ عارف کامل قادری ہر قدرت پر قادر
قادر و بہر مقام حاضر، محو ہا ہویت مُطلق
اَور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے مصنّف تصنیف ہاہویت مطلق
مصنّف تصنیف می فرمائد تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازی
فقیر باہُوؒ کہتا ہے کہ جب مجھے لُطفِ ازلی کی عین عنایت
عین عنایت حق الحق حاصل شدہ واز حضور فائض النور
سے حقیقی طور پر سرفرازی حاصل ہوئی ہے اَور حضور فائض النّور
اکرم نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم حکم ارشادِ خلق شدہ
اکرم مجلسِ نبوی صلعم سے خلقِ خُدا کی تلقین و ارشاد کا حکم
چہ مُسلم وچہ کافر چہ بانصیب وچہ بے نصیب
ہو چکا ہے۔ اب میری نظر کیمیا اثر کے آگے کیا مسلم اَور کیا کافر
چہ زندہ وچہ مُردہ، بزبانِ گوہر فشاں
کیا بانصیب اَور کیا بےنصیب اَور کیا زندہ اَور کیا مُردہ سب برابر ہیں کیونکہ

مُصطفےٰ ثانی و مُجتبےٰ آخر زمانی فرمودہ۔

سرورِ کائنات صلعم نے مجھے اپنی زبانِ گوہرفشاں سے مصطفٰی ثانی اور مجتبٰی آخرزمانی کا لقب عطا فرمایا ہے

ابیات

دستِ بیعت کرد ما را مُصطفےٰ
ولدِ خود خواند است مارا مجتبےٰ

مجھے دستِ بیعت خود حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے فرمائی ہے اور حضرت مجتبٰی نے مجھ کو اپنا فرزند بنایا ہے۔

شُد اجازت باھُوؒ را از مُصطفےٰ
خلق را تلقین بکن بہر از خُدا

فقیر باھُوؒ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی طرف سے اِس بات کا حکم ہُوا ہے کہ خلقت کو محض فی سبیل اللہ تلقین کرے۔

خاک پایم از حسینؓ و از حسنؓ
معرفت گشت است بر من انجمن

میں حسنینؓ کا خاکِ پا ہُوں اِس لئے معرفت اور فقر مجھ پر ختم ہو گیا ہے

و بمنزلِ فقر از بارگاہِ کبریا حکم شد

اور فقر کے مقام میں بارگاہِ کبریا سے مجھے خطاب ہُوا

کہ تو عاشقِ مائی۔ ایں فقیر عرض نمود کہ عاجز را

تُو ہمارا عاشق ہے۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ اس عاجز کو

توفیق عشق حضرت کبریا نیست۔ باز فرمود

حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں ہے۔ پھر حکم ہُوا

کہ تُو معشوق مائی، باز ایں عاجز ساکت ماند

کہ تُو ہمارا معشوق ہے۔ تب یہ عاجز خاموش ہو گیا

پرتوِ شعاعِ حضرت کبریا بندہ را ذرّہ وار

اس وقت جناب حضرتِ کبریا کے شعاعِ انوار کے پرتو نے

در ابحارِ استغراق مستغرق ساخت و فرمود

بندہ کو ایک ذرّے کی طرح اپنے ابحارِ انوار میں غرق کر دیا اور فرمایا

تو عینِ ما ہستی و ما عینِ تو ہستم۔ در حقیقت

کہ تُو ہماری عین ہے اور ہم تمہاری عین۔ حقیقت میں

حقیقت مائی و در معرفت یار مائی و در

تو ہماری حقیقت اور معرفت میں ہمارا یار۔ اور

ھُو ضمیرِ ذاتِ سِرّیا ھُو ہستی۔

ھُو کی بناوٹ میں ھُو کا سِرّ ہے۔

(تمام شد رسالہ شریف)

www.yabahu.com

اِس رسالہ شریف کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاند کی پہلی جمعرات کی رات پڑھنا شروع کرے۔ پڑھنے سے پہلے دو رکعت نفل اِس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ یعنی الحمد شریف کے بعد سورۂ اخلاص یعنی قُل شریف سات دفعہ پڑھے۔ بعدہٗ سلام پھیر کر اس کا ثواب حضرت مُحمّدؐ رسُولُ اللہ صلعم و آپ کے اصحاب کبارؓ خصوصاً سلطان الفقراءؒ کی ارواحِ مقدسہ کو بخشے۔ بعدہٗ اوّل آخر سات سات دفعہ دُرود شریف پڑھ کر بیچ میں ایک دفعہ رسالہ رُوحی پڑھے۔ اِسی طرح اس کو ہمیشہ جاری رکھے۔

(جُملہ حقوق محفوظ ہیں)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُلطان الاَوراد

رسالہ رُوحی شریف، دُعائے سیفی، دُرود صلوٰۃ اکبر

قصیدہ غوثیہ و قصیدہ بازِ اشہب

مُرتّبہ

حضرت فقیر نور محمّد
سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ

www.yahbahu.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسنادِ دُعاءِ سیفی!

دُعاءِ سیفی اُن مختلف دُعاؤں کا مجموعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہترین اَور مقبول ترین دُعائیں ہو سکتی ہیں۔ یہ دُعا جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے امر سے حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سکھائی۔ اَور آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو تعلیم فرمائی۔ اِس کا نام دعاءِ سیفی، حرزِ یمانی اَور حرز الصحابہ بھی ہے حرزِ یمانی اِس واسطے کہتے ہیں کہ یمن کا ایک بادشاہ جسے دُشمنوں نے اپنی سلطنت سے نکال کر اس کے مُلک اَور سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے اپنے ملک اور سلطنت کی واپسی کی بہتیری کوشش کی لیکن ہر دفعہ ناکام رہا۔ آخر ہر طرف سے مایوس اَور نااُمید ہو کر یمن کا معزول اَور مغلوب بادشاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر باطنی اَور غیبی امداد کا طالب ہُوا۔ آپ نے اس کے حالِ زار پر رحم فرما کر اُسے یہ دُعاءِ سیفی لکھ کر دی۔ کہ اسے پڑھا کر، اِنشاء اللہ اِس دُعاء کی برکت سے تجھے جلدی اپنی بادشاہی اَور سلطنت واپس مِل جائے گی۔ چنانچہ اس بادشاہ نے دُعاءِ سیفی پڑھنی شروع کی۔ اَور اس کی برکت سے بہت جلدی اسے اپنی کھوئی ہوئی یمن کی سلطنت واپس مِل گئی، اَور اسے بہت ترقی و عروج حاصِل ہُوا۔ لہٰذا اس کا نام حرزِ یمانی پڑ گیا۔ بعدہٗ صحابہ، تابعین اَور تبع تابعین بلکہ تمام اِسلامی دُنیا میں اِس دُعا کا چرچا ہو گیا۔ اَور لوگ اِس دُعاء کی برکت سے اپنی مُرادوں اور مہموں میں

کامیاب ہوتے رہتے حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے اس دُعاء کو بہت پڑھا ہے اَور آپ اِس دُعاءِ سیفی کے پہلے عاملِ کامِل ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ ایک روز آپ وضو فرما رہے تھے کہ اُوپر ہوا سے ایک چیل نے آپ پر بِیٹھ کر دی۔ اَور آپ کے کُرتے کو پلید اَور خراب کر دیا جس پر آپ نے اُوپر چیل کی طرف دیکھ کر فرمایا طَارَ رَأْسُكَ یعنی تیرا سر اُڑ گیا۔ اُسی وقت چیل کا سر تن سے جُدا ہو گیا۔ اور وُہ آپ کے سامنے زمین پر تڑپ کر مر گئی۔ اُس وقت آپ رونے لگ گئے۔ آپ کے خادم نے جو وضو کرا رہا تھا، آپ سے عرض کیا کہ جناب کیا ہُوا ایک موذی مردار پرندہ ہلاک ہو گیا۔ اِس کے لئے آپ رو رہے ہیں۔ اِس پر آپ نے فرمایا کہ مَیں اس چیل کے لئے نہیں رو رہا۔ بلکہ میں اِس لئے رو رہا ہوں کہ مَیں نے دُعاءِ سیفی اِتنی پڑھی ہے کہ میری زبان، میرا ہاتھ میرا خیال، میری توجہ اَور میری نگاہ بلکہ میرا سب کچھ سیف الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے امر کی ننگی تلوار ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر اَور کُن کی یہ ننگی تلوار قیامت تک آسمان اَور زمین کے درمیان کھلی رہے گی۔ میرے جدِّ پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے بعض حاسد، کور چشم لوگ میرے ساتھ بغض اَور کینہ رکھیں گے اَور میرے بعد میرے نام کی اہانت اَور بے ادبی کریں گے۔ اُن کے ایمان کے سر اس طرح اُڑ جائیں گے جس طرح اِس چیل کا سر اُڑ گیا ہے مَیں اِس بات کو رو رہا ہوں چنانچہ آپ نے وُہ کُرتا اُتار کر ایک مسکین کو بطور فدیہ دے دیا اَور فرمایا هٰذَا بِهٰذَا یعنی یہ اِس چیل کی جان کا فدیہ ہے۔ اَور نیا کُرتہ منگوا کر زیبِ تن فرما لیا۔ تمام دعوتوں اَور خصوصاً اِس دُعاءِ سیفی کے عمل کی کلید اَور کنجی حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے حضُور سے طالبانِ دعوت کو عطا ہوتی ہے۔

خاندانِ قادری میں اِس دُعاء سیفی کا بڑا عمل چلا آتا ہے۔ چنانچہ حضرت سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہُو قدس اللہ سِرّہ العزیز اپنی کتابوں میں فرماتے ہیں کہ "زبانِ اہلِ دعوت ہرگز سیف الرحمٰن نہ گردد تا آنکہ دعاءِ سیفی نزدِ قبرِ اولیاء اللہ نخوانَد"۔ یعنی اہلِ دعوت کی زبان ہرگز سیف الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے امرِ کُن کی تلوار نہیں بن سکتی، اَور فقیر عامل اس وقت تک صاحبِ لفظ نہیں ہو سکتا جب تک وُہ دعاء سیفی کا وِرد کسی بزرگ ولی اللہ کی قبر کے پاس نہ کرے، اَور کسی رُوحانی کی ہم نشینی میں اِس دُعا کے عمل کی تکمیل نہ کرے۔ لہٰذا اِس فقیر نے ابتداء میں اِس دُعاء سیفی کی بڑی تلاش کی۔ مختلف عاملوں سے دُعاء سیفی کے نسخے حاصل کیے لیکن اُن سب میں تھوڑا بہت اختلاف پایا۔ آخر بغداد شریف میں حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ کی درگاہِ خاص کے کلید بردار صاحب پیر سیّد مصطفٰے صاحب گیلانی رزّاقی کے جناب سے ایک اصلی اَور پرانا قلمی نسخہ ہاتھ لگا جو آپ نے کمال شفقت اَور مرحمت سے اِس فقیر کو اپنے پُرانے حضرت محبُوبِ سُبحانی پیر صاحب قدس سرہٗ کے زمانے کے جدّی قلمی بیاض سے نکال کر عنایت فرمایا اَور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ دُعاء سیفی کا یہ وُہ اصلی اَور صحیح نسخہ ہے۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے دُعاء سیفی اَور حرزِ یمانی سے نقل کیا گیا ہے۔ جو اِس فقیر نے محض خلقِ خدا کے فیض کی خاطر فی سبیل اللہ اِس کتاب میں درج کر دیا ہے۔ ورنہ ایسی غیر مترقبہ نعمتوں کو لوگ گوہرِ بے بہا کی طرح چھپائے رکھتے ہیں۔

دُعاء سیفی کے اسناد میں لکھا ہے کہ ستّر ہزار جنّ، ستّر ہزار ملائکہ یعنی فرشتے اَور ستّر ہزار رُوحانی بطور مؤکّلات اِس دُعاء کی خدمت پر مامُور اور مقرر ہیں، جو حسبِ

اِستعداد اَور مُطابق قابلیّت اہلِ دعوت عاملِ دُعاء سیفی کے پاس حاضر ہوتے ہیں، اَور اس کے ظاہری و باطنی اَور دینی و دُنیوی کاموں میں امداد کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ جس وقت عاملِ اہلِ دعوت دعاء سیفی کا وِرد شروع کرتا ہے اَور کہتا ہے:- اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ تو ان تمام مؤکّلات علوی اَور سِفلی میں اِس طرح کا ہیجان اَور اہتزاز پیدا ہو جاتا ہے جس طرح شہد کے چھتّے کو چھیڑنے سے شہد کی مکھیوں میں شور اَور انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اَور جس قدر عامل اہلِ دعوت کے پڑھنے میں باطنی قوّت اَور کشش ہوتی ہے اِسی قدر مؤکّلات اہلِ دعوت کے پاس حاضر ہو کر اس کی خدمت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اگر عامل اہلِ دعوت قہر اَور غضب سے مقہوری اَور ہلاکت موذی دشمن کے لئے دعا مذکور پڑھتا ہے، تو مؤکّلات طرح طرح کے باطنی ہتھیاروں اَور اوزاروں مثلاً تلوار، نیزوں، تیر کمان اَور بندُوق وغیرہ سے لیس ہو کر اہلِ دعوت کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کے اِرد گرد چکر لگاتے ہیں، اَور جس آدمی، جس گھر والوں یا جس جماعت کی طرف عامل اشارہ کرتا ہے، اُس پر مؤکّلات جا کر ٹوٹ پڑتے ہیں، اَور وہاں تباہی مچا دیتے ہیں، اَور اگر عاملِ اہلِ دعوت تسخیرِ قلوب اَور فتوحاتِ غیبی کی نیت اور ارادے سے دُعاء سیفی پڑھتا ہے تو مؤکّلات ہاتھوں میں طرح طرح کے نقد و جنس اَور قِسم قِسم کے تحفے تحائف اُٹھائے ہوئے عامل کے پاس حاضر ہوتے ہیں، اور اس کے پیش کرتے ہیں، اَور اگر کسی ایک محبُوب و مطلوب کے تسخیر اَور محبّت کے لئے پڑھتا ہے تو مؤکّلات اسی محبوب و مطلوب کو زنجیرِ تسخیر میں جکڑ کر حاضر کر دیتے ہیں۔ اَور عاملِ اہلِ دعوت کے تابعِ فرمان بنا دیتے ہیں۔ اِس فقیر نے اِس دُعا کو بر زبان یاد کر کے اِسے بہت پڑھا ہے، اور

www.yabahu.com

باطن میں اِس دُعا کی بہت عجیب قوتِ تسخیر و تاثیر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اِس کی بڑی توقیر دیکھی ہے۔ اگر دورانِ عمل میں طالب کو باطن میں کوئی شخص خواب مراقبے یا نیم بیداری کے اندر کوئی ہتھیار از قسم چھُری، تیر کمان، نیزہ یا تلوار وغیرہ پیش کرے، تو جانے کہ اس کا جلالی عمل جاری ہو گیا ہے، اور اگر آئینہ پیش کرے تو یہ عمل جمالی کے اجراء کی علامت ہے، اِس کے پڑھنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد ایک دفعہ سُورۂ یٰسین پڑھ کر دُعاءِ سیفی ایک دفعہ روزانہ پڑھے اس دُعا کے اندر بعض خاص خاص مقامات ہیں۔ وہاں عامل کو حسبِ مدعا اشارہ کرنا پڑتا ہے مثلاً بعض دعائیں محبت و تسخیر کے لئے بعض ہلاکت و مقہوری دشمن کے لئے اور بعض دیگر حاجات کے لئے مخصوص ہیں۔ عامل اُس مقام پر اپنی مدعا کے مُطابق اشارہ کرے، اگر دُعاءِ سیفی پڑھنے سے پیشتر بطور حصار الحمد شریف، آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر اپنے اُوپر دم کرے۔ اور بعدہٗ سورۂ یٰسین اور دُعاءِ سیفی پڑھے تو بہت بہتر ہے۔

نوٹ:۔ واضح ہو کہ دعاءِ سیفی میں بعض جگہ پر جو حروفِ مقطّعات مثلاً ش، ک، ف، ق اور ش، م، ص، م وغیرہ درج ہیں انھیں زبانی طور پر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ بعض دعاؤں میں محلِ اجابت، محلِ محبّت، مقہوری اعداء اور دفعِ شر کیلئے اشارات ہیں۔ دُعا پڑھنے والا ترجمہ سے دُعا کا مفہوم معلوم کر کے اپنے دل میں اپنے مطلب اور مُراد کی طرف خیال کر لیا کرے۔

دُعاءِ سیفی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ
اَے اللہ! تو بادشاہ ہے حقیقی وُہ بادشاہ

اِلَّآ اَنْتَ ن ق اَنْتَ رَبِّیْ ج وَاَنَا عَبْدُکَ عَمِلْتُ
کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر تو ن ق تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں

سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ ج وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ ج
میں نے بُرا کام کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہُوں

فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا کُلَّھَا فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ
میرے گناہ بخش دے تمام کے تمام کیونکہ نہیں بخش سکتا

الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ط یَآ اَللّٰہُ ط یَا رَحْمٰنُ ط یَا
گناہ مگر تو ہی اَے اللہ اَے رحمٰن اَے

رَحِیْمُ ط یَا رَبُّ ط یَا غَفُوْرُ ط یَا شَکُوْرُ ط یَا
رحیم اَے رب اَے غفور اے شکور اَے

حَلِیْمُ ط یَا کَرِیْمُ ط یَا حَکِیْمُ ط اَللّٰھُمَّ
حلیم اَے کریم اَے حکیم اَے اللہ!

اِنِّیْٓ اَحْمَدُکَ وَاَنْتَ لِلْحَمْدِ اَھْلٌ عَلٰی مَا
میں تیری حمد کرتا ہوں اور تو حمد کے لائق ہے جیسا کہ

خَصَصْتَنِیْ بِهٖ مِنْ مَوَاهِبِ الرَّغَائِبِ وَ

تو نے مجھے خاص کیا ساتھ (عمدہ) نعمتوں کے عطیات سے اور

اَوْصَلْتَ اِلَیَّ مِنْ فَضَائِلِ الصَّنَائِعِ وَاَوْلَیْتَنِیْ

تو نے پہنچائے میری طرف قدرتوں کے فضائل اور تو نے مجھے

بِهٖ مِنْ اِحْسَانِكَ وَبَوَّأْتَنِیْ بِهٖ مِنْ مَظِنَّةِ

عطا کیا ساتھ اس کے احسان سے اور تو نے مجھے تیار کیا سچائی کے

الصِّدْقِ وَاَنَلْتَنِیْ بِهٖ مِنْ مِنَنِكَ الْوَاصِلَةِ

یقین سے اور تو نے مجھے دیئے اپنے احسانوں سے جو

اِلَیَّ وَاَحْسَنْتَ اِلَیَّ مِنْ اِنْدِفَاعِ الْبَلِیَّةِ عَنِّیْ

پہنچنے والے ہیں میری طرف اور تو نے احسان کیا میری طرف بلا کے دفع کرنے کا میری جانب سے

وَالتَّوْفِیْقِ لِیْ وَالْاِجَابَةِ لِدُعَائِیْ حِیْنَ اُنَادِیْكَ

اور توفیق دی واسطے میرے اور قبولیت دی واسطے میری دعا کے جبکہ میں تجھ کو

دَاعِیًا وَاُنَاجِیْكَ رَاغِبًا وَاَدْعُوْكَ ضَارِعًا

پکاروں دعا کرنے والا اور تیرے ساتھ سرگوشی کروں رغبت کرنے والا اور تجھ سے

مُضَارِعًا مُصَافِیًا وَحِیْنَ اَرْجُوْكَ رَاجِیًا

میں دعا کروں عاجزی کرنے والا دل کو صاف کرنے والا اور تجھ سے میں امید کرتا

فَاَجِدُكَ فِی الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا لِیْ جَارًا حَاضِرًا

ہوں پس میں تجھ کو پاتا ہوں تمام جگہوں میں میرے لئے حفاظت کرنے والا حاضر

حَافِظًا حَفِیًّا بَارًّا رَءُوْفًا وَّفِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا

محافظ مہربان احسان کرنے والا رحم کرنے والا اور تمام کاموں میں

لِیْ نَاصِرًا وَّنَاظِرًا وَّلِلْخَطَایَا وَالذُّنُوْبِ

میرے لئے امداد کرنے والا اور نظر کرنے والا اور واسطے گناہوں اور خطاؤں کے

غَافِرًا وَّلِلْعُیُوْبِ سَاتِرًا لَمْ اَعْدَمْ عَنِّیْ

بخشنے والا اور واسطے عیبوں کے پردہ پوشی کرنے والا نہیں دور ہوئی مجھ سے

عَوْنَكَ وَبِرَّكَ وَخَیْرَكَ لِیْ وَاِحْسَانَكَ

تیری امداد تیرا احسان تیری خیر اور تیرا احسان

عَنِّیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ مُنْذُ اَنْزَلْتَنِیْ دَارَ الْاِخْتِیَارِ

آنکھ کے جھپکنے تک بھی جب کہ تو نے مجھے اتارا اختیار کے گھر میں

وَالْفِكْرِ وَالْاِعْتِبَارِ وَلِتَنْظُرَ اِلَیَّ فِیْمَا اُقَدِّمُ

اور فکر اور عبرت حاصل کرنے کے گھر میں تاکہ تو میری طرف نظر کرے

اِلَیْكَ لِدَارِ الْقَرَارِ فَاَنَا عَتِیْقُكَ یَا مَوْلَایَ

اس چیز میں جو میں آگے بھیج رہا ہوں تیری طرف دار القرار کی طرف میں تیرا آزاد کیا ہوا ہوں اے میرے

مِنْ جَمِیْعِ الْمَضَارِّ وَالْمَضَالِّ وَالْمَصَائِبِ

مولا تمام تکالیف سے گمراہوں سے و مصیبتوں سے

وَالْمَعَائِبِ وَاللَّوَازِبِ وَاللَّوَازِمِ وَالنَّوَائِبِ

اور عیبوں سے اور الزامات سے اور حوادث سے اور بلیات سے

وَالشَّدَائِدِ وَالْهُمُوْمِ الَّتِیْ قَدْ سَاوَرَتْنِیْ

اور غموں سے اور وہ غم جو مجھ پر غالب ہو گئے ہیں اس

فِیْهَا الْغُمُوْمُ بِمَعَارِیْضِ اَصْنَافِ الْبَلَاءِ

دنیا میں بوجہ آنے مختلف بلاؤں کے اور بوجہ وارد ہونے

وَضُرُوْبِ جُهْدِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

غالب تقدیر کے اور بوجہ شرارت دشمنوں کے

لَا اَذْكُرُ مِنْكَ اِلَّا الْجَمِیْلَ وَلَمْ اَرَ مِنْكَ

میں نہیں یاد کرتا تجھ سے مگر اچھی بات اور نہیں دیکھتا میں تجھ سے

إِلَّا التَّفْضِيلَ خَيْرُكَ لِي شَامِلٌ وَصُنْعُكَ

مگر فضیلت تیری بھلائی میرے لئے شامل ہے اور تیری مہربانی میرے

لِي كَامِلٌ وَلُطْفُكَ لِي كَافِلٌ وَفَضْلُكَ عَلَيَّ

لئے کامل ہے اور تیرا لطف میرے لئے کفیل ہے اور تیرا فضل میرے اوپر

مُتَوَاتِرٌ وَنِعَمُكَ عِنْدِي مُتَّصِلَةٌ وَأَيَادِيكَ

متواتر ہے اور تیری نعمت میرے پاس متصل ہے اور تیری مہربانیاں

لَدَيَّ مُتَكَاثِرَةٌ لَمْ تُخْفِرْ جِوَارِي وَصَدَّقْتَ

میرے پاس کثیر ہیں تو نے نہیں کمی کی میری پناہ میں اور تو نے سچا کر دیا

رَجَائِي وَصَاحَبْتَ أَسْفَارِي وَأَكْرَمْتَ

میری اُمید کو اور تو دوست رہا ہے میرے سفروں میں تو نے عزت کی

أَحْضَارِي وَأَشْفَيْتَ أَمْرَاضِي وَعَافَيْتَ

میری اقامتوں میں اور تو نے شفا دی میری بیماریوں میں اور تو نے عافیت دی

أَعْضَائِي وَأَحْسَنْتَ مُنْقَلَبِي وَمَثْوَائِي

میرے اعضاء کو اور تو نے احسان کیا میرے جانے پر اور آنے پر اور تو نے مجھے رسوا

وَلَمْ تُشْمِتْ بِي أَعْدَائِي وَرَمَيْتَ مَنْ رَمَانِي

نہیں کیا میرے دشمنوں کے مقابلے میں تو نے دُور پھینک دیا ان لوگوں کو

بِسُوءٍ وَكَفَيْتَنِي شَرَّ مَنْ عَادَانِي فَحَمْدِي

جو مجھے برائی کے ساتھ پھینکنا چاہتے تھے اور تو میرے لئے

لَكَ وَاصِبٌ وَاصِلٌ وَثَنَائِي عَلَيْكَ مُتَوَاتِرٌ

کافی ہے ان لوگوں کے شر سے جو مجھ سے عداوت کرتے ہیں پس میرا حمد کرنا تیرے لئے ہمیشہ ہے

دَائِمٌ مِّنَ الدَّهْرِ إِلَى الدَّهْرِ بِأَلْوَانِ التَّسْبِيحِ

متصل ہے اور میرا ثنا کرنا تجھ پر متواتر ہے دائم ہے ایک زمانے سے دوسرے زمانے تک طرح طرح کی تسبیحوں

وَأَنْوَاعِ التَّقْدِيسِ لَكَ خَالِصًا لِّذِكْرِكَ وَ

اور قسم قسم کی پاکیوں کے ساتھ خاص طور پر تیری یاد کرنے کے لئے

مَرْضِيًّا لَّكَ بِنَاصِعِ التَّوْحِيدِ وَالتَّحْمِيدِ وَ

جس سے تیری رضا حاصل ہو اور تیری خالص توحید اور تحمید اور

إِخْلَاصِ التَّفْرِيدِ وَإِمْحَاضِ التَّقَرُّبِ وَالتَّمْجِيدِ

محض تفرید اور قرب اور بزرگی کا اظہار ہو

بِطُولِ التَّعَبُّدِ وَالتَّعْدِيدِ لَمْ تُعَنْ فِي قُدْرَتِكَ

تیری کمال عبودیت اور اطاعت کے طور پر تجھے اپنی قدرت میں

وَلَمْ تُشَارَكْ فِي إِلٰهِيَّتِكَ وَلَمْ تُعْلَمْ لَكَ مَائِيَّةٌ

کسی مدد کی ضرورت نہیں اور نہ کوئی تیری خدائی میں شریک ہوا ہے۔

وَلَا مَاهِيَّةٌ فَتَكُونَ لِلْأَشْيَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ مُجَانِسًا

اور نہ تیری ماہیت اور مائیت جان سکا ہے کہ تو (معاذ اللہ) مختلف اشیاء کے ہمجنس ہو

وَلَمْ تُعَايَنْ إِذْ حُبِسَتِ الْأَشْيَاءُ عَلَى الْعَزَائِمِ

اور کوئی نہیں دیکھتا تھا جب کہ اشیاء نے تیرے ارادے کے مطابق

الْمُخْتَلِفَاتِ وَلَا خَرَقَتِ الْأَوْهَامُ حُجُبَ الْغُيُوبِ

اختلاف پکڑا اور نہ کسی کا وہم اور فہم تیرے غیب کے حجابوں کو پھاڑ

إِلَيْكَ فَأَعْتَقِدَ مِنْكَ مَحْدُودًا فِي عَظَمَتِكَ

سکا ہے پس میں تیری عظمت میں سے ایک محدود چیز کا اعتقاد کر سکتا ہوں۔ بہت دُور کی

لَا يَبْلُغُكَ بُعْدُ الْهِمَمِ وَلَا يَنَالُكَ غَوْصُ

ہمتیں تیری بلندی کو نہیں سمجھ سکی ہیں اور نہ دانائی کے گہرے غوطے تجھے پا سکتے ہیں

الْفِطَنِ وَلَا يَنْتَهِي إِلَيْكَ نَظَرُ النَّاظِرِينَ فِي مَجْدِ

دیکھنے والوں کی نظریں تیرے جبروت کی بزرگی

جَبَرُوْتِكَ ارْتَفَعَتْ عَنْ صِفَةِ الْمَخْلُوْقِيْنَ

تک نہیں پہنچ سکی ہیں تیری ذات اور قدرت کے

صِفَاتُ ذَاتِكَ وَقُدْرَتِكَ وَعَلَا عَنْ ذِكْرِ

صفات مخلوق کی صفتوں سے بالاتر ہیں اور یاد کرنے

الذَّاكِرِيْنَ كِبْرِيَاءُ عَظَمَتِكَ فَلَا يَنْتَقِصُ مَا

والوں کی یاد سے تیری عظمت اور بڑائی بلند ہے پس جس چیز کو تو زیادہ کرنا چاہے

اَرَدْتَّ اَنْ يَّزْدَادَ وَلَا يَزْدَادُ مَا اَرَدْتَّ اَنْ يَّنْتَقِصَ

کوئی کم نہیں کرسکتا اور نہ اس چیز کو کوئی زیادہ کرسکتا ہے جسے تو کم کرنا چاہے جس وقت تو

وَلَا ضِدٌّ شَهِدَكَ حِيْنَ فَطَرْتَ الْخَلْقَ وَلَا نِدٌّ

مخلوق کو پیدا کرنے لگا تو کوئی مخالف ضد تیرے سامنے نہ آئی اور جس وقت تو

حَضَرَكَ حِيْنَ بَرَأْتَ النُّفُوْسَ كَلَّتِ الْاَلْسُنُ

نفوس کو از سر نو بنا رہا تھا تو کوئی شریک تیرا مزاحم نہ بنا

عَنْ تَفْسِيْرِ صِفَتِكَ وَانْحَسَرَتِ الْعُقُوْلُ عَنْ

تیری صفتوں کے بیان سے زبانیں گنگ ہیں اور تیری معرفت کے ادراک میں عقلیں

كُنْهِ مَعْرِفَتِكَ وَكَيْفَ يُوْصَفُ عَنْ كُنْهِ صِفَتِكَ

دنگ ہیں اے رب تیری صفتوں کی حقیقت کیونکر سمجھی جا سکے جبکہ

يَا رَبِّ وَاَنْتَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْجَبَّارُ الْقُدُّوْسُ

اے اللہ تو ایسا پاک جبار بادشاہ ہے

الَّذِيْ لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ اَزَلِيًّا اَبَدِيًّا سَرْمَدِيًّا

کہ تیری بادشاہی کبھی زوال پذیر نہ ہوگی اور تو اپنے غیب کے

دَائِمًا فِيْ حُجُبِ الْغُيُوْبِ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

حجابوں میں ہمیشہ ازلی ابدی سرمدی اور واحد لاشریک ہے۔

لَيْسَ فِيْهَا اَحَدٌ غَيْرُكَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهَا اِلٰهٌ

اور تیرے سوا کائنات میں کوئی معبود نہیں ہے اور نہ تیرے بغیر کوئی معبود رہے گا

سِوَاكَ حَارَتْ فِيْ بِحَارِ مَلَكُوْتِكَ عَمِيْقَاتُ

تیرے ملکوت کے سمندروں میں گہری فکر کی چالیں

مَذَاهِبِ التَّفْكِيْرِ وَتَوَاضَعَتِ الْمُلُوْكُ لِهَيْبَتِكَ

حیران ہیں بادشاہوں کے سر تیری ہیبت سے نیچے ہیں اور تیرے غلبے

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ بِذِلَّةِ الْاِسْتِكَانَةِ لِعِزَّتِكَ

اور دہشت کے سامنے تمام چہرے پژمردہ ہیں اور

وَانْقَادَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِكَ وَاسْتَسْلَمَ كُلُّ

ہر شئے تیری عظمت اور عزت کی منقاد اور مطیع ہے اور ہر چیز

شَيْءٍ لِقُدْرَتِكَ وَخَضَعَتْ لَكَ الرِّقَابُ وَكَلَّ

تیری قدرت اور حکمت کے تابع اور فرماں بردار ہے سب گردنیں تیرے

دُوْنَ ذٰلِكَ تَحْبِيْرُ اللُّغَاتِ وَضَلَّ هُنَالِكَ

آگے جھکی ہوئی ہیں عالموں کا ناطقہ تیرے آگے بند ہے

التَّدْبِيْرُ فِيْ تَصَارِيْفِ الصِّفَاتِ فَمَنْ تَفَكَّرَ

اور تیری صفات کے تصرف میں تدبیریں گم ہیں پس جس کسی نے

فِيْ ذٰلِكَ رَجَعَ طَرْفُهٗ اِلَيْهِ حَسِيْرًا وَّعَقْلُهٗ مَبْهُوْتًا

اس میں فکر دوڑایا اس کی آنکھ اس کی طرف تھکی ہوئی اور اس کا عقل

وَتَفَكُّرُهٗ مُتَحَيِّرًا اَسِيْرًا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

اس کی طرف پریشان اور اس کا فکر اس کی طرف حیرت زدہ ہو کر پلٹا۔ اے اللہ! تیرے ہی لیے ہے

حَمْدًا كَثِيْرًا دَائِمًا مُّتَوَالِيًا مُّتَوَاتِرًا مُّتَقَارِبًا

سب تعریف اور حمد بسیار و بے شمار، ہمیشہ رہنے والی جاری، متواتر، قریب

مُتَّسِعًا مُسْتَوْثِقًا يَدُوْمُ وَلَا يَبِيْدُ غَيْرَ

متصل وسیع اور معتبر جو ہمیشہ رہنے والی ہو

مَفْقُوْدٍ فِي الْمَلَكُوْتِ وَلَا مَطْمُوْسٍ فِي الْمَعَالِمِ

اور کبھی ختم ہونے میں نہ آئے۔ اور جو نہ عالم ملکوت میں گم ہو اور نہ عالم ناسوت میں مٹنے

وَلَا مُنْتَقِصٍ فِي الْعِرْفَانِ ۝ اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ

والی ہو اور نہ عالم معرفت میں نقص پذیر ہو اے اللہ! تیرے لئے ہے حمد

عَلٰى مَكَارِمِكَ الَّتِيْ لَا تُحْصٰى فِي اللَّيْلِ اِذَا اَدْبَرَ

ان تمام بخششوں کے سبب جن کا ہم سے شمار نہیں ہو سکتا نہ رات کو جب وہ

وَالصُّبْحِ اِذَا اَسْفَرَ وَفِي الْبَرِّ وَالْبِحَارِ وَالْغُدُوِّ

(راحت اور سکون لے کر) لوٹتی ہے اور نہ دن کو جب کہ وہ اپنے نظاروں اور رنگینیوں سے چمکتا ہے

وَالْاٰصَالِ وَالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ وَالظَّهِيْرَةِ وَ

اور جو ہمیں حاصل ہیں خشکی اور تری میں اور صبح اور شام اور

الْاَسْحَارِ وَفِيْ كُلِّ جُزْءٍ مِّنْ اَجْزَاءِ اللَّيْلِ وَ

سوتے اور جاگتے وقت اور پچھلے پہر اور دوپہر کو رات اور

النَّهَارِ ۝ اَللّٰهُمَّ بِتَوْفِيْقِكَ قَدْ اَحْضَرْتَنِي

دن کے ہر حصے میں ہمیں مل رہے ہیں۔ اے اللہ یہ سب کچھ تیری ہی توفیق سے ہے۔

النَّجَاةَ وَجَعَلْتَنِيْ مِنْكَ فِيْ وَلَايَةِ الْعِصْمَةِ فَلَمْ

کہ تجھ سے مجھے نجات پہنچی ہے اور تو نے مجھے اپنی عصمت اور پاکدامنی کی ولایت

اَبْرَحْ مِنْكَ فِيْ سُبُوْغِ نَعْمَآئِكَ وَتَتَابُعِ اٰلَائِكَ

میں محفوظ کر دیا ہے اور ہمیشہ مجھ پر تیری نعمتوں کا نزول ہوتا رہا ہے اور میں تیری متواتر

مَحْرُوْسًا لَّكَ فِي الرَّدِّ وَالْاِمْتِنَاعِ وَمَحْفُوْظًا لَّكَ فِيْ

نعمتوں میں ہر قسم کے رد اور امتناع سے محفوظ رہا ہوں اور تو نے مجھے اپنی طاقت سے

الْمَنَعَةِ وَالذِّفَاعِ عَنِّيْ وَلَمْ تُكَلِّفْنِيْ فَوْقَ طَاقَتِيْ

بڑھ کر تکلیف نہیں دی ہے اور تو مجھ سے میری ہر طاعت میں

وَلَمْ تَرْضَ عَنِّيْ اِلَّا بِطَاعَتِيْ فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ

راضی رہا ہے پس اے اللہ تو بے شک وہ معبود برحق ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لَمْ تَغِبْ وَلَا تَغِيْبُ عَنْكَ غَائِبَةٌ

کہ تیرے سوا کوئی معبود اور نہیں ہے تو نہ کبھی غائب ہوتا ہے

وَلَا تَخْفٰى عَلَيْكَ خَافِيَةٌ وَّلَنْ تَضِلَّ عَنْكَ فِيْ

اور نہ کوئی چیز تجھ سے غائب ہوتی ہے اور نہ تجھ سے کوئی چیز مخفی ہے

ظُلَمِ الْخَفِيَّاتِ ضَالَّةٌ اِنَّمَا اَمْرُكَ اِذَا اَرَدْتَ

اور نہ پوشیدہ اندھیروں میں تجھ سے کوئی چیز دور اور گم ہونے والی ہے پس جس وقت

شَيْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

تو ارادہ کرے کسی چیز کا کہ ہو جائے پس وہ ہو جاتی ہے اے اللہ میں تیری

اَحْمَدُكَ فَلَكَ الْحَمْدُ مِثْلَ مَا حَمِدْتَ بِهٖ نَفْسَكَ

حمد کرتا ہوں جس طرح تو نے آپ اپنی حمد فرمائی ہے اور کئی گنا

وَاَضْعَافَ مَا حَمِدَكَ بِهِ الْحَامِدُوْنَ وَمَجَّدَكَ

اس حمد کے جو تمام حمد کرنے والوں نے تیری حمد کی ہے یا تمجید بیان

بِهِ الْمُمَجِّدُوْنَ وَوَحَّدَكَ بِهِ الْمُوَحِّدُوْنَ

کی ہے یا توحید یا تکبیر یا تہلیل

وَكَبَّرَكَ بِهِ الْمُكَبِّرُوْنَ وَهَلَّلَكَ بِهِ الْمُهَلِّلُوْنَ

یا تعظیم یا تسبیح یا تقدیس بیان کی ہے یہاں تک کہ ہو جاتے

وَعَظَّمَكَ بِهِ الْمُعَظِّمُوْنَ وَسَبَّحَكَ بِهِ الْمُسَبِّحُوْنَ

میری حمد تیرے لئے بے مثل ہر آن میں یا کم اس سے مثل حمد تمام حمد کرنے والوں کے

www.yabahu.com

وَقَدَّسَكَ بِهِ الْمُقَدِّسُوْنَ ۚ حَتّٰى يَكُوْنَ حَمْدِيْ لَكَ

اور مثل تمام طرح طرح کے توحید اور اخلاص بیان کرنے والوں کے اور مختلف

مِنِّيْ وَحْدِيْ فِيْ كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ اَوْ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ

عارفوں کے تقدیس بیان کرنے والوں کے اور تمام تحلیل

مِثْلَ حَمْدِ جَمِيْعِ الْحَامِدِيْنَ وَتَوْحِيْدِ اَصْنَافِ

اور صلوات اور تسبیح بیان کرنے والوں کے دراں حالیکہ

الْمُوَحِّدِيْنَ وَالْمُخْلِصِيْنَ ج وَتَقْدِيْسِ اَجْنَاسِ

تو ان کا رب ان کے حال پر عالم اور عارف ہے

الْعَارِفِيْنَ وَثَنَاءِ جَمِيْعِ الْمُهَلِّلِيْنَ وَالْمُصَلِّيْنَ وَ

اور وہ تمام مخلوقات از قسم حیوانات و

الْمُسَبِّحِيْنَ ج وَمِثْلُ مَا اَنْتَ بِهِ رَبٌّ عَالِمٌ عَارِفٌ

انسان و جنات و نباتات میں سے

وَهُوَ مَحْمُوْدٌ وَّمَحْبُوْبٌ وَّمَحْجُوْبٌ مِنْ جَمِيْعِ

محمود و محبوب اور محجوب ہے

خَلْقِكَ كُلِّهِمْ مِنَ الْحَيْوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ

اور میں اے اللہ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں

وَالْبَرَايَا وَالْاَنَامِ ۚ وَاَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْ بَرَكَةِ مَآ

اس برکت سے جو تو نے اپنی حمد پر مجھے

اَنْطَقْتَنِيْ بِهِ مِنْ حَمْدِكَ ۚ فَمَآ اَيْسَرَ مَا كَلَّفْتَنِيْ

ناطق و گویا فرمایا ہے اور کیا ہی آسان ہے وہ چیز

بِهِ مِنْ حَقِّكَ ۚ وَاَعْظَمَ مَا وَعَدْتَنِيْ بِهِ عَلٰى

جس کی تو نے مجھے تکلیف دی ہے ادائیگی حق میں اور کس قدر بڑی ہے وہ چیز جس کا

شُكْرِكَ ج اِبْتَدَاْتَنِيْ بِالنِّعَمِ فَضْلًا وَّطَوْلًا ج وَ

تو نے مجھے وعدہ کیا ہے اپنے شکر کا۔ تو نے میری ابتدا کی ہے نعمتوں کے ساتھ اپنے فضل سے

اَمَرْتَنِيْ بِالشُّكْرِ حَقًّا وَّعَدْلًا وَّوَعَدْتَنِيْ عَلَيْهِ

اور فراخی سے اور تو نے مجھے حکم دیا ہے شکر کرنے کا حق اور عدل سے اور تو نے مجھ سے وعدہ کیا

اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَّمَزِيْدًا وَّاَعْطَيْتَنِيْ بِهِ مِنْ

ہے اوپر شکر کے دُگنی جزا اور ازدیاد نعمت کا اور تو نے مجھے دیا ہے

رِزْقِكَ وَاسِعًا كَثِيْرًا وَّكَبِيْرًا اِعْتِبَارًا وَّاخْتِيَارًا

اپنے رزق سے جو وسیع کثیر اور بڑا ہے از روئے اعتبار و اختیار

وَّرِضَاءً ج وَّسَاَلْتَنِيْ مِنْهُ شُكْرًا يَّسِيْرًا صَغِيْرًا

و رضامندی کے اور اس کے عوض تو نے مجھ سے طلب کیا ہے شکر بہت بڑا اور چھوٹا

اِذْ نَجَّيْتَنِيْ وَعَافَيْتَنِيْ بِهِ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَسُوْءِ

اور تو نے مجھے نجات دی ہے اور عافیت عطا کی ہے بری بلا اور بری

الْقَضَاءِ وَلَمْ تُسَلِّمْنِيْ بِسُوْءِ قَضَائِكَ وَبَلَائِكَ

تقدیر سے اور تو نے مجھے نہیں حوالے کیا بری قضا اور بلا کی طرف

وَجَعَلْتَ مَلْبَسِيَ الْعَافِيَةَ وَتَوَلَّيْتَنِيْ بِالْبَسْطَةِ

اور تو نے مجھے عافیت کا لباس پہنایا اور تو نے دی مجھے فراخی

وَاَوْلَيْتَنِي الْبَسْطَةَ وَالرَّخَاءَ وَاَكْرَمْتَنِيْ بِالْاٰلَاءِ

اور احسان کیا تو نے مجھ پر وسعت کا اور تو نے اکرام کیا مجھ پر اپنی

وَالنَّعْمَاءِ وَشَرَعْتَ لِيْ مِنَ الدِّيْنِ اَيْسَرَ الْقَوْلِ

نعمتوں کا اور تو نے بنایا ہے میرے لئے جو از روئے قول

وَالْفِعْلِ وَالْعَمَلِ وَسَوَّغْتَ لِيْ اَيْسَرَ الْقَصْدِ

اور فعل کے آسان ہے اور تو نے میرے لئے فراخ کیا آسان ارادے کو

www.yabahu.com

وَضَاعَفْتَ لِيْ اَشْرَفَ الْفَضْلِ وَالْمَزِيْدِ مَعَ مَا

اور تونے میرے لئے دُگنا کیا فضل شرافت کو اور زیادتی اس نعمت کی

وَعَدْتَنِیْ مِنَ الْمَحَجَّةِ الشَّرِيْفَةِ ج وَبَشَّرْتَنِیْ بِهٖ

جو وعدہ کیا ہے تونے میرے ساتھ دلیل اور حجت کے جو بزرگ ہے اور تونے مجھے خوشخبری دی

مِنَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ ج وَاصْطَفَيْتَنِیْ بِنَبِيِّكَ

ہے بلند درجے کی اور تونے مجھ کو اپنے نبی کے ذریعے برگزیدہ کیا ہے

اَعْظَمِ الشَّانِ وَجَعَلْتَهٗ اَعْظَمَ النَّبِيِّيْنَ دَعْوَةً ج

جو بلند شان والا ہے اور تونے اس نبی کو کیا بہت بڑا اتمام نبیوں میں سے تبلیغ کے

وَاَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً وَّاَفْضَلَهُمْ لَنَا شَفَاعَةً ج وَاَقْرَبَهُمْ

رُو سے اور بہت بڑے درجے کے لحاظ سے اور افضل شفاعت کے باعث اور بہت اللہ تعالیٰ

مَنْزِلَةً ج وَاَوْضَحَهُمْ حُجَّةً مُّحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ

کے قریب منزل والے اور واضح دلیل والے یعنی محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ

درود ہو اُن پر اور جملہ انبیاء

وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا يَسَعُهٗ اِلَّا

اور مرسلین پر اے اللہ مجھے بخش دے وُہ خطا جسے نہیں پہنچ سکتی

مَغْفِرَتُكَ وَلَا يَمْحَقُهٗ اِلَّا عَفْوُكَ وَلَا يُكَفِّرُهٗ اِلَّا

مگر بخشش تیری اور نہیں اُسے مٹا سکتی مگر تیری عفو اور جس کا کفارہ نہیں ہو سکتا

تَجَاوُزُكَ وَفَضْلُكَ وَهَبْ لِيْ فِيْ يَوْمِيْ هٰذَا وَ

سوائے تیرے درگذر اور فضل کے اور عطا کر مجھے آج دن اور

لَيْلَتِيْ هٰذِهٖ وَشَهْرِيْ هٰذَا وَسَنَتِيْ هٰذِهٖ يَقِيْنًا

آج کی رات اور اسی موجودہ مہینے اور سال کے اندر یقینِ صادق

صَادِقًا يُّهَوِّنُ بِهٖ عَلَيَّ مَصَآئِبَ الدُّنْيَا وَ

ایسا جو آسان کر دے مجھ پر دُنیا اور آخرت کی مصیبتوں کو

الْاٰخِرَةِ وَاَحْزَانَهُمَا ج وَيُشَوِّقُنِیْ اِلَيْكَ ج وَيُرَغِّبُنِیْ

اور دارین کے غم اور وُہ یقین جو مجھے تیرا شائق اور شیدائی

فِيْمَا عِنْدَكَ الْمَغْفِرَةَ وَبَلِّغْنِیْ الْكَرَامَةَ مِنْ

بنا دے اور جو کچھ تیرے خزانوں میں ہے ان کی طرف

عِنْدِكَ ج وَاَوْزِعْنِیْ شُكْرَ مَآ اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَيَّ

مائل اور راغب کر دے اور اپنے ہاں میرے حق میں مغفرت کر اور اپنی

وَارْزُقْنِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلَى الْاَعْدَآءِ ج فَاِنَّكَ اَنْتَ

طرف سے مجھے کرامت عطا کر اور اپنی نعمتوں کے شکریے کی توفیق مرحمت فرما اور مجھے رزق دے

اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ

اور مجھے دشمنوں پر فتح نصیب کر کیونکہ تو ہی وُہ اللہ ہے کہ نہیں ہے تیرے بغیر کوئی اور تو ہے

الْمُبْدِئُ الرَّفِيْعُ الْبَدِيْعُ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ الَّذِیْ

واحد احد پیدا کرنے والا بلند عجیب سننے والا اور جاننے والا وُہ ذات

لَيْسَ لِاَمْرِكَ مُدْفِعٌ ج وَلَا عَنْ قَضَآئِكَ مُمْتَنِعٌ ج وَ

کہ جس کے حکم کو روکنے والا کوئی نہیں ہے اور نہ تیری قضا کو منع کرنے والا ہے اور

اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ وَرَبُّ كُلِّ شَیْءٍ فَاطِرُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو میرا رب ہے اور رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

آسمانوں اور زمینوں کا جاننے والا غیب اور شہادت کا

الْعَلِیُّ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ

تو بلند بڑا اور برتر ذات والا ہے اے اللہ میں تجھ سے تیرے امر پہ

الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَالشُّكْرَ

ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں اور ہدایت پر مضبوط رہنے کا اور تیری

عَلٰى نِعَمِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ ج وَاَسْئَلُكَ مِنْ

نعمتوں پر شکر کا اور اچھی عبادت کا خواستگار ہوں اور تجھ سے ہر طرح کی

كُلِّ خَيْرٍ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ ج وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ

خیر کا سائل ہوں جسے تو جانتا ہے اور جسے میں نہیں جانتا اور پناہ مانگتا ہوں ہر اس شر

مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

سے جسے تو جانتا ہے اور بخشش کا خواستگار ہوں تجھ سے ہر اس گناہ سے جسے تو جانتا ہے

الْغُيُوْبِ ۝ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ جَوْرِ كُلِّ جَائِرٍ ج

تحقیق تو ہی غیب کے جاننے والا ہے۔ اور تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر ظالم کے ظلم سے

وَبَغْيِ كُلِّ بَاغٍ وَحَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ ج وَمَكْرِ كُلِّ

اور باغی اور سرکش کی سرکشی سے اور ہر حاسد کے حسد سے اور ہر مکار کے

مَاكِرٍ ج وَغَدْرِ كُلِّ غَادِرٍ ج وَكَيْدِ كُلِّ كَائِدٍ ج

مکر سے اور ہر دھوکے باز کے دھوکے سے اور فریبی کے فریب سے

وَظُلْمِ كُلِّ ظَالِمٍ ج وَكِذْبِ كُلِّ كَاذِبٍ ج وَسِحْرِ

اور ہر ظالم کے ظلم سے اور ہر جھوٹے کے جھوٹ سے اور جادوگر

كُلِّ سَاحِرٍ ج وَشَمَاتَةِ كُلِّ شَامِتٍ ج وَكَشْحِ كُلِّ

کے جادو سے اور میرے نقصان پر خوش ہونے والے کی خوشی سے اور ہر کینہ ور کے

كَاشِحٍ بِكَ اَصُوْلُ عَلَى الْاَعْدَآءِ ج وَاِيَّاكَ اَرْجُوْا

کینے سے تیری مدد سے میں اپنے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیرے طفیل اپنے

وَلَايَةَ الْاَحِبَّآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ وَالْقُرَنَآءِ وَالْقُرَبَآءِ

دوستوں ، ساتھیوں نزدیکیوں اور خویشوں کی

فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا لَا اَسْتَطِيْعُ اِحْصَآءَهٗ وَلَا تَعْدِيْدَهٗ

محبت کی امید رکھتا ہوں پس تیرے ہی لیے سب تعریف ہے ان نعمتوں پر جن کو میں نہ شمار

مِنْ عَوَآئِدِ فَضْلِكَ وَعَوَارِفِ رِزْقِكَ وَاَلْوَانِ مَا

کر سکتا ہوں اور نہ گن سکتا ہوں تیرے پے در پے فضل سے اور تیرے قسم قسم کے رزقوں کا

اَوْلَيْتَنِيْ بِهٖ مِنْ اِرْفَادِكَ ج فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ

اور رنگا رنگ کی وہ نعمتیں جو تو نے مجھے دے رکھی ہیں پس بے شک تو وہ اللہ ہے

الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْفَاشِيْ فِي الْخَلْقِ حَمْدُكَ ج

کہ نہیں ہے کوئی لائق عبادت کے تیرے بغیر تیری ذات مخلوق میں سے نمایاں ہے تیری حمد

اَلْبَاسِطُ بِالْجُوْدِ يَدُكَ ج لَا تُضَادُّ فِيْ حُكْمِكَ

یہ ہے کہ تیری سخاوت کا ہاتھ کھلا ہوا ہے نہیں پھیر سکتا تیرے حکم کو کوئی

وَلَا تُنَازَعُ فِيْ سُلْطَانِكَ ج تَمْلِكُ مِنَ الْاَنَامِ

اور نہ تیری سلطنت میں تیرے ساتھ کوئی جھگڑا کرنے والا ہے تو لوگوں اور ان کے مالوں کا مالک

مَا تَشَآءُ ج وَلَا يَمْلِكُوْنَ مِنْكَ اِلَّا مَا تُرِيْدُ ۝

ہے جس طرح تو چاہے لیکن تجھ سے وہ کسی شے کے مالک نہیں ہو سکتے مگر جبکہ تیرا ارادہ ہو

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْمُحْسِنُ الْمُنْعِمُ الْمُفْضِلُ

اے اللہ تو ہے اللہ تعالیٰ احسان کرنے والا انعام والا اور فضل کرنے والا

الْقَادِرُ الْقَاهِرُ الْمُقْتَدِرُ الْقَآئِمُ الْقُدُّوْسُ

قدرت والا غلبے والا اقتدار والا ہمیشہ رہنے والا پاک

الْمُقَدَّسُ فِيْ نُوْرِ الْقُدْسِ تَرَدَّيْتَ بِالْعِزِّ وَ

اور مقدس ذات والا ہے اپنے نور پاک میں عزت اور بلندی

الْعُلَآءِ رش اك ف ق) وَتَاَزَّرْتَ بِالْعَظَمَةِ

کی چادر اوڑھے ہوتے ہے اور عظمت اور کبریائی کا

وَالْكِبْرِيَاءِ وَتَغَشَّيْتَ بِالنُّوْرِ وَالضِّيَاءِ وَتَجَلَّلْتَ

تو آزار بند باندھے ہوئے ہے اور تو اپنے نور اور ضیاء کے ساتھ ڈھکے ہوئے ہے

بِالْمَهَابَةِ وَالْبَهَاءِ ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْمَنُّ الْقَدِيْمُ

اور تو اپنی ہیبت اور روشنی کے ساتھ جلوہ گر ہے اے اللہ! تو قدیم احسان والا ہے

وَالْفَضْلُ الْعَظِيْمُ وَالْعِزُّ الشَّامِخُ وَالْمُلْكُ

اور بڑے فضل والا ہے اور بلند عزّت والا ہے اور روشن ملک والا

الْبَاذِخُ وَالْجُوْدُ الْوَاسِعُ وَالْقُدْرَةُ الْكَامِلَةُ

اور وسیع سخاوت والا اور کامل قدرت والا

وَالْحِكْمَةُ الْبَالِغَةُ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا جَعَلْتَنِيْ

اور بالغ حکمت والا ہے پس تیرے لئے حمد ہے کہ تو نے مجھے

مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَفْضَلُ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل کیا ہے اور وُہ تمام

مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ الَّذِيْنَ كَرَّمْتَهُمْ وَحَمَلْتَهُمْ فِي

بنی آدم میں سے افضل ہے جن کو تو نے عزت اور تکریم عطا کی اور اٹھایا

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْتَهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَ

انہیں تری اور خشکی میں اور انہیں پاک رزق عطا کیا اور

فَضَّلْتَهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْتَهُمْ تَفْضِيْلًا

اپنی کثیر مخلوق پر ان کو فضیلت بخشی اور مجھے بنایا تو نے

وَّخَلَقْتَنِيْ سَمِيْعًا بَصِيْرًا صَحِيْحًا سَوِيًّا

سُننے والا آنکھوں والا صحیح اور سلامت بدن والا

سَالِمًا مُّعَافًا وَّلَمْ تَشْغَلْنِيْ بِنُقْصَانٍ فِيْ

اور عافیت والا اور نہ تُو نے مجھے اپنے بدن کے کسی نقصان میں مبتلا کیا ہے

بَدَنِيْ وَلَا بِاٰفَةٍ فِيْ جَوَارِحِيْ وَلَمْ تَمْنَعْنِيْ كَرَامَتَكَ

اور نہ اعضاء کے کسی آفت پر مشغول کیا ہے اور نہ تو نے مجھ سے بند کیا ہے

اِيَّايَ وَحُسْنَ صَنِيْعَتِكَ عِنْدِيْ وَفَضْلَ

اپنی کرامت کو اور میرے متعلق حسن کارکردگی کو اور میری طرف اپنے فضل کے

مَنَائِحِكَ لَدَيَّ وَنَعْمَائِكَ عَلَيَّ اَنْتَ اللّٰهُ

برکتوں اور نعمتوں کو تو وُہ ذات ہے کہ تو نے

الَّذِيْ اَوْسَعْتَ عَلَيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

فراخ کیا ہے مجھ پر رزق کشادہ دُنیا اور آخرت میں

رِزْقًا وَّاسِعًا وَّافِيًا وَّفَضَّلْتَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ

فضیلت دی ہے تو نے مجھے اپنی بے شمار مخلوق پر

تَفْضِيْلًا فَجَعَلْتَ لِيْ سَمْعًا يَّسْمَعُ اٰيَاتِكَ وَعَقْلًا

پس تو نے مجھے کان دیئے ہیں کہ جن سے میں تیری آیات سُنتا ہوں

يَّفْهَمُ اِيْمَانَكَ وَبَصَرًا يَّرٰى قُدْرَتَكَ وَفُؤَادًا

اور مجھے مرحمت کیا ہے ایسا عقل جس سے مجھے ایمانی سمجھ آ گئی اور دی

يَّعْرِفُ عَظَمَتَكَ وَلِسَانًا يَّنْطِقُ كَلَامَكَ وَقَلْبًا

ہیں مجھے آنکھیں جن سے میں تیری قدرت کا مشاہدہ کرتا ہوں اور ایسا

يَّعْتَقِدُ اِيْمَانَكَ وَتَوْحِيْدَكَ فَاِنِّيْ بِفَضْلِكَ

دل دیا ہے جس سے میں تیری عظمت کو پہچانتا ہوں اور ایسی زبان دی ہے

عَلَيَّ حَامِدٌ وَّبِتَوْفِيْقِكَ اِيَّاكَ ذَاكِرٌ وَّلَكَ

جو تیری کلام سے گویا ہے اور ایسا قلب ہے جس سے میں ایمان اور

نَفْسِيْ شَاكِرَةٌ وَّبِحَقِّكَ شَاهِدَةٌ فَاِنَّكَ حَيٌّ

توحید کی حقیقت جانتا ہوں پس میں تیرے فضل کے سبب تیرے تعریف کے گیت گاتا ہوں

قبل كل حي وحي بعد كل حي وحي بعد كل

اور تیری توفیق سے تیرا ذکر کرنے والا ہوں اور میرا نفس تیرا شکر گزار ہے اور تیرے حق کا مشاہ

ميت وحي لم ترث الحيوة من كل حي ولم

کرنے والا ہے پس تو زندہ ہے تمام زندہ چیزوں سے پہلے اور زندہ رہے گا تمام زندہ چیزوں کے بعد

تقطع خيرك عني في كل وقت ولم تقطع

اور زندہ رہے گا جب کہ تمام زندہ مرجائیں گے اور تو ایسا زندہ ہے کہ تو نے کسی زندہ سے بطور میراث زندگی

رجائي قط ولم تنزل بي عقوبات النقم ولم

نہیں حاصل کی اور تیرا خیر مجھ سے کسی وقت بند نہیں ہوا اور میری امیدیں تیرے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہی ہیں

تمنع عني دقائق العصم ولم تغير علي

بدبختی کی سزائیں مجھ پر کبھی نازل نہیں ہوئیں اور عصمت کی باریکیاں مجھ پر کبھی بند نہیں ہوئیں اور مجھ

وثائق النعم فلو لم اذكر من احسانك

پر تیری نعمتوں کے وعدے کبھی برخلاف نہیں ہوتے پس اگر میں نے نہیں یاد کیا مجھ پر تیرے

علي الا عفوك عني والتوفيق لي والاستجابة

احسانات میں سے مگر مجھ سے تیری معافی اور میرے لئے تیری توفیق اور میرے دعاؤں کی قبولیت

لدعائي حين رفعت صوتي بتوحيدك

جب کہ میں اے اللہ بلند کروں اپنی آواز

يا الله وتحميدك وتسبيحك وتمجيدك

تیری توحید سے اور تیری تحمید و تسبیح و تمجید و

وتعظيمك وتكبيرك وتهليلك والا في

تعظیم و تکبیر و تہلیل سے اور دیگر تیرے

تقديرك خلقي حين صورتني فاحسنت

تقدیر ہیں میری خلقت جو تھی جب کہ تو نے میری صورت بنانی چاہی پس تو نے مجھے

صورتي والا في قسمت الارزاق حين

حسن صورت عطا کی۔ اور مگر رزق کے تقسیم کے وقت جب تو نے میرے لئے

قدرتها لي لكان في ذلك ما يشغل شكري

رزق مقدر کیا۔ پس میرے شکر نے مجھے اسی کوشش سے مصروف نہیں کیا

عن جهدي فكيف اذا فكرت في النعم العظام

پس کس طرح جب میں تیرے بڑے بڑے انعاموں میں لوٹتے ہوئے

التي اتقلب فيها ولا ابلغ شكر شيء منها

فکر کرتا ہوں اور میں ان میں سے کسی کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ پس تیرے لئے

فلك الحمد على مكارمك التي لا تحصى

ہے سب تعریف ان بخششوں پر جن کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اتنی

عدد ما حفظه علمك ج وعدد ما وسعته

تعداد میں جسے تیرا علم محفوظ کر سکے اور اتنی تعداد میں جس قدر کہ

رحمتك ج وعدد ما احاطت به قدرتك

تیری رحمت وسیع ہے۔ اور اتنی تعداد میں کہ جسے تیری قدرت احاطہ کر سکے۔

واضعاف ما تستوجبه من جميع خلقك ۝

اور اس تعداد سے کئی گنا زیادہ کہ تو اپنی تمام مخلوقات سے اس کا مستوجب اور سزاوار ہے

رش ك ف ق) اللهم فتمم احسانك الي فيما

اے اللہ! تو میری بقایا عمر میں مجھ پر اپنے احسانات تمام

بقي من عمري كما احسنت الي فيما مضى

کردے جس طرح تو میری گزری عمر میں مجھ پر احسانات فرماتا رہا ہے

منه ۝ رط ش) اللهم اني اسئلك واتوسل

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف وسیلہ

إِلَيْكَ بِتَوْحِيدِكَ وَتَمْجِيدِكَ وَتَحْمِيدِكَ وَ

ڈھونڈتا ہوں تیری توحید اور تیری تمجید و تیری تحمید و

تَهْلِيلِكَ وَتَكْبِيرِكَ وَكِبْرِيَائِكَ وَكَمَالِكَ

تیری تہلیل تیری تکبیر تیری کبریائی تیرے کمال

وَتَعْظِيمِكَ وَتَقْدِيسِكَ وَنُورِكَ وَجُودِكَ وَ

تیری تعظیم تیری تقدیس تیرے نور تیری بخشش

رَأْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَعُلُوِّكَ وَوَقَارِكَ وَ

تیری نرمی تیری رحمت تیری بلندی تیری عزت

عِلْمِكَ وَلِقَائِكَ وَمَنِّكَ وَبَهَائِكَ وَجَمَالِكَ

تیرے علم تیرے لقاء تیرے احسان تیری روشنی تیرے حسن

وَجَلَالِكَ وَسُلْطَانِكَ وَعَظَمَتِكَ وَقُوَّتِكَ

تیرے جلال تیرے غلبے تیری عظمت تیری قوت

وَقُدْرَتِكَ وَإِحْسَانِكَ وَامْتِنَانِكَ وَ

تیری قدرت تیرے احسان تیری منت

عَفْوِكَ وَنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

تیرے عفو اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

وَسَلَّمَ وَسَائِرِ إِخْوَانِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

اور تیری طرف ان کے تمام بھائیوں یعنی انبیاء

وَالْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَبِعِتْرَتِهِ الطَّيِّبِينَ

اور مرسلین سے اور ان کے تمام پاک اور طیب اولاد کا

الطَّاهِرِينَ أَنْ لَا تَحْرِمَنِي رِفْدَكَ وَفَضْلَكَ

وسیلہ پکڑ کر سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی مہربانیوں اور اپنے فضل

وَجَمَالِكَ وَجَلَالِكَ وَفَوَائِدِ كَرَامَاتِكَ

اور اپنے جمال و جلال اور اپنی کرامت کے فائدوں سے

فَإِنَّهُ لَا يَعْتَرِيكَ لِكَثْرَتِ مَا قَدْ نَشَرْتَ بِهِ مِنَ

مجھے محروم نہ کر کیونکہ تحقیق تجھے اس بات کا عار نہیں کہ کثرت بخشش کے

الْعَطَايَا عَوَائِقُ الْبُخْلِ فَتُكْدِي وَلَا تَنْقُصُ

سبب تجھے بخل کی رکاوٹ لاحق ہو اور تجھے اس کا دکھ

جُودَكَ التَّقْصِيرُ فِي شُكْرِ نِعْمَتِكَ وَلَا يُنْفِدُ

لاحق ہو اور تیری نعمتوں کے شکر میں قصور تیری

خَزَائِنَكَ مَوَاهِبُكَ الْمُتَّسِعَةُ وَلَا تُؤَثِّرُ فِي

بخشش کو کم نہیں کرتا اور نہ تیری وسیع بخششیں

جُودِكَ الْعَظِيمِ ۝ (ش م ص م) مِنَحُكَ

تیرے خزانوں کو کم کر سکتی ہیں اور نہ تیری

الْفَائِقَةُ الْجَمِيلَةُ الْجَلِيلَةُ وَلَا تَخَافُ

عظیم الشان سخاوت کو کسی قسم کی جلیل یا جمیل فاقہ متاثر کر سکتی ہے اور نہ

ضَيْمَ إِمْلَاقٍ فَتُكْدِي وَلَا يَلْحَقُكَ خَوْفُ

تجھے بھوک کی تنگی کا خوف لاحق ہوتا ہے کہ تجھے تکلیف پہنچے اور نہ

عُدْمٍ فَيَنْقُصَ مِنْ جُودِكَ فَيْضُ فَضْلِكَ ۝

تجھے تنگدستی اور ناداری کا خوف لاحق ہوتا ہے جو تیرے فیض اور فضل کی سخاوت میں نقص ڈال سکے

يَا رَبَّ جِبْرَائِيلَ يَا رَبَّ مِيكَائِيلَ يَا رَبَّ

اے رب جبرائیل اے رب میکائیل اے رب

إِسْرَافِيلَ يَا رَبَّ عِزْرَائِيلَ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ

اسرافیل اے رب عزرائیل اے رب محمد

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَدَدے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میری مدد کر

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا خَاشِعًا خَاضِعًا

اے اللہ! تو مجھے عطا کر ایسا دل جو ڈرنے والا متواضع

ضَارِعًا حَاضِرًا وَّبَدَنًا صَابِرًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا

اور تضرع کرنے والا ہو اور تیرا حضوری اور صابر بدن عطا کر اور یقین صادق

وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّحَامِدًا وَّعَیْنًا بَاکِیَۃً

اور زبان ذکر کرنے اور حمد ادا کرنے والی اور آنکھ تیرے خوف اور محبت

وَّرِزْقًا حَلَالًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا وَّوَلَدًا

میں رونے والی اور رزق فراخ حلال اور علم نافع اور اولاد

صَالِحًا وَّسِنًّا طَوِیْلًا وَّامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً

نیک اور عمر دراز اور بیوی عطا کر مومنہ

صَالِحَۃً وَّتَوْبَۃً مَّقْبُوْلَۃً وَّلَا تُؤْمِنِّیْ مَکْرَکَ

اور نیک اور توبہ مقبول عطا کر اور اپنے مکر سے

وَلَا تُنْسِنِیْ ذِکْرَکَ وَلَا تَکْشِفْ عَنِّیْ سِتْرَکَ

مامون اور فریفتہ نہ کر اور نہ اپنی یاد مجھ سے بھلا اور نہ میرے اوپر سے پردہ اٹھا

وَلَا تُقَنِّطْنِیْ مِنْ رَّحْمَتِکَ وَلَا تُبَعِّدْنِیْ

اور نہ مجھے اپنی رحمت سے نا امید کر اور نہ اپنے پڑوس

مِنْ کَنَفِکَ وَجِوَارِکَ وَاَعِذْنِیْ مِنْ

اور پناہ سے مجھے دور کر اور اپنی ناراضگی اور غضب سے مجھے

سَخَطِکَ وَغَضَبِکَ وَلَا تُؤْیِسْنِیْ مِنْ رَّحْمَتِکَ

پناہ دے اور مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ کر

وَرَوْحِکَ وَکُنْ لِّیْ اَنِیْسًا مِنْ کُلِّ رَوْعَۃٍ

اور ہر خوف اور وحشت میں تو میرا مونس ہو اور ہر تنہائی میں تو

وَّوَحْشَۃٍ وَّجَلِیْسًا فِیْ کُلِّ وَحْدَۃٍ وَّغُرْبَۃٍ

میرا ہم نشین ہو اور مجھے ہر ہلاکت سے

وَّاعْصِمْنِیْ مِنْ کُلِّ ھَلَکَۃٍ وَّنَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ

تو محفوظ رکھ اور مجھے تو نجات

بَلِیَّۃٍ وَّاٰفَۃٍ وَّعَاھَۃٍ وَّاِھَانَۃٍ وَّذِلَّۃٍ وَّ

دے ہر بلا آفت مصیبت اہانت ذلت

عِلَّۃٍ وَّقِلَّۃٍ وَّمَرَضٍ وَّفَقْرٍ وَّفَاقَۃٍ وَّرِیَاءٍ

قلت علت مرض اور ہر سختی محنت شدت

وَّوَبَاءٍ وَّبَلَاءٍ وَّزَلْزَلَۃٍ وَّمِحْنَۃٍ وَّشِدَّۃٍ

سے دونوں جہان میں اور تو ہرگز وعدہ خلاف

فِی الدَّارَیْنِ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ (ش ک

نہیں ہے

ق) اَللّٰھُمَّ ارْفَعْنِیْ وَلَا تَضَعْنِیْ وَادْفَعْ عَنِّیْ

اے اللہ! تو مجھے بلند کر اور نہ پست کر اور مجھ سے

وَلَا تَدْفَعْنِیْ وَاَعْطِنِیْ وَلَا تَحْرِمْنِیْ وَاَکْرِمْنِیْ

بلائیں دفع کر اور مجھے آپ سے دور نہ کر اور مجھے عطا کر

وَلَا تُھِنِّیْ وَزِدْنِیْ وَلَا تَنْقُصْنِیْ وَارْحَمْنِیْ وَلَا

اور محروم نہ کر اور مجھے مکرم کر اور ذلیل نہ کر اور مجھ پر اپنی

تُعَذِّبْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَخْذُلْنِیْ وَاسْتُرْنِیْ

نعمتیں زیادہ کر اور کم نہ کر اور مجھ پر رحم کر اور عذاب نہ کر اور مجھے فتح یاب کر

وَلَا تَفْضَحْنِیْ وَاَسْتُرْنِیْ وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیَّ اَحَدًا

اور شکست نہ دے اور مجھے اپنی ستر میں رکھ اور رُسوا نہ کر اور مجھے ترجیح دے اور کسی کو مجھ پر

فِیْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ترجیح نہ دے نہ دُنیا میں اور نہ آخرت میں

اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ هَمِّیْ وَاکْشِفْ غَمِّیْ

اے اللہ! میرے واہمات دُور کر دے اور میرے غم زائل کر دے

وَاَهْلِكْ عَدُوِّیْ وَارْزُقْنِیْ خَیْرَ الدُّنْیَا وَ

اور میرے دُشمن ہلاک کر دے اور دُنیا اور

الْاٰخِرَةِ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

آخرت کی بھلائیاں مجھے عطا کر دے اپنے رحم اور کرم سے اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان

اَللّٰهُمَّ مَا قَدَّرْتَ لِیْ مِنْ اَمْرٍ وَّشَرَعْتُ

اے اللہ! جو کچھ تو نے اپنے امر سے میرے لئے

فِیْهِ بِتَوْفِیْقِكَ وَتَیْسِیْرِكَ فَتَمِّمْهُ

قصد کر لیا ہے اور تیری توفیق

لِیْ بِاَحْسَنِ الْوُجُوْهِ کُلِّهَا وَاَصْلَحِهَا وَاَصْوَبِهَا

احسان سے میں نے اس کام کو شروع کر لیا ہے پس وُہ کام تو احسن اور اصلح اور

فَاِنَّكَ عَلٰی مَا تَشَآءُ قَدِیْرٌ وَّبِالْاِجَابَةِ جَدِیْرٌ ۝

اصوب وجوہ سے سرانجام دے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے اور قبولیت پر توانا ہے

یَا مَنْ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرَضُوْنَ بِاَمْرِهٖ ج

اے وُہ ذات کہ آسمان اور زمین اُس کے امر سے قائم ہیں۔

یَا مَنْ یُّمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ

اے وُہ ذات کہ جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَا مَنْ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ

روکا ہے مگر اس کے امر سے اے وُہ ذات کہ اس کا امر ہے کہ جس

یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ

کام کا ارادہ کرے وُہ ہو جائے پس پاک ہے وُہ ذات

بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

کہ جس کے ہاتھ میں ہر شئے کے عالمِ ملکوت کی کنجی ہے اور اس کی طرف تمام کا رجوع ہے

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا

اور درود ہو اللہ تعالیٰ کا اُوپر خلق ہمارے سردار

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖٓ اَجْمَعِیْنَ ۝

محمدؐ اور اس کے آل اور اصحاب تمام پر

اَلطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

جو پاک صاف ہیں اور سلام بھیج سب پر

کَثِیْرًا کَثِیْرًا یَّآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَیَا خَیْرَ

بہت بے شمار اے بہت رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے اور

النّٰصِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

سب سے زیادہ مددگار اور سب تعریف ہے اللہ

الْعٰلَمِیْنَ ۝

ربّ العالمین کو

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَسنادِ دُرود صلوٰۃ الکبریٰ

اَب ہم دُرود شریف صلوٰۃ الکبریٰ جو حضرت قُطبِ ربّانی، غوثِ صمدانی، شہبازِ لامکانی، سیّدنا و سندنا حضرت شیخ سیّد عبدُ القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے مرتّب فرمایا ہے یہاں پر شامِل کتاب کرتے ہیں۔ اِس میں دُنیا کے بہترین، افضل ترین اَور مقبُول ترین دُرود حضرت غوثِ اعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانِ حق ترجمان سے مترشح اَور آپ کے قلمِ اعجاز رقم سے مرقوم ہوتے ہیں۔ اِس دُرود شریف کو ہم نے بارگاہِ حضرت رسالت مآب صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم تک بہترین وسیلہ پایا ہے۔ اَور یہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ ویسے بھی دُرود شریف کے فضائل اظہرمن الشّمس ہیں۔ اَور دُرود شریف کے بغیر کوئی دُعا درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچ سکتی۔ دُرود شریف کے فضائل کے ثبوت کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ازلی ابدی اَور قدیم زبان سے مع اپنے تمام ملائکہ کے حضرت رسُولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ بابرکات پر ہمیشہ کے لئے دِن رات دُرود پڑھتے رہتے ہیں۔ اَور تمام مومنین کو اِس مبارک شغل میں شمُولیت کی دعوت دیتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ اَور اُس کے فرشتے اپنے نبی حضرت محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دُرود پڑھتے ہیں۔ اَے اِیمان والو! تم بھی اُس پر دُرود اَور سلام بھیجو!

ایک خاکی فانی مخلوق اَور حادث اِنسان کے لئے اِس سے زیادہ بہتر شرف کا اَور کیا موقع ہو سکتا ہے کہ جس سے وُہ اپنے خالق غیر مخلوق قدیم ذات کے ساتھ ہمدم اَور ہم زبان ہو کر دُرود شریف کے مبارک شغل اَور وِرد میں شامِل رہے۔ اَور اس کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ اَور اُس کے فرشتے اُس دُرود پڑھنے والے پر ایک دُرود کے بدلے دس دس دُرود سلام اَور رحمتیں نازل فرمائے پس اس سے زیادہ اَور کوئی سعادت مند، خوش قسمت اَور بانصیب ہو سکتا ہے، اَور جس پر اللہ تعالیٰ دُرود اَور سلام کہے اَور رحمتیں اَور برکتیں نازل فرمائے۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ:۔ وَیُرْوٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّالْبُشْرٰی تُرٰی فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَآءَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی یَا مُحَمَّدُ صلعم اَنْ لَّا یُصَلِّیَ وَیُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔

ترجمہ:۔ ایک حدیث میں مروی ہے کہ ایک روز حضرت رسُول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے اصحاب کبار کی طرف تشریف لا رہے تھے اَور آپ کے چہرۂ مبارک سے خوشی اَور اِنبساط کے آثار نمایاں تھے ایسی حالت میں آپ نے صحابۂ کرام سے فرمایا: کہ آج میرے پاس جبرئِل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اے محمّد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آیا اَب بھی تم ہم سے راضی نہیں ہو کہ اگر تیری اُمّت میں کوئی شخص یک دفعہ آپ پر

www.yabahu.com

درود اور سلام بھیجے گا تو ہم اُس پر دس دفعہ دُرود اور سلام بھیجیں گے۔

حدیث۔ وَقَالَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔

ترجمہ: حضور صلعم نے فرمایا کہ میرے نزدیک میری اُمّت کے سب سے بہتر لوگ وہی ہیں جو مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجتے ہیں"۔

حدیث۔ وَقَالَ صلعم یَحْسَبُ لِلْمَرْءِ مِنَ الْبُخْلِ اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَہٗ وَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ۔

ترجمہ حضور صلعم نے فرمایا کہ اُس شخص کے بُخل کے ثبوت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس شخص کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وُہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے"۔

اور ایک دُوسری حدیث میں ہے کہ: اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا۔

یعنی بخیل آدمی خُدا کا دُشمن ہے خواہ وُہ زاہد ہی کیوں نہ ہو"۔

سو معلوم ہُوا کہ دُرود شریف کے بغیر کوئی عمل، عبادت اور طاعت قبول نہیں۔ اور حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر دُرود بھیجنا بھُول گیا گویا وُہ جنّت کا راستہ بھُول گیا۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ حوضِ کوثر کے کنارے مجھ پر میری اُمّت کے بعض لوگ پیش ہوں گے جنہیں میں کثرتِ صلوٰۃ سے پہچانوں گا۔ حضرت سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ جس دُعا کے اوّل و آخر دُرود شریف پڑھا جائے وُہ کبھی ردّ نہیں ہوتی۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز مجھ پر دُرود پڑھے گا۔ جب قیامت کے روز وُہ شخص آئے گا تو اس دُرود کے بدلے اس کے ہمراہ ایسا نور ہوگا کہ اگر وُہ نور تمام مخلوقات پر تقسیم کیا جائے تو اس نور کی رحمت سب مخلوقات کو ڈھانپ لے گی۔ کیونکہ وُہ دُرود اس صِفت سے

متّصف ہوگا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور حضور علیہ السّلام نے فرمایا: (اور کاتب الحروف نے آزمایا ہے) کہ جب کوئی بندہ مجھ پر دُرود پڑھتا ہے تو وُہ دُرود ایک پیکرِ نُور بن کر پڑھنے والے کے منہ سے دوڑ کر نِکلتا ہے۔ اور مشرق، مغرب، شمال وجنوب میں، کیا خشکی اور کیا تری میں، کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر وُہ گذرے۔ اور ہر چیز اُس نُور کو پہچانتی ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا پڑھا ہُوا دُرود شریف ہے۔ اور ہر چیز اس پر رحمت اور آفرین بھیجتی ہے۔ اور آخر میں وُہ ایک پرندے کی صُورت اختیار کر لیتا ہے۔ جس کے ستّر ہزار سر ہوتے ہیں۔ اور ہر سر میں ستّر ہزار مُنہ ہوتے ہیں۔ اور ہر مُنہ میں ستّر ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ اور وُہ پرندہ ہر زبان کے ساتھ ستّر ہزار لغتوں سے اللہ تعالےٰ کی تسبیح قیامت تک پڑھتا ہے اور اس کا ثواب پڑھنے والے کے عمل نامے میں جمع ہوتا ہے۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہمیں کوئی بڑی بھاری مشکل پیش آتی تو ہمارے پاس اُس کے حل کرنے کا آخری اور کارگر حربہ دُرود شریف کا پڑھنا ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا روایات اور بیانات ایک سلیم العقل سعادت مند شخص کے لئے دُرود شریف کے فضائل میں کافی اور شافی ہیں ؎

دادیم ترا ز گنج مقصود خبر
اینست رہ و طریق بشتاب و برو

اب بھی اگر کوئی کورچشم، حاسد، بخیل جہنّم کا راستہ اختیار کرے تو اس کی

قسمت۔ یہ درود شریف صلوٰۃ الکبریٰ ہمیں اثنائے قیام بغداد شریف میں حضرت غوث پاکؒ کے ایک پرانے قلمی نسخے سے ۱۳۱۲ھ میں حاصل ہوا تھا۔ اس کے پڑھنے کی اجازت اور کلید بھی ہمیں حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہ العزیز کے حضور سے حاصل ہوئی ہے۔ آج ہم اس گوہر بے بہا کو ناظرین کے سامنے حسبۃً للہ پیش کرتے ہیں:۔

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ طالب پہلے وضو کرکے دو رکعت نماز یوں ادا کرے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الخ وھو رب العرش العظیم تک اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ الخ ہر ایک تین تین دفعہ پڑھے اور بعدہٗ سورۃ یٰسین یا سورۃ انا فتحنا یا سورۃ ملک اور یا سورۃ مزمل حسب مدعا ایک دفعہ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپؐ کی آل و اصحاب کو بخشے اور بعدہٗ ادب و تعظیم اور خشوع و خضوع اور حضورِ دل سے درود شریف مذکور پڑھے:۔

۷۸۶

صلوٰۃ الکبریٰ

لِلْقُطْبِ الرَّبَّانِی وَالْغَوْثِ الصَّمَدَانِی وَالْھَیْکَلِ النُّوْرَانِی صَاحِبِ الْاِشَارَاتِ وَالْمَعَانِی السَّیِّدِ شَیْخ مُحْیِ الدِّیْن عَبْدِ الْقَادِر جِیْلَانِی قَدَّسَ سِرَّہُ الْعَزِیْزُ وَنَوَّرَ ضَرِیْحَہٗ ؛

وِرْدُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا

تحقیق آیا تمہاری طرف ہمارا رسولؐ تمہاری جنس کا کہ شاق ہے اس پر تمہاری

عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

تکلیف اور تم پر ایمان کے بارے میں حریص ہے اور تم پر مہربان اور رحم دل ہے

اَعْبُدُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

میں اپنے رب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرتا۔ اے اللہ

اَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

میں تجھے تیرے تمام خوبصورت ناموں سے پکارتا ہوں نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا

سُبْحَانَكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

تیرے لیے پاکی ہے کہ تو رحمت کرے حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ

جیسا کہ تو نے رحمت کیا حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

تو حمد اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! رحمت بھیج نبی اُمّی حضرت محمد ﷺ پر

وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَّصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى

اور اس کے آل و اصحاب پر اور ان پر سلام اور سلامتی نازل فرما اور رحمت بھیجی ہے

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ صَلٰوةً هُوَ اَهْلُهَا ۞

اللہ تعالیٰ نے ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ اور اس کی آل پر ایسی رحمت جس کے وہ مستحق اور حقدار ہیں

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى

اے اللہ! اے رب محمد ﷺ کے و آل محمد ﷺ کے رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ

حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر اور ایسی جزاء عطا کر حضرت محمد ﷺ کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ ۞ اَللّٰهُمَّ رَبَّ

جس کے وہ اہل اور حقدار ہوں اے اللہ!

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ

سات آسمانوں اور زمین کے مالک اور اے عرش عظیم

الْعَظِيْمِ ۞ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ

کے مالک اے رب ہمارے اور ہر شے کے رب اور لانے توریت

وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيْمِ ۞ اَللّٰهُمَّ

انجیل زبور اور فرقان عظیم کے اُتارنے والے اے اللہ!

اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ

تو وہ اوّل ہے کہ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا اور تو ایسا آخر ہے

فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ

کہ تیرے بعد کچھ نہ ہوگا اور تو وہ ظاہر ہے کہ تیرے اوپر کچھ نہیں

شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ ۞ فَلَكَ

ہے اور تو ایسا باطن ہے کہ تیرے سوا کچھ نہیں ہے پس تیرے لئے

الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ

ہے سب تعریف نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا تو پاک ہے میں ظالموں میں

الظّٰلِمِيْنَ ۞ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ

سے ہوں جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہ چاہے

يَكُنْ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

نہیں ہوتا اللہ کے سوا کسی کو طاقت نہیں ہے اے اللہ! اپنے بندے

مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ صَلٰوةً

اور اپنے رسول ﷺ اور اپنے نبی ﷺ پر ایسی رحمت بھیج

مُّبَارَكَةً طَيِّبَةً كَمَا اَمَرْتَ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ

جو نہایت مبارک اور پاک ہو اور جس طرح تو نے ہم کو امر کیا ہے کہ ہم

تَسْلِيْمًا ۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى

ان پر صلوٰت اور سلام بھیجیں۔ اے اللہ! اس قدر دُرود بھیج حضرت محمد ﷺ پر یہاں تک کہ تیرے

مِنْ صَلٰوتِكَ شَيْءٌ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى

دُرود میں سے کچھ باقی نہ رہے اور اس قدر رحمتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر کہ

لَا یَبْقٰی مِنْ رَّحْمَتِكَ شَیْءٌ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

تیری رحمتوں میں سے کچھ باقی نہ رہے اور اس قدر برکتیں نازل فرما حضرت محمد پر

حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَكَاتِكَ شَیْءٌ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

کہ تیری برکتوں میں سے کچھ باقی نہ رہے اے اللہ صلوٰۃ

وَسَلِّمْ وَاَفْلِحْ وَاَنْجِحْ وَاَتْمِمْ وَاَصْلِحْ وَاَرْبِحْ

اور سلام بھیج اور اسے چھٹکارا دینے اور نجات دینے اور مکمل کرنے اور اصلاح کرنے

وَاَوْفِ وَاَرْجِحْ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَاَجْزَلَ الْمِنَنِ

اور نفع مند کرنے اور پورا کرنے و ترجیح پانے والا بنا سب سے افضل اور بڑی شان

وَالتَّحِیَّاتِ عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِیِّكَ

اور احسان اور تحفہ والا درود بھیج اپنے بندے اور رسول اور نبی ہمارے

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ هُوَ فَلَقُ

سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر وہ جو آفتاب وحدانیت کے

صُبْحِ اَنْوَارِ الْوَحْدَانِیَّةِ وَطَلْعَةِ شَمْسِ الْاَسْرَارِ

صبح دمیدہ ہیں اور آفتاب ذات کے انوار اسرار کے

الرَّبَّانِیَّةِ ○ وَبَهْجَةِ قَمَرِ الْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِیَّةِ ○

محل طلوع ہیں اور اس ذات بے نیاز کی ماہ حقائق کی دلکشا چاند کی روشنی ہیں

وَعَرْشِ حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِیَّةِ ○ نُوْرُ كُلِّ

اور حضرت ذات رحمٰن کی بارگاہ کے تحت ہیں جو ہر رسول

رَسُوْلٍ وَسَنَاهُ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ○ اِنَّكَ

کے نور اور اس کی روشنی ہیں۔ بمصداق آیت قرآن یٰس اور حکمت والے قرآن کی قسم

لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ سِرًّا

ہے کہ تو بے شک رسولوں میں سے ہے اور سیدھے راستے پر قائم ہے۔ تو

كُلِّ نَبِیٍّ وَّهُدَاهُ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○

ہر نبی کا بھید اور اس کا راہنما ہے اور یہ اس غلبے اور علم والے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے

وَجَوْهَرُ كُلِّ وَلِیٍّ وَّضِیَاهُ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ

اور تو ہر ولی کا جوہر اور اس کی روشنی ہے بقول قرآن تو رب رحیم

رَّحِیْمٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ

کی طرف سے سلامتی کا پیغام ہے۔ اے اللہ درود بھیج نبی

الْاُمِّیِّ الْعَرَبِیِّ الْقُرَیْشِیِّ الْهَاشِمِیِّ الْاَبْطَحِیِّ

امی عربی قریشی ہاشمی ابطحی

التِّهَامِیِّ الْمَكِّیِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْكَرَامَةِ ○

تہامی مکی کی ذات پر جو صاحب تاج اور کرامت ہے

صَاحِبِ الْخَیْرِ وَالْبِرِّ ○ صَاحِبِ السَّرَایَا وَالْعَطَایَا

اور صاحب خیر اور برکت ہے صاحب سیف اور عطا اور صاحب

وَالْغَزْوِ وَالْجِهَادِ وَالْمَغْنَمِ وَالْمَقْسَمِ ○ صَاحِبِ

غزاء اور جہاد ہے اور مالک اور قاسم مال غنیمت ہیں صاحب

الْاٰیَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَالْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ ○

آیات اور معجزات اور مالک آیات بینات ہیں

صَاحِبِ الْحَجِّ وَالْحَلْقِ وَالتَّلْبِیَةِ ○ صَاحِبِ الصَّفَا

صاحب حج اور حلق راس اور تلبیہ صاحب سعی صفا

وَالْمَرْوَةِ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْمَقَامِ وَالْقِبْلَةِ وَ

اور مروہ اور صاحب مشعر الحرام اور مقام ابراہیم اور صاحب قبلہ اور

الْمِحْرَابِ وَالْمِنْبَرِ ○ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ

محراب اور منبر ہیں صاحب مقام محمود

وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَالشَّفَاعَةِ وَالسُّجُوْدِ لِلرَّبِّ

اور حوض کوثر اور صاحب شفاعت اور صاحب سجود پیش رب

الْمَعْبُوْدِ ○ صَاحِبِ رَمْيِ الْجَمَرَاتِ وَالْوُقُوْفِ ○

معبود ہیں شیطانوں کو کنکریاں مارنے والے اور عرفات پر

بِعَرَفَاتٍ صَاحِبِ الْعَلَمِ الطَّوِيْلِ وَالْكَلَامِ

وقوف فرمانے والے اور اونچے اور بلند جھنڈے والے اور جلیل

الْجَلِيْلِ ○ صَاحِبِ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَالصِّدْقِ

کلام والے ہیں صاحب کلمہ اخلاص صدق اور تصدیق

وَالتَّصْدِيْقِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا

پیدا کرنے والے کلام کے ہیں اے اللہ درود اور سلام بھیج ہمارے سردار

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً

حضرت محمدؐ پر اور ہمارے سردار حضرت محمدؐ کی آل پر ایسا درود

تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْمِحَنِ وَالْإِحَنِ وَالْأَهْوَالِ

جس کی برکت سے تو ہم کو نجات دلوائے جملہ دکھوں اور آفتوں اور بلاؤں سے

وَالْبَلِيَّاتِ وَتُسَلِّمُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْفِتَنِ وَ

اور سلامت رکھے ہم کو تمام فتنوں بیماریوں، آفتوں اور سختیوں سے اور

الْأَسْقَامِ وَالْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ ○ وَتُطَهِّرُنَا

پاک کرے ہم کو تمام عیبوں اور برائیوں سے اور جس کے طفیل

بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ وَتَمْحُوْ بِهَا عَنَّا الْخَطِيْئَاتِ ○

تو بخش دے ہم کو سارے گناہ اور جس سے مٹا دے ہماری کل خطائیں

وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ مَا نَطْلُبُهُ مِنَ الْحَاجَاتِ ○

اور پورا کرے اس تو ہماری جملہ حاجتیں جو ہم تجھ سے طلب کریں۔

وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا

اور بلند کرے تو اس سے ہمارے اعلیٰ درجات اور پہنچائے تو

بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ

اس سے ہمیں تا انتہائے مقامات اور از روئے جملہ خیرات

فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا

زندگی کے اندر اور بعد ممات یا رب یا اللہ

مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

مجیب الدعوات اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھے

اَنْ تَجْعَلَ لِيْ فِيْ مُدَّةِ حَيَاتِيْ وَبَعْدَ مَمَاتِيْ

یہ کہ تو بنا میرے لئے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد میرے

اَضْعَافَ اَضْعَافِ ذٰلِكَ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَّسَلَامٍ

اس درود و سلام کو اس سے ہزار ہزار

مَضْرُوْبِيْنَ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ ○ وَاَمْثَالَ

کتنا بڑھا کر کسی طرح پڑھے درود دہرائے جاتے ہوئے اور اس کے مثل

اَمْثَالِ ذٰلِكَ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ مُحَمَّدِنِ

اپنے بندے اور نبی محمدؐ

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ

نبی امی اور رسول عربی پر اور اس کی آل

اَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَ

اصحاب اولاد بی بیوں اس کی نسل

اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَ

اہل بیت خویشوں مددگاروں رشتہ داروں

وَمَوَالِيهِ وَخُدَّامِهِ وَحُجَّابِهِ ○ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ

تابعین غلاموں خادموں اور دربانوں پر ہو اے اللہ بنا

كُلَّ صَلَاتِي مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ تَفَوُّقُ وَتَفَضُّلُ

ہمارے ہر اس درود کو فائق تر اور افضل تر

صَلَاةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ السَّمٰوٰتِ

تمام اہل آسمان

وَأَهْلِ الْأَرَضِيْنَ أَجْمَعِيْنَ ○ كَفَضْلِهِ الَّذِي

اور اہل زمین کے درود پڑھنے والوں سے جیسا کہ تو نے

فَضَّلْتَهُ عَلٰى كَافَّةِ خَلْقِكَ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِيْنَ ○

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فضیلت بخشی ہے اپنی تمام مخلوقات پر اے تمام کریموں اور سخیوں سے

وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۵ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ

زیادہ کرم کرنے والے اور تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم والے۔ اے رب ہمارے ہم سے

أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ

دعا قبول فرما۔ بے شک تو ہماری فریاد سننے اور جاننے والا ہے اور ہم سے درگذر فرما

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

کیونکہ تو معاف کرنے والا اور رحم والا ہے

وِرْدُ يَوْمِ السَّبْتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا

اے اللہ: درود سلام اور تکریم بھیج ہمارے سردار

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

اور مولےٰ محمد اپنے بندے رسول اور نبی پر جو نبی اُمی

السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ حَاءِ الرَّحْمَةِ

سردار کامل اور فاتح خاتم ہے، جس کے نام مبارک کی حا رحمت

وَمِيْمِ الْمُلْكِ وَدَالِ الدَّوَامِ بَحْرِ أَنْوَارِكَ

میم ملک اور دال دوام پر دلالت کرتے ہیں جو تیرے انوار کا

وَمَعْدِنِ أَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ

سمندر اور تیرے اسرار کا معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری مملکت کی دلہن

مَمْلَكَتِكَ وَعَيْنِ أَعْيَانِ خَلِيْقَتِكَ وَصَفِيِّكَ

اور تیری مخلوق کی آنکھوں کا تارا ہے تیرا ایسا صاف اور پاک کیا ہوا ہے

السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهُ الرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِيْنَ

کہ جس کا نور تمام مخلوقات سے سابق آیا ہے اور اس کے ظہور کو تمام جہانوں کے

ظُهُوْرُهُ الْمُصْطَفٰى ○ الْمُجْتَبٰى الْمُنْتَقٰى الْمُرْتَضٰى

واسطے باعث رحمت بنایا ہے برگزیدہ چنیدہ پاک اور صاحب رضا ہے

عَيْنِ الْعِنَايَةِ ○ وَزَيْنِ الْقِيْمَةِ وَكَنْزِ الْهِدَايَةِ

جو عنایت کا چشمہ قیامت کی زینت اور ہدایت کا خزانہ ہے

وَإِمَامِ الْحَضْرَةِ وَأَمِيْنِ الْمَمْلَكَةِ وَطِرَازِ

جو اس درگاہ کا پیشوا اور تیری مملکت کا امانت دار تیری

الْحُلَّةِ وَكَنْزِ الْحَقِيْقَةِ وَشَمْسِ الشَّرِيْعَةِ

خلعت کا نقش تیرے حقائق کا خزانہ ہے تیری شریعت کا آفتاب

وَكَاشِفِ دَيَاجِ الظُّلْمَةِ ○ وَنَاصِرِ الْمِلَّةِ

ظلمت کی اندھیری راتوں کا روشن کرنے والا ملت کا مددگار

وَنَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَشَفِیْعِ الْاُمَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ○
رحمتوں والا نبی اور قیامت کے روز اپنی امت کا شفاعت کرنے والا ہے
یَوْمَ تَخْشَعُ الْاَصْوَاتُ وَتَشْخَصُ الْاَبْصَارُ ○
کہ جس روز خوف کے مارے آوازیں پست اور آنکھیں خیرہ ہوں گی۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ
اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو نور
الْاَبْلَجِ وَالْبَهَاءِ الْاَبْهَجِ نَامُوْسِ تَوْرَاةِ
روشن اور ضیاء تاباں ہے جو موسیٰ کی تورات کا ناموس اکبر
مُوْسٰى وَقَامُوْسِ اِنْجِيْلِ عِيْسٰى صَلَوَاتُ
اور عیسیٰ کے انجیل کا قاموس اعظم ہے
اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ○
اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام ہو آپ پر اور جملہ انبیاء پر
طِلَسْمِ فَلَكِ الْاَطْلَسِ فِىْ بُطُوْنِ كُنْتُ كَنْزًا
اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ میں تھا مخفی خزانہ
مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ طَاؤُسِ الْمُلْكِ
پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں) کے بطون میں حضور فلک الاطلس کے
الْمُقَدَّسِ فِىْ ظُهُوْرِ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَتَعَرَّفْتُ
طلسم ہیں اور فرمان میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔ پس مجھ سے
اِلَيْهِمْ فَبِىْ عَرَفُوْنِىْ ○ قُرَّةِ عَيْنِ الْيَقِيْنِ مِرْاٰتِ
انہوں نے مجھے پہچانا کے ظہور میں حضور ملک مقدس کے طاؤس خوشنما ہیں۔ آپ یقین کی آنکھ
اُولِى الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلٰى شُهُوْدِ الْمُلْكِ
کی ٹھنڈک ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ بادشاہ حقیقی ظاہر کے شہود (دیکھنے) کا تمام اولوالعزم

الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ○ نُوْرِ اَنْوَارِ اَبْصَارِ بَصَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ
پیغمبروں کے لیے آئینہ حق نما ہیں اور تمام مکرم اور معظم انبیاء کے آنکھوں کی بصارت کے جملہ
الْمُكَرَّمِيْنَ ○ وَمَحَلِّ نَظَرِكَ وَسَعَةِ رَحْمَتِكَ
انوار کا ایک جامع نور ہیں اے اللہ! وہ جو تیرے خلائق اولین و آخرین میں سے تیری رحمت
مِنَ الْعَوَالِمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○ صَلَّى اللّٰهُ
کا وسیع میدان اور تیری نگاہ کرم کا محل ہیں اللہ تعالیٰ کا درود ہو
عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○
آپ پر اور آپ کے جملہ انبیاء اور مرسلین بھائیوں پر
وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ ○
اور آپ کے تمام پاک اور صاف آل اور اصحاب پر ہو
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَتْحِفْ وَاَنْعِمْ وَامْنَحْ وَ
اے اللہ! بھیج درود سلام تحفے انعام مہربانیاں
اَكْرِمْ وَاَجْزِلْ وَاَعْظِمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ
بخشیش بڑے بھارے اور ایسے افضل اور مکمل درود
وَاَوْفٰى سَلَامِكَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا يَتَنَزَّلَانِ
اور سلام حضور پر بھیج جو تیری باطنی ذات کی
مِنْ اُفُقِ كُنْهِ بَاطِنِ الذَّاتِ اِلٰى فَلَكِ سَمَاءِ
کنہ سے طالع ہو کر اسماء اور صفات
مَظَاهِرِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَتَتَرَقَّيَانِ عِنْدَ
کے مظاہر میں نمودار ہوں اور جو
سِدْرَةِ مُنْتَهَى الْعَارِفِيْنَ اِلٰى مَرْكَزِ جَلَالِ
سدرة المنتہیٰ کے پاس تیرے نور مبین کے جلال

النور المبین علی سیدنا ومولانا محمد

نورِ حرف چمکنے والے ہوں، ہمارے سردار مولے محمدؐ کی ذات پر ہو

عبدك ونبيك ورسولك علم يقين العلماء

جو تیرا بندہ اور نبی اور رسول ہے اور تیرے علماء

الربانيين وعين يقين الخلفاء الراشدين ○

ربانیین کا ذریعہ علم یقین ہے اور تیرے خلفاء راشدین کا وسیلہ عین الیقین ہے

وحق يقين الأنبياء المكرمين ○ الذي تاهت

اور تیرے معزز انبیاء کا واسطہ حق الیقین ہے وہ ذات

في أنوار جلاله أولو العزم من المرسلين ○

جن کے جلال کے سامنے اولوالعزم مرسلین

وتحيرت في درك حقائقه عظماء الملئكة

ششدر ہیں اور جن کے حقائق کے ادراک میں جلیل القدر فرشتے

المهيمين ○ المنزل عليه في القرآن العظيم

حیران ہیں اور جن پر فصیح عربی زبان کے اندر قرآن عظیم میں

بلسان عربي مبين ○ لقد من الله على

یہ نازل فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالےٰ نے بڑا احسان فرمایا ہے

المؤمنين إذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم

مومنین پر جب کہ بھیجا ان کے درمیان رسول ان کی جنس کا جو ان پر

يتلو عليهم آيته ويزكيهم ويعلمهم الكتب

اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں سکھاتا ہے کتاب

والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلال مبين ○

اور حکمت درآں حالیکہ وہ اس سے پہلے تھے صریح گمراہی میں

اللهم صل صلاة ذاتك على حضرة صفاتك

اے اللہ! اپنا درود ذاتی بھیج اپنے نبی جامع جمیع

الجامع لكل الكمال ○ المتصف بصفات

صفات پر جو تمام کمالات کا مجموعہ ہیں اور جو تیرے صفات

الجلال والجمال ○ من تنزه من المخلوقين في

جلال اور جمال سے متصف ہے جو تمام مخلوق میں بے مثل، بے مثال اور

المثال ينبوع معارف الربانية ○ وحيطة

منزہ ہے اور جو منبع کل معارف ربانیہ ہیں اور محیط

الأسرار الإلهية ○ غاية منتهى السائلين ○

جمیع اسرار الہیہ اور جو تمام سالکین کے منتہیٰ مقصود ہیں

ودليل كل حائر من السالكين ○ محمد

اور جملہ حیرت زدہ سالکین کے راہنما ہیں اور جو ذات اور صفات

المحمود بالأوصاف والذات ○ وأحمد من

کے لحاظ سے محمد اور محمود اور جملہ اولین و آخرین کے درمیان احمد یعنی برتر

مضى ومن هو آت وسلم تسليما ○ بداية

و ستودہ تر ہیں اور ان پر ایسے سلام بھیج جن کی ابتداء

الأزل وغاية الأبد حتى لا يحصره عدد ولا

ازل اور انتہا ابد ہو حتیٰ کہ نہ اس کا حساب ہو اور نہ

ينتهيه مدد ○ وارض عن تابعه في الشريعة

اس کا شمار ہو سکے اور اے اللہ تو راضی ہو ان کے تمام اصحاب و علماء

والطريقة والحقيقة من الأصحاب والعلماء

اور اہل طریقت سے جو ہر دو شریعت اور طریقت میں ان کی

وَأَهْلِ الطَّرِيقَةِ وَاجْعَلْنَا يَا مَوْلَنَا مِنْهُمْ

متابعت کرنے والے ہیں اور اے مولے ہمیں بھی ان میں

حَقِيقَةً - آمِين

سے کر لے - آمین

وِرْدُ يَوْمِ الْأَحَدِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَتْحِ أَبْوَابِ

اے اللہ! درود اور سلام بھیج محمد پر جو تیری بارگاہ کے دروازوں کا کھولنے

حَضْرَتِكَ وَعَيْنِ عِنَايَاتِكَ بِخَلْقِكَ وَرَسُولِكَ

والا ہے اور تیری مخلوق کے لئے عنایت اور رحمت کی آنکھ ہے اور

إِلَى جِنِّكَ وَإِنْسِكَ وَوَحْدَانِي الذَّاتِ الْمُنَزَّلِ

تمام عالم جن و انس کی طرف تیرے رسول ہیں۔ جو ذات کے لحاظ سے بے مثل اور فرد واحد

عَلَيْهِ الْآيَاتُ الْوَاضِحَاتُ مُقِيلِ الْعَثَرَاتِ

ہیں جن پر تیرے کھلم کھلا آیات نازل ہوتے۔ جو لغزشوں کے معاف کرنے والے ہیں

وَسَيِّدِ السَّادَاتِ الْآمِرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهِي

اور سرداروں کے سردار ہیں اور امر کرنے والے ہیں اچھے کاموں کے اور منع کرنے

عَنِ الْمُنْكَرَاتِ مَاحِي الشِّرْكِ وَالضَّلَالَاتِ

والے ہیں برائیوں سے جو شرک اور گمراہیوں کو اپنی تیز تلواروں سے

بِالسُّيُوفِ الصَّارِمَاتِ الشَّامِلِ مِنْ شَرَابِ

مٹانے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے مشاہدوں کے شراب پینے والے

الْمُشَاهَدَاتِ الْمُسْتَقِي مِنْ أَسْرَارِ الْقُدْسِيَاتِ الْعَالِمِ

اور عالم قدس کے اسرار کو نوش فرمانے والے ہیں اور جو

بِالْمَاضِي وَالْمُسْتَقْبَلَاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ماضی اور مستقبل کے حالات جاننے والے ہیں یعنی ہمارے سردار محمد

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرِ الْبَرِيَّاتِ مَا دَامَتِ الْأَرْضُ

صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جو بہترین خلائق ہیں جب تک زمین

وَالسَّمٰوٰتُ ۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مَنْ لَهُ

اور آسمان قائم ہیں اے اللہ درود اور سلام بھیج اس ذات پر جس کے

الْأَخْلَاقُ الرَّضِيَّةُ ۞ وَالْأَوْصَافُ الْمَرْضِيَّةُ

ہیں اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ

وَالْأَقْوَالُ الشَّرْعِيَّةُ وَالْأَحْوَالُ الْحَقِيقَةُ وَ

اور اقوال شرعیہ اور احوال حقیقت اور

الْعِنَايَاتُ الْأَزَلِيَّةُ وَالسَّعَادَاتُ الْأَبَدِيَّةُ ۞

عنایات ازلیہ اور سعادات ابدیہ

وَالْفُتُوحَاتُ الْمَكِّيَّةُ وَالظُّهُورَاتُ الْمَدَنِيَّةُ

اور جن کے ہیں فتوحات مکیہ اور ظہورات مدنیہ

دَسْتُ الْبَرِيَّةِ ۞ وَشَفِيعُنَا يَوْمَ بَعْثِنَا الْمُسْتَغْفِرُ

اور جو ہیں تمام لوگوں کے بھید ابد جو شفیع ہیں ہمارے قیامت کے دن اور

لَنَا إِلٰى رَبِّنَا الدَّاعِيْ إِلَيْكَ وَالْمُقْتَدٰى بِهِ

رب تعالےٰ کی بارگاہ سے ہمارے لئے مغفرت مانگنے والے ہیں وہ تیری طرف بلانے

لِمَنْ أَرَادَ الْوُصُولَ إِلَيْكَ وَالْأَنِيسُ بِكَ

والے ہیں اور ہر اس شخص کے پیشوا اور مقتدا ہیں جو تیرے وصال کا ارادہ رکھتا ہے

وَالْمُسْتَوْحِشُ عَنْ غَيْرِكَ ○ حَتّٰى تَمَتَّعَ مِنْ

جو تیری ذات سے مانوس اور تیرے غیر سے متنفر ہیں حتیٰ کہ تیرے ذاتی

نُوْرِ ذَاتِكَ ○ وَرَجَعَ بِكَ وَلَا بِغَيْرِكَ وَشَهِدَ

نور سے متمتع ہوئے اور تیرے نور کے ساتھ مرجوع (واپس) بنے اور نہ تیرے غیر کے

وَحْدَتَكَ فِيْ كَثْرَتِكَ وَقُلْتَ لَهٗ بِلِسَانِ

ساتھ۔ اور جس نے تیری وحدت کا مشاہدہ کیا۔ عالمِ کثرت میں اور تو نے اُسے زبان

حَالِكَ وَقَوَّيْتَهٗ بِكَلَامِكَ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ

حال سے خطاب کیا اور تو نے اُن کی اپنے کلام اور اپنے کمال سے یہ کہہ کر تقویت فرمائی

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ الذَّاكِرِ لَكَ

کہ قائم رہو اس پر جس کا تجھے امر ہوا اور کنارہ کرو مشرکوں سے اور جو تجھے یاد کرنے والے

فِيْ لَيْلِكَ وَالصَّائِمِ لَكَ فِيْ نَهَارِكَ ○

ہیں رات کو اور تیرے لیے روزہ دار ہیں دن کو

الْمَعْرُوْفِ مَعَ مَلٰئِكَتِكَ اِنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِكَ ○

اور تیرے فرشتوں کے اندر مشہور ہیں خیر خلائق سے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِالْحَرْفِ الْجَامِعِ

اے اللہ! ہم تیری طرف وہ حرف جامع وسیلہ گردانتے ہیں

لِمَعَانِيْ كَمَالِكَ نَسْئَلُكَ اِيَّاكَ بِكَ اَنْ

جو تیری کمال معانی کا حامل ہے اور خاص تجھ ہی سے سوال کرتے ہیں

تُرِيَنَا وَجْهَ نَبِيِّنَا وَاَنْ تَمْحُوَ عَنَّا وُجُوْدَ

تیرے ساتھ کہ دکھا ہمیں اپنے نبی کا چہرہ مبارک اور مٹا ہم سے گناہوں

ذُنُوْبِنَا بِمُشَاهَدَةِ جَمَالِكَ وَتُغَيِّبَنَا

کا وجود اپنے جمال کے مشاہدے سے اور ہمیں اپنے انوار کے سمندر میں

فِيْ بِحَارِ اَنْوَارِكَ مَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الشَّوَاغِلِ

اس طرح گم کر دے کہ ہم تمام دنیوی مشاغل سے

الدُّنْيَوِيَّةِ رَاغِبِيْنَ اِلَيْكَ غَائِبِيْنَ بِكَ

پاک ہو جائیں تیری طرف رغبت کرنے والے اور تجھ میں گم ہونے والے بن جائیں

يَا هُوَ يَا اَللّٰهُ يَا هُوَ يَا اَللّٰهُ ○ يَا هُوَ يَا اَللّٰهُ ○

یا ہُو یا اللہ یا ہُو یا اللہ یا ہُو یا اللہ

لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَاسْقِنَا مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ ○

نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوائے ہمیں اپنی شراب محبت پلا دے

وَاَغْمِسْنَا فِيْ بِحَارِ اَحَدِيَّتِكَ حَتّٰى نَرْتَعَ

اور اپنی احدیت کے سمندر میں ہمیں غرق کر دے

فِيْ بُحْبُوْحَةِ حَضْرَتِكَ ○ وَتَقْطَعَ عَنَّا اَوْهَامَ

تاکہ تیرے حضور کی وادیوں میں گھومیں اور اپنے

خَلِيْقَتِكَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ وَنَوِّرْنَا بِنُوْرِ

فضل اور رحمت سے ہم سے اپنی خلقت کے واہماتِ باطلہ کو دور کر دے

طَاعَتِكَ ○ وَاهْدِنَا وَلَا تُضِلَّنَا ○ وَبَصِّرْنَا

اور ہمیں اپنی اطاعت کے نور سے منور کر دے اور ہمیں ہدایت فرما اور گمراہ نہ کر اور غیر کی

بِعُيُوْبِنَا عَنْ عُيُوْبِ غَيْرِنَا بِحُرْمَةِ نَبِيِّنَا

عیوب کی نسبت ہمیں اپنے عیوب کا نگران کر ہمارے نبی

وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور سردار محمد کے طفیل اللہ تعالےٰ کا درود اور سلام ہو

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْوُجُوْدِ

اُن پر اور اُن کے آل پر اور اُن کے اصحاب پر جو عالمِ وجود کے روشن چراغ

وَاَهْلِ الشُّهُوْدِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ نَسْئَلُكَ

ہیں اور اہل شہود ہیں اے ارحم الراحمین ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں

اَنْ تُلْحِقَنَا بِهِمْ وَتَمْنَحَنَا بِحُبِّهِمْ يَا اَللّٰهُ

کہ ہمیں ان سے ملا دے اور ان کی محبت ہمیں عطا کر دے یا اللہ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○

یا حی یا قیوم یا ذو الجلال والاکرام

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

اے رب ہمارے! ہماری دعا قبول فرما۔ تحقیق تو سننے والا اور دانا ہے

وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

اور ہم سے درگزر فرما تحقیق تو بڑا درگزر کرنے والا اور رحم والا ہے

وَهَبْ لَنَا مَعْرِفَةً نَّافِعَةً اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

اور ہمیں معرفت نافع عنایت فرما تحقیق تو ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ يَا رَحْمٰنُ

قادر ہے اے رب العالمین اے رحمٰن

يَا رَحِيْمُ ○ نَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنَا رُؤْيَةَ

اے رحیم ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دکھا ہمیں اپنے

وَجْهِ نَبِيِّكَ فِيْ مَنَامِنَا وَيَقْظَتِنَا ○

نبی کا دیدار خواب کے اندر اور بیداری کی حالت میں

وَاَنْ تُصَلِّيْ وَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ صَلٰوةً دَائِمَةً

اور ایسا درود وسلام بھیج ان پر جو قیامت تک قائم دائم رہے

اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَاَنْ تُصَلِّيْ عَلٰى خَيْرِنَا ۝

درود بھیج ہمارے بہترین ذات پر

وِرْدِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوٰتِكَ اَبَدًا وَّ

اے اللہ بھیج بہترین درود ہمیشہ کے لئے اور

اَنْمٰى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَّاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ

بڑھنے والی برکتیں نازل فرما ابدی طور پر اور بے حد پاک سلاموں

فَضْلًا وَّعَدَدًا ○ عَلٰى اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ

کے تحفے اتار اس ذات پر

الْاِنْسَانِيَّةِ وَالْجَانِيَّةِ ○ وَمَجْمَعِ الدَّقَائِقِ

جو انسانیت اور جنیت کے حقائق میں سے زیادہ شریف ترین ذات ہیں

الْاِيْمَانِيَّةِ ○ وَطُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ ○

اور ایمانی باریکیوں کے مجمع ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کے تجلیوں

وَمَهْبِطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَوَاسِطَةِ عِقْدِ

کے طور ہیں اور رحمانیت کے اسرار کے جائے نزول ہیں جو تمام

النَّبِيِّيْنَ وَمُقَدَّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ ○

انبیاء کے عقد میثاق کا ذریعہ ہیں اور تمام مرسلین کے فوج کے

وَقَائِدِ رَكْبِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ ۝

سپہ سالار ہیں اور جملہ اولیاء اور صدیقین کے رسالے کے سردار ہیں

وَاَفْضَلِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ حَامِلِ لِوَاءِ

اور تمام مخلوق میں سے افضل ہیں جو شفاعت کے، عزت کا جھنڈا

الْعِزِّ الْاَعْلٰی ○ وَمَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی ○

اٹھانے والے ہیں اور جو روشن بزرگی کے زمام کے مالک ہیں

شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ ○ وَمُشَاهِدِ اَنْوَارِ

جو روزِ ازل کے اسرار دیکھنے والے اور سوابقِ اوّل کے انوار کے مشاہدہ

سَوَابِقِ الْاُوَلِ ۵ وَتَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ

کرنے والے ہیں اور جو زبان قدیم کے

وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ ○ مَظْهَرِ

ترجمان اور علم حلم اور حکمت کے منبع ہیں جو

سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِیِّ وَالْكُلِّیِّ ۵ وَاِنْسَانِ عَیْنِ

جزی اور کلی جود اور سخاوت کی سر کے مظہر ہیں اور

الْوُجُوْدِ الْعُلْوِیِّ وَالسِّفْلِیِّ وَرُوْحِ جَسَدِ

علوی اور سفلی وجود کی آنکھ کی

الْكَوْنَیْنِ ○ وَعَیْنِ حَیٰوةِ الدَّارَیْنِ ۵ الْمُتَحَقِّقِ

پتلی ہیں اور جو دونوں جہانوں کے جسد کے روح رواں ہیں

بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِیَّةِ ○ وَالْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ

اور دارین کی زندگی کا سرچشمہ ہیں جو عبودیت کے اعلیٰ مراتب پر متحقق ہیں

الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِیَّةِ ○ الْخَلِیْلِ الْاَعْظَمِ

اور اصطفائیت کے مقامات کے اخلاق سے متخلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے

وَالْحَبِیْبِ الْاَكْرَمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ

خلیل اعظم اور حبیب اکرم ہیں یعنی ہمارے سردار اور مولے محمد

بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ صَلَّى اللهُ

ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب اللہ تعالیٰ کا درود ہو

عَلَیْهِ وَعَلٰۤی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ

اس پر اور اس کے آل پر اور اصحاب پر تیرے معلومات اور

وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ

تیرے کلمات کے عدد کے موافق اور جس قدر تیرے

الذَّاكِرُوْنَ ○ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَ

یاد کرنے والوں نے تجھے یاد کیا ہے اور جس قدر دنیا کے

ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ○ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا دَآئِمًا

غافل لوگ تیرے ذکر سے غافل رہے اور ان پر سلام بھیج ہمیشہ بہت

كَثِیْرًا ○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنُوْرِهِ

کثرت کے ساتھ اے اللہ ہم تیری طرف وسیلہ پکڑتے ہیں اس کے نور سے

السَّارِیْ فِی الْوُجُوْدِ اَنْ تُحْیِیَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ

جو تمام کائنات کے اندر جاری اور ساری اور کہ ہمارے دلوں کو زندہ کر ان کے

حَیٰوةِ قَلْبِهِ الْوَاسِعِ لِكُلِّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ

پاک دل سے جو واسع اور محیط ہے ہر چیز پر اور جو مومنوں کے لیے رحمت

عِلْمًا وَّهُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ وَاَنْ

ہدایت اور خوشخبری ہے کر تو

تَشْرَحَ صُدُوْرَنَا بِنُوْرِ صَدْرِهِ الْجَامِعِ مَا

کھولے ہمارے سینوں کو ان کے اس جامع سینے کے نور سے جس کی نسبت آیا ہے

فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ وَّضِیَاءً وَّذِكْرٰی

کہ نہیں چھوڑی کوئی شے اس کتاب میں سے اور جو ہے روشنی اور نصیحت

لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَتُطَهِّرَ نُفُوْسَنَا بِطَهَارَةِ نَفْسِهٖ

واسطے پرہیزگاروں کے اور کہ پاک کرے تو ہمارے نفسوں کو اس کے پاک مزکی

الزَّكِيَّةِ الْمَرْضِيَّةِ ○ وَنُعَلِّمُنَا بِأَنْوَارِ عُلُوْمِهِمْ كُلَّ

اور مرضیہ نفس کے نور سے اور کہ تو سکھاتے ہمیں ان کے علوم کے انوار

شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْ كُلِّ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○

سے جیسا کہ آیا ہے اور ہر شے ہم نے جمع اور محفوظ کر رکھی ہے امام مبین کے اندر

وَتُسْرِيْ سَرَائِرَهُ فِيْنَا بِلَوَامِعِ أَنْوَارِكَ

اور ان کے اسرار کو جمع کر ہمارے اندر اپنے انوار کی روشنیوں سے

حَتّٰى تُفْنِيْنَا عَنَّا فِيْ حَقِّ حَقِيْقَتِهٖ فَيَكُوْنَ

یہاں تک کہ تو ہمیں فنا کر دے اپنے سے ان کی حقیقت میں یہاں تک کہ

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ فِيْنَا بِقَيُّوْمِيَّتِكَ السَّرْمَدِيَّةِ

وہ زندہ اور قائم رہ جائے ہمارے اندر تیری سرمدی قیومیت کے ساتھ

فَنَعِيْشَ بِرُوْحِهٖ عَيْشَ حَيٰوةِ الْأَبَدِيَّةِ ○

تاکہ ہم اس کی روح سے ابدی عیش کریں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کا درود ہو اُن پر اور ان کے آل پر اور اصحاب پر اور سلام

تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اٰمِيْنَ ○ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

نازل فرما ان پر بہت کثرت سے آمین اپنے فضل اور رحمت سے

عَلَيْنَا يَا حَنَّانُ ۵ يَا مَنَّانُ ۵ يَا رَحْمٰنُ ۵ وَ

ہم پر ہو اے مہربان و صاحبِ احسان یا رحمٰن اور

بِتَجَلِّيَاتِ مَنَازِلَاتِكَ فِيْ مِرْاٰتِ شُهُوْدِهٖ

ان کے مشاہدے کے آئینے میں جن تجلیات کا نزول ہو اس ہی سے

لِمَنَازِلَاتِ تَجَلِّيَاتِكَ فَنَكُوْنَ مِنَ الْخُلَفَاءِ

ہم پر بھی تجلیات کا نزول ہو تاکہ ہم ان کے خلفاء

الرَّاشِدِيْنَ وَوِلَايَةِ الْأَقْرَبِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ

راشدین اور اولیاءِ مقربین میں سے ہو جائیں اے اللہ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

درود اور سلام بھیج ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمدؐ پر

جَمَالِ لُطْفِكَ وَحَمَالِ عَطْفِكَ وَجَلَالِ

جو تیرے لطف کا جمال اور تیری مہربانیوں کا حامل ہے اور تیرے ملک کا

مُلْكِكَ وَكَمَالِ قُدْسِكَ النُّوْرِ الْمُطْلَقِ

جلال ہے اور تیرے عالم قدس میں کمال کا مالک ہے جو نورِ مطلق ہے

بِسِرِّ الْمَعِيَّةِ الَّتِيْ لَا يَتَقَيَّدُ الْبَاطِنُ مَعْنًى

اس معیت کے بھید میں جس کو تیری غیاب ہیں نہ کوئی شے باطن معنوی لحاظ

فِيْ غَيْبِكَ الظَّاهِرِ حَقًّا فِيْ شَهَادَتِكَ شَمْسِ

سے اور نہ تیری شہادت میں ظاہری طور پر اسے حقیقی طور پر مقید کر سکتی ہے

أَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَمَجْلٰى حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ

آپ اسرارِ ربانی کے آفتاب ہیں اور بارگاہِ رحمانیت کے تجلی گاہ ہیں

الرَّحْمَانِيَّةِ ○ مَنَازِلِ الْكُتُبِ الْقَيِّمَةِ ○

اور زبردست آسمانی کتب کے جائے نزول ہیں

وَنُوْرِ الْاٰيَاتِ الْبَيِّنَاتِ ۵ الَّذِيْ خَلَقْتَهٗ

اور آیات بینات کے نور ہیں وہ ذات ہیں جن کو تو نے بنایا ہے

مِنْ نُّوْرِ وَجْهِكَ وَحَقَّقْتَهٗ بِأَسْمَائِكَ وَ

اپنے چہرے کے نور سے اور تو نے اسے متحقق فرمایا ہے اپنے اسماء اور

صِفَاتِكَ وَخَلَقْتَ مِنْ نُّوْرِهِ الْأَنْبِيَاءَ

صفات سے اور تو نے پیدا کیا اور ان کے نور سے انبیاء

وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ وَتَعَرَّفْتَ اِلَيْهِمْ بِاَخْذِ مِيْثَاقِ

اور مرسلین کو اور ازل کے روز میثاق کے ذریعے

عَلَيْهِمْ بِقَوْلِكَ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ○ وَاِذْ اَخَذَ

آپ کا تعارف اپنے اس قول حق المبین کے ذریعے کرایا اور یاد کر

اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ

اے میرے نبی وہ وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا پیغمبروں سے کہ آئے گی

وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

تمہاری طرف میری کتاب اور حکمت۔ پھر آئے گا تمہارے طرف میرا رسول جو

لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ

تصدیق کرنے والا ہوگا اس چیز کا جو تمہارے پاس ہوگی کہ تم ان پر ایمان لاؤگے اور

ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ

ان کی امداد کروگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کر لیا اور اس اقرار پر ہماری

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ

ضمانت قبول کی پیغمبروں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

کہ تم گواہ رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ گواہ رہیں گے۔ اے اللہ درود اور سلام

عَلٰى بَهْجَةِ الْكَمَالِ وَتَاجِ الْجَلَالِ وَبَهَآءِ

اس ذات پر جو کمالات کی شگفتگی اور جلال کے تاج اور

الْجَمَالِ وَشَمْسِ الْوِصَالِ وَعَبْقَةِ الْوُجُوْدِ

جمال کی روشنی اور وصال کے سورج اور عالم وجود کے مشک

وَحَيٰوةِ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عِزِّ جَلَالِ سَلْطَنَتِكَ

مشک کی ڈبیا ہیں اور ہر موجود کی زندگی ہیں جو تیرے سلطنت کے جلال

وَجَلَالِ عِزِّ مَمْلَكَتِكَ وَ مَلِيْكِ صُنْعِ

کی عزت اور تیری مملکت کے عزت کے جلال اور تیری قدرت کی

قُدْرَتِكَ ○ وَطِرَازِ صَفْوَةٍ مِّنْ اَهْلِ

صنعت کے مالک اور اہل قرب میں سے اہل صفوت کے

قُرْبِكَ ○ وَسِرِّ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ ○ وَحَبِيْبِ اللّٰهِ

نقش و نگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سرّ اعظم اور اللہ تعالیٰ کے حبیب

الْاَكْرَمِ ○ وَخَلِيْلِ اللّٰهِ الْمُكَرَّمِ ○ سَيِّدِنَا

اکرم اور اللہ تعالیٰ کے خلیل مکرم ہیں ہمارے سردار

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ○

اور مولیٰ محمد اللہ تعالیٰ کا درود ہو ان پر اور سلام۔

وِرْدُ يَوْمِ الثُّلٰثَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِهٖ اِلَيْكَ ○ وَنَتَشَفَّعُ

اے اللہ ہم تیری طرف انہیں وسیلہ پکڑتے ہیں اور انہیں تیری

بِهٖ لَدَيْكَ صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى ○

طرف شفیع گردانتے ہیں اور جو صاحب شفاعت کبریٰ ہیں

وَالْوَسِيْلَةِ الْعُظْمٰى وَالذَّرِيْعَةِ الْغَرَّآءِ ○

اور وسیلہ عظمیٰ اور ذریعہ غرّاء (روشن)

وَالْمَكَانَةِ الْعُلْيَا ○ وَالْمَنْزِلَةِ الزُّلْفٰى وَقَابَ

اور مالک مکان عالی اور منزل قربی یعنی قاب قوسین

www.yabahu.com

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ وَاَنْ تُحَقِّقَنَا بِهٖ ذَاتًا

اور ادنیٰ ہیں یہ کہ تو ہمیں متحقق کرے ان کے ساتھ

وَّصِفَاتٍ وَّ اَسْمَاءً وَّ اَفْعَالًا وَّ اٰثَارًا حَتّٰى

از رُوئے ذات و صفات و اسماء اور افعال اور آثار کے یہاں تک کہ

لَا نَرٰى وَلَا نَسْمَعَ وَلَا نُحِسَّ وَلَا نَجِدَ اِلَّا

نہ دیکھیں نہ سنیں نہ محسوس کریں اور نہ پائیں تیرے بغیر اور

اِيَّاكَ ۝ اِلٰهِىْ وَسَيِّدِىْ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

کوئی چیز اے ہمارے اللہ! اور ہمارے مالک ہم تجھے تیرے فضل اور رحمت

اَنْ تَجْعَلَ هُوِيَّتَنَا عَيْنَ هُوِيَّتِهٖ فِىْٓ

کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو ہماری ہویّت کو عین ان کی ہویّت بنا دے۔ ان کے

اَوَائِلِهٖ وَنِهَايَتِهٖ بِوُدِّ خُلَّتِهٖ وَصَفَائِهٖ

زمانِ اوائل سے لے کر ان کے زمانِ نہایت تک تاکہ ہم ہمیشہ قائم رہے

وَمَحَبَّتِهٖ ۝ وَفَوَاتِحِ اَنْوَارِ بَصِيْرَتِهٖ وَ

ان کی دوستی کی محبت اور محبت کی صفائی اور ان کی بصیرت کے انوار کے سرچشمے اور

جَوَامِعِ اَسْرَارِ سَرِيْرَتِهٖ ۝ وَرُحَمِ رُحَمَائِهٖ

ان کی خلوت گاہ کے اسرار کے مجمع اور ان کے رحماء کی رحمتیں

وَنَعِيْمِ نُعَمَائِهٖ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِجَاهِ

اور ان کے نعماء کی نعمتیں اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے

نَبِيِّنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کے صدقے

وَسَلَّمَ الْمَغْفِرَةَ وَالرِّضٰى وَالْقَبُوْلَ قَبُوْلًا

تجھ سے تیری بڑی بھاری مغفرت اور رضامندی کا سوال کرتے ہیں اور ایسی قبولیت

تَامًّا ۝ وَلَا تَكِلْنَا اِلٰى نَفْسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ

کامل کا کہ اس کے بعد تو ہمیں ایک لحظہ کے لئے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کرے

يَا نِعْمَ الْمُجِيْبُ فَقَدْ دَخَلَ الدَّخِيْلُ يَا

اے عمدہ دعا قبول کرنے والے تیری بارگاہ میں یہ بندہ ناچیز داخل ہونے والا ہے

مَوْلَائِىْ ۝ فَاِنَّ غُفْرَانَ ذُنُوْبِ الْخَلْقِ

اے میرے مالک: پس تحقیق تمام مخلوقات کیا نیکوکار اور کیا بدکار

بِاَجْمَعِهِمْ اَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ بَرِّهِمْ وَ

اوّلین و آخرین کے گناہوں کی مغفرت

فَاجِرِهِمْ كَقَطْرَةٍ فِىْ بَحْرِ جُوْدِكَ الْوَاسِعِ

تیری اس بحرِ رحمت کے سامنے کہ جس کا نہ کوئی کنارہ ہے

الَّذِىْ لَا سَاحِلَ لَهٗ وَلَا غَايَةَ لَهٗ فَقَدْ

اور نہ کوئی حد اور نہایت ہے ایک قطرے کے برابر ہے

قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

پس تحقیق تو نے خود فرمایا ہے اور تیرا قول صریح حق ہے کہ ہم نے نہیں بھیجا تم کو

اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

مگر محض رحمت واسطے تمام جہانوں کے اللہ کا درود ہو آپ پر اور

عَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ

آپ کے آل اور اصحاب تمام پر اے رب تحقیق بسبب

الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا ۝

بڑھاپے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔

وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝

لیکن اس طویل مدت میں۔ اے اللہ میں کبھی دعا کے وقت تیری رحمت اور قبولیت سے محروم

www.yabahu.com

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○

نہیں رہا۔ اے رب مجھے دُکھ پہنچا ہے اور تو ارحم الراحمین ہے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○

اے رب میرے میں اس خیر کا جو تو نے میری طرف نازل فرمایا ہے بہت محتاج ہوں

یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ ۵ یَا عَظِیْمَ الرَّجَآءِ ۵

اے کمزوروں کے مددگار اے امیدوں کے بڑے آسرے

یَا مُنْقِذَ الْغَرْقٰی یَا مُنْجِیَ الْهَلْکٰی یَا

اے ڈوبتوں کے بڑے سہارے اے ہلاک ہونے والوں کو بچانے والے۔ اے

نِعْمَ الْمَوْلٰی ۵ یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ ○ لَآ اِلٰهَ

اچھے اور بہترین مالک اے ڈرنے والوں کی جائے امان نہیں ہے کوئی معبود

اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ○ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ

اللہ کے سوائے اللہ تعالیٰ بڑی عظمت اور حلم والے ہیں نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ

الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ

بڑے عرش والے کے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ○

مالک سات آسمانوں اور عرش کریم کے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الْجَامِعِ الْاَکْمَلِ ○

اے اللہ! درود بھیج اور سلام اس ذات پر جو اکمل اور جامع

وَالْقُطْبِ الرَّبَّانِیِّ الْاَفْضَلِ طِرَازِ حُلَّةِ

قطب ربانی ہے اور خلعت ایمان کے لئے

الْاِیْمَانِ وَمَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ ۵

عمدہ نقش و نگار ہیں اور جود اور احسان کے معدن ہیں۔

صَاحِبِ الْهِمَمِ السَّمَاوِیَّةِ ۵ وَالْعُلُوْمِ

جو صاحب ہمت آسمانی اور عالم علم

اللَّدُنِّیَّةِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ خَلَقْتَ

لدنی ہیں اے اللہ! درود بھیج اس پر جس کی خاطر تو نے

الْوُجُوْدَ لِاَجْلِهٖ ۵ وَرَخَّصْتَ الْاَشْیَآءَ

کائنات پیدا کی اور اشیاء کو ارزاں کیا

بِسَبَبِهٖ مُحَمَّدٍ الْمَحْمُوْدِ صَاحِبِ الْمَکَارِمِ

اس کے سبب یعنی محمدؐ و محمود جو صاحب بزرگی

وَالْجُوْدِ ۵ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَقْطَابِ ۵

اور جود ہیں اور اُن کے آل اور اصحاب پر ہو جو اقطاب

السَّابِقِیْنَ اِلٰی جَنَابِ ذٰلِكَ الْجَنَابِ ○

سابقین ہیں ان کی بارگاہ معلّٰی کے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اے اللہ درود بھیج اور سلام اوپر سردار ہمارے حضرت محمدؐ کے

النُّوْرِ الْبَهِیِّ وَالْبَیَانِ الْجَلِیِّ وَاللِّسَانِ

کہ جو صاحب نور روشن ہیں اور صاحب بیان جلی اور لسان

الْعَرَبِیِّ وَالدِّیْنِ الْحَنِیْفِیِّ ○ اَلْمُؤَیَّدِ

عربی اور مالک دین حنفی ہیں اور جو مؤید ہیں

بِالرُّوْحِ الْاَمِیْنِ ○ وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ ○

ساتھ تائید جبرائیل رُوح الامین کے کتاب مبین کے ذریعے

وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَرَحْمَةِ اللّٰهِ لِلْعَالَمِیْنَ ○

اور وہ خاتم النبیین و باعث رحمت جل شانہٗ تمام جہان ہیں اور مُبلّغ حق ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مَنْ خَلَقْتَهٗ مِنْ

اے اللہ! درود اور سلام بھیج اس پر جن کو تو نے اپنے نور سے

نُوْرِكَ وَجَعَلْتَ كَلَامَهٗ مِنْ كَلَامِكَ

پیدا کیا اور اس کے کلام کو اپنا کلام بنایا اور ان کو

وَفَضَّلْتَهٗ عَلٰى اَنْبِيَائِكَ وَاَوْلِيَائِكَ ۵

اپنے جملہ انبیاء اور اولیاء پر فضیلت بخشی

وَجَعَلْتَ السِّعَايَةَ مِنْكَ اِلَيْهِ وَمِنْهُ

اور تو نے مقرر فرمایا چلنا تجھ سے اس کی طرف اور اس سے

اِلَيْهِمْ كَمَالَ كُلِّ وَلِيٍّ لَّكَ ۵ وَهَادِيْ

ان کی طرف جو تیرے ہر ولی کے لئے ذریعہ کمال ہے اور تجھے اور تیری راہ

كُلِّ مُضِلٍّ عَنْكَ هَادِي الْخَلْقِ اِلَى

ہر گمراہ کے لئے باعثِ ہدایت ہے اور حق کی طرف خلقت کا

الْحَقِّ ۵ تَارِكِ الْاَشْيَاءِ لِاَجْلِكَ وَ

ہادی ہے اور تیرے لئے اشیاء غیر کا تارک ہے اور تیرے

مَعْدِنِ الْخَيْرِ بِفَضْلِكَ ۵ وَخَاطَبْتَهٗ عَلٰى

فضل کے خیر کا معدن ہے اور تو نے اپنے قرب کے

بِسَاطِ قُرْبِكَ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ

بساط پر انہیں یوں خطاب فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا تیرے اوپر بڑا فضل ہے

عَظِيْمًا ۵ اَلْقَائِمِ لَكَ فِيْ لَيْلِكَ ۵ وَالصَّائِمِ

جو ساری رات تیری یاد میں کھڑا ہونے والا ہے

لَكَ فِيْ نَهَارِكَ ۵ وَالْهَائِمِ بِكَ فِيْ

اور دن کو تیری رضامندی کی خاطر روزہ دار ہے اور جو تیری

جَلَالِكَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ ۵

جلال سے ڈرنے والا ہے۔ اے اللہ! درود اور سلام بھیج اپنے نبیؐ پر

الْخَلِيْفَةِ فِيْ خَلْقِكَ ۵ اَلْمُشْتَغِلِ بِذِكْرِكَ ۵

جو خلقت میں تیرا خلیفہ ہے اور جو تیرے ذکر میں مشغول رہتا ہے

اَلْمُتَفَكِّرِ فِيْ خَلْقِكَ ۵ وَالْاَمِيْنِ لِسِرِّكَ ۵

اور جو تیری مخلوقات میں فکر کرنے والا ہے اور تیرے بھید کا امین ہے

وَالْبُرْهَانِ لِرُسُلِكَ ۵ اَلْحَاضِرِ فِيْ سَرَائِرِ

اور تیرے جملہ رسولوں کے لئے ایک قوی بُرہان ہے اور جو تیرے مقام

قُدْسِكَ ۵ وَالشَّاهِدِ اِلٰى جَمَالِ جَلَالِكَ ۵

قدس کے اسرار میں حاضر اور تیرے جلال و جمال کے مشاہدہ کرنے والا ہے۔

سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الْمُفَسِّرِ لِاٰيَاتِكَ ۵

ہمارے سردار اور مولا محمدؐ جو تیری آیات کا تفسیر کرنے والا

وَالظَّاهِرِ فِيْ مُلْكِكَ ۵ وَالْغَائِبِ فِيْ

اور تیرے عالم ملک میں ظہور فرما اور عالم ملکوت میں غیبت

مَلَكُوْتِكَ ۵ وَالْمُتَخَلِّقِ بِصِفَاتِكَ وَ

حاصل کرنے والا ہے اور جو تیرے صفات سے متخلق اور تیری

الدَّاعِيْ اِلٰى جَبَرُوْتِكَ ۵ الْحَضْرَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ ۵

بارگاہِ رحمانیت کے عالم جبروت کی طرف بلانے والے ہیں

وَالْبُرْدَةِ الْجَلَالِيَّةِ ۵ وَالسَّرَابِيْلِ الْجَمَالِيَّةِ

جو تیری جلالیت کی چادر اور تیری جمالیت کے سرادیل ہیں

الْعَرْشِ السَّنِيِّ ۵ وَالْحَبِيْبِ النَّبَوِيِّ

جو اللہ تعالیٰ کے عرشِ معلّیٰ اور نبی حبیب

وَالنُّوْرِ الْبُهِيِّ ۵ وَالدُّرِّ النَّقِيِّ ۵ وَالْمَصَابِيْحِ
اور نور روشن گوہر پاک اور چراغ مضبوط
الْقَوِيِّ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى
ہیں اے اللہ! درود اور سلام بھیج ان پر اور ان کے
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
آل و اصحاب پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○
تحقیق تو حمد اور مجد والا ہے

وِرْدُ يَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۵
شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے جو بخشش کرنے والا مہربان ہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
اے اللہ! درود اور سلام بھیج ہمارے سردار اور نبی محمدؐ پر
بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ ۵ وَرُوْحِ
جو تیرے انوار کا سمندر اور تیرے اسرار کا معدن ہے تیرے بندوں کے
اَرْوَاحِ عِبَادِكَ ۵ اَلدُّرَّةِ الْفَاخِرَةِ ۵
ارواح کا روح ہے فخر کے لائق گوہر یکتا ہیں
وَالرَّحْمَةِ السَّابِقَةِ ۵ وَالْعَبْقَةِ النَّافِحَةِ
اور سب سے سبقت لے جانے والی رحمت اور کستوری کی خوشبو دار ڈبیہ ہیں۔
بُوْبُوْءِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَحَاءِ الرَّحْمَاتِ ۵
تمام موجودات کا خاصہ خلاصہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی حاء

وَجِيْمِ الدَّرَجَاتِ ۵ وَسِيْنِ السَّعَادَاتِ وَ
اور درجات کے جیم اور سعادات کے سین اور
نُوْنِ الْعِنَايَاتِ وَكَمَالِ الْكُلِّيَّاتِ وَمَنْشَاِ
عنایات کے نون ہیں اور کائنات کے کل کلیات کے کمال اور جملہ
الْاَزَلِيَّاتِ وَخَتْمِ الْاَبَدِيَّاتِ ۵ الْمَشْغُوْلِ
ازلیات کے منشاء اور تمام ابدیات کے خاتم ہیں تمام دنیوی
بِكَ عَنِ الْاَشْيَاءِ الدُّنْيَوِيَّاتِ ۵ الطَّاعِمِ
اشیاء سے منہ موڑ کر تیرے ساتھ مشغول ہیں اور تیرے
مِنْ ثَمَرَاتِ الْمُشَاهَدَاتِ ۵ اَلْمُسْقِيْ
مشاہدات کے پھلوں کو نوش جان فرمانے والے اور تیرے
مِنْ اَسْرَارِ الْقُدْسِيَّاتِ وَالْعَالِمِ بِالْمَاضِيْ
قرب کے مقدس اسرار کے شربتیں پینے والے ہیں حالات ماضی
وَالْمُسْتَقْبَلَاتِ ۵ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
اور مستقبل کے جاننے والے ہیں یعنی ہمارے سردار اور مولےٰ محمدؐ جو بہترین
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
خلائق ہیں اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام آپ پر اور آپ کے آل اور اصحاب پر
الْاَخْيَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَبْرَارِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
ہو جو کہ اخیار اور ابرار ہیں اے اللہ! درود بھیج
عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ ۵ وَعَلٰى
روح پاک فتوح حضرت محمدؐ پر تمام ارواح میں سے اور تمام
جَسَدِهٖ فِى الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِى الْقُبُوْرِ ۵
لوگوں کے جسموں میں سے آپ کے جسم مبارک پر اور تمام قبوروں میں سے آپ کی قبر شریف پر۔

وَعَلٰٓى اَسْمَآئِهٖ فِى الْاَسْمَآءِ وَعَلٰى قَلْبِهٖ فِى الْقُلُوْبِ

اور جملہ اسماء میں سے آپ کے اِسم مبارک پر اور تمام قلوب میں سے

وَعَلٰى مَنْظَرِهٖ فِى الْمَنَاظِرِ ۵ وَعَلٰى سَمْعِهٖ فِى

آپ کے قلب منور پر اور جملہ مناظر میں سے آپ کے منظر مقدس پر اور کل کانوں

الْمَسَامِعِ ۵ وَعَلٰى حَرَكَتِهٖ فِى الْحَرَكَاتِ

میں سے آپ کے کان شریف پر اور جمیع حرکات میں سے آپ کی حرکت بابرکت پر

وَعَلٰى سُكُوْنِهٖ فِى السَّكَنَاتِ ۵ وَعَلٰى قُعُوْدِهٖ

اور تمام سکنات میں سے آپ کے سکون پر اور جملہ بیٹھکوں میں سے

فِى الْقُعُوْدَاتِ ۵ وَعَلٰى قِيَامِهٖ فِى الْقِيَامَاتِ ۵

آپ کے مقدس بیٹھک پر اور کل قیاموں میں سے آپ کے قیام مبارک پر

وَعَلٰى لِسَانِهٖ الْبَشَّاشِ الْاَزَلِىِّ وَالْخَتْمِ

اور آپ کے بشاش ازلی اور ختم

الْاَبَدِىِّ وَصَلِّ اللّٰهُمَّ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَ

ابدی زبان پر درود اور سلام ہو۔ اے اللہ درود بھیج محمدؐ کی اس ذات پر اور ان کے

اَصْحَابِهٖ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ ○

آل اور اصحاب پر اتنی تعداد میں جتنا کہ آپ کے علم میں ہے اور اتنی مقدار میں جتنی کہ معلومات ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الَّذِىْ اَعْطَيْتَهٗ

اے اللہ! درود اور سلام بھیج محمدؐ کی اس ذات پر جس پر تو نے بخشش فرمائی

وَكَرَّمْتَهٗ وَفَضَّلْتَهٗ وَنَصَرْتَهٗ وَاَعَنْتَهٗ

اور عزت بخشی اور فضیلت دی اور نصرت و فتح عطا کی اور اعانت فرمائی۔

وَقَرَّبْتَهٗ وَاَدْنَيْتَهٗ وَسَقَيْتَهٗ وَمَكَّنْتَهٗ

اور قرب بخشا اور نزدیکی عطا کی اور شراب معرفت پلائی اور عالی جگہ دی

وَمَلَاْتَهٗ بِعِلْمِكَ الْاَنْفَسِ ۵ وَبَسَطْتَهٗ

اور اس کو بھر دیا نفیس علم سے اور اسے کشائش دی

بِحِلْمِكَ الْاَطْرَسِ ۵ وَزَيَّنْتَهٗ بِقَوْلِكَ

بڑے حوصلے سے اور روشن قول سے اُسے

الْاَقْبَسِ ۵ فَجْرِ الْاَمْلَاكِ وَعَذْبِ خُلُقِ

مزین فرمایا ملکوں کے صبح صادق لوگوں کے خلق کی

الْاَخْلَاقِ ۵ وَنُوْرِكَ الْمُبِيْنِ ۵ وَعَبْدِكَ

مٹھاس اور تیرا نور مبین ہے اور بندہ

الْقَدِيْمِ وَحَبْلِكَ الْمَتِيْنِ ۵ وَحِصْنِكَ

قدیم اور مضبوط رسّی اور محکم

الْحَصِيْنِ ۵ وَجَلَالِكَ الْحَكِيْمِ وَجَمَالِكَ

قلعہ ہے اور تیری حکمت کا جلال اور تیرے کرم کا

الْكَرِيْمِ ۵ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى

جمال ہے ہمارے سردار اور مولیٰ محمدؐ اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

درود اور سلام ان پر اور ان کی آل پر اور اصحاب پر ہو

مَصَابِيْحِ الْهُدٰى ۵ وَقَنَادِيْلِ الْوُجُوْدِ وَ

جو نور ہدایت کے چراغ ہیں اور عالم وجود کے روشن قندیل ہیں اور

كَمَالِ السُّعُوْدِ ۵ وَالْمُطَهَّرِ مِنَ الْعُيُوْبِ ۵

کمال اہل سعادت ہیں اور جملہ عیوب سے پاک ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَلٰوةً تَحُلُّ

اے اللہ! ان پر ایسا درود اور سلام بھیج کہ جس کی برکت سے

بِهَا الْعُقُوْدُ وَيُجَا تُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ ۵

عقدے حل ہو جائیں اور ایسی رحمت کی ہوا نازل فرما کہ جس سے تکلیفیں رفع ہو جائیں

وَنَرْحَمَاتٍ تَزَالُ بِهَا الْعُطَبُ ۵ وَتَكْرِيْمًا

اور ایسی لطف و شفقت نازل فرما کہ جس سے دکھ دور ہو جائے اور ایسی تعظیم اور تکریم

تَقْضِيْ بِهِ الْاَرَبُ ۵ يَارَبُّ يَا اَللهُ يَا حَيُّ

رحمت فرما کہ جس سے مشکل کام حل ہو جائیں۔ یا رب یا اللہ یا حی

يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۵ نَسْئَلُكَ

یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام ہم یہ دین

ذٰلِكَ مِنْ فَضَائِلِ لُطْفِكَ ۵ وَمِنْ غَرَآئِبِ

تیرے کمال فضل اور لطف کے سبب مانگتے ہیں

فَضْلِكَ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ

اے کرم کرنے والے اور رحم کرنے والے اے اللہ!

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ

درود اور سلام اپنے بندے اور اپنے نبی اور رسول

سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اور ہمارے سردار اور نبی محمد امی

وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ ۵ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

اور رسول العربی پہ نازل فرما اور ان کی آل اور اصحاب پر

وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

اور آپ کی بیویوں اور اولاد اور آپ کے اہل بیت پر

صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ

ایسا درود بھیج کہ جو تیرے لئے رضامندی اور اس کے ادا حقوق کا

اَدَآءً وَّاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ

موجب ہو اور بنا انہیں ہمارے لئے وسیلہ اور فضیلت اور شرف

الْاَعْلٰى وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَ

اعلیٰ اور درجہ اعلیٰ اور بلندی کا ذریعہ اور

ابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِالَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ

انہیں وہ مقام محمود عطا فرما کہ جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ

اے ارحم الراحمین اے اللہ! ہم تیرے ساتھ توسل

بِكَ وَنَسْئَلُكَ وَنَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِكِتَابِكَ

پکڑتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں تیری کتاب

الْعَزِيْزِ وَنَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

عزیز کے ساتھ اور نبی کریم تیرے ہمارے سردار محمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵ وَبِشَرَفِهِ الْمَجِيْدِ

صلی اللہ علیہ وسلم اسے توسل پکڑتے ہیں اور ان کی بڑی شرافت سے

وَبِاَبَوَيْهِ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَبِصَاحِبَيْهِ

اور ان کے اجداد ابراہیم اور اسمٰعیل کے ساتھ اور ان کے صاحبین

اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَذِي النُّوْرَيْنِ عُثْمَانَ وَ

حضرت ابی بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اور ذی النورین حضرت عثمانؓ سے اور

اٰلِهٖ فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَّوَلَدَيْهِمَا الْحَسَنِ

ان کے آل پاک حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ سے اور ان کے فرزند حضرت امام حسنؓ

وَالْحُسَيْنِ وَعَمَّيْهِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ

اور حضرت امام حسینؓ سے اور ان کے چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ سے

www.yabahu.com

وَزَوْجَتِهٖ خَدِیْجَۃَ وَعَائِشَۃَ رِضْوَانُ اللّٰہِ

اور اُن کے ازواج حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ سے رضی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

تعالےٰ علیہم اجمعین اَے اللہ! اُن پر دُرُود اور سلام

عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اَبَوَیْهِ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ

بھیج اور ان کے اجداد حضرت ابراہیم اور حضرت اِسمٰعیل

وَعَلٰی کُلِّ اٰلٍ وَّصَحْبٍ کُلَّ صَلٰوۃٍ یُّتَرْجِمُھَا

اور ان کے آل و اصحاب پر بھیج ایسا درود کہ

لِسَانُ الْاَزَلِ فِیْ رِیَاضِ الْمَلَکُوْتِ

زبان ازلی اس کی ترجمانی کرے عالم ملکوت

وَعُلُوِّ الْمَقَامَاتِ وَنَیْلِ الْکَرَامَاتِ وَرَفْعِ

کے باغوں میں اور وہ جو ہمارے لئے حصولِ کرامات اور موجب بلندی

الدَّرَجَاتِ ۵ وَیَنْطِقُ بِھَا لِسَانُ الْاَبَدِ فِیْ

درجات ہو اور ایسا درود کہ ابدی زبان اس پر ناطق ہو

حَضِیْضِ النَّاسُوْتِ بِغُفْرَانِ الذُّنُوْبِ

اور مقامِ ناسوت کے پستیوں میں جو موجب بخشش گناہ

وَکَشْفِ الْکُرُوْبِ ۵ وَرَفْعِ الْمُھِمَّاتِ کَمَا

اور دفع تکالیف اور رفع مہمات ہو اور ایسا دُرود

ھُوَ اللَّائِقُ بِالٰھِیَّتِكَ وَشَانِكَ الْعَظِیْمِ ۵

جو اَے اللہ! تیرے بڑے شان اور خدائی کے قابل ہو

وَکَمَا ھُوَ اللَّائِقُ بِاَھْلِیَّتِھِمْ وَمَنْصَبِھِمْ

اور جو دُرود آنحضرت صلعم کی خاص اہلیت اور آپ کے منصب کریم کے لائق ہو

الْکَرِیْمِ بِخُصُوْصِ خَصَائِصَ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

اس خاص خصوصیت کے ساتھ جیسا کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت

مَنْ یَّشَآءُ ۵ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

سے مخصوص فرماتا ہے اور وہ بڑے بھاری فضل والا ہے۔

وِرْدِ یَوْمِ الْخَمِیْسِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

اَللّٰھُمَّ حَقِّقْنَا بِسَرَآئِرِھِمْ فِیْ مَدَارِجِ

اَے اللہ! متحقق کر ہمیں ان کے پاک خصائل سے ان کے معارف

مَعَارِفِھِمْ بِمَثُوْبَۃِ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ

کے درجات میں ساتھ ثواب ان لوگوں کے جن کے لئے تیری مہربانیاں سبقت

مِّنْكَ الْحُسْنٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ

لے گئی ہیں جو آل محمدؐ ہیں ان پر درود

وَسَلَّمَ وَالْفَوْزِ بِالسَّعَادَۃِ الْکُبْرٰی بِمَوَدَّتِهٖ

اور سلام ہو ساتھ حصولِ سعادتِ کبریٰ کے اور ساتھ اہل قرابت

الْقُرْبٰی ۵ اَعْمِنَا فِیْ عِزَّۃِ الْمَصْمُوْدِ فِیْ مَقَامِهٖ

کی دوستی کے۔ اَے اللہ ہمیں ان کے زبردست قلعے میں شامل کر دے۔ مقام

الْمَحْمُوْدِ تَحْتَ لِوَآئِهِ الْمَعْقُوْدِ ۵ وَاسْقِنَا

محمود کے اندر ان کے موعودہ جھنڈے کے نیچے کھڑا کر دے اور ان کے مشہور

مِنْ حَوْضِ عِرْفَانِ مَعْرِفَتِهِ الْمَوْرُوْدِ یَوْمَ

اور مذکور حوضِ عرفان سے آبِ کوثر پلا دے۔ اس روز کہ اللہ تعالےٰ تا اُمید

لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں فرمائے گا اپنے نبی صلّے اللہ علیہ وسلّم کو

بِبُرُوزِ بِشَارَةِ قُلْ تُسْمَعْ وَاسْئَلْ تُعْطَ وَ

مطابق فرمان حدیث بشارت عنوان۔ اے میرے حبیب تو بول تیری سنی جاوے گی اور

اشْفَعْ تُشَفَّعْ بِظُهُورِ بِشَارَةِ وَلَسَوْفَ

تو سوال کر تجھے عطا کیا جاوے گا تو سفارش کر تیری سفارش قبول کی جاوے گی ساتھ ظہور اس

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۞ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

بشارت کے کہ اے میرے نبی اللہ تعالیٰ تجھے وہ رتبہ دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا مبارک اور بلند

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۞ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوذُ

ہے تیری ذات اے صاحب جلال اور اکرام اے اللہ! ہم تیرے جلال کے غلبے اور

بِعِزِّ جَلَالِكَ وَبِجَلَالِ عِزَّتِكَ وَبِقُدْرَةِ

تیری غالب ذات کے جلال سے اور تیری سلطانی قدرت

سُلْطَانِكَ وَبِسُلْطَانِ قُدْرَتِكَ وَبِحُبِّ

اور تیری قدرت کے تسلّط سے اور تیرے

نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی محمّد صلّے اللہ علیہ وسلّم

مِنَ الْقَطِيعَةِ وَالْاَهْوَاءِ الرَّدِيَّةِ يَا ظَهِيرَ

کی محبّت کے ذریعے پناہ ڈھونڈتے ہیں تیری جدائی سے اور

اللَّاجِينَ ۞ يَا جَارَ الْمُسْتَجِيرِينَ ۞ اَجِرْنَا

تجھ سے دور کرنے والی نفسانی خواہشوں سے۔ اے التجا کرنے والوں کے پشت پناہ اور

مِنَ الْخَوَاطِرِ النَّفْسَانِيَّةِ ۞ وَاحْفَظْنَا مِنَ

اے پناہ ڈھونڈنے والوں کے پڑوسی اور پناہ! ہمیں نفسانی وسوسوں سے بچا۔

الشَّهَوَاتِ الشَّيْطَانِيَّةِ ۞ وَطَهِّرْنَا مِنَ

اور شیطانی شہوتوں سے محفوظ فرما اور بشری آلائشوں سے ہمیں پاک کر

الْقَاذُورَاتِ الْبَشَرِيَّةِ ۞ وَصَفِّنَا بِصَفَاءِ

اور صادق اور حقیقی محبت کی صفائی سے ہمیں صاف فرما

الْمَحَبَّةِ الصِّدِّيقِيَّةِ مِنْ صَدَاءِ الْغَفْلَةِ

جو ہم سے غفلت کا زنگ۔ اور جہالت کا

وَوَهْمِ الْجَهْلِ حَتّٰى تَضْمَحِلَّ رُسُومُنَا

وہم دور کر دے۔۔ یہاں تک کہ ہماری خودی کے

بِفَنَاءِ الْاَنَانِيَّةِ وَمُبَايَنَةِ الطَّبِيعَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ

فنا سے ہمارے رسمی اور رواجی تعلقات اور انسانی طبائع کے

فِي حَضْرَةِ الْجَمْعِ وَالتَّخْلِيَةِ وَالتَّجَلِّي

بشری ضعیف ظہورات زائل اور دور ہو جائیں ہر دو حالت جمع

بِالْاُلُوهِيَّةِ الْاَحَدِيَّةِ وَالتَّجَلِّي بِالْحَقَائِقِ

اور تخلیہ میں ساتھ تیری احدی الوہیت کی تجلّی اور مقام شہود

الصَّمَدَانِيَّةِ فِي شُهُودِ الْوَحْدَانِيَّةِ ۞

وحدانیت میں تیری صمدانی حقائق کی تجلّی سے کہ جہاں نہ زمانی اور

حَيْثُ لَا حَيْثُ وَلَا اَيْنَ وَلَا كَيْفَ وَيَبْقٰى

مکانی حیثیت باقی رہے اور نہ کیفیت و چگونگی رہ جائے اور ہمارا

اَلْكُلُّ لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاِلَى اللّٰهِ وَمَعَ اللّٰهِ غَرْقًا

جو کچھ باقی ہے وہ سب اللہ ہی کے لئے اور اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف

بِنِعْمَةِ اللّٰهِ فِي بَحْرِ مِنَّةِ اللّٰهِ مَنْصُورِينَ

اور اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ہو جائے اور ہم اللہ کی رحمت کے سمندر کے اندر اس کی

بِسَيْفِ اللّٰهِ مَخْصُوْصِيْنَ بِمَكَارِمِ اللّٰهِ

نعمتوں میں از سرتاپائے غرق ہوکر اس کی تلوار سے فتح مند اس کے اخلاق پاک سے متخلق

مَلْحُوْظِيْنَ بِعِنَايَةِ اللّٰهِ مَحْظُوْظِيْنَ بِعِنَايَةِ

اس کے عین عنایت میں منظور اس کی مہربانیوں میں محفوظ

اللّٰهِ مَحْفُوْظِيْنَ بِعِصْمَةِ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ

اور ان کی عصمت کے اندر محفوظ رہ جائیں ہر اس

شَاغِلٍ يَّشْغَلُ عَنِ اللّٰهِ ۞ وَخَاطِرٍ يَّخْطُرُ

شغل سے جو اللہ تعالیٰ سے ہمیں اپنے ساتھ مشغول کرے اور ہر اس

لِغَيْرِ اللّٰهِ ۞ يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا رَبِّ ۞ يَا اَللّٰهُ ۞

خطرے سے جو غیر اللہ کے ساتھ دل میں گزرے۔ اے ربّ۔ اے اللہ، اے ربّ اے اللہ!

ثَلَاثًا[1]۔ رَبِّيَ اللّٰهُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اے رب، اے اللہ! میرا رب اللہ ہے اور نہیں ہے حاصل مجھے کوئی توفیق مگر ساتھ اللہ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۞ اَللّٰهُمَّ

کے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع اور جھکاؤ ہے۔ اے اللہ!

اَشْغِلْنَا بِكَ وَهَبْ لَنَا هِبَةً لَّا سِعَةَ فِيْهَا

ہمیں مشغول کر دے اپنے ساتھ اور عطا کر ہمیں وہ بخشش جس میں تیرے سوا اور

لِغَيْرِكَ وَلَا مُدْخَلَ فِيْهَا لِسِوَاكَ وَاسِعَةً

کسی کی گنجائش نہ ہو اور تیرے سوا اور کسی کو دخل نہ ہو اور وہ بخشش

بِالْعُلُوْمِ الْاِلٰهِيَّةِ ۞ وَالصِّفَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ ۞

جس کو وسعت دی گئی ہے علوم الٰہیہ اور صفات ربّانیہ

وَالْاَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِيَّةِ ۞ وَقَوِّ عَقَائِدَنَا

اور اخلاقِ محمدیہ سے اور ہمارے عقائد کو مضبوط کر دے

[1] ثلاثًا کا مطلب ہے کہ قوسین والی عبارت تین مرتبہ پڑھی جائے۔

بِحُسْنِ الظَّنِّ الْجَمِيْلِ ۞ وَحَقِّ الْيَقِيْنِ وَحَقِيْقَةِ

خوبصورت ظن اور حق الیقین اور حقیقت التمکین

التَّمْكِيْنِ ۞ وَسَدِّدْ اَحْوَالَنَا بِالتَّوْفِيْقِ وَالسَّعَادَةِ

کے حسن اور جمال سے اور ہمارے احوال کو قوی کر دے ساتھ توفیق

وَحُسْنِ الْيَقِيْنِ ۞ وَشَدِّدْ قَوَاعِدَنَا عَلٰى صِرَاطِ

اور حسن یقین کے اور محکم کر دے ہمارے پاؤں صراطِ مستقیم پر

الْاِسْتِقَامَةِ وَقَوَاعِدِ الْعِزِّ الرَّصِيْنِ ۞ صِرَاطَ

اور ان پاک لوگوں کی راہوں پر ہمارے قدم جما دے جن پر

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

تو نے انعام کیا ہے اور نہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ

قہر کیا ہے اور ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام کیا ہے

النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۞

جو نبیین صدیقین شہداء اور صالحین میں سے ہے

وَشَيِّدْ مَقَاصِدَنَا فِي الْمَجْدِ الْاَثِيْلِ ۞ عَلٰى

اور اولو العزم پیغمبروں کے مضبوط ارادوں اور اعلیٰ

اَعْلٰى ذِرْوَةِ الْكَرَامَةِ وَعَزَآئِمِ اُولِي الْعَزْمِ

ذروۂ کرامت کی روشن بزرگی میں ہمارے مقاصد کو مضبوط

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ ۞

باندھ دے اے فریادوں اور دادخواہوں کے فریادرس

وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا بِاَلْطَافِ رَحْمَتِكَ

ہمیں دوری کی گمراہیوں سے بچا اور اپنی محبت کی لغزشوں

مِنْ ضَلَالِ الْبُعْدِ وَاَشْمِلْنَا بِنَفَحَاتِ عِنَايَتِكَ

میں اپنی عنایت کے جھونکوں سے

فِىْ مَصَارِعِ الْحُبِّ ۵ وَاَشْفِقْنَا بِاَنْوَارِ هِدَايَتِكَ

ہمیں معطر فرما اور اپنے حضور قرب میں ہدایت کے

فِىْ حَضَائِرِ الْقُرْبِ وَاَيِّدْنَا بِنَصْرِكَ الْعَزِيْزِ

انوار سے نواز اور قرآن مجید کی زبردست نصرت سے

نَصْرًا عَزِيْزًا مُؤَزَّرًا بِالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ

ہماری تائید فرما اپنے فضل سے

بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ رَبَّنَا

اور رحمت سے اے ارحم الراحمین اے ہمارے رب

تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَتُبْ

ہماری دعا قبول فرما تحقیق تو ہماری دعا سننے والا اور جاننے والا ہے اور ہمارے

عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ اَللّٰهُمَّ

گناہوں سے درگزر فرما تحقیق تو معاف کرنے والا اور رحم والا ہے اے اللہ!

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ

درود اور سلام بھیج ہمارے سردار محمدؐ نبی اُمّی پر

وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَ

اور آپ کے ازواج مطہرات پر جو مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ کے اولاد اور

اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ

اہل بیت پر جس طرح تو نے درود بھیجا ہے حضرت ابراہیمؑ پر تحقیق تو

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ يَا عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَ لَهٗ يَا سَنَدَ

تعریف اور بزرگی والا ہے اے ہر اُس شخص کے ستون اور سہارے

مَنْ لَّا سَنَدَ لَهٗ يَا ذُخْرَ مَنْ لَّا ذُخْرَ لَهٗ ۵ يَا

جس کا کوئی سہارا نہیں اے ہر اُس شخص کی سند جس کا کوئی سند نہیں ہے۔ اے

جَابِرَ كُلِّ كَسِيْرٍ ۵ يَا صَاحِبَ كُلِّ غَرِيْبٍ۔ يَا

ہر بے سروسامان کے ذخیرے۔ اے ہر ٹوٹے ہوئے کے جوڑنے والے۔ اے ہر مسافر کے مصاحب

مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ

اور ساتھی۔ اے تنہا اور بیکس کے مونس۔ نہیں کوئی معبود تیرے سوائے تو پاک ہے

اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اَنْتَ وَلِيِّىْ فِى

میں ظالموں میں سے ہوں اپنے نفس پہ تو دُنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ

میرا ولی ہے۔ مجھے اِسلام پہ موت دے اور مجھے صالحین کے

بِالصّٰلِحِيْنَ ○ وَاَصْلِحْ لِىْ فِىْ ذُرِّيَّتِىْ اِنِّىْ تُبْتُ

زمرہ میں شامل کر دے اور میری اولاد کو صالح بنا دے میں تیری جناب

اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ

کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں اللہ تعالیٰ کا اور

مَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ

تمام فرشتوں اور تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام لوگوں کے درود

عَلٰى نَبِيِّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

ہوں ہمارے نبی اور ہمارے مولیٰ محمدؐ پر اور اس کے آل پر

عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ ۵ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ○

اور ان پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں ہوں

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنَا مَعَهٗ بِشَفَاعَتِهٖ وَضَمَانِهٖ وَ

اے اللہ ہمیں اُن کی شفاعت اور ضمانت اور

www.yabahu.com

رِعَایَتِهٖ مَعَ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِدَارِكَ دَارِ السَّلَامِ ۵

رعایت میں شامل اور داخل فرمادے ساتھ اُن کے آل اور اصحاب کے اپنے

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ یَا

اِس مقدس گھر میں جو سلامتی کا گھر ہے خاص اپنے صدق کی بیٹھک میں اپنے عزت

ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَاَتْحِفْنَا بِمُشَاهَدَتِهٖ

اور قدر والے بادشاہ کے پہلو میں اے صاحبِ جلال اور اکرام والے اور ہمیں اپنے

بِلُطْفِ مَنَازِلَتِهٖ یَا كَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ ○ اَكْرِمْنَا

لطف کے منزلوں میں اپنے مشاہدوں کے تحفوں سے نواز۔ اے کریم۔ اے رحیم اور

بِالنَّظَرِ اِلٰی جَمَالِ سُبُحَاتِ وَجْهِكَ الْعَظِیْمِ ○

اپنے عظیم چہرے کے جمالِ لایزال کے مشاہدوں سے ہم پر کرم فرما

وَاحْفَظْنَا بِكَرَامَتِهٖ بِالتَّكْرِیْمِ وَالتَّبْجِیْلِ وَ

اور اس کے تکریم تبجیل اور

التَّعْظِیْمِ وَاَكْرِمْنَا بِنُزُوْلِهٖ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ

تعظیم کی کرامت سے ہمیں محفوظ فرما اور ہم پر اس کے

رَّحِیْمٍ ○ فِیْ رَوْضِ رِضْوَانٍ اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ

تشریف آوری سے مکرم فرما ایسی تشریف آوری جو بارگاہِ غفور رحیم میں سے ہو اور وہ رضوان

وَلَا اَسْخَطُ عَلَیْكُمْ اَبَدًا ۵ وَاُعْطِیْكُمْ مَفَاتِیْحَ

کے اس باغ میں ہو جس کی نسبت آیا ہے کہ میں تم پر ایسی اپنی رضامندی ظاہر کروں گا کہ اس کے بعد

الْغَیْبِ بِخَزَائِنِ السِّرِّ الْمَكْنُوْنِ فِیْ مَكْنُوْنِ

پھر کبھی ابد تک ناراض نہیں ہوں گا اور تمہیں اپنے سرِ مکنون کے غیبی خزانوں کی کنجیاں عطا کروں گا

جِنَانِ مَعَارِفِ صِفَاتِ الْمَعَانِیْ بِاَنْوَارِ ذَاتِ

جو معارفِ ربانی کے صفات المعانی کے پوشیدہ باغوں میں

عَلَی الْاَرَائِكِ یَنْظُرُوْنَ وَلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ سَلَامٌ

بہشتی تختوں پر تکیہ لگائے دیکھ رہے ہوں گے اور ان کے لئے اپنے رب رحیم

قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ○ بِانْعِطَافِ رَاْفَةِ الرَّاْفَةِ

کی طرف سے وہ سلام سلامتی کا بلاوا ہوگا۔ تیرے ربّ کے فضل اور

الْمُحَمَّدِیَّةِ مِنْ عَیْنِ عِنَایَتِهٖ فَضْلًا مِّنْ

عین عنایت سے محمدی لطف اور مہربانی کی توجہ ہماری طرف

رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ فِیْ مَحَاسِنِ

منعطف ہو اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور ہمیں اپنے خوبصورت

قُصُوْرِ ذَخَائِرِ سَرَائِرِ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا

محلوں میں اُتار دے جہاں ہمارے لئے تیری وہ پوشیدہ نعمتیں ہوں جن کی نسبت فرمایا

اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا

ہے کہ کوئی نفس نہیں جانتا وہ نعمتیں جو ہم نے چھپا رکھی ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے

یَعْمَلُوْنَ ○ فِیْ مَنَصَّةِ مَحَاسِنِ خَوَاتِمِ دَعْوٰهُمْ فِیْهَا

لئے بطور بدلے ان اعمال کے جو انہوں نے کمائے ہیں اور ہمارا انجام ان لوگوں کے حسن

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ

خاتمے کے طور پر کر دے جن کی دعا ہے پاک ہے تو اے اللہ اور ان کی تحیت ہے سلام اور

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا

ان کی آخری دعا ہے الحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ علی سیدنا

ع ۳ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ○ ۳

محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قصیدۂ غوثیہ شریف

و

قصیدۂ باز اشہب

یہ قصائد شریف حضرت پیر دستگیر محبوبِ سُبحانی قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت سیّد محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زبانِ حق ترجمان پر اُس وقت جاری ہُوئے جب کہ آپ غوثیّت اور محبوبیّت کے سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام پر فائز ہو کر غوثِ دوام اور سیدالاولیاءؔ وسُلطان الفقراء کے منصب اور مرتبے سے سرفراز کیے گئے۔ اِس مقام پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے امر سے فرمایا:۔ قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم تمام اوّلین و آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ جو شخص صدقِ دِل و اخلاص اور ادب و احترام سے یہ قصیدہ شریف پڑھتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر محبوبِ سُبحانی کی رُوحانیت اُسی بلند مقام سے پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور اُسی اعلیٰ ترین مقام کی شان اور اسی پاک منزل

www.yabahu.com

کی کیفیت اس پر نازل اور وارد ہوتی ہے۔ اور وُہ جلدی اپنی دِلی مُراد اور منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ ہم نے اِس قصیدے کی تلاش اور تجسّس میں بہت دُور دراز سفر کیے ہیں اور اِس کی صحت کی تحقیق میں بڑی کوشش کی ہے حتیٰ کہ بغداد شریف جا کر حضرت محبوبِ سُبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کے خاندان کے پُرانے قلمی نسخوں کو بھی دیکھا بھالا اور اِن قصائد کے عاملین سے بھی تبادلۂ خیالات کیا۔ اِس فقیر نے بے شمار قلمی اور طبع شدہ قصائد کا مطالعہ کیا ہے۔ سب میں جابجا غلطیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے پڑھنے سے کماحقہٗ فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے بعض عاملین کاملین اور صاحبِ کشف عارفین کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اِس قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیر محبوبِ سُبحانی کی زبانِ حق ترجمان پر اِس قسم کے محبوبانہ انداز اور معشوقانہ ناز کے کلمات جاری ہوئے ہیں کہ جن میں طالبوں اور مُریدوں کے لئے ایسے مواعید اور مواثیق کا اظہار کیا گیا ہے کہ جن سے بالکل لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ کی بُو آتی ہے اور جن کے پڑھنے سے طالب پر رجاء اور اُمید کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وُہ بالکل مُستغنی اور بے پرواہ ہو کر خود عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے جیسا کہ اِس بیت میں آیا ہے:۔

مُرِیۡدِیۡ هِمۡ وَطِبۡ وَاشۡطَحۡ وَغَنِّ   وَافۡعَلۡ مَا تَشَآءُ فَالۡاِسۡمُ عَالِیۡ

یعنی لے میرے مُرید تو ہمّت کر اور خوش و خرم ہو اور بے پرواہ اور بے نیاز رہ اور جو کچھ تیرا جی چاہے کر، میرا نام اور میرا واسطہ بہت بڑی چیز ہے۔ سو

اِس قسم کے کلمات سے لوگوں کے ظاہری و شرعی اعمال میں چونکہ اکابرِ دین اور علماء شرعِ متین کو لوگوں کے ظاہری اعمال و اطاعت و بندگی میں کوتاہی اور سستی کا خطرہ اور اندیشہ محسوس ہوا اِس لئے ان بزرگوں نے اس کے تدارک کی یہ راہ اور تجویز نکالی کہ جابجا اِس قصیدے کے اندر اپنی طرف سے چند ایسے شعر ملا دیئے جن کے پڑھنے سے ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی طرف ترغیب پائی جاتی ہے۔ چنانچہ منجملہ ان ابیات کے دو تین بیت یہ ہیں :-

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّاٰلِیْ

یعنی میرے مُرید وُہ ہیں کہ جو سخت گرمی کے دنوں میں روزے رکھتے ہیں۔ اور رات کی تاریکی میں اپنی عبادت اور ذِکر فکر کے انوار سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ دُوسرا بیت یہ ہے۔ دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا الخ اور تیسرا بیت یہ ہے وَمَنْ فِیْ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ مِثْلِیْ الخ اِن ابیات کی شمولیت اور ملاوٹ سے خدا جانے لوگوں میں ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی رغبت پیدا ہوئی یا نہ لیکن قصیدہ میں تحریف ہوگئی۔ اور وُہ پہلی سی تاثیر اور برکت نہ رہی۔ کہتے ہیں کہ یہ وضعی مخلوط ابیات مولانا جامی صاحبؒ کے بنائے ہُوئے اور بتائے ہُوئے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ لہٰذا ہم نے یہ وضعی ابیات اپنے قصیدے سے خارج کر دیئے ہیں ہمارا پیش کردہ قصیدہ

ہر قسم کی ملاوٹ اور آمیزش سے پاک اور مُبرّا ہے اور بالکل صحیح اور اصلی ہے باقی ظرف اور قسمت ہر شخص کا اپنا اپنا ہے۔ ناظرین سے اِس فقیر کی آخری اپیل یہ ہے کہ مہربانی کرکے اِس قصیدہ مبارک کو نفسانی خواہشات اور دُنیوی اغراض میں اِستعمال کرنے سے احتراز کریں۔ اور اِسے محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلعم اور حضرت پیرِ محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کی رضامندی اور ان کے لُطف و کرم کے حصُول کا ذریعہ بنائیں قصیدہ غوثیہ کے پڑھنے کا سب سے بہترین اور آسان ترین طریقہ یہ ہے۔ کہ نئے چاند کی پہلی جمعرات کو مغرب یا عشاء کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ دفعہ اخلاص یعنی قُل شریف پڑھے اور سلام پھیر کر اِس دوگانے کا ثواب ارواحِ مقدّس حضرت محمد مُصطفٰے صلعم و اصحابِ کبار و آلِ اطہار، چہار یار و پنجتن پاک خصوصاً رُوحِ پاک حضرت قُطبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو بخشے۔ بعدہٗ دس دفعہ یہ درُود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَوَلَدِهِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِس کے بعد گیارہ دفعہ یَا حَضْرَتْ شَیْخ سَیِّدْ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰهِ اُمْدُدْنِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کہہ کر سہ بار قصیدہٗ غوثیہ پڑھے۔ قصیدہ شریف یہ ہے :-

قَصِیدَہ غَوثِیَہ

سَقَانِی الحُبُّ کَاسَاتِ الوِصَالِ
فَقُلتُ لِخَمرَتِی نَحوِی تَعَالِ

محبّت نے مجھے وصلِ محبوب کے پیالے پلائے پس میں نے اپنی شراب
سے کہا کہ میری طرف آجا۔

ساقی دِتّا کاسا مینوں حُبّ خدا دے والا — اوس شرابے نوں میں کہیا میں وَل آ سکھالا

سَعَت وَمَشَت لِنَحوِی فِی کُئُوسٍ
فَہِمتُ بِسُکرَتِی بَینَ المَوَالِی

پس وُہ شراب پیالوں کے اندر میری طرف دوڑتی ہوئی آئی پس میں نے اپنی
مستی سے اپنے دوستوں کے اندر اثر کیا۔

کاسیاں دے وِچ ہو کے آئی میں وَل خمر سیاری — میری مستی ظاہر ہوئی یاراں دے وِچ ساری

فَقُلتُ لِسَائِرِ الاَقطَابِ لُمُّوا
بِحَانِی وَادخُلُوا اَنتُم رِجَالِی

پس میں نے غوث کی حیثیت میں تمام اقطاب جہان سے خطاب کیا کہ تیاری
کرو اور میرے رجال الغیب اور لشکر بن کر میرے صحن میں داخل ہو جاؤ۔

کہیا میں پھر قطباں تائیں آؤ میرے پاسے — ہو وو سب مرید اُنہے تسیں راہ خدا دے خاصے

وَہُمُّوا وَاشرَبُوا اَنتُم جُنُودِی
فَسَاقِی القَومِ بِالوَافِی مَلَالِی

اے میرے سپاہیو! ہمّت کر کے آگے آؤ اور شراب کے دور میں شامل ہو جاؤ
کیونکہ اسلام کا ساقی مجھے شرابِ معرفت فراواں طور پر دے رہا ہے۔

پیو مجلس دے وِچ اوہ لشکر ہوا ساڈا — ساقی فیض خدا دا مینوں دِتّا جام کُشادا

شَرِبتُم فَضلَتِی مِن بَعدِ سُکرِی
وَلَا نِلتُم عُلُوِّی وَاتِّصَالِی

میرا نشہ ہو جانے کے بعد تم نے میری بچی ہُوئی شراب پی لی لیکن میرے رُتبۂ
بلند اور قُرب و اِتّصال کو نہیں پہنچ سکے۔

میں شراب شوقیہ پیتی تُساں فضلہ پیا — پر نہیں حال قُرب تے رُتبہ تُساں میرے جیا

مَقَامُکُمُ العُلٰے جَمعًا وَلٰکِن
مَقَامِی فَوقَکُم مَازَالَ عَالِ

تم سب کے باطنی مرتبے بیشک بلند ہیں لیکن میرا مقام تم سب کے اُوپر ہے اور ہمیشہ اُوپر رہے گا

جیکر عالی رُتبہ ہوسی جا تُساڈے یارو — جاگہ میری اُس جاگہ تھیں عالی جا شمارو

اَنَا فِی حَضرَتِ التَّقرِیبِ وَحدِی
یُصَرِّفُنِی وَحَسبِی ذُوالجَلَالِ

میں اللہ تعالےٰ کے حضور اور قُرب میں یگانہ اور فرد ہُوں وُہ مجھے ایک حال

سے دُوسرے حال میں پھیرتا ہے اَور اُسی کی ذات میرے لیئے کافی ہے۔

جا میرے وِچ قُربِ خدا دے طاقت شرکت کیں نوں — حال بحالی تھیں تغیروں دے تے خالق میں نوں

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

میں دُنیا کے تمام مشائخ کے اندر سفید باز کی مانند ہُوں۔ مردانِ خدا اور اولیاء اللہ میں وُہ کون ہے جسے میری مِثل رُتبہ عطا کیا گیا ہو۔

میں ہاں چِٹے باز وانگوں بین بچھی شیخ ہنیر — کہڑا مرد اُمت نبی تھیں مثل ہویا میرے

كَسَانِیْ خِلْعَةً بِطَرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْكَمَالِ

اللہ تعالےٰ نے مجھے ولایت کی وُہ خلعت پہنائی جس پر عزیمت کے بیل بُوٹے ہیں۔ اور میرے سر پر کمال کا تاج رکھا۔

خِلعت دِتّا ربّ نے مینوں نالے عزت بھاری — تاج رکھا ہے سر میرے تے دِتّی حق سرداری

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم اسرارِ ازلی سے واقف فرمایا ہے اور مجھے نشانِ عزت سے مختص فرما کر میری ہر آرزو پوری فرمائی۔

واقف کیتا ربّ نے مینوں اُوپر سِرّ قدیمے — ہار عزت دا چا پوایا منے رسول کریمے

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
وَحُكْمِیْ نَافِذٌ فِیْ كُلِّ حَالٍ

مجھے اللہ تعالےٰ نے تمام اقطابِ زمان کا والی اور سردار بنایا۔ اور میرا یہ حکم ماضی مستقبل اور حال میں جاری رہے گا۔

والی کیتا ربّ نے مینوں سبھناں قطباں اُتّے — حکم رواں ہویا ہے میرا ساریاں وقتاں اُتّے

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

پس اگر میں اُس سِرِّ قدیم کو سمندروں پر ظاہر کر دُوں تو سب کے سب خشک ہو کر زائل ہو جائیں۔

سِرّ میرا جو ظاہر ہووے اُوپر ٹھاٹھ بحاراں — گم ہو جاوے پانی اُس دا جیوں بدل وِچ غباراں

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اور اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ظاہر کروں تو وُہ کمال حیرت سے ٹکڑے ٹکڑے اور ذرّے ذرّے ہو جائیں۔

سِرّ میرا جے ظاہر ہو کے وِچ پہاڑاں ڈھاوے — پارہ پارہ ہو کے سارا ریت وِچے چھپ جاوے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

اگر میں اپنا راز آگ پر ظاہر کر دوں تو وہ میرے حال کے بھید سے ٹھنڈی اور نابود ہو جائے

نار اُتے جے ظاہر ہووے راز مِرا اِک واری — ہو کے سرد سبھے بجھ جاون سر میرے تھیں سارے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اور اگر میں اپنا بھید مردہ لاش پر ڈال دوں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے۔

بھید مِرا جے مُردے اُتے ظاہر صادر ہووے — حکم خدا دے تھیں اوہ بندہ زندہ ہو کھلووے

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَا لِیْ!

ہر مہینہ اور ہر زمانہ جو دُنیا میں گزرنے کے لئے آتا ہے۔ وُہ واقع ہو۔ سے پہلے میرے پاس آتا ہے۔

ماہ زمانہ دُنیا دے وِچ ہرگز کوئی ناہیں — جاں اوہ جاوے رُخصت لیندا میرے پاسو ناہیں

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالٖ

اور جو کچھ واقع اور جاری ہوتا ہے اس کی مجھے خبر اور اطلاع دیتے ہیں یہ علم خاصہ غیبی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے اے نادان! خطا ہے یہ! تو اس معاملے میں میرے ساتھ جھگڑا کرنے سے باز آ جا۔

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ
وَاِفْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٖ

اے میرے مُرید! بلند ہمت ہو اور خوش، بے باک اور مستغنی رہ۔ اور جو تیرا جی چاہے کر۔ میرا نام بہت بڑا ہے۔

خوش توں ہو مُریدا میریا ہو بے پرواہی — جو چاہے سو کر ہمیشہ میں تیرا ہمراہی

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمُنٰی لِیْ

اے میرے مرید! خوف نہ کر، اللہ تعالیٰ میرا مربّی ہے اس نے مجھے بلند رُتبہ دیا ہے اور میں نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔

خوف نہ کر توں کجھ مُریدا اللہ رب رحیمے — دِتا اُس نے عالی رُتبہ نال متاع عظیمے

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَا لِیْ

میری شہرت کے نقّارے آسمانوں اور زمین کے اندر بج چکے ہیں! در سعادت کے نقیب میرے آگے پوشا پوش کرتے جا رہے ہیں۔

وِچ زمین آسماناں وجدے شہرت دے نقارے — نیک بختی دے چوکیدار ہُن ٹور دے نال ہمارے

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَا لِیْ

www.yabahu.com

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میری مملکت اور میرے حکم کے تابع ہیں اور میرا وقت اور حال پہلے سے بھی پہلے صاف کر دیا گیا ہے۔

شہر خدا دے ملک میرا ہے ہر جا حکم اساڈا — وقت ازل تھیں پہلے ہویا صافی حال آمادہ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ اتِّصَالِ

میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام ممالک کی طرف جب دیکھا تو وہ سب ملے جلے مجھے ایک رائی کے دانے کے برابر معلوم ہوئے۔

نظر کیتی میں طرف اُنہاندے جو ہیں شہر تمامی — دانے رہوندے جے وانگوں وچ ساڈے نظر تمامی

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوا کرتا ہے۔ پر میرا قدم جدِ پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے قدم پر ہے۔

ہر ولی دا قدم علیحدہ میں ہاں قدم نبی تے — ہے اوہ بدر کمال معنےٰ منصب اس عالی تے

مُرِيْدِيْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّيْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید! تو کسی بدخواہ دشمن سے خوف نہ کر کیونکہ میں لڑائی کے وقت بہت باہمت اولوالعزم قاتل ہوں۔

اے مرید! خوف نہ کر ہرگز بدخواہ دشمن تھیں — میں ہاں قاتل قادر قوی تے ڈر کسے بطلن تھیں

اَنَا الْجِيْلِيُّ مُحْيِ الدِّيْنِ اِسْمِيْ
وَاَعْلَامِيْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا لقب ہے اور میری رفعت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

محی الدین، نام میرا تے وچ جیلاں ٹھکانا — جھنڈے میرے ہین لہراندے اوپر فرق پہاڑاں

اَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِيْ
وَاَقْدَامِيْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حضرت امام حسن رضی کی اولاد سے ہوں اور میرا باطنی مقام مخدع ہے۔ اور میرا قدم تمام اولیاء اللہ اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے۔

میں ہاں امام حسنؓ دے آلوں مخدع میری جا ہے — قدم میرا سر ہر ولی دے خواہ ادنیٰ خواہ اعلیٰ ہے

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِيْ
وَجَدِّيْ صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور عبد القادر جیلانی میرا مشہور نام ہے اور میرے جدِ پاک صاحبِ عین الکمال ہیں۔

نام مشہور ہے عبد القادرؒ ہر کوئی اِس نوں جانے
دادا پاک نبیؐ ہے دنیا وچ یگانے

۷۸۶
ح-م

حضورؓ کے گیارہ اسماء جو حلِ مشکلات کیلئے پڑھے جاتے ہیں۔

۱۔ یاسیّد محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی امر اللہ
۲۔ یاشیخ محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی فضل اللہ
۳۔ یاولی محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی امان اللہ
۴۔ یامسکین محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی نور اللہ
۵۔ یاغوث محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قطب اللہ
۶۔ یاسُلطان محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی سیف اللہ
۷۔ یاخواجہ محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی فرمان اللہ
۸۔ یامخدوم محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی برہان اللہ
۹۔ یادرویش محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی آیۃ اللہ
۱۰۔ یاپادشاہ محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی غوث اللہ
۱۱۔ یافقیر محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شاہدُ اللہِ

عامل لوگ اِن اسماء کو کیمیا اکسیر سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اَور کِسی نااہل کو ہرگز نہیں بتاتے ہم نے فی سبیل اللہ ناظرینِ مساکین کے لئے اِس دولت کو عام کر دیا ہے۔

بعض بزرگوں نے آخر میں اپنی حاجت برآری کے لِئے اس عربی رُباعی کو پڑھنا بھی بہت مؤثر اَور کارگر بتایا ہے۔ وُہ رُباعی یہ ہے :۔

اَیُدْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَّاَنْتَ ذَخِیْرِیْ ۔۔۔ اَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ
فَعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحِمٰی وَھُوَ قَادِرٌ ۔۔۔ اَنْ یُّلْفٰی فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

اِس فقیر نے قصیدہ غوثیہ کے جواب میں ایک نعتیہ فارسی قصیدہ لکھا ہے۔ یہ فارسی قصیدہ بہت اچھے حال کے زیرِ اثر اَور نہایت قبولیت کے وقت میں اِس فقیر کی زبان پر جاری ہوا ہے۔ جو شخص اسے قصیدہ غوثیہ کے بعد یمن اَور برکت کے لِئے ایک دفعہ پڑھے گا۔ اِنشاء اللہ اسے اپنی مُراد کے لئے تیر بہدف اَور کارگر پائے گا۔ وُہ فارسی قصیدہ ذیل میں ہدیۂ ناظرین ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کجائی اے شاہ محی الدینؓ کجائی ۔۔۔ چرا در مردمِ چشمم نیائی
تو مخمورِ شرابِ کبریائی ۔۔۔ تو منظورِ جنابِ مصطفائی
ازاں روزِ ازل مستِ الستی ۔۔۔ خمر خوارِ خُمِ خیر الورائی
خمیرِ چار عنصر چار یاری ۔۔۔ عجب عطرِ گُلِ خیر النّسائی
حسنؓ را قرۃ العینی حسیناؓ ۔۔۔ دلآرامِ حسینؓ کربلائی
مدینۂ علم را تسخیر کردی ۔۔۔ کلیدِ قفلِ بابِ مرتضائی
چُوں عثمانؓ باحیا عادل چو عمرؓ ۔۔۔ چُوں صدیقؓ تو در صدق و صفائی
زبہرِ قتلِ نفس و دیوِ ملعُون ۔۔۔ امیرِ حمزۂ شیرِ خدائی
بہ ما زاغ تو زاغاں را چہ قدرت ۔۔۔ ترا زیبد خطابِ ماطغائی

چہ عبدالقادریؓ امرِ قدیری　　بہ ملکِ احدیت فرمانروائی
توانی کرد زِہ قوسِ قضا را　　ولیکن دِلرُبا اہلِ رضائی
اغثنی احضروا یا غوث اللہ　　بحقِ خالقِ ارض و سمائی
اغثنی مے کنم حاضر بیائی　　عجب چابک پری رُو دِلربائی
مُریداں را مرادے مے براری　　بہ طالب ہر مطالب مے نمائی
مریدم لاتخف ذرّہ دارم　　خورم سازی بہ نظرِ کیمیائی
مریدی لاتخف بر دِل نوشتم　　نمے ترسم ز شیطانِ دغائی
مریدی ہم وطب را یاد دارم　　یقیں دانم کہ تو اہلِ وفائی
گدایاں را دہی شاہی بیکدم　　کہ تو اوجِ سعادت راہُمائی
گدایانِ تو شاہانِ جہانند　　سزد ما را بدرگاہت گدائی
خوشا نازیکہ پائے نازنیں را　　نہادہ بر سرِ ہر اولیائی
عجب نبود کہ روزے نازنینا　　خراماں بر سرِ ماہم بیائی
خوشا اے بلبلِ بُستانِ باھُوؒ　　کہ مدحِ شاہِ جیلانی سرائی

عجب خوش قسمتی نورِ محمدؒ
کہ دامنگیر محبُوبِ خدائی

حضرت پیر محبُوب سُبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک اور قصیدہ باذِ اشھب ہے۔ جو عوام میں تو اتنا مشہُور نہیں ہے لیکن خواص میں اس قصیدے کا بڑا چرچا ہے اور بہت مؤثر اور مقبول ہے۔ اس کے پڑھنے سے بے شمار فوائد ظاہری اور باطنی حاصل ہوتے ہیں۔ ہم اس کو ذیل

میں معہ ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اِسے بھی ضرور بطور وِرد ایک دفعہ روزانہ پڑھنا چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَا فِی الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ
اِلَّا وَلِیْ فِیْهِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ

وادیٔ عشق میں کوئی ایسی میٹھی نہر نہیں ہے جس میں میرے لیئے سب سے زیادہ لذیذ اور شیریں حصّہ نہ ہو۔

اَوْ فِی الْوِصَالِ مَكَانَةٌ مَخْصُوْصَةٌ
اِلَّا وَ مَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَ اَقْرَبُ

اور نہ مقامِ وصل میں کوئی ایسا خاص مکان ہے جس میں میری جگہ سب سے زیادہ معزّز اور مقرّب نہ ہو۔

وَهَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا
فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

مجھے زمانے نے اپنی صفائی رونق کا موقع بخش دیا ہے۔ جس سے اُس کے چشمے شیریں ہوگئے اور اس کا مشرب نہایت عُمدہ بن گیا۔

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِكُلِّ كَرِیْمَةٍ
لَا یَهْتَدِیْ فِیْهَا اللَّبِیْبُ فَیَخْطُبُ

اور ہر پاک باز، بامروّت دُلہن نے مجھے پیغامِ نکاح دیا جس طرف بڑے بڑے دانشمندوں کو کبھی دعوتِ پیغام نہیں مل سکا۔

أَصْبَحْتُ لَا أَمَلاً وَّلَا أُمْنِيَّةً
أَرْجُوْا وَلَا مَوْعُوْدَةً أَتَرَقَّبُ

صُبح کی میں نے بغیر کِسی اُمّید اور آرزُو کے اُوپر اُمید اَور وعدے تیرے نگہبانی کے۔

أَنَا مِنْ رِّجَالٍ لَّا يَخَافُ جَلِيْسُهُمْ
رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرٰى مَا يَرْهَبُ

میں ان لوگوں میں سے ہُوں کہ جن کے ہم نشینوں کو کوئی خوف نہیں ہے نہ اِنقلابِ زمانہ کا اَور نہ خطرناک واقعات پیش آنے کا۔

قَوْمٌ لَهُمْ فِيْ كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ
عُلْوِيَّةٌ وَّ بِكُلِّ جَيْشٍ مَّرْكَبُ

میری ہم نشین وُہ قوم ہے کہ جسے ہر نوع بزرگی میں بڑا بلند مرتبہ حاصل ہے اَور ہر فوج میں اس کے لئے سواری تیار ہے۔

أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ أَمْلَأُ دَوْحَهَا
طَرَبًا وَّفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ أَشْهَبُ

میں خوشی اَور فرحت کا ایسا بُلبلِ ہزار داستان ہُوں کہ تمام باطنی باغ میرے خوشی کے گیتوں سے گُونج رہے ہیں اَور عالمِ بالا میں تمام طائران عالمِ قدس کے درمیان مثل بازِ اشہب یعنی سفید باز کی مانند غالب اَور بلند پرواز ہُوں۔

أَضْحَتْ جُيُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيْئَتِيْ
طَوْعًا وَّمَهْمَا رُمْتُهٗ لَا يَعْزُبُ

www.yabahu.com

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حالات پر ایک مختصر کتاب

زُبدۃ الآثار

تلخیص

بہجۃ الاسرار

تالیف لطیف

شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمہ اللہ

ترتیب و ترجمہ

پیرزادہ اِقبال احمد فاروقی ایم اے

مکتبہ نبویّہ لاہور

Marfat.com

سلطان العارفین، زبدۃ الواصلین، غوثِ زماں،
قطبِ دوراں حضرت **سلطان باھُو**
رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت!
زچشم آستیں بردار و گوہر را تماشا کن

★

سگِ سلطانی
محمد انور رحیمہ

نام کتاب ——— زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار
تصنیف ——— شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ
ترجمہ ——— پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی
مقدمہ ——— حضرت مولانا فیض احمد صاحب فیض، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف
پیشکش ——— سید بشیر حسین طاہری
اہتمام ——— جناب ڈاکٹر محمد انور رحیمہ
سرورق ——— حافظ محمد یوسف سدیدی
کتابت ——— محمد شریف گل
تصحیح ——— جناب محمد عالم مختار حق
طابع ——— ندرت پرنٹرز لاہور
بارِ اوّل ——— ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء
قیمت ——— ۷/۵۰ روپے، مجلد مطلّی: ۱۰/- روپے

مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

فہرست

وث الثقلین رضی اللہ عنہ	۴
دمی ہذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ	۳۰
ن اولیاء اللہ قبروں میں زندہ ہیں	۳۱
طب وقت کی روایت	۳۱
ضرت ابوالوفاء کا ادب	۳۲
شیخ ابوالوفاء کی خواہش	۳۲
صدیق دعوٰی ہذہ قدمی	۳۳
نبیاء اور اولیاء کے احکام میں امتیاز	۳۴
ناب غوث الاعظمؓ متقدمین اور متاخرین کی نظر میں	۳۶
ضرت غوث الاعظمؓ کی نگاہِ جلال کے اثرات	۳۹
واب میں کشف کا مکمل علم	۴۰
شیخ شہاب الدین کا فلسفہ کلام	۴۱
دم من بر قدم مصطفیٰ است	۴۲
سب وصفات جناب غوث الاعظمؓ	۴۳
رزندان غوثِ الاعظمؓ	۴۸
ناب غوث الاعظمؓ کے ظاہری و باطنی علوم	۵۲
جہ تسمیہ محی الدین	۵۵
لطیفہ روحانیت	۵۶
ناب غوث الاعظمؓ کا غائب ہونا	۵۷
جال الغیب اور جنوں کی حاضری	۵۸
شیاطین کا حملہ اور شکست	۶۰
یاطین کے مکر و فریب	۶۰
رِ شیطانی کی تاریکی	۶۱
داد سے شوستر کا سفر	۶۲
ضرت شیخؓ کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی	۶۲
بسِ وعظ میں سانپ	۶۴
ث الاعظمؓ کا وعظ	۶۵
رکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آبِ دہن	۶۵
بسِ غوث اعظم میں انبیاء کی تشریف آوری	۶۸
لب احوالِ اولیاء	۷۰
لام غوث پاک میں اثر	۷۱
بسِ غوث الاعظمؓ کی روحانی صدا	۷۴
بیت المقدس ایک قدم پر	۷۶
جناب غوث اعظمؓ کے مراتب	۷۶
جناب غوث الاعظمؓ کا قیمتی لباس	۷۸
خوارق جناب غوث الاعظمؓ	۷۹
ماہ و سال کی جناب غوثیت میں حاضری	۸۰
تیرہ آدمیوں کی دستگیری	۸۲
ایک تاجر کا واقعہ	۸۵
علوم فلسفہ کی ضبطی	۸۷
حضرت غوث الاعظمؓ کا جلال	۸۸
واقعہ زغن	۸۹
واقعہ مرغِ بریاں	۸۹
نابینا اور مفلوج صحت پاگئے	۸۹
رافضی تائب ہوگئے	۹۱
مردِ غیب بارگاہِ غوثیت میں	۹۱
بغداد سے نہاوند کا سفر	۹۱
جنات سے لڑکی کی رہائی	۹۳
مخلوق کے دل میری مٹھی میں ہیں	۹۴
بغداد میں آتش زنی	۹۵
شیخ ابوبکرؒ کی حالتِ سلب	۹۵
عیاد کا دعوٰی	۹۷
شیخ حماد دباسؒ کا ہاتھ اور عالمِ برزخ	۹۹
بخار کا علاج	۱۰۲
خشک کھجوریں سرسبز ہوگئیں	۱۰۳
سرکار غوثِ اعظمؓ کا اخلاقِ عالیہ	۱۰۳
جناب غوث الثقلینؓ کے احباب	۱۰۹
ایک مرید کا حیرت انگیز واقعہ	۱۱۰
شمع کا نور اور اس کی حقیقت	۱۱۳
حلِ مشکلات و حاجات کے لیے نوافل	۱۱۵
جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلمات طیبات پر ایک نظر	۱۱۵
ذکرِ وصالِ مبارک	۱۲۶
سلسلہ عالیہ قادریہ کے آداب	۱۲۷

Marfat.com

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا فیض احمد فیض صاحب مدظلہ العالی
صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ اہلِ محبت و ولایت کے لیے مشعلِ راہ رہی ہے۔ جنابِ غوثیت مآب ولایت وروحانیت کے مینارۂ نور کی حیثیت سے کائنات ارضی پر جلوہ گر ہوئے اور اسلام کی روحانی زندگی کو مشارق و مغارب کی پہنائیوں میں نافذ کرتے رہے دنیائے اسلام کی روحانی بارگاہیں آپ ہی کی نگاہِ کرم سے منور ہوئیں اور ولایت کے تمام سلاسل آپ سے ہی فیض یاب ہوتے رہے۔ وہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے موسس ضرور تھے مگر سلاسل اربعہ کے شہنشاہ آپ کے ہی باجگزار رہے ؎

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام　　باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مزرعِ چشت بخارا و عراق و اجمیر　　کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے　　کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا
تاجِ فرقِ عرفا کس کے قدم کو کہیے　　سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا؟ تیرا

حضرت شیخ محدث دہلوی (مولفِ کتاب زبدۃ الآثار) سلسلۂ قادریہ کے جید عالمِ دین ہیں۔ انھوں نے حضرت سیدنا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ غوثیت مآب میں اپنی عقیدت کا اظہار کر کے آپ کے مختصر سے حالات جمع کر دیے ہیں جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔

دنیائے ولایت کے واقفانِ اسرار اس بات پر متفق ہیں کہ تمام روحانی سلاسل سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے پھیلے۔ نقشبندیہ سلسلہ حضرت امام جعفر صادق کے واسطے سے آپ کے جدِ مادری سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسلک ہے ورنہ قادریہ، چشتیہ، اویسیہ، رفاعیہ، مولویہ، شاذلیہ، شطاریہ اور بندگیہ وغیرہ اسی منبع و مرجع کے مرہونِ احسان ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد میں سے جناب سیدنا محی الدین ابی محمد عبد القادر

Marfat.com

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیائے دین کے سلسلے میں وُہ بطلِ جلیل اور رہبرِ عظیم ہیں، جن کے دستِ برکت نے دینِ اسلام کو ایک مثالی شکل میں مریض پر حیات نو بخشی اور چار دانگِ عالم میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ عُلما، مُحدّثین اور اکابرِ سلف کی ایک کثیر تعداد نے آپ کے فضائل اور مناقب میں ضخیم کُتب تحریر کی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل یہاں عربی زبان میں دستیاب ہوسکتی ہیں اور بعض کے اُردُو اور فارسی ترجمے بھی شائع ہوچکے ہیں:۔

۱۔ نُورُ النّاظر فی اخبار شیخ عبدالقادرؒ، از علامہ ابُوبکر عبداللہ تمیمیؒ عراق

۲۔ بہجۃُ الاسرار، از علامہ نُورالدین ابُوالحسن علی بن یُوسف شنطوفی

۳۔ رأسُ المفاخر فی مناقب الشیخ عبدُالقادرؒ، از امام عبداللہ ابن السّعد الیافعی الشافعی

۴۔ دُرَرُ الجواہر فی مناقب الشیخ عبدُالقادرؒ، از علامہ سراج الدین ابُوحفص عُمر ابن علیؒ

۵۔ رَوضۃُ النّاظر فی مناقب الشیخ عبدُالقادرؒ، از علامہ مجدالدینؒ فیروزآبادی مصنفؒ "قامُوسُ اللُّغت"

۶۔ الرّوضُ الزّاہر فی مناقب الشیخ عبدُالقادرؒ، از علامہ ابُوالعباس احمد قسطلانیؒ صاحبؒ "مواہبُ اللّدُنّیہ"

۷۔ نُزہۃُ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبدُالقادرؒ، از علامہ علی بن سُلطان محمد قاری حنفی صاحبؒ "مرقاۃ شرحُ المشکوٰۃ"

حضرت غوثُ الاعظمؒ دُنیا کے تمام اولیاء اللہ کے سردار اور نبوّت کے بعد ولایت کے اُس مقامِ اقصیٰ پر فائز ہیں، جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہُوئی۔ آں جنابؓ کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہُوئی۔ اکانوے برس کی عُمر پائی اور ۵۶۲ھ میں وصال ہوا۔ ولادت کی تاریخ لفظ "عاشق" سے اور عُمر شریف لفظ "کمال" سے نکلتی ہے۔ اسی طرح سن وصال کے الفاظ بحساب ابجد "معشُوقِ الٰہی" ہیں۔ لہٰذا کیا خُوب کہا ہے ؎

سنینش "کامل" و "عاشق" تولّد	وصالش داں ز "معشُوقِ الٰہی"

پیدائش کے وقت عالمِ اسلام کی حالت

تاریخ کے مُطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ جنابِ غوثُ الاعظمؒ کی پیدائش سے قبل دُنیائے اسلام پر زوال و انحطاطِ عمُومی کا دَور شرُوع ہوچکا تھا۔ اگرچہ بظاہر اسلامی سلطنتوں کے اقتدار کا سلسلہ اُندلس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہُوا تھا مگر اندرُونی طور پر حالات نہایت خراب و ناگُفتہ بہ تھے۔ دُنیائے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافتِ بغداد بہت کمزور ہوچکی تھی۔ اور باقی ہر طرف طوائف الملوکی کا دَور دَورہ تھا۔ سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا۔ علامہ شبلی نعمانیؒ، سید سلیمان ندویؒ نے اپنی تاریخی کتابوں اور علامہ ابن جوزیؒ نے "المنتظم" میں اُس وقت کے اسلامی ممالک کے جو حالات تحریر کیے ہیں اُن سے معلُوم ہوتا ہے کہ بدکاری، فسق و فجُور، سیاسی اَبتری اور اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکے تھے۔

اُندلس میں امیر عبدالرحمٰن اُموی کی قائم کردہ حکومت کی مرکزی حیثیت ختم ہوچکی تھی۔ یورپ کی عیسائی حکومتیں موقع کی تاک میں تھیں کہ مُسلمانوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کریں۔

مصر میں سلطنتِ باطنیہ عُبیدیہ جسے علامہ سیوطیؒ نے "تاریخ الخُلفاء" میں دولتِ خبیثہ کے نام سے پُکارا ہے الحاد اور بے دینی کے نظریات پھیلا رہی تھی۔ اُس کے اربابِ اختیار نے جس قدر اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا، اُس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

Marfat.com

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق و حجاز پر حملے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ گویا مسیحی دُنیا کی متحدہ قوت اسلام کو مٹانے پر تُلی ہوئی تھی۔

مشرقِ وُسطیٰ میں دولتِ عباسیہ کا وجود برائے نام ہوتا جا رہا تھا اور سلجوقی و دیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے۔ جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی، بغداد میں اُسی کا خطبہ شروع ہو جاتا۔

افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندو راجے مہاراجے اپنی سابقہ شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے کے لیے صلاح مشورے کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت بھی گر چکی تھی طبقۂ اُمرا عیش و عشرت میں مبتلا تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے ایک اوسط درجے کے رئیس ابنِ مروان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اُس کی حرم سرائے میں صرف گانے بجانے والی لونڈیوں کی تعداد پانچ صد کے قریب تھی اور بقول امام یافعیؒ قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے ہاں ایسی آٹھ صد عورتیں تھیں۔ ہسپانیہ کے نقاب پوش سلاطین کے دور میں اسلامی پردہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ مردوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا تھا اور عورتیں کھلے مُنہ پھرتی تھیں۔ بدکاری و شراب نوشی عام تھی۔ عوام کا تو ذکر ہی کیا، اُمرا، سلاطین اور علما تک وجاہت پرستی اور دُنیوی عیش کا شکار تھے۔

مذہبی اور رُوحانی صُورتِ حال اس سے بھی بدتر تھی۔ قرامطہ اور باطنیہ نیز اہلِ رفض و اعتزال و علمائے سُوء کے فتنوں اور لاتعداد پیدا ہو جانے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک میں اُودھم مچا رکھا تھا۔ ہر روز بے شمار مشائخ، علما، اُمرا، اور دیگر سرکردہ مسلمان فرقۂ باطنیہ کی سازشوں اور خنجرِ خُون آشام کا شکار ہو رہے تھے۔ مشہورِ زمانہ سلجوقی وزیر نظام الملک طوسی اور اُس کے بعد ۴۸۵ھ میں سلجوقی فرماں روا ملک شاہ بھی ان خُدا ناترس قاتلین کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔ یُونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد و نظریات کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا اور علمائے اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بتدریج دُور ہوتے جا رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسٹر گبن و دیگر یورپین مؤرخوں نے اس زمانے کو دُنیائے اسلام کا ایک تاریک دور شمار کیا ہے۔

امام غزالیؒ "احیاء العلوم" میں اس زمانے کے علماء کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ہر وقت شیعہ، سُنی، حنبلی اور اشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے۔ گالی گلوچ اور کُشت و خُون تک نوبت پہنچنا ایک معمولی بات تھی۔ اور کچھ نہ ہو تو صدر نشینی پر ہی جھگڑا کھڑا ہو جاتا تھا۔ معاشرے کا یہی وہ سیاسی اور رُوحانی ادبار تھا، جسے آں حضرتؐ نے مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک قرار دیا تھا۔ صحاح ستہ میں بالفاظِ مختلفہ یہ حدیث شریف تحریر ہے: "خُدا کی قسم، غربت و افلاس کا تمہارے متعلق مجھے کوئی خوف نہیں۔ بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم پر دُنیا کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور پھر جیسے تم سے پہلی اُمتوں میں مقابلے کا بازار گرم ہوا، اُسی حالت میں تم بھی مبتلا ہو جاؤ گے۔ یعنی اس حالت میں اغیار نہیں بلکہ خود مسلمان ہی مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔"

اسی رُوحانی ادبار کے متعلق "فیض الباری" "تعلیقاتِ بخاری" میں بھی علامہ انور شاہ کشمیری نے ایک روایت نقل کی ہے کہ آں حضرتؐ نے فرمایا: "پانچویں صدی کے قریب میری اُمت پر آفت کی ایک چکی چلے گی۔ اگر اس سے یہ بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے لیے اسے استقامت حاصل ہو جائے گی۔"

چنانچہ ان حالات میں ایک ایسی ہی رُوحانی قوت کی ضرورت تھی، جو تمام طاغوتی طاقتوں کو مغلوب کر کے اپنے

Marfat.com

عالمگیر اثر کے باعث بنی نوع انسان کو از سرِ نو دینِ اسلام پر قائم کرے اور دین کی تقویت و غلبہ کا مُوجب ہو۔ جس کی نظر میں تمام کائنات رائی کے ایک دانے کے برابر ہو۔ جس کا علم علوُمِ الٰہیہ کا اور جس کی طاقت قادرِ حقیقی کی قدرت کا مظہر ہو۔ جو سُلطان الوقت اور مُوجبِ تصریحات اکابرینِ دین متصرف علی الاطلاق ہو، جو نوعِ انسانی کو مادیت کی ذلتوں، نفس پرستیوں اور اخلاقی پستیوں سے نکال کر رُوحانی بلندیوں اور اخلاقی اُستواریوں سے رُوشناس کرائے۔ ان کمالات و تصرفاتِ رُوحانی کا حامل اُمتِ مرحُومہ کا یہی بطلِ جلیل اور مردِ عظیم تھا، جسے قیامت تک دُنیا پیرانِ پیر، غوث الاعظمؓ اور محی الدینؒ کے مُبارک ناموں سے پکارتی رہے گی ؎

بے شک کلیدِ قفلِ درِ مُدعا ہو تُمؓ
اولادِ خاصِ سبطِ رسُولِ خدا ہو تُمؓ

یہ اسی مُبارک و کریم النفس انسانِ کامل کی برکت تھی کہ نہ صرف دینِ اسلام سنبھل گیا اور مُسلمانوں کے اندرُونی و بیرُونی حالات اصلاح پذیر ہونا شرُوع ہو گئے بلکہ اُن میں اُس فتنۂ عظیم سے نبرد آزما ہو کر ایمان سلامت لے نکلنے کی صلاحیت و حوصلہ بھی پیدا ہو گیا جو کہ آں جنابؓ کے وصال کے تقریباً نصف صدی بعد تاتاری طوفان و غارت گری کی صُورت میں قیامتِ صُغریٰ بن کر نمُودار ہوا اور دُنیائے اسلام پر ٹوٹا۔

حضرتِ غوث الاعظمؓ نے اپنے ان خُداداد کمالات کا بطور تحدیثِ نعمت قصیدۂ غوثیہ میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ بھی "ہمعات" میں اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اصل نسبت حضرت غوث الاعظمؓ نسبتِ اویسیہ است با مزجے از برکات نسبتِ سکینہ باین معنی کہ ایں کس مُراد و محبُوب نقطہ کہ با ذار ذاتِ الٰہیہ است در شخصِ اکبر، در ضمنِ حُبِ نفوسِ فلکیہ ملاء اعلیٰ و ارواح کُمل گردد۔ واز راہ ایں حُب سیلان کُند بروئے تجلی از تجلیاتِ الٰہیہ کہ جامع است میانِ ابداع و خلق و تدبیر و تدلّی۔ و ظاہر شود اُنسے و برکتے کہ انتہا ندارد۔ دریں صُورت قصدِ ایں کمال و توجہ بداں کردہ باشد یا نہ۔ گویا امرے منتظم بغیر ارادۂ وے ظہور می کُند۔ ازینجاست کہ حضرت غوث الاعظمؓ بہ تفاخر و کلماتِ کبریائیہ متکلم شدہ اند و تسخیرِ عالم از ایشاں ظاہر می شُد۔" (ہمعہ ۱۶)

ترجمہ:۔ حضرت غوث الاعظمؓ کی اصل نسبت نسبتِ اویسیہ ہے جس میں نسبتِ سکینہ کی برکات باین معنی شامل ہیں کہ یہ شخص ذاتِ الٰہیہ کی ذال کے نُقطے کی طرح شخصِ اکبر میں ارواحِ کاملہ و ملاءِ اعلیٰ کے نفوسِ فلکیہ کی محبت میں محبُوب و مُراد بن جاتا ہے اور اس مقامِ محبُوبیت کے ذریعے اُس کے ارادہ و توجہ کے بغیر تجلیاتِ الٰہی میں سے وُہ تجلی جو ابداع، خلق، تدبیر و تدلّی کی جامع ہے، اُس پر ظہور کرتی ہے، جس کے باعث ایسے اُنس و برکات کا ظہور ہوتا ہے جن کی انتہا نہیں۔ گویا انتظامی اُمورِ کائنات خود بخُود ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اسی وجہ سے حضرت غوث الاعظمؓ نے کلماتِ فخریہ فرمائے ہیں اور اُن سے تسخیرِ عالم کا ظہور ہوا ہے۔"

اس کی تائید قُربِ نوافل کی حدیثِ قُدسی كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّيَدًا وَّلِسَانًا بِيْ يَاْخُذُ وَبِيْ يَبْطِشُ وَبِيْ يَمْشِيْ سے بھی ہوتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ جب سالک اپنی صفات و ذات کو مٹا کر فنا فی الصفات والذات حق تعالیٰ ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی ذات و صفات سے مُتصف و باقی ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ ہی اُس کے کان، آنکھ،

Marfat.com

ہاتھ، زبان بن جاتا ہے اور اُسی کے ساتھ ہی وُہ پکڑتا، حملہ کرتا اور چلتا پھرتا ہے۔ یعنی ہر لحاظ سے وُہ اللہ تعالیٰ کی صفات و طاقتوں کا مظہر بن جاتا ہے اور کائنات میں متصرّف ہوتا ہے۔

غوثُ الاعظم رضؓ کی تشریف آوریٔ بغداد

حضرت غوثُ الاعظم رضؓ ۴۸۹ھ میں بغداد تشریف لائے اور آپ رضؓ کے ورُودِ بغداد کے ساتھ ہی رُوحانیت کا کچھ ایسا معنوی دَور چلا کہ عراق میں بڑے بڑے وجاہت پسند عُلماء اور اُمراء میں رُوحانی انقلاب نمُودار ہونا شروع ہوگیا۔ لوگ دین کی طرف زیادہ راغب ہوگئے۔ عُلماء جو وجاہتِ ذاتی کے لیے باہم دست و گریبان رہتے تھے، عبادات و ریاضات میں ایک دُوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔ امام غزالیؒ جن کا ظاہری طور پر تو حضرت غوثُ الاعظم رضؓ سے استفادہ ثابت نہیں، آپ رضؓ کی تشریف آوریٔ بغداد کے وقت صدارت نظامیہ پر متمکن تھے اور علمی شان و شوکت کے ساتھ ریشمی چُغے اور عبائیں زیبِ تن کرکے نظامیہ بغداد کی صدارت پر جلوہ گر ہُوا کرتے تھے۔ حضرت غوثُ الاعظم رضؓ کی محض تشریف آوری کے رُوحانی اثر سے ظاہری وجاہت ترک کرکے طریقت و سلُوک کی طرف متوجّہ ہوگئے اور بقیہ عُمر فرقۂ دہریت کے خلاف جہاد میں بسر کی۔

شیعہ، سُنّی اور حنبلی، اشعری تنازعات ختم ہوگئے۔ سلجُوقیوں کی خانہ جنگی بھی جس میں مُسلمانوں کا بے شمار اتلافِ جان ہو رہا تھا، بتدریج بند ہوگئی۔

حضرت غوثُ الاعظم رضؓ کے مسندِ ارشاد پر تشریف فرما ہوتے ہی آپ رضؓ کے خُلفاء و شاگرد مشرق و مغرب میں پھیل گئے اور آپ رضؓ کی تعلیم کے مُطابق تبلیغ و احیائے دین کے مُبارک مشن کو اس خُوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ ہر مُلک میں عوام و خواص اللہ کے رنگ میں رنگے جانے لگے اور آپ رضؓ کی ذاتِ گرامی کا پیرانِ پیر و غوث الاعظم رضؓ کے القاب گرامی سے چار دانگِ عالم میں شہرہ ہوگیا۔

آپ رضؓ کے رُوحانی تصرّفات

آپ رضؓ کے مُبارک دَور میں عراق و عرب کی متذکرہ بالا اصلاحی صُورت میں آپ رضؓ کے ساتھ آپ رضؓ کے خلیفہ حضرت عبدالقاہرؒ اور اُن کے بعد اُن کے بھتیجے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سُہروردیؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کی مساعیٔ جمیلہ کو بھی دخل تھا۔

اُندلس میں حضرت عمّار بن یاسرؒ اُندلسی جو حضرت عبدُالقاہرؒ متذکرہ صدر کے خلیفہ تھے اور حضرت ابُو مدینؒ مغربی و حضرت شیخ محی الدینؒ ابن عربی کے ارشاد و تبلیغ اور کشف و کرامات کے باعث "موحدین" کی سلطنت معرضِ وجُود میں آئی جس کی وجہ سے اُس نواح میں آئندہ کئی صد سالوں کے لیے اسلام کو استحکام نصیب ہوگیا۔ حضرت عمّار بن یاسرؒ کے خلیفہ حضرت نجم الدین کُبریٰ تھے۔ جن کے سلسلۂ ارادت سے حضرت شمس الدین تبریزیؒ، شیخ بہاؤ الدین (والد حضرت مولینا رُومؒ) اور مولینا فخر الدین رازیؒ جیسے سرآمدِ روزگار ظاہر ہُوئے۔

(حضرتِ قبلۂ عالم گولڑوی قُدس سرّہ العزیز کے سلسلہ ہائے طریقت میں سے ایک قادری سلسلہ تو حضرت شیخ عبدُالقاہرؒ کے

Marfat.com

واسطے سے اور دوسرا قادریہ جدیہ سلسلہ آپؒ کے جدِ امجد حضرت میراں شاہ قادر قمیصؒ و جناب غوث پاکؒ کے منجھلے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاقؒ کے واسطہ سے جو حضرت قبلۂ عالمؒ کے جدِ اعلیٰ بھی ہیں، حضرت غوث الاعظمؒ سے جا ملتا ہے۔ گویا حضرت قبلۂ عالمؒ جسمانی و رُوحانی ہر دو طور پر حضرت سرکار بغدادؒ کی اولاد ہیں)

مصر کی حکومتِ باطنیہ بھی آپؒ ہی کے وقت میں زوال پذیر ہو کر بالآخر ۵۶۷ھ میں یعنی آپؒ کے وصال کے بعد پانچ سال کے اندر اندر صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی اور اُس کی جگہ سلطان نورالدینؒ زنگی اور پھر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ بساطِ حکومت پر نمودار ہوئے جنہوں نے مرکزی خلافت سے تعلق جوڑ کر اپنی سلطنتوں کو وحدتِ اسلامی میں منسلک کرتے ہوئے عباسی خلیفہ کا نام خطبے میں پڑھوانا شروع کیا اور پھر اپنے اپنے وقت میں یورپ کی متحدہ صلیبی طاقت کو کئی لڑائیوں میں کمر توڑ شکستیں دے کر بیت المقدس کو آزاد کرا لیا۔ امام یافعیؒ اور ابنِ اثیرؒ نے اپنی کتبِ تاریخ میں ان دیندار حکمرانوں کی تعریف میں نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا ہے۔

ان ہی ایام میں غزنویوں کی تباہ شدہ سلطنت کی جگہ غوری خاندان نے ہندوستان میں ایک نئی اور وسیع تر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی جس میں حضرت غوث الاعظمؒ کے قریبی عزیز و فیض یافتہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیریؒ کا بھی ہاتھ تھا۔ بعد میں آپؒ کے خلفاء و شاگردوں اور مشائخ چشت اہل بہشت اور مشائخ سُہروردیہ حضرت شیخ بہاؤالدینؒ زکریا، شاہ صدرالدین عارفؒ، ابوالفتح شاہ رُکن عالم ملتانیؒ، سید جلال الدین بخاریؒ اُوچی، مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ اُوچی و جناب لعل شہباز قلندرؒ سندھی وغیرہ بزرگان نے اس برصغیر میں دُور و نزدیک اپنی ان تھک مساعی سے لوگوں کو دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا۔

گویا حضرت غوث الاعظمؒ اور آپ کے بلاواسطہ و بالواسطہ فیض یافتگان کی کوششوں سے نہ صرف دینِ اسلام میں نئی زندگی نمودار ہوئی بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اُس کی رُوحانی قوتِ دفاع اس حد تک بیدار و استوار ہو گئی کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۵۶ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالات کے تقاضوں اور عام توقعات کے برعکس، اسلام کا چراغ گُل ہونے کی بجائے نہ صرف روشن رہا، بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ سچ ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد کسے کو تُف زند ریشش بسوزد

اور یہ معرکہ کسی شاہی لشکر یا دُنیوی طاقت سے سر نہیں ہوا، بلکہ اُسی سُلطان الوجود، قُطبُ الوقت، خلیفۃ اللہ فی الارض وارثِ کتاب و نائبِ رسولؐ، المتصرف فی الوجود علی التحقیق، مظہرِ اسمائے الٰہی، غوث الاعظمؒ دستگیر کے رُوحانی تصرف کا اعجاز تھا کہ دُشمنانِ اسلام نے اسلام قبول کر کے اس کی وُہ خدمات انجام دیں کہ باید و شاید۔

تاتاریوں کا قبولِ اسلام

تاتاریوں کے قبولِ اسلام کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ کتبِ تاریخ میں لکھا ہے کہ تاتاریوں کے غلبے کے بعد سلسلۂ عالیہ قادریہ کے ایک خُراسانی بزرگ اشارۂ غیبی کے تحت ہلاکو خان کے بیٹے تگودار خان کے پاس پہنچے۔

Marfat.com

وہ شکار سے واپس آرہا تھا اور اپنے محل کے دروازے پر اس درویش کو دیکھ کر بانداز تمسخر و حقارت کہنے لگا کہ "اے درویش! تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دم؟" آپؒ نے جواباً فرمایا کہ "میں بھی اپنے مالک کا کتا ہوں اگر میں اپنی جاں نثاری و وفاداری سے اُسے خوش کر پاؤں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں، ورنہ آپ کے کتے کی دم اچھی ہے جو آپ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کے لیے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے۔" تگودار خان پر اس اندازِ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور اُس نے آپؒ کو اپنا مہمان رکھ کر آپؒ کی تعلیم و تبلیغ کے زیرِ اثر درپردہ اسلام قبول کر لیا، مگر اُسے اس خیال سے ظاہر نہ کیا کہ ناسازگاریٔ حالات کے پیشِ نظر کہیں اپنی قوم کی مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے بعدازاں ان کو یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ کچھ عرصہ بعد تشریف لائیے گا تاکہ میں اس دوران اپنی قوم کو ذہنی طور پر یہ نیا مذہب قبول کرنے کے لیے تیار کر سکوں۔ وہ درویش واپس وطن تشریف لے گئے، مگر چونکہ وقت پورا ہو گیا تھا اس لیے بمقتضائے الٰہی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ بمصداق "ہرچہ پدر نتوانست، پسر تمام کند" کچھ عرصے بعد اُن کے صاحب زادے باپ کی جگہ حسبِ وصیت تگودار خان کے پاس پہنچے تو اُس نے کہا کہ باقی سردارانِ قوم تو قریباً مائل ہو گئے ہیں، مگر ایک سردار جس کے پیچھے کافی جمعیت ہے، آمادہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرتؒ نے تگودار خان کے مشورے سے اُسے بلوایا اور تبلیغ فرمائی، مگر اُس نے کہا، میں ایک سپاہی ہوں جس کی ساری عمر جنگ میں گزری ہے۔ میں صرف طاقت میں ایمان رکھتا ہوں، اگر آپ میرے پہلوان کو کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ بات سن کر آپؒ نے تگودار خان کے منع کرنے کے باوجود اُس سردار کا چیلنج منظور کر لیا اور مقابلے کے لیے تاریخ و وقت کا تعین کر کے اجتماعِ ناظرین کے خیال سے اعلانِ عام کرا دیا۔ تگودار خان نے بہتیرا کہا کہ ایک تاتاری نوجوان پہلوان سے ایک سن رسیدہ دکمزور جسم درویش کا مقابلہ ناانصافی اور قتلِ عمد کے مترادف ہے۔ مگر مخالف سردار نے کہا کہ یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ اوّل تو اس لیے کہ اس درویش کے قتل سے اس قسم کے دوسرے دخل در معقولات کرنے والوں کو عبرت ہو گی اور دوم اس لیے کہ خانِ اعظم یعنی تگودار خان آئندہ اس قسم کے چلتے پھرتے لوگوں کی باتوں کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا کریں گے۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

چنانچہ مقررہ دن ہزارہا مخلوق کی موجودگی میں مقابلہ ہوا۔ حضرتؒ نے جاتے ہی ایک طمانچہ اس زور کا اُس تاتاری پہلوان کے منہ پر رسید کیا کہ اُس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور لوگوں میں شور مچ گیا۔ سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ منحنی قسم کا درویش کس کا پہلوان تھا۔

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدریؓ

چنانچہ اُس کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اُس سردار نے حسبِ وعدہ میدان میں نکل کر آپؒ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کیا، بلکہ اکثر حاضرین بھی اسلام لے آئے اور تگودار خان نے بھی اپنے اسلام کا اظہار کر کے اپنا نام احمد رکھا۔ تاریخ میں اُس کا یہی نام (۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء) تحریر ہے۔ اپنے دورِ اقتدار میں اُس نے سلاطینِ مصر سے بھی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی لیکن تاتاری جرنیلوں نے بالعموم اُس کے اسلام لانے کو پسند نہ کیا اور بغاوت کی۔ احمد

Marfat.com

باوجود مقابلہ کے کامیاب نہ ہوسکا اور شہید ہوا۔ مورخین نے اِس واقعہ کو قدرت کی ایک عجیب ستم ظریفی قرار دیا ہے کہ باپ، یعنی ہلاکو خان تو اِسلام اور عرب تہذیب کو تباہ کرے اور بیٹا، یعنی احمد (تگودار خان) اُسی تہذیب اور اِسلام کے تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کردے۔

اگرچہ اِس واقعہ سے تاتاریوں میں اشاعتِ اِسلام کی رفتار قدرے سُست پڑ گئی، مگر چونکہ دُوسری طرف ہلاکو خان کا ایک چچازاد بھائی "برکہ" (۱۲۵۶ء تا ۱۲۶۶ء) بھی حضرت شیخ شمس الدین باخوریؒ کے دستِ حق پرست پر اِسلام قبول کر چکا تھا اور پھر احمد یعنی تگودار خان کے بھتیجے کے بیٹے غزن محمود (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) نے بھی اِسلام قبول کر لیا۔ اِس لیے وسطِ ایشیا کی تاتاری حکومت، تاتاری اِسلامی حکومت میں بدل گئی۔ اِس غزن محمود کے خلاف بھی اُس کے جرنیلوں نے تبدیلِ مذہب کے باعث بغاوت کی، مگر وُہ سب کو شکست دے کر غالب آنے میں کامیاب ہوگیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً تمام تاتاری قبائل اِسلام لے آئے۔

ہر بنائے کُہنہ کآباداں کُنند اوّل آں بُنیاد را ویراں کُنند

ایک وُہ وقت تھا کہ تاتاری کُفار کے ابتدائی حملے کے وقت سُلطان علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ نے بقولِ مشہور یہ کہہ کر اپنا گھوڑا لوٹا لیا تھا کہ اُسے ملائکہ اور اولیاء اللہ کی ارواح چنگیزی لشکر کے سروں پر سایہ فگن یہ کہتی نظر آتی ہیں: اَیُّھَا الْکَفَرَۃُ اُقْتُلُوا الْفَجَرَۃَ (اے کافرو! اِن فاجروں کو قتل کرو) جس کے نتیجے میں لاکھوں اور کروڑوں مُسلمانوں کا خُون بہا۔ اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک تنہا درویش نے اپنی قُوّتِ یدُاللّٰہی کا مظاہرہ کر کے لاتعداد تاتاریوں کو حلقہ بگوشِ اِسلام کیا۔ گویا ہر دو صُورتوں میں مشیتِ ایزدی، حسبِ تقاضائے وقت و احوال اُسی تجلّی کی شانِ تدبیر کارفرما تھی۔ سچ ہے ع "ازماست کہ برماست"۔ آیاتِ ذیل:-

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (رعد: ۱۱)	بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وُہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔
وَمَا کَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (ھُود: ۱۱۷)	اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں ہے جو بستیوں کو زبردستی ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں۔
اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَا اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ۔ (الاعراف: ۱۰۰)	کیا اُن لوگوں پر جو زمین کے وارث ہوتے ہیں، وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں، تو اُنہیں اُن کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیں۔
وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ (ھُود: ۱۰۲)	اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے جب وُہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے اور اُس کی پکڑ سخت تکلیف دِہ ہے۔

اِسی کو ثابت کرتی ہیں کہ جب کوئی قوم اپنی بد اعمالیوں کے باعث صراطِ مُستقیم سے ہٹ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کر کے اُس کی جگہ کوئی دُوسری قوم دین کی خدمت کے لیے لا کھڑا کرتے ہیں۔

Marfat.com

جب احیائے دین کے ظہور کامل کا وقت آتا ہے تو غلاموں سے سلاطین تک پاکیزہ زندگی کے نمونے بن جاتے ہیں سلطان قطب الدین ایبک ارکان دین کی پابندی کے ساتھ ساتھ غریب پروری و مسکین نوازی کے سبب لکھ داتا مشہور ہوتا ہے سلطان شمس الدین التمش جناب قطب الدین بختیار کاکیؒ کے حسب وصیت اُن کی نماز جنازہ پڑھا کر عصر کی سنتوں اور تہجد کے نوافل کا ہمیشہ ادا کرنے والا اور جنسی پاکیزگی کا مرقع ثابت ہوتا ہے اور سلطان ناصر الدین محمودؒ سرکاری خزانے کو پبلک کی امانت سمجھتے ہوئے کتابت قرآن کو اپنا اور اپنے اہل خانہ کا ذریعۂ معاش بناتا ہے۔ اُمراء و سلاطین تبلیغ اسلام میں خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ، خواجہ غریبؒ نواز، حضرت گنج شکرؒ اور غوث بہاؤ الحقؒ کے احکام کی خدام خانہ زاد کی طرح تعمیل کرتے ہیں اور ان خدمات کے صلے میں ہند و چین جیسے کفرستانوں کے تخت و تاج سات سات اور آٹھ آٹھ سو سال کے لیے اپنے خاندانوں کے لیے وقف کرا لیتے ہیں۔

غوث الاعظمؓ کے کوائف زندگی

صاحب بہجۃ الاسرار حضرت غوث الاعظمؓ کی ولادت باسعادت رمضان ۴۷۱ھ کی چاندرات بمقام قصبہ جیال علاقہ جیل ہونا تحریر کرتے ہیں جیل طبرستان سے کچھ آگے بحیرۂ اخضر کے قریب کے علاقے کا نام ہے۔ آپؓ والدؒ کی طرف سے حسنیؓ اور والدہؒ کی طرف سے حسینیؓ یعنی نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپؓ کے والد ماجد حضرت سید ابو صالحؒ ولی کامل تھے۔ اور جنگ و جہاد سے بہت اُنس رکھنے کی وجہ سے "جنگی دوست" مشہور تھے۔ حضرت غوث الاعظمؓ کے نانا بزرگوار سید عبداللہ صومعیؒ بھی جیلان کے مشہور مشائخ و رؤسا میں سے تھے۔

کہتے ہیں کہ عنفوان شباب میں سید ابو صالحؒ بہ سلسلۂ ریاضات ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے۔ اور کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ دریا کے کنارے پر ایک سیب پڑا ہوا دیکھا تو بسم اللہ کہہ کر کھا لیا۔ کھانے کے بعد خیال پیدا ہوا کہ پتہ نہیں کس کا سیب تھا جو میں نے بلا اجازت کھا لیا ہے۔ اس لیے پریشانی کے عالم میں دریا کے ساتھ ساتھ سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے تاکہ اُس سے اجازت حاصل کریں چند فرلانگ کی مسافت کے بعد دریا کے کنارے سیبوں کا ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں سے پکے ہوئے سیب پانی پر لٹکے ہوئے تھے۔ سید ابو صالحؒ سمجھ گئے کہ وہ سیب ان ہی درختوں کا تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ باغ سید عبداللہ صومعیؒ کا ہے۔ لہٰذا اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر بصد ادب بلا اجازت سیب کھا لینے کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے۔ سید عبداللہؒ چونکہ خود خاصان خدا میں سے تھے۔ سمجھ گئے کہ نیک و ہونہار نوجوان ہے۔ چنانچہ کچھ عرصے کے لیے باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کر کے کہا کہ اتنا عرصہ یہ خدمت انجام دو۔ اس کے بعد معافی کے متعلق غور کیا جائے گا۔ آپؒ نے رضائے الٰہی کی خاطر یہ خدمت منظور کر کے نہایت دیانتداری سے وقت معین تک اسے انجام دیا اور پھر حاضر خدمت ہو کر معافی کے طلب گار ہوئے۔ سید عبداللہؒ نے فرمایا، ایک شرط اور باقی ہے، وہ یہ کہ میری ایک لڑکی آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لُنجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے اُسے نکاح میں قبول کرو تو بلا اجازت سیب کھانے کی معافی دے دی جائے گی۔ حضرت ابو صالحؒ نے قبول کیا۔ اور بعد نکاح جب اپنی بیوی کو اُن تمام ظاہری عیوب سے مبرا ہونے کے ساتھ ساتھ حسن ظاہری سے بھی متصف پایا تو خیال گزرا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے اور غلطی کے خیال سے بحال پریشان گھر سے باہر نکل آئے۔ حضرت عبداللہؒ نے فراست باطنی سے

Marfat.com

پریشانیِ خاطر کا سبب معلوم کر کے کہا کہ اے بیٹے! یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں وُہ سب صحیح تھیں۔ یہ اندھی ہے کہ آج تک کسی غیر محرم پر اس کی نظر نہیں پڑی۔ یہ بہری ہے کہ کبھی خلافِ حق بات نہیں سُنی۔ نیز کبھی خلافِ شرع کام نہ کرنے اور گھر سے باہر قدم نہ رکھنے کی وجہ سے لُنجی اور لنگڑی بھی ہے۔ حضرتِ ابُو صالح بہت خوش ہُوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضرت غوثُ الاعظمؒ اِن دو پاکباز ہستیوں کی اولاد تھے۔ آپؒ کی پیدائش کے وقت آپؒ کی والدہ ماجدہ اُمّ الخیر سیّدہ فاطمہؒ کی عمر شریف ساٹھ سال بیان کی جاتی ہے۔ آپؒ مادرزاد ولی کامل تھے۔ آپؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے ولی ہونے کا علم اُس وقت سے ہو گیا تھا، جب کم سِنی میں مکتب کو جاتے ہُوئے اپنے آگے پیچھے فرشتوں کو دیکھتا تھا۔ جو میرے ساتھ چلتے، میری حفاظت کرتے اور مکتب پہنچنے پر لڑکوں کو کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔

آپؒ کے والد و نانا بزرگوار کا اِنتقال آپؒ کی کم سِنی میں ہی ہو گیا تھا، اِس لیے آپؒ کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام سربسر آپؒ کی والدہ ماجدہؒ کے ذمّے رہا۔ ایامِ طفولیت میں کبھی بچّوں کے ساتھ کھیلنے کے خیال سے باہر نکلتے تو آواز آتی "اِلَیَّ یَا مُبَارَكُ!" اے برکت والے! میری طرف آ۔" آپؒ سہم کر والدہ محترمہؒ کی گود میں جا بیٹھتے اور کھیل کا خیال ترک کر دیتے۔

جوان ہُوئے تو ایک مرتبہ بیل لے کر ہل چلانے کے ارادے سے اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے کہ بیل نے مُڑ کر دیکھا اور بزبانِ انسان کہا۔ "مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَ لَا بِهٰذَا اُمِرْتَ" یعنی اے عبدُالقادرؒ! آپ کو اس لیے نہیں پیدا کیا گیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا گیا ہے۔" آپؒ گھبرا کر واپس آ گئے۔ مکان کی چھت پر چڑھے تو دیکھا کہ حاجیوں کا ایک قافلہ بیتُ اللہ شریف کو جا رہا ہے۔ اُتر کر والدہ ماجدہ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو تحصیلِ علوم اور زیارتِ بزرگان سے فیضیاب ہونے کے لیے بغداد چلا جاؤں۔ آپؒ کی عُمر اُس وقت اٹھارہ سال کے قریب تھی اور والدہ ماجدہؒ کی اٹھتّر سال۔ وُہ باچشمِ پُرنم اسّی دینار، جو جنابِ غوث الاعظمؒ کے والدِ بزرگوارؒ نے ترکے میں چھوڑے تھے، نکال لائیں۔ چالیس دینار غوث الاعظمؒ کے پیراہن میں سی دیے اور چالیس اُن کے چھوٹے بھائی کے لیے رکھ لیے۔ پھر اُن سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد لے کر اُنہیں خُدا کے سپُرد کیا اور کہا کہ اب قیامت کے روز ملاقات ہو گی۔

اثنائے راہ جب قافلہ ہمدان سے آگے نکلا تو ڈاکوؤں کے گروہ نے اُسے لُوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے حضرت غوث الاعظمؒ سے پُوچھا کہ لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ آپؒ نے فرمایا: ہاں، چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو یقین نہ آیا اور مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دُوسرے ڈاکو نے بھی آ کر یہی سوال کیا اور وُہی جواب سُن کر اپنے سردار سے سرسری طور پر اس کا ذکر کیا۔ سردار نے آپؒ کو بُلا کر پُوچھا تو آپؒ نے اُسے بھی سچ سچ بتا دیا اور پیراہن چاک کرنے پر چالیس دینار برآمد ہو گئے۔ اس پر ڈاکوؤں کا سردار احمد بدوی سخت متعجب ہو کر بولا۔ کہ لڑکے! تمہیں معلوم ہے، ہم رہزن ہیں جو مسافروں کا مال لُوٹتے ہیں۔ پھر تم نے ہم پر ان دیناروں کا بھید کیوں ظاہر کر دیا جیسے تم نہایت آسانی سے مخفی رکھ سکتے تھے۔ غوث الاعظمؒ نے فرمایا، "میں نے وقتِ رُخصت اپنی ضعیف والدہ سے سچ بولنے کا اقرار کیا تھا، اِس لیے چالیس دیناروں کی خاطر خلافِ عہد کیوں کرتا۔" سردار پر رقت طاری ہو گئی اور وُہ بہت رویا اور کہنے لگا: اے بچّے! تجھے اپنی ماں کے ساتھ عہد کا اتنا پاس ہے اور حیف ہے

Marfat.com

مجھ پر جو اتنے سالوں سے اپنے خالق کے ساتھ کیے ہُوئے عہد کو پس پُشت ڈالے ہُوئے ہوں"۔ یہ کہہ کر وُہ اُٹھا اور آپؒ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اُس کے رُفقاء نے بھی اُس کی مُوافقت کی کہ راہزنی میں تُو ہمارا سردار تھا تو توبہ میں بھی تُو ہی ہمارا قائد رہ۔ اور تمام لُوٹا ہوا مال قافلہ والوں کو واپس کر دیا۔ بہجۃُ الاسرار" میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس تائب گروہ کو واصلین باللہ میں سے کیا۔

بغداد پہنچ کر مشیتِ ایزدی کے تحت فقر و فاقہ، مجاہدات و ریاضاتِ شاقہ اور تحصیلِ علم میں جس قدر مشقت آپؒ نے برداشت کی۔ اُس کی مثال نہیں ملتی۔ وُہ چالیس۴۰ اشرفیاں تو چند روز میں ہم درس طلبہ و مساکین کی ضرُوریات پر خرچ ہوگئی تھیں۔ عرصہ دراز تک یہ حالت رہی کہ قُوتِ لایمُوت کے لیے دجلہ کے کنارے نکل جاتے اور گری پڑی سبزی ترکاری اُٹھا کر شکم پُری کرتے۔ ایک مرتبہ بیس۲۰ روز تک کچھ نہ مل سکا تو کسریٰ کے محلات کے کھنڈروں کی طرف نکل گئے تاکہ کوئی مباح چیز مل سکے۔ وہاں دیکھا کہ ستر اولیاء اللہ اسی طلب میں پھرتے تھے۔ اُن کے لیے رُکاوٹ نہ بننے کے خیال سے واپس آگئے تو ایک آشنا جو آپؒ ہی کی تلاش میں تھا، ملا اور سونے کا ایک ٹکڑا دیا کہ والدہ محترمہؒ نے آپؒ کے لیے بھیجا ہے۔ آپؒ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور اُس سے ایوانِ کسریٰ کے کھنڈروں میں واپس جا کر اُن مردانِ خُدا اور دیگر فقراء کی بھی خدمت کی اور شام تک سب کا سب راہِ خُدا میں خرچ کر دیا۔

بغداد کے قریب ایک ویرانے میں پُرانا بُرج تھا۔ اس بُرج میں آپؒ نے گیارہ برس تک شب و روز عبادت و ریاضت کی، جس کی وجہ سے اُس بُرج کا نام "بُرجِ عجمی" پڑ گیا۔ آپؒ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے اپنے پروردگار سے عہد کیا کہ میں اُس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیُوں گا جب تک کوئی دُوسرا مجھے میرے مُنہ میں لُقمہ دے کر نہ کھلائے گا۔ متواتر چالیس روز بغیر کھائے پیے گُزر گئے۔ چالیس۴۰ دن کے بعد ایک شخص آیا اور کھانا میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ بھُوک کی شدت کی وجہ سے میرے نفس نے چاہا کہ کھانا کھا لے، لیکن میں نے اُس کی طرف مُطلق توجہ نہ کی اور نفس "اَلجُوع! اَلجُوع" یعنی ہائے بھُوک! ہائے بھُوک" پکارتا رہا۔ اِسی اثناء میں حضرتِ شیخ ابُو سعید مخزُومیؒ اُدھر سے گُزرے اور فراستِ باطنی سے اُس شور پر آگاہ ہو کر قریب تشریف لائے اور مجھ سے پُوچھا اے عبدُالقادر! یہ شور کیسا ہے؟" مَیں نے کہا، یہ اضطرابِ نفس ہے، مگر رُوح یادِ الٰہی میں مطمئن ہے۔ اُنہوں نے فرمایا "میرے غریب خانے پر چلو" اور یہ کہہ کر چلے گئے۔ میں نے دِل میں کہا، جب تک یہاں سے کوئی خُود نہ لے جائے گا، اُس وقت تک نہ جاؤں گا۔ ابھی اِسی خیال میں تھا کہ خِضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے حضرت ابُو سعیدؒ کے مکان پر لے گئے۔ جہاں دروازے میں شیخ ابُو سعیدؒ کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا عبدُالقادر! کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خِضر علیہ السلام کے کہنے کی ضرُورت پڑی؟ یہ کہہ کر مجھے گھر میں لے گئے اور اپنے ہاتھ سے میرے مُنہ میں لُقمے ڈال کر کھانا کھلایا۔

عشق فارغ کرد از دُنیا و مافیہا مرا

اِس دَوران دُنیوی اور شیطانی طاقتیں بھی غافل نہیں رہی تھیں۔ ایک رات متذکرہ بالا کھنڈروں میں دُنیا اپنی مثالی

Marfat.com

صُورت میں آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنی تمام تر دلکشیوں اور دلربائیوں کے ساتھ آپؓ کے سامنے آئی اور یادِ الٰہی سے غافل کرنا چاہا۔ مگر آپؓ نے اپنے جدِ اعلیٰ مولائے کائنات سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی سُنّت کی پیروی میں فرمایا، مجھ سے دُور رہ کہ میں تجھے تین طلاق دے چکا ہُوں۔ جب تائیدِ ایزدی سے وُہ بے نیل مرام واپس لوٹ گئی تو آپؓ نے بطورِ تحدیثِ نعمت فرمایا ؎

عشق فارغ کرد از دُنیا و مافیہا مرا کے تواند بُرد از رہ عشوہٴ دُنیا مرا

ایک دفعہ ابلیس لعین آپؓ کے پاس آیا اور کہا کہ آپؓ نے مجھے اور میرے اتباع کو بہت تکلیف دی ہے اس لیے مَیں آیا ہُوں کہ آپؓ کی خدمت اور تابعداری میں رہُوں ابھی وُہ بات کر ہی رہا تھا کہ ایک ہاتھ غیب سے نمُودار ہوا اور اُسے زمین میں دھنسا دیا ؎

مُدعی آنے لگا راز کی اِس محفل میں غیب کے ہاتھ نے جھٹ سینے میں اس کے مارا

ایک دُوسرے موقع پر وُہ نیزہٴ آتشیں سے مسلح ہو کر آیا تو غیب سے ایک شمشیرِ برہنہ آپؓ کے ہاتھ میں آ گئی۔ جسے دیکھتے ہی وُہ بھاگ گیا۔

اسی طرح ایک رات جب کہ آپؓ عراق کے ایک بے آب و گیاہ صحرا میں مصرُوفِ عبادت تھے آپؓ کو ایک روشنی نظر آئی۔ جس نے تمام آسمان کو منور کر دیا اور اُس میں سے آواز آئی "اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہُوں اور تیری عبادت سے راضی ہو کر تجھے اپنی عبادت کی تکلیف سے آزاد کرتا ہُوں۔" حضرت غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے ظاہری و باطنی علُوم میں نگاہ کی تو کہیں اس صُورت کا جواز نظر نہ آیا اور میں نے خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجُود اس علو مرتبت کے عمر بھر عبادت کے مُکلف و پابند رہے۔ اُن کو عبادت کی تکلیف سے مُعافی نہ مِلی تو اور کوئی کیونکر اس سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں نے لاحول پڑھا تو شیطان اصلی صُورت میں سامنے آ کر کہنے لگا۔ "میں نے اس مقام پر بہتیرے عبادت گزاروں کو گمراہ کیا، مگر اے عبدالقادر! آپؓ اپنے علم کے زور سے بچ نکلے۔" مَیں نے پھر لاحول پڑھا اور کہا، دُور ہو مردُود! مَیں اپنے علم کی وجہ سے نہیں، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی تائید اور فضل و کرم سے محفوظ رہا ہُوں۔ اس پر وُہ سر پٹنے لگا کہ آج میں آپؓ سے قطعاً مایُوس ہوا۔ آئندہ آپؓ پر وقت ضائع کرنا بے سُود ہے۔ مَیں نے کہا، مَیں تمہاری کسی بات کا اعتبار نہیں کرتا اور ہمیشہ تمہارے مکر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا رہُوں گا۔

مُحی الدّینؓ

سیّدنا غوث الاعظمؓ ۴۸۹ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ عباسی کے عہد میں بغداد تشریف لائے۔ اور تیئیس ۲۳ سال کی مدت میں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکی و مدنی زمانۂ تبلیغ کا عرصہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی ظاہری و باطنی ہر طرح کی تکمیل فرما کر "مُحی الدّین" کے لقب سے ملقب فرما کر مسندِ ارشاد عنایت فرمائی۔ "بہجۃ الاسرار" میں تحریر ہے کہ آپؓ نے ایک مرتبہ اپنے مشہورِ خلائق لقب "مُحی الدّین" کے متعلق یہ وضاحت فرمائی کہ ۵۱۱ھ میں ایک جُمعہ کے روز میں سفر سے پابرہنہ بغداد کی طرف واپس آ رہا تھا

Marfat.com

کہ ایک نہایت ہی لاغر اور نحیف بیمار پر میرا گزر ہوا۔ اُس نے کہا السلام علیک یا عبدالقادر! میں نے سلام کا جواب دیا۔ کہنے لگا، "مجھے اُٹھاؤ"۔ میں نے اُٹھا کر بٹھلا دیا تو اچانک اُس کا چہرہ بارونق اور جسم موٹا تازہ ہوگیا۔ میں حیران ہوا تو کہنے لگا، "تعجب کی بات نہیں۔ میں آپؓ کے جدِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین ہوں۔ جو مُردہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ذریعے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے۔ آپ مُحی الدین ہیں"۔ چنانچہ جب میں جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے اپنا جوتا اُتار کر مجھے پہننے کو دیا، اور "یا سیدی مُحی الدین" کے الفاظ سے مخاطب کیا۔ نماز جمعہ تمام ہوئی تو لوگ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور "یا مُحی الدین" "یا مُحی الدین" پکارتے ہوئے میرے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے۔ حالاں کہ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس نام سے نہیں پکارا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، "شرح مشکوٰۃ شریف" میں فرماتے ہیں کہ "اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے" "ایمان" باطنی اعتقاد کا۔ اور "دین" ان ہر دو کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ گویا "دین" وہ جامع نظام ہے جو بنی نوعِ انسان کے عقائد و اعمال، ظاہر و باطن، صورت و معنی، رُوحانیت و جسمانیت پر مشتمل ہے۔ ایسے نظام کا احیاء نبی مُرسل یا اُس کے کامل ترین نائب کے بغیر ممکن نہیں۔ اگرچہ آں حضرتؐ نے ہر صدی کے سرے پر ایسی ہستیوں کی نشان دہی فرمائی ہے، جن سے تجدید دین کا فریضہ انجام پذیر ہوتا ہے، مگر تجدید اور احیاء میں ایک نمایاں فرق ہے۔ مجددین کی فہرست میں ابتداء سے لے کر اس وقت تک بہت سے حضرات کے اسمائے گرامی پائے جاتے ہیں۔ مگر "مُحی الدین" کا لقب کسی اور کو عطا نہیں ہوا۔ تاریخ اسلام کے مُطالعہ سے یہ اَمر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ احیائے دین کا اہم ترین فریضہ حقیقۃً جناب غوث الاعظمؓ کی ذاتِ گرامی قدر ہی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا اور یہ عظیم الشان لقب صرف آپؓ ہی کے وجودِ مسعود پر صادق آتا ہے۔"

آپؓ کی مجالسِ وعظ

سیدنا غوث الاعظمؓ ہفتے میں قریباً تین بار مجلسِ وعظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا، علم و حکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا، لوگوں پر وجدانی کیفیات طاری ہو جاتی تھیں۔ بعض اپنے گریبان چاک کر لیتے اور کپڑے پھاڑ لیتے تھے اور بعض بیہوش ہو جاتے تھے۔ کئی مرتبہ لوگ بحالتِ بے ہوشی واصل بحق ہو جاتے۔ آپؓ کی مجالس میں علاوہ رجال الغیب، جنات، ملائکہ اور اَرواحِ طیبہ کے، عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ اور آپؓ کی آواز دُور و نزدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سُنتے۔ اُس دَور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام ان مجالس میں حاضری دیتے تھے آپ سے بکثرت خوارق و کرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپؓ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا۔ مگر آپؓ کے ہمعصر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمٰنؒ طفسونجی اور شیخ عدیؒ بن مسافر وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اُسی وقت پر اپنے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرے بنا کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوث الاعظمؓ کے مواعظ سُنا کرتے بلکہ اُنہیں قلمبند بھی کرتے۔ پھر جب کبھی بغداد آنے کا موقع ملتا، اور آپؓ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سرِ مُو فرق نہ پایا جاتا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپؒ وعظ فرمارہے تھے کہ بحالتِ کیف آپؒ کی دستارِ مبارک کا ایک پیچ کھل گیا۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرینِ مجلس نے بہ پاسِ ادب اپنے سروں سے عمامے اُتار کر آپؒ کے منبر کے نیچے پھینک دیئے جب وعظ ختم ہونے پر آپؒ کے حکم سے سب لوگوں نے اپنی اپنی دستاریں اُٹھالیں تو ایک زنانہ سربند پڑارہ گیا۔ لوگوں کو حیران دیکھ کر آپؒ نے فرمایا کہ اصفہان میں ہماری ایک عارفہ بہن رہتی ہیں جنہوں نے جوشِ عقیدت میں اپنا سربند اُتار کر پھینک دیا ہے۔ آپؒ نے وُہ سربند اپنے دوشِ مُبارک پر رکھا جہاں سے وُہ فوراً غائب ہوگیا۔

موازنۂ عقل و عشق

آج راڈار اور ٹیلی ویژن کے زمانے میں ان حقائق سے کچھ وُہی لوگ انکار کر سکتے ہیں جو رُوحانیت سے سربسر ناآشنا ہوں۔ دَورِ حاضر کا سب سے بڑا سائنسدان آئن سٹائن کہہ گیا ہے کہ میں نے ریڈیو دُوربین کے ذریعے ایک ایسا کہکشاں تو دیکھ لیا ہے جو زمین سے دو کروڑ نُوری سال کے فاصلے پر ہے، یعنی روشنی جو فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل طے کرجاتی ہے، وہاں دو کروڑ سال میں پہنچے گی، لیکن جہاں تک کائنات کی سرحدیں معلوم کرنے کا تعلق ہے۔ اگر میری عُمر ایک ملین یعنی دس لاکھ سال بھی ہو جائے، تو بھی نہیں کر سکتا۔ اِس کے برعکس اِس نُورِ ازل سے منوّر سراجِ مُنیر حضرت غوثُ الاعظمؒ اِس کائنات کے متعلق قصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں:-

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللهِ جَمْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ اتِّصَالِ

(اللہ تعالیٰ کے تمام بلاد میری نظر میں اِس طرح ہیں جیسے ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ)

اِس سے مادیّت اور رُوحانیّت کا اور عقلِ نارسا اور عشقِ کامگار کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ غریبؒ نواز فرماتے ہیں ؎

حسابِ عُمرِ صد عاقل بحشر بگذرد یک دم   حسابِ یک دمِ عاشق بصد محشر نمی گنجد

یعنی حشر کے دن سو سائنس دانوں کی عمروں کا حساب طرفۃُ العین میں ختم ہو جائے گا، مگر عاشق کی زندگی کے ایک لمحے کا حساب سو حشر بھی بپا ہوں تو ختم نہیں ہو سکے گا۔

اقلیمِ ولایت کی شہنشاہی

حضرت غوثُ الاعظمؒ کی کرامات کی کثرت پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے، مگر آپؒ کی سب سے بڑی کرامت، جس کی بدولت آپؒ دُنیائے ولایت کے شہنشاہ مانے گئے۔ یہ ہے کہ ایک مرتبہ محلّہ حلبہ میں اپنے مہمان خانے میں وعظ فرماتے ہُوئے آپؒ پر حالتِ کشفی طاری ہُوئی اور آپؒ نے فرمایا۔

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ

(میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔)

اِس مجلس میں عراق کے سب اکابر مشائخ موجود تھے۔ سب نے یہ ارشادِ گرامی سُن کر اپنی گردنیں خم

Marfat.com

کر دیں۔ اور تمام کرۂ ارض پر جہاں جہاں کوئی قطب، ابدال یا ولی تھا، ہر ایک نے آپؓ کے یہ الفاظ سُن کر گردن جُھکا دی اور عارفِ کامل شیخ علیؒ بن ابو نصر الہیتیؒ نے جو مجلس میں حاضر تھے، اُٹھ کر آپؓ کا قدم مُبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ بعد میں اُنہوں نے اپنے ارادت مندوں کے استفسار پر بتلایا کہ سید عبدالقادرؓ نے یہ بات ازخود نہیں کہی بلکہ اسے کہنے کا اُنہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

خواجہ غریب نوازؒ چشتی کا سر جُھکانا

حضرت خواجہ مُعین الدین چشتی اجمیریؒ اُن دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مُجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے۔ آپؒ نے بھی رُوحانی طور پر جناب غوث الاعظمؓ کا مندرجہ بالا ارشادِ گرامی سُن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگ گئی، اور عرض کی: "قَدَ مَاكَ عَلٰى رَاسِىْ وَعَيْنِىْ (آپؓ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہوں)" حضرت غوث الاعظمؓ نے اس اظہارِ نیاز سے متاثر ہو کر مجلس میں فرمایا کہ سیّد غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جُھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایتِ ہند سے سرفراز کیے جائیں گے۔

شیخ صنعانؒ کا انکار و توبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعانؒ جناب غوث الاعظمؓ کے ہم عصر تھے۔ دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات و خوارق اُن سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔ غوث الاعظمؓ کا مذکورہ بالا فرمان رُوحانی طور پر اُنہوں نے بھی سُنا۔ مگر آں جنابؓ کا مرتبۂ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں مُتامل ہوئے۔ جس پر اُسی وقت اُن کی ولایت و بصیرت سلب ہو گئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا، بالآخر اُن کے ایک ارادت مند کی عاجزی و خدمت گزاری کے باعث جناب غوث الاعظمؓ نے مُتوجہ ہو کر اُنہیں کُفر سے بچا لیا۔ اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔

اس فرمان کا مفہوم

جناب غوث الاعظمؓ کی زبانِ مُبارک سے نکلے ہُوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ وُہ بحکمِ الٰہی کہے گئے تھے، مگر وُسعتِ فرمان کے مُعاملہ میں موجُودہ دَور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے، اُن کا خیال ہے کہ آپؓ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصُوص تھا، کیونکہ اولیائے متقدمین میں حضرات صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور اولیائے متاخرین میں حضرت امام مہدیؑ بھی شامل ہیں۔ لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپؓ کے زمانہ کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ، تمام اولیائے متقدمین و متاخرین بھی آتے ہیں۔ اور اولیاء سے مُراد وُہ ولی اللہ ہیں جو اصحابؓ و ائمۂ اہل بیتؓ وغیرہ کے مختص ناموں سے منسوب نہیں۔

Marfat.com

تصرّفات بعد از وصال

آپؓ کے فیوض و برکات کا سلسلہ آپؓ کے وصال کے بعد بھی بدستور جاری ہے اور بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا جیساکہ فضائل اہلِ بیتِ کرامؓ کے ضمن میں پہلے ذکر ہو چکا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو مقامِ جذب و ولایت کا فاتح اوّل قرار دیتے ہُوئے جناب سیّدۃ النسآءؓ، حسنینؓ شریفین و بقیۂ ائمۂ اہلِ بیتؓ کرام کو اُسی نسبت کے اقطاب بیان فرما کر سیدنا غوث الاعظمؓ کی اِس مقام میں ایک خصُوصی شان تحریر کی ہے۔ نیز اپنی کتاب "ہمعات" کے ہمعہ ۱۱ میں لکھا ہے :۔

"و در اَولیائے اُمّت و اصحابِ طُرقِ اقوائے، کسیکہ بعد تمامِ راہِ جذب باکد وجُوہ۔ بہ اصلِ ایں نسبت (اویسیہ) مَیل کردہ است و در آں جا بوجہِ اتم قدم زدہ است، حضرت شیخ محی الدّین عبدُالقادر جیلانی اند و لہٰذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبرِ خُود مثلِ احیا تصرّف می کنند۔"

"اَور اُمّت کے اَولیائے عظام میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور پر اِس نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجُوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وُہ حضرتِ شیخ محی الدّین عبدُالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اَور اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جنابؓ اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرّف فرماتے ہیں۔"

حضرت شاہ ولی اللہؒ ایک اَور جگہ فرماتے ہیں: حق تعالیٰ نے آں جنابؓ کو وُہ قوّت عطا فرمائی ہے کہ دُور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرّف فرماتے ہیں آپؓ اپنے ہم عصر اَور بعد میں آنے والے تمام اَولیائے کرام کے لیے حصُولِ ولایت اَور وصُولِ فیض کا وسیلۂ کبرٰی اور واسطۂ عظمٰی ہیں۔

شیخ عبدُالحق بلخیؒ نے اپنی کتاب "خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت غوث الاعظمؓ نے ایک مجلس میں اِرشاد فرمایا کہ ڈیڑھ سو سال بعد بُخارا میں ایک درویش بہاؤ الدّین نامی پیدا ہوگا، جو ہم سے ایک خاص نعمت کا مستحق ہوگا۔ چُنانچہ جب حضرت خواجہ بہاؤ الدّین نقشبندؒ نے میدانِ سلُوک میں قدم رکھا تو حضرتِ خضرؑ کے اشارے پر حضرت غوثُ الاعظمؓ کی رُوحانیّت کی طرف متوجہ ہو کر "الغیاث۔ الغیاث۔ یا محبُوب سُبحانی" پکارتے ہُوئے سو گئے اَور خواب میں آں جنابؓ کے فیوض و برکات سے سر فراز ہُوئے۔

اِسی طرح فضائل اہلِ بیتِ کرامؓ کے ضمن میں حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ کے ایک مکتُوب کا حوالہ بھی آچکا ہے۔ جس میں وُہ ائمۂ اہلِ بیتِ کرامؓ کے بعد منصبِ قطبیّتِ کبرٰی کا حضرت غوث الاعظمؓ کی ذاتِ گرامی سے مختص ہونا بیان کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"وصُولِ فیُوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نُجبار بتوسطِ شریف اُو مفہوم می شود، چہ ایں مرکز غیرِ اُو رامیسّر نہ شُدہ۔ ازیں جاست کہ فرمُود ؎

اَفَلَتْ شُمُوسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ۔۔۔ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَاتَغْرُبُ

"اِس راہ میں برکات و فیُوض کا حصُول، اقطاب و نجبا کو جو بھی ہوں، آپؓ ہی کے توسّل سے

Marfat.com

ہوتا ہے ۔کیونکہ یہ مرکزی حیثیت آپؓ کے بغیر کسی دُوسرے کو میسّر نہیں ہُوئی۔اسی وجہ سے آپؓ نے اس شعر میں فرمایا ہے کہ

"اگلوں کے آفتاب غرُوب ہوگئے ،مگر ہمارا آفتاب بلندی کے اُفق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا ۔اور کبھی غرُوب نہ ہوگا ۔یعنی مجھ سے پہلے حضرات کے لیے دائرۂ ولایت کا مرکز ہونے کا شرف وقتِ معیّن کے لیے تھا ،مگر میرے لیے یہ مقام اَبدی و سرمدی ہے۔"

"رُوح المعانی" میں حضرت مجددؒ سے نقل ہے کہ قطبیتِ کبریٰ کا مقام حضرت امام مہدیؑ تک جناب غوثُ الاعظمؓ کی ذاتِ بابرکت کے ساتھ مختص ہے۔

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری ،قدوسیؒ "اقتباسُ الانوار" میں آں جنابؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ :-

"جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا ،سیدنا غوث الاعظمؓ کی وساطت سے ہی ہوا ۔خواہ اُسے معلوم ہو یا نہ ہو ۔کوئی ولی آپؓ کی مُہر کے بغیر منظور اَور مُعتبر نہیں ہو سکتا ۔حق تعالیٰ نے آپؓ کو وُہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپؓ کے ہاتھ میں دے دی ہے ،جسے چاہیں ،کسی منصب ولایت پر مقرر فرمادیں ،جسے چاہیں ،ایک آن میں معزُول فرمادیں۔"

نیز تحریر فرماتے ہیں کہ اِس فقیر کو متعدد ثقہ روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت خواجۂ بزرگ اجمیریؒ پیشوائے سلسلۂ چشتیہ حسب ارشادِ نبویؐ ،سیدنا غوثُ الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرصہ فیض حاصل کرتے رہے اَور آپ نے "شغل سہ گوشی" اَور "حرزِ سیفی" بھی آنجنابؓ سے حاصل کیا ۔ان ہر دو حضراتؒ کی مُلاقات اَور خواجہ غریبؒ نواز اجمیری کے غوثُ الاعظمؓ سے اِستفاضہ کے ثبوت پر کتاب "فوز المطالب" مصنفہ مولینا بُرہان الدین خان ،بھی قابلِ دید ہے۔

حضرتِ غوث الاعظمؓ واکابرینِ اُمّت

حضرت خواجہ غریبؒ نواز اجمیری نے حضرت غوث الاعظمؓ کی شان میں مندرجۂ ذیل اشعار کہے ہیں : آپؒ حسب تصریح "تحفۃ الابرار" از مرزا آفتابؒ بیگ چشتی سُلیمانی جناب غوث الاعظمؓ کے رِشتے میں خالہ زاد بھائی ہیں :-

یا غوثِ مُعظّم ،نُورِ ھُدیٰ ،مُختارِ نبیؐ ،مُختارِ خُدا
سُلطانِ دو عالم ،قُطبِ عُلیٰ ،حیراں زجلالت ارض و سما
در صدق ہمہ صدّیق وشی ،در عدل و عدالت چو عُمرؓ
اَے کانِ حیا عُثمانؓ منشی ،مانندِ علیؓ با جُود و سخا
در بزمِ نبیؐ ،عالی شانی ،ستّارِ عیوبِ مُریدانی
در مُلکِ ولایت سُلطانی ،اَے منبعِ فضل و جُود و سخا

Marfat.com

چُوں پائے نبیؐ شُد تاجِ سرت تاجِ ہمہ عالم شُد قدمت
اقطابِ جہاں در پیش درت اُفتادہ چو پیشِ شاہ گدا
گرداد مسیحؑ بہ مُردہ رواں، دادی تُو بدینِ محمّد جاں
ہمہ عالم محی الدیں گویاں، بر حُسن و جمالت گشتہ فدا

حضرت قُطبُ الاقطاب خواجہ قطبُ الدین بختیار اوشیؒ کا کی مندرجہ ذیل میں حضرت غوثُ الاعظمؓ کو مخاطب کرتے ہیں :۔

قبلۂ اہلِ صفا، حضرتِ غوثُ الثقلینؓ
دستگیرِ ہمہ جا، حضرتِ غوثُ الثقلینؓ
خاکِ پائے تو بُود روشنیِٔ اہلِ نظر
دیدہ را بخش ضیا، حضرتِ غوثُ الثقلینؓ
بے نواخستہ دِلم، نیست کسے آنکہ دھد
خستہ را جز تو دوا، حضرتِ غوثُ الثقلینؓ
حضرتت کعبۂ حاجاتِ ہمہ خلقان است
حاجتم ساز روا، حضرتِ غوثُ الثقلینؓ
مُردہ دِل گشتہ ام و نامِ تو محی الدین است
مُردہ را زندہ نما، حضرتِ غوثُ الثقلینؓ

اسی طرح کُتبِ معتبرہ سے حضرتِ شیخ الشیوخ شہابُ الدین سُہروردیؒ، حضرت سید احمد رفاعی، خواجہ ابُو یُوسفؒ ہمدانی نقشبندی اور کئی دیگر پیشوایانِ سلسلہ ہائے طریقت کا آنجنابؓ سے اِستفاضہ ثابت ہے۔

حضرتِ شیخُ الشیوخ شہابُ الدین سُہروردیؒ آپؓ کی شان میں فرماتے ہیں :۔

"شیخ عبدُ القادرؓ بادشاہِ طریق اور تمام عالمِ وجود میں صاحب تصرف تھے۔ کرامات و خوارق عادت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دوامی یدِ طُولیٰ عطا فرمایا تھا" (ترجمہ)

حضرت شاہ عبدُ الحق محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں ؎

غوثِ اعظمؓ دلیلِ راہِ یقیں | بہ یقیں رہبرِ اکابرِ دیں
اوست در جُملہ اولیاؒ مُمتاز | چُوں پیمبر در انبیا مُمتاز

نیز اخبار الاخیار میں رقمطراز ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظمؓ کو قُطبیتِ کُبریٰ اور ولایتِ عُظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک آپؓ کے کمال، جلال اور جمال کا شہرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بخشش کے خزانوں کی کُنجیاں اور جسمانی تصرفات کے لوازم و اسباب آپؓ کے اِختیار و اِقتدار میں دے دیئے تھے اور تمام اولیا اللہ کو آپؓ کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا تھا۔ غرضیکہ تمام اولیائے وقت، حاضر و غائب، قریب و بعید، ظاہر و باطن سب کے سب آپؓ کے فرمانبردار و اطاعت گزار تھے اور آپؓ تمام اولیا کے سردار و سالار تھے۔ کیونکہ

Marfat.com

آپؒ قطب الوقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجت العارفین، روح معرفت، قطب الحقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ، الوجود البحت، النور الصرف، سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں:-

حضرت امام عبداللہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ جناب غوث الاعظمؒ کی کرامات درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری عرض گزار ہیں:-

من آدم بہ پیش تو سلطان عاشقاں ذات تو ہست قبلہ ایمان عاشقاں
درہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کا ارشاد ہے ؎

گر کسے واللہ بعالم از مے عرفانی است از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

حضرت مولٰنا الحاج محمد امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا ارشاد ہے:-

خداوندا! بحق شاہ جیلانؒ محی الدین وغوث وقطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے ولیکن آں کزو پیداست حالے

رسالہ "انوار قادریہ" پر حضرت قبلۂ عالم کی تقریظ

اسی ضمن میں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی نے کتاب "انوار قادریہ" کو پڑھ کر اپنے تاثرات قلمبند فرمائے ہیں، جو مکتوبات شریف موسومہ "مہر چشتیہ" اور فتاویٰ مہریہ" سے یہاں نقل کیے جاتے ہیں:-

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْہُ بَاطِنًا عَلَیْہِ وَ ظَاہِرًا وَّ عَلٰی اٰھْلِ بَیْتِہٖ وَعِتْرَتِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَ اَصْحَابِہٖ طُرًّا وَّالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ رسالہ انوار قادریہ میرے ملاحظہ سے گزرا۔ علاوہ حسن مضامین کے بوجہ ذکر سادات کرام علیہم الرضوان، طرز بیان وعبارت عام فہم کی رو سے بھی ناظرین اہل اسلام کے لیے عموماً و معتقدین وشائقین سلسلۂ قادریہ کے لیے خصوصاً میری ناقص رائے میں مفید عام و موجب خیر و برکت ثابت ہوا ہے جزی المصنف ربہ عن ناظریھا۔ چونکہ رسالہ ہذا بوجہ اشتمال بر ذکر آں محو در شہود ذات و منصبغ بصبغات صفات آں قائل قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ آں مبرا از التفات بماسوی اللہ، آں غوث باہل ارض وسماء، آں وارث علوم جدیہ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔ آں مرکز ونقطۂ حبیبہ دائرہ وجود، محبوب ربانی، امام الثقلین، محی الدین سید نا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس قابل نہیں کہ بعض دیگر رسائل اور مصنفات کی مانند صرف معمولی تقریظ پر اکتفا کیا جائے۔ لہٰذا تیمناً و تبرکاً فوائد وقلائد درر غرر ذیل سے محلی وموشح کرنا اس کا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

فائدہ: آپؓ کا سچا اور پاک فرمان ذیل کہ "یہ قدم میرا ہر ولی کی گردن پر ہے" از قبیل شطحیات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کیا کرتے ہیں بلکہ بوجہ تمام صحو واستقامت وتمکین میں

53466

مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا ہے۔ بوجوہ متعددہ:۔

(ا) اگر یہ فرمان امرِ خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا بلکہ معاذ اللہ کم حوصلگی کے باعث صادر ہوتا، جیسا کہ بعض متصوفین موجودہ زمانہ کا خیال ہے تو پھر آں کا سرِ اصنام غیر و غیریت، آں ناصب خیامِ وحدت واحدیت آں مرکزِ دائرہ پرکارِ وجود، آں مہبطِ تجلیات و انوارِ شہود، آں گوئے از ہمہ بردہ در حق پرستی، آں قطب الوحدت خواجۂ خواجگان معین الحق والدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروقتِ صدورِ فرمانِ عالی سب سے پہلے سرِ تسلیم خم نہ فرماتے۔

(ب) بوجہ کمالِ اتباعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل قول علیہ السلام: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وغیرہ یہ فرمان صادر ہوا۔

(ج) آپؓ ایسے اقوال کے صدور کا منشاء قول ذیل سے بیان کرتے ہیں: وَمَا قُلْتُ قَوْلِیْ هٰذَا اِلَّا وَقَدْ قِیْلَ لِیْ یعنی میں از خود ایسی بات نہیں کہتا ہوں، بلکہ منجانب اللہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا کہو۔

(د) رئیس المکاشفین شیخ اکبر قدس سرہٗ "فتوحات" کے باب ۳۷ میں بعد ذکرِ اقسامِ اولیاء اللہ فرماتے ہیں:۔

"وَمِنْهُمْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَقَدْ تَکُوْنُ امْرَءَةً فِیْ کُلِّ زَمَانٍ اٰیَتُهٗ (وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ) لَهُ الْاِسْتِطَالَةُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ سِوَا اللّٰهِ شَهْمٌ، شُجَاعٌ، مِقْدَامٌ، کَبِیْرُ الدَّعْوٰی بِحَقٍّ یَقُوْلُ حَقًّا وَیَحْکُمُ عَدْلًا کَانَ صَاحِبُ هٰذَا الْمَقَامِ شَیْخُنَا عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلِیْ بِبَغْدَادَ کَانَتْ لَهُ الصَّوْلَةُ وَالْاِسْتِطَالَةُ بِحَقٍّ عَلَی الْخَلْقِ کَانَ کَبِیْرَ الشَّانِ"۔

یعنی اولیاء میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب اور متصرف رہتا ہے اور پُر زور دعاوی کرتا ہے، مگر اس کا دعویٰ اور بول بالا سچا ہی ہوتا ہے۔ ایسا ہی حکم اس کا عدل و انصاف سے ہوتا ہے۔ اس مقام کے صاحب بغداد میں عالی جناب ہمارے شیخ عبدالقادر جیلی گویا آیت وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ کے مظہر تھے۔

اسی باب ۳۷ میں لکھتے ہیں کہ محمد اَوانی المعروف "ابن قائد" افراد میں سے تھے۔ اولیائے افراد وہ ہوتے ہیں جو خضر علیہ السلام کی طرح دائرہ قطب سے خارج ہوں۔ عالیجناب غوث پاک قدس سرہٗ محمد اَوانی مذکور کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ اولیائے افراد سے ہے اور یہ محمد اوانی غوث پاکؓ کے اصحاب و خدام میں سے تھے۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح ہٰذا سے نتائج ذیل ثابت ہوتے:۔

۱۔ عالی جنابؓ نہ صرف مقامِ غوثیت کے مالک تھے، بلکہ اس سے بالاتر تھے۔

۲۔ آپؓ ہر شے پر سوائے خدائے عزوجل کے غالب و متصرف تھے۔

۳۔ ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا بلکہ سچا اور صاحب تمکین ہوتا ہے۔

۴۔ ہر زمانے میں ایسا ولی ہونا چاہیئے۔ وہ عبارت جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے، اسی باب میں ہے، مگر خوفِ طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کی گئی ہے۔

۵۔ حضرت شیخؓ کے زمانے میں اس تصرف کا مالک حسبِ تصریح شیخ رضی اللہ عنہ ایک ولی تھا مگر اسی باب میں لکھتے ہیں کہ گویہ ولی مقام وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ میں ہے، لیکن شیخنا عبدالقادر رضی اللہ

Marfat.com

عنہ میں علاوہ مقام ہذا کے اور وجوہِ فضیلت بھی موجود تھے۔

چنانچہ سیدنا عبدالقادرؒ و سیدنا خواجہ نظام الدینؒ ہر دو مقامِ محبوبیت میں شریک ہیں مگر حسب تصریح حضرت خواجہ نظام الدینؒ اورنگ آبادی حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلویؒ سیدنا عبدالقادرؒ سے مستفیض ہیں۔ ملاحظہ ہو نظام القلوب۔ نیز محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کسی قطعات ارض تک نہیں پہنچی۔ ہر بلفظ سُبْحَانِیْ وَاہِیْ سو مقام جذب و محبوبیت سے جیسا تناسب کہ لفظ سُبْحَانَ کو ہے لفظ اِلٰہ کو نہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ اور نہ لفظ اِلٰہ ذات بحت پر دال ہے جو سُبْحَانَ کہ مرتبہ ذات کا نام ہے۔ ملاحظہ ہوں فتوحات و شروح فصوص۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ دوسری جلد کے آخری مکتوب میں حضور غوث اعظمؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

وصول فیوض و برکات دریں راہ بہ کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف او مفہوم می شود، چہ ایں مرکز غیر او را میسر نہ شدہ۔

اس موقع پر برائے فائدہ مندرجہ ذیل سوالات وجوابات بھی درج کیے جاتے ہیں:۔

سوال۔ لفظ ولی اللہ اصحابؓ کرام پر بھی بدلیل قول تعالیٰ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ و سائر آیاتِ قرآنیہ بولا جا سکتا ہے۔ تو حسب قول مذکور چاہیے کہ آپؓ کا قدم اصحابؓ کرام کی گردن پر بھی ہو۔ حالانکہ یہ امر مسلّم ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو۔ صحابہؓ کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

جواب۔ متاخرین کے عرف و محاورے میں ولی اللہ ماسوائے صحابی پر بولا جاتا ہے۔

سوال۔ عبارتِ فتوحات مسطورہ بالا یعنی لَہُ الْاِسْتِطَالَۃُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ سِوَی اللّٰہِ سے پایا جاتا ہے کہ اس ولی کا تصرف انبیاء علیہم السلام پر بھی ہوتا ہے۔

جواب۔ عالیجناب رضی اللہ عنہ کا زمانہ انبیاء کا زمانہ نہ تھا۔

سوال۔ لفظ فِیْ کُلِّ زَمَنٍ مندرجہ عبارت فتوحات مسطورہ بالا سے پایا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں بھی ایسے ولی کا ہونا واقعی امر ہے اور نیز اسی باب میں قبل از عبارتِ مذکور حضرت شیخ تصریح فرماتے ہیں کہ بعد آنحضرتؐ چار انبیاء بہ اجسامہم زندہ ہیں۔

جواب۔ مفضول کا تصرف فاضل پر مثل تصرف جبرائیلؑ بر آں حضرتؐ واقعی اور مسلّم شدہ امر ہے۔ کیونکہ بوجہ تخالف فیمابین وجوہ فضیلت، استبعاد مندرجہ سوال بخوبی مندفع ہو سکتا ہے۔ وہی آخری مکتوب شریف ملاحظہ ہو۔ چنانچہ عالیجناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خُضْنَا بَحْرًا لَمْ یَقِفْ عَلٰی سَاحِلِہٖ الْاَنْبِیَآءُ۔ یعنی ہم ایسے دریا میں ڈوبے ہیں جس کے کنارے پر انبیاء علیہم السلام کو کھڑا ہونا نصیب نہیں ہوا۔ بحر و دریا سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی ہم کو بوجہ کمال اتباع ظاہری و باطنی، شریعت و طریقت ذاتِ پاک محمدی میں کامل فنا حاصل ہے۔ بخلاف سائر انبیاء علیہم السلام کہ وہ اپنی اپنی شرائع میں رنگین ہونے کے باعث اس فنا کامل سے عاری ہیں۔

سوال۔ عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حسب احادیثِ صحیحہ بعد النزول شرعِ محمدی کے پابند

Marfat.com

ہوں گے۔ لہٰذا کامل فنا کے مستحق ہوئے اور عالی جناب کے فرمانِ مذکور لَمْ یَقِفْ عَلٰی سَاحِلِهِ الْأَنْبِیَآءُ سے سمجھا جاتا ہے کہ کسی پیغمبرؑ کو ذاتِ محمدی میں فنا ظاہری و باطنی نہ ہوگی۔

جواب۔ فرمانِ مذکور کا مطلب یہ ہے کہ میرے قولِ ہٰذا سے پہلے کسی نبیؑ کو بحرِ ذاتِ محمدی میں فنائے کامل واتباعِ شرعِ محمدی حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ لَمْ یَقِفْ میں کلمہ لَمْ مضارع پر ماضی منفی کا معنی دیتا ہے بنا بریں اگر بعد اس فرمان کے قربِ قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کو اتباعِ شرعِ محمدی میں اتباعِ کامل حاصل ہو تو مخالفِ قولِ مذکور نہ ہوگا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ ظَاهِرًا مِّنْهُ وَبَاطِنًا۔ العبد مہرو محبّت کا بندہ، علیؑ کا نام لیوا، شاہِ جیلاں کا حلقہ بگوش از گولڑہ بقلم خود۔ ۱۸ صفر ۱۳۳۱ھ

القصہ حضرت مولٰنا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب غوث الاعظمؓ کی شان میں کیا خوب عرض کیا ہے:۔

گویم ز کمالِ تو چہ غوثُ الثقلینا | محبوبِ خدا، ابنِ حسنؓ، آلِ حسینا
سرور قدمت جملہ نہادند و بگفتند | تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَیْنَا
ما عاجز و حیران بماندیم بگرداب | لَا مَخْلَصَ اِلَّا بِكَ بِاللّٰهِ لَدَیْنَا

ما تشنہ چو ماہی ہمہ در دشت فتادیم
اے ابرِ کرم بار تو بشتاب الینا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی کشف لاولیائه مالا یحیط بعلمه العقل والقیاس واوصل محبیهم ومعتقدیهم الیٰ مالا یمکن الوصول الیه لسائر الناس والصلوٰة علیٰ حبیبه المصطفیٰ ورسوله المجتبیٰ الذی لا یمکن العروج الیٰ مراتب العلیٰ الا بمتابعته فیما اتیٰ فمن کان متابعته اکثر ففضله اعظم واوفر ان اکرمکم عند الله اتقکم وعلیٰ اٰله واصحابه النجوم الهدیٰ وعلیٰ جمیع متبعیه اهل الکرم والتقیٰ۔

یہ کتاب جناب غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔ اس کا مضمون کتاب بہجۃ الاسرار کی تلخیص اور انتخاب ہے۔ بہجۃ الاسرار تصوف کی بڑی مشہور و معروف کتاب مانی جاتی ہے جس کے فاضل مصنفؒ ملّا نور الدین ابی الحسن علی ابن یوسف الشافعی اللخمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماءِ قرأت میں بڑے شہرت یافتہ ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات بہت سے تذکروں میں ملتے ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ محدیث کے جلیل القدر اور ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کو محک الرجال کے خطاب سے یاد فرماتے ہیں۔ (محک کے معنی کسوٹی ہے جس طرح سونے کا معیار معلوم کرنے کے لیے کسوٹی ضروری ہے ویسے ہی رجال حدیث کی سند و صحت معلوم کرنے کے لیے آپ کا نام معیار کی حیثیت رکھتا ہے) بہجۃ الاسرار کے مصنّف کی تعریف میں طبقات المقرئین میں لکھا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد شام کے رہنے والے تھے۔ مگر آپ قاہرہ (مصر) میں ۶۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور جامعہ ازہر میں قرأت میں بڑا نام پیدا کیا۔

امام ذہبی طبقات المقرئین میں لکھتے ہیں کہ میں بذاتِ خود آپ کی مجلسِ قرأت میں پہنچا

Marfat.com

تو مجھے آپ کا اندازِ قرأت (سمت و سکوت) بڑا پسند آیا۔ وُہ جناب شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے عاشقوں میں سے تھے۔ آپ نے حضرتِ شیخؒ کے کمالات ومناقب میں ضخیم کتابیں لکھیں۔ شیخ محمد بن محمد جزری جو علماءِ قرأت و حدیث میں بڑی اہم شخصیت مانے جاتے ہیں اور حصن حصین کے مصنّف ہیں۔ احوال قراء میں لکھتے ہیں کہ مَیں نے بہجۃ الاسرار کو مصر میں پڑھا تھا اور مجھے باقاعدہ اس کی اجازت ملی تھی۔ بہجۃ الاسرار کے مصنّف اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے درمیان صرف دُو واسطے ہیں اور ان کے متعلق حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے بشارت دی تھی، "طوبیٰ لمن رانی ولمن رایٰ من رانی ولمن رای من رأی من رأنی" پھر فرمایا: عبد لهٗ فوق المعالی رتبہ۔ یہ بشارت امام اجل شیخ الحرمین عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ الریاحین میں بیان کی ہے۔ بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ کتاب مخدوم جہانیاں کے کسی مرید نے لکھی تھی جو غلط ہے البتہ آپ کے کسی مرید نے اسکا فارسی زبان میں ترجمہ ضرور کیا تھا۔ ایسے ہی دوسرے علماءِ کرام مثلاً شیخ مجد الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (جو مصنّفِ قاموس ہیں اور بڑے مشاہیر علماء و فضلاء سے مانے جاتے ہیں) نے ایک کتاب روض المناظر فی مناقب الشیخ محی الدین عبدالقادر لکھی۔ شارح صحیح بخاری اور صاحبِ مواہب الدنیہ علامہ قسطلانیؒ نے بھی "روضۃ الزاہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر" تصنیف کی ہے۔ ایسے ہی ہم نے بعض علماءِ کرام سے سُنا ہے کہ اُنھوں نے حضرت غوث پاکؒ کے مناقب میں بارہ کتابیں دیکھی ہیں جن میں سے بہجۃ الاسرار ایک ہے۔

بہجۃ الاسرار بہت بڑی کتاب ہے جس میں جناب غوث الثقلینؒ اور دُوسرے مشائخ کرام کے مناقب بھرے پڑے ہیں اور بزرگانِ دین کے وُہ اقوال بھی درج کیے گئے ہیں، جن میں جناب غوث الاعظم کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ جناب غوث الاعظم سے پہلے آنے والے بزرگوں نے آپ کے کمالات اور آمد کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ راقم الحروف ان اقوال کو نہایت اختصار سے پیش کرتے ہُوئے اپنی تالیف کا نام "زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار" تجویز

Marfat.com

کر رہا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میرا نام بھی جناب غوث پاک کے تعریف کرنے والوں، مریدوں اور محبوبوں میں لکھا جائے۔ اگرچہ مہجور و محروم نیاز مندان سلسلۂ قادریہ جناب غوث پاک کے ظاہری جمال اور پاکیزہ مجلس میں حصہ لینے سے قاصر ہیں تاہم آنجناب کے اوصاف و کمالات کے مطالعہ سے محروم نہیں رہیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت کے فضائل و مناقب حد و حساب سے باہر ہیں اور انھیں لحاظ تحریر میں لانا بڑا مشکل کام ہے۔ جو کچھ آج تک لکھا جا چکا ہے وہ اس بحرِ بیکراں سے ایک حقیر سا قطرہ ہے۔

امام اجل کبیر شیخ الحرمین حضرت عبداللہ یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے اوصاف اتنے روشن اور درخشاں ہیں کہ اگر پھولوں کی نیلاہٹ دفتر بن جائیں اور باغوں کی ٹہنیاں قلمیں بنائی جائیں تو آپ کے اوصاف کو نہیں لکھا جا سکتا۔ آپ کے کمالات کا احاطہ کرنے میں بڑے بڑے عارفین قاصر ہیں اور کوئی اسلوبِ تحریر ان کمالات کے مکمل بیان پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم لکھنا شروع کریں تو زمانہ بھر کی قلمیں ناکام ہو جائیں گی۔

امام یافعیؒ کا یہ قول ان آیہ کریمہ کی تلمیح ہے کہ لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی ـــ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام۔ محققین کے نزدیک اولیاء اللہ اور اصفیاء الٰہی جو اللہ کے خاص بندے ہیں کے اوصاف و کمالات بیان کرنے کے لیے ایسی تلمیحات کو مثالی طور پر بیان کرنے میں کوئی قباحت نہیں ورنہ حقیقت میں اسمائے صفاتِ الٰہی اور اس کے کمالات لاتتناہی ہر قسم کی تعبیر و تمثیل سے بلند ہیں۔ اور ان کے ساتھ تمثیل و نظیر قائم نہیں کی جا سکتی۔

امام یافعیؒ کا مندرجہ بالا قول بڑا عمدہ اور صحیح ہے اور اس پر کسی قسم کا شبہ اور شک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب غوث اعظم کی ولادت، رضاعت اور پرورش کے وقت ہی سے ولایت کے آثار و خوارق ظاہر ہونے لگے تھے چنانچہ وہ رمضان شریف کے دوران دن کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ اشراف کے گھر

Marfat.com

ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کے وقت دُودھ نہیں پیتا۔

لوگوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پُوچھا کہ آپ کو سب سے پہلے کب احساس ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا "کہ ایک دن میں مدرسہ جا رہا تھا، میں نے دیکھا کہ فرشتوں کی ایک کثیر تعداد میرے اردگرد چل رہی ہے۔ واپسی پر بھی یہ فرشتے دکھائی دیئے حتّٰی کہ میں اُن کی باتیں سُنا کرتا۔ جب وُہ کہتے کہ ولی اللہ کے لیے جگہ چھوڑ دو تاکہ وہ تشریف فرما ہو سکیں، تو مجھے اپنے متعلق یہ احساس پیدا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نوازشیں میرے لیے ہی نازل ہو رہی ہیں، اُس وقت میری عمر صرف نو سال تھی۔"

آپ سے کرامات آئے دن ظاہر ہوتی رہیں اور تواتر کے ساتھ ہر زمانے میں آپ کے خوارق نظر آتے رہے۔ شیخ اجل علی بن الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں کسی ایسے ولی اللہ کو نہیں دیکھا جس سے اتنی بے شمار کرامات رُونما ہُوئی ہوں۔ جو شخص جس وقت جس انداز کی کرامت کی خواہش کرتا آپ سے بلا تامّل ظاہر ہوتی تھی۔ یہ کرامات بعض دفعہ تو آپ کے اپنے ارادہ و اختیار سے رُونما ہوتی تھیں لیکن بعض اوقات آپ کے اختیار و خواہش کے بغیر بھی نمایاں ہوتی رہتیں۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سلطان الطریق والتصرف فی الوجود علی التحقیق" تھے۔ شیخ ابوسعید احمد بن ابی بکر الحریمی، شیخ ابی عمر اور عثمان انصر الفہیمی فرماتے ہیں کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کشادہ دست اور کرامات و خوارق کے منبع تھے۔ آپ کی کرامات آبدار موتیوں کی طرح ہر وقت مقبول و معروف ہوتی تھیں اور مسلسل رُونما ہوتی رہتی تھیں۔ ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ یہ کہاں تک پہنچیں گی۔ نوّے سال ہو گئے مگر ان کی کرامات کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

آپ کی عبادات و ریاضات اور مجاہدات کے علاوہ آپ کے علوم، اعمال اور احوال کی تفاصیل صحیح اور مستند ذرائع سے ثابت ہیں چنانچہ آپ کے ہمعصر شیوخ نے آپ کی

Marfat.com

لاتعداد کرامات و فضائل بیان کیے ہیں۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی کرامات تواتر کی حدود سے اس اتفاق و کثرت سے ملتی ہیں کہ آفاق کے کسی دوسرے ولی اللہ کے حصہ میں نہیں آئی ہیں۔

جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات جلیلہ میں "قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ"

قدمی ہٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ

کا اعلان بہت عظیم الشان معرکہ مانا جاتا ہے۔ جب اس اعلان کی شہرت کائنات ارضی کے تمام مشایخ وقت اور عظیم ائمۂ آفاق تک پہنچی تو متقدمین نے اس اعلان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ معاصرین کی گردنیں جھک گئیں اور دنیا کے تمام مشائخ خواہ حاضر تھے یا غائب، چھوٹے تھے یا بڑے، مشرق میں تھے یا مغرب میں، غرضیکہ ہر ایک نے تصدیق و تائید کی، ارباب حال نے تو اس اعلان پر بڑے لطیف اور نفیس انداز میں تبصرے کیے ہیں۔

مصنف "بہجۃ الاسرار" لکھتے ہیں کہ ہمیں مشائخ کی ایک جماعت نے (جن کے آخرین بزرگ شیخ ابو محمد شبکی بطایحیؒ تھے) بتایا کہ اُن کی مجلس میں ایک دن مشائخ کبار کا ذکر چلا تو فرمایا کہ عجم میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جو خداوند تعالیٰ کے نزدیک بڑے بلند مقام کا مالک ہے، وُہ بغداد میں رہتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ "میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اس لیے ہر ولی اللہ کا فرض ہے کہ اس اعلان کے بعد اس عظیم الشان حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے کیونکہ وُہ اپنے زمان کا یگانہ انسان (فرد) ہے۔"

صاحب "بہجۃ الاسرار" نے مزید لکھا ہے کہ مشائخ عظام میں سے ایک بزرگ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بتایا ہے کہ انھوں نے شیخ ابا احمد عبد اللہ بن علی بن موسیٰ ملقب بہ نجفیؒ سے سُنا کہ وُہ کہا کرتے تھے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عراق میں ایک ایسا عظیم انسان پیدا ہونے والا ہے جو کرامات کا مظہرِ عظیم ہوگا اور اسے ساری مخلوق میں مقبولیت حاصل ہوگی اور وُہ اعلان کرے گا "قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃ کل

Marfat.com

ولی اللہ" دنیا کے تمام ولی اللہ اس کے سامنے گردنیں جھکا دیں گے۔ ہر ایک بزرگ آپ کی تائید و تصدیق سے درجۂ ولایت کو پہنچے گا اور آپ ہی ہر ایک کی سفارش اور شفاعت کریں گے۔

تین اولیاء اللہ قبروں میں زندہ ہیں

شیخ عقیل منجیؒ سے روایت ہے (اور یہ شیخ عقیلؒ ان چار بزرگوں میں سے ہیں جو بقول شیخ علی قرشی عراق کے مشائخ کبار میں شمار ہوتے تھے) کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے جن کا تصرف قبروں میں بھی جاری و ساری رہتا ہے۔ یہ تصرف زندگی کی تمام قوتوں کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بزرگ شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل منجیؒ اور شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں"۔

قطب وقت کی روایت

شیخ عقیلؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ اب قطبِ وقت کون ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اس وقت مکہ شریف میں ہیں مگر عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ ہاں اولیائے اللہ انھیں پہچانتے ہیں۔ یہ قطبِ وقت عنقریب بغداد سے ظاہر ہوں گے۔ وہ جب لوگوں سے بات کریں گے تو لوگ ان کی کرامت سے انھیں پہچان لیں گے کہ یہ قطبِ وقت ہے۔ وہ کہیں گے "قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ"۔ اولیائے اللہ آپ کے قدموں میں اپنی گردنیں جھکا دیں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کے قدموں میں رہوں گا۔ یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے مخلوقِ خدا کو بے پناہ نفع ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامات جتنی اس شخص کو عطا کی ہیں اتنی اور کسی کو نہیں ملیں۔

آخرین مشایخ میں بعض حضرات نے روایت کی ہے جن میں حضرت عبد الرحمٰن طفسونجیؒ بھی تھے کہ سیدنا شیخ عبد القادرؒ اس وقت جواں سال تھے مگر ہمارے شیخ تاج العارفین ابو الوفاءؒ ان کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوالوفاء کا ادب

جناب سیّد شیخ عبدالقادرؒ جب بھی شیخ ابوالوفاء کو نظر آتے تو آپ اوباً کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دوستوں کو بھی حضرت شیخؒ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیتے اور کہا کرتے یہ وقت کے عظیم ولی اللہ ہیں۔

شیخ ابوالوفاء کی خواہش

ایک دن شیخ ابوالوفاء نے حضرت سیّدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ جب آپ مرتبۂ کمال کو پہنچیں تو مجھے ضرور یاد رکھیں اور اپنے محاسن کو برقرار رکھنا۔ پھر کہا، "اے عبدالقادر! ہر پرندہ چہچہا کر خاموش ہو جاتا ہے مگر آپ کا طائرِ رُوحانیت قیامت تک چہچہاتا رہے گا"۔ جب شیخ ابوالوفاؒ نے بار بار اس بات کو کہا تو لوگوں نے آپ سے پُوچھا کہ آپ اس قدر تکریم و تعظیم کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، حضرات! ایک وقت آنے والا ہے یہ نوجوان تمام خورد و کلاں کے لیے مشعلِ راہ بنے گا اور لوگ اس کے محتاج ہوں گے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ سکتا ہُوں کہ وُہ اپنے اس دعوٰی میں کہ "میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" بالکل سچا ہے۔ اولیائے اللہ آپ کے سامنے گردنیں جُھکا دیں گے۔ آپ لوگوں میں جو بھی موجود ہو اس کا فرض ہے کہ اس دعوٰی کی تائید کرے۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃُ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے مرشد و عمِ بزرگوار شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سُہروردی رحمۃُ اللہ علیہ نے بتایا کہ وُہ ایک دن شیخ حماد دباسؒ کے پاس بیٹھے تھے (جو اولیائے وقت میں سے تھے) حضرت شیخ عبدالقادر ابتدائے حال میں آپ کی مجلس میں آیا کرتے تھے اور کام کرتے تھے اور نہایت مودب طریقہ سے مجلس میں بیٹھا کرتے۔ جب سیّدنا عبدالقادر مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے تو شیخ حمادؒ نے بتایا اس عجمی نوجوان کا قدم اتنا بلند ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے نیچے ہوں گی اور اس کو اجازت دی جائے گی کہ اعلان کر دے "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ"۔

Marfat.com

اس قسم کی خبریں بہت سے مشایخ نے قبل از وقت بیان کی تھیں۔ ایک دفعہ شیخ ابو مدین شعیبؒ نے گردن جھکا کر کہا کہ اے اللہ! میں تجھے، تیرے فرشتوں اور حاضرینِ مجلس کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ مَیں نے اطاعت قبول کر لی ہے اور گردن جھکا دی ہے۔ احباب نے آپ سے پوچھا کہ اس واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟ تو آپ نے بتایا: ابھی ابھی شیخ عبدالقادرؒ نے بغداد میں اعلان فرمایا ہے "قدمی ھٰذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ"۔

شیخ عدی بن مسافرؒ نے بیان فرمایا: شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری تعریف کرتے ہُوئے فرمایا تھا کہ اگر نبوت محنت و مجاہدہ سے حاصل کی جاسکتی تو شیخ عدی بن مسافرؒ کو ملتی۔ شیخ عدی کو لوگوں نے پُوچھا: یہ کیا بات ہے آج تک کسی ولی اللہ نے وُہ دعوٰی نہیں کیا جو شیخ عبدالقادر نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں یہ دعوٰی اور کوئی کر بھی نہیں سکتا تھا آپ تو مقامِ فردیت پر فائز تھے۔ زمانے کے فرد کو جب تک کوئی بات کہنے کا حکم نہ دیا جاتے وُہ نہیں کہتا۔ حضرت شیخ کو جب حکم ہُوا تو پھر اُنھوں نے دعوٰی کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ نے آپ کے دعوٰی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جس طرح فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کر دیا تھا اولیاء اللہ نے اپنے سرِ نیاز جھکا دیے۔

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ مَیں بھی اس مجلس میں شریک تھا جس میں حضرت شیخ سیدنا عبدالقادرؒ نے دعوٰی کیا کہ "میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔" مَیں نے اپنی گردن جھکا دی حتّٰی کہ میرا سر زمین سے جا لگا اور تین بار مَیں نے کہا: عَلٰی رأسی، عَلٰی رأسی، علٰی رأسی۔ (میرے سر آنکھوں پر)

تصدیق دعوٰیِ ھٰذہٖ قدمی

شیخ خلیفہ اکبرؒ نے جو صاحبِ رویائے کثیرہ تھے بیان کیا ہے کہ مَیں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ مَیں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے "قدمی ھٰذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" کا دعوٰی کر دیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا:

Marfat.com

"صدق الشیخ عبد القادر (شیخ عبدالقادر سچے ہیں) وہ وقت کے قطب ہیں اور مجھے ان کی خاطر داری مطلوب ہے"۔

مشایخ کرام نے حضرت شیخ ابو سعید قیلویؒ سے پوچھا کہ آیا شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" حکماً کہا تھا؟ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہاں! یہ حکم خداوند تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں، یہ قطبیت کا نشان ہے۔ ہر زمانے میں اقطابِ وقت کے ذمہ بعض اقطاب تو ان امور کو خاموشی سے انجام دیتے رہتے ہیں کیونکہ انھیں سکوت کے بغیر چارۂ کار نہیں ہوتا لیکن بعض کو اعلان کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ انھیں ایسا دعویٰ کیے بغیر چارۂ کار نہیں ہوتا خواہ اس اعلان میں انھیں کتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ اعلان اکمل تریں مقامِ قطبیت ہوتا ہے کیونکہ یہ شفاعت کی علامت ہوتی ہے۔ الغرض اس موضوع پر ہمارے پاس بے پناہ اخبار و شواہد موجود ہیں جن سے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے کہ اس قسم کے سارے دعوے بامرِ الٰہی کیے جاتے رہے ہیں۔

انبیاء اور اولیاء کے احکام میں امتیاز

انبیاء پر امرِ الٰہی کی حقیقت کیا ہے؟ اور اولیاء اللہ پر جو احکام (الہام) نافذ ہوتے ہیں ان کی حیثیت کیا ہے؟ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں کی جاتی ہے اس سلسلہ میں ہم بزرگانِ دین کے اقوال اور جناب غوثِ اعظمؓ کے ارشادات کی روشنی میں خیالات کا اظہار کریں گے۔ اس سے ہماری مراد وہ علم صریح ہے جو اس قلب سلیم کو بلا شائبہ ظن و تخیل حاصل ہوتا ہے جو بشریت کی کدورت سے صاف، نفسانی خواہشات سے پاک اور خداوند تعالیٰ سے پیوست رہتا ہے۔ صریح سے وہ فعل مراد ہوتا ہے جو وحی کے واسطہ کے بغیر ہو۔ نبوت و ولایت کے مابین فرق معلوم کرنے کے لیے یہ بات بھی قابلِ غور ہے نبوت وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو اور اس کا ذریعہ روح الامین یعنی

Marfat.com

وحی الٰہی ہو۔ وحی کو پیغام رسانی کا حکم ہوتا ہے اور رُوح الامین اس پر مُہر لگاتے ہیں۔ اس کلام کی تصدیق ہر چھوٹے بڑے پر واجب ہو جاتی ہے اور اس سے انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے ظاہر و باطن کی خرابیاں رُونما ہوتی ہیں اور مال و جان کا نقصان ہوتا ہے مگر ولایت اس حدیث کا نام ہے جو بطریق الہام وارد ہوتی ہے جس سے قلب و زبان مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اس پیغام کو مجذوب کا دل قبول کرنے کے لیے ساکن ہو جاتا ہے چنانچہ انبیاء کے لیے وحی اور کلام اور اولیاء اللہ کے لیے خطاب و الہام ضروری ہیں۔ انکارِ انبیاء کفر ہوتا ہے اور ظاہر و باطن کی خرابی کا باعث ہوتا ہے اور انکارِ اولیاء موجبِ خبث و ضلال ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذٰلک۔

درحقیقت کشف کا طور طریقہ عقلی طریقوں سے بلند و بالا ہوتا ہے۔ عقل مکاشفات کے ادراک سے عاجز ہوتی ہے۔ جس طرح حس عقلی ادراک سے مطلع نہیں ہوتی اسی طرح عقل مکشوفات پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ جو چیز ایمان سے معلوم ہوتی ہے وُہ کشفِ عیاں سے بالاتر ہوتی ہے۔ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اس طریقہ پر ایمان لانا بھی ولایت کی ایک قسم ہے۔ جن لوگوں نے اقوالِ مشایخ پر علی الاطلاق حکم صادر کیے ہیں یا اپنے مقامات و مراتب کے اظہار کے لیے ایسی باتیں کہہ دی ہیں جو عقل کے پیمانے پر نہیں اُترتیں۔ وُہ عالمِ سُکر اور استغراق نفس کی بنا پر ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے احکامات کشف سے ہٹ کر عقل بھی تسلیم کر لیتی ہے اور اس بات کی تمیز کرنا کہ یہ احکامات کس صاحب سے وارد ہُوئے یا کیسے وارد ہُوئے، بڑا مشکل کام ہے۔ چنانچہ انھیں تسلیم کرنے ہی میں بہتری ہے اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ اسلم و تسلیم پر عمل کر لیں تاکہ مختلف خطرات سے محفوظ رہ سکیں۔ دُوسرے مقام پر یہ خبر بھی دی گئی ہے:

"بل کذبوا بما لم یحیطوا بہٖ ویملا نھم تاویلہ یسئل اللہ عافیۃ۔"

Marfat.com

اے کہ از کشمکش قال و مقال — نیست قوت ادراک کمال
ہیچ نا یافتہ در خود اثرے — نشنیدہ زکساں جز خبرے
قابل کار نہ معذوری — یا خود از کوششِ آں بس دُوری
باش کیں راہ گزار دگر است — ہر کسے قابل کار دگر است
بنگر حالت درویشاں را — سوزش و شورشِ عشقِ ایشاں را
کہ دریں راہ چہ طلبہا دارند — زیں طلبہا چہ لقبہا دارند
زیں طلب گر نہ خدا یافتہ اند — ایں ہمہ بہر چہ بشتافتہ اند
در طلب ایں ہمہ جانبازی چیست — مال و اسباب خدا سازی چیست
باری ار نیست ترا وجدانے — معتقد باش و بیار ایمانے

حضور غوث پاک رضؓ کے فضائل و

جناب غوث الاعظم رضؓ متقدمین اور متاخرین کی نظر میں

کمالات کے موضوع پر متقدمین اور متاخرین نے "قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" پر اظہار خیال کیا ہے وہ حدو حساب سے باہر ہے۔ مشایخِ وقت اور بزرگانِ متقدمین نے جس انداز میں بیان کیا ہے وہ آپ کے کمالات کی بڑی دلیل ہے۔ شیخ قدوہ ابو محمد شبلیؒ نے کہا ہے کہ شیخ ابو بکر بزازؒ ایک دن حضرت غوث پاک کا تذکرہ فرما رہے تھے کہنے لگے کہ عراق میں ایک ایسے بزرگ ظاہر ہونے والے ہیں جو فضل و کرامت میں بڑے بلند مقام پر فائز ہوں گے۔ ان پر تمام اقطاب کے حالات واضح کر دیے جائیں گے اور اُن کے سینوں کے تمام علوم ان پر روشن ہوں گے۔

تمام مقربین بارگاہِ الٰہی کے حالات و مقامات کو جناب شیخ عبد القادرؒ پر آگاہ کر دیا جائے گا۔ مکاشفین کے تمام اطوار بھی آپ پر روشن کر دیے جائیں گے۔ پھر مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ شیخ سیدنا عبد القادرؒ کی بدولت اپنے اولیاء کے درجات بلند فرمائے گا

Marfat.com

اور مخلوقِ خدا کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔ پھر کہا: وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فخر و مباہات کا اظہار فرمائے گا۔"

شیخ عز۔از بطایحی نے پیش گوئی کی تھی کہ "۰۰ ۴ھ میں ایک نوجوان جس کا نام سیدنا عبدالقادرؓ ہوگا، ظاہر ہوگا۔ اس کی ہیبت سے ہی مقاماتِ ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت سے کرامات ظاہر ہوں گی۔ وہ حال پر چھا جائیں گے اور محبتِ خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالمِ امکان اُن کے حوالے کر دیا جائے گا۔ عالمِ امکان میں جو کچھ بھی ہے آپ کے سامنے لایا جائے گا۔ تمکنت میں ثابت قدم ہوں گے اور عالمِ قدم کے تمام حقایق آپ کے سامنے یدِ بیضا کی طرح روشن ہوں گے اور ازل کے تمام اسرار ان پر ظاہر ہوں گے۔ حضرت قدس میں ان کی شان اس قدر بلند ہوگی کہ کسی دُوسرے ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوگی۔"

شیخ منصور بطایحی کی مجلس میں جناب غوث الاعظم کا تذکرہ ہُوا تو آپ نے فرمایا: "عنقریب وُہ وقت آنے والا ہے کہ سیدنا عبدالقادر کو بہت بلند مقام مل جائے گا دنیا کے تمام عارفین اُن کے ماتحت ہوں گے اور اُنھیں اس حالت میں وصال ہوگا کہ اِن سے بڑھ کر خدا اور رسول اللہ کی نظروں میں زمین پر محبوب ترین انسان دُوسرا نہیں ہوگا۔ حاضرین میں جس کو یہ وقت نصیب ہو۔ اس پر فرض ہے کہ وُہ آپ کے مقام کو پہچاننے کی کوشش کرے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرے۔"

حضرتِ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاکؓ کا ذکر چلا تو آپ نے فرمایا: "اگرچہ عبدالقادرؓ ابھی نوجوان ہیں مگر مَیں اُن کے سر پر جھنڈے لگے دیکھ رہا ہُوں۔ یہ جھنڈے ولایت کے ہیں۔ ان جھنڈوں کی فرمانروائی تحت الثریٰ سے لے کر ملکوت اعلاء تک ہے۔ مَیں نے اپنے کانوں سے ملکوت اعلاء پر سنا ہے کہ اُنھیں ان القابات سے نوازا جاتا ہے جن سے صدیقین کو نوازا جاتا ہے۔" جب شیخ سیدنا عبدالقادرؓ آپ کے پاس تشریف لاتے

Marfat.com

تو آپ انھیں مرحبا مرحبا یا الجبل الراسخ والطور العالی و سید العارفین کے خطابات سے استقبال کرتے تھے۔

شیخ عقیل منجی کے سامنے جناب شیخ عبدالقادرؒ کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہوا ہے تو آپ نے فرمایا: اس کا حکم تو آسمانوں پر بھی چلتا ہے۔ وہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے۔ ملکوت میں اسے "باز سفید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عنقریب اسے منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہوگا اور اسے خاص امور پر مامور کر دیا جائے گا اور آپ سے ہی روحانیت کے احکامات صادر ہوا کریں گے۔

شیخ ابوالبقائی مغربی کے بعض احباب نے بغداد جانے کے ارادے کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: جب تم بغداد جاؤ تو ایک نوجوان شیخ عبدالقادرؒ سے ملاقات کرنا نہ بھولنا۔ جب تم اس عجمی نوجوان کو ملو تو میرا سلام عرض کرنا اور میرے لیے دعا بھی کرانا اور یاد رکھو اس بات کو کبھی نہ بھولنا۔ مجھے اللہ کی قسم ہے آج تک اللہ تعالیٰ نے عجم میں ایسا آدمی پیدا نہیں کیا اور عراق میں اس کے پایہ کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس نوجوان کی وجہ سے مشرق کو مغرب پر فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ اس کا علم اور نسب کائنات عالم میں ممتاز کر دیے جائیں گے اور دنیا کے اولیاء کرام میں آپ کو ممتاز کر دیا جائے گا۔

شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شیخ ابوالقاسم عمر بزازؒ فیضِ روحانیت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: عمر! تم بحرِ محیط کو چھوڑ کر ایک نہر کے کنارے آ گئے ہو حضرت سید عبدالقادرؒ زمانہ کے اولیاء اللہ کے آقا ہیں اور خدا کے محبوبین کے شاہسوار ہیں۔

شیخ ابو عبداللہ قرشیؒ کہا کرتے تھے کہ سیدنا عبدالقادرؒ اپنے زمانہ کے بہترین ولی اللہ ہیں اور وہ اکمل و اعلیٰ ولی اللہ ہیں۔ علماء ان کے پیچھے رہتے ہیں۔ عارفانِ الٰہی انھیں اپنے سے بہتر جانتے ہیں۔ مشائخ وقت اپنے آپ کو ان سے کہتر خیال کرتے ہیں۔

ابو سعید قیلویؒ سے قطبِ وقت کے اوصاف دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

قطب تمام امورِ وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام امور کا اختیار اسے دے دیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: پھر ایسا قطبِ وقت آپ کی نظروں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ سید عبد القادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔"

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہِ جلال کے اثرات

شیخ خلیفہ شہر ملکیؒ سے یہ روایت منسوب ہے کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو دُنیا کے تمام اولیاء، ابدال اور اقطاب کے احوال و اسرار سپرد کر دیے گئے تھے۔ آپ کی نگاہِ جلال جب کائناتِ ارضی کے کسی گوشے پر پڑتی تو ساکنانِ ارضی سطحِ ارض سے لے کر تحت الثریٰ تک لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔ انھیں یہ بھی اُمید ہوتی ہے کہ آپ کی نگاہِ لطف سے برکات میں اضافہ ہو گا مگر یہ ڈر بھی رہتا ہے کہ اُن کے جلال سے احوال سلب نہ کر لیے جائیں۔ شیخ ابو البرکات بن صخر امویؒ نے کہا ہے کہ حضرت سید عبد القادرؓ ہر ولی اللہ کے ظاہری و باطنی احوال پر نگاہ رکھتے ہیں۔ کوئی ولی اللہ اپنے ظاہری یا باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا۔ ایسے ولی اللہ جو بارگاہِ الٰہی میں ہمکلام ہونے کے مرتبہ عالی پر فائز ہیں۔ وُہ بھی حضرت غوثِ اعظمؓ کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکتے۔ اِن اولیائے وقت پر موت سے پہلے اور موت کے بعد بھی آپ ہی کا تصرف رہتا ہے۔

شیخ ابی محمد قاسمؒ بن عبید بصری نے بتایا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پُوچھا تو آپ نے بتایا کہ وہ اس وقت کے "فرد احباب" ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبۂ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث پاکؓ کو منظور نہ ہو۔ کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جا سکتی، جب تک وہ حضرت غوث اعظمؓ کی بزرگی کا اعتراف نہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک اپنا ولی نہیں بناتا

Marfat.com

جب تک اُس کے سینہ میں حضرت غوث پاکؓ کا ادب بدرجۂ اتم موجود نہ ہو۔

شیخ ابُومدین نے بتایا ہے کہ میں حضرت خضر علیہ السّلام کو تین سال تک ملتا رہا۔ ایک روز میں نے آپ سے مشرق و مغرب کے مشایخ کے متعلق گفتگو کی اور اس سلسلہ میں سیّدنا شیخ عبدالقادر کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا: وہ صدیقوں کے امام ہیں۔ عارفین کے لیے محبت ہیں اور معرفت میں رُوح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ میں ان کی شان بڑی نادر اور باکمال ہے۔ اولیاءِ کرام کے درمیان ایک بھی ایسی شخصیت نہیں جس کا مقام جناب غوث پاکؓ سے بلند ہو۔ میں بھی جناب غوث پاکؓ کے بلند مقام کی تصدیق کرتا ہُوں۔ میں نے خضر علیہ السلام سے اس سے زیادہ تعریف کسی ولی کے حق میں نہیں سُنی۔

خواب میں کشف کا مکمل علم

ابوسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی بن ہیتی حضرت غوث الاعظمؓ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے جناب غوث پاکؓ اس وقت سو رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ آپ کو بیدار کروں مگر شیخ علیؒ نے منع کر دیا اور کہنے لگے: واللہ، واللہ، واللہ! حضرت شیخ عبدالقادرؓ کا کوئی حواری موجود نہیں۔ جب حضرت بیدار ہُوئے اور باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے: ہم محمدی ہیں اور حواریین تو حضرت عیسیٰؑ کے ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے معارف و اسرار پر کچھ گفتگو کی۔ شیخ علیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک شیخ کی طرح عارفانہ گفتگو کسی سے نہیں سُنی۔

شیخ ابو محمد ابن علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے ایک خواب کا واقعہ بیان کیا کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے، انبیاء و اولیاء موقف کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تشریف لائے آپ کے پیچھے آپ کی اُمت تھی جو ایک سیلِ بیکراں کی طرح آ رہی تھی۔ اس میں جلیل القدر شیوخ اور اولیاء بھی تھے مگر حضرت سیّدنا عبدالقادرؓ کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ میں نے پُوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادرؓ ہیں۔

Marfat.com

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے چچا ابو النجیب سہروردیؒ کے ساتھ (۵۰۶ھ) جناب غوث پاکؒ کی زیارت کو آیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا۔ آپ کے سامنے دو زانو ہو کر نفس گم کردہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدرسہ نظامیہ میں گیا تو اپنے چچا سے پُوچھا کہ آپ اس قدر مودّب کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے فرمایا: میں ادب کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے انھیں اختیارات وجود ملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں، میں اس کا ادب کیوں نہ کروں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ادب کرنے کا حکم دیا ہے اگر وُہ چاہیں تو اولیاء اللہ کے احوال و مقامات کو برقرار رکھیں اگر چاہیں تو ایک طرف پھینک دیں۔

شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخؒ کا نہایت ادب کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء ہیں، وہ سیّد العارفین ہیں، میں ان کا کیسے ادب نہ کروں جبکہ اُن کے سامنے فرشتے بھی ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ شہاب الدینؒ کا فلسفۂ کلام

شیخ شہاب الدین سُہروردیؒ بیان کرتے ہیں کہ مَیں آغازِ جوانی میں بڑا تیز طبع تھا۔ مجھے علم کلام، یونانی فلسفہ اور دُوسرے علوم مناظرہ و مجادلہ پر بڑا عبور تھا۔ میرے چچا ابو النجیب سُہروردیؒ مجھے ایسے علوم سے اکثر روکتے رہتے تھے مگر مَیں باز نہیں آتا تھا۔ ایک دن میرے چچا میرے پاس آئے۔ اور مجھے سیّدنا عبد القادرؒ کی زیارت کے لیے ساتھ لے گئے اور مجھے کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یا ایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول الآیۃ یاد رکھو تم ایسے شخص کے پاس آئے ہو جس کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز کی خبریں دیتا ہے لہٰذا یاد رکھو اُن کے سامنے محتاط ہو کر بیٹھنا تاکہ آپ کی برکات حاصل کر سکو۔ ہم آپ کے سامنے بیٹھ گئے، میرے چچا نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یا سیّدی! یہ میرا بھتیجا ہے جو علم کلام اور فلسفہ میں مشغول ہے۔ مَیں نے اسے بارہا منع کیا ہے لیکن یہ ایسے علوم سے باز نہیں آتا۔ آپ نے میری طرف توجہ فرماتے ہُوئے کہا: عمر! تمھیں کون کون سی کتابیں یاد ہیں؟

Marfat.com

میں نے بتایا کہ فلاں فلاں کتاب۔ یہ سُنتے ہی آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ مجھے اللہ کی قسم ہے ابھی آپ کا ہاتھ سینہ سے جُدا نہیں ہُوا تھا کہ ان تمام کتابوں کے الفاظ یکسر مجھے بھُول گئے اور ان کتابوں کے تمام مسائل، مطالب میرے ذہن سے محو ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں علم لدنّی بھر دیا۔ میں فوراً اُٹھ کر کھڑا ہو گیا حالانکہ میں عارفانہ گفتگو کر رہا تھا آپ نے مجھے فرمایا کہ تم عراق میں مشہور زرین عالمِ دین ہو۔ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کہتے ہیں: شیخ عبدالقادر سلطان الطریق تھے اور اُن کا تصرف تمام موجودات پر حاوی ہے۔ شیخ ابی عمرو عثمان، مرزوقی قرشیؒ فرماتے ہیں، شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شیخ، امام اور سیّد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جو انعام واکرام انھیں عطا کیے ہیں کسی دُوسرے ولی نصیب نہیں ہُوئے۔ یہ تمام انعامات حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے اور آپ کی وساطت سے دُوسرے اولیاء اللہ کو تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک اور واقعہ حضرت شیخ قدوہؒ سے منسوب ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ سیّدنا شیخ عبدالقادرؓ امام اہل طریقت ہیں، اور شیخ الشیوخ ہیں۔ آپ کے نور سے اہلِ دل کے قلوب واذہان منوّر ہوتے ہیں۔ اہل حقایق کے معارف واسرار آپ کی بدولت کھلتے ہیں۔ چونکہ آپ کا نور نورِ نبوۃ سے روشن ہوتا ہے اور اسی سے قوت ملتی ہے اور ولایت کی تمام شاخیں نورِ نبوی سے ہی غذا پاتی ہیں اسی لیے اس نورِ ولایت پر اعتماد واعتقاد ضروری ہے۔

قدمِ من بر قدمِ مصطفیٰ است

شیخ خلیفہ اکبرؒ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ سیّدنا عبدالقادر ہمارے قطب ہیں میں ان کے معاملات کی خاص رعایت کرتا ہُوں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ شہاب الدین سُہرورد یؒ نے اس بات کی تائید کی ہے کہ ہر ولی کے قدم نبی کے قدم پر ہوتے ہیں اور میرا قدم میرے جدِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر ہے۔ حضور کا قدم اُٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپ کے نشانِ پا پر رکھا ہے۔ میرا ہر قدم

Marfat.com

اقدامِ نبوت پر ہوتا ہے۔ اس مقام کو نبی کے بغیر کوئی نہیں پا سکتا اور یہ بات جناب غوث اعظمؓ کے لیے خاص تھی۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگانِ دین نے حضرت غوثِ اعظمؓ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سید الاولیاء ہیں آپ کے لیے تقدم و تاخر کی روایات حضرت خضرؑ کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدمین و متاخرین مشایخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود عدول کی ثبت زیادت راجح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیائے وقت نے تائید و تکریم کی ہے۔ اس طرح کی تعظیم کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کے مناقب اور مآثر اتنے زیادہ ہیں کہ بہجۃ الاسرار اور دوسری ہزاروں کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں۔

زیرِ نظر "زبدۃ الآثار" تو بہجۃ الاسرار کا ہی خلاصہ ہے۔ یہاں ان کمالات میں سے چند چیزیں لی گئی ہیں وکفیٰ باللہ التوفیق۔

نسب و صفات جناب غوث الاعظمؓ

سید السادات، شیخ الاسلام، شیخ شیوخ العالم غوث الاعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح موسیٰ بن ابی عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض ملقب بالمجل بن حسن المثنیٰ بن حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

ابی عبداللہ صومعی زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ ولادت کے وقت آپ جیلان میں تھے۔ جیلان، جیل (بکسر جیم و سکون یا) یہ قصبہ طبرستان میں واقع ہے۔ کہتے ہیں گیلان، جیلان و گیل ایک قریہ ہیں جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہیں اور یہ قصبہ بغداد سے واسطہ کے متصل ایک دن کی راہ پر ہے۔ جغرافیہ دانوں نے اس کا نام جیل عجم، گیل عجم، گیل عراق اور جیل لکھا ہے۔ یہ قصبہ مدائن کے پاس ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جیلانی لقب آپ کے جدِ امجد سے منسوب ہے جو جیلان سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض گیلانیوں سے

Marfat.com

میں نے خود سنا ہے کہ اُن کے مخدوم زادے ابھی تک گیلان ہی میں ہیں اور وُہ مذہب اہلسنت وجماعت پر ہیں۔ ابوعبداللہ صومعی جیلان کے اجل مشایخ میں سے تھے۔ وہ وقت کے بہترین زاہدوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ صاحبِ احوال سنیہ اور کراماتِ جلیلہ تھے۔ عراق عجم کے جلیل القدر مشائخ نے آپ سے ایک دفعہ ملاقات کی تو آپ کو بڑا مجیب الدعوات پایا بڑھاپے کے باوجود آپ نوافل وریاضت میں مشغول رہتے، ہمیشہ ذکرِ الٰہی کرتے خشوع و خضوع سے عبادت کرتے۔ حفظ حال ومراعات پر پابند تھے۔ وُہ اکثر کسی امر کے واقعہ ہونے سے پہلے ہی خبر دے دیتے تھے۔

بعض مشایخ نے آپ سے بعض حکایات بیان کی ہیں کہ آپ کی والدہ کا اسم گرامی ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت ابی عبداللہ صومعی تھا۔ وُہ خیر واصلاح کی مالکہ تھیں۔ شیخ اصیل ابومحمد عبداللطیف بن شیخ قدوہ ابوالنجیب جو معروف مشایخ میں سے تھے، بیان کرتے ہیں:

ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ والدۂ شیخ سیدنا عبدالقادر بڑی راسخ العقیدہ اور نیک عورت تھیں۔ وُہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت شیخ پیدا ہُوئے تو رمضان میں دن کے وقت میرا دُودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ ایک بار رمضان کے بارے میں رویت ہلال کے بارے میں اختلاف پڑا تو لوگ میرے پاس آئے اور دریافت کیا تو میں نے انھیں بتایا کہ میرے بیٹے نے آج دُودھ نہیں پیا، جس سے وُہ سمجھ گئے کہ چاند ہوگیا۔ اس واقعہ سے میرے بیٹے کی فضیلت وشرافت کا شُہرہ ہوگیا۔ میرے بیٹے نے کبھی بھی رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔ آپ کے بھائی شیخ ابواحمد عبداللہ آپ سے چھوٹے تھے۔ آپ علم وزہد میں بڑے معروف ہُوئے۔ آپ کی پھوپھی اُم محمد عائشہ بڑی نیک اور صالحہ عورت تھیں۔ ان سے بڑی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ ایک دفعہ جیلان میں قحط کی شدت ہُوئی تو لوگوں نے طلبِ دُعائے باراں کی۔ لیکن نمازِ استسقاءٗ کے باوجود بھی بارانِ رحمت کا نزول نہ ہُوا۔ لوگ اس نیک بی بی کے پاس آتے اور طلبِ بارانِ رحمت کی درخواست کی۔ کہتے ہیں حضرت اُم محمد عائشہ نے اپنے صحن میں جھاڑو دیا اور کہا:

Marfat.com

بارِ الٰہا! میں نے جھاڑو دے دیا ہے اب پانی برسانا تیرا کام ہے۔" ابھی زیادہ دیر نہ ہُوئی تھی کہ زور دار بارش برسنے لگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے آسمان سے مشکوں کے مُنہ کھول دیئے ہیں۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو پانی میں شرابُور ہو کر پہنچے۔ اس نیک بی بی نے بڑی عمر پائی اور جیلان میں ہی مدفون ہُوئیں۔

یاد رہے کہ نسب نامہ میں لفظ "موسٰی" استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ناموں میں اضداد کے معنوں میں آتا ہے جیسے ابیض، اسود پر اطلاق کیا جاتا ہے اور اس وزن پر بہت سے دُوسرے لفظ بھی آتے ہیں یہاں بھی یہی مراد ہے "موسی ادم اللون" اور وُہ سفیدی جو سیاہی سے ملی ہُوئی ہو۔ حضرت مُوسٰی کی والدہ کی عمر ساٹھ سال تھی کہ انھیں حمل ہُوا۔ قریش کی عورتوں میں دیکھا گیا ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں بھی حمل ہو جاتا ہے۔ عبداللہ لقب سے مراد خالص ہے کیونکہ آپ کے والد حسن بن حسن بن علیؓ اور والدہ فاطمہ بنت حسین بن علیؓ تھیں۔ اس طرح آپ کا نسب خالص ہے اور اس نسب میں کوئی موالی نہیں ہے۔ اس طرح آپ کریم الطرفین سیّد تھے۔ الحسنی والحسینی۔

مُجل (بضم میم و فتح میم) حسن مثنٰی کا لقب ہے۔ سلام اللہ علیہم اجمعین۔ آپ علماءِ کرام کی طرح لباس پہنا کرتے تھے اور اُونٹ پر سوار ہوتے تو طیلسان کی چادر اوڑھ لیتے۔ آپ کے سامنے غاشیہ ڈال دیا جاتا تھا۔ جب آپ وعظ فرماتے تو بلند کُرسی پر بیٹھتے۔ آپ کے کلام میں تیزی اور محبت کی آمیزش ہوتی۔ جب آپ بات شروع کرتے تو دُوسرے لوگ خاموش ہو جاتے۔ جب آپ کسی چیز کا حکم فرماتے تو لوگ فوری بجالاتے۔ اگر کسی صاحبِ دل آدمی کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑتی تو اس کے دل میں خود بخود خضوع و خشوع پیدا ہو جاتا تھا۔ آپ جب نگاہ اُٹھاتے تو یُوں معلوم ہوتا گویا تمام لوگوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جب آپ نمازِ جمعہ کے لیے جامع مسجد کو تشریف لے جاتے تو راستے میں لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاتے اور اپنی مشکلات اور مسائل کے متعلق سوال کرتے۔ آپ ان کے لیے دُعا فرماتے جس سے مسائل حل ہو جاتے۔

Marfat.com

آپ کی آواز، نشست و برخاست ہر طرح موزوں و مناسب ہوتی۔ آپ خطبہ ارشاد فرمانے لگتے تو آپ کی بلند آوازی سے ہر ایک سامع آسانی سے بات سُن لیتا تھا۔ جب آپ کو چھینک آتی تو لوگ سُن کر یرحمك اللہ کہتے۔

ایک دفعہ خلیفہ المستنجد باللہ جامعہ مقصورہ میں تھا تو لوگوں نے یرحمك اللہ کہا تو خلیفہ نے اپنے غلاموں سے دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے؟ اُنھوں نے بتایا کہ لوگ جناب شیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھینک کے جواب میں دُعا کہہ رہے ہیں۔ خلیفہ یہ بات سُن کر مبہوت رہ گیا اور دل ہی میں کہنے لگا کہ اس مردِ حق آگاہ کی لوگوں کے دلوں میں کتنی عزت ہے۔

آپ بڑے صاحبِ عظمت و ہیبت تھے۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو مخاطب پر بعض دفعہ رعب سے لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ کبھی آپ یُونہی کسی پر نگاہ ڈالتے تو وہ لرزہ براندام ہو جاتا۔ جب آپ بیٹھتے تو آپ کے خادم آپ کے اِردگرد حلقہ باندھ لیتے گویا وُہ شیر ہیں جو اپنے بادشاہ کے اردگرد جمع ہیں۔ اس حلقے کی مثال ملنا محال ہے۔ آپ کے حکم کی اتباع فوری ہوتی اور ہر شخص اسے نہایت آسان جان کر بجا لاتا۔

آپ نحیف البدن اور میانہ قد و قامت کے مالک تھے۔ سینہ چوڑا، گھنی دراز ریش مبارک، سُرخ و سفید رنگ، پیوستہ ابرو، بلند آواز، بارُعب کلام اور گفتگو میں بے پناہ اثر تھا۔ آپ چالیس سال کی عمر میں فتویٰ نویسی اور تدریس پر حاوی ہو چکے تھے۔ آپ کی ولادت ۴۷۰ھ میں جیلان میں ہُوئی اور وفات ۵۶۱ھ میں ہُوئی۔ آپ بغداد شریف میں ۴۸۶ھ میں تشریف لائے جب کہ آپ کی عمر صرف سولہ سال تھی۔ آپ نے علومِ دینیہ حاصل کرنے میں بڑی محنت شاقہ سے کام لیا اور ائمہ کرام، شیوخِ وقت، علماءِ اُمت اور اعلامِ ہدیٰ سے استفادہ کرتے رہے۔ پھر آپ قرآنِ حکیم اور اتقان پر غور کرتے رہے۔ حدیث کے فروع و اصول کو مقتدر محدثین سے سنا اور احادیث مشہور ترین محدثین سے حاصل کیں غرضیکہ تمام علوم متداولہ و مروجہ میں مہارت حاصل کر لی۔ اس سے پیشتر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیائے ولایت میں معروف کیا، آپ

Marfat.com

دنیائے علم ظاہریت میں آفتابِ کمال بن کر چمک رہے تھے۔ آپ کو مخلوق خاص و عام میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور آپ کی زبان اور دل سے حکمت کے رموز ظاہر ہونے لگے۔ آپ سے کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ ولایت کے بعد خاص مقامات آپ پر کھلنے لگے۔ مجاہدہ و تجرّد میں انفرادیت آنے لگی۔ آپ کی دُنیا کے علایق سے قطع تعلقی اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستگی ظاہر ہونے لگی اور طلبِ حق میں صبر اور مصائب و مشکلات پر تسلیم کی خُو پیدا ہو گئی۔ آپ اپنے مدرسہ میں تدریس و فتویٰ نویسی کے کام میں منہمک رہتے اور وعظ و نصیحت کے دریا بہا دیتے اور زیارت بزرگانِ وقت اور نذر و نیاز کا قصد فرمانے لگے۔ آپ کے حلقہ میں وقت کے جید علماءِ کرام، فقہائے اعلام اور صالحینِ اُمت جمع ہونے لگے اور آپ کے کلام سے استفادہ کرنے لگے۔ طلبائے علم آفاق آپ کی مجلس میں آتے اور منتہی بن کر نکلتے اور مریدانِ عراق آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے۔ طلباءِ علومِ دینیہ جو مختلف مدارس سے تحصیلِ علوم کر کے آتے وُہ بھی آپ کے کثرتِ علوم سے فائدہ اُٹھاتے۔ آپ کے مدرسہ میں ایک درس تفسیرِ قرآن کا، ایک تشریحِ حدیث کا، ایک مذہبیات کا اور ایک اصول و نحو کا ہر روز ہوتا تھا۔ ظہر کے وقت قرأت قرآن پاک کا درس ہوتا تھا گویا آپ حقائق کے خزانوں کی کنجیاں تقسیم کرتے تھے۔ معارف و اسرار الٰہی کی راہیں آپ کے فیض سے کھلتی تھیں۔ آپ کے حلقہ سے علم و عمل کے منتہی استفادہ کرتے۔ وہ علم و حکمت میں قطبِ وقت سمجھے جانے لگے اور اصل و فروع کی شناخت کراتے تھے۔ آپ کے ہاں معقولات، منقولات اور دُوسرے علوم کے چشمے پھُوٹتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض سے قول و فعل اور تصنیف و تالیف میں بڑی مدد دی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ بڑے فوائد املا کیے گئے۔ آپ کی آواز آفاقِ عالم میں نشر ہونے لگی، گردنیں آپ کے سامنے جھک گئیں۔ تمام مخلوق نے آپ کے کمال کے اعتراف میں گردنیں جھکا دیں اور آپ کے طرح طرح کے اوصاف زبان زدِ عوام و خواص ہوئے۔ آپ کا لقب بزرگ طرفین و حدین مشہور ہو گیا اور

Marfat.com

آپ کو صاحب البراہین والسلطانین کہا جانے لگا اور آپ کو امام الفریقین و طریقین کہا جانے لگا آپ کا نام قطب الخافقین اور غوث الثقلین مشہور ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار اور بعید و حساب شاگرد آپ کے حلقۂ تلمذ میں آتے۔ ان میں معروف زمانہ علماء و اولیاء کی بھی خاصی تعداد تھی۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے ان علماء و اولیاء کرام کے اسمائے گرامی بھی لکھے ہیں جنہوں نے آپ سے تلمذ کیا اور لکھا ہے کہ یہ سارے علماء و فقہاء قادریہ سلسلۂ تصوف سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سارے آپ کی تعظیم و تکریم دلی طور پر کرتے تھے۔ آپ کے آداب و سلوک پر کاربند رہے۔ ان کے دلوں میں جناب غوث پاکؒ کی محبت بھری ہوئی تھی۔ اُن کی زبانیں آپ کے مناقب سے مالامال تھیں۔ اور وُہ اپنے سلسلہ کے تمام ارادت مندوں کو آپ کی اتباع کی وصیت کرتے رہے۔

شیخ امام ابی محمد ابراہیم بن محمود بطایحی (یہ وقت کے جلیل القدر فقیہ اور قاری تھے) نے بیان کیا ہے کہ جب میرے شیخ طریقت کا تذکرہ بارگاہِ رب العزت میں ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ اور پھر حضرت شیخ سید عبدالقادرؒ کا ذکر ضرور آتا اور کہا کرتے تھے کہ جب مشایخ سے بیعت ہوتی تو شیخ کے نام پر بھی بیعت لی جایا کرتی تھی۔

ابُوصالح نصر قاضی القضاۃ بیان کرتے ہیں۔ میں نے اپنے والد شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سُنا کہ جس سال میرے والد نے حج کیا تو میں بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ سیدنا شیخ عبدالقادرؒ نے شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق اور شیخ ابومدین شعیب کو میدانِ عرفات میں خرقۂ خلافت پہنایا اور چند لوگ اور بھی آپ نے بتائے اور یہ لوگ آپ کے سامنے مودب بیٹھے رہے۔

فرزندانِ غوث الاعظمؓ بہجۃ الاسرار میں آپ کی اولاد پاک اور اُن میں سے

Marfat.com

مشاہیرِ زمانہ بزرگوں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے مگر ہم یہاں نہایت اختصار کے ساتھ آپکی اولاد کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ان فرزندانِ ارجمند کا ذکر کریں گے جنہوں نے آپ کے فقہی مسلک کو اپنایا تھا اور آپ سے درسِ حدیث لیا اور اپنے وقت کے فاضل ترین اور یگانۂ وقت بن کر چمکے۔ ان صاحبزادگان کے متعلق بہت علوم اشاروں میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس طرح انھیں مراتب و احوال میں ایک دُوسرے کی فضیلت کا معیار نہ بنانا چاہیے۔ یہ تمام علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ اُن سے مختلف النوع کرامات و کمالات ظاہر ہوتی رہیں۔

شیخ الامام سیف الدین ابوعبداللہ عبدالوہاب جمال الاسلام قدوۃ العلماء فخر المتکلمین نے اپنے والدِ محترم سے فقہ میں سند حاصل کی اور حدیث بھی آپ سے ہی سُنی اور امت کے دُوسرے علماء محدثین سے بھی استفادہ کیا۔ وہ طلب علم کی خاطر بلادِ عجم میں مختلف مقامات پر رہے اور اپنے والدِ محترم کے بعد آپ کے مدرسہ میں درس دیا کرتے تھے۔ حدیث بیان فرماتے اور وعظ کرتے، فتوٰی بھی دیتے۔ بہت سے مشایخ اور علماء نے آپ سے سندِ خلافت حاصل کی۔ آپ شعبان ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ شوال ۵۷۵ھ میں بغداد میں واصلِ بحق ہوئے۔ آپ کے مزار پر عظیم مقبرہ بنایا گیا ہے۔ دوسرے صاحبزادے شیخ الامام الائمہ شرف الدین ابو محمد ابی عبدالرحمٰن عیسٰی شرف الاسلام جلال العلماء سراج العراق والمصر ذو اللسان علی الانسان المتکلمین تھے۔ آپ اپنے والد کے طریق فقہ پر عمل کرتے تھے۔ آپ سے اور آپ کے علماء کی جماعت سے حدیث سُنی۔ اس طرح آپ درسِ حدیث اور وعظ بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ فتوٰی بھی دیتے تھے۔ آپ نے چند کتابیں مسمّٰی بجواہر الاسرار، لطائف الانوار تصنیف کیں۔ یہ کتابیں علمِ تصوّف میں مشہور ہوئیں۔ آپ پر بہت سے حقایق کشف ہوتے تھے۔ آپ مصر تشریف لے گئے اور وہاں حدیث بیان کرتے رہے۔ مصر میں بہت سے علماء آپ کے درس سے فارغ ہو کر دنیائے علم میں

Marfat.com

پھیلے۔ آپ کی وفات مصر میں ہی ۷۰۳ھ میں ہوئی۔

واسع العلم عزیز الفضل کامل العقل متواضع جلیل القدر اور عالی رتبہ جناب شیخ الامام الجلیل شمس الدین ابو محمد ابوبکر جن کی کنیت ابی بکر عبدالعزیز تھی، آپ کے تیسرے فرزند تھے۔ آپ جمال العراق اور فخر العلماء کے خطابات سے مشہور ہوئے۔ اپنے والد مکرم سے تفقہ کیا، حدیث سنی اور والد کے انداز میں وعظ و درس جاری کیے۔ وقت کے جلیل القدر علماء آپ کے درس سے فارغ ہوئے۔ وہ وافر العقل، عزیز العلم، متواضع اور حسنِ اخلاق کے مالک تھے۔

آپ کے چوتھے صاحبزادے الشیخ الامام جمال الدین ابو عبدالرحمٰنؒ ہیں جن کی کنیت ابو الفرح عبدالجبار تھی۔ آپ سراج العلماء مفتی عراق مشہور ہوئے۔ آپ نے اپنے والد سے فقہ سیکھی، حدیث پڑھی اور درس جاری کیا۔ آپ بڑے نیک طینت اور وسیع القلب تھے۔ آپ کا سینہ اہلِ علم کی محبت کا گہوارہ تھا۔ علم و فضل میں یدِ بیضا رکھتے تھے۔

شیخ الامام الحافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق سراج العراق، جمال الائمہ، فخر الحفاظ شرف الاسلام قدوۃ الاولیاء بھی آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے فقہ اپنے والد محترم سے سیکھی اور اپنے حلقہ درس سے بڑے بڑے جید علماء کرام پیدا کیے۔ وُہ صاحبِ فکر انسان تھے۔ اچھی صحت تھی۔ زہد و تقویٰ کے مالک تھے اور بے پناہ علوم پر حاوی تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ تیس سال تک مراقبہ میں رہے اور ایک بار بھی آسمان پر نگاہ نہیں ڈالی۔ یہ بات حیا اور عظمتِ الٰہی کی بناء پر تھی۔ آپ ۶۳۶ھ میں بغداد میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کی ولادت ذیقعدہ ۵۲۸ھ میں ہوئی۔ الشیخ الجلیل ابو اسحٰق ابراہیم زین الفقہاء جمال المفسرین بھی آپ کے فرزند تھے۔ آپ نے اپنے والد سے فقہ لی اور بہت سے علمائے وقت آپ کے درس میں رہے۔ بڑے ثقہ، متواضع، کریم الاخلاق تھے۔ آپ واسط کی طرف چلے گئے اور وہیں ۵۹۲ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

الشیخ العالم الفاضل ابوالفضل محمد بھی آپ کے فرزند تھے۔ آپ بھی اپنے والد کے فقہ پر رہے اور ۲۵ ذیقعدہ ۶۰۰ھ میں بغداد میں فوت ہوئے اور مقبرہ جلیلہ میں دفن کر دیے گئے۔

الشیخ الاجل ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بقیۃ السلف تھے۔ آپ نے بھی اپنے والد سے درس لیا وہ بچپن میں ہی علومِ دینیہ میں یکتا ہو گئے۔ وہ حدیث کا سبق دیتے تھے۔ بغداد میں ۲۷ صفر ۵۲۹ھ میں وفات پائی۔ ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ صاحبزادے جناب غوث الاعظمؓ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔

الشیخ الفاضل ابوزکریا یحییٰ بڑے فقیہ اور جلیل القدر عالمِ دین تھے۔ آپ مصر میں تشریف لائے۔ آپ بڑے بااخلاق اور صاحبِ علم و فضل تھے۔ آپ بغداد میں شعبان کی پندرہ تاریخ ۶۰۰ھ میں واصل بحق ہوئے اور اپنے بھائی ابی عبداللہ عبدالوہاب کے مزار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۶ ربیع الاوّل ۵۵۵ھ ہے۔

الشیخ الامام ضیاءُ الدین ابونصر موسیٰ بھی آپ کے جلیل القدر صاحبزادگان میں سے تھے آپ سراج الفقہاء زین المحدثین کہلاتے تھے۔ اپنے والد سے فقہ حاصل کی۔ حدیث کا سبق بھی جناب غوث الاعظمؓ سے لیا۔ دمشق اور مصر میں درسِ حدیث دیتے رہے اور مخلوقِ خدا نے آپ سے بڑا استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ مصر میں قیام کرنے کے بعد دمشق میں قیام پذیر ہوئے آپ جمادی الاخریٰ ۶۱۲ھ میں فوت ہوئے اور سفح جبل قاسون میں دفن ہوئے تھے۔

صاحبِ بہجۃ الاسرار نے حضرت غوث الاعظمؓ کی اولاد پاک کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مولف نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ کی اولاد پاک سے لوگوں کو کس قدر علمی فیض حاصل ہوا اور کس قدر علماء کبار و فضلاءِ زمانہ نے ان سے تلمذ کیا۔ اس قسم کے کمالات علمیہ اور فیضانِ روحانیہ کسی بزرگ کی اولاد سے دیکھنے میں نہیں آئے۔

ع ہرچہ اسباب کمال است رُخِ خوب ترا
ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفیٰ

Marfat.com

آپ کے دس صاحبزادگان جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں، بڑے عظیم الشان اور رفیع المقام بزرگ ہوئے ہیں اُن کے تفصیلی کمالات کا تذکرہ بہجۃ الاسرار اور دوسری کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

آنحضرتؓ کی اولاد مقیم بہ ملتان، لاہور اور اوچ

شرفاء گیلان جو بعد میں ملتان، لاہور اور اوچ شریف آکر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت غوث پاک کی اولاد پاک میں سے ہیں اور یہ سارے گیلانی سید حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سچے خلفاء، صاحبِ عزو تمکین سید ہیں۔ صوری و معنوی کمالات کے خزینہ ہیں۔ ان میں سے حضرت کلیم اللہ شیخ موسیٰ بن شیخ حامد گیلانی بڑے معروف ہوئے ہیں۔ راقم الحروف (شیخ عبدالحق محدث) بھی اشارۂ غیبی اور حکمِ خداوندی سے اپنے والدِ مکرم کی اجازت لے کر ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہا ہے اور اس سلسلہ عالیہ کا حلقہ بگوش رہا ہے۔ ان کا مخلص محب اور مرید رہا ہے۔ آپ سلطانِ وقت کے جلیل القدر امراء میں سے بھی رہے ہیں۔ آپ کے کسی مرید نے آپ کو شہید کر دیا تھا اور ملتان میں مدفون ہوئے۔ فقیر (شیخ محدث) نے آپ کے متعلق یہ رُباعی کہی تھی ؎

اے دیدہ بیا جمال منظور بہ بیں
آں جبہہ و آں جمال و آں نور بہ بیں
در وادی ایمن محبت بگزر
ہم موسیٰ و ہم درخت ہم طور بہ بیں

جناب غوث الاعظمؓ کے ظاہری و باطنی علوم

بہجۃ الاسرار کے مصنف شیخ الاجل ابو محمد یوسف بن الامام الازجی عبدالرحیم بن علی الجوزی نے بیان کیا کہ مجھے حافظ ابوالعباس احمدؒ نے بتایا کہ میں اور تمہارا والد ایک دن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک قاری نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں اور حضرت نے ان کی تفسیر بیان کی اور اس کی خاص توجیہ بیان کی میں نے

Marfat.com

آپ کے والد سے دریافت کیا کہ کیا آپ اس توجیہہ کو جانتے ہیں۔ انھوں نے بتایا، ہاں! حضرت نے ایک اور توجیہہ بیان کی۔ میں نے پھر پوچھا تو اُنھوں نے بتایا کہ ہاں یہ بھی جانتا ہُوں اور اُنھوں نے اس توجیہہ کی تشریح بھی میرے سامنے بیان کر دی۔ پھر اسی طرح آپ نے گیارہ توجیہات بیان کیں۔ آپ کے والد ان سب کو بیان کرتے رہے۔ آخر آپ نے چالیس توجیہات بیان کیں۔ مَیں نے آپ کے والد سے سوال کیا تو اُنھوں نے بتایا کہ اب میں نہیں جانتا۔ اس طرح جناب غوث اعظمؓ ہر توجیہہ کی نسبت قائل سے ملاتے رہے۔ آپ کے والد حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے علمی تبحر پر بڑے حیرت زدہ ہُوئے۔ آخر میں سیدیؒ شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا: اب ہم قال سے حال کی طرف آتے ہیں۔ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ! یہ کہنا تھا کہ سارے اہلِ مجلس مضطرب ہو گئے اور چند لمحوں میں آپ کے والد نے اپنے کپڑے پارہ پارہ کر دیے۔ یہ معاملہ تو علم ظاہر کا ہے مگر علمِ لدنی کی کسے خبر ہے۔ وُہ تو انسانی ذہن کے احاطہ میں نہیں آسکتا۔ کوئی واصف اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا۔

ایک دفعہ شیخ بزازؒ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ آپ اس وقت دُودھ پی رہے تھے۔ تھوڑا سا آرام کیا اور چُپ رہے۔ پھر فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ نے علمِ لدنی کے ستّر دروازے میرے لیے کھول دیے ہیں اور ہر دروازہ زمین و آسمان کی پہنائیوں سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ پھر آپ نے معارف خواص پر گفتگو شروع کی جس سے اہلِ مجلس مدہوش ہو گئے۔ اس قسم کے کئی اور واقعات آپ کی مجلس وعظ کے ذکر میں بیان کیے جائیں گے۔

آپ کی خدمت میں دنیائے اسلام کے ہر شہر سے استفتاء آیا کرتے تھے جس پر آپ کی آخرین رائے طلب کی جاتی تھی۔ ہم نے ایک رات بھی ایسی نہیں گزاری جس رات آپ کے پاس ایسے دینی سوالات نہ آئے ہوں اور ان پر آپ نے غور نہ کیا ہو اور پھر ان پر اپنی رائے ثبت نہ کی ہو۔ آپ فقہی مسائل میں امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ صاحب بہجۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ آپ مجتہد فی المذہب تھے۔ آپ

Marfat.com

اجتہاد کرتے تھے۔ ان کا اجتہاد کبھی تو مسلک شافعیؒ پر ہوتا اور کبھی مسلک حنبلیؒ پر۔ یہ مشہور ہے کہ آپ مذہب حنبلی پر تھے اور بغداد میں اکثریت علماء حنابلہ کی ہی تھی۔ چونکہ امام احمد بن حنبلؒ بھی بغداد میں رہے اس لیے ان کی تعلیمات کا اثر زیادہ تھا۔ آپ کا مقبرہ بھی بغداد میں ہی ہے پہلے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بغداد میں رہے۔ پھر حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو بغداد میں چھوڑ کر خود مصر چلے گئے۔ جناب غوث الاعظمؓ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بعض فقہی مسائل میں اختلاف رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب میں بہت سے مقامات پر لکھا ہے قال الامام احمد، قال اما منا احمد۔ آپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بڑے مداح تھے۔

شیخ قدوہ ابوالحسن علی بن الهیتیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی اور شیخ بقا بن بطوؒ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حنبل بہ نفس نفیس قبر مبارک سے باہر تشریف لائے اور سیدنا عبدالقادر کو اپنے سینے سے لگایا اور ایک اعلیٰ خلعت پہنائی اور کہا: عبدالقادر! لوعلم شریعت، علم طریقت، علم حال و علم فعل الرجال اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کر دیے ہیں۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ عراق کے علماء کی طرف سے ایک فتویٰ آیا جس پر علماء عراق و عجم جواب دینے سے قاصر تھے۔ صورت مسئلہ یہ تھی:

"کیا فرماتے ہیں علمائے سادات اس انسان کے بارے میں جس نے اس شرط پر اپنی بیوی پر تین طلاق کی قسم کھالی کہ اگر وہ ایسی عبادت خداوندی کرے جس میں ساری کائنات ارضی میں اس کا اس وقت کوئی شریک نہ ہو سکے۔ ایسے حالات میں اسے کون سی عبادت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ نہ کر سکے تو کیا اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔"

آپ نے فوری طور پر جواب لکھا کہ وہ شخص فوری طور پر مکہ مکرمہ میں آئے۔ مطاف کو خالی کرا لیا جائے اور وہ تنہا طواف کرے۔ اس طرح اس پر قسم واقع نہیں ہوگی۔

Marfat.com

جناب شریف ابی عبداللہ محمد بن شیخ عباس بن خضر حسینی موصلیؒ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے خواب میں سیدنا شیخ عبدالقادرؓ کے مدرسہ بغداد کو دیکھا۔ وہ اتنا وسیع تھا کہ بحر و بر کے سارے مشایخ اس میں جمع ہیں۔ شیخ محی الدین جیلانیؓ ایک بلند تخت پر جلوہ فرما ہیں۔ ہر ولی اللہ کے سر پر عمامہ ہے اور ہر عمامہ پر ایک ایک طرہ۔ بعض اولیاءاللہ کے دو دو طرے تھے لیکن حضرت شیخ سید عبدالقادرؓ کے عمامے پر تین طرے تھے۔ میں اس خواب کی تعبیر میں حیران تھا، جب علی الصبح بیدار ہوا تو میرے سرہانے حضرت خضرؑ کھڑے تھے اور فرما رہے تھے ایک طرہ علم شریعت کا ہے، ایک علم طریقت کا اور ایک علم حقیقت کا۔

وجہ تسمیہ محی الدین

مشایخ قادریہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے آپ سے "محی الدین" لقب کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: "میں ایک دفعہ ایک لمبے سفر سے بغداد کی طرف لوٹ رہا تھا، میرے پاؤں ننگے تھے۔ مجھے ایک بیمار آدمی ملا، جس کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور بڑا ہی نحیف الجسم نظر آتا تھا۔ مجھے اس نے سلام کیا میں نے "وعلیکم السلام" کہا تو مجھے کہنے لگا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ میں نزدیک ہوا تو مجھے کہنے لگا: مجھے اٹھاؤ۔ میں نے اُسے اٹھا کر بٹھایا تو اس کا جسم اچھا توانا نظر آنے لگا اور اس کے چہرے پر رونق نظر آنے لگی۔ مجھے اُس نے پُوچھا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو کہنے لگا: میں تمہارا دین ہوں جو اس قدر نحیف و نزار ہو گیا تھا چنانچہ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آپ کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے از سرِ نو زندگی بخشی ہے۔ آج سے تمہارا نام "محی الدین" ہوگا۔

جب میں جامع مسجد کی طرف واپس آیا تو مجھے ایک شخص ملا اور مجھے کہنے لگا: یا سید محی الدین۔ میں نے نماز ادا کی تو لوگ میرے سامنے ادباً کھڑے ہو گئے اور ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے اور زبان سے "یا سید محی الدین" پکارنے جاتے تھے حالانکہ اس سے پہلے کوئی بھی مجھے اس لقب سے نہیں پکارتا تھا۔

Marfat.com

طریقۂ روحانیت حصول قربت، وصول سلوک، ریاضت، مجاہدہ، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تخلیہ رُوح، حصول فنا و بقا غرضیکہ احوال و مقامات سے جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے اسے طریقہ کہا جاتا ہے۔

ہمارے شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے ہمیں بتایا ہے کہ لوگوں نے شیخ علی بن ہیتی سے حضرت محی الدین سید عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقۂ رُوحانیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ آپ کا ہر قدم خدا کی طرف اُٹھتا تھا۔ آپ کا طریق توحید تجرید اور توحید تفرید میں تھا اور بارگاہِ الٰہی میں عبودیت کے موقف پر قایم تھے۔ یہ مقامِ عبدیت کسی چیز کیلئے یا کسی چیز کی نسبت سے نہیں تھا بلکہ بہ کمال ربوبیت کی وجہ سے تھا۔ وُہ ایسی شخصیت تھے جو تفرقہ کی مصاحبت سے بہت بلند ہو کر احکامِ شریعت کی پیروی کے ساتھ جمعیتِ قلب پر قائم تھے۔

شیخ عدی بن مسافرؒ سے حضرت غوثِ اعظمؒ کے طریقہ تصوّف کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے بتایا کہ دل و جان سے ظاہری و باطنی اتحاد سے ریاضتِ خداوندی سے لاغر ہو جانا اور نفس کی تمام صفات کو فنا کر کے تمام اقدارِ نفسانی کا پوست کشیدہ ہو جانا، اور تمام نفع و نقصان اور دُوری و نزدیکی محض اللہ کی ذات کے لیے اختیار کر لینا۔ شیخ بقا بن بطوؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبد القادر کے قول و فعل میں مکمل اتحاد تھا اور نفس اور قلب ایک سمت قدم اٹھاتے۔ اخلاص اور تسلیم باہمی کام کرتے۔ یہ ساری قوتیں کتاب و سنّت کے تابع تھیں۔ ہر خطرہ میں، ہر لحظہ اور ہر نفس میں اللہ تعالیٰ کی اتباع کو لازم قرار دیا کرتے تھے۔

شیخ ابو الفرح عبد الرحیمؒ نے بتایا کہ میں بغداد میں آیا تو سیدنا شیخ عبد القادرؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ میں نے آپ کو صاحبِ حال اور فارغ القلب پایا۔ آپ کا ذہن ماسوی اللہ سے خالی تھا۔ ایک چیز میرے ذہن سے اُتر گئی تو میں اُمّ عبید کے پاس آیا۔ شیخ رفاعی چونکہ میرے خالو تھے اُن کے سامنے میں نے شیخ عبد القادر کی مجلس کے اولین تاثرات پیش کیے۔

Marfat.com

آپ نے مجھے کہا: بیٹا! اس وقت رُوئے زمین پر دُوسرا کون ہے جو شیخ عبدالقادرؒ کا مقابلہ کرے۔ جس مقام پر شیخ پہنچے ہیں اور جس روحانی قوت کے وُہ مالک ہیں، کسی دُوسرے کو کب نصیب ہُوئی ہے۔

شیخ عارف ابی الحسن علی قرشی (رحمۃ اللہ علیہ) سے لوگوں نے حضرت شیخ کے متعلق پُوچھا تو آپ نے بتایا کہ آپ کی رُوحانی قوت تمام اولیاء اللہ پر فائق ہے اور آپ کا طریقہ مکمل توحید تھا اور آپ کی تحقیقات ظاہری اور باطنی شریعت کے مطابق ہوتی تھیں۔ آپ کا دل فارغ، تفکراتِ دنیا سے دُور اور مشاہدۂ خداوندی میں غرق تھا۔ روحانیت کا مُلکِ اعظم آپ کی رضا کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔

جناب غوث الاعظمؒ کا غائب ہونا

شیخ عارف ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح الہرویؒ نے بتایا ہے کہ مَیں نے سیّدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی پُورے چالیس برس خدمت کی۔ مَیں نے دیکھا کہ آپ اس طویل عرصہ کے دوران عشاء کی نماز کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس دوران بعض اوقات خلیفہ بغداد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور چاہا کہ آپ سے ملاقات ہو مگر جناب غوث الاعظمؒ کو اپنے طریق عبادات سے فرصت نہ ملی۔ مَیں چند راتیں آپ کے پاس ٹھہرا تو مَیں نے دیکھا کہ آپ رات کے پہلے حصّے میں نماز مختصر پڑھتے۔ پھر ذکر فرماتے؛ جب رات کا تیسرا حصّہ گزر جاتا تو فرماتے: المحیط العالم الرب الشہید الحسیب الضال والخلاق الخالق الباری المصور۔ پھر آپ کا جسم نڈھال ہو جاتا اور بعض اوقات آپ کا جسم بہت چھوٹا ہو جاتا اور بعض اوقات بہت بڑا دکھائی دیتا۔ کبھی آپ کا جسم ہوا میں اڑتا اور غائب ہو جاتے پھر آپ نماز پڑھتے دکھائی دیتے۔ جس حصّے میں غائب ہوتے وُہ اکثر رات کے تیسرے حصّے کا دُوسرا پہر ہوتا تھا۔

آپ کی عادت تھی کہ سجدہ دراز فرماتے اور اپنے منہ کو زمین سے لگا لیتے۔ پھر آپ

Marfat.com

بیٹھ کر مراقبہ فرماتے۔ آپ کے جسم پاک کو نور کی شعاعیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھیں۔ حتیٰ کہ آپ غائب ہو جاتے اور ان نورانی شعاعوں سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ بعض اوقات مجھے سلام سلام کہنے کی آواز آتی اور آپ وعلیکم السلام کہتے۔ اس طرح آپ نمازِ صبح کے لیے باہر تشریف لے آتے۔

رجال الغیب اور جنوں کی حاضری

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں پچیس سال عراق کے جنگلوں میں ریاضت کرتا رہا۔ میں لوگوں کو پہچانتا تھا مگر لوگ مجھے نہیں پہچانتے تھے۔ میرے پاس رجال الغیب اور جنوں کی جماعتیں آتیں اور میں انھیں خداشناسی کا راستہ دکھایا کرتا تھا۔ چالیس سال تک میں نے عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی تھی۔ پندرہ سال تک نمازِ عشاء میں ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن پاک ختم کرتا رہا۔ میرا ہاتھ دیوار میں گڑے ہوئے کیل کی طرح رہتا تاکہ مجھے نیند نہ آئے حتیٰ کہ سحری تک سارا قرآن پاک ختم کر لیتا۔ کبھی کبھی تین دن سے لے کر چالیس دن تک میں سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا کرتا تھا۔ کبھی میرے خوابوں میں ایسی صورتیں آتیں جنھیں میں زور سے آواز دیتا تو وہ صورتیں غائب ہو جاتیں۔ بعض اوقات دنیا اپنی تمام آرائشوں کے ساتھ میرے سامنے آتی میں اسے اتنا ڈانٹ دیتا کہ وہ میری نظروں سے دور ہو جاتی۔ میں پورے گیارہ سال "برج عجمی" پر قیام پذیر رہا۔ میری اقامت کی وجہ سے ہی اس برج کا نام "برج عجمی" پڑ گیا تھا۔ بسا اوقات یوں ہوتا کہ میں اپنے اللہ سے عہد کر لیتا کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے کھلایا یا پلایا نہیں جائے گا۔ چنانچہ میں اسی حالت میں چالیس روز تک رہا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا۔ میرے سامنے اس نے کھانا لگا دیا اور خود چلا گیا۔ شدت گرسنگی کے عالم میں یہ کوئی بڑی بات نہ تھی کہ میں کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتا مگر مجھے اپنی قسم یاد آ گئی اور میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ بھوک کی بے تابی سے میرے پیٹ سے ایک آواز آئی جو الجوع الجوع (بھوک بھوک) پکار رہی تھی۔ میں نے اس

Marfat.com

آواز کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ پھر میرے پاس شیخ ابوسعید مخزومی قدس سرہ العزیز تشریف لائے اور میری اس آواز کو سنتے ہی فرمانے لگے: عبدالقادرؒ! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے عرض کیا: یاحضرت! یہ میرے نفس کے قلق و اضطراب کی شورش ہے لیکن میری رُوح میرے اللہ کے پاس پُرسکون ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: آؤ باب ازج کی طرف چلیں۔ آپ نے وہاں پہنچ کر مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دیا اور خود چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت خضرؑ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اُٹھو! اور ابوسعید المخزومی کی طرف چلیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے سامنے کھانا رکھا تھا۔ میں نے پوچھا: یاحضرت! مجھے کھانا کون دے رہا ہے؟ آپ نے بتایا: یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ آپ مجھے کھلاتے گئے حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا۔ چنانچہ میں نے اسے پہن لیا اور اپنا کام جاری رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے پاس ایک اور شخص آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے پوچھا: کیا تم میری مجلس کی خواہش کرتے ہو۔ میں نے خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا: بشرطیکہ میری مخالفت نہ کرو۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔ اس نے کہا: میرے آنے تک یہاں ہی بیٹھے رہنا۔ میں پُورا ایک سال اُسی جگہ رہا۔ اور ایک سال بعد آیا اور مجھے اسی جگہ بیٹھے پایا۔ میرے پاس چند لمحے بیٹھ کر اٹھا اور مجھے کہا اب تم اس جگہ سے جا سکتے ہو اور اس وقت تک نہ آنا جب تک میں واپس نہ آجاؤں۔ پھر وُہ غائب ہو گیا اور ایک سال گزرنے کے بعد آیا۔ اس طرح اس نے تین بار کیا۔ جب آخری بار آیا تو اس کے پاس ایک نان اور دُودھ تھا اور کہنے لگا: میں خضرؑ ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہ کھانا تمھیں کھلاؤں۔ ہم نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ اُٹھو۔ ہم بغداد آئے، میرے شیخ نے دریافت کیا کہ ان تین سالوں میں تم کھانا کہاں سے کھاتے رہے ہو؟ میں نے بتایا جو چیزیں ظاہراً زمین پر پھینک دی جاتی تھیں اور میرا نفس اُنھیں دیکھ پاتا اور آہ وزاری سے اُن چیزوں کے کھانے کی التجا کرتا اور کبھی

Marfat.com

غصے سے لڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے نفس کی خواہشات پر فتح دی۔

شیاطین کا حملہ اور شکست

میرے پاس بسا اوقات شیاطین مختلف شکلوں میں آتے اور قسم قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر حملہ آور ہوتے اور میری طرف آگ کے انگارے پھینکتے۔ لیکن میرے دل میں اتنی استقامت تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں اپنے باطن میں کسی پکارنے والے کی آواز سنتا تھا: "اے عبدالقادر! ثابت قدم رہو، ہم نے تمہیں ثابت قدم کر دیا ہے جس طرح کہ حق ہوتا ہے"۔ یہ شیطان میرے اردگرد دائیں بائیں بھاگتے نظر آتے اور اس طرف بھاگ جاتے جدھر سے آتے تھے۔ کبھی کبھی تو ان شیطانوں میں سے ایک ہی آتا اور کہا کرتا تھا، اٹھو اور وہاں چلو ورنہ ہم یوں کر دینگے اور یوں کر دیں گے۔ اس طرح مجھے دھمکیاں دے دے کر ڈرایا جاتا تھا اور بے پناہ دہشت پھیلائی جاتی۔ میں اُس کے منہ پر طمانچہ مارا کرتا اور وُہ بھاگ جاتا اور میں لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ جلنے لگتا۔

شیطان کے مکروفریب

ایک بار مجھے شیطان دُور بیٹھا نظر آیا، وُہ رو رہا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا اور کہہ رہا تھا: "عبدالقادر! تم نے مجھے مایوس کر دیا ہے"۔ میں نے کہا: او لعنتی! بھاگ جاؤ، مجھے ہمیشہ تم سے خطرہ رہا ہے۔ وُہ کہنے لگا: یہ بات میرے لیے بڑی سخت ہے حالانکہ میرے پاس کئی قسم کے جال ہیں جس میں شرک اور دُوسرے وساوس کے جال بھی ہیں۔ میں نے اسے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وُہ کہنے لگا: یہ دنیاوی خواہشات کا جال ہے جو آپ جیسے لوگوں کو قید کرنے کے کام آتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں، میں نے شیطان کے ایسے فریب سے ایک سال تک سخت نگرانی کی حتّٰی کہ ان خواہشات کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر دنیاوی اشیاء کی خواہش کو میرے اردگرد لایا گیا، میں نے دریافت کیا کہ یہ چیزیں کیا ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ دنیاوی اسباب ہیں جو آپ کے اردگرد جمع کر دیے گئے ہیں۔ میں نے ان اسباب پر پورا سال نگاہ رکھی حتّٰی کہ یہ اسباب بھی ختم ہو گئے اور میں

Marfat.com

ان سے جدا ہوگیا۔ اس کے بعد میرے دل میں بہت سے علائق جمع ہونے لگے۔ میں نے دریافت کیا، یہ کیا چیز ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی آرزوئیں اور اختیارات ہیں۔ مجھے اس کام پر بھی ایک سال تک توجہ کرنا پڑی حتیٰ کہ یہ آرزوئیں اور اختیارات بھی میرے دل سے دُور ہوگئے اور میرا دل ان تمام چیزوں سے آزاد ہوگیا۔ اس کے بعد میرے نفس کو میرے سامنے کیا گیا میں نے دیکھا کہ نفس کے سارے درد اور اس کی خواہشات زندہ ہوگئی ہیں۔ میں نے ان خواہشات پر پورا سال توجہ دی تو نفس کے سارے درد ختم ہوگئے اور خواہشات کا خاتمہ ہوگیا اور میرے اللہ کا امر ہر چیز پر حاوی ہوگیا۔ میں تنہا رہ گیا اور باقی تمام چیزیں پیچھے رہ گئیں۔ اس کے باوجود بھی اپنے مطلوب تک نہ پہنچ سکا حتیٰ کہ مجھے توکل کے دروازے میں گزر کر اپنے مطلوب تک آنا پڑا۔ مجھے اس راہ میں بڑی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر میں شکر کے دروازے سے ہوکر تسلیم کے دروازہ کی طرف بڑھا اور بابِ فنا سے ہوتا ہوا بابِ قرب کے پاس پہنچ گیا اور وہاں سے مشاہدہ کے دروازہ تک پہنچ گیا۔ ہر دروازہ پر مجھے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ میں ان سارے مقامات سے گزر کر فقر کے مقام پر پہنچا وہ خالی پڑا تھا، میں آگے بڑھا تو مجھے وُہ تمام چیزیں نظر آئیں جنھیں میں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ میرے سامنے گنجِ اکبر کھول دیا گیا مجھے وہاں بڑی عظمت ملی اور "حریتِ خالص" حاصل ہوگئی تمام اسبابِ دنیوی کو محو کر دیا گیا اور تمام صفات منسوخ کر دی گئیں اور الحمدُللہ صرف ذاتی وجود ہی باقی رہ گیا۔

"نورِ شیطانی کی تاریکی" شیخ جلیل ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ بن شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اُن کے والدِ محترم بتاتے تھے کہ میں ایک دفعہ سفر پر روانہ ہُوا، جہاں مجھے کچھ دیر ہوگئی، پانی نہ ملا اور اس طرح مجھے سخت پیاس لگی، میرے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا چھا گیا اور کوئی چیز ان بادلوں سے نیچے اُترتی دکھائی دی۔ پھر میں نے دیکھا کہ کوئی روشنی نمودار ہو رہی ہے جس سے تمام

Marfat.com

افق روشن ہو گیا اور ایک شکل میرے سامنے ظاہر ہوئی جس نے بلند آواز سے کہا: عبد القادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تمہارے لیے تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ اب تم جو چیز چاہو، کھا سکتے ہو۔ میں نے اسی وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہا اور للکارا: او لعنتی! دُور ہو جاؤ۔ وہ "نور" تاریکی میں تبدیل ہوتا گیا اور وہ صورت دُھواں بن گئی اور کہنے لگی، عبد القادر! تیرے علم نے تجھے آج بچا لیا اور مناظرہ کے فن نے مجھے شکست دے دی ہے حالانکہ میں نے اب تک ستر اولیاءِ طریقت کو اسی طرح گمراہ کر دیا ہے۔

میں نے کہا: "مجھے میرے علم اور مناظرہ نے نہیں بلکہ میرے اللہ کے فضل نے بچا لیا ہے۔"

مجھے پوچھا گیا کہ تم نے یہ کیسے معلوم کر لیا تھا کہ یہ شیطان ہے تو میں نے کہا: جب اُس نے مجھے یہ کہا حللت لک المحرمات تمہارے لیے تمام حرام حلال کر دیے گئے ہیں۔

بغداد سے شوستر کا سفر شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزاز رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبد القادرؓ سے یہ کہتے سُنا تھا، ابتدائے کار میں میرے سامنے جو احوال آتے تھے میں انھیں حل کرنے میں بڑی جلدی کرتا تھا اور ان کے نتائج سے مجھے علم نہیں ہوتا تھا لیکن جس وقت یہ حجاب ختم ہو گئے۔ یہ احوال آسان ہو گئے۔ ایک دفعہ مجھے ایک بہت دُور دراز مقام پر پہنچنا تھا میں بغداد کے ایک ویرانے میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک لمحے میں بلاد شوستر میں پہنچ گیا ہوں حالاں کہ بغداد سے شوستر کا فاصلہ بارہ روز کی مسافت ہے۔ مجھے اپنے کام میں بڑی فکر ہوئی مجھے سامنے ایک عورت دکھائی دی جو کہہ رہی تھی: تمھیں کس بات پر تعجب آ رہا ہے؟ حالاں کہ تم شیخ عبد القادرؒ ہو۔

حضرت شیخ کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی شیخ ابی عبد اللہ محمد بن الخضر بن عبد اللہ الحسینی الموصلیؒ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

Marfat.com

تیرہ سال تک خدمت کرتا رہا۔ مجھے ایک دن بھی نظر نہیں آیا کہ آپ کے ناک یا گلے سے پانی بہہ نکلا ہو، اور میں نے اس تیرہ سالہ عرصہ میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی آپ کو کسی دنیادار کے استقبال میں اُٹھتے دیکھا۔ میں نے بادشاہوں کو وہاں آتے دیکھا وہ آپ کے ساتھ نیچے چٹائی پر بیٹھتے اور آپ کو کبھی کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہیں دیکھا ہاں، ایک بار آپ نے خلیفۂ بغداد کو لکھا کہ عبدالقادرؒ تمھیں یہ حکم دیتا ہے اور تیرے لیے یہ حکم بجالانا ضروری ہے۔ جب خلیفۂ وقت کو یہ تحریر ملی تو اس پر فوری عمل کرتا گیا۔

کہتے ہیں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں شاہی نقیب حاضر ہُوا۔ اس سے پہلے وُہ کبھی آپ کے پاس نہیں آیا تھا آپ نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: کاش! تم پیدا نہ ہوتے، اور اگر پیدا ہو گئے ہو تو تمھیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تمھارے پیدا ہونے کا مقصد کیا ہے۔ اے خوابِ غفلت میں سونے والے! بیدار ہو۔ اپنی آنکھیں کھول اور غور کرکے دیکھ تمھارے سامنے کیا ہے، تمھیں معلوم نہیں کہ عذاب کے لشکر تمھارے سامنے آپہنچے ہیں۔ تم پیادہ پا ہو، زوال پذیر ہو، تم سفر کو انتقال کرنے والے ہو، کئی سال گزر گئے ہیں، کیا تمھارے کانوں تک میری ایک بات بھی پہنچی ہے؛ تجھے معلوم ہے کہ اس دنیا نے تجھ جیسے جاہ و کثرت کے کتنے متوالوں کو زہر پلا دیا ہے۔ خدا تک پہنچنے کے لیے صرف دو ہی قدم ہیں، ایک قدم نفس اور دُوسرا قدم خلق۔ اگر ان دو قدموں پر قابُو پا لیا تو اے مرید! خداوند تعالیٰ تک آسانی سے پہنچ جائے گا۔ ایک قدم دُنیا ہے اور دوسرا قدم آخرت تک رسائی کا ہے۔

ایک بار آپ منبر سے نیچے اُترے تو آپ کے ایک شاگرد نے عرض کی کہ آپ نے اپنے کلام میں بڑے مبالغے سے کام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ میرا کلام ایک نور ہے جو دلوں کی ظلمتوں کو دُور کر دیتا ہے۔

راوی نے بیان کیا ہے پھر وُہ شاہی نقیب آپ کی مجلس میں اکثر آیا کرتا تھا، اور

Marfat.com

نہایت عجز و انکسار کے ساتھ بیٹھا رہتا، حتّٰی کہ اسے موت نے آلیا۔

حضرت غوث پاکؓ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کا امر کس چیز سے ثابت ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: حق گوئی سے۔ میں نے زندگی بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ قصہ بڑا مشہور ہے جب آپ نے اپنی والدہ سے سفرِ بغداد کے لیے اجازت لی۔ اجازت دیتے وقت والدہ نے آپ کو چالیس دینار دیے اور آپ نے اپنی گدڑی میں سی لیے۔ راستے میں آپ کو رہزنوں نے آلیا مگر آپ نے سچ بول کر انہیں توبہ پر آمادہ کر لیا تھا۔ رہزنوں کی توبہ آپ کی زندگی کا مشہور واقعہ ہے۔

حضرت غوث اعظمؓ کا اگر کوئی لڑکا یا لڑکی فوت ہو جاتی تو آپ فریضۂ تبلیغ دین کو ترک نہ فرماتے تھے حتّٰی کہ لوگ جنازہ لے آتے تو آپ منبر سے اُتر کر نمازِ جنازہ ادا کرتے تھے۔

جناب غوث الاعظمؓ جاڑے کی سرد راتوں میں بھی ایک ہی کُرتہ میں گزارا کرتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا کہ سردیوں میں بھی بدن سے پسینہ نکلتا تھا اور شاگرد پنکھا ہلاتے۔

مجلسِ وعظ میں سانپ

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ملک کے نامور فقہاء اور ممتاز علماء موجود تھے۔ آپ مسئلہ قضاء و قدر پر گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک چھت سے ایک بہت بڑا سانپ مجلس میں آگرا۔ حاضرین ڈر کر بھاگ نکلے۔ مگر آپ بیٹھے رہے۔ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا اور جسم کے گرد حلقہ مار کر گریبان کے راستہ سے باہر نکل آیا اور آپ کی گردن میں لپٹ گیا۔ اس کے باوجود آپ نے سلسلۂ کلام جاری رکھا اور نہ ہی اپنی جگہ سے ہٹے۔ وہ سانپ آپ کو چھوڑ کر زمین پر آبیٹھا اور دُم کے بل کھڑا ہو کر یوں ہمکلام ہُوا جیسے ہم نے کبھی نہیں سُنا تھا اور پھر باہر چلا گیا۔ لوگ لوٹ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ سانپ نے مجھے کہا ہے کہ مَیں نے اس طرح بہت سے اولیاء کو آزمایا ہے مگر آپ کی طرح کوئی بھی ثابت قدم نہیں رہا۔ میں نے سانپ کو بتایا کہ تم مجھ پر اس وقت گرے جب میں قضاء و قدر پر گفتگو کر رہا تھا تو ایک حقیر کیڑے سے زیادہ حیثیت نہیں

Marfat.com

رکھتا جسے قضاء و قدر حرکت دیتے ہیں۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میرا فعل میرے قول کے برعکس نہیں ہونا چاہیے۔

غوث الاعظم رضی کا وعظ

جناب غوث پاک فرماتے ہیں کہ ابتدائے کار پر مجھے سوتے اور جاگتے ہیں امر و نہی کا غلبہ تھا۔ بعض اوقات کلام کا اتنا غلبہ ہوتا تھا کہ خاموش رہنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ صرف دو تین آدمی میری باتیں سنتے رہے۔ پھر لوگوں کی تعداد بڑھنے لگی حتیٰ کہ مخلوقِ خدا کا ہجوم ہونے لگا۔ ایک وقت آیا کہ میں باب خلیفہ کے مصلے پر بیٹھتا تو لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہوتی تھی۔ چنانچہ شہر کے باہر ایک وسیع میدان میں منبر رکھا گیا اور لوگ گھوڑوں، خچروں اور اونٹوں پر سوار ہو کر میرا وعظ سننے دور دور سے آتے اور مجلس میں پوری محویت سے وعظ سنتے رہتے۔ کئی بار ستر ستر ہزار آدمی مجلسِ وعظ میں ہوتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آبِ دہن

شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالرزاق اور عمر بن کیمانی رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منبر پر کھڑے یہ سنا تھا کہ مجھے ایک بار رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: بیٹا! تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! میں عجمی ہوں، بغداد کے فصحاءِ عرب کے سامنے کس طرح کلام کر سکتا ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنا منہ کھولو۔ جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں آبِ دہن ڈالا اور حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا رہا ہوں۔ میں نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد سلسلۂ وعظ شروع کیا، بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ لیکن میرا بدن کانپنے لگا۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ میرے سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں: اپنا منہ کھول دو۔ جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اس میں آبِ دہن ڈالا۔

Marfat.com

میں نے عرض کی: یا حضرت! سات بارکیوں نہیں؟ آپ نے بتایا: "آدابِ رسولِ خدا کی پاسداری ہے"۔ یہ کہہ کر آپ غائب ہو گئے۔

پھر کہا کہ فکر غوطہ خور دل کے بحرِ زخار میں معانی کے موتیوں کی تلاش میں ہے۔ ان موتیوں کو سینہ کے کنارے پر نکال کر قصہ گو زبان کے حوالے کر دیتا ہے۔ ایسے موتی دلوں کی گہرائیوں میں رکھے جاتے ہیں۔ وہ نیک طاعت کے نفائس سے خریدے جاتے ہیں۔

مشایخ کہتے ہیں یہ اوّلین کلام تھا جو جناب غوث پاکؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔

امام ابوبکر عبدالعزیز جو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بیٹے تھے نے بیان کیا ہے کہ مجھے شیخ قدوہ ابوالحسن علی بن ہیتیؒ نے بتایا تھا کہ جب میرے والدِ مکرم منبر پر بیٹھتے اور الحمدُ للہ کہتے تو زمین کے تمام اولیاء اللہ خاموش ہو جاتے خواہ وہ مجلس میں موجود ہوتے یا مجلس سے دُور ہوتے تھے انھیں ادباً خاموشی اختیار کرنا پڑتی تھی۔ آپ مکرراً الحمدُ للہ کہتے اور خاموش ہوتے تو اولیاء اللہ اور فرشتے آپ کی مجلس میں جمع ہو جاتے لیکن ہزاروں اولیاء اللہ اور فرشتے ویسے بھی مجلس میں شریک رہتے جو ظاہری آنکھوں نظر نہیں آتے تھے۔ ان اَن دیکھے حضرات کی تعداد نظر آنے والوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہوتی تھی۔ اس مجلس میں حاضرین پر رحمتِ خداوندی کی بارش ہوتی جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتی۔

شیخ ابوزکریا بن یحییٰ بن نصر بن عمر بغدادیؒ معروف بصحزاوی نے بیان کیا ہے کہ میرے والد نے بتایا کہ انھوں نے تعویذوں کی مدد سے جِنّوں کو طلب کیا۔ اُنھوں نے حاضر ہونے میں قدرے توقف کیا اور کہنے لگے، جب سیدنا عبدالقادرؒ وعظ فرما رہے ہوں ہمیں بلایا نہ کیجئے، کیونکہ ہم حضرت کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں ہم میں بہت سے جِنّ اسلام قبول کر چکے ہیں اور آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے ہیں۔"

شیخ ابوحفص عمر بن حسین بن عطشیؒ نے کہا ہے کہ مجھے سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! میری مجلس سے دُور نہ رہا کرو کیونکہ یہاں خلعتِ ولایت تقسیم ہوتی رہتی ہیں

Marfat.com

وہ لوگ بڑے بدقسمت ہیں جو اس مجلس سے محروم رہتے ہیں۔ عمر بیان کرتے ہیں مجھے مجلس میں حاضر ہوتے عرصہ گزر گیا۔ ایک بار مجلس میں بیٹھے ہی مجھے نیند آگئی اور خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے ہزاروں سُرخ اور سبز خلعتیں اُتر رہی ہیں اور حاضرینِ مجلس کو پہنائی جا رہی ہیں میں دہشت زدہ ہو کر اُٹھا اور چلّانے ہی لگا تھا کہ حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا: بیٹا! خاموش رہو۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ!

ابو حفصؒ ایک اور مقام پر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار جناب غوث اعظمؓ کی مجلس میں آپ کے سامنے بیٹھا تھا، مجھے نور کی قندیل کی طرح کی ایک چیز دکھائی دی جو آسمان سے اتر رہی ہے اور جناب شیخ کے مُنہ کے قریب ہو کر آسمان کو لوٹ گئی۔ ایسا واقعہ تین بار دیکھا تو میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا تاکہ میں لوگوں کو بتا سکوں۔ لیکن حضرت نے مجھے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور مجلس کے آداب کو برقرار رکھو۔ میں بیٹھ گیا۔ مگر آپ کی زندگی میں مَیں نے کبھی کسی سے یہ واقعہ بیان نہیں کیا۔

شیخ عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سُنا تھا کہ وہ فرمایا کرتے تھے: سیدنا عبدالقادرؓ اپنی مجلس میں طرح طرح کے علوم پر گفتگو فرمایا کرتے تھے آپ کی شخصی عظمت کے پیشِ نظر کوئی بھی مجلس میں نہ تھوکتا اور نہ ہی کھنکارتا تھا اور نہ ہی کلام کرتا تھا۔ جب غوث پاکؓ فرماتے: قال تو ہو چکا اب حال کی طرف آیئے۔ تو لوگوں میں اضطراب اور جوش رونما ہوتا اور لوگوں میں حال اور پیچ و تاب ظاہر ہوتے۔ یہ بات آپ کی کرامات میں سے ہے۔ آپ کی مجلس سے دُور کے لوگ بھی آپ کے وعظ سے ویسے ہی محظوظ ہوتے جیسے قریب والے۔ آپ کی نگاہ اہل مجلس کے دلوں پر ہوتی اور کشف الصدور کی روشنی میں دلوں کی مزاحمت فرماتے تھے۔ جب آپ منبر پر کھڑے ہوتے تو حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے۔ جب آپ فرماتے: خاموش۔ تو ایک سکوت طاری ہو جاتا تھا حتیٰ کہ لوگوں کے سانس کی آواز سنائی دیتی۔ بعض حاضرینِ مجلس جب اپنے ہاتھ فرش پر رکھتے تو

Marfat.com

ان لوگوں پر پڑتے جو بظاہر نظر نہیں آتے تھے۔ کبھی کبھی آپ کے وعظ کے وقت فضا سے رونے کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ بعض لوگوں کو دوران وعظ فرماتے کہ میرے نزدیک نہ بیٹھو، کیونکہ یہ مقامِ ولایت ہے، یہ مدارج کی جگہ ہے۔ اے توبہ کے طلبگارو! تم آگے آجاؤ۔ اور اے عفو کے خریدارو! بسم اللہ، آگے جاؤ۔ اور اے خلوص کے جویاؤ! بسم اللہ، آگے آؤ۔ ہر ہفتے، ہر ماہ یا ہر سال یا کم از کم ساری عمر میں ایک بار ہی میری مجلس میں آجاؤ اور ہزاروں چیزیں لے جاؤ۔ اے ہزاروں سال سفر کرنے والو! میرے پاس آکر ایک بات ہی سُن لو۔ جب تم میرے پاس آؤ تو ریاکاری، زہد و تقویٰ کے غرور کو اپنے دل سے نکال دو اور جو کچھ میرے پاس ہے اپنے لیے حاصل کر لو۔ میری مجلس میں خاصانِ خدا، اولیاء اللہ اور رجال الغیب تشریف لاتے ہیں۔ جناب منزہ کے واسطے سے مجھ سے تواضع سیکھتے۔ اللہ نے آج تک جو پیغمبر یا ولی پیدا فرمایا ہے میری مجلس میں زندہ مع الجسم اور واصل مع الروح آتا ہے۔"

مجلسِ غوثِ اعظمؓ میں انبیاء کی تشریف آوری

مشایخ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوہ ابی سعید قیلویؒ کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کئی بار جناب غوث اعظمؓ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلام کو شرف بخشتے ہیں، اسی طرح انبیاءِ کرام کے ارواح آسمان و زمین کی وسعتوں میں سیر فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ فرشتے گروہ در گروہ حاضر ہوتے ہیں۔ جن اور رجال الغیب بھی آپ کی مجلس میں آتے۔ حضرت خضر علیہ السّلام کو مجلس میں دیکھا گیا میں نے ان سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: فلاح و کامرانی کے لیے اس مجلس میں آنا بڑا ضروری ہے۔

شیخ جلیل شریف ابو عباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہر حسینیؒ نے خبر دی کہ ایک بار میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کی مجلس میں قریباً دس ہزار افراد موجود تھے۔ شیخ علی بن ہیتی حضرت غوث الاعظمؓ کے سامنے دکہ مقری کے

Marfat.com

پاس بیٹھے تھے انھیں ذرا اونگھ آئی۔حضرت غوث پاکؓ لوگوں کو فرمانے لگے: خاموش رہو۔ جب سارے خاموش ہو گئے تو لوگوں کے سانس کی آواز کے بغیر کچھ سُنائی نہ دیتا تھا۔ پھر آپ منبر سے نیچے اُترے اور شیخ علی ہیتیؒ کے پاس مؤدّب کھڑے ہو گئے اور غور سے دیکھنے لگے۔ علی ہیتیؒ کی آنکھ کھلی۔ آپ نے علی ہیتی سے پُوچھا: تم نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ جب اس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد پر تمھارے سامنے ادباً کھڑا رہا۔ شیخ علی ہیتیؒ نے کہا کہ حضورؐ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر رہا کروں۔ حضرت شیخ نے فرمایا: جو تمھیں خواب میں نظر آئے میں اُنھیں بیداری میں دیکھ رہا تھا۔ راوی نے مزید بیان کیا کہ اس دن مجلس میں سات آدمی فوت ہُوئے تھے۔

ایک دن حضرت غوثِ اعظمؒ نے فرمایا کہ میرا کلام ان لوگوں کے لیے ہے جو کوہ قاف کے پرے سے آتے ہیں۔ ان لوگوں کے قدم ہوا میں لیکن دل حضرتِ قدس میں ہوتے ہیں اُن کی ٹوپیاں اور عمامے شوقِ خداوندی سے جلتے رہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قدموں میں منبر کے پاس ہی بیٹھے تھے اپنا سر اٹھا کر اُوپر دیکھا ہی تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور اُن کی ٹوپی اور عمامہ جل گئے۔ شیخ منبر سے نیچے آئے اور آگ کو بجھایا اور فرمایا: عبدالرزاق! تم بھی ان میں سے ہو۔

لوگوں نے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا کہ تمھیں کس چیز نے بے ہوش کر دیا تھا؟ تو آپ نے بتایا کہ جونہی میں نے ہوا میں نگاہ کی دیکھا کہ ہزاروں لوگ مراقبہ میں کھڑے آپ کا کلام سُن رہے ہیں اور آسمان کے دونوں کناروں تک پھیلے ہُوئے ہیں۔ ان کے لباس آگ سے سُرخ ہیں۔ کوئی اُن میں سے چیختا ہے، کوئی بھاگتا ہے اور کوئی زمین پر مجلس میں آگرتا ہے اور ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر پڑا تڑپتا ہے۔

ایک دن ایک قاری نے حضرت سیدنا غوث پاکؓ کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی

Marfat.com

لمن الملك الیوم ۔ یعنی آج کس کی شہنشاہی ہے؟ شیخ سید عبدالقادرؓ سُن کر کھڑے ہوگئے۔ آپ کے اس جلال کی وجہ سے دُوسرے لوگ بھی کھڑے ہوگئے۔ آپ نے لوگوں کو اپنی اپنی جگہ بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے دو تین بار پُوچھا: کون پُوچھ رہا ہے؟ میں کہتا ہوں: الملك لی! آج شہنشاہی میرے لیے ہے۔ یہ بات سُنتے ہی اہل مجلس میں سے ایک شخص شیخ احمد نامی آپ کی طرف بڑھا اور پکار کر کہنے لگا: انا اقول الملك لی لانه لی لم یکن له مثله۔ میں کہتا ہوں بادشاہی میرے لیے ہے وُہ میرے واسطے ہے اور اسکے واسطے ہے جس کی مثل اور کوئی نہیں۔ اس پر حضرت غوث اعظمؓ نے بڑے زور سے چیخ ماری اور فرمایا: ارے احمق! تم اس کے اہل کہاں سے ہوگئے۔ کیا تم نے اس بلا کو دیکھا ہے جو تمھارے گرد گھومتی ہے۔ یہ بات سنتے ہی وُہ شخص چلاتا ہُوا اپنے بدن سے صوف کا لباس پھاڑتا ہُوا جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

شیخ ابو محمد فرح بن شہاب شیبانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت دنیا میں پھیلی تو بغداد کے ایک سو علمائے دین (فقیہ) جن پر اہل بغداد کو کامل اعتماد تھا ایک ایک مسئلہ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ جس دن یہ علماء کرام مجلس میں آئے، میں بھی اسی مجلس میں شریک تھا۔ وُہ مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ جناب غوثِ اعظمؓ نے مراقبہ فرمایا۔ آپ کے سینہ سے نور کا ایک شعلہ نمودار ہوا جسے بعض لوگوں نے دیکھا مگر بعض نہ دیکھ سکے۔ جن علماءِ کرام نے اس شعلۂ نور کو دیکھا۔ چیخ مار کر کپڑے پھاڑنے لگے اور سر برہنہ ہو کر جناب غوث پاکؓ کے قدموں میں گر پڑے۔ مجلس میں ایک شور برپا ہُوا تو مَیں نے خیال آیا کہ زلزلہ آیا ہے۔ حضرت غوثِ اعظمؓ ایک ایک کو اپنے سینے سے لگائے جاتے تھے اور پُوچھتے جاتے تمہارا سوال یہ ہے، لو اس کا جواب ہے۔ اس طرح تمام علماءِ کرام مطمئن ہوگئے۔

سلبِ احوال اولیاء حضرت شیخ شیبانی مزید بیان کرتے ہیں کہ ان علمائے کرام کے

Marfat.com

پاس میں خود ایک دن حاضر ہُوا اور اُن سے جناب غوث پاکؒ کی مجلس کی اس کیفیت کی تفصیل دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم مجلس میں بیٹھ گئے تو جس قدر ہمارے سینے میں علوم تھے سلب ہو گئے۔ جب حضرتؒ نے ہمیں سینے سے لگایا تو ہمارے وہ تمام علوم پھر لوٹ آئے۔ چونکہ آپ نے خود ہی ہمارے سوالات کے جواب دے دیے تھے۔ ہمیں کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہُوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو جواب جناب غوث پاکؒ نے دیئے وُہ خود ہمارے ذہنوں میں بھی نہیں تھے۔

شیخ ابو قاسم محمد بن احمد بن علی جہنیؒ نے بیان کیا: میں ایک دن حضرت غوث اعظمؒ کے منبر کے پاس بیٹھا تھا۔ دو نقیب بھی آپ کے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے تھے۔ دُوسرے لوگ منبر کے اردگرد جمع تھے۔ اپنے جمال اور ہیبت کی وجہ سے شیر دکھائی دیتے تھے دورانِ گفتگو حضرت غوث اعظمؒ کی پگڑی کا ایک گوشہ کھل گیا جس کا غالباً آپ کو علم نہیں تھا۔ تمام حاضرین نے اپنی پگڑیاں اتار کر ادباً منبر کے نیچے رکھ دیں۔ جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے عمامہ کو درست کیا اور مجھے حکم دیا: ابو قاسم! لوگوں کو اُن کی پگڑیاں اور عمامے سر پر رکھنے کا کہہ دو۔ یہ ساری پگڑیاں لوگوں نے لے لیں مگر ایک دوپٹہ رہ گیا جسے میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا: یہ دوپٹہ مجھے دے دو۔ آپ نے اپنے کندھے پر رکھا اور مجلس سے باہر آ گئے اور فرمانے لگے: ابو قاسم! اصفہان میں میری ایک بہن ہے جب تم نے سب کے عمامے منبر کے نیچے رکھوائے تو اس نے بھی وہاں سے ازراہِ ادب اپنا دوپٹہ یہاں پھینکا جسے مَیں نے پکڑ کر رکھ لیا۔ جب تم نے عمامے واپس کر دیئے تو اس بی بی نے اصفہان سے ہاتھ بڑھا کر میرے کندھے سے دوپٹہ اٹھا لیا۔

کلامِ غوث پاکؒ میں اثر قاضی القضاۃ ابو صالح نصرؒ نے اپنے چچا عبداللہ سید عبدالوہابؒ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وُہ بلادِ عجم کو سفر میں نکلے اور بہت علوم حاصل کیے۔ واپسی پر اپنے والد محترم (یعنی جناب غوث اعظمؒ)

Marfat.com

سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے سامنے وعظ کریں۔ آپ کی اجازت سے میں منبر پر جا بیٹھا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا کیا تھا بیان کرتا رہا۔ میرے والد بھی سُنتے رہے۔ میرے وعظ سے نہ کسی کے دل پر رقت طاری ہوئی اور نہ اثر ہُوا اور نہ کسی آنکھ سے آنسو نکلا۔ اہل مجلس نے میرے والد محترم کو وعظ کرنے کے لیے عرض کی، میں منبر سے نیچے آ گیا تو میرے والد مکرم (جناب غوث پاکؒ) نے منبر پر تشریف فرما ہو کر وعظ فرمانے سے پہلے بتایا کہ میں کل روزہ دار تھا۔ میرے لیے یحییٰ کی والدہ نے انڈے پکائے تھے اور ایک مٹی کے برتن میں ڈال کر طاق پر رکھ دیئے۔ اچانک ایک بلی آئی جس نے وُہ برتن گرا دیے اور ٹوٹ گئے۔ یہ بات کہنا تھی کہ اہل مجلس نے ایک شور برپا کر دیا۔ جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو میں نے پُوچھا کہ کیا بات تھی کہ آپکی ایک مختصر سی بات نے رقت طاری کر دی۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! تم نے اپنے علوم اور سفر پر فخر کیا تھا۔ آپ نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہُوئے کہا: بیٹا! کیا تم نے آسمان تک کی سیر کر لی ہے؟ میں اکثر اپنے والد محترم کے منبر پر بیٹھ کر وعظ کرتا۔ مگر لوگوں پر بہت کم اثر ہوتا۔ لیکن جب غوث پاکؒ منبر پر تشریف لاتے تو فرماتے: نوجوانو! صبحت ایک لمحہ کے لیے صبر کا نام ہے۔ اتنی بات سنتے ہی اہل مجلس میں کہرام بپا ہو جاتا۔ میں وجہ دریافت کرتا تو فرمایا کرتے تھے، تم اپنے دل سے بات کرتے ہو۔ مگر میں دوسرے کی بات کرتا ہُوں۔

جناب غوث پاکؒ سے دورانِ وعظ اگر کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو آپ فرماتے: اس مسئلہ کی تفصیلات کے لیے مجھے اجازت لے لینے دیجئے۔ آپ اپنا سر نیچے جھکا لیتے اور آپ ہیبت زدہ ہو جاتے، آپ بڑا بوجھ محسوس کرتے تھے۔ جس طرح مشیّتِ ایزدی ہوتی آپ اسی طرح گفتگو فرماتے، اور فرمایا کرتے: بخدا میں اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک مجھے اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا۔

ایک روز آپ مجلسِ وعظ میں بیان فرما رہے تھے تو حاضرین بے توجہ اور سُست

Marfat.com

نظر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو میرا بیان سُننے کے لیے آسمان سے سبز پرندے بھیج دے۔ ابھی آپ بیان ختم نہیں کرنے پائے تھے کہ مجلس سبز پرندوں سے بھرگئی اور حاضرین نے ان پرندوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

ایک دن ایسی حالت میں مجلس میں ایک سبز پرندہ آپ کی آستین میں گھس گیا اور باہر نہیں نکلا۔ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک عجیب الخلقت پرندہ مجلس پر سے گزرا۔ لوگ اسکے دیکھنے کو متوجہ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اگر مَیں چاہوں تو اس پرندے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ ابھی وعظ ختم نہیں ہوا تھا کہ وُہ پرندہ آپ کی مجلس وعظ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

شیخ قدوہ بقاء بن بطو رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک دفعہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہُوا۔ آپ منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے ناگاہ آپ نے سلسلۂ بیان روک دیا اور بے ہوش ہو گئے اور زمین پر اُتر کر پھر منبر پر جا بیٹھے اور منبر کے دُوسرے پائے پر بیٹھ گئے۔ میرے دیکھتے دیکھتے منبر کی وسعت حدِ نگاہ تک پھیل گئی اور منبر پر ایک سبز فرش بچھ گیا جس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما نظر آئے۔ جناب غوث اعظمؓ کا جسم چھوٹا ہوتا گیا اور ایک چڑیا کے وجود سا نظر آنے لگا پھر اس کے بعد اس وجود نے بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک خوفناک صورت بن گیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں یہ سارا واقعہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔

جب شیخ بقاؒ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور صحابہ کرام کی زیارت کی کیفیت معلوم کی گئی تو کہنے لگے کہ مقدس رُوحوں کو جسمانی شکل اختیار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے پوری قوت دی ہے۔ وہ جس شکل میں چاہیں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ جب جناب غوث اعظمؓ کے جسم کے چھوٹے یا بڑے ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے بتایا تجلی اوّل اس طرح ظاہر ہُوئی کہ کوئی انسان اس تجلی کے سامنے ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ حضرت غوث اعظمؓ

Marfat.com

کو اگر جناب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سہارا نہ دیتے تو وہ گر پڑتے۔ تجلی دوم جلالی صفت مشاہدہ کے نمودار ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے جسم میں بالیدگی پائی گئی۔ یہ تمام اللہ کے فضل سے ہوا تھا۔

جناب غوث اعظمؓ کا معمول تھا کہ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے۔ جمعہ کی صبح، منگل کی رات اور اتوار کی صبح۔ آپ کی مجلس میں عراق کے مشایخ، مفتی اور علماء شریک ہوا کرتے تھے ان میں شیخ بقا، بن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابونجیب عبدالقاہر سہروردی، شیخ ماجد کردی اور شیخ مطر بادرّانی وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

مجلس غوث اعظمؓ کی روحانی صدا راوی نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ بغداد میں تشریف نہیں لائے کیونکہ میں نے کئی بار انھیں طفسونج میں دیکھا۔ وہ عرصہ دراز تک کھڑے رہتے اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص شیخ سیدنا عبدالقادرؓ کا وعظ سننا چاہتا ہو وہ میرے گھر چلا آئے۔ لوگ آپ کے گھر جاتے اور انھیں وہاں بیٹھے جناب غوث اعظمؓ کی مجلس کا وعظ سنائی دیا کرتا تھا۔ بعض حضرات تاریخ اور وقت لکھ لیا کرتے تھے اور بعد میں دریافت کرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ واقعی اس دن جناب غوث پاکؓ نے فلاں موضوع پر گفتگو فرمائی تھی۔

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت سیدنا عدی بن مسافرؒ بیان کرتے ہیں کہ" میں لالش پہاڑ پر رہائش رکھتا تھا جسے جناب غوث پاکؓ کا وعظ سننا ہوتا تھا، وہ میرے مکان میں چلا آتا۔ چنانچہ آپ کے معتقد دوست وہاں جمع ہو کر جناب غوث اعظمؓ کا وعظ سنا کرتے تھے۔

آپ کے وعظ کی مجلس میں دو تین آدمی مرجایا کرتے تھے۔ مجلس میں تقریباً چار سو آدمی ایسے بھی ہوتے جو کلامِ غوث لکھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی تو آپ مجلس میں حاضرین کے سروں پر کئی کئی قدم چلے جاتے اور پھر منبر پر واپس آجاتے۔

حضرت خضرؑ کی آمد ایک بار جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلسِ وعظ میں چند

Marfat.com

قدم آگے بڑھے اور فرمانے لگے، اے اسرائیلی! ٹھہر جا، اور محمدی کا کلام سُنتا جا۔ پھر آپ واپس آئے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کسے کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: جناب خضر علیہ السلام کا میری مجلس کے پاس سے گزر ہوا تھا اور میں نے چند قدم آگے بڑھ کر انہیں وعظ سُننے کا کہا۔

غرضیکہ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں رونما ہوتے تھے آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں کوئی یہودی یا عیسائی دامنِ اسلام میں نہ آیا ہو۔ راہزن، چور، ملحد بے دین اور بدعقیدہ لوگ آپ کی مجلس میں آکر تائب ہوتے۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں سے پانچسو کے قریب آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام آئے۔ ایک لاکھ سے زیادہ چور اور قزاق تائب ہُوئے۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے ایک عیسائی راہب آپ کی مجلس میں آیا اور دامنِ اسلام میں آگیا۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ میں یمن کا باشندہ ہُوں۔ میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی لگن پیدا ہُوئی لیکن میں نے عہد کر لیا کہ میں اس شخص کے ہاتھ پر اسلام لاؤں گا جو دنیا بھر کے مسلمانوں سے افضل ہوگا۔ میں اسی فکر میں اکثر محو رہتا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ تم بغداد کی طرف چلے جاؤ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس زمانہ میں وہی بہترین خلائق ارضی ہیں۔

ایک دفعہ آپ کے پاس تیرہ عیسائی آئے اور اسلام قبول کیا۔ وُہ آپ کی مجلس میں بیان کرنے لگے کہ ہم عرب کے عیسائی ہیں، ہم نے جب سے اسلام لانے کا ارادہ کیا تو ہمیں بڑی فکر دامن گیر ہُوئی کہ کس کے ہاتھ پر اسلام لایا جائے۔ ہمیں کسی پکارنے والے نے پکارا، جس کی آواز تو ہم سُن رہے تھے مگر کوئی نظر نہیں آتا تھا اور وُہ کہنے والا کہہ رہا تھا کہ لے سوارو! بغداد کی طرف آؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔ خدا کی قسم اس کی صحبت سے تمہارے دلوں میں نورِ ایمان بھر دیا جائے گا۔ یہ نورِ ایمان اس کے بغیر کسی مجلس سے

Marfat.com

میسر نہیں ہو سکتا۔

بیت المقدس ایک قدم پر شیخ صدقہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ کی مجلس میں لوگ بیٹھے تھے اور شیخ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور وعظ و نصیحت سُننے کے خواہاں تھے۔ حضرت شیخ تشریف لائے، منبر پر آکر جلوہ فرما ہُوئے اور ابھی تک نہ تو آپ نے گفتگو کی اور نہ ہی کسی قاری کو قرأت کے لیے حکم دیا۔ اسی سکوت سے ہی اہلِ مجلس میں رقت پیدا ہو گئی۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ شیخ نے نہ تو ابھی بات کی ہے اور نہ قاری نے قرآن پاک پڑھا ہے یہ وجد و رقت کس طرح پیدا ہو گئے۔ شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم چل کر بغداد آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے آج حاضرینِ مجلس اس کی ضیافت میں ہیں۔ میں نے دل میں سوچا جو مرید ایک قدم میں بیت المقدس سے بغداد آسکتا ہے اسے کس چیز کی توبہ کی ضرورت ہے۔ آپ نے مجھے پھر دیکھا اور فرمایا: توبہ وہ اس بات سے کرتا ہے کہ میں نے قدم تو اٹھا لیا ہے، بیت المقدس سے بغداد تک۔ کاش یہ قدم راہِ محبت خداوندی میں اُٹھتا۔ اب میں اسے اس کی تعلیم دُوں گا۔

جناب غوث اعظمؓ کے مراتب حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا: میں مردِ خدا ہُوں کہ میری تلوار ننگی ہے اور میری کمان عین نشانے پر ہے۔ میرا تیر نشست پہ ہے۔ میرے نیزے صحیح مقام پر مار کرتے ہیں۔ میرا گھوڑا چاک و چوبند ہے۔ میں اللہ کی آگ (نارُ اللہ) ہُوں۔ میں لوگوں کے احوال سلب کر لیتا ہُوں۔ میں ایسا بحرِ بیکراں ہُوں جس کا کوئی ساحل نہیں۔ میں اپنے آپ سے ماورٰی گفتگو کرتا ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنی نگاہِ خاص میں رکھا ہے۔ مجھے اللہ نے اپنے خاص ملاحظہ میں رکھا ہے۔ اے روزہ دارو! اے شب بیدارو! اور اے پہاڑ والو! تمہارے صومعے زمیں بوس ہو جائینگے میرا حکم جو اللہ کی طرف سے ہے قبول کر لو۔ اے دُختران وقت! اے ابدال و اطفالِ زمانہ!

Marfat.com

آؤ اور وہ سمندر دیکھو جس کا کوئی ساحل نہیں۔ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میرے سامنے نیک بخت اور بد بخت پیش کیے جاتے ہیں مجھے قسم ہے لوح محفوظ میری نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے میں دریائے علوم الٰہی کا غواص ہوں۔ میرا مشاہدہ ہی محبت الٰہی ہے۔ میں لوگوں کے لیے اللہ کی حجت ہوں۔ میں نائب رسول خدا ہوں۔ میں اس زمین پر رسول اللہؐ کا وارث ہوں انسانوں اور جنوں میں مشایخ ہوتے ہیں، فرشتوں میں بھی مشایخ ہیں۔ مگر میں ان سب کا شیخ الکل ہوں۔ میری مرض موت اور میری اولاد اور تمہاری مرض موت میں زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔ مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ دوسرے مجھے اپنے آپ پر قیاس کریں۔

اے مشرق والو! اے مغرب والو! اے زمین والو! اور اے آسمان والو! مجھے اللہ نے کہا ہے کہ میں وہ چیزیں جانتا ہوں جو تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ مجھے ہر روز ستر بار حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کام کرو، ایسا کرو۔ اے عبد القادر! تمھیں میری قسم ہے یہ چیز پی لو۔ تمھیں میری قسم ہے یہ چیز کھا لو۔ میں تم سے باتیں کرتا ہوں اور امن میں رکھتا ہوں۔

حضرت نے مزید فرمایا: جب میں گفتگو کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی قسم یہ بات پھر کہو کیونکہ تم سچ کہتے ہو۔ میں اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک مجھے یقین نہ دلایا جائے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا میں ان تمام امور کی تقسیم و تفریق کرتا رہتا ہوں جن کے مجھے اختیار دیے جاتے ہیں۔ جب مجھے حکم دیا جاتا ہے تو میں وہی کام کرتا ہوں۔ مجھے حکم دینے والا اللہ ہے، اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ بات تمہارے لیے زہر ہلاہل ہوگی۔ تمہارا یہ اقدامِ نافرمانی تمھیں ایک لمحہ میں تباہ کر دے گا۔ میں تمہاری دنیا اور عاقبت کو ایک لحہ میں ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تمھیں ان چیزوں کی بھی خبر دیتا جو تم کھاتے ہو، پیتے ہو اور گھروں میں چھپا کر رکھتے ہو۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی (یعنی پاسِ شرع نہ ہوتا) تو میں حضرت یوسفؑ کے پیالے کی خبر دیتا غرضیکہ دلوں کی ہر خبر واضح کر دیتا۔ مگر

Marfat.com

چونکہ علم دامانِ عالم میں پناہ حاصل کرتا ہے اور ان کی خفیہ چیزوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میں ہر اس خبر کو جانتا ہوں جو تمہارے ظاہر میں ہے میں اس چیز کی خبر رکھتا ہوں جو تمہارے باطن میں پوشیدہ ہے۔ میری نگاہ میں تم لوگ شیشے کی طرح صاف ہو۔

تمام مردانِ خداجب مقامِ قدر میں پہنچتے ہیں تو اُن کی نگرانی کی جاتی ہے۔ مگر مجھے بلا روک ٹوک اجازت ہے بلکہ عالمِ قدر میں میرے لیے ایک طاقچہ کھول دیا گیا ہے اور مجھے اس طاقچہ سے اندر پہنچایا جاتا ہے۔ میں نے تقدیرِ خداوندی سے لڑائی کی ہے اور اللہ کے حکم سے ان احکاماتِ قدریہ کو درست کیا ہے۔ مردِ کامل وُہ ہوتا ہے جو تقدیر سے لڑے نہ کہ تقدیر کے سامنے سرنگوں ہو جاتے۔ آپ نے مزید فرمایا: جب منکر نکیر میرے متعلق قبر میں آکر سوال کریں تو آپ لوگ ان سے میرے متعلق سوال کرو کہ میرا مقام کیا ہے؟

جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیمتی لباس

شیخ ابی الفضل احمد قاسم بن عبدان قرشی بغدادی بزازؒ نے بیان کیا ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ طیلسان سر پر پہنتے اور علماءِ بغداد کی طرز پر بڑا قیمتی اور گرانقدر لباس زیبِ تن کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا: حضرت غوث پاکؓ نے گراں تریں کپڑے کا لباس بنانے کا حکم دیا ہے۔ (ایک گز کی قیمت ایک دینار سے کم و بیش نہ ہو) میں نے اس خادم سے پوچھا: یہ قیمتی لباس کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا: سیدی غوث اعظمؓ کے لیے۔ میں نے اپنے دل ہی میں کہا کہ آج تو شیخ نے خلیفۂ وقت کے لیے بھی کپڑا نہیں چھوڑا۔ ابھی یہ بات سوچی ہی تھی کہ میرے پاؤں میں ایک میخ آکر چُبھی میں نے جو اس میخ کے زخم کو دیکھا تو اس میں میری موت گھُورتی ہُوئی دکھائی دی۔ دیکھتے دیکھتے میرے ارد گرد لوگ جمع ہو گئے اور اس میخ کو نکالنے لگے۔ مگر کوئی بھی کامیاب نہ ہُوا۔ میں نے کہا مجھے اٹھا کر حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے پاس لے چلو۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: ابو الفضل! تمہیں ہمارے کپڑوں پر اعتراض کرنے کا

Marfat.com

کیا حق ہے؟ خدا کی قسم میں نے آج تک کوئی کپڑا نہیں پہنا جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے پہننے کا حکم نہیں دیا۔ وہ حکم دیتا ہے کہ عبدالقادر! اس حق کے بدلے یہ کپڑا پہن لو جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابوالفضل! در اصل یہ لباس ہمارا کفن ہوتا ہے، اور کفن ہمیشہ نفیس کپڑے سے تیار کیا جاتا ہے۔ ایسے ہزاروں کفن پہن چکا ہوں۔ یہ باتیں کرتے ہوئے آپ نے اپنے دستِ شفقت سے میخ نکال دی اور فرمایا کہ اس شخص کا اعتراض میخ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔

خوارقِ جناب غوث الاعظمؓ آں حضرت کے اکثر خوارق و کرامات تحقیقی طور پر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کی تعداد اتنی ہے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ لیکن 'نمونہ مشتے از خروارے' کے طور پر چند خوارق پیش کی جاتی ہیں اور ان چند کرامات کو ہی اکثریت پر محمول کر لیا جائے۔

حضرت عبداللہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات حدِ تواتر سے ملتی ہیں جتنی کرامات آپ سے وارد ہوئی ہیں اس قدر کسی دُوسرے سے رُونما نہیں ہوئیں۔

آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ سب سے پہلے آپ کو کس طرح علم ہُوا کہ آپ ولی اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں دس سالہ تھا اور اپنے گھر سے باہر آ رہا تھا اور اپنے مدرسہ کی طرف جا رہا تھا، میں نے اپنے ارد گرد ہزاروں فرشتے دیکھے جو میرے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ جب میں مکتب میں پہنچا تو میں سُن رہا تھا کہ فرشتے دُوسرے بچّوں کو کہہ رہے تھے کہ جگہ دو، ولی اللہ تشریف لا رہے ہیں، ان کے لیے جگہ بناؤ۔ پھر ایک دن میرے پاس سے ایک ایسا آدمی گزرا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ میں نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ یہ بچہ ولی اللہ ہے۔ اُس نے فرشتوں سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو اُنھوں نے بتایا کہ اسے بڑا رتبہ دیا جانے والا ہے۔ اس کا کسی رتبہ سے ہاتھ نہیں روکا جائے گا اور بے پناہ عزّت و تمکنت دی جائے گی۔ اسے دُور نہیں رکھا جائے گا بلکہ نزدیک کر لیا جائے گا اس سے

Marfat.com

کم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس شخص سے چالیس سال بعد میری واقفیت ہُوئی تو معلوم ہُوا کہ وُہ شخص ابدالِ وقت تھا۔

شیخ قدوہ ابو عبداللہ محمد بن قائد آوانی ؒ نے بیان کیا ہے: میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا کہ کس چیز پر آپ کا حکم جاری ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ راستبازی پر، میں نے آج تک زبان سے جھوٹ نہیں بولا۔ میں اس وقت بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا جب میں مکتب میں پڑھتا تھا۔ آپ نے مزید بتایا کہ میں اپنے شہر میں ابھی چھوٹا ہی تھا کہ شاداب اور بارونق علاقے کی طرف چلا گیا۔ میں ایک چراگاہ میں مویشیوں کے پیچھے ہو لیا اور کھیلنے لگا۔ ایک بیل نے مجھے دیکھا اور کہنے لگا: سید عبدالقادر! آپ اس کام کے لیے تو پیدا نہیں ہوئے۔ میں بیل کی بات سُن کر ڈر گیا اور گھر آگیا اور کوٹھے کی چھت پر جا بیٹھا۔ مَیں نے دیکھا کہ میری نگاہ کے سامنے کعبۃ اللہ کے پاس میدانِ عرفات میں لوگ کھڑے نظر آنے لگے۔ میں اپنی والدہ کے پاس آیا اور بغداد جانے کی اجازت چاہی۔ وہاں جا کر علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا اور ساتھ ساتھ نیک لوگوں کی زیارت بھی کرتا رہا۔ بچپن میں اپنے شہر گیلان میں جب میں اپنے ہم عمروں کے ساتھ کھیلنے نکلتا تو مجھے غائب سے کوئی پکارتا: میری طرف آؤ اور کھیلنا چھوڑ دو۔ میں ڈر کر بھاگ آتا اور اپنی ماں کی گود میں جا چھپتا تھا۔ مجھے خدا کی قسم ایسی آوازیں آج تک میں اپنی خلوت میں سُنتا رہتا ہُوں۔

جب میں جوان ہُوا تو ایک سفر پر روانہ ہُوا تو مجھے آواز آئی: "اے عبدالقادر! تمہیں میں نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔" آپ کوئی واقعہ رُونما ہونے سے تیس سال پہلے ہی خبر دے دیا کرتے تھے۔ آپ پر ملک الموت کے پروگرام بھی واضح ہو جاتے تھے اور آپکے سامنے ماہ و سال حاضر ہوتے تھے اور ہونے والے واقعات کی خبر دے دیتے تھے۔

ماہ و سال کی جنابِ غوثیت میں حاضری آپ کے صاحبزادے شیخ سیف الدین

Marfat.com

عبدالوہابؒ نے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہُوا ہو۔ اس سے پہلے کہ ہلال ظاہر ہو۔ اگر تقدیر الٰہی میں اس ماہ کے دوران کوئی حادثہ نمودار ہونا لکھا ہوتا اور کسی نقصان شدید کا خطرہ ہوتا یا کسی انعام و نعمت کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو ان حالات کو آپ پر روزِ روشن کی طرح آگاہ کر دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ چند ایک مشایخ وقت سیدنا غوث الاعظمؓ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ آخر روز جمعہ ماہ جمادی الاخریٰ ۶۰۰ھ کا ہے شیخ گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان اندر آیا اور اس نے سلام کہا اور بتایا کہ میں ماہ رجیم (رجب) آیا ہُوں تاکہ آپ کو مبارک باد کہوں۔ میرے دوران عوام الناس کو بہت خوشیاں اور راحتیں میسّر ہوں گی۔ کہتے ہیں اس سال سارا رجب ہر ایک کے لیے مسرّت و جاں بخشی لاتا رہا۔ ایک دفعہ مہینہ کے آخری اتوار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک مکروہ اور بدصورت انسان کی شکل میں دکھائی دیا۔ ہم بھی حضرت غوث الاعظمؓ کے پاس بیٹھے تھے اس نے آتے ہی "السّلامُ علیکم یا ولی اللہ" کہا اور بتایا کہ میں ماہِ شعبان ہُوں۔ میری تقدیر میں لکھا ہے کہ اس ماہ کے دوران بغداد میں بڑی تباہی نازل ہوگی، حجاز میں قحط پڑے گا اور خراسان میں تلوار چلے گی۔ چنانچہ ایسے ہی واقعات و حادثات رونما ہوئے۔

ایک بار جناب غوث الابرار ماہِ رمضان میں بیمار ہوگئے۔ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے اس مجلس میں شیخ علی بن ہیتی بن ابو یوسف عبدالقاہر سہروردی بھی حضرت کے پاس بیٹھے تھے دوسرے مشایخ بھی مجلس میں موجود تھے ایک روشن شکل نوجوان جس کے چہرے پر بڑا وقار تھا آیا اور کہنے لگا "السّلام علیك یا ولی اللہ" میں ماہِ رمضان ہُوں، میں آپ سے معذرت طلب کرنے حاضر ہوا ہُوں، میں اس ماہ آپ کو الوداع کہنے کا خواہاں ہُوں۔ کہتے ہیں کہ اسی سال آپ واصلِ بحق ہُوئے اور رمضان سے پہلے ہی (یعنی صفر) داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز اور شیخ ابو حفص عمر کیمانی رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ بادلوں میں سیر کر رہے تھے اور آپ تمام اہلِ مجلس کے سروں پر تھے تو آپ نے فرمایا، جب تک آفتاب مجھے سلام نہ کرے طلوع نہیں ہوتا۔ ہر سال اپنے آغاز سے پہلے میرے پاس آتا ہے اور مجھے اہم واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔ اسی طرح ماہ و ہفتہ میرے پاس آکر سلام کہتے ہیں اور اپنے دوران جو چیزیں رُونما ہونے والی ہوتی ہیں مجھے آگاہ کرتے ہیں۔

تیرہ[۱۳] آدمیوں کی دستگیری

مشایخ میں سے اکثر حضرات نے اس روایت کو بیان کیا ہے کہ ہم ایک دن جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مجلس میں بیٹھے تھے جس میں آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کچھ مانگنا چاہے مانگ لے۔ شیخ ابوالمسعود احمد بن حریمی اُٹھے اور عرض کی کہ میں ترک تدبیر و اختیار چاہتا ہوں۔ شیخ محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے مجاہدہ پر قوت چاہیے۔ شیخ اباالقاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے اللہ کا خوف عطا ہو۔ شیخ ابو محمد حسن فارسی نے کہا: مجھے خدا کے ساتھ صاحبِ حال بنا دیجئے۔ چونکہ اس نعمت سے میں محروم ہو گیا ہوں، مجھے یہ چیز ملنی چاہیے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو۔ شیخ جمیل ابو یوسف صاحب خطوہ نے عرض کیا: مجھے حفظ وقت کی ضرورت ہے۔ شیخ ابو حفص عمر غزال کہنے لگے: مجھے زیادتِ علم چاہیے۔ شیخ جلیل صرصری نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں اُس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک مقامِ قطبیت پر نہ پہنچ جاؤں۔ شیخ ابوالبرکات ہمانے کہا: مجھے محبتِ الٰہی میں بیخودی درکار ہے۔ شیخ ابوالفتوح المعروف با بن الحضر بن نصر بغدادیؒ نے کہا: مجھے حفظ قرآن و حدیث کرا دیں۔ شیخ ابوالخیر نے عرض کی: مجھے ایسی معرفت درکار ہے کہ میں مواردِ ربانیہ اور غیر ربانیہ میں تمیز کر سکوں۔ شیخ ابو عبداللہ بن ہبۃ اللہ نے کہا: مجھے درباں سرائی کی خواہش ہے۔ ابوالقاسم بن صاحب نے گزارش کی کہ مجھے حاجب باب عزیز بنا دیجئے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادرؒ نے ان تمام حاضرین کی خواہشات سُننے کے بعد یہ آیت پڑھی:

Marfat.com

وکلا نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربك وما کان عطاء ربك محظورا۔

میں تمام کی مدد کر رہا ہوں اور یہ تمام نعمتیں تیرے پروردگار کی عطا سے ہیں اور تیرے پروردگار کی عطا سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے خدا کی قسم! ان لوگوں کو وہ تمام نعمتیں مل گئیں جو انہوں نے طلب کی تھیں میں نے ہر ایک شخص کو اسی مقام پر دیکھا جس کی اس نے حضور غوث پاکؓ سے تمنا کی تھی، البتہ جلیل صرصری کے متعلق بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے وعدۂ قطبیت نہیں کیا تھا لیکن بعض روایات میں چونکہ آپ کی عطاء ایک عام سوال کے ماتحت تھی جلیل صرصری بھی قطبِ وقت بنا دیے گئے تھے مگر یہ مقام انہیں موت سے پہلے صرف سات دن نصیب ہوا۔

شیخ ابوسعود حسبِ منشاء ترکِ اختیار کی انتہا کو پہنچ گئے تھے اور ان کا مرتبہ اس قدر بلند ہوا کہ وہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے دل میں میرے مصلے سے آگے کوئی خطرہ پیدا ہی نہیں ہوا۔

شیخ بن قاید کو مجاہدہ پر پورا اختیار مل گیا تھا۔ اس کی مثال آپ کے زمانے میں دوسرے کسی بزرگ کے ہاں نہیں ملتی۔ وہ عمر کے آخرین حصہ میں تقریباً چودہ سال زیرِ زمین مجاہدہ کرتے رہے۔ میں نے انہیں یہ کہتے سنا کہ میں نے بھوک کو بھوکا کر دیا ہے اور پیاس کو پیاسا بنا دیا ہے۔ نیند کو سلا دیا ہے اور بیداری کو بیدار کر دیا ہے۔ میں نے ڈر کو ڈرا دیا ہے اور مصائب کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے صرف اللہ میرے حکم پر غالب ہے۔

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ خوف کے درجہ عالیہ پر پہنچے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کے دماغ سے حلق تک خوف کی آواز آتی تھی۔ شیخ حسن فارسی پر جب غوث پاکؓ نے نگاہ ڈالی تو مجلس میں بیٹھے ہی مضطرب ہو گئے اور اسی وقت اٹھے۔ میں دوسرے دن ان سے ملا اور ان سے مجلس کی حالت دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ میرے احوال قلبی ایک مدت سے سلب ہو چکے تھے۔ جناب غوث الاعظمؓ نے ان احوال کو میری طرف لوٹا دیا اور اس

Marfat.com

ضمن میں آپ کی ایک نگاہ ہی کام کر گئی۔

شیخ جمیلؒ کو حفظ و مراعاتِ نفس میں وُہ چیزیں حاصل تھیں جو میں نے دوسروں کے ہاں نہیں پائیں۔ وہ خلا میں اپنی تسبیح کے دانوں کو معلق کر دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ اپنی تسبیح کسی دیوار کی میخ سے لٹکا دیتے تھے اور یہ تسبیح دانہ دانہ ہو جاتی تھی اور ایک ایک دانہ آپ کے ہاتھ تک اُڑتا چلا آتا تھا۔ میں نے یہ حال کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

شیخ عمر غزالؒ نے کئی قسم کے علوم جمع کر لیے اور ان تمام کو ازبر کر لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنی لائبریری کی ہزاروں کتابیں فروخت کر دیں۔ آپ کو ان کتابوں کی فروخت پر بڑی سرزنش ہوئی لیکن انہوں نے بتایا اب مجھے ان کتابوں کی اپنے کتب خانے میں ضرورت نہیں کیونکہ یہ مجھے ازبر ہو گئی ہیں۔

شیخ ابوالبرکات ہمامی پر جناب غوث الابرارؓ نے ایک نگاہ ڈالی۔ وہ مجلس میں بیٹھے تھے کہ بیہوش ہو گئے۔ انہیں وہاں سے اٹھا لیا گیا، ان کی لاشعوری میں ہی بغداد سے لے جا کر کوفہ میں پہنچا دیا گیا۔ میں نے انہیں ایک دن کوفہ کے شراب خانے میں حیران کھڑے پایا کہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے انہیں بلایا، مگر وہ میری طرف متوجہ نہ ہوئے میں واپس آ گیا۔ چند سال بعد مجھے بصرہ جانے کا اتفاق ہوا تو مجھے وُہ پہلے حال پر ہی ملے۔ میں اُن کے پاس گیا اور گفتگو کرنا چاہی مگر انہوں نے پسند نہ کیا۔ میں وہاں سے ہٹ کر اُن کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا: اے اللہ! میں جناب غوث پاکؓ کے وسیلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ انھیں عقل لوٹا دے تاکہ وُہ مجھ سے بات تو کر سکیں۔ چنانچہ وُہ اٹھے اور میرے پاس آ کر السلام علیکم کہا۔ میں نے انہیں پُوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ آپ نے بتایا: بھائی! مجھے غوث پاک کی ایک نگاہ نے غیر اللہ کی محبت سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اب میرے نفس اور وجود کے سامنے دُوسری کسی چیز کی اہمیت نہیں ہے۔ یہ کہتے ہُوئے اپنی

Marfat.com

جگہ پر واپس چلے گئے۔ میں روتا واپس آگیا حتیٰ کہ آپ اسی حال میں وفات پا گئے۔

شیخ ابوالفتوح نے قرآن پاک چھ ماہ میں حفظ کر لیا اور اُن کے سامنے جتنے بھی مشکل مسائل تھے حل ہوتے گئے۔ سبعہ قرأت پر ماہر ہو گئے۔ بہت سی کتابیں یاد ہو گئیں، احادیث از بر کرلیں اور ان سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ وفات پائی۔

شیخ ابوالخیر بشروی اس حدیث کے راوی ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا تو مجھے اپنے سینہ میں ایک نور آتا دکھائی دیا۔ اسی دن سے مجھے حق و باطل میں فرق محسوس ہونے لگا اور ہدایت و گمراہی میں فرق معلوم ہو گیا حالانکہ مجھے ان چیزوں کے متعلق بڑا شک اور شبہ تھا۔

عبداللہ بن ہبیرہ وزارت نیابت کے ستوں مقرر کر لیے گئے۔ ابوالفتوح کو خلیفہ کے گھر کی تولیت مل گئی۔ ابوالقاسم کو خلیفہ کے دروازے پر حاجب مقرر کیا گیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے عہدوں پر ایک طویل مدت تک رہے۔

شیخ ابامحمد عبدالملک ذبالؒ نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر گیلانیؓ کے مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت غوث اپنے گھر سے نکلے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لوٹا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کاش! مجھے اس لوٹے سے کوئی کرامت دکھائی جاتی۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور وہ لوٹا زمین پر پھینک دیا۔ لوٹا زمین پر گرتے ہی ایک نور ظاہر ہوا جس سے زمین و آسمان کی پہنائیاں اور آفاق کی وسعتیں روشن ہو گئیں۔ آپ نے اسے پھر اٹھالیا اور وہ اسی حالت میں آگیا۔ آپ نے مجھے فرمایا: بس ذبال! تمہیں اسی چیز کی خواہش تھی۔

ایک تاجر کا واقعہ

مشائخِ طریقت نے شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی بغدادیؒ کی زبانی یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ابوالمظفر حسن بن تمیم نامی تاجر شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا، یا سیدی! میں تجارت کے

Marfat.com

سلسلہ میں سفر کرنا چاہتا ہُوں۔ شیخ نے کہا: اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال واسباب لُوٹ لیا جائے گا۔ ابو المظفر بڑا افسردہ دل ہو کر مجلس سے باہر آگیا اور حضرت شیخ عبد القادرؓ جوان دنوں ابھی نوجوان تھے کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اپنا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت نے فرمایا: تم سفر کرو، صحیح سلامت لوٹ آؤ گے اور میں اس بات کا ضامن ہوں۔ ابو المظفر سفرِ تجارت پر نکلا اور اپنا مال واسباب ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ وہ ایک حمام میں گیا اور حمام کے طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی اور اُسے اٹھانا بھول گیا اور اس مکان میں آگیا جہاں اس کا قیام تھا اور گہری نیند سو گیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ وُہ ایک قافلہ کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب قزاقوں نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک قزاق نے اس کی گردن بھی اڑا دی۔ وہ اس دہشت ناک خواب سے بیدار ہُوا، اور کانپنے لگا۔ اسے اس خون کا اثر اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا اور ان شدید ضربات کا درد محسوس ہو رہا تھا۔ اُسے اپنا روپیہ یاد آیا اور اُٹھ کر حمام میں دوڑا دوڑا گیا۔ اس کا ہزار دینار وہیں پڑا تھا۔ بغداد میں واپس آکر اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بزرگوں سے ملے۔ چونکہ حضرت دباسؒ ضعیف تھے۔ جن کی بات سچی ہُوئی ہے وُہ شیخ عبد القادرؓ تھے لیکن وہ حضرت دباسؒ کے پاس گیا۔ اُنہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ شیخ سید عبد القادرؓ کے پاس جاؤ کیونکہ وُہ اللہ کے محبوب ہیں۔ انہوں نے تمہاری بریت اور رفاہ ذنبے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ستر بار سفارش کی تھی حالانکہ تمہاری تقدیر میں نقصانِ سرمایہ اور قتل لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی تقدیر کو بدل دیا اور صرف خواب میں اس کا منظر دکھا کر قتل سے بچا لیا اور مال کے نقصان کو بھی بھول جانے سے بچا لیا۔

پھر وُہ شیخ سیدنا عبد القادر جیلانیؓ کے پاس آیا۔ آپ نے پُوچھا کہ شیخ حمادؒ نے تمہیں میرے ستر بار سفارش کرنے کا واقعہ سُنا دیا ہے۔ ابو المظفر نے کہا: ہاں۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا: خدا کی قسم میں نے تمہاری بربیت کے لیے اپنے اللہ سے مکرراً ستر بار التجا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس تقدیر کو بدل دیا۔ بیداری کی چیز کو خواب میں دکھا دیا یمحو ا اللہ ما یشاء و یثبت - (اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے، جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے) عندہٗ ام الکتاب (اس کے سامنے لوح محفوظ ہے)

شیخ ابو المظفر منصور ابن مبارک واسطیؒ نے روایت کی ہے :

علوم فلسفہ کی ضبطی میں اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ میرے پاس چند کتابیں ایسی تھیں جن میں یونانی فلسفہ اور روحانیت بھرا پڑا تھا۔ مجھے اہلِ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ جب حضرت آپ کے علوم یا کتابوں کے متعلق پُوچھیں تو یہ کتابیں لے کر گھر آجانا۔ جب مجھے پُوچھا گیا تو میں اُٹھا تاکہ گھر آجاؤں اور ان کتابوں کو گھر پھینک دُوں تاکہ شیخ ناراض نہ ہوں کہ میں کیا پڑھتا رہتا ہُوں لیکن میرا دل چونکہ فلسفہ سے دلچسپی رکھتا تھا۔ میں ان علوم اور ان کتابوں کو ضائع کرنے کو تیار نہ تھا اور بہت سے مسائل تو مجھے ازبر ہو گئے تھے۔ میں اپنے ارادے سے اٹھا ہی تھا کہ شیخ نے میری طرف دیکھا، میں اُٹھ نہ سکا۔ میری حالت اس شخص کی سی تھی جسے قید کر لیا گیا ہو اور اس کے پاؤں باندھ دیے گئے ہوں۔ آپ نے مجھے فرمایا: اپنی کتاب مجھے دے دو۔ جب میں نے اس کتاب کو کھولا تو مجھے صرف سفید کاغذوں کا دفتر نظر آنے لگی۔ تمام حروف محو ہو چکے تھے۔ میں نے کتاب آپ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ آپ نے ایک ایک صفحہ دیکھا اور فرمایا، یہ تو قرآن کے فضائل ہیں جسے محمد بن ضریس نے لکھا ہے۔ میں نے کتاب لی تو واقعی وُہ کتاب فضائل قرآن پرتھی۔ جو بڑے خوش انداز میں تحریر تھی۔ مجھے فلسفے کی ساری چیزیں جو یاد تھیں بُھول گئیں اور مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات میرے سینے سے مٹ گئے ان میں سے ایک مسئلہ بھی آج تک میرے حافظے میں نہیں آیا۔

ایک روایت میں ہے حضرت غوث الاعظمؓ کی خدمت میں جیلان کے مشائخ کی

Marfat.com

ایک جماعت حاضر ہوئی۔ انہوں نے آپ کے لوٹے کو غیر قبلہ رُخ پڑا پایا۔ آپ کا خادم مجلس میں بیٹھا تھا۔ آپ نے ایک نگاہِ خشمگیں ڈالی تو وہاں مردہ پڑا تھا اور ایک نگاہ لوٹے پر ڈالی تو وہ قبلہ رُخ ہو گیا۔

حضرت غوث الاعظمؓ کا جلال آپ کے مدرسہ میں مختلف ممالک کے مشائخ حاضر ہوئے۔ حضرت غوث پاکؓ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ وُہ دسترخوان بچھا دے۔ جب دسترخوان بچھا دیا گیا اور کھانا شروع ہُوا تو آپ نے خادم کو حکم دیا کہ وُہ بھی ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالے۔ مگر خادم نے بتایا کہ وُہ روزے سے ہے آپ نے اسے کہا، کھاؤ تمہیں روزے کا ثواب ملے گا مگر خادم بضد رہا کہ اس کا روزہ ہے وُہ نہیں کھائے گا۔ آپ نے پھر کہا: کھاؤ تمہیں ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے پھر کہا: میں تو روزہ دار ہُوں۔ آپ نے پھر فرمایا: کھاؤ تمہیں سارے جہان کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے پھر کہا: میں نے روزہ رکھا ہے۔ آپ نے ایک غضب ناک نگاہ سے دیکھا، وہ زمین پر گرا اور اس کا بدن سُوجنے لگا اور اس سے خون اور پیپ بہنے لگی۔ مشایخ نے اس خادم کی سفارش کرنا چاہی مگر وہ بھی آپ کے غضب کے ڈر سے خاموش ہو گئے مشایخ کی اس خاموشی پر آپ کو ترس آگیا اور وُہ اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوئی عارضہ ہی نہیں تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کے زمانے میں ایک صاحب کرامات بزرگ تھے وہ کہا کرتے تھے: میں تو مقامِ یونس علیہ السلام سے بھی آگے پہنچ گیا ہُوں۔ اس شخص کے اس دعویٰ کا تذکرہ جناب غوث الاعظمؓ کی مجلس میں کیا گیا تو آپ کا چہرہ غصّے سے تابناک ہو گیا۔ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے مگر غصّے کے عالم میں اس تکیے کو لے کر اپنے سامنے رکھ لیا ابھی یہ حالت ہوئی تھی کہ وہ دعویٰ کرنے والا مرا پڑا تھا۔ کسی نے اس کے مرنے کے بعد اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پُوچھا: تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا، اس نے

Marfat.com

بتایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش لیا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق میرے دعویٰ کو بھی معاف کیا گیا۔ یہ سارا کام حضرت غوث الاعظمؓ کے ترس کھانے اور سفارش کرنے سے ہُوا۔ اللہ بھی راضی ہو گیا اور حضرت یونسؑ نے بھی معاف کر دیا۔

واقعہ زغن بعض مشایخ نے بتایا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی مجلسِ وعظ پر سے ایک چیل اڑتی ہُوئی گزری۔ اس وقت بڑی آندھی چل رہی تھی اور اس چیل نے گزرتے ہُوئے زوردار چیخ لگائی۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر ہوا کو حکم دیا۔ اس چیل کا سر اڑا دو۔ دیکھتے دیکھتے سر جدا اور تن جدا پڑا تھا۔ حضرت کُرسی سے اُٹھ کر نیچے آئے اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھا لیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔ دیکھتے دیکھتے چیل پھڑپھڑائی اور ہوا میں اُڑ گئی۔ یہ سارا واقعہ لوگ دیکھتے رہ گئے۔

واقعہ مرغِ بریاں ایک دفعہ ایک عورت حضرت محی الدین عبد القادر جیلانیؓ کی خدمت میں حاضر ہُوئی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ وُہ کہنے لگی: یا حضرت! اس بچّے کو آپ سے بڑا اُنس ہے۔ میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر اسے آپ کی تربیت میں دیتی ہُوں۔ آپ نے اس بچّے کو قبول کرتے ہُوئے اسے مجاہدہ و ریاضت اور طریقِ سلف پر تربیت دینا شروع کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی ماں اسے ملنے آئی اور اس نے دیکھا کہ جناب غوث پاکؓ ایک بُھنا ہوا مُرغ کھا رہے ہیں جبکہ اس کا بیٹا نہایت کمزور، نحیف و نزار ایک کونے میں بیٹھا جَو کی روٹی کھا رہا تھا۔ اس عورت نے مرغ کی ہڈیاں دیکھتے ہُوئے کہا: حضرت! آپ تو مُرغ کھاتے ہیں لیکن میرے بیٹے کو نانِ جویں پر گزر کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ نے یہ بات سُنتے ہی مُرغ کی ہڈیوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا: جب تمہارا بیٹا ایسا ہو جائے گا، وُہ جو چاہے کھاتا رہے۔

نابینا اور مفلوج صحت پا گئے شیخ قدوہ ابو الحسن علی قرشیؒ نے روایت کی ہے کہ ۵۵۹ھ میں شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ اور میں حضرت

شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے، ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بغدادی آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: حضرت! آپ کے نانا جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص دعوت پر بلائے تو اُسے ردّ نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں بھی آپ کو اپنے غریب خانہ پر کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اگر مجھے اجازت ملی تو مَیں آؤں گا۔ چنانچہ آپ مراقبے میں گئے اور دیر تک مراقبہ میں رہنے کے بعد کہنے لگے: میں ضرور آؤں گا۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہُوئے۔ شیخ علیؒ نے رکاب تھامی ہُوئی تھی۔ میں بھی بائیں رکاب کو پکڑے جا رہا تھا۔ ہم اس تاجر کے گھر پہنچے۔ اس کے گھر بغداد کے بڑے بڑے مشایخ بھی آئے ہُوئے تھے علماءِ کرام اور اعیانِ مملکت بھی موجود تھے۔ چنانچہ آپ کے سامنے دستر خوان بچھا دیا گیا جس پر رنگا رنگ کے کھانے چُنے ہُوئے تھے۔ ایک بہت بڑا برتن دستر خوان کے ایک کونہ میں سر بمُہر رکھ دیا گیا تھا ابو الغالب (میزبان) نے کہا اجازت ہے۔ حضرت شیخ سر جھکائے بیٹھے رہے نہ خود کھایا نہ اہلِ مجلس کو اجازت دی۔ تمام اہلِ مجلس خاموش بیٹھے رہے۔ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ نے میری طرف اشارہ کیا اور علی ہیتیؒ کو بھی کہا کہ ہم دونوں جا کر وُہ بڑا سا برتن اُٹھا لائیں۔ اگرچہ وُہ برتن بڑا بھاری تھا لیکن ہم اٹھا لائے اور شیخ کے آگے رکھ کر اس کا ڈھکنا کھولا۔ اس برتن میں ابو الغالب (میزبان) کا بیٹا تھا جو مادر زاد اندھا، مفلوج اور مجذوم تھا۔ حضرت شیخؓ نے اسے کہا: اللہ کے حکم سے اُٹھو۔ وُہ لڑکا آنکھوں سے ایسے دیکھنے لگا جیسے وُہ بینا ہو۔ اور اس میں کوئی بیماری نظر نہیں آتی تھی۔ حاضرینِ مجلس میں ایک وجد آفریں شور برپا ہُوا۔ آپ اسی شور میں باہر آ گئے اور کچھ نہ کھایا۔ میں شیخ ابو سعید قیلویؒ کے پاس آیا اور اسے یہ واقعہ سُنایا۔ سُن کر فرمایا: شیخ عبد القادرؓ اللہ کے حکم سے اندھوں کو بینا، کوڑھی کو تندرست اور مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

رافضی تائب ہو گئے مشایخ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ہم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ چند رافضی دو بہت بڑے ٹوکرے اٹھائے آپ کے پاس آئے۔ ان ٹوکروں کا مُنہ بند تھا اور ان پر مُہر ثبت تھی۔ وُہ کہنے لگے: آپ ہمیں بتائیے کہ ان ٹوکروں میں کیا ہے؟ آپ اپنی کُرسی سے اُٹھے اور ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھا اور کہا: اس میں ایک لڑکا ہے۔ آپ نے اپنے لڑکے عبدالرزاقؒ کو حکم دیا کہ ٹوکرے کا منہ کھول دیا جائے۔ اس میں سے ایک بچّہ نکلا جو مفلوج تھا۔ آپ نے اس بچّے کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اٹھو۔ وُہ اٹھا اور باہر نکل آیا۔ دُوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: اس ٹوکرے میں ایک ایسا بچّہ ہے جسے کوئی بیماری نہیں ہے۔ آپ کے حکم سے وُہ ٹوکرا ابھی کھولا گیا اُس میں سے ایک لڑکا برآمد ہُوا جو باہر نکلتے ہی چلنے پھرنے لگا۔ آپ نے اُس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اسے بٹھا لیا اور وُہ فالج زدہ ہو گیا۔ ان رافضیوں نے یہ واقعہ سنتے ہی توبہ کر لی مگر اس واقعہ کے تصوّر اور دہشت سے اسی روز تین آدمی مر گئے۔

مردِ غیب بارگاہِ غوثیت میں ایک دن آپ تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک مردِ غیب ہوا میں اُڑتا ہوا بغداد کی فضا سے گزرا۔ اس کے سر پر ایک سفید عمامہ تھا اور کندھوں پر دو جھنڈے نظر آ رہے تھے۔ جونہی وُہ شیخ کی خانقاہ کے نزدیک سے گزرا زمین پر آ رہا اور اس طرح گرا جیسا کہ شکاری عقاب اپنے شکار پر گرتا ہے مگر اُٹھ نہ سکا۔ مدہوش سا ہو کر جناب غوث پاکؒ کے پاس بیٹھ گیا اور سلام کیا اور پھر ہوا میں تیرنے لگا۔ لوگوں نے جناب غوث پاکؒ سے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ آپ نے بتایا: یہ شخص مردانِ غیب سے ہے مگر بڑی بے نیازی سے بغداد سے گزر رہا تھا۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ ہم پہلے قلم بند کر چکے ہیں۔

بغداد سے نہاوند کا سفر اور واپسی مشایخ نے شیخ ابوالحسن طنطنہ بغدادیؒ سے

Marfat.com

روایت بیان کی ہے کہ میں شیخ سیدنا عبدالقادرؓ کے پاس ایک ضروری کام کے لیے قیام پذیر تھا۔ میں رات کو اکثر بیداری اختیار کرتا۔ اگر آپ کے لیے کوئی خدمت ہوتی تو بجالاتا۔ حضرت شیخ ایک رات تنہا گھر سے باہر نکلے میں نے آپ کو وضو کے لیے پانی کا کوزہ دیا۔ آپ اپنے مدرسہ کی طرف چلے گئے۔ مدرسے کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہم چلتے گئے حتیٰ کہ بغداد کے بیرونی دروازے پر پہنچ گئے۔ وُہ دروازہ بھی کھلا اور ہمارے باہر آنے کے بعد خود بخود بند ہو گیا۔ ایک راہ پر روانہ ہوئے تو تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک شہر نظر آیا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا آپ ایک ایسے مکان کی طرف پہنچے جو ایک سرائے کی طرح دکھائی دیتی تھی۔ وہاں چھ اشخاص بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے سلام کیا۔ میں بھی ایک خفیہ جگہ کھڑا ہو گیا۔ مجھے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا حتیٰ کہ تھوڑی دیر کے بعد رونے کی آواز رُک گئی۔ ایک شخص نکلا اور اس طرف گیا۔ جہاں سے رونے کی آواز آ رہی تھی وُہ ایک دُوسرے آدمی کو اپنی گردن پر بٹھا کر لا رہا تھا۔ ایک دُوسرا شخص ننگے سر اور لمبے بال وہاں بیٹھا تھا۔ لوگ اسے حضرت غوث الاعظمؓ کے پاس لے آئے اور دُو شہادتیں دیں اور اس شخص کے لمبے بال اور مونچھیں کاٹ دیے گئے اور اسے ایک عمدہ لباس پہنایا گیا اور اس کا نام محمد رکھا گیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں کو کہا کہ اس شخص کو اس مُردہ آدمی کا نعم البدل قرار دیا گیا ہے ان سب نے کہا: ہم نے اسے قبول کیا۔ شیخ باہر نکلے اور انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ میں بھی شیخ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہم ابھی کوئی لمبا فاصلہ طے کرنے نہ پائے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ہم بغداد کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ دروازہ کھل گیا۔ ہم مدرسہ میں آئے اور مدرسے کا دروازہ بھی کھل گیا۔ پھر گھر میں آئے۔ صبح ہوئی تو میں شیخ کے پاس بیٹھا اور حسب عادت کچھ پڑھنے لگا لیکن میں اسے پڑھ نہ سکا کیونکہ میرے دماغ میں ابھی تک رات کے واقعہ کی ہیبت تھی۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! یہ پڑھو تاکہ تمہیں کوئی فکر و غم نہ رہے۔

Marfat.com

میں نے پوچھا کہ رات آپ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ اور وہ لوگ کون تھے؟ آپ نے فرمایا کہ اس شہر کا نام نہاوند ہے۔ جن چھ اشخاص کو تم نے دیکھا تھا وہ ابدالِ وقت تھے۔ یہ آدمی جسے تم نے دیکھا تھا وہ ساتواں تھا اور وُہ فوت ہوگیا اور جس شخص نے دوسرے کو کندھے پر اٹھایا ہُوا تھا وہ حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام تھے تا کہ ان کا متولی بن سکیں جس شخص کو میں نے گواہ بنایا تھا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی تھا اور مجھے حکم ہوا تھا کہ (وہ اسلام قبول کرنے کے بعد تائب ہوگیا) اسے ابدالِ وقت مقرر کر دیا جائے۔ اسے لایا گیا۔ اس نے اقرارِ قبولِ اسلام کیا۔ چنانچہ اب وہ وقت کے ابدالوں میں سے ہے۔

حضرت غوث الاعظمؓ نے مجھ سے عہد لیا کہ اس واقعہ کا تذکرہ آپ کی زندگی میں کسی سے نہ کروں۔

جنّات سے لڑکی کی رہائی

شیخ عارف ابوالخیر بشیر بن محفوظؓ نے بیان کیا ہے کہ میں بغداد میں تھا، میری ایک لڑکی فاطمہ نامی چھت پر آئی اور وہاں سے غائب ہوگئی۔ مجھے بڑی پریشانی ہُوئی۔ میں نے تلاش بسیار کے بعد حضرت غوث الاعظمؓ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ کرخ کے ویرانہ میں چلا جانا اور وہاں ایک ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے گرد ایک گھیرا کھینچ لینا اور عبدالقادرؓ کا تصوّر کرلینا اور پھر کہنا بسم اللہ۔ رات کی تاریکی میں تمہارے اردگرد جنّات کے لشکر آئیں گے، ان کی مختلف شکلیں ہوں گی، انھیں دیکھ کر ڈرنا نہیں، سحری کے وقت جنّات کا بادشاہ تمہارے پاس حاضر ہوگا اور تمہاری حاجت کے متعلق پوچھے گا، اُسے کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادرؓ نے بغداد سے بھیجا ہے، تم میری لڑکی کو تلاش کرو۔

میں اس ویرانے میں پہنچ گیا، حضرت شیخ کے بتاتے ہُوئے تمام طریقوں پر عمل کیا۔ رات کی تاریکی میں ہیبت ناک جنّات کے لشکر اس گھیرے سے باہر باہر گزرتے رہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی وحشت ناک صورتیں دیکھی نہ جاتی تھیں۔ سحری کے وقت جنّات کا بادشاہ گھوڑے پر

Marfat.com

سوار آیا اور اس کے اردگرد جنّوں کا ایک ہجوم تھا، وہ دائرہ کے باہر ہی میرے سامنے کھڑا ہوگیا اور مجھے پوچھا کہ مجھے کیا کام ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ مجھے حضرت غوث پاکؓ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ وہ نام سنتے ہی گھوڑے سے اُتر آیا اور زمین بوس ہوا۔ جنّوں کے تمام لشکر دائرے کے باہر بیٹھ گئے، میں نے اپنی لڑکی کے گم ہونے کا سارا قصہ سنایا، اس نے تمام جنّوں کو مخاطب کرکے کہا: کوئی جانتا ہے کہ اس لڑکی کو کون لے گیا۔ جنات ایک چینی جن کو پکڑ لائے، بادشاہ نے پوچھا: تم اس لڑکی کو کیوں لے گئے تھے؟ اس نے بتایا: جب وہ قطبِ وقت کے شہر میں رہتی تھی میں اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہوگیا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس چینی جن کی گردن اڑا دی جائے۔ اور لڑکی کو میرے حوالے کر دیا۔

میں نے کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فرماں بردار آپ جیسا نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگا: خدا کی قسم، جب سید عبدالقادر جیلانیؓ ہماری طرف نگاہ کرتے ہیں تو زیرِ زمین تمام جنات کانپنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قطبِ وقت کا تعین فرماتا ہے تو تمام جن و انس اس کے تابع فرمان کر دیے جاتے ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانیؓ کی خدمت میں اصفہان سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کے سر میں سخت درد ہوتا ہے تمام معالج اس کے علاج سے اعترافِ عجز کر چکے ہیں اور ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کام تو ایک جن کا ہے جس کا نام خانس ہے اور وہ سراندیپ (سیلون) میں رہتا ہے۔ اب تم گھر جا کر اپنی بیوی کے کان میں کہو: خانس! تمہیں شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے بغداد سے کہا ہے کہ پھر یہاں نہ آنا ورنہ مارے جاؤ گے۔ وہ اصفہانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت کے بتاتے ہوئے عمل پر کام کیا۔ اس کے بعد آج تک میری بیوی کو سر درد نہیں ہوا۔

مخلوق کے دل میری مٹھی میں ہیں

شیخ عمر بزاز رحمہ اللہ سے روایت ہے ایک دفعہ میں جمعہ کے دن جناب سیدنا عبدالقادرؓ کے

Marfat.com

ساتھ جامع مسجد کی طرف آیا۔ میں نے دیکھا کوئی بھی آپ کو سلام نہیں کر رہا۔ میرے دل میں خیال آیا، حیرت ہے کہ ہر جمعہ ہم مسجد کو آتے ہیں تو سلام کہنے والوں کے انبوہ سے گزرنا محال ہوتا ہے مگر آج کوئی شخص نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ ابھی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی کہ شیخ مجھے دیکھ کر مسکرائے چنانچہ لوگوں نے آپ سے مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ میرے اور شیخ کے درمیان ایک مخلوق حائل ہو گئی۔ میں نے سوچا اس حالت سے تو وہ حالت بہتر تھی۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور کہا، اے عمر! تم ہی تو ان لوگوں کو چاہتے تھے۔ تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل تو میری مٹھی میں ہیں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف ملتفت کر لیتا ہوں اور اگر چاہوں تو انھیں دور کر دیتا ہوں۔

بغداد میں آتش زنی شیخ بقا ابن بطو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص ایک نوجوان کو حضرت سیدنا عبدالقادرؓ کی خدمت میں لایا اور کہنے لگا: آپ اس نوجوان کے لیے دعا فرمائیں۔ خدا کی قسم یہ میرا بیٹا ہے حقیقت میں یہ بات محض جھوٹ تھی حالانکہ یہ دونوں کردار کے لحاظ سے بڑے بدسیرت تھے حضرت شیخ غضب ناک ہو گئے اور فرمانے لگے اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ آپ لوگ میرے سامنے جھوٹ بولنے سے بھی نہیں شرماتے۔ معاشرہ کی یہ حالت دیکھ کر آپ بڑے دلگیر ہوئے اور غصے کے عالم میں گھر آ گئے۔ ان دو بدکردار آدمیوں کے گھروں میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے حتیٰ کہ یہ شعلے پھیلتے گئے اور شہر کے اکثر حصوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ بغداد پر خدا کے عذاب کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں اور بادل کے ٹکڑوں کی صورت میں آگ برس رہی تھی چنانچہ میں سراسیمگی کی حالت میں حضرت شیخ کے گھر آیا، دیکھا کہ آپ ابھی تک غضبناک ہیں۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور دل چاہتا تھا کہ آپ سے استدعا کروں۔ حضرت! اب مخلوقِ خدا پر رحم فرمائیے، بہت کچھ ہو گیا۔ میری التجا پر آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو آگ سرد ہو گئی۔

شیخ ابوبکر کی حالتِ سلب اس واقعہ کو ذیل مشائخِ وقت نے بیان کیا ہے

Marfat.com

شیخ ابو سعود حریمی، شیخ علی ابن ادریس لیعقوبی، شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی۔ ان بزرگوں کے بیان کے مطابق شیخ عباد اور شیخ ابو بکر بن حمامی صاحبِ کشف مغلوب تھے۔ حضرت شیخ عبد القادرؒ شیخ ابو بکر کو کہا کرتے تھے: ابا بکر! شریعتِ مطہرہ کو آپ سے شکایت ہے۔ اس کے باوجود بھی شیخ ابو بکرؒ بعض منہیات سے باز نہیں آتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت شیخ جامع مسجد رصافہ میں آئے تو وہاں شیخ ابو بکر کو دیکھا تو آپ نے ان کے سینے پر ایک ہاتھ مارا اور کہا: ابو بکر کے احوال کو سلب کر لیا جاتے۔ چنانچہ اس دن کے بعد ابو بکر تمام احوال و معاملات سلوک سے محروم ہو گئے اور وہ عراق کی طرف چلے گئے۔ جونہی وُہ بغداد آنے کا ارادہ کرتے تو منہ کے بل گر پڑتے۔ اگر کوئی دُوسرا شخص اُنھیں اٹھا کر بغداد کا رُخ کرتا تو وہ بھی مُنہ کے بل گر پڑتا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیخ ابو بکرؒ کی والدہ حضرت سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور روتے ہُوئے اپنے بیٹے کی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور بتایا کہ میں جب بھی اس کے پاس جانے کا ارادہ کرتی ہُوں، گر پڑتی ہُوں۔ آپ نے چند لمحے مراقبہ کے بعد فرمایا: جاؤ، ہم اسے بغداد آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ تمھارے گھر کے کنویں سے تمہارے ساتھ بات کرے گا۔ چنانچہ مشایخ نے دیکھا۔ ہفتہ میں ایک بار شیخ ابو بکر بغداد میں زیرِ زمین آتے اور اپنی والدہ سے کنویں سے باتیں کرتے۔ شیخ عدی بن مسافر کو حضرت شیخؒ کے پاس بطور سفارش بھیجا تو آپ نے معافی کا وعدہ فرما لیا۔

میاں مظفر جمالؒ اور شیخ ابو بکر باہمی دوست تھے ایک دفعہ اُنھیں بارگاہِ رب العزت میں گفت گو کرنے کا موقعہ ملا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے میرے بندے! تمہاری کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ میاں مظفر جمالؒ نے عرض کی: میرے بھائی شیخ ابو بکرؒ کے سلبِ حال کو درست فرمایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سلب حال تو میرے ولی خاص جناب شیخ عبد القادرؒ کے کہنے پر ہوا ہے تم ان کے پاس چلے جاؤ اور انھیں میری طرف سے کہو کہ اب شیخ ابو بکر کو معاف کر دیا جائے اور اپنے جُودِ عام سے اسے نوازا جائے۔ میں نے شیخ ابو بکر کو معاف کر دیا ہے۔ آپ بھی

Marfat.com

اس سے راضی ہوجائیں۔اسی اثنار میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا ؛ مظفر! میرے نائب کو جا کر کہہ دو کہ عبدالقادر! ابوبکر کے حال کو لوٹا دو کیونکہ یہ تمہارا ذاتی غصہ نہیں تھا بلکہ میری شریعت میں کوتاہی کی وجہ سے تھا۔اب میں نے اسے معاف کر دیا ہے

اس واقعہ کے بعد حضرت مظفر جمالؒ بڑے مسرور ہو کر شیخ ابوبکر کے پاس گئے کہ انہیں خوشخبری سنائیں۔آپ کے جانے سے پہلے اس سارے واقعے کو اُن کے دل پر کشف کر دیا گیا چنانچہ بغداد و عراق کے درمیان ان دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوئی۔دونوں مل کر بغداد میں حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا : مظفر! تم نے حقِ دوستی خوب ادا کیا۔پھر یہ سارا واقعہ آپ نے اپنی زبان سے سُنا دیا مگر ایک چیز جو اس واقعہ سے بھول گئے تھے ، یاد دلائی۔حضرت شیخ نے ابوبکر کو توبہ کرنے کے لیے کہا اور ان چیزوں سے خاص طور پر باز رہنے کی تلقین کی جن کی وجہ سے سلبِ احوال تک نوبت پہنچی تھی ، اور اپنے سینہ سے لگا لیا۔شیخ ابوبکر کے سینہ میں وہ تمام احوال واپس آ گئے جو سلب ہو چکے تھے۔

شیخ مظفر فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوبکر سے پوچھا : تم ان حالات میں اپنی والدہ کے پاس زیرِ زمین کیسے آیا کرتے تھے ؟ انہوں نے بتایا کہ جب میں اپنی والدہ کی زیارت کا ارادہ کیا کرتا تھا تو کوئی چیز مجھے زیرِ زمین کھینچ لاتی تھی اور اپنے گھر پہنچ جاتا۔ایسے ہی زیرِ زمین مجھے واپس کر دیا جاتا رہا۔

عباد کا دعویٰ

ایک بزرگ عباد نامی نے کہا کہ میں جناب غوث الاعظمؒ کی وفات کے بعد زندہ رہوں گا اور آپ کی ولایت کا وارث بنوں گا۔آپ نے سُن کر عباد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا : اے عباد! یاد رکھو تمہیں تمہارے دامن میں پھینک دیتا ہوں۔میں اپنے فکر کے گھوڑوں کو تمہاری صفات کے میدان میں دوڑاتا ہوں۔یہ کہہ کر اپنا ہاتھ عباد کے ہاتھ سے ہٹا لیا اور عباد کی ولایت چھین لی اور ان کے سارے معاملات سلب ہو گئے وہ ایک عرصہ تک اسی حالت میں رہے۔اسی زمانے میں شیخ جمیل بدوی آپ کی ایک خلوت

Marfat.com

خاص میں وارد ہوئے۔ آپ کی نگاہِ قہر نے ان کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور ان کے بدن سے ایک تابناک روشنی ظاہر ہوئی۔ وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے اور سمجھتا بھی ہے۔ پھر اس کا جسم عالم ملکوت کی طرف اٹھا لیا گیا جہاں مشایخ کی ایک اور جماعت قیام پذیر تھی وہاں پہنچا دیا گیا۔ ان مشایخ میں سے صرف ایک شخص ہی انہیں پہچانتا تھا۔ پھر ان کے سامنے ایک نرم ہوا کا جھونکا اٹھا جس سے سب کے سب مدہوش ہو گئے۔ مشایخ نے کہا کہ یہ خوشبو شیخ عبدالقادرؓ کے مقام سے آتی محسوس ہوتی ہے۔ ان کے اوصاف کوئی محجوب بیان نہیں کر سکتا اور ان کے علوم کی صفت کسی غائب سے نہیں ہو سکتی۔ کسی شخص نے اسی مجلس میں کہا: اے میرے پروردگار! میں تیری بارگاہ میں اپنے بھائی عباد کے لیے سائل بن کر آیا ہوں اس کے کان میں یہ خبر ڈال دی گئی کہ عباد کی ولایت کوئی بھی واپس نہیں دے سکتا سوائے اس شخصیت کے جس نے اسے چھینا ہے۔

شیخ جمیل جب حالت بشریت میں آئے اور حضرت غوث الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: جمیل! تم نے عباد کے بارے میں سوال کیا تھا؛ عرض کی: حضور! میں نے سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا، اسے میرے سامنے لاؤ۔ جب عباد کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا: عباد! حاجیوں کے ساتھ برہنہ پا جاؤ۔ آپ کا فرمانا ہی تھا کہ بغداد سے عراق کا ایک شتر سوار کارواں روانہ ہوا، عباد اُن کے ساتھ ہو لیے، اور میدان فید میں پہنچ کر ایک درخت دیکھ کر وجد میں آگئے اور ایک چیخ مار کر سماع کرنے لگے۔ حتیٰ کہ اپنے آپ سے بے نیاز ہو گئے۔ آپ کے بدن کے مسام کُھل گئے جس سے خُون جاری ہو گیا یہاں تک کہ اُن کے دونوں قدموں تک خون بہنے لگا۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو ان کی حالت بہتر ہونے لگی اور وُہ اپنی اصل حالت پر آ گئے۔

اسی اثناء میں جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جمیل بدوی کو بتایا کہ اس وقت فید کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے عباد کو اس کا مرتبہ لوٹا دیا ہے۔ میں نے اللہ سے قسم کھائی تھی کہ

Marfat.com

اس وقت تک عباد کو ولایت نہ لوٹائی جائے جب تک وہ جُدائی کے دریا میں غوطہ زن نہ ہوجائے آج اس نے اس خون میں غوطہ لگایا تو اس کی حالت درست ہُوئی۔

بعض مشایخ نے روایت کی ہے کہ جب اس سفر کے دوران عباد فید کے مقام پر پہنچے تو عربوں نے قافلے پر حملہ کردیا۔ عباد کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے تو چیخ مارتے۔ چنانچہ آپ نے عربوں سے لڑنے کے لیے چیخ ماری مگر اس چیخ سے وہ فوت ہوگئے۔ حاجیوں کو ان کی موت کا علم ہُوا تو انہوں نے عباد کو فید کے مقام پر ہی دفنا دیا۔ حضرت غوث الاعظمؓ نے اسی دن جمیل بدوی کو عباد کی موت کی خبر دے دی تھی۔

جناب غوث پاکؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر اور عباد دونوں نے میرے حال پر اعتراض کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی گردنیں ماردیں۔

ایک شیخ کبیر ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جناب غوث پاکؓ کے گھر کی طرف تشریف لائے۔ آپ کے دروازے کے سامنے آپ نے ایک نوجوان کو اُلٹا لٹکا دیکھا۔ نوجوان سے علی ہیتیؒ نے گزارش کی کہ وہ جناب غوث پاکؓ کے پاس اس کی سفارش کریں۔ علی ہیتیؒ نے جناب غوث پاکؓ کی خدمت میں اس کی سفارش کی تو آپؓ نے فرمایا: میں تمہاری سفارش پر اس نوجوان کو معاف کرتا ہُوں۔ شیخ علی ہیتیؒ نے جب اس نوجوان کو معافی کا بتایا تو وُہ دہلیز سے اُٹھ کر باہر نکل گیا اور ہوا میں اُڑنے لگا۔ لوگوں نے شیخ علی سے پُوچھا کہ وُہ کون تھا؟ آپ نے بتایا: وُہ صاحبِ ولایت نوجوان تھا اور بغداد سے اڑتے ہُوئے گزر رہا تھا، اس کے دل میں آیا کہ اس شہر میں کوئی بھی صاحبِ نظر آدمی نہیں۔ جناب غوث اعظمؓ نے اس کے ارادے کو بھانپ کر گرا لیا اور سلبِ ولایت کرکے الٹا لٹکا دیا۔ اگر حضرت ہیتیؒ سفارش نہ کرتے تو زندگی بھر اس کی یہی حالت رہتی۔

بہت سے مشایخ اس واقعہ کے راوی ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ

شیخ حماد دباسؒ کا ہاتھ اور عالمِ برزخ

Marfat.com

جمعرات کے روز فقہاء اور فقراء کی جماعت کے ساتھ شیخ حماد دباسؒ کی قبر پہ گئے۔ سخت گرمی کے باوجود آپ بڑی دیر تک قبر پر رہے۔ تمام احباب بھی کھڑے رہے۔ جب واپس آئے تو آپ کے چہرے پر مسرت و اطمینان ظاہر ہوتے تھے۔ لوگوں نے آپ کے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اپنی جوانی کا وہ زمانہ یاد آتا ہے جب مَیں جمعہ کے دن بغداد سے باہر چلا جاتا شیخ حماد دباسؒ کے مرید اور احباب بھی میرے ساتھ ہوتے تاکہ نمازِ جمعہ مسجد رصافہ میں ادا کریں۔ حضرت شیخ حماد بھی ہمارے ساتھ ہی ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہم نہر کے کنارے کنارے جا رہے تھے کہ حضرت شیخ حمادؒ نے مجھے نہر میں پھینک دیا۔ ان دنوں سخت سردی پڑ رہی تھی۔ مَیں نے کہا: چلو نمازِ جمعہ کا غسل ہو گیا۔ میں نے صوف کے بھاری بھر کم کپڑے پہن رکھے تھے پانی سے بھیگنے کی وجہ سے وہ بڑے بوجھل ہو گئے۔ مجھے شیخ حماد اور اُن کے احباب تنہا چھوڑ گئے۔ میں بڑی مشکل سے باہر آیا اور ان کے پیچھے چلنے لگا اس واقعہ سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ سردی نے مجھے بہت تنگ کیا۔ ساتھ ہی تمام دوست میرا مذاق اڑانے لگے۔ حضرت شیخ حمادؒ نے فرمایا: میں آپ کو تنگ کرنا نہیں چاہتا تھا، میں نے تو محض امتحاناً ایسا کیا تھا۔

آج میں نے حضرت حمادؒ کو قبر میں دیکھا، آپ ایک قیمتی چادر زیبِ تن کیے ہوئے ہیں۔ سر پر ایک تاج درخشاں ہے، ہاتھوں میں چاندی کے دستانے پہنے ہوئے ہیں اور اسی طرح پاؤں میں چاندی کے جوتے پہنے ہوئے ہیں۔ بایں شان و شوکت آپ ایک ہاتھ سے عاری ہیں۔ مَیں نے دریافت کیا: اسے کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو نہر میں دھکیلا تھا، کیا آپ میری یہ گستاخی معاف نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے سفارش نہیں کرتے۔ میں کھڑا رہا۔ معاف کرنے کے بعد خدا کے حضور التجا کی کہ وہ حضرت حماد دباسؒ کے ہاتھ کو ٹھیک فرما دے۔ میں نے نگاہ ڈال کر دیکھا کہ پانچ ہزار اولیاء اللہ اپنی اپنی قبروں میں حضرت حماد کی سفارش کے لیے بارگاہِ رب العزت

Marfat.com

میں کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو صحت دی۔ حضرت شیخ حمادؒ نے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور خوش خوش نظر آتے تھے۔

یہ واقعہ بغداد کے مشایخ میں مشہور ہوا تو بغداد کے صوفیہ اور مشایخ جو حضرت حمادؒ کے مرید تھے، جمع ہوئے تاکہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ نے اس واقعہ کی تصدیق کر سکیں۔ ان کے ساتھ ہی بغداد کے فقراء کا ایک مجمع حضرت غوث الاعظمؓ کے مدرسہ کی طرف آیا۔ اب کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ آپ سے سوال کرتا۔ انہوں نے یہ طے کیا کہ ان مشایخ میں سے دو آدمی مقرر کیے جائیں تاکہ وہ اس واقعہ کی تصدیق کریں چنانچہ سب نے حضرت ابی یعقوب یوسف بن ایوب الھمدانیؒ اور شیخ ابی محمد عبدالرحمٰن بن شعیب الکردیؒ کو مقرر کیا۔ یہ دونوں بزرگ صاحبِ کشف و کرامت تھے۔ ان مشایخ نے ان کو آمادہ کیا کہ وہ جمعہ تک بغداد میں رہیں اور صحیح صورت حال سے واقف ہو کر ہمیں آگاہ کریں۔ دونوں مراقبہ میں بیٹھ گئے، اچانک شیخ یوسف برہنہ پا حضرت شیخ عبدالقادرؓ کے مدرسہ کے دروازہ تک دوڑتے آئے اور زور سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حماد دباسؒ کو ابھی ابھی مجھ پر ظاہر کیا ہے اور وہ حکم دیتے ہیں کہ میں شیخ کے مدرسہ میں آ کر اعلان کروں کہ جو کچھ اُنھوں نے سُنا ہے وُہ بالکل صحیح ہے۔ یہ بات ابھی ختم ہوئی ہی تھی کہ شیخ عبدالرحمٰن بھی دوڑے دوڑے آئے اور وہی بات کہی جو حضرت شیخ یوسفؒ بیان کر چکے تھے۔ یہ سنتے ہی سارے مشایخ معذرت کرنے کے لیے دوڑے۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن خضر بن حسین موصلیؒ نے بیان کیا ہے کہ میرے والد اکثر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانیؓ کی خدمت میں رہتے تھے۔ وہ تیرہ سال تک حضرت شیخؓ کی کرامات کا بغور مطالعہ کرتے رہے۔ ان کرامات سے ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ مریض تمام اطباء سے لاعلاج ہو جاتا اسے حضرتؓ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ دُعا فرماتے اور اپنا دستِ مبارک اس کے بدن پر پھیر دیتے تو وُہ شفایاب ہو جاتا۔ ایک دفعہ

Marfat.com

خلیفہ المستنجد کے عزیزوں میں سے ایک شخص آیا جسے استسقاء کی بیماری تھی۔ اس بیماری سے اس کا پیٹ پھول گیا تھا۔ حضرت شیخؒ نے اُس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وُہ یُوں معلوم ہوتا کہ بالکل تندرست ہے۔

بخار کا علاج

جناب ابوالمعالی احمد بن ظفر بن یونس بغدادی حسینیؒ کہتے ہیں کہ میرے پندرہ ماہ کے بیٹے کو شدید بخار تھا کسی علاج سے بخار ٹھیک نہ ہوتا تھا۔ میں بڑا غمزدہ اور پریشان تھا۔ حضرت شیخ نے مجھے پاس بلا کر فرمایا، جاؤ اور بچے کے کان میں کہو: اے ام ملدم! تمھیں شیخ عبدالقادرؒ حکم دیتے ہیں کہ اس بچے کو چھوڑ کر چلی جاؤ اور حلہ کی طرف بھاگ جاؤ۔ کہتے ہیں اس بچے کا بخار اُتر گیا مگر حلہ کے موضع پر سخت بخار آنے لگا۔ جناب غوث پاکؒ کی دُعا سے شیخ عارف ابی عبداللہ محمد بن ابی الفتح کو ۴۰ سال تک بخار نہیں آیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں چھوٹا ہی تھا کہ مجھے بخار یا زکام کی وجہ سے بلغم نے زور کیا۔ میں جناب شیخ عبدالقادرؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا احتراماً میں نے تھوکنا یا کھانسنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت نے فرمایا، اے محمدؐ! گھبراؤ نہیں اس کے بعد نہ بلغم ہوگی اور نہ کھانسی۔ اس دن سے لے کر آج تک مجھے یہ دونوں چیزیں کبھی نہیں ہُوئیں حالانکہ اس واقعہ کو ۴۰ سال گزر گئے ہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک آدمی رہتا تھا جسے محمد الطول (یعنی لمبا) کہہ کر پکارتے تھے ایک دن اُس نے عرض کی: یا شیخ! مجھے لمبا کہہ کر پکارا جاتا ہے حالانکہ میں توپستہ قد ہُوں۔ آپ نے فرمایا: تم لمبی عمر پاؤ گے اور لمبے سفر کیا کرو گے۔ چنانچہ یہ شخص ۱۲۷ سال زندہ رہا اور اُس نے سیر و سیاحت میں عجائباتِ عالم کو دیکھا۔ وہ کوہ قاف پر گیا اور کوہ قاف پر جانے والا سب سے پہلا شخص تھا۔

ایک بار دریائے دجلہ میں طغیانی آئی تو بغداد شہر کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا، لوگ حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے پاس آئے اور امداد کے طالب ہُوتے۔ آپ نے اپنا عصا پکڑا

Marfat.com

دریا کے کنارے آئے اور پانی کے کنارے پر زور سے ایک ضرب لگائی اور فرمایا یہاں تک ہی۔ کہتے ہیں پانی وہاں ہی رُک گیا اور آگے نہ آسکا۔

خشک کھجوریں سرسبز ہوگئیں

کہتے ہیں بغداد میں دو کھجوروں کے درخت تھے، جو ایک عرصہ سے خشک ہو گئے تھے اور انہیں چار سال سے میوہ نہیں لگا تھا۔ آپ نے ایک درخت کے پاس وضو فرمایا اور دُوسرے درخت کے پاس نماز ادا کی۔ دونوں ہی سرسبز و شاداب ہو گئے۔ ان پر پھل آنے لگا۔ اس قسم کی حکایات اور کرامات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اگر ان سب واقعات اور کرامات کو نقل کر دیا جائے تو زبانیں بیان کرنے اور قلمیں لکھنے سے عاجز آجائیں۔ اللہ ھوا لباری

سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اخلاق عالیہ

شیخ معمر ابوالمظفر منصور بن مبارک بن فضل واسطی واعظ بجرادہؒ نے بیان کیا ہے۔ میری نظروں میں آج تک جناب غوث پاک جیسا با اخلاق اور وسیع الظرف انسان نہیں آیا۔ آپ بڑے کریم النفس اور مشفق دل تھے۔ آپ اپنی بزرگی اور بلند رتبہ ہونے کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ لُطف و کرم فرمایا کرتے اور بڑوں کا احترام کرتے۔ آپ ہمیشہ سلام کہنے میں پہل کرتے۔ غرباء و مساکین کی تواضع کرتے۔ فقراء کو اپنے دروازے پر کھڑے ہونے سے پہلے کچھ نہ کچھ عطا فرماتے۔ آپ کبھی کسی امیر یا تونگر کے دروازے پر نہ جاتے۔ کسی بادشاہ یا وزیر کی بارگاہ میں قدم نہ رکھتے۔ ایک روز میں آپ کی خدمت میں کھڑا تھا۔ آپ بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت سے مٹی گری۔ آپ نے اس مٹی کو تین بار جھاڑا لیکن چوتھی بار جب پھر مٹی گری تو آپ نے سر اٹھایا اور چھت پر ایک نگاہ ڈالی۔ آپ نے دیکھا کہ ایک چوہیا یہ شرارت کر رہی ہے۔ آپ کی نگاہ پڑتے ہی وُہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آگری۔ آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے۔ میں نے عرض کی: یا حضرت! یہاں رونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے خیال آتا ہے کہ اگر

Marfat.com

کسی مسلمان کی طرف سے مجھے ذرہ بھر نقصان پہنچا تو کہیں اس کی حالت بھی اس چوہیا کی طرح نہ ہو جائے۔

شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزاز بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ غوث محی الدین جیلانیؒ اپنے مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کردی۔ آپ نے ایک نگاہ بھر کر دیکھا تو وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گری۔ وضو سے فارغ ہو کر آپ نے اس کپڑے کو دھو ڈالا جہاں بیٹ پڑی تھی لیکن ساتھ ہی وہ کپڑا اتار کر مجھے دیا کہ میں اسے فروخت کر دوں، اور جو کچھ ملے اُسے غرباء میں تقسیم کر دوں۔

یہ روایت دو مشایخ بیان کرتے ہیں ایک کا اسمِ گرامی ابو عمرو عثمان الصریفنی اور دوسرے ابو محمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہما ہے۔ ایک دن ہمارے پیر و مرشد جناب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ رو رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے پروردگار! میں اپنے رُوح کو تیرے لیے کس طرح ہدیہ کر دوں کیونکہ یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ تمام ملک اور اس کی تمام چیزیں تو تیرے لیے ہیں۔ یہ کہہ کر یہ شعر پڑھتے ؎

وما ینفع الاعراب ان لم یکن تقی
وما ضر ذا تقوی لسان یعجم

حافظ ابو عبداللہ بن بخاریؒ نے لکھا ہے کہ مجھے ابو عبداللہ جبائی نے ایک خط لکھا، جس سے ہم نے یہ بات نقل کر لی تھی کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادرؒ جیلانی فرمایا کرتے ہیں کہ میری دِلی آرزو ہے کہ میں ابتدائی زندگی کے زمانے کی طرح جنگلات و بیابان میں نکل جاؤں تاکہ نہ مجھے مخلوقِ خدا دیکھے اور نہ میں کسی کو دیکھ سکوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ میرے ہاتھ پر پانچسو یہودی اور عیسائی اسلام لائے اور ایک لاکھ فاسق و فاجر جن میں قزاق، چور اور ڈاکو تھے میرے سامنے تائب ہوئے اور عوام کی اصلاح کے لیے یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والدمکرم سیدنا عبدالقادرؒ نے اس وقت تک حج نہیں کیا جس وقت تک آپ کے احکامِ ولایت جاری نہیں ہو گئے۔ ایک حج کے موقع پر میں آپ کے اُونٹ کی مہار پکڑے جا رہا تھا کہ ایسے مقام پر جس کا نام حلہ تھا، ہم نے قیام کیا۔ یہ بستی بغداد کے حدود میں ہی ہے۔ میرے والد مکرم نے حکم کیا کہ جاؤ اور اس بستی میں یہ معلوم کرو کہ سب سے غریب اور مسکین کون شخص ہے؟ چنانچہ میں نے ایک ایسا گھر دیکھا جس کے در و دیوار گر چکے تھے اور ایک بُوڑھا اپنی بوڑھی بیوی کے ساتھ ایک کٹے پھٹے خیمہ میں گزر اوقات کر رہا تھا۔ چنانچہ میں اور والد صاحب نے ان دونوں کے پاس رات بسر کرنے کی اجازت لی۔ جب اجازت مل گئی تو آپ اپنے تمام مریدوں اور ساتھیوں سمیت اس خراب آباد گھر میں قیام پذیر ہُوئے۔ قصبے کے تمام امراء اور مشایخ سُن کر دوڑے ہُوئے آئے اور کہنے لگے: آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں۔ لیکن حضرت نے ان کی اس گزارش کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ شہر کے لوگ تمام اُونٹ اور بکریاں اور دوسرے تحائف اسی غریب کے گھر لے آئے، وہاں مال و متاع کے ڈھیر لگ گئے۔ دُور دراز سے لوگ حضرت شیخ کی زیارت کو آتے اور ساتھ بہت کچھ لاتے۔ چنانچہ آپ نے اپنے تمام ساتھیوں کو کہا کہ میں ان سارے تحائف سے دست بردار ہوتا ہُوں اور میرے ساتھی بھی یہ ساری چیزیں اس محتاج اور غریب میزبان کو بخش دیں گے۔ چنانچہ اس فیصلے کے بعد آپ سب کچھ چھوڑ کر سحری کے وقت کُوچ کر گئے۔ شیخ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک سال بعد مَیں اسی قصبے سے گزرا تو میں نے دیکھا اس مال و دولت میں اتنی برکت ہُوئی کہ وُہ گھر مال و مویشیوں سے بھرا پڑا ہے۔

آپ کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے مصلے کے نیچے جو کچھ خزانۂ غیب سے آتا تھا اُسے ہاتھ نہ لگاتے بلکہ اپنے خادم کو فرما دیتے کہ وُہ اپنی ضرورت کے مطابق مصلے کے کونے سے نکال لے اور نانبائی، سبزی فروش اور دیگر دُکان داروں کا حساب بیباق کر دے۔

Marfat.com

خلیفۂ وقت خلعتِ فاخرہ بھیجتا تو آپ فرماتے: ابوالفتح چکی والے کو دے دو۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ مہمانوں، درویشوں اور مسافروں کے کھانے کے لیے ابوالفتح کی چکی سے آٹا منگوا لیتے۔ جونہی خلیفۂ وقت لباس فاخرہ یا کوئی تحفہ بھیجتا اس چکی والے کو دے کر حساب بے باق کر دیا کرتے تھے۔

آپ کے خادمِ خاص شیخ عبداللطیف بن شیخ ابی نجاتؒ کہا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بعض لوگوں کا قرضہ آپ کے ذمہ تھا ایک شخص آیا جسے میں پہلے سے نہیں جانتا تھا وُہ بغیر اجازت لیے آپ کے پاس بیٹھ گیا اور گفتگو کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا اور کچھ سونا نکالا اور کہنے لگا: یہ آپ کا ہے۔ یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ حضرت شیخ نے مجھے فرمایا: یہ مال لے جاؤ اور تمام قرضخواہوں میں تقسیم کر دو۔ آپ نے بتایا کہ یہ شخص صرافِ قدر تھا۔ میں نے عرض کی: یا سیّدی! یہ صرافِ قدر کون لوگ ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ اللہ کے وُہ فرشتے ہیں جو اُن اولیاء اللہ کی مدد کرتے ہیں جن پہ قرضہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی وساطت سے قرضہ بے باق کر دیتا ہے۔

آپ کے احباب میں سے ایک کسان حضرت شیخ کے لیے بڑے اہتمام وخلوص سے گندم بویا کرتا۔ ایک اور دوست جو نانبائی کا کام کرتا تھا آپ کے لیے بڑی پاکیزگی سے چار پانچ روٹیاں پکایا کرتا اور نہار کے وقت لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا آپ یہ روٹیاں لے کر اہلِ مجلس میں تقسیم فرما دیا کرتے۔ جو کچھ بچ جاتا اپنے لیے رکھ لیتے۔ اسی طرح کوئی بھی چیز آپ کے پاس آتی تو آپ حاضرینِ مجلس میں تقسیم فرما دیا کرتے۔ کسی کے تحفہ کو ردّ نہ فرماتے، نذرانہ قبول فرماتے اور اس نذرانے سے خود بھی کھاتے۔ شریف ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلیؒ نے بتایا کہ مجھے میرے والدِ مکرم نے بتایا تھا کہ ایک دن میں نمازِ جمعہ کے وقت حضرت سیّدنا عبدالقادرؓ کے ساتھ جامع مسجد میں موجود تھا کہ ایک تاجر حاضر ہوا اور کہنے لگا، میرے پاس زکوٰۃ کے علاوہ کچھ مال ہے جسے میں مستحق حضرات میں تقسیم کرنے کا

Marfat.com

خواہاں ہُوں مگر مجھے کوئی بھی مستحق نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا، اسے دے دو۔ جو اس مال کا مستحق ہو اور جو مستحق نہیں ہے اسے بھی دے دو تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان انعامات سے نوازے جن کے تم مستحق ہو یا تم مستحق نہیں ہو۔

ایک دفعہ حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھ کر فرمایا، تمہارا کیا حال ہے؟ وُہ کہنے لگا، یا حضرت! آج میں دجلہ کے اُس پار تھا، ملاح کو کہا کہ مجھے اس کنارے لے چلو، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ میرا دل اس فقر و فاقے سے ٹُوٹ گیا ہے۔ ابھی اس فقیر کی بات ختم نہیں ہُوئی تھی کہ ایک شخص ہزار دینار کی تھیلی پکڑے حاضر ہُوا اور حضرت کی نذر کر دی۔ آپ نے اس شکستہ دل فقیر کو فرمایا کہ یہ تھیلی اٹھا کر اس ملاح کے پاس لے جاؤ اور اسے دے دو اور کہہ دو کہ آئندہ وُہ کسی فقیر کو پار لے جانے سے انکار نہ کیا کرے۔ آپ نے اپنا پیراہن اتار کر فقیر کو دے دیا اور کہا کہ اسے بازار میں بیس دینار کا بیچ کر وقت گزار لو۔

شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رح فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ مجھے بھی سیدنا عبدالقادر رض کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ یہ وقت میرے لیے ایک حسین خواب، پُرسکون لمحات اور آرام وہ زمانہ تھا۔ آپ کے بعد مجھے کسی مجلس میں وُہ سکون نصیب نہیں ہُوا۔ آپ بڑے پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے۔ بڑے عمدہ اوصاف اور بڑے کشادہ ہاتھ تھے۔ آپ کا دسترخوان وسیع تھا۔ آپ مہمانوں کے ساتھ مجلس فرماتے اور طالبانِ علم کی مالی امداد کرتے آپ کے احباب میں سے ہر ایک کو یہی خیال ہوتا کہ وہی آپ کا محترم ہے۔ آپ دوستوں کی قدر کرتے، دوستوں کی لغزشوں سے درگزر فرماتے۔ دُوسروں کی قسم پر اعتبار کرتے۔ اپنے علم کی نمائش نہ فرماتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی حیادار نہیں دیکھا۔ رضی اللہ عنہ۔

شیخ عمر بزاز رح نے بتایا کہ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ شعر بڑے سرور سے پڑھا کرتے تھے:

Marfat.com

الحمد للہ انّی فی جوار فتیً
حامی الحقیقۃ نفّاع وضرّار
لا یرفع الطرف الا عند مکرمۃٍ
من الحیاء و لا یفضی علی عار

شیخ ابو الحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے آپؓ کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ آپ ایک نُور تھے۔ شگفتہ رو، با اخلاق، با حیا، کشادہ پیشانی، رحیم، شفیق، پاک طینت، اہلِ مجلس کا احترام کرنے والے اور کُھلے دل لوگوں سے ملتے تھے۔ غمزدہ لوگ آپ کو دیکھتے ہی خوش ہو جاتے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر سچی باتیں اور پاکیزہ لفظ کسی کے ہاں نہیں سُنے۔

ابو الحسن علی بن اردم المحمدی نے بتایا کہ وُہ اپنے شیخ الامام، مفتی العراق محی الدین ابی عبد اللہ محمد بن علی بن حامد بغدادی المعروف بہ توحیدی کے تمام مقالات ۶۲۶ھ میں مجھے املا کرنا ہوتے تھے۔ آپ نے بتایا کہ حضرت سیدنا عبد القادرؓ بڑے خدا ترس اور نرم دل تھے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے لیکن اس کے باوجود بڑے صاحبِ جلال و احتشام تھے۔ بڑے مجیب الدعوات اور کریم الاخلاق تھے۔ آپ بیہودہ لوگوں سے ہمیشہ دُور رہتے مگر حق پسند لوگوں کے بڑے ہی قریب ہوتے۔ جب کسی کے جرم ظاہر ہو جاتے تو معاف کر دیا کرتے اور متغیر طبع نہ ہوتے۔ کسی سائل کو ردّ نہ کرتے۔ اگر آپ کے پاس دو کپڑے ہوتے تو ایک غریبوں کو بخش دیا کرتے۔ توفیقِ الٰہی آپ کے لیے وقف تھی۔ تائید ایزدی ہر وقت آپ کے ساتھ ہوتی۔ آپ کا علم مہذب تھا اور آپ کا قرب مؤدب ہوتا۔ خطاب آپ کا مشیر تھا اور لحظہ سفیر ہوتا۔ صدق ہی آپ کی غذا تھی اور فتح آپ کی پُونجی۔ حلم آپ کی عادتِ ثانیہ تھی اور ذکرِ خداوندی آپ کا معمول تھا۔ غور و فکر آپ کا لباس اور مکاشفہ آپ کی غذا تھی۔ مشاہدۂ حق آپ کی شفاء شریعت کا احترام آپ کی ظاہریت اور حقیقت کے اوصاف آپ کے اسرار و رموز ہوتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

جناب غوث الثقلینؓ کے احباب

شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی المعروف بہ ابن الحمامی نے بتایا کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کی: یا رسول اللہؐ! میری خواہش ہے کہ میرا خاتمہ کلامِ الٰہی اور آپ کی سنت پر ہو۔ فرمایا ہاں تم خدا اور رسولؐ کے احکام و سنت پر مروگے اور تمہارے راہنما حضرت سید عبدالقادر گیلانیؓ ہوں گے۔ میں نے آپ سے یہی سوال تین بار دُہرایا۔ آپ نے ہر بار مجھے یہی جواب دیا۔

مشایخ کی ایک کثیر جماعت نے بیان کیا ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ اپنے مریدوں کے ضامن ہوں گے۔ آپ کا کوئی مُرید اُس وقت تک اس دنیا سے انتقال نہیں کرے گا، جب تک اس کی توبہ قبول نہ ہو جائے گی۔ شیخ اصیل ابی محمد عبداللطیف بن شیخ ابی النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سُہروردیؒ الفقیہہ الصوفی بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کو ہر رات ایک صدا آیا کرتی تھی جیسے کہ شہد کی مکھی کے بھنبھنانے کی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں حضرت شیخ حمادؒ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کی: یا حضرتؒ! آپ شیخ حمادؒ سے اس آواز کے متعلق دریافت کریں۔ چنانچہ آپ نے حضرت حماد دباسؒ سے پُوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں میں اُن کے نام لے کر بڑی سُرعت سے پکارتا ہُوں اور ہر ایک سے پُوچھتا ہُوں کہ اُن کی کوئی حاجت یا ضرورت ہو تا کہ میں اسے بارگاہِ الٰہی سے منظور کراؤں۔ میرا کوئی مرید اس وقت تک واصل بحق نہیں ہوتا جب تک اس کی توبہ قبول نہیں ہو جاتی یا ایک ماہ کے اندر اندر اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت ان مریدوں پر ہوتی ہے جو شیخ حمادؒ کی بیعت میں ہوتے ہیں۔

یہ بات سُن کر حضرت سیدنا عبدالقادرؒ نے شیخ حمادؒ کو فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ رُتبہ دے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد لے لُوں کہ قیامت تک میرا کوئی مرید اُس وقت تک نہ مرے گا

Marfat.com

جب تک اس کی توبہ قبول نہیں کر لی جاتی۔ میں اس عہد کی ضمانت ہوں گا۔

شیخ ابو القاسم عمر بزاز نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ کو فرمایا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص آپ کا ذکر زبان پر لائے لیکن اسے نہ تو آپ سے بیعت نصیب ہوئی ہو، نہ خرقۂ خلافت ملا ہو، کیا وہ بھی اس زمرہ میں آئے گا؟ آپ نے فرمایا: جو شخص صرف میرے نام سے نسبت رکھے گا یا دل میں حسنِ اعتقاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلے گا اگرچہ وہ مجھ سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ مجھے خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے دوستوں، محبت کرنے والوں، نام پکارنے والوں اور حسنِ اعتقاد رکھنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ آپ نے مزید فرمایا: اگر میرے کسی نام لیوا کا عیب یا گناہ دیارِ مغرب میں ظاہر ہوگا اور میں مشرق میں ہوں گا تب بھی میں اسکی حفاظت کا ضامن ہوں گا اور اس کی عیب پوشی کروں گا۔ مجھے حدِ نگاہ تک وسیع نامۂ اعمال دیا گیا ہے جس پر میرے مریدوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور قیامت تک آنے والے احباب کے نام بھی درج ہیں اور مجھے بشارت دی گئی ہے کہ ان تمام لوگوں کو میری نسبت سے بخش دیا گیا ہے۔ میں نے مالک (دوزخ کے داروغے) سے پوچھا: کیا تمہارے پاس میرے احباب میں سے کوئی شخص ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مرید پر ہے اور میں اپنے مرید پر اس طرح چھایا ہوا ہوں جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے۔ مجھے اپنے اللہ کے جلال و عزت کی قسم ہے میرا قدم اس وقت تک جنت کو نہیں اٹھے گا جب تک میں اپنے سارے مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرا لوں۔

ایک مرید کا حیرت انگیز واقعہ

یہ روایت بہت سی کتابوں میں درج ہے کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید ایک ہی رات میں ستر بار محتلم ہوا۔ اس کے احتلام کے دوران ہر بار ایک نئی عورت ہوتی۔ بعض عورتوں کو تو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا مگر بعض عورتیں پہلے سے ناشناسا تھیں۔ علی الصباح،

Marfat.com

حیرت زدہ ہو کر بیدار ہُوا۔ غسل کرنے کے بعد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تاکہ رات کے واقعہ پر اظہارِ تشویش کر سکے مگر شیخ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا: رات کے واقعہ کو اس قدر بھیانک اور مکروہ خیال نہ کرو، میں نے رات لوحِ محفوظ پر نگاہ ڈالی تو تمہارے نام کے ساتھ فلاں فلاں عورت سے زنا کرنا مقدر تھا (حضرت رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اکثر عورتوں کے نام اور حلیے تک بتا دیے) میں نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور ان معائب سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ ان سارے واقعات کو احتلام کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔

شیخ صالح ابو محمد داؤد بن علی بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے سامنے بعض لوگوں کے واقعات پیش کیے جا رہے ہیں اور آپ ان لوگوں کے یہ واقعات بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے جاتے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی شیخ معروف رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: داؤد! تم بھی اپنا واقعہ بیان کرو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کر دوں۔ میں نے گزارش کی کہ مجھے جناب غوث الاعظم محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے معزول کر دیا ہے۔ فرمانے لگے: نہیں، تم معزول نہیں ہوئے اور نہ ہی تمہیں معزول کیا جائیگا۔ میں اُٹھا سحری کے وقت حضرت شیخ سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مدرسے کی طرف آیا اور دروازے پر بیٹھ گیا تاکہ آپ کو اطلاع دوں۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اندر سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی کہ تمہیں معزول نہیں کیا گیا اور نہ ہی معزول کیا جائے گا۔ تم اپنا واقعہ سناؤ تاکہ جناب الٰہی میں پیش کروں۔ مجھے خدا کی قسم ہے کہ آج تک میں نے اپنے احباب و اصحاب میں سے جس کا واقعہ بھی پیش کیا ہے خداوند تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔

امام حافظ تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق ابن شیخ الاسلام شیخ عبد القادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت والد محترم نے ایک رات میری والدہ کو حکم دیا کہ اُٹھ کر تھوڑے سے چاول پکا لیں۔ وہ اُٹھیں، چاول پکائے، ایک پلیٹ میں ڈالے اور لے کر سامنے آئیں۔ یہ آدھی رات کا وقت تھا۔ مکان کی دیوار کھلی، ایک آدمی اندر داخل ہُوا اور چاول کھانے لگا۔

Marfat.com

کھا کر اٹھا اور جانے ہی والا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا: اس شیخ سے کوئی سوال کرو اور اپنے لیے دعا کراؤ۔ چنانچہ میں نے دیوار کے پاس جا کر اس سے طلبِ دعا کی۔ وہ کہنے لگا: مجھے یہ سب کچھ آپ کے والد کی دعا اور خرقہ کی برکت سے ملا ہے۔ صبح ہوئی تو اس واقعہ کا تذکرہ میں نے شیخ علی ہیتیؒ سے کیا تو کہنے لگے: آج تک میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس پر آپ کے والد مکرم (غوث الاعظم) کی نگاہِ کرم ہو اور اسے خرقہ ملا ہو تو برکاتِ عالیہ کا اس پر ہجوم نہ ہو گیا ہو۔ میں ایسے ستر حضرات کو جانتا ہوں جو جناب غوث الاعظمؓ کا خرقہ صبح و شام اٹھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی خدمت کے صلہ میں بلند مراتب پر سرفراز فرما دیا۔ ان کے لیے یہ برکت بھی بلند مراتب کا ذریعہ تھی کہ آپ کا دستِ شفقت ان کے سر پر پڑتا۔ میں تو ہر روز ان برکات میں زیادتی ہوتے دیکھتا رہتا ہوں۔ مجھے تو یہ برکات آپ کے والد محترم کے چہرہ کی زیارت سے ہی حاصل ہو جاتی ہیں۔

شیخ قدوہ علی بن ہیتیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظمؓ کے مرید جیسا خوش بخت کسی شیخ کا مرید نہیں ہے۔ شیخ علی ہیتیؒ نے مزید بتایا کہ ایک دن میں نے شیخ قدوہ ابوسعید قیلویؒ کو کہتے سنا کہ حضرت غوث پاکؓ اس وقت تک ایوانِ خداوندی سے واپس نہ آتے تھے جب تک اللہ سے یہ عہد نہ لے لیتے تھے کہ جس شخص نے میرے دامن کو پکڑا ہو اس کی نجات کی ضمانت دی جائے۔ آپ نے شیخ بقا بن بطوؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت غوث الاعظمؓ کے غلاموں کو اعزاز و اکرام کے بلند مراتب پر دیکھا ہے۔

حضرت شیخ عدی بن مسافرؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوث پاکؓ کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مجھے یہ کہتا کہ خرقۂ خلافت دوں تو میں اسے کہا کرتا تھا کہ آپ دریا چھوڑ کر معمولی سی نہر سے پانی لینے کی کوشش کر رہے ہو۔

عراق کے مشائخ کی ایک جماعت نے بتایا کہ ہم بغداد میں شیخ قدوہ ابی محمد وائل ابن ادریس یعقوبیؒ کے پاس تھے۔ اسی مجلس میں شیخ صالح ابوحفص عمر بریدہ رحمۃ اللہ علیہ بھی

Marfat.com

بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: شیخ علی! رات والی خواب تو بیان کرو۔ انہوں نے بتایا: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے، پیغمبرانِ خدا اپنے تمام اُمتیوں سمیت تشریف فرما ہیں، انبیاءِ کرام ؑ اپنی اپنی اُمت کی قیادت کر رہے ہیں، جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ساتھ تشریف لاتے تو آپ کی اُمت میں مشایخ کرام کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیتا تھا۔ ہر شیخ کے اِردگرد اُس کے مریدوں کا مجمع تھا لیکن دیکھتے دیکھتے ایک ایسے شیخ نظر آئے جن کے اردگرد لاکھوں مریدوں کا مجمع تھا۔ میں نے پُوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ سید شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اور اُن کے مرید ہیں۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے: ؎

لی من کل طویلۃ فحل لا یقاوم   ولی فی کل ارض خیل لا یسابق

ولی فی کل جیش سلطان لا یخالف   ولی فی کل منصب خلیفۃ لا یعزل

(ہر ایک گوشہ میں میرے ایسے لشکر ہیں جن کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ ہر سرزمین میں میرا ایک ایک لشکر ہے کہ اس سے سبقت نہیں لی جا سکتی۔ میرے ہر ایک لشکر میں ایک بادشاہ ہے جس کی مخالفت کرنا محال ہے۔ ہر منصب پر میرا ایک خلیفہ (نائب) ہے جسے معزول نہیں کیا جا سکتا۔)

شمع کا نور اور اُس کی حقیقت

شیخ ابی محمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میری والدہ ماجدہ جب اندھیرے میں جایا کرتیں تو سامنے ایک چراغ جلتا نظر آتا۔ آپ اسی چراغ سے روشنی حاصل کر لیا کرتیں۔ ایک رات حضرت غوث الاعظم ؓ نے اس چراغ کو نگاہِ غضب سے دیکھا تو وہ گُل ہو گیا۔ آپ نے میری والدہ کو بتایا کہ یہ روشنی تو شیطان کی روشنی تھی جو تمہاری خدمت کر رہا تھا، مَیں نے اُسے بھگا دیا ہے اور اب تمہارے لیے نُورِ خداوندی مہیا کر دیا گیا ہے۔ میرے ساتھ جس کسی کو ادنیٰ سی نسبت

Marfat.com

بھی ہے۔ میں اس کے لیے ایسا ہی کرتا ہُوں اور میری مہربانیاں ہر اُس کے ساتھ ہوتی ہیں جو کچھ نسبت رکھتے ہیں۔

شیخ عبدالجبار (حضرت غوث پاک کے بیٹے) نے بتایا کہ میری والدہ گھر کے اندر آتیں تو انھیں ایک کونے میں نور چمکتا دکھائی دیتا۔ یہ نور چاند کی چاندنی کی طرح ہوتا۔ ایسے ہی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص بغداد سے آیا اُس نے بتایا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور میں نے اسے خواب میں دیکھا ہے کہ وُہ عذاب میں مبتلا ہے۔ اس نے کہا کہ تم ابھی حضرت شیخ سید عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور ان سے دُعا کراؤ۔ جب وُہ شخص حضرت کی خدمت میں گیا تو آپ نے پُوچھا: کیا زندگی میں تمہارے والد کبھی میرے مدرسہ کے دروازے کے سامنے سے گزرے ہیں؟ میں نے بتایا: ہاں حضور۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ وہی شخص دُوسرے روز آیا تو بتانے لگا کہ آج رات میں نے خواب میں پھر اپنے والد کو دیکھا ہے وُہ بڑا خوش و خرم نظر آیا۔ اس پر ایک سبز چادر ہے اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام سزاؤں سے نجات دی ہے۔ یہ سارا انعام حضرت غوث الاعظم کی شفقت سے ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! اس مردِ خدا کی غلامی کو سعادت خیال کرو۔ ایک اور روایت میں یُوں بیان کیا گیا کہ قبر میں ایک میّت کے متعلق جب گفتگو ہُوئی تو آپ نے پُوچھا: کیا اس نے زندگی میں میرا خرقہ پہنا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ معلوم نہیں۔ پھر آپ نے دریافت کیا: کبھی اس نے میرے پیچھے نماز ادا کی تھی؟ لوگوں نے بتایا: وُہ تو اس معاملہ میں بھی خطا کار ہی تھا۔ آپ نے سُن کر گردن جھکا لی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھاتے ہُوئے فرمایا: فرشتوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے زندگی میں ایک بار آپ کی زیارت کی ہے اور دل میں حُسنِ اعتقاد رکھتا تھا اس لیے آپ کی توجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کر دیا ہے۔ لوگ پھر اس کی قبر پر گئے۔ پھر اس قبر سے کوئی آواز سُنائی نہ دی۔

Marfat.com

حضرت غوث پاکؓ نے فرمایا: حسین حلاج سے ایک لغزش ہوئی تھی۔ ان کے زمانہ میں کوئی مردِ کامل نہ تھا کہ اس کی دستگیری کرتا۔ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو یقیناً ان کا ہاتھ پکڑتا۔ میرے مریدوں میں سے جب کسی کا پاؤں پھسلتا ہے تو قیامت تک اس کی دستگیری کرتا ہوں اور سہارا دیتا ہوں۔

حلِ مشکلات وحاجات کے لیے نوافل حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہِ ایزدی میں سوال کیا کرو۔ جو کوئی شخص مصائب اور مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دُور کر دی جاتی ہے۔ جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دُعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے اور جو شخص مندرجہ ذیل طریقہ پر دو نفل ادا کرے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ ہر رکعت میں سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور اس کے بعد سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھے اور پھر گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے۔ مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ وہ سائل کی حاجت پوری کرے گا۔[۱]

جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے کلمات طیّبات پر ایک نظر جس طرح سرکار غوثیت مآب سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور کرامات وخوارق حد وشمار سے باہر ہیں ویسے ہی آپ کے کلام مبارک کے نفائس وکمالات کو احاطۂ تحریر میں لانا محال ہے۔ آپ کی

---

[۱] اس طریقہ استعانت کو صالحینِ امت نے اپنی حاجات کے حل کے لیے استعمال کیا ہے اور وہ کامیاب ہوئے ہیں۔ ملا علی قاری المکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر میں بھی اس طریقۂ استعانت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ دیگر مشاہیر اور صوفیہ کی کتابوں میں اس استعانت کے فوائد اکثریت سے ملتے ہیں اور بزرگانِ دین نے اس طریق استعانت سے اپنے مسائل کو حل کرایا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

قوم لهم فی کل مجد رتبته | علویة وبکل جیش موکب
انا بلبل الافراخ املاء دوحها | طربًا وفی العلیآء باز اشهب
اضحت جیوش الحب تحت مشیتی | طوعًا ومهارمته لا تغرب
مازلت ارتع فی میادین الرضا | حتّٰی وھبت مکانة لا توھب
اضحی الزمان کحلة مرقومة | تذھو ونحن لھا الطراز المذھب
افلت شموس الاوّلین وشمسنا | ابدا علی افق العلی لا تغرب

ذکرِ وصالِ مبارک

سرکارِ غوث الاعظمؓ کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ ہم کتاب المجالس سے نقل کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں یہ روایت خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ جناب غوث پاکؓ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہابؒ نے مرض الموت میں آپ سے وصیت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: بیٹا! تمہارے لیے تقویٰ بڑا ضروری ہے خدا کے بغیر کسی سے نہ ڈرو۔ کسی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کرو۔ کسی غیر سے اُمید نہ لگاؤ۔ ہمیشہ اپنی حاجات اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔ کسی دُوسرے پر بھروسہ نہ کرو، نہ یقین کرو۔ اس کے علاوہ کوئی ذات اعتماد کے لائق نہیں۔ التوحید، التوحید، التوحید! اسی بات پر ساری اُمت کا اجماع ہے۔

مرض الموت میں آپ نے ایک اور جگہ فرمایا: جب دل اللہ سے لگایا جائے تو کسی دُوسرے سے کچھ نہ مانگو۔ یہی میری گفتگو کا مغز اور خلاصہ ہے۔ آپ نے مرض الموت میں اپنی اولاد کو فرمایا: میری چارپائی سے ہٹ جاؤ اگرچہ ظاہرًا میں تم لوگوں سے ہمکلام ہوں مگر باطنًا میں اور ہستی کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے اور مخلوق اور میرے درمیان اتنی ہی دُوری ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہُوا کرتی ہے۔

مجھے دُوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ ہی دُوسروں کو مجھ پر قیاس کیا کرو۔ تمہارے بغیر بھی اس وقت دُوسرے حضرات میرے پاس آرہے ہیں مجلس میں ان کے لیے جگہ دو اور جگہ

Marfat.com

کھلی کر دو اور اُن کے احترام کا خیال رکھو، چونکہ وہ رحمتِ خداوندی کے حامل ہیں اس لیے اُن کے لیے جگہ خالی کر دی جائے۔

آپ کی اولاد میں سے ایک اور بزرگ نے بتایا کہ مرض الموت کے وقت آپ کی زبان سے اکثر وعلیکم السلام نکلتا تھا اور فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بخشے اور میری اور آپ کی توبہ قبول فرمائے، مجھے ملک الموت کی کوئی پروا نہیں۔ ملک الموت تو اسے تلاش کرے جسے موت سے ڈر ہو۔ اے ملک الموت! اسے تلاش کر کے لاؤ جو ہمارے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے بعد آپ نے زور سے نعرہ بلند کیا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

آپ کی اولاد میں سے ایک نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: کوئی شخص میرا حال دریافت نہ کرے اور نہ یہ پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کا سلوک میرے ساتھ کیسا ہے۔

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرض الموت میں آپ کئی بار اپنا ہاتھ بڑھا کر وعلیکم السلام فرماتے اور کہتے: توبہ کرو اور ان کی صف میں شریک ہو جاؤ۔ میں تمھاری طرف آ رہا ہوں۔ اور پھر فرماتے: ذرا نرمی کرو، میں خود آ رہا ہوں۔ انہی باتوں میں آپ پر موت کی غنودگی طاری ہو گئی اور پھر لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کہا۔

آپ کے ایک اور صاحبزادے حضرت موسیٰؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے بڑی صحت کے ساتھ اللہ اللہ اللہ تین بار فرمایا۔ اس کے بعد آپ ہمیشہ کے لیے چپ ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کے آداب

یہ چیزیں ہم نے بزرگانِ قادریہ کے معمولات اور تصانیف سے جمع کر دی ہیں اور بعض احوال ہم نے بزرگانِ سلسلہ قادریہ سے بچشم خود مشاہدہ کیے ہیں۔ ہمارے شیخ سید جمال اللہ جمال الدین ابو حامد

Marfat.com

بن عبدالرزاق بن عبدالقادر بن محمد بن شمس الدین بن شاہ میر بن علی بن مسعود بن احمد بن الصفی بن عبدالوہاب بن شیخ الاسلام شیخ السموٰت والارضین محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ الحسنی والحسینی نے ماہ شوال ۹۸۵ھ کو ہمیں بعض معمولات کی اجازت عنایت فرمائی اور اس میں ظاہری شریعت کا احترام مقدم فرمایا اور کلام اللہ اور سنّتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ ان بزرگانِ قادریہ نے ہمیشہ عقاید اہلسنّت پر عمل کیا۔ ریاضتِ نفس، صبرجمیل، طلبِ مولیٰ، مصائب پر تحمل، لگاتار جدو جہد، علوم دینی کی پیاس، فقراء کی مجلس، بادشاہوں سے اجتناب، اغنیاء سے دُوری، اللہ سے ہروقت دُعا والتجا، شیطان کے مکر سے توبہ و استغفار، اللہ کی رحمت کا اُمیدوار، دل میں حزن و رقت، جولانیِ فکر، اخوت ومودت، مساکین پر رحم، جُود وسخا کا اختیار کرنا، بخل سے پرہیز، تمام امور میں میانہ روی، فواحشات سے اجتناب، الحب فی اللہ والبغض للہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دین کے معاملات میں سختی سے پابندی، نزاعی امور کو چھوڑنا، طبیعت میں خوش مذاقی، احوال وکرامات کو ترک کر دینا، حکمِ قضا پر تسلیم خم کرنا، محبتِ شیخ میں غرق رہنا، اپنی توجہ شیخ میں لگائے رکھنا، تمام احوال میں جمعیتِ قلب کا اختیار کرنا، تمام اشیاء میں مشاہدۂ حق کرنا۔

کتبہٗ: محمد شریف گل

Marfat.com

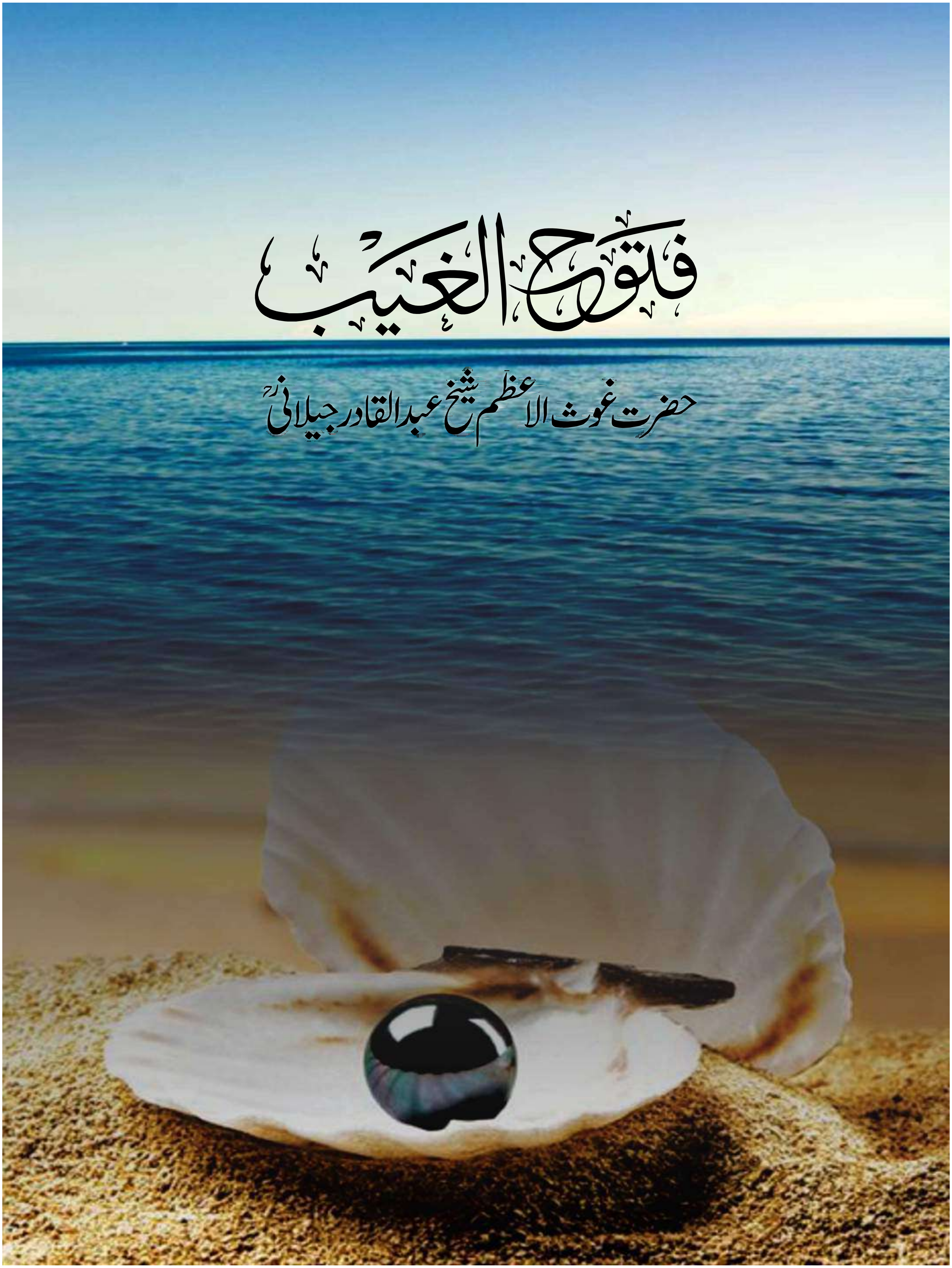
فتوح الغیب
حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

فتوح الغیب

تالیف

الشّیخ مُحیّی الدّین ابی مُحمّد عبد القّادر الجیلاّنی
الحسنی الحسینی قدس سرة

(٤٧٠ . ٥٦١ هجری)

اَللّٰهُ

بسم الله الرحمن الرحيم

ارشادِ گرامی

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

اَلشَّیخُ مَنْ یُّسَعِّدُ الشَّقِّیَ

شیخ (حقیقت میں) وہ ہوتا ہے جو بدبخت کو سعادت مند بنا دیتا ہے۔

Fatuh-ul-Ghaib
Author : Hazrat Sheikh Abdul Qadir Jilani R.A
Publish By : Meeran Mohi-ud-Din Foundation

میراں مُحیّ الدین
فاؤنڈیشن

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں

نام کتاب	فتوح الغیب
مصنف	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
تزئین	حضرت سیّد عبدالرزاقؒ، حضرت سیّد عبدالرحمٰن عیسیٰؒ
بسعی واہتمام ونظر ثانی	میاں علی رضا قادری
مترجم	حافظ شہزاد احمد
معاون	صوفی عارف سہیل
سرِورق	اشتیاق علی خان
کمپوزنگ	ماہیر گرافکس
اشاعت	فروری ۲۰۱۸ء
صفحات	۳۱۳
پبلشر	میراں محیّ الدین فاؤنڈیشن

کتاب کی دستیابی کے لیے رابطہ : محمود احمد 0300 86 44 592

info@abdulqadirjelani.org www.abdulqadirjelani.org

نوٹ ! ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں براہ مہربانی مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔ شکریہ

فہرست

بفیضانِ نظر ۔۔۔۔۔۔ ١٦

انتساب ۔۔۔۔۔۔ ١٧

سپاس ۔۔۔۔۔۔ ١٨

مقدمہ ۔۔۔۔۔۔ ٢١

مقالہ نمبر١ ۔۔۔۔۔۔ ٢٤

ہر مومن کے لیے ضروری چیزوں کے بیان میں

مقالہ نمبر٢ ۔۔۔۔۔۔ ٢٦

ایک دوسرے کو نیک کاموں کی وصیت کے بیان میں

مقالہ نمبر٣ ۔۔۔۔۔۔ ٢٨

ابتلاء کے بیان میں

مقالہ نمبر٤ ۔۔۔۔۔۔ ٣١

معنوی موت کے بیان میں

مقالہ نمبر٥ ۔۔۔۔۔۔ ٣٤

دنیا کا حال اور اس کی طرف توجہ نہ کرنے کی تاکید کے بیان میں

مقالہ نمبر٦ ۔۔۔۔۔۔ ٣٨

مخلوق سے فنا ہو جانے کے بیان میں

مقالہ نمبر٧ ۔۔۔۔۔۔ ٤٤

دل کے غم کو ختم کرنے کے بیان میں

فہرست

❑ مقالہ نمبر ۸ ۴۹

قرب الٰہی کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۹ ۵۲

کشف اور مشاہدہ کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۱۰ ۵۷

نفس اور اس کے احوال

❑ مقالہ نمبر ۱۱ ۶۲

شہوات کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۱۲ ۶۴

مال کی محبت کی ممانعت کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۱۳ ۶۸

اللہ تعالیٰ کے احکام (قضاوقدر) کو تسلیم کرنے کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۱۴ ۷۳

مقربین کے احوال کی اتباع کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۱۵ ۷۵

خوف اور امید کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۱۶ ۷۸

توکل کی حقیقت اور اس کے مقامات کے بیان میں

فہرست

مقالہ نمبر ۱۷ ---------- ۸۳

مرشد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل ہونے کی کیفیت کے بیان میں

مقالہ نمبر ۱۸ ---------- ۸۸

شکوہ کرنے کی ممانعت کے بیان میں

مقالہ نمبر ۱۹ ---------- ۹۳

وعدہ پورا کرنے اور نہ کرنے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۲۰ ---------- ۹۷

تم مشکوک چیزوں کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیزوں کو اپنا لو حدیث نبوی ﷺ کے بیان میں

مقالہ نمبر ۲۱ ---------- ۱۰۰

ابلیس لعین سے مکالمہ کے بیان میں

مقالہ نمبر ۲۲ ---------- ۱۰۳

مومن کی آزمائش اس کے ایمان کے مطابق ہوتی ہے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۲۳ ---------- ۱۰۶

اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہنے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۲۴ ---------- ۱۰۹

اللہ کے دروازے کو مضبوطی سے پکڑنے پر آمادہ کرنے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۲۵ ---------- ۱۱۳

ایمان کے درخت کے بیان میں

فہرست

مقالہ نمبر۲۶ .... ۱۱۸

اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کے بیان میں

مقالہ نمبر۲۷ .... ۱۲۵

خیر وشر ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں کے بیان میں

مقالہ نمبر۲۸ .... ۱۳۱

مرید کے احوال کی تفصیل کے بیان میں

مقالہ نمبر۲۹ .... ۱۳۴

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان مفلسی کفر کے قریب کر دیتی ہے کے بیان میں

مقالہ نمبر۳۰ .... ۱۳۷

عمل اور ترک حیلہ کے بیان میں

مقالہ نمبر۳۱ .... ۱۴۰

اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھنے کے بارے میں

مقالہ نمبر۳۲ .... ۱۴۳

اللہ تعالیٰ کی محبت میں کسی کو شریک نہ کرنے کے بارے میں

مقالہ نمبر۳۳ .... ۱۴۷

لوگوں کی چار قسموں کے بارے میں

مقالہ نمبر۳۴ .... ۱۵۳

ناموافق احکام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ناراض ہونے کے بیان میں

فہرست

❏ .... مقالہ نمبر۳۵ .... ۱۵۷

ورع (تقویٰ) کے بیان میں

❏ .... مقالہ نمبر۳۶ .... ۱۶۲

کوئی عمل بھی دنیا کے لئے نہ کرنے کے بیان میں

❏ .... مقالہ نمبر۳۷ .... ۱۶۸

حسد کی مذمت اور اس کے ترک کے بیان میں

❏ .... مقالہ نمبر۳۸ .... ۱۷۱

سچائی اور خیر خواہی کے بیان میں

❏ .... مقالہ نمبر۳۹ .... ۱۷۳

شقاق، وفاق اور نفاق کی تفسیر کے بیان میں

❏ .... مقالہ نمبر۴۰ .... ۱۷۵

سالک کب روحانیت کے زمرے میں داخل ہوتا ہے

❏ .... مقالہ نمبر۴۱ .... ۱۷۸

غنا کی دلیل اور اس کے بیان میں

❏ .... مقالہ نمبر۴۲ .... ۱۸۳

نفس کی دو حالتوں کے بیان میں

❏ .... مقالہ نمبر۴۳ .... ۱۸۷

غیر اللہ سے سوال کی مذمت کے بیان میں

فہرست

❑ مقالہ نمبر ۴۴ .... ۱۸۹

عارف باللہ کی دعائیں قبول نہ ہونے کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۴۵ .... ۱۹۳

نعمت اور مصیبت کے بارے میں

❑ مقالہ نمبر ۴۶ .... ۱۹۹

حدیث قدسی میں ذکر و شغل کی وجہ سے سوال نہ کرنے کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۴۷ .... ۲۰۲

اللہ تعالیٰ کے قرب کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۴۸ .... ۲۰۴

مومن کے لئے ضروری اعمال میں مشغول رہنے کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۴۹ .... ۲۰۶

نیند کی مذمت کے بارے میں

❑ مقالہ نمبر ۵۰ .... ۲۰۸

بندے کا اللہ تعالیٰ سے دور ہونا اور اس کے قرب کی کیفیت کی علامت کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۵۱ .... ۲۱۲

زُہد کے بیان میں

❑ مقالہ نمبر ۵۲ .... ۲۱۵

مومنین کی آزمائش کے اسباب کے بارے میں

فہرست

مقالہ نمبر ۵۳ ۲۱۸

اللہ تعالیٰ کے رضا مانگنے کے حکم اور اس میں فنا ہونے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۵۴ ۲۲۲

اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل ہونے اور اس کی کیفیت کے بیان میں

مقالہ نمبر ۵۵ ۲۲۶

قسمت کے حصوں کو چھوڑنے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۵۶ ۲۳۱

بندے کا مخلوق، خواہشات، نفس، ارادہ اور آرزوؤں سے فنا ہونے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۵۷ ۲۳۵

تقدیر کے بارے میں جھگڑا نہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۵۸ ۲۳۸

ہر طرف سے اپنی نظر کو پھیرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگنے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۵۹ ۲۴۲

تکلیفوں پر راضی رہنے اور نعمتوں پر شکر کے بیان میں

مقالہ نمبر ۶۰ ۲۴۷

سلوک کی ابتدا و انتہا کے بیان میں

مقالہ نمبر ۶۱ ۲۵۱

ہر شے پر توقف کرنا یہاں تک کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ فعل مباح ہے کے بیان میں

فہرست

- مقالہ نمبر٦٢ ---------- ٢٥٥
محبت اور محبوب اور جوان کے حق میں لازمی ہے کے بیان میں
- مقالہ نمبر٦٣ ---------- ٢٥٨
معرفت کی ایک قسم کے بیان میں
- مقالہ نمبر٦٤ ---------- ٢٦٠
وہ موت جس میں زندگی نہیں اور وہ زندگی جس میں موت نہیں ہے کے بیان میں
- مقالہ نمبر٦٥ ---------- ٢٦٣
قبولیت دعا میں تاخیر پر اللہ تعالیٰ سے ناراض نہ ہونے کے بیان میں
- مقالہ نمبر٦٦ ---------- ٢٦٧
دعا کو کرنے اور نہ کرنے کے حکم کے بیان میں
- مقالہ نمبر٦٧ ---------- ٢٧١
نفس سے جہاد کرنے اور اس کی کیفیت کی وضاحت کے بیان میں
- مقالہ نمبر٦٨ ---------- ٢٧٥
اللہ تعالیٰ کی ہر روز نئی شان ہے کے بیان میں
- مقالہ نمبر٦٩ ---------- ٢٧٨
اللہ تعالیٰ سے مغفرت، پرہیزگاری، توفیق، رضا اور صبر مانگنے کے بیان میں
- مقالہ نمبر٧٠ ---------- ٢٨١
شکر اور اپنے گناہوں کے اعتراف کے بیان میں

فہرست

مقالہ نمبر ۷۱ .... ۲۸۴

مرید اور مراد کے بیان میں

مقالہ نمبر ۷۲ .... ۲۸۸

بازار میں جانے والوں کے احوال کے بیان میں

مقالہ نمبر ۷۳ .... ۲۹۱

جن اولیاء کو اللہ تعالیٰ دوسروں کے عیوب پر مطلع کرتا ہے ان کے بیان میں

مقالہ نمبر ۷۴ .... ۲۹۴

عقلمند پر کون سے امور واجب ہیں جن سے وہ اللہ تعالیٰ کی واحدنیت پر دلیل تلاش کرے

مقالہ نمبر ۷۵ .... ۲۹۶

تصوف کی بنیاد کے بیان میں

مقالہ نمبر ۷۶ .... ۲۹۹

وصیت کے بیان میں

مقالہ نمبر ۷۷ .... ۳۰۲

اللہ تعالیٰ کی معیت اور مخلوق سے فنا ہونے کے بیان میں

مقالہ نمبر ۷۸ .... ۳۰۸

اولی العزم سالکین کا مجاہدہ، محاسبہ اور ان کی خصلتوں کے بیان میں

قول ۳۱۳

بفیضانِ نظر

الشّیخ مُحیّی الدّین ابی مُحمّد عبد القّادر الجیلاؔنی الحسنی الحسینی قدس سرۃ العزیز

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطر میں لاتا نہیں کتا تیرا
تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر! مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا
بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

(حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

انتساب

جداعلیٰ

دیوان حضوری

حضرت میاں احمد دین قادری رحمۃ اللہ علیہ عالی سرکار

جدامجد

غوث دہر

حضرت میاں محمد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ٹوپیاں والی سرکار

داداجان

مرشد کریم

حضرت میاں عبدالغنی قادری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

سپاس

واقف اسرار کعبہ قوسین اوادنیٰ

مرشد کامل

عارف باللہ باقی باللہ

حضرت سخی عنایت اللہ قادری البغدادی مدظلہم العالی

کے حضور بصد عجز و نیاز

المقدمة

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أوَّلاً وَاٰخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا، عَدَدَ خَلْقِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَعَدَدَ كُلِّ شَفْعٍ وَّوَتْرٍ وَرَطَبٍ وَّيَابِسٍ وَجَمِيْعَ مَا خَلَقَ رَبُّنَا وَزَرَاءَ وَبَرَاءَ اَبَدًا دَائِمًا سَرْمَدًا طَيِّبًا مُبَارَكًا اَلَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَقَدَّرَ وَاَمَاتَ وَاَحْيٰى وَاضْحَكَ وَاَبْكٰى وَاَقْرَبَ وَاَدْنٰى وَرَحِمَ وَاَخْزٰى وَاَطْعَمَ وَاَسْقٰى وَاَسْعَدَ وَاَشْقٰى وَمَنَعَ وَاَعْطٰى اَلَّذِىْ بِكَلِمَتِهٖ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ الشِّدَادُ بِهَا رُسَّتِ الرَّوَاسِىْ وَالاَوْتَادُ وَاسْتَقَرَّتِ الْاَرْضُ الْمِهَادَ فَلاَ مَقْنُوْطًا مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلَا مَاْمُوْنًا مِّنْ مَّكْرِهٖ وَغَيْرِهٖ وَإِنْفَاذِ قَضِيَّتِهٖ وَفِعْلِهٖ وَ اَمْرِهٖ وَلَا مُسْتَنْكِفًا عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلاَ مَخْلُوًّا مِّنْ نِعْمَتِهٖ فَهُوَ الْمَحْمُوْدُ بِمَا جَنٰى وَالْمَشْكُوْرُ بِمَا زَوٰى ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى الَّذِىْ مَنِ اتَّبَعَ مَا جَاءَ بِهٖ اهْتَدٰى وَمَنْ صَرَفَ عَنْهُ ضَلَّ وَارْتَدٰى النَّبِىُّ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ. الزَّاهِدُ فِى الدُّنْيَا الطَّالِبُ الرَّاغِبُ فِى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى الْمُجْتَبٰى مِنْ خَلْقِهٖ الْمُنْتَخَبُ مِنْ بَرِيَّتِهٖ الَّذِىْ جَآءَ بِالْحَقِّ بِمَحْيئِهٖ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ بِظُهُوْرِهٖ وَاَشْرقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِهٖ ثُمَّ الصَّلَوَاتُ الْوَافِيَاتُ وَالْبَرْكَاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ الْمُبَارِكَاتُ عَلَيْهِ.

ثَانِيًا وَعَلى الطِّيِّبِيْنَ مِنْ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ الْاَحْسَنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِعْلاً. وَالْاَقْوَمِيْنَ لَهٗ قِيْلاً وَالْاَصْوَبِيْنَ اِلَيْهِ طَرِيْقًا وَسَبِيْلاً ثُمَّ تَضَرُّعُنَا وَدُعَائُنَا وَرَجُوْعَنَا اِلَيْهِ رَبُّنَا وَمُنْشِيْنَا وَخَالِقُنَا وَرَازِقُنَا وَمَطْعِمُنَا وَمُسْقِينَا وَنَافِعُنَا وَحَافِظُنَا وَكَالِيْنَا وَمُحْيِيْنَا وَالذَابُّ وَالدَّافِعُ عَنَا جَمِيْعِ مَا يُوْذِيْنَا وَيَسُوئنَا كُلٌّ ذٰلِكَ بِرَحْمَتِهٖ وَتَحِيَّتِهٖ وَفَضْلِهٖ وَمِنَّتِهٖ بِالْحِفْظِ الدَّائِمِ فِى الْاَقْوَالِ وَالْاَفْعَالِ فِى السِدِّ وَالْاِعْلاَنِ وَالْاِظْهَارِ وَالْكِتْمَانِ وَالشِّرَّةِ

وَالرَّخَآءِ وَالنِّعْمَةِ وَالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ اِنَّهُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ وَالْحَاكِمُ لِمَا يَشَآءُ الْعَالِمُ بِمَا يَخْفٰى اَلْمُطَّلِعُ عَلَى الشُّيُوْنِ وَالْاَحْوَالِ مِنَ الزَّلَّاتِ وَالطَّاعَاتِ وَالْقُرُبَاتِ السَّامِعِ الْاَصْوَاتِ الْمُجِيْبُ لِلدَّعْوَاتِ لِمَا يَشَآءُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاَرَادَ مِنْ غَيْرِ تَنَازُعٍ وَّتَرَدُّدٍ.

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ نِعْمَ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ كَثِيْرَةٌ مُتَوَاتِرَةٌ فِيْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَاطْرَافِ النَّهَارِ وَالسَّاعَاتِ وَاللَّحْظَاتِ وَالْخَطْرَاتِ وَجَمِيْعِ الْحَالَاتِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللهِ لَا تُحْصُوْهَا (إبراهيم:٣٤) وَقَوْلُهُ تَعَالٰى : وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ. (النحل: ٥٣) فَلَا يَدَانِ لِيْ وَلَا جِنَانَ وَلَا لِسَانَ فِيْ اَحْصَائِهَا وَاِعْدَادِهَا فَلَا يُدْرِكُهَا التَّعْدَادُ وَلَا تُضْبِطُهَا الْعُقُوْلُ وَالْاَذْهَانُ وَلَا يُحْصِيْهَا الْجِنَانُ وَلَا يُعَبِّرُهَا اللِّسَانُ فَمِنْ جُمْلَةِ مَا مَكَّنَ مِنْ تَعْبِيْرُهَا اللِّسَانَ وَاِظْهَارِهَا الْكَلَامَ وَكَتَبَهَا الْبَنَانَ وَتَفْسِيْرُهَا الْبَيَانَ كَلِمَاتٍ بَرَزَتْ وَظَهَرَتْ لِيْ مِنْ فُتُوْحِ الْغَيْبِ فَخَلَّتْ فِى الْجِنَانِ فَاشْتَغَلَتِ الْمَكَانَ فَانْتَجَهَا وَاَبْرَزَهَا صِدْقُ الْحَالِ فَتَوَلّٰى اِبْرَازَهَا لُطْفُ الْمَنَّانِ وَرَحْمَةُ رَبِّ الْاَنَامِ فِيْ قَالِبِ صَوَابِ الْمَقَالِ مُحَجَّةً لِمُرِيْدِى الْحَقِّ وَالطُّلَابِ فَمِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

حضرت الشيخ السيد عبدالقادر الگيلانى رضى الله عنه

مقدمہ

ساتھ اسم اللہ کے جو رحمٰن و رحیم ہے

تمام پاکیزہ اور مبارک تعریفیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، اول سے آخر تک، ظاہری و باطنی، اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر، اس کے کلمات (اسماء وصفات) کی تعداد کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر، اس کی رضا کے برابر، ہر جفت وطاق اور خشک وتر کی تعداد کے برابر، ہر اس چیز کے برابر جس کا ہمارے رب نے اندازا کیا ہے اور اس کو پیدا کیا ہے اور اس کو بغیر کسی نمونہ اور مثال کے بنایا ہے اسی اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ وہ اللہ جس نے (انسان کو) پیدا کیا پھر اس کو برابر کیا اور اس کی تقدیر بنائی اور اس کو موت اور زندگی عطا کی، اس کو ہنسایا اور رلایا، قریب کیا اور اور زیادہ قریب کیا، رحم کیا اور ذلیل کیا، کھلایا پلایا، نیک بخت اور بد بخت بنایا، بعض کو محروم کیا اور بعض کو نوازا۔ وہ اللہ جس کے کلمات سے ساتوں آسمان مضبوط اور قائم ہوئے اور اس کے کلمات سے پہاڑ اس طرح گاڑے گئے جس طرح (جہاز) پانی پر لنگر انداز ہوتے ہیں جس سے زمین کے فرش نے قرار پایا۔ اس طرح کوئی شخص اس کی رحمت سے مایوس نہیں، کوئی شخص اس کی تدبیر سے، اس کی مصیبتوں سے، اس کے احکام کے جاری ہونے سے، اس کے فعل اور امر سے بے خوف نہیں، اس کی عبادت سے کسی کو عار (تنگی) نہیں اور اس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں ہے۔ وہی محمود ہے وہی (مصیبتوں سے) بچانے کے سبب مشکور ہے۔ پھر اس کے نبی جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام نازل ہو، جس نے آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی پیروی کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس سے منہ موڑا وہ گمراہ اور مرتد ہو گیا۔ وہ نبی کریم ﷺ صادق ومصدوق ہیں۔ دنیا میں زہد اختیار کرنے والے رفیق اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) کے طالب اور اس کے چاہنے والے ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ پروردگار عالم کی تمام مخلوق میں برگزیدہ اور تمام کائنات میں چنے ہوئے ہیں۔ جن کی آمد سے دین حق پھیلا اور آپ ﷺ کے ظہور سے باطل جاتا رہا، پھر آپ ﷺ کے نور سے دنیا روشن ہو گئی پھر دوبارہ آپ ﷺ پر درود وسلام اور کامل پاکیزہ، صاف ستھری اور مبارک برکات نازل ہوں۔

آپ ﷺ کی پاکیزہ آل رضی اللہ عنہم پر اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر اور ان لوگوں پر جنھوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی جو اپنے کردار میں اپنے رب کی بہترین مخلوق ہیں۔ اپنی گفتار میں سچے اور سیدھی راہ پر ہیں۔ پھر ہماری زاری، دعا اور رجوع اسی کی طرف ہے جو ہمارا رب عدم سے وجود میں لانے والا، خالق، رازق، کھلانے پلانے والا، نفع دینے والا، حفاظت کرنے والا، نگہبان، زندہ کرنے والا اور تمام خراب اور

تکلیف دہ چیزوں کو دفع ودور کرنے والا ہے۔ یہ سب انعامات اسی کی رحمت، مہربانی، فضل اور احسان سے ہیں۔سختی، رنج، نعمت، تکلیف، تنگی، فراخی، ظاہر و باطن اور قول وفعل میں عیاں و پوشیدہ ہمیشہ وہی حفاظت کرنے والا ہے ۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ ہر چھپی چیز کا، گناہوں، اطاعتوں، قربتوں اور ہر حال وکام کو جاننے والا ہے۔آوازوں کو سننے والا ہے جس شخص کے لیے جیسا چاہتا ہے ارادہ کرتا ہے اس کی دعائیں بغیر اختلاف اور شک وشبہ کے قبول فرماتا ہے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات دن رات میں ہر گھڑی ہر لمحہ، ہر خیال میں اور تمام معاملات میں بندوں پر متواتر ہوتے رہتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے''۔(ابراہیم:۳۴) پھر ارشاد فرمایا ''تمہیں جو نعمتیں حاصل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔'' (النحل:۵۳) نہ مجھ میں طاقت ہے اور نہ دل اور زبان میں یہ قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار اور احاطہ کرسکیں۔نہ عقل اور ذہن میں یہ قوت ہے کہ ان نعمتوں کا ضبط، احاطہ اور حساب کرسکیں اور نہ دل ان کو شمار کرسکتا ہے نہ زبان کو ایسی گویائی حاصل ہے کہ نعمتوں کو بیان کر سکے اس لئے ان تمام نعمتوں کو جن کی تعبیر پر زبان کو، جن کے اظہار پر کلام کو، جن کی تحریر پر انگلیوں کو اور جن کی تفسیر پر بیان کو قدرت دی گئی ہے۔اس لئے یہ چند کلمات ہیں جو فتوح الغیب سے مجھ پر ظاہر ہوئے اور میرے دل پر اتر گئے یعنی میرے دل کو بھر دیا، پھر صدق حال نے ان کو باہر لا کر ظاہر کیا، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی نے ان کلمات کو مریدوں اور طالبانِ خدا کی راہنمائی کے لئے صحیح الفاظ ظاہر کرنے میں میری مدد فرمائی۔اسی وجہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔

حضرت شیخ سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ

مقالہ نمبر۱
ہرمومن کے لیے ضروری چیزوں کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہرمومن کے لیے تمام احوال میں تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا حکم بجالائے ،منع کیے ہوئے کاموں سے پرہیز کرے اور تقدیر کی موافقت کرے۔مومن کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ ان تین چیزوں میں سے کسی ایک سے بھی خالی نہ رہے۔مومن کے لئے لازم ہے کہ اس کا قلب ان چیزوں کے اہتمام کے لئے وقف ہو جائے ، ہر وقت انہیں اپنے دل میں یاد کرتا رہے اور تمام احوال میں اپنے اعضاء کو ان میں ہی لگائے رکھے۔

مقالہ نمبر۲

ایک دوسرے کو نیک کاموں کی وصیت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (سنت) کی اتباع کرو اور بدعات سے بچو۔ (اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی) اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ (اللہ تعالیٰ کو) ایک جانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ حق تعالیٰ کو (تمام عیبوں سے) پاک جانو اور اس پر بہتان نہ لگاؤ۔ (اس کی وحدانیت کی) تصدیق کرو اور شک میں نہ پڑو۔ (تکلیفوں پر) صبر کرو اور نہ گھبراؤ۔ (اللہ تعالیٰ کے راستے پر) ثابت قدم رہو اور (تکلیفوں سے) نہ بھاگو۔ (صرف اللہ تعالیٰ سے) سوال کرو اور پریشان نہ ہو۔ (اللہ تعالیٰ کے طرف سے راستے کھلنے کا) انتظار کرو اور نا امید نہ ہو جاؤ۔ (آپس میں) بھائی بھائی بن کر رہو (ایک دوسرے کے) دشمن نہ بنو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اکھٹے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو آپس میں محبت رکھو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ گناہوں سے پاک رہو اور گناہوں سے اپنے آپ کو ناپاک اور آلودہ نہ کرو۔ اپنے رب کی اطاعت میں خود کو سنوارو اور اپنے رب کے دروازے سے پیچھے نہ ہٹو اور اس کی طرف متوجہ رہنے سے کبھی منہ نہ پھیرو۔ توبہ کرنے میں دیر نہ کرو اور دن رات اپنے خالق کے سامنے گناہوں سے معافی مانگنے سے نہ اکتاؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے، تمہیں نیک بخت بنا دیا جائے، تمہیں دوزخ سے بچا لیا جائے، جنت کے انعامات سے خوش کر دیا جائے، تمہیں اللہ تعالیٰ کا وصل نصیب ہو جائے، جنت میں باکرہ (کنواری) حوروں اور دوسری نعمتوں کے ساتھ مشغول کیا جائے۔ اسی حالت میں ہمیشہ ہمیشہ رکھے جاؤ اور نفیس گھوڑوں پر سواری کرو۔ موٹی آنکھوں والی حوروں، مختلف اقسام کی خوشبوؤں گانے والی لونڈیوں کے ساتھ مذکورہ نعمتوں سے خوش کر دیے جاؤ پھر انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ مقام علیین میں تمہیں بلند مقام عطا کر دیا جائے۔

مقالہ نمبر ۳

ابتلاء کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندے کو جب کسی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پہلے وہ اپنے نفس کے ساتھ حرکت کرتا ہے پھر جب اپنی کوشش سے چھٹکارا نہیں پاتا تو مخلوقات میں سے دوسرے لوگوں سے جیسے بادشاہوں، عہدیداروں، دنیاداروں، مالداروں اور بیماریوں اور دکھوں میں طبیبوں سے مدد مانگتا ہے ۔ جب ان سے بھی چھٹکارا نہیں پاتا تو اس وقت اپنے رب کی طرف دعا، عاجزی اور مناجات کے ذریعے رجوع کرتا ہے (انسان کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ) جب تک اسے اپنے آپ سے مدد حاصل ہوتی ہے تو کبھی مخلوق کی طرف رجوع نہیں کرتا اور جب تک مخلوق سے مدد ملتی رہتی ہے تو کبھی خالق کی طرف رجوع نہیں کرتا پھر جب خالق سے بھی مدد نہیں پاتا تو ہر وقت سوال، عاجزی، دعا اور مناجات میں مشغول رہتا ہے، خوف ورجاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے گر پڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو دعا سے بھی عاجز کر دیتا ہے اور اس کی دعا قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ تمام اسباب سے منقطع ہو جاتا ہے اس وقت اس میں تقدیر خداوندی کا فعل جاری ہوتا ہے اور وہ بندہ تمام اسباب اور حرکات سے فنا ہو کر محض روح رہ جاتا ہے اس مقام پر پہنچ کر وہ اللہ تعالیٰ کے فعل کے سوا کچھ نہیں دیکھتا پھر وہ بے اختیاری طور پر صاحبِ یقین اور صاحبِ توحید بن جاتا ہے۔ پھر وہ یقین کر لیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حرکت اور سکون دینے والا نہیں ہے۔ ہر بھلائی و برائی، نفع ونقصان، عطا کرنا اور روکنا، کھولنا اور بند کرنا، موت وحیات، عزت وذلت، مالدار کرنا اور محتاج کرنا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں ہے۔ پھر وہ اس کی قضاء وقدر کے مقام پر اس طرح ہو جاتا ہے جیسے دایہ کے ہاتھ میں دودھ پیتا بچہ، نہلانے والے کے ہاتھ میں مردہ اور چوگان سوار کے سامنے گیند پھر وہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کیا جاتا ہے اور اس کی حالت بدل دی جاتی ہے۔ پھر وہ تقدیر خداوندی کے سامنے خواہ وہ تقدیر اس کے اپنے متعلق ہو یا غیر کے متعلق ہو کسی قسم کی حرکت نہیں کرتا پھر وہ اپنے رب کے فعل میں اپنی خواہش سے نکل جاتا ہے وہ اپنے رب کے فعل کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھتا اور نہ ہی اپنے رب

کے سوا کچھ دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ اگر دیکھتا ہے تو اسی کی صنعت کو دیکھتا ہے اگر سنتا ہے تو اسی کے کلام کی خاطر سنتا ہے، اسی کے علم سے جانتا ہے، اسی کے نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے اور اسی کے قرب سے سعادت مند ہوتا ہے ۔اللہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اسے سنوارا جاتا ہے اور وہ عزت والا بن جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے ساتھ خوشی، سکون، اور اطمینان قلب حاصل کرتا ہے اور اسی کے کلام سے مانوس ہو جاتا ہے۔ غیر اللہ سے اسے وحشت اور نفرت ہوتی ہے، اسی کے ذکر کی آرزو کرتا ہے، اسی کی پناہ پکڑتا ہے، اسی کے ساتھ قوی اور مضبوط ہوتا ہے، اسی پر توکل کرتا ہے اور اسی کی معرفت کے نور سے ہدایت پاتا ہے۔ پھر اسے (رضائے الٰہی) کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عجیب وغریب علموں اور اس کی قدرت کے رازوں سے واقف ہو جاتا ہے۔ وہ اسی سے سنتا ہے اور یاد رکھتا ہے پھر وہ مذکورہ بالا انعامات پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور شکر ادا کرتا ہوا دعائیں کرتا رہتا ہے۔

مقالہ نمبر ۴

معنوی موت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم مخلوقات سے مرجاؤ گے تو تمہیں خطاب دیا جائے گا کہ تم پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے پھر اللہ تعالیٰ تمہیں خواہشات نفس سے ماردے گا۔ جب تم خواہشات نفس سے مرجاؤ گے تو تمہیں خطاب دیا جائے گا کہ تم پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہیں ارادوں اور آرزؤوں سے موت دے دیگا۔ پھر جب تم ارادہ اور آرزو سے مرجاؤ گے تو تمہیں خطاب دیا جائے گا کہ تم پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے اور تمہیں زندہ کر دے گا۔ پھر اس مقام پر اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی حیات کے ساتھ زندہ کرے گا جس کے بعد موت نہیں، ایسی دولت عطا ہوگی کہ جس کے بعد محتاجی نہیں، ایسی بخشش عطا ہوگی جس کے بعد رکاوٹ نہیں، ایسی راحتوں سے خوش کیا جائے گا جن کے بعد کوئی غم نہیں، ایسی نعمت دی جائے گی جس کے بعد تنگی نہیں، ایسا علم دیا جائے گا جس کے بعد جہالت نہیں، ایسا عمل دیا جائے گا کہ جس کے بعد خوف نہیں، ایسا نیک بخت کر دیا جائے گا کہ جس کے بعد بدبختی نہیں، ایسی عزت دی جائے گی جس کے بعد ذلت نہیں، ایسا مقرب کیا جائے گا کہ جس کے بعد دوری نہیں، ایسا بلند مرتبہ عطا کیا جائے گا جس کے بعد پستی نہیں، ایسی بزرگی عطا کی جائے گی جس کے بعد حقارت نہیں اور ایسا پاک کیا جائے گا کہ جس کے بعد گندگی نہیں۔ پھر تم (مخلوق کی) حاجات پوری کرنے والے بن جاؤ گے۔ فرد الفرد، وتر الوتر، غیب الغیب اور سر السر ہو جاؤ گے۔ اس وقت تمہیں تمام رسل، انبیاء اور صدیقین کا وارث بنا دیا جائے گا۔ تجھ پر ولایت ختم (مکمل) ہو جائے گی تیرے پاس ابدال آئیں گے، تمہاری وجہ سے (مخلوق کی) مشکلات حل ہوں گی۔ تمہاری دعا سے بارش برسائی جائے گی تمہاری برکت سے کھیتیاں اگائی جائیں گی۔ اور تمہاری برکت سے خاص وعام لوگوں، اہل سرحد، بادشاہوں، رعایا، پیروں، مریدوں اور تمام مخلوقات کی بلائیں اور مصیبتیں دور کی جائیں گی اور تم شہروں اور لوگوں کے والی بن جاؤ گے۔ پھر لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے اور خالق کائنات کے حکم سے تمام احوال میں ہدیے اور تحفے تمہاری خدمت میں پیش کیے جائیں گے اور ہر جگہ تیرے ذکر خیر اور تعریف میں زبانیں رواں ہوں گی،

تیری وجہ سے اہل ایمان کے درمیان اختلاف نہ ہوگا۔ اے آبادیوں اور بیابانوں میں رہنے والوں میں سے بہترین شخص تجھ پر ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔'' (الحدید:۲۱)

مقالہ نمبر ۵

دنیا کا حال اور اس کی طرف توجہ نہ کرنے کی تاکید کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم دنیا کے ختم ہو جانے والے، دھوکہ دینے والے، لبھانے والے مکر وفریب، دنیا کا زہر جو ظاہر میں نرم اور باطن میں سخت ہوتا ہے، دنیا کی جلد ہلاک اور قتل کرنے والی لذات، دنیا کی برائی، بیوفائی اور عہد شکنی سے غافل مگر اس پر فریفتہ دنیاداروں کو دیکھے تو ایسا سمجھ کہ جیسا کوئی شخص برہنہ پاخانہ کرتا ہو اور اس پاخانہ کی بدبو پھیلی ہوئی ہو یہ دیکھ کر تو اپنی آنکھ اس کی شرم گاہ سے اور اپنی ناک اس کی بدبو سے بند کر لیتا ہے۔ تو دنیا میں بالکل اسی طرح ہو جا کہ جب تو اسے دیکھے تو اس کی زینت سے اپنی آنکھیں بند کر لے اور اس کی لذات وشہوات کی بدبو سے جو ارد گرد پھیل رہی ہے اپنی ناک ڈھانپ لے تا کہ تو دنیا اور آفات دنیا سے نجات حاصل کر لے۔ دنیا جتنی بھی تیرے نصیب میں ہے تجھے ضرور ملے گی تو اس سے بہرہ مند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک میں فرمایا کہ ''اور تم آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو اس کی طرف جو ساز وسامان (دنیاوی) ہم نے ان مختلف قسم کے لوگوں کو دیا ہے جو دنیاوی زندگی کی شان وشوکت ہے تا کہ ہم آزمائش کریں ان کی اس (مال) سے اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے''۔ (طہٰ:۱۳۱)

مقالہ نمبر ۶

مخلوق سے فنا ہو جانے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے مخلوق سے، اللہ تعالیٰ کے امر کی وجہ سے اپنی خواہش سے، اللہ تعالیٰ کے فعل کی وجہ سے اپنے ارادہ سے فنا ہو جاؤ تو تم علم الٰہی کے لئے برتن بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے تیرے فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو ان سے قطع تعلق کر لے اور ان کی طرف آنا جانا بند کر دے۔ جو کچھ ان کے پاس ہے تجھے اس کی امید نہ رہے، خواہشات نفس سے تیرے فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو کسب کو ترک کر دے اور نفع حاصل کرنے اور تکلیف کو دور کرنے کے لئے اسباب سے قطع تعلق کر لے اور تم اپنے نفع ونقصان کے لیے اپنے آپ کو حرکت نہ دے۔ اپنے نفع کے لئے اپنے آپ پر اعتماد نہ کرے اور نقصان کو اپنے آپ سے دور نہ کرے۔ اپنے نفس کی مدد نہ کرے بلکہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیکیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے بھی ان امور کا ذمہ دار تھا اور اب بھی رہے گا۔ تیرے سب کام ہر حال میں اسی کے سپرد تھے جیسا کہ تو اپنی ماں کے پیٹ میں چھپا ہوا تھا یا گہوارہ میں دودھ پیتا بچہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فعل کی وجہ سے تیرا اپنے ارادے سے فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو ہرگز اپنی مراد کا بھی ارادہ نہ کرے، تیری کوئی غرض اور حاجت باقی نہ رہے، تیرا کوئی مقصود نہ رہے، تو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ غیر اللہ کا ارادہ بھی نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہی تجھ میں جاری ہونا چاہیے پھر تم اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور فعل کے وقت اپنے اعضاء کو روکنے والے، دل کے اطمینان والے، کشادہ سینے والے، نورانی چہرے والے، آباد باطن والے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے تمام اشیاء سے بے نیاز ہو جاؤ گے تمہیں دست قدرت پھرائے گا اور ازل کی زبان تجھے پکارے گی اور پروردگار تجھے علم سکھائے گا اور اپنے پاس سے تجھے نورانی خلعتیں اور مختلف لباس پہنائے گا اور تجھے سلف صالحین، اولین اور عارفین کے مقام پر پہنچائے گا پھر تو ہمیشہ کے لئے عاجزی والا ہو جائے گا۔ تجھ میں خواہش اور ارادہ نہ رہے گا جیسا کہ ٹوٹے ہوئے برتن میں کوئی بہنے والی چیز نہیں ٹھہرتی نہ میل کچیل ٹھہرتی ہے پھر تو بشری اخلاق سے پاک ہو جائے گا۔ تیرا باطن ارادہ الٰہی کے سوا کسی اور چیز کو ہرگز قبول نہ کرے گا اس وقت تکوین اور خرق عادات کی نسبت تیری طرف کی جائے گی۔ (وہ تکوین وخرق عادات) ظاہری فعل وحکم میں تجھ سے دیکھے جائیں گے لیکن حقیقت میں علم کی رو سے وہ اللہ تعالیٰ کا فعل وارادہ ہوں گے پھر تم کو ان شکستہ دل والوں کے زمرے میں شامل کیا جائے گا جن کی خواہشات نفسانی اور ارادہ بشری ٹوٹ گئے پھر نئے سرے سے ان میں ارادہ ربانی اور روزمرہ کی خواہشات پیدا کی جائیں گی۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ ''تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں مجھے محبوب ہیں خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز بنائی ہے'' یعنی ان اشیاء کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

خواہشات کے نکلنے اور دور ہونے کے بعد کی گئی یہ امر اس چیز کی دلالت کرتا ہے جس طرف ہم بہت دفعہ اشارہ کر چکے ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میں ان دلوں میں بستا ہوں جو میرے لئے شکستہ ہیں''

پس اللہ تعالیٰ تیرے پاس نہ ہوگا جب تک تیری سب خواہشیں اور ارادے ٹوٹ نہ جائیں گی۔ جب تیری ساری خواہشات ٹوٹ جائیں گی اور تجھ میں کوئی شے باقی نہ رہے گی تیرے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی شے باقی نہ رہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے ایک نئی زندگی عطا کرے گا پھر تیرے دل میں ایک ارادہ ڈالے گا تو اس ارادے کے تحت تو اس چیز کا ارادہ کرے گا اور جب وہ پیدا کردہ ارادہ تجھ میں پایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے اس ارادے کو توڑ دے گا کیونکہ اس ارادے میں تیرا وجود پایا جاتا ہے اس لئے تو اب ہمیشہ شکستہ دل رہے گا۔ جب تک تیرا (وہمی وجود) باقی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ایک نیا ارادہ ڈالتا رہے گا اور اس کو توڑتا رہے گا یہاں تک کہ مقررہ وقت آپہنچے اور تجھے مشاہدہ الٰہی نصیب ہو جائے (انا عند المنكسرة قلوبهم من أجلى) اس حدیث کا یہی معنی ہے۔ ہمارے قول عند وجودك فيها سے یہ مراد ہے کہ تو اس ارادے میں مضبوط اور مطمئن ہو جائے حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا مومن بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا قرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں اور جب میں اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ وہ بندہ میرے ساتھ سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور سمجھتا ہے اور فنا کی کوئی حالت اس کے سوا نہیں ہے۔ جب تو خود کو اپنے آپ سے اور مخلوق سے فنا کر لے چاہے مخلوق اچھی ہو یا بری ہو ایسے ہی تو خیر ہے یا شر ہے اور نہ تو مخلوق سے بھلائی کی امید رکھے اور نہ ان کے شر سے ڈرے اس وقت تیری نظر میں اللہ وحدہ باقی رہ جائے۔ جیسا کہ وہ مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے تھا اور تقدیر الٰہی میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ تجھے تقدیر کے شر سے محفوظ رکھے گا اور تقدیر کے خیر کے سمندروں میں غرق کر دے گا پھر تو ہر خیر کا حامل، نعمت و سرور، خوشی، نور، امن و سکون کا منبع بن جائے گا یہی فنا اولیاء کی سیر کی آرزو مطلوب، انتہا، حد اور بازگشت (لوٹنا) ہے۔ اپنے ارادے سے فانی ہو کر اللہ تعالیٰ کے ارادے سے کامل طور پر بدل جانے کی استقامت کو اگلے اولیاء وابدال رحمۃ اللہ علیہم نے طلب کیا ہے وہ اپنی وفات تک ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ ہی ارادہ کرتے ہیں اس لئے ان کا نام ابدال ہے۔ ان حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ارادے میں اپنے ارادے کو شریک کرنا گناہ ہے۔ اور سہو ونسیان، غلبہ حال ،خوف کی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یاد دلانے اور ہوشیار کرنے کے ساتھ ان کو خبردار کر دیتا ہے۔ پھر وہ اپنے ارادے سے باز آجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں کیونکہ فرشتوں کے علاوہ کوئی بھی اپنے

ارادے سے معصوم نہیں فرشتے اپنے ارادے سے معصوم ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰت ھویٰ (اپنی خواہش نفس) سے معصوم ہیں اور باقی مخلوق میں سے انسان وجن جو شریعت کے مکلّف ہیں ان دونوں چیزوں یعنی ذاتی ارادہ اور ہوائے نفس سے ہرگز معصوم نہیں سوائے اس کے کہ اولیاء خواہش نفس سے اور ابدال ارادہ سے محفوظ ہیں لیکن معصوم نہیں ہیں اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے حق میں یہ جائز ہے کہ کسی وقت وہ ان دونوں (خواہش وارادہ) کی طرف مائل ہو جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں ہوشیار و بیدار کر دیتا ہے۔

مقالہ نمبر ۷
دل کے غم کو ختم کرنے کے بیان میں

چھوڑ دو تا کہ تم مشرک نہ ٹھہرائے جاؤ۔ اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا امیدوار ہے اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائے“ (الکہف:۱۱۰)۔ صر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے نفس سے باہر آ جاؤ اور اس سے کنارہ کشی کرو۔ اپنی ہستی سے بیگانہ ہو جاؤ اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو اپنے دل کے دروازے پر اللہ تعالیٰ کے دربان بن جاؤ اور وہ جسے دل میں آنے کا حکم دے اسے آنے دو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ خواہش نفس کو دل سے نکل جانے کے بعد پھر دل میں نہ آنے دو۔ خواہش نفس کا دل سے نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں اس کی مخالفت کی جائے اور مرضی کو چھوڑ دیا جائے۔ خواہشات نفس کا دل میں داخل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اتباع اور مرضی پوری کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے سوا اور کوئی ارادہ نہ رکھو اور نہ اس کے علاوہ کوئی آرزو رکھو۔ یہ خواہش نفس بیوقوفوں کی وادی ہے اس میں تیری ہلاکت و موت ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے گر جانے اور اس سے تیرے حجاب (پردہ) کا سبب ہے۔ ہمیشہ اس کے حکموں کو پورا کرنے اور منع کی ہوئی باتوں سے پرہیز کرو اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ہمیشہ اس کے سپرد کرو۔ اس کی مخلوقات میں سے کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ کیونکہ تیرا ارادہ، حرص اور خواہشات اس کی مخلوق ہیں اس لئے تم اپنا ارادہ، حرص اور خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے لئے ف بت پرستی ہی شرک نہیں بلکہ اپنی خواہش نفس کی پیروی اور دین و دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو اختیار کرنا بھی شرک ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا غیر ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے غیر کی طرف مشغول ہوئے تو بے شک تو نے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا۔ اس لیے تم پرہیز کرو (غیر اللہ) کو چھوڑ دو، اللہ سے ڈرتے رہو اور بے خوف نہ ہو جاؤ۔ (اللہ کو) تلاش کرو اور اس سے غافل نہ ہو جاؤ پھر (وصل ہو جائے تو) آرام سے بیٹھ جاؤ۔ کسی حال اور مقام کی نسبت اپنے نفس کی طرف نہ کرو اور کسی چیز کا دعویٰ بھی نہ کرو۔ (راہ فقر میں) جو حالات اور مقامات تجھے نصیب ہوں ان کی نسبت

اللہ تعالیٰ کی طرف کرو اور کسی کو اپنے حالات نہ بتاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہر آن نئی شان ہے اور وہ تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہے اس لئے راہ سلوک کے وہ حالات جو تم نے دوسروں کو بتا دیے تو وہ تجھ سے چھین لے گا اور زائل کر دے گا اور اس مقام سے جس کے قائم ہونے اور باقی رہنے کا تو نے خیال کر لیا تھا اسے تبدیل کر دے گا اور جس کو تو نے یہ حالات بتائے ہیں اس کے سامنے تجھے شرمندہ ہونا پڑے گا اس لئے ان حالات کو اپنے دل میں محفوظ رکھ اور کسی غیر کے آگے بیان نہ کر۔ پھر اگر وہ حال و مقام قائم ہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس کا شکر ادا کرنے اور اس میں زیادتی کا سوال کرو۔ اگر وہ حال و مقام قائم نہ رہے تو یہ تیرے لئے علم و معرفت، نور و بیداری اور ادب میں ترقی کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''آیات میں سے کسی آیت کو جب ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں (کیا تم نہیں جانتے کہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (البقرہ:۱۰۶)

اس لئے اس کی قدرت میں عاجز ہو جا اور اس کی تقدیر اور تدبیر پر تہمت مت لگا۔ اس کے وعدوں پر شک نہ کر بلکہ تجھ پر لازم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اختیار کر۔ کیونکہ آپ ﷺ پر نازل شدہ آیات و سورتیں جن پر عمل کیا گیا جو محرابوں میں پڑھی جاتی رہیں، صحیفوں میں لکھی گئیں منسوخ کی گئیں، بدل دی گئیں ان کی بجائے دوسری آیات لائی گئیں اور حضور ﷺ ان نئی نازل آیات اور سورتوں کی طرف متوجہ کیے گئے۔ یہ تبدیلی تو بظاہری شریعت میں پائی جاتی ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے باطن میں اور باطنی علم میں اور ان حالات میں جو حضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں میں تبدیلی واقع ہونا اس طرح ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جونہی میرے دل پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے تو میں روزانہ ستر بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، دوسری روایت میں سو بار آیا ہے۔ حضور ﷺ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کیے جاتے تھے اور وہ پہلی حالت دوسری حالت میں تبدیل کر دی جاتی تھی اس طرح حضور ﷺ کو قرب کی منازل اور غیب کے میدانوں میں سیر کرائی جاتی تھی اور آپ ﷺ پر نورانی خلعتیں تبدیل کر دی جاتی تھیں اس لئے حضور ﷺ کو پہلی حالت دوسری حالت کی نسبت ظلمت و نقصان معلوم ہوتی تھی اور حدود حفظ میں آپ ﷺ کی طرف کمی ظاہر ہوتی تھی اس لئے آپ ﷺ کو استغفار کی تعلیم دی جاتی تھی کیونکہ استغفار کرتے رہنا بندے کی بہترین حالت

ہے۔اور توبہ بھی تمام احوال سے بہتر ہے کیونکہ توبہ میں بندے کی طرف گناہ وقصور کا اعتراف پایا جاتا ہے۔اور (توبہ واستغفار) دونوں صفات بندے کے لئے ضروری ہیں وہ دونوں صفات ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی میراث ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کے حال کی صفائی پر اللہ تعالیٰ کے عہد و پیماں پر نسیان کی وجہ سے تاریکی آئی اورانہوں نے ہمیشہ دارالسلام (جنت) میں رہنے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور فرشتوں کے ساتھ رہنے کا ارادہ کیا تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے اندر خواہش نفس پائی گئی اور اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ ان کے ارادے کی شرکت پائی گئی تو اس وجہ سے ان کا ارادہ توڑ دیا گیا اور پہلی حالت ختم ہوگئی۔ولایت معزول کر دی گئی، مرتبہ گر گیا، انوار تاریک ہوگئے اور یہ صفائی مکدر ہوگئی۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام خبردار کئے گئے اور ان کو یاد دلایا گیا گناہ اور نسیان کے اعتراف کا پتہ دیا گیا قصور اور نقصان کے اعتراف کی تلقین کی گئی۔تو حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی جو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ ’’اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اگر تو ہمیں معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم خسارہ پانے والوں میں ہو جائیں گے‘‘ (الاعراف:۲۳)

جب حضرت آدم علیہ السلام نے مغفرت طلب کی تو ان پر ہدایت کے انوار، توبہ کے علوم و معارف اور اس میں چھپی حکمتیں جو اس سے پہلے ظاہر نہ ہوئیں تھیں توبہ کے بعد ظاہر اور منکشف ہوگئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق دی تاکہ توبہ کریں۔ پھر آپ علیہ السلام کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ بدل دیا گیا اور پہلی خراب حالت بہتر حالت کے ساتھ بدل دی گئی آپ علیہ السلام کو ولایت کبریٰ اور دنیا میں سکون پھر آخرت کا سکون بھی نصیب ہوا۔ دنیا آپ علیہ السلام کے لیے اور آپ علیہ السلام کی اولاد کے لیے رہنے کی جگہ ہوگئی۔اور آخرت ان کے لئے جائے پناہ، لوٹنے کی جگہ اور ہمیشہ رہنے کی جگہ مقرر ہوگئی۔تم پر لازم ہے کہ اپنے قصور کے اعتراف میں ہر حال میں استغفار کرو اور ذلت ومحتاجی میں جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ جو تمام انبیاء و اولیاء کے باپ ہیں کی عادات اختیار کرو۔

مقالہ نمبر ۸
قرب الٰہی کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تو راہ سلوک میں کسی حالت میں ہو تو اس کے سوا کسی دوسری حالت کی آرزو نہ کرو نہ اس سے اعلیٰ حالت کی اور نہ اس سے ادنیٰ حالت کی۔ جب تم بادشاہ کے محل کے دروازے پر ہو تو محل میں داخل ہونے کی آرزو نہ کرو۔ جب تک کہ تو جبراً داخل نہ کیا جائے جبر سے مراد وہ حکم ہے جو سخت تاکید اور بار بار ہو۔ محل میں داخل ہونے کی اجازت پر قناعت نہ کرو کیونکہ ہوسکتا ہے یہ اجازت بادشاہ کی طرف سے آزمائش کا کوئی بہانہ اور تدبیر ہو لیکن تم صبر کرو محض اجازت ملنے پر اندر داخل مت ہو یہاں تک کہ تجھے اندر داخل ہونے کے لئے مجبور کیا جائے پھر جب تو محض جبراً اور بادشاہ کے فعل سے داخل کیا جائے گا تو اس وقت بادشاہ اپنے حکم اور مجبور کرنے کی وجہ سے تجھے کوئی سزا نہیں دے گا۔ بلکہ سزا صرف تیرے اختیار اور خواہش کی بدبختی، لالچ، بے صبری، بے ادبی اور موجودہ حالت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو چھوڑنے کی وجہ سے تجھے پیش آئے گی۔ پھر جب تجھ کو اس طریقے سے شاہی محل میں داخل کیا جائے تو خاموش، سرنگوں، مؤدب اور نگاہیں نیچی کر کے رہو اور مراتب کی ترقی کی طلب کے بغیر جس شغل و خدمت پر تجھے مامور کیا جائے اس کا محافظ ہو جا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے پیارے آخر الزماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''اور تم آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو اس کی طرف جو ساز و سامان (دنیاوی) ہم نے ان مختلف قسم کے لوگوں کو دیا ہے جو دنیاوی زندگی کی شان و شوکت ہے تا کہ ہم آزمائش کریں ان کی اس (مال) سے اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے''۔ (طٰہٰ:۱۳۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب سکھایا ہے کہ حفظ حال اور رضا بالقضاء اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ''اللہ تعالیٰ کا رزق باقی رہنے والا ہے'' (طٰہٰ: ۱۳۱) سے مراد یہ ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ میں نے نیکی، نبوت، علم، قناعت، صبر، دین کی بادشاہی، دشمنانِ اسلام پر غلبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیروں کو عطا کیا ہے اس لئے اے سالک تمام بھلائیاں اسی میں ہیں کہ تو اپنے حال کی حفاظت کرے اور اس پر راضی رہے اور اس کے سوا کسی اور حال کی طرف دھیان نہ کرے

کیونکہ جس حال کی طرف تیرا دھیان ہے وہ تین صورتوں سے خالی نہیں پہلا یہ کہ وہ حال تیری قسمت کا ہوگا دوسرا یہ کہ وہ حال تیرے غیر کی قسمت کا ہوگا تیسرا یہ کہ وہ حال کسی کی بھی قسمت کا نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں کی آزمائش کے لیے پیدا کیا ہوگا۔ اگر وہ حال تیری قسمت کا ہے تو خواہ تو اسے چاہے نہ چاہے وہ ضرور تجھے مل کر رہے گا پھر اس کی طلب میں تجھ سے لالچ اور بے ادبی کا ظاہر ہونا مناسب نہیں ہے۔ عقل و علم کے مطابق یہ کام ناپسندیدہ ہے اگر وہ حال تیرے سوا کسی دوسرے کی قسمت کا ہے تو اس چیز کے لئے تو کیوں تکلیف اٹھاتا ہے جسے تو کبھی بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اگر وہ حال کسی کی بھی قسمت کا نہیں ہے بلکہ وہ آزمائش ہے تو کوئی بھی عقل مند انسان اپنے لئے آزمائش کیوں مانگے گا تو کیوں اسے اچھا جانے گا اور کیوں اس آزمائش کو اپنی ذات کے لئے کھینچ لائے گا اس لئے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمام بھلائی و سلامتی حال کی حفاظت میں ہے۔ پھر تو گھر کے اندر سے بالاخانہ کی طرف چڑھایا جائے گا پھر وہاں سے چھت پر چڑھایا جائے گا تو جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ حال کی حفاظت کرو، خاموش اور باادب رہو بلکہ ان امور میں زیادتی کرو کیونکہ تم بادشاہ کے زیادہ قریب اور سخت خطرے کے نزدیک ہو اس لئے تم اس مرتبہ سے اعلیٰ مرتبے پر پہنچنے کی اور اس سے پست درجے کے قائم اور باقی رہنے کی اور اپنے حال کے اوصاف کے بدلنے کی تمنا مت کرو۔

اور اس میں تیرا کوئی اختیار نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ موجودہ نعمت کی ناشکری ہے اور ناشکری، ناشکرگزار کو دنیا و آخرت میں ذلیل کرتی ہے اس لئے تو ہمیشہ اسی طرح عمل کرتا رہ جیسا ہم نے بیان کیا ہے یہاں تک کہ تجھے اس حال کی طرف بلندی دی جائے جو تیرا مقام ہو اور جس پر تو ثابت قدم رہے اور اس سے تو ہٹایا نہ جائے پھر اس وقت تجھے معلوم ہوگا کہ یہ مقام عطیہ خداوندی ہے جو علامات و نشانات سے ظاہر کرے گا وہ مقام تیرے لئے قائم و برقرار رہے گا اور تو اس کی حفاظت کرے گا اور اس سے دور نہ کیا جائے گا اس لئے احوال اولیاء کے لئے ہیں اور مقامات ابدال کے لیے۔

مقالہ نمبر۹

کشف اور مشاہدہ کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احوال کے کشف و مشاہدہ کے دوران اولیاء اللہ وابدال کے لئے افعال الٰہی میں سے ایسی ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو عقلوں کو مغلوب کر دیتی ہیں اور عادات ورسوم کو پارہ پارہ کر دیتی ہیں۔افعال الٰہی کی دو قسمیں ہیں جلالی و جمالی جلال الٰہی سالک کے لئے بے چین کرنے والا خوف ومتذلذل کر دینے والا ڈر ہے جو قلب پر ایسا سخت غلبہ لاتا ہے کہ اس کا اثر جسم کے اعضاء پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ”شدید خوف کی وجہ سے نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اطہر سے ہانڈی کے ابلنے جیسی آواز سنی جاتی تھی“ (الحدیث)۔کیونکہ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا جلال نظر آتا رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عظمت الٰہی کا غلبہ ظاہر ہوتا تھا اور ایسا ہی حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے۔مشاہدہ جمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سالک کے قلب پر انوار وسرور، لذات، کلام لذیذ، محبت بھری بات اور مختلف قسم کے اعلیٰ منازل اور اپنے قرب کی بشارت کے ساتھ تجلی کرتا ہے یہ انعامات ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ازل میں قلم ان انعامات کو ان کے حق میں لکھ کر خشک ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے عاشقوں کو یہ بشارتیں دینا اس کا فضل اور رحمت ہے یہ اس لیے ہے کہ وہ لوگ بلوغ اجل (وقت فنا) جو کہ وقت مقرر ہے تک ثابت وقائم رہیں شاید شوق الٰہی کی شدت کی وجہ سے ان کی محبت حد سے گزرے اور ان کی قوتیں منقطع ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو جائیں اور عبادت کی ادائیگی میں کمزور ہو جائیں یہاں تک کہ ان کو موت آ جائے یعنی یقین نصیب ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ان سالکین کے قلوب پر جمالی تجلی کرنا اپنے لطف ورحمت سے ہے اور ان کے قلوب کے علاج، تربیت اور عزت کے لئے ہے کیونکہ وہ حکیم، علیم ان پر مہربان رؤف ورحیم ہے۔اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ اَرِحْنَا یَا بِلَالُ اے بلال ہم کو راحت پہنچائیں۔اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نماز کی تکبیر اقامت کہنا تھی تاکہ ہم مشاہدہ الٰہی کے لئے نماز میں داخل ہو جائیں یعنی ان انعامات کو حاصل کریں

جن کا ذکر ہم نے جمالی تجلی میں کیا ہے۔اسی لیے حضور مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے(الحدیث)۔

مقالہ نمبر ۱۰

نفس اور اس کے احوال

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک وہ اللہ ہے (اے انسان) تیرا نفس اور تو مخاطب ہے نفس اللہ کی ضد ہے اور اس کا دشمن ہے۔ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی تابع ہیں۔ اور حقیقت میں نفس بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ملکیت ہے نفس میں دعویٰ، آرزوئیں، شہوت اور لذت ہے یہی چیزیں اس کی طبیعت کا تقاضا کرتی ہیں۔ جب تم اپنے نفس کی مخالفت اور دشمنی میں اللہ تعالیٰ کی موافقت (پیروی) کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے نفس کے دشمن بن جاؤ گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا اے داؤد میں ہی تیرا مددگار ہوں اور مجھے ہی اپنا مددگار سمجھو۔ بندگی کی حقیقت یہ ہے کہ تو میری خاطر اپنے نفس کا دشمن بن جائے پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیری دوستی اور بندگی ثابت ہوگی پھر تمہیں پاکیزہ، صاف اور خوشگوار نعمتیں ملیں گی تو تو محبوب اور عزت والا ہو جائے گا، تمام اشیاء تیری تابع ہو جائیں گی۔ اور تیری تعظیم وتکریم کریں گی کیونکہ وہ ساری کی ساری اپنے پروردگار کے تابع ہیں اور اس کے حکم کی موافقت کرنے والی ہیں۔ وہ تمام اشیاء کا خالق ہے اور ان کو نئے سرے سے پیدا کرنے والا ہے، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی غلامی اور بندگی کا اقرار کرنے والی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے'' (اسراء:۴۴)۔ یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو حکم دیا کہ آ جاؤ (وجود میں) خواہ تم چاہو یا نہ چاہو تو دونوں نے کہا کہ ہم خوش دلی کے ساتھ آ گئے'' (حم سجدہ:۱۱) پس تمام عبادتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس اور خواہش کی مخالفت کرو جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا ''خواہشات نفس کی پیروی نہ کرو یہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کر دیں گی'' (ص:۲۶) اپنی خواہش کو چھوڑ دو کیونکہ میری ملکیت میں خواہش نفس کے سوا کوئی چیز نہیں جو میرے ساتھ جھگڑا کرے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے خواب میں اللہ رب العزت کو دیکھا تو عرض کیا کہ یا اللہ تیری طرف آنے کا کون سا راستہ ہے تو اللہ رب العزت نے فرمایا اپنے نفس کو چھوڑ دو اور میری

طرف آ جاؤ۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں اپنے نفس سے اس طرح نکل آیا جیسے سانپ اپنی کینچلی (سکُنج) سے نکل آتا ہے۔اس لئے تمام بھلائیاں اسی میں ہیں کہ ہر حال میں اپنے نفس کی مخالفت کی جائے اگر تم حالت تقویٰ میں ہو تو نفس کی مخالفت اس طرح کرو کہ مخلوق کے حرام اور مشتبہ مال سے، ان کے احسان سے، ان سے آرزو رکھنے سے، بھروسہ رکھنے سے، خوف وامید رکھنے سے اور دنیا کا جو سامان ان کے پاس ہے، اس میں طمع (لالچ) کرنے سے باز آ جاؤ۔ ان کو جو عطیات، ہدیے، زکوۃ، صدقات، کفارہ اور نذر کے طور پر عطا ہوں تو تم ان کی امید نہ رکھو تم اپنی توجہ کو تمام وجوہات اور اسباب سے ہٹا لو یہاں تک کہ اگر کوئی تیرا عزیز مال دار ہے تو اس کے مال کا وارث بننے کے لیے اس کی موت کی آرزو نہ کرو۔ اور کوشش کر کے مخلوق سے باہر نکل آؤ مخلوق کو ایسا دروازہ سمجھو جو کبھی کھلتا کبھی بند ہوتا ہے،

ایسا درخت سمجھو جو کبھی پھل دیتا ہے کبھی پھل سے خالی ہوتا ہے اور یہ سب کچھ ایک فاعل کے فعل اور مدبر کی تدبیر سے ہو رہا ہے وہ (فاعل ومدبر) اللہ تعالیٰ ہے (جب تو اس حقیقت کو پالے گا) تو اللہ تعالیٰ کے لئے موحد (اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو اکیلا تسلیم کرنے والا) بن جائے گا اور اس کے ساتھ یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ فعل کو ظاہر کرنے والی مخلوق ہے تاکہ تم مذہب جبریہ سے خلاصی پا جاؤ اور یہ اعتقاد رکھو کہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کے بغیر پورے نہیں ہوتے تاکہ تم (مخلوق) کی بندگی نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کو بھول نہ جاؤ۔ اور یہ بھی نہ کہو کہ مخلوق کا فعل اللہ تعالیٰ کے بغیر ہے ورنہ تم کافر ہو کر فرقہ قدریہ میں شامل ہو جاؤ گے لیکن تم یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ افعال کا خالق ہے اور افعال کے کاسب (کرنے والے) بندے ہیں جیسا کہ ثواب وعذاب کی جزا وسزا کے موقع پر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہے کہ "بندوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اپنے حصوں کی تقسیم کرو اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز نہ کرو کیونکہ حکم الٰہی قائم ہے" (حدیث)۔ تمام مخلوق پر اور تجھ پر وہی حکم کرتا ہے۔ کسی معاملے میں تم حاکم نہ بنو اور تیرا مخلوق کے ساتھ رہنا ہی تقدیر خداوندی ہے اور یہ تقدیر ظلمت (اندھیرا) ہے اور ظلمت میں چراغ کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور وہ چراغ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں تم ان دونوں (کتاب وسنت) سے باہر نہ جاؤ اور اگر تیرے دل میں کوئی خطرہ گزرے یا الہام پایا جائے تو ان دونوں کتاب وسنت پر پیش کرو۔ اگر اس (خطرہ یا الہام) کی قرآن وحدیث

میں حرمت پائے مثلاً تجھے زنا، سود، فاسق وفاجر لوگوں سے ملنے اور دوسرے گناہوں کا الہام ہو تو ایسے گناہوں کو دل سے دور کرو اور اس سے الگ رہو، اس کو قبول نہ کرو، اس پر عمل نہ کرو، اس کو یقینی طور پر جان لو کہ یہ الہام شیطان مردود کی طرف سے ہے اور اگر ان دونوں (قرآن وحدیث) میں اجازت پائے مثلاً تجھے جائز خواہشوں، کھانا پینا، پہننا اور نکاح کرنے کے متعلق الہام ہو تو ایسے الہام سے بھی الگ ہو جاؤ اس کو بھی قبول نہ کرو اور یہ سمجھ لو کہ یہ الہام نفس کی طرف سے اور اسی کی خواہشات ہیں بے شک تمہیں نفس کی مخالفت اور دشمنی کا حکم دیا گیا ہے اور اگر قرآن وحدیث میں کسی الہام کی نہ حرمت پائی جائے اور نہ ہی اس کی اجازت پائی جائے بلکہ یہ ایسا حکم جسے تو نہیں سمجھتا مثلاً تمہیں یہ کہا جائے کہ فلاں جگہ جاؤ اور فلاں نیک انسان سے ملو حالانکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت علم اور معرفت کی وجہ سے تو بے نیاز ہے۔ اور تجھے وہاں جانے اور نیک آدمی سے ملنے کی حاجت نہیں ہے تو اس صورت میں تم ٹھہر جاؤ اور اس کی طرف جانے میں جلدی نہ کرو اور دل میں سوچو کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے؟ تاکہ میں اس پر عمل کروں اس طرح تو اس کو اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کے فعل کا انتظار کر۔ اللہ تعالیٰ کے فعل کی علامت یہ ہے کہ وہ الہام تیرے دل میں بار بار ہو اور تجھے کوشش کرنے کا حکم دیا جائے یا اس الہام میں ایسی علامت پائی جائے جو اللہ تعالیٰ کے عارفوں کے لئے ظاہر ہوتی ہے اور اس علامت کو اولیاء میں سے اہل عقل اور ابدال میں سے وہ لوگ جنہیں تائید غیبی حاصل ہوتی ہے سمجھتے ہیں۔ تجھے اس (الہام) کی طرف جلدی نہیں کرنی چاہیے۔

کیونکہ تم اس کے انجام اور نتیجے کو اور جو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتنہ، ہلاکت، تدبیر اور امتحان پوشیدہ ہے اس کو نہیں جانتے اس لئے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود تجھ میں فاعل (فعل کرنے والا) ہو جائے۔ جب صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہی باقی رہ گیا اور جس جگہ کا تجھے الہام ہو وہاں پہنچا دیا گیا اور وہاں تجھے آزمائش پیش آگئی تو وہاں پہنچ کر بھی تجھے آزمائش سے محفوظ اور بری رکھا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے فعل سے سزا نہیں دے گا اور سزا کسی کام میں تیرے فعل کی وجہ سے پہنچتی ہے اور اگر تو حالت حقیقی یعنی ولایت کی حالت میں ہے تو اپنی خواہشات کی مخالفت کرو اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پوری پوری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ کی پیروی کرنے کی دو قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ تو دنیا سے اتنی روزی لو جو تیرے نفس کا حق ہو اور عیش وعشرت کو چھوڑ

دو اللہ کے فرائض ادا کرتے رہو ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑنے میں مشغول رہو اور دوسری قسم یہ ہے کہ امر الٰہی کا تعلق باطن کے ساتھ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا ایک امر ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندے کو کسی چیز کا حکم کرتا ہے اور کسی چیز سے اسے روکتا ہے یہ امر باطن میں ایسے مباح کاموں میں پایا جاتا ہے جس کے متعلق شریعت میں کوئی حکم وارد نہیں ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ مباح حکم نہ تو کسی نہی کی قسم سے ہے اور نہ ہی یہ امر واجب کی قسم سے ہے بلکہ وہ ایک (مہمل) بے معنی چیز ہے بندے کو اس کے اپنے اختیار پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے اس لئے اس کا نام مباح رکھا گیا ہے بندے کو چاہئے کہ اس مباح کام میں بھی اپنی طرف سے کچھ پیدا نہ کرے بلکہ اس میں بھی امر الٰہی کا انتظار کرے اور جب امر مل جائے تو اس پر عمل کرے پھر اس وقت بندے کی تمام حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوں گی۔ جس کام کا حکم شریعت مطہرہ میں وارد ہے وہ شرع کے حکم کے مطابق کرتا ہے اور جس کام کا حکم شرع میں نہیں وہ امر باطن کے تحت کرتا ہے اس وقت بندہ ٹھیک اہل حقیقت میں سے ہو جاتا ہے اور جس حالت میں امر باطن کی بھی گنجائش نہیں وہ صرف فعل اور تسلیم کی حالت ہے۔ اگر تو حالت حق الحق پر فائز ہو جو کہ محویت اور فنا کی حالت ہے۔ ان ابدال کی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر شکستہ دل، موحدین، عارفین، علوم وعقل والے، اولیاء کے سردار، مخلوق کے کوتوال ،نگہبان، رحمٰن کے خلفاء، اس کے خلیل دوست اور برگزیدہ ہیں (اللہ تعالیٰ کا سلام ہو ان پر)۔ اس لئے تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی اس طرح کرو کہ تم اپنی ذات کی مخالفت کر کے اپنی قوت اور طاقت سے بیزار ہو جاؤ دنیا و آخرت کی کسی چیز کے متعلق تیرا ارادہ اور قصد (کوشش) بالکل باقی نہ رہے پھر تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوگا نہ کہ مخلوق کا بندہ اور نہ اپنے حکم کا غلام اور نہ اپنی خواہش کا غلام ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اس طرح ہوگا جس طرح دودھ پیتا بچہ دایہ کے ہاتھ میں، مردہ غسل کرنے والے کے ہاتھ میں اور مریض طبیب کے ہاتھ میں ہوتا ہے لیکن یہ احکام شریعت کے امر ونہی کے علاوہ ہیں۔

مقالہ نمبر ۱۱

شہوات کے بارے میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تو تنگ دستی کی حالت میں ہو اور تجھ میں نکاح کی شہوت القا ہو اور تم نکاح کے اخراجات سے عاجز ہو تو (اللہ تعالیٰ) پیدا کرنے والے سے فراخی کی امید رکھتے ہوئے صبر کو اختیار کرو پھر جس نے اپنی قدرت کاملہ سے نکاح کی شہوت تجھ میں القا کی ہے وہی تجھ سے یہ شہوت ختم اور دور کر دے گا اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا اور تیری نکاح کی شہوت اس طرح پوری کرے گا کہ تجھے نکاح کے اخراجات کا بوجھ اٹھانے سے بھی محفوظ رکھے گا اور تجھے ایسی بیوی مل جائے گی بلکہ عطا کی جائے گی جو تیرے لیے مبارک اور کفایت شعار ہوگی اور دنیا میں تم پر اس کا کوئی بوجھ نہ ہوگا اور آخرت میں کوئی سرزنش (پوچھ گچھ) نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ تیرا نام صابر و شاکر لوگوں میں شامل کرے گا کیونکہ تم نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہا اللہ تعالیٰ تجھے (ہر تکلیف) سے بچائے گا اور تیری (برداشت وصبر) کی قوت کو بڑھا دے گا۔ اگر وہ (تیری بیوی) تیری قسمت میں ہے تو تیری طرف ایسی حالت میں پہنچائے گا کہ وہ تیرے لئے کفایت شعار اور مبارک ہوگی پھر تیرا صبر شکر میں تبدیل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے والوں کو زیادہ دینے کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ”اگر تم شکر گزار بنو گے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو) میرا عذاب بہت ہی سخت ہے“ (ابراہیم: ۷)۔ اگر وہ (بیوی) تیری قسمت میں نہیں ہے تو بے نیاز ہو جا اور اس خواہش کو دل سے نکال دے خواہ یہ نفس چاہے یا نہ چاہے اور تیرے لئے لازمی ہے کہ تو صبر کرے اور اس خواہش کی مخالفت کرے اور (شریعت مطہرہ) کی سخت پابندی کرے اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی رہے اور اللہ کے فضل اور عطا کا امیدوار رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”صبر کرنے والوں کو اس کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔“ (زمر: ۱۰)

مقالہ نمبر۱۲

مال کی محبت کی ممانعت کے بارے میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں مال عطا کرے اور تو اس مال کے ساتھ مشغول ہو جائے تو وہ مال تجھے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے محجوب (پردے میں) کر دے گا اور ممکن ہے کہ اس مال کو تجھ سے چھین لے اور تیری حالت کو بدل دے اور تجھے سزا کے طور پر مفلس اور محتاج کر دے کیونکہ تو نعمت عطا کرنے والے کو چھوڑ کر نعمت میں مشغول ہو گیا ہے اگر تو اس مال کا (خیال) چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہا تو اللہ تعالیٰ یہ مال تیرے لئے عطیہ الٰہی بنا دے گا اور اس میں سے ایک دانہ بھی کم نہ کرے گا، مال تیرا خادم ہوگا اور تو مولیٰ کا خادم ہوگا۔ پھر تو دنیا میں ناز و نعمت کے ساتھ عیش کرے گا اور آخرت میں عزت اور خوشحالی کے ساتھ جنت الماویٰ میں صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

مقالہ نمبر ۱۳

اللہ تعالیٰ کے احکام (قضا و قدر) کو تسلیم کرنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعمت کو حاصل کرنے اور مصیبت کو دور کرنے کو اختیار نہ کرو کیونکہ اگر نعمت تیری قسمت ہے تو تجھے ملنے والی ہے چاہے تو اس کو طلب کرے یا ناپسند کرے اسی طرح اگر تیری قسمت میں مصیبت لکھی ہوئی ہے تو تجھ پر وارد ہونے والی ہے چاہے تو اسے ناپسند کرے یا دعا سے دور کرنا چاہے یا اس پر صبر کرے یا مولیٰ کی رضا کی طرف جلدی کرے بلکہ ہر حال میں تجھے تسلیم و رضا اختیار کرنی چاہیے تا کہ تجھ میں فعل الٰہی جاری ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے کوئی نعمت ملے تو شکر میں مشغول رہا کرو اور اگر تجھ پر مصیبت نازل کی جائے تو جو حالات تمہاری قسمت میں لکھے گئے ہیں ان میں مشغول ہو کر صبر اختیار کرو یا ان سے موافقت پیدا کرو یا اس پر راضی رہو یا اس کو نعمت سمجھو (وہ شخص) مقام عدم و فنا میں ہوگا پھر تجھے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کے راستے کے مقامات کی سیر کرائی جائے گی اس لیے تجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دوستی کا حکم دیا گیا ہے تا کہ تو رفیق اعلیٰ سے واصل ہو جائے اس وقت تو پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں سے صدیقین، شہدا، اور صالحین کے مقام پر کھڑا کر دیا جائے گا اس مقام سے میری مراد قرب الٰہی کا ارفع و اعلیٰ مقام ہے تا کہ تو ان لوگوں کے مقام کا معائنہ کرے جو تجھ سے پہلے بادشاہ تک پہنچ گئے ہیں اور اس کے قریب ہو گئے ہیں اور جنہوں نے ہر صفائیِ باطن، سرور، امن، کرامت اور نعمت کو اس کے پاس پایا ہے۔ مصیبت کو چھوڑ دے تا کہ وہ تیری زیارت کرے اور اس کا راستہ خالی کر دے اور اس کے مقابل اپنی دعائیں لے کر مت کھڑا ہو مصیبت کے آنے پر جزع و فزع (رونا دھونا) نہ کرو کیونکہ اس کی آگ دوزخ کی آگ سے زیادہ بھڑکانے والی اور سخت نہیں ہے۔ بے شک اس حدیث مبارک میں ثابت ہو گیا ہے جو تمام مخلوق سے بہترین اور ان سب سے بہترین جس کو زمین نے اٹھایا اور جس پر آسمان نے سایہ کیا حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دوزخ کی آگ مومن سے کہے گی کہ اے مومن (ایماندار)! جلدی سے گزر جا کہ تیرے نور نے میرے شعلوں کو بجھا دیا ہے" (الحدیث)۔ کیا مومن کا نور دوزخ کو بجھا سکتا ہے کیا یہ

وہی نور نہیں جو دنیا میں مومن کے ساتھ تھا اور اسی نور سے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور نافرمان کا فرق ہے۔ اور اسی نور کا شعلہ مصیبت کو ختم کردے گا۔ تیرے صبر اور اپنے مولیٰ کے ساتھ موافقت پر جمے رہنا اس مصیبت کی سوزش (شدت) کو ٹھنڈا کردے گی۔ مصیبت تجھ پر اس لئے نہیں آتی بلکہ اس لئے آتی ہے کہ تیری آزمائش کرے تیرے ایمان کے صحیح ہونے کی تحقیق کرے تیرے یقین کی بنیاد کو مضبوط کرے اور اس مصیبت کا باطن تیرے مولا کی طرف سے تجھے خوشخبری دے کہ وہ تجھ پر تیرے صبر کی وجہ سے تجھ پر فخر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''اور ہم ضرور تجھے آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ ہم دیکھ لیں ان کو جو تم میں سے جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں اور ہم جانچ لیں تمہارے حالات کو۔'' (محمد:۳۱)

پھر جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا ایمان ثابت ہو گیا اور تم نے اپنے یقین کے ساتھ اس کے فعل میں موافقت کی تو یہ سب کچھ اس کے توفیق و احسان سے ہے اس وقت تم ہمیشہ صبر کرنے والے اور موافقت کرنے والے بن جاؤ گے اور اپنے حق میں کسی یا کسی دوسرے کے حق میں کوئی بات ایسی مت کرو جو امر و نہی سے باہر ہو۔ جب کسی کام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم پایا جائے اسے غور سے سنو (فرمانبرداری کے لئے) دوڑو اور جلدی کرو اپنی قوت دکھلاؤ، حرکت کرو اور آرام نہ کرو۔ تقدیر اور فعل الٰہی کی محض تسلیم پر ہی نہ رہو بلکہ اپنی طاقت اور کوشش کو خرچ کرو تاکہ وہ امر الٰہی تجھ سے ادا ہو جائے پھر اگر تم اس اللہ تعالیٰ کے حکم میں عاجز ہو جاؤ تو اپنے مولیٰ کی پناہ لے لو اس سے التجا کرو گریہ زاری کرو، اس سے معذرت کرو اس حکم کی تعمیل میں اپنے عجز اور اطاعت کے شرف میں رکاوٹ پیش آنے کی تفتیش کرو ہو سکتا ہے کہ یہ رکاوٹ دعا کی نحوست، فرمانبرداری میں تیری بے ادبی، تکبر، تیرا اپنی طاقت پر اعتماد اور بھروسہ کرنا اور اپنے اعمال پر غرور کرنا اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے کے سبب سے ہو۔ اور ان قصوروں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دروازے سے روک دیا ہو اور اپنی اطاعت و خدمت سے معزول (محروم) کر دیا ہو اور اپنی توفیق اور مدد تجھ سے ختم کر دی ہو اپنا بابرکت منہ تجھ سے پھیر لیا ہو اور تجھ کو دشمن جان لیا ہو تجھے بے مراد چھوڑ دیا ہو تجھے تیری مصیبت، دنیا، تیرا لالچ، تیرے ارادے اور تیری خواہشات میں مشغول کر دیا ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ سب چیزیں تجھے اس مولا کریم سے دور کرنے والی اور اس کی نظر سے گرا دینے والی ہیں۔ جس نے تجھے پیدا کیا اور پرورش کی، (دنیا کا مال واسباب کا) مالک بنایا، تجھے (نعمتیں) عطا کیں اور تجھ پر (انعام و اکرام) کی بخشش کی اس لئے اس بات سے ڈرو کہیں تجھے تیرے مولا سے غیر کی طرف (مشغول کرکے) پھیر نہ دیا جائے۔ ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ ہے اور وہ اس کا غیر ہے اس لئے تم اس کے غیر کو قبول نہ کرو کیونکہ اس نے تمہیں اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اپنی

جان پر اس طرح ظلم نہ کرو کہ اس کے حکم سے منہ موڑ کر اس کے غیر کے ساتھ مشغول ہو جاؤ اور وہ تجھے اس آگ میں پھینک دے ''جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں'' (البقرہ:۲۴) پھر تو پریشان ہوگا پھر تیری اس وقت کی ندامت (شرمندگی) کوئی نفع نہ دے گی تو عذر کرے گا تیرا عذر قبول نہ ہوگا تو فریاد کرے گا لیکن تیری فریاد نہ سنی جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی (رضا) مانگے گا لیکن اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی نہیں ہوگا۔ تم اپنی بداعمالیوں کو ختم کرنے اور نیک کاموں کے لئے دنیا میں واپس جانا چاہو گے تم کو واپس نہ بھیجا جائے گا لہٰذا اپنی جان پر رحم کرو اور اس پر مہربانی کرو ان ہتھیاروں اور آلات کو استعمال کرو جو تجھے اپنی مولا کی اطاعت کے لیے عطا کئے گئے ہیں۔ وہ آلات عقل و ایمان، معرفت اور علم ہیں۔ تقدیر الٰہی کے اندھیروں میں ان آلات کے انوارات سے روشنی حاصل کرو اور امر و نہی کی پابندی کرو اور اپنے مولا کے راہ میں ان دونوں (امر و نہی) کے ساتھ چلو اور ان دونوں کے علاوہ باقی کو اس ذات کے سپرد کرو جس نے تجھے نئے سرے سے پیدا کیا ہے اس ذات کے ساتھ کفر نہ کرو جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا، تیری پرورش کی، پھر نطفہ بنایا اور پھر تمہیں مکمل انسان بنایا۔ اس کے حکم کے علاوہ کسی چیز کی خواہش نہ کرو اس کی نہی (منع کئے ہوئے احکام) کے علاوہ کسی چیز کو ناپسند نہ جانو اس پر دنیا و آخرت میں قناعت کرو اسی مراد (بنیاد) پر دنیا و آخرت کی ناپسندیدہ چیزوں کو برا جانو ہر وہ چیز جس کا تو ارادہ کرتا ہے اس کے ناپسندیدہ حکموں کے تابع ہے۔

جب تم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانو گے تو کائنات (کی ہر چیز) تیرا حکم مانے گی، جب تم اس کے ناپسندیدہ حکموں کو برا جانو گے تو تم جہاں کہیں ہوگے اور ٹھہرو گے تمام مکروہات (ناپسندیدہ حکم اور چیزیں) تجھ سے دور رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں جس کو کہتا ہوں ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اس لئے تم میری اطاعت کرو تا کہ میں تجھے بھی ایسا بنا دوں کہ تو بھی جس چیز کے بارے میں کہے ہو جا پس وہ ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے دنیا جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرے تو اسے سختی (مصیبت) میں رکھ۔ پھر جب کسی کام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممانعت آئے تو ایسا ہو جا گویا کہ تیرے بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ گئے، تیرے حواس ختم ہو گئے، تیرا دل سست ہو گیا، تیرا سینہ تنگ ہو گیا اور تیرا جسم مردہ ہو گیا ہے تیری تمام خواہشات مٹ چکی ہیں تیری تمام عادتیں ناپسندیدہ ہو گئی ہیں اور طبیعت کے نشانات تک مٹ گئے ہیں خواہش کا اصل بھول چکا ہے تیرے گھر کے صحن میں اندھیرا چھا گیا ہے اس کی بنیادیں گر پڑیں ہیں گھر خالی ہو گیا ہے چھت گر پڑی ہے نہ تجھ

میں کوئی حس وحرکت باقی رہی ہے اور نہ اس کا کوئی نشان ہے۔ پھر تیرے کان ایسے ہو جائیں گے کہ وہ بہرے ہیں اور ایسے ہی پیدا کئے گئے ہیں تیری آنکھ ایسی ہونی چاہیئے جس میں پٹی بندھی ہے اور وہ دکھتی ہے اور مادر زاد اندھی پیدا کی گئی ہے، تیرے ہونٹ ایسے ہو جانے چاہیئے کہ ان پر زخم اور پھنسیاں ہیں تیری زبان ایسی ہونی چاہیئے کہ گویا وہ گونگی اور کند ہے تیرے دانت ایسے ہو جانے چاہیئے کہ اس کی جڑ میں پیپ بھری ہوئی ہے اور درد سے بھرے ہوئے ہیں تیرے ہاتھ ایسے ہو جانے چاہیے گویا کہ وہ اپاہج ہیں پکڑ نہیں سکتے، تیرے پاؤں ایسے ہو جانے چاہئے کہ گویا ان میں اضطراب کپکپی اور زخم ہے تیری شرمگاہ ایسی ہو جانی چاہیے گویا کہ وہ نامرد اور حس و حرکت کے بغیر ہے، تیرا پیٹ ایسا ہو جانا چاہئے گویا کہ وہ بھرا ہوا ہے اور کھانے سے بے نیاز ہے، تیری عقل ایسی ہونی چاہیئے گویا کہ تو جاہل اور مجنون ہے اور تیرا جسم ایسا ہونا چاہئے گویا کہ تو میت ہے اور تجھے قبر کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف کان لگانا چاہئے اور دوڑنا چاہئے اور اس کے منع کئے ہوئے حکموں میں کوتاہی کرنا، سست ہونا اور بیٹھے رہنا چاہئے، اس کی تقدیر کے سامنے اپنے آپ کو فانی، معدوم اور مردہ سمجھنا چاہئے۔ اس لئے اس شربت کو پیو، اس دوا کے ساتھ اپنا علاج کرو، اسی غذا سے اپنی پرورش کرو تو راحت پا جائے گا اور گناہوں کے امراض اور خواہشات کی بیماریوں سے تجھے صحت عطا کی جائے گی۔

مقالہ نمبر۱۴

مقربین کے احوال کی اتباع کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ اے خواہش کے غلام اولیاء اللہ کی حالت کا دعویٰ نہ کر کیونکہ تو خواہش کا غلام ہے اور وہ مولا کی عبادت کرنے والے ہیں، تیری رغبت دنیا میں ہے اور ان کی آخرت میں ہے تو دنیا کو دیکھتا ہے اور وہ زمین وآسمان کے رب کو دیکھتے ہیں تیری محبت مخلوق کے ساتھ ہے ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ تیرا قلب اہل زمین کے ساتھ وابستہ ہے جبکہ ان کے قلوب رب العرش کے ساتھ وابستہ ہیں تو جس کو دیکھتا ہے اس کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ اس چیز کو دیکھتے ہی نہیں جسے تو دیکھتا ہے بلکہ وہ اشیاء کے خالق کو دیکھتے ہیں حالانکہ وہ دکھائی نہیں دیتا اور انہیں نجات حاصل ہو چکی ہے اور تو دنیا میں جس چیز کی خواہش رکھتا ہے اسی کے ساتھ جکڑا گیا ہے وہ لوگ مخلوق، خواہش، ارادہ اور آرزو سے فنا ہو گئے ہیں اور خدائے برتر واعلیٰ کے ساتھ سے واصل ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز سے واقف کرا دیا ہے جو ان کے پیدا کرنے کی غرض تھی یعنی اطاعت الٰہی اور حمد وثناء ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے'' (مائدہ:۵۴) اللہ تعالیٰ کی توفیق، بخشش اور آسانی کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کر کے مشقت کے بغیر مصروف ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ان کی روح کی غذا بن گئی اور دنیا ان کے حق میں اک نعمت وسرور بن گئی تو گویا دنیا ان کے لئے جنت الماویٰ ہے کیونکہ وہ دنیا کی تمام اشیاء میں کسی کی طرف نہیں دیکھتے جب تک کہ اس کے دیکھنے سے پہلے اس باری تعالیٰ کے فعل کو نہ دیکھ لیں جس نے اس چیز کو بنایا اور پیدا کیا۔ اور ان اولیاء اللہ کی بدولت زمین وآسمان قائم ہیں اور مردوں اور زندوں کو قرار حاصل ہے کیونکہ ان کے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ان کو زمین کے فرش کے لئے میخیں بنا دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک مضبوط پہاڑ کی طرح قائم ہے۔ اس لئے تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ اور ان کی مزاحمت نہ کرو جن کو ان کے باپ اور بیٹے ان کے ارادے سے نہ روک سکے۔ اولیاء اللہ کا گروہ تمام زمین میں پھیلی ہوئی مخلوقات میں سے بہترین مخلوق ہے جب تک زمین وآسمان قائم ہیں اللہ تعالیٰ کا سلام، رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل ہوتی رہیں گی۔

مقالہ نمبر ۱۵

خوف اور امید کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں خود کو مسجد کی مانند ایک جگہ میں دیکھا اس میں کچھ لوگ مخلوق سے الگ تھلگ بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا اگر فلاں شخص ہو تو وہ انہیں آداب سکھائے اور حق کی طرف راہنمائی کرے۔ صالحین میں سے میں نے ایک بزرگ شخص کی طرف اشارہ کیا تو وہ میرے اردگرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا آپ کی شان کتنی بلند ہے آپ خود ہی گفتگو کیوں نہیں فرماتے؟ میں نے کہا اگر تم راضی ہو تو میں گفتگو کے لیے تیار ہوں پھر میں نے مندرجہ ذیل گفتگو کی کہ جب تم خلق سے قطع تعلق کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہو تو زبان کے ساتھ لوگوں سے سوال نہ کرو۔ جب زبان سے سوال چھوڑ دو تو دلوں کے ساتھ بھی سوال نہ کرو کیونکہ دل کے ساتھ سوال زبان کے سوال کی طرح ہی ہے۔ جان لو کہ ''اللہ تعالیٰ ہر آن نئی شان میں ہے۔'' (الرحمٰن: ۲۹) وہ مخلوق کے احوال بدلتا رہتا ہے۔ ایک کا مرتبہ بلند کرتا ہے دوسرے کا پست۔ ایک جماعت کو مقام علیین کی طرف بلند فرماتا ہے اور دوسری جماعت کو اسفل السافلین یعنی نیچے سے نیچی جگہ گرا دیتا ہے اور مقام علیین والوں کو اسفل السافلین میں گرانے کا خوف دلاتا ہے اور ساتھ ہی ان کو یہ بھی امید دلاتا ہے کہ بلندی کی جس حالت پر وہ ہیں انہیں اسی حالت میں قائم و محفوظ رکھے گا۔ اور جن کو اسفل السافلین میں گرایا تھا ان کو ڈراتا ہے کہ پستی کی جس حالت میں وہ ہیں ان کو ہمیشہ اسی میں قائم رکھے گا اور ساتھ ہی ان کو امید بھی دلاتا ہے کہ انہیں علیین کی طرف بلند کر دے گا پھر میں جاگ اٹھا۔

مقالہ نمبر ۱۶

توکل کی حقیقت اور اس کے مقامات کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نعمتوں کے بغیر سبب کے پہنچنے سے تم اس لئے محروم ہو کہ تمہارا بھروسہ مخلوق، اسباب، پیشوں اور کسبوں پر ہے اور سنت طریقے سے رزق حاصل کرنے میں مخلوق تیرے لئے حجاب ہے اور وہ سنت طریقہ حلال کی کمائی ہے۔ جب تک تم مخلوق کے ساتھ کھڑے ہو یعنی لوگوں کی بخشش اور مہربانی کے امیدوار ہو ان کے دروازوں پر تیرا سوال کرنا اور آنا جانا قائم ہے تب تک تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک ٹھہرانے والا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ تم کو سزا دیتا ہے یعنی اکلِ مسنون سے محروم رکھتا ہے اکل مسنون سے مراد کسب (کام) کرکے دنیا سے رزق حاصل کرنا ہے پھر جب تم نے مخلوق کے ساتھ قیام اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے توبہ کر لی اور کسب (روزی) کمانے کی طرف رجوع کیا اور کسب کے ذریعے کھانے لگ گئے مگر تم نے کسب پر بھروسہ کیا اور اسی سے مطمئن ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو بھلا دیا تو تم اب بھی مشرک ہو مگر پہلی حالت میں تم نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا کیونکہ تیرا بھروسہ مخلوق پر تھا اور اب تم نے کسب کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا ہے کیونکہ تیرا بھروسہ کسب پر ہے مخلوق پر نہیں مگر یہ شرک پہلے شرک سے بہت ہلکا ہے مگر اس شرک پر بھی اللہ تعالیٰ تجھے سزا دے گا یعنی اپنے فضل سے بغیر سبب کے تمہیں روزی عطا کرنے سے محروم رکھے گا پھر جب تم نے اس ہلکے شرک سے بھی توبہ کر لی اور اس شرک کو درمیان سے نکال دیا اور اپنی کمائی، طاقت اور قوت پر سے بھروسہ اٹھا لیا اور دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی رازق، مسبب الاسباب، آسانی کرنے والا، کسب پر قوت دینے والا اور ہر کار خیر کی توفیق دینے والا ہے۔ رزق اسی کے ہاتھ میں ہے کبھی وہ مصیبت کی حالت میں یا مجاہدے میں یا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کی حالت میں تجھے مخلوق کے ذریعے رزق پہنچاتا ہے اور کبھی کسب کے ذریعے معاوضے کے طور پر تجھے روزی عطا کرتا ہے اور کبھی اپنے فضل سے بغیر کسی واسطے اور سبب کے روزی عطا کرتا ہے پس اس وقت تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور اپنے آپ کو اس کے سامنے ڈال دو پھر اللہ تعالیٰ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے حجاب اٹھا لے گا۔ اور

اپنے فضل سے تیری ہر حاجت کے وقت تیرے حال کے اندازے کے مطابق تجھے بے واسطہ اور بے سبب روزی دے گا جیسا کہ ایک شفیق، رفیق اور مہربان طبیب مریض کو اس کے حسب حال خوراک دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تجھے بغیر سبب اور کسب کے اپنے فضل سے روزی عطا کرنا تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حمایت ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ تجھ کو ماسوائے اللہ کی طرف مائل ہونے سے پاک رکھتا ہے اور اپنے فضل سے تجھے راضی کر دیتا ہے پھر جب تیرے دل سے ہر ارادہ، خواہش، لذت اور مطلب ختم ہو جائیں اور تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے ارادے کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا کہ تیری قسمت کا رزق بغیر کسب وسبب کے تیری طرف بھیجے اور وہ تجھے ضرور ملے گا کیونکہ ساری مخلوق میں سے تیرے سوا یہ کسی اور کا حصہ نہیں ہے اگر چہ تو اپنے دل سے تمام خواہشات نکال دے گا لیکن تیری قسمت کے رزق کی خواہش اللہ تعالیٰ تیرے دل میں ڈال دے گا اور تیری روزی ضرورت کے وقت تجھے پہنچائے گا۔

پھر تو اس کا شکر ادا کرے گا اور تجھے معرفت اور علم نصیب ہوگا اللہ تعالیٰ تیرا مخلوق سے نکلنا، لوگوں سے دور رہنا اور اپنے باطن کو غیر سے خالی کرنے کو (آسانی) سے بڑھا دے گا۔ پھر جب تیرا علم اور یقین قوی (مضبوط) ہو گیا اور تیرا سینہ کشادہ اور دل منور ہو گیا اور اپنے مولا سے تیرا قرب، اللہ کے نزدیک تیرا مرتبہ، امانت اور اس کے اسرار کی حفاظت پر تیری اہلیت زیادہ ہوگئی تو تجھے وقت آنے سے پہلے ہی بتا دیا جائے گا کہ تیرا حصہ تجھے کب ملے گا۔ ایسا اللہ تعالیٰ کے فضل، احسان، ہدایت سے تیری عزت کرنے کے لئے اور تیری حرمت کو زیادہ کرنے کے لئے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور ہم نے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔'' (سجدہ:۲۳) اور اللہ نے فرمایا ''جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہیں دکھلا دیتے ہیں اور اللہ محسنین کے ساتھ ہے۔'' (عنکبوت:۶۹) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم سکھاتا ہے'' (البقرہ:۲۸۲)۔ اللہ تعالیٰ تجھے کائنات میں ایسی واضح اجازت کے ساتھ تصرف عطا کرے گا جس میں شبہ کا غبار بھی نہ ہوگا اور ایسے واضح دلائل کے ساتھ جو آفتاب کی طرح منور، ایسی کلام کے ساتھ جو لذیذ سے لذیذ، ایسے سچے الہام کے ساتھ جس میں کوئی شبہ نہ ہوگا۔ اور جو نفسانی خطروں اور شیطانی وسواس سے پاک وصاف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے

اپنی بعض کتابوں میں فرمایا کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں جس چیز کو کہتا ہوں کہ ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔تم میری فرمابرداری کرو میں تجھے ایسا بنا دوں گا کہ تو جس چیز کو کہے گا ہو جا! تو وہ ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے اپنے بہت سے انبیاء، اولیاء اور خاص بندوں کو اس نعمت سے نوازا ہے۔

مقالہ نمبر ۱۷

مرشد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل ہونے کی کیفیت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل ہو گیا تو اس کی قربت اور توفیق کے ساتھ اس کے قریب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے معنی یہ ہیں کہ تو مخلوق، خواہش، ارادہ، اور آرزو سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ کے فعل اور ارادہ پر ثابت قدم ہو جائے اور نہ تو اپنی ذات کی خاطر اور نہ مخلوق کی خاطر حرکت کرے بلکہ اس کے حکم، فعل اور ارادے کے ساتھ حرکت کرے پس یہی حالت حالتِ فنا ہے جس کو وصول الی اللہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنا اس کی مخلوق میں سے کسی شخص تک پہنچنے کی طرح جانے پہچانے طریقے کی طرح نہیں ہے۔ ''اس کی مانند کوئی چیز نہیں ،وہ سننے والا جاننے والا ہے'' (الشوریٰ:۱۱)۔ وہ خالق اس بات سے پاک ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ اس کو تشبیہ دی جا سکے یا اس کی مصنوعات پر قیاس کیا جا سکے اس لئے اللہ تعالیٰ کے وصل کی کیفیت صرف واصلین باللہ معرفت کی دولت حاصل ہونے کے بعد ہی جانتے ہیں ہر عارف باللہ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک خاص مرتبہ ہے اور اس مرتبے میں اس کے سوا اور کوئی شریک نہیں۔ اس کا رسولوں، انبیاء کرام اور اولیاء عظام میں سے ہر ایک کے ساتھ علیحدہ راز اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی بھی اس راز کو نہیں جانتا یہاں تک کہ مرید کے لئے کوئی ایسا راز ہوتا ہے جس کی اس کے پیر کو بھی خبر نہیں ہوتی اور اسی طرح پیر کا بھی راز ہوتا ہے جس کا پتا اس کے مرید کو بھی نہیں ہوتا۔ جو مرید اپنے شیخ کے مقام کے دروازے تک پہنچ چکا ہو اور جب مرید شیخ کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اس کو شیخ سے جدا کر کے علیحدہ کر دیا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان ہو جاتا ہے اور اسے مخلوق سے مکمل علیحدہ کر لیتا ہے۔ پھر شیخ اس دودھ پلانے والی دائیہ کی طرح ہو جاتا ہے جو دو سال کے بعد بچے کو دودھ نہیں پلاتی۔ جب (عارف کے قلب سے) خواہشات اور ارادہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ مخلوق سے فارغ ہو جاتا ہے۔ مرید کو شیخ کی ضرورت اس وقت تک ہوتی ہے جب تک اس میں خواہشات اور ارادہ باقی ہے۔ خواہشات اور ارادے کا توڑنا شیخ کا ہی کمال ہوتا ہے مرید کی خواہش وارداہ ختم ہونے کے بعد اس میں کوئی کدورت ونقص باقی نہیں رہتا۔ پھر جب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح واصل ہو جائے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو تُو ہمیشہ کے لیے اس کے غیر سے امن میں ہو جائے گا اس لئے نفع ونقصان پہنچانے میں، عطا کرنے اور روکنے

میں، امید اور خوف دلانے میں تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا وجود ہرگز نہ دیکھو گے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس سے بخشش مانگی جائے پس تم ہمیشہ اس کے فعل پر نظر رکھنے والے، اس کے حکم کی نگہبانی کرنے والے، اس کی اطاعت میں مشغول رہنے والے اور دنیا و آخرت میں اس کی تمام مخلوق سے جدا رہنے والے بن جاؤ۔

اس کی مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ تیرا قلبی تعلق نہ ہو، تمام مخلوق کو اس بے بس اور عاجز شخص کی طرح سمجھو جس کو ایسے بادشاہ نے گرفتار کر لیا ہو جس کی سلطنت عظیم، احکام سخت، رعب و دبدبہ ہولناک ہو اور اس شخص کی گردن اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئی ہوں پھر اسے صنوبر کے درخت پر سولی پر لٹکا دیا ہو اور وہ درخت ایسی نہر کے کنارے ہو جس کی موجیں عظیم، ارض وسیع، گہرائی زیادہ اور بہاؤ بہت تیز ہو، پھر وہ بادشاہ ایسے درخت پر بیٹھ گیا ہو جس کی قدر و منزلت عظمت، بلندی بہت زیادہ ہو اور اس کے تخت کا ڈھونڈنا اور اس تک پہنچنا بہت مشکل ہو، اس بادشاہ نے اپنے پہلو میں تیروں، نیزوں، طرح طرح کے ہتھیاروں اور کمانوں کی اتنی گٹھریاں رکھی ہوں کہ ان کا اندازہ سوائے بادشاہ کے کوئی نہ کر سکتا ہو۔ پھر وہ بادشاہ پھانسی لٹکے ہوئے شخص پر جس ہتھیار کو چاہے پھینک دے، تو کیا اس ماجرے کو دیکھنے والے کے لئے جائز ہے کہ ایسے بادشاہ کی طرف دیکھنا چھوڑ دے اور اس سے خوف اور امید کو ترک کر دے اور وہ سولی پر لٹکے ہوئے شخص سے امید رکھے اور ڈرے؟ کیا یہ ایسا نہیں ہے کہ عقل کے ہوتے ہوئے اس کا نام بے عقل، بے سمجھ، پاگل، چوپایہ اور غیر انسان رکھا جائے۔ اس طرح بصیرت حاصل ہونے کے بعد اندھے پن سے، اللہ تعالیٰ تک پہنچ جانے کے بعد اس سے جدا ہونے سے، قرب کے بعد دوری سے، ہدایت کے بعد گمراہی سے اور ایمان کے بعد کفر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ پس دنیا اس جاری نہر کی طرح ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے اس نہر کا پانی ہر روز بڑھ رہا ہے، پانی سے مراد بنی آدم کی خواہشاتِ نفس اور لذات ہیں جو ان کو دنیا میں حاصل ہوتی رہتی ہیں، تیروں اور طرح طرح کے ہتھیاروں سے مراد وہ مصیبتیں ہیں جو قضا و قدر سے ان پر آتی رہتی ہیں۔۔ دنیا میں بنی آدم پر بلائیں، بدبختیاں، بیماریاں اور مشقتیں غالب ہیں اور جو نعمتیں اور لذتیں وہ پاتے ہیں وہ آفات سے بھری ہوئی ہیں۔ جب کوئی عقلمند (صاحب یقین) آدمی ان دنیاوی نعمتوں کا اعتبار کرلے گا اگر وہ صاحب یقین ہے تو اس چیز کو

سمجھ لے گا کہ آخرت کی زندگی کے سوااس کے لئے کوئی زندگی نہیں ہے جیسا کہ ایک حدیث کا مفہوم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' آخرت کی عیش کے سوا کوئی عیش نہیں ہے''۔ایک اور حدیث کا مفہوم ہے'' دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے''۔ایک اور حدیث کا مفہوم ہے''پرہیز گار کے منہ میں لگام دی گئی ہے''۔ ان خبروں (احادیث) اور شہادتوں کے باوجود کس طرح دنیا میں عمدہ عیش کے لئے سوال کیا جائے؟اس لئے پورا پورا آرام اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے میں، اس کی تقدیر کے ساتھ موافقت کرنے میں اور اس کے سامنے اپنے آپ کو ڈال دینے میں ہے پھر اس طریقے سے تو دنیا سے آزاد ہو جائے گا۔اس وقت اللہ تعالیٰ کی مہربانی، راحتیں، نرمی، بخشش اور فضل سے تجھے مقام ناز نصیب ہو جائے گا۔

مقالہ نمبر ۱۸

شکوہ کرنے کی ممانعت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری نصیحت ہے کہ تمہیں جو چیز تکلیف دہ اور نقصان والی پہنچے اس کی شکایت کسی شخص کے سامنے نہ کرو خواہ وہ شخص دوست ہو یا دشمن۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیرے ساتھ کیا ہے اور جو مصیبت تجھ پر نازل کی ہے اس کی وجہ سے اپنے پروردگار پر تہمت نہ لگاؤ بلکہ خیر وشکر کا اظہار کرو۔ (اگر تو یہ خیال کرے کہ) نعمت کے بغیر شکر ادا کرنا جھوٹ بولنا ہے تو تیرا یہ جھوٹ اس سچ سے بہتر ہے جس کے ساتھ تو اپنے حالات کی شکایت کرتا پھرتا ہے۔ ایسا کون سا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمت سے خالی ہو؟ ارشاد خداوندی ہے "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو شمار نہیں کر سکو گے" (النحل: ۱۸)۔ اس لئے تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی کتنی ایسی نعمتیں ہیں جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ مخلوق میں سے کسی کے ساتھ سکون حاصل نہ کرو اور نہ کسی سے محبت کرو نہ کسی کو اپنا حال بتاؤ۔ بلکہ تمہارا سکون و محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا شکوہ وہاں کرو جہاں اللہ اور اپنے درمیان تیسرا شخص نہ دیکھو کیونکہ کسی کے پاس نہ تیرا نفع ہے اور نہ نقصان، نہ کوئی فائدہ ہے نہ تکلیف کو دور کرنا، نہ عزت ہے نہ ذلت، نہ بلندی ہے نہ پستی، نہ محتاجی ہے نہ امیری، نہ حرکت ہے نہ سکون اسی لئے تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہیں اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اسی کے حکم سے چلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر چیز مقررہ مدت تک جاری اور خاص اندازے پر ہے۔ جس چیز کو اس نے پیچھے رکھ دیا اس کو کوئی آگے نہیں لا سکتا اور جس کو اس نے آگے کر دیا اس کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی بھلائی دینا چاہے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا کوئی نہیں وہ اپنے فضل کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔" (یونس: ۱۰۷) اگر تم عافیت اور نعمت کے باوجود اپنی آنکھیں بند کر کے ان نعمتوں کو حقیر جانتے ہوئے اور زیادہ طلب کی خاطر اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرو گے حالانکہ تجھے نعمت و عافیت نصیب ہے تو اللہ تعالیٰ تم پر غضب نازل کرتے ہوئے نعمتوں کو ختم کر دے گا اور تمہاری شکایت کو سچ کر دکھائے گا۔ تمہاری تکلیف کو دگنا کر دے گا اور سزا کو سخت

کردے گا اور تجھ سے ناراض ہو کر تجھے دشمن بنالے گا اور تمہیں اپنی نظروں سے گرادے گا۔اس لئے کسی کے آگے اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنے سے پرہیز کرو چاہے تمہارے ٹکرے ٹکرے کر دیئے جائیں اور تمہارا گوشت قینچیوں سے کاٹ دیا جائے اپنے آپ کو بچاؤ، پھر اپنے آپ کو بچاؤ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو ،بچواور پھر بچو، بھاگو اور پھر بھاگو کیونکہ مختلف مصیبتوں میں سے اکثر مصیبتیں جو بنی آدم پر نازل ہوتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے سے نازل ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی شکایت کیسے کی جاسکتی ہے؟ حالانکہ وہ سب مہربانوں سے بڑامہربان اور تمام حاکموں سے زیادہ عدل کرنے والا ، بڑا حوصلے والا اور ہر چیز سے باخبر ،نہایت مہربان، رحم کرنے والا، نرمی فرمانے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس طبیب کی مانند ہے جو شفقت کرنے والا، نرمی کرنے والا، حلیم،لطیف، دوست اور قریب ہے۔کیا مہربان باپ اور رحم کرنے والی ماں پر کوئی تہمت لگاتا ہے؟

حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اس کی ماں سے زیادہ مہربان ہے''۔اے مسکین حسن ادب اختیار کرو اور تکلیف کے وقت صبر کرو اگرچہ تیرے صبر میں کمی ہے اگر تیری رضا اور موافقت میں کمی ہے تو پھر صبر کرو۔اگر تمہیں مقام فنا نصیب نہیں ہوا تو رضا و موافقت ہی اختیار کرو۔اے کبریت احمر (سرخ گندھک) تو کہاں پایا جاتا ہے، تو کہاں دیکھا جاتا ہے۔کیا تم نے ارشاد خداوندی نہیں سنا کہ'' (کافروں کے ساتھ) جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناپسند ہے قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند جانو وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔'' (البقرہ:۲۱۶) اللہ تعالیٰ نے حقیقت اشیاء کا علم تم سے اٹھالیا اور چھپالیا ہے۔اس لیے جب تم اشیاء کی حقیقت کو نہیں جانتے تو بے ادبی نہ کرو۔اس طرح پر کہ تم کسی چیز کو اپنے لیے ناپسند کرو یا پسند بلکہ اگر تم تقویٰ اور پرہیزگاری کی حالت میں ہو جو (سلوک کا) پہلا قدم ہے تو ہر اس چیز میں جو تجھ پر نازل ہو شریعت کی پیروی کر اور ولایت کی حالت اور خواہشات نفس کی آگ بجھ جانے کی حالت میں الہام الٰہی کی پیروی کر اور اس سے تجاوز نہ کر یہ (سلوک کا) دوسرا قدم ہے اور مقام ابدال، غوث اور صدیق کی حالت میں فعل الٰہی کے ساتھ راضی اور موافقت اختیار کر کے فنا ہو جاؤ یہی (سلوک کا) انتہائی مرتبہ ہے۔تم قضا و قدر کی راہ

سے ہٹ جاؤ اور اپنے نفس وخواہشات کو ختم کردو اور شکوے سے اپنی زبان کو روک لو۔ جب تم ایسا کروگے تو اگر قضا وقدر تمہارے حق میں ہوئی تو خداوند کریم تمہیں پاکیزہ زندگی اور لذت وسرور میں اضافہ سے نواز دے گا۔ اور اگر تیرے حق میں تقدیر بری ہے تو اللہ تعالیٰ اس حال میں بھی تمہاری حفاظت اس طرح کرے گا کہ تجھے اپنی اطاعت میں مشغول کردے گا اور ملامت دور کردے گا۔ اللہ تعالیٰ اس حال میں تجھے گم کردے گا یہاں تک کہ وہ مصیبت تجھ سے گزر جائے گی اپنی معیاد گزرنے کے بعد ختم ہو جائے گی جیسے رات گزر جاتی ہے اور جاڑے کے موسم میں سردی گزر جاتی ہے یہ تیرے پاس اک نمونہ ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ کیونکہ نفس انسانی میں گناہ، خطائیں اور جرائم ہیں اور وہ مختلف گناہوں اور خطاؤں میں ملوث ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہم نشینی کی صلاحیت وہی رکھتا ہے جو گناہوں اور لغزشوں کی نجاست سے پاک ہو۔ جو شخص نفس کے دعوں کی میل سے صاف نہیں وہ اللہ کے درکو بوسہ نہیں دے سکتا جیسا کہ ظاہری بادشاہوں کی ہم نشینی کسی شخص کو نصیب نہیں ہوتی جب تک کہ وہ مختلف قسم کی نجاستوں بدبوؤں اور آلائشوں سے پاک و صاف نہ ہو۔ اس لئے مصیبتیں (گناہوں کا) کفارہ ہوتی ہیں جو گناہوں کی آلائش سے پاک کرنے والی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔" (الحدیث)

مقالہ نمبر۱۹

وعدہ پورا کرنے اور نہ کرنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تیرا ایمان اور یقین کمزور ہے تو کسی وعدے کے ساتھ تجھ سے وعدہ کیا جائے تو تیرا وعدہ پورا کیا جائے گا اور اس کے خلاف نہ کیا جائے گا تا کہ تیرا ایمان اور یقین ختم نہ ہو۔ جب تیرے دل میں ایمان اور یقین مضبوط ہوگا اور تجھے مقام تمکین (استقامت) نصیب ہوگی تو اللہ تعالیٰ تجھے اس قول کے ساتھ خطاب کرے گا ''آج کے دن تم ہمارے ہاں صاحب مرتبہ اور امانت دار ہو۔'' (یوسف:۵۴) تو تم ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتے رہو گے اور مذکورہ بالا خطاب کے ساتھ تجھے بار بار خطاب کیا جائے گا اس وقت تم خاص بندوں بلکہ خاص الخاص بندوں میں سے ہو جاؤ گے پھر تمہارا کوئی ارادہ، مطلب اور عمل باقی نہیں رہے گا کیونکہ تیرا ارادہ و مطلب قرب الٰہی تھا وہ پورا ہو گیا ہے اس مقام پر پہنچ کر کوئی ایسی منزل باقی نہ رہے گی جس کی طرف تو دیکھے اور تیری ہمت قصد (کوشش) کرے پس تم اس ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہو جاؤ گے جس میں کوئی بہنے والی چیز نہیں ٹھہرتی، اس وقت تجھ میں کوئی ارادہ، عادت، دنیا اور آخرت کی کوئی چیز جس کی طرف تو ارادہ کرے باقی نہ رہے گی اور تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے پاک ہو جائے گا۔ پھر تجھے رضا بالقضاء کے مقام پر فائز کر دیا جائے گا تمہیں اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں لذت و نعمت محسوس ہوگی۔ اس وقت تم سے وعدہ کیا جائے گا اور جب تم ہر طرح سے اس وعدے سے مطمئن ہو جاؤ گے اور اس سے زیادہ کا کوئی ارادہ تمہارے دل میں دکھائی نہ دے گا تو پھر تم اس وعدے سے مزید اعلیٰ وعدے کی طرف منتقل کر دیے جاؤ گے۔ تو پہلے وعدے سے بے نیاز ہونے کی وجہ سے مزید اعلیٰ وعدے کی طرف پھیر دیے جاؤ گے۔ پھر تمہارے لیے علوم و معارف کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

پھر تمہیں امور کی اصلیت، رموز کی حقیقت اور پہلے وعدے سے اعلیٰ وعدے کی طرف منتقل ہونے کی خفیہ مصلحتوں سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ پھر اس مرتبہ کے حال کی حفاظت زیادہ کر دی جائے گی۔ پھر اس مقام میں تجھ پر اسرار کی حفاظت کی امانت، شرح صدر، قلب کا نور، زبان کی فصاحت، حکمت کاملہ اور محبت میں اضافہ

کر دیا جائے گا پھر دنیا اور آخرت میں جن وانس اور تمام مخلوق تم سے محبت کرنے لگے گی کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن گیا ہے اور مخلوق اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اور مخلوق کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت میں داخل ہے۔ جس طرح مخلوق کا بغض خدا کے بغض میں داخل ہے اس طرح جب تو اس مقام پر پہنچا دیا جائے گا جہاں تمہارے اندر کسی چیز کا ارادہ نہیں ہوگا تو اس وقت تیرے اندر کسی چیز کا ارادہ پیدا ہوگا جب تیرا ارادہ اللہ کے ارادے کے ساتھ پختہ ہو جائے گا تو وہ چیز معدوم کر دی جائے گی اور تیرا ارادہ اس سے پھیر دیا جائے گا تو وہ چیز تمہیں دنیا میں تو نہیں ملے گی البتہ اس کا بدلہ آخرت میں ایسی چیز سے دیا جائے گا جس سے تمہارا قرب خداوندی بڑھے گا اور جنت الماویٰ اور فردوس اعلیٰ میں تمہاری آنکھیں روشن ہوں گی۔

اور اگر دنیا میں جو کہ فانی اور تکلیفوں کا گھر ہے میں تو نے کوئی چیز طلب نہ کی اور نہ ہی اس کی امید رکھی اور نہ ہی اس کی طرف مائل ہوا بلکہ دنیا میں تیری امید کا مرکز وہی ذات پاک رہی جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ظاہر کیا، کسی کو دیا اور کسی کو نہ دیا اور جس نے زمین کا فرش بچھایا اور آسمان کو بلند کیا کیونکہ وہی ذات حقیقت میں تیری مراد، آرزو اور مطلوب ہے۔ بعض اوقات یہ ہوگا کہ اس مطلوب، مراد اور آرزو سے منع ہونے کے سبب تیرے قلب کی شکستگی کے بعد اس چیز کا بدلہ اس سے ادنیٰ یا اس کی مثل دنیا میں بھی دیا جائے گا اور آخرت میں بھی تجھے اس کا بدلہ دیا جائے گا جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور کھول کر بیان کیا ہے۔

مقالہ نمبر ۲۰

تم مشکوک چیزوں کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیزوں کو اپنا لو حدیث نبوی ﷺ کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''تم مشکوک چیزوں کو چھوڑ کر غیر مشکوک کو اپنا لو''۔ یعنی جب مشکوک اور غیر مشکوک جمع ہو جائیں تو تم عزیمت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے غیر مشکوک کام اختیار کرو اور اس چیز کو چھوڑ دو جو شک میں ڈالتی ہے۔ اور مشکوک چیز کی علامت یہ ہے کہ اضطراب اور شک سے دل صاف نہ ہو جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''گناہ دلوں کے لئے خلجان (بے اطمینانی) ہے''۔ ایسی صورت میں توقف کرو، حکم خداوندی کا انتظار کرو، پھر اگر پکڑنے کا حکم ہو تو لے لو اور اگر روک دیا جائے تو رک جاؤ، اور یوں ہو جاؤ گویا وہ چیز تیرے پاس تھی ہی نہیں اور نہ وہ موجود تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے دروازے کی طرف رجوع کرو اور اپنے رب سے رزق مانگو۔ اگر صبر، موافقت، رضا اور فنا میں تجھ سے کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ یاد دلائے جانے کا محتاج نہیں اور نہ وہ تجھ سے غافل ہے اور نہ کسی دوسرے سے۔ وہ تو کفار، منافقین اور عقل مند لوگوں کو بھی روزی دیتا ہے۔ تو پھر اے مومن! توحید پرست، مطیع (اطاعت کرنے والا)، دن رات اس کے حکم پر قائم رہنے والے تجھے وہ کیسے بھلا دے گا۔ اس حدیث شریف ﷺ کے دوسرے معنی بھی ہیں کہ جو چیز مخلوق کے پاس ہے اسے چھوڑ دو، نہ اسے طلب کرو اور نہ اس سے اپنا دل لگاؤ، نہ مخلوق سے امید رکھو نہ خوف۔ اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کا فضل ایسا ہے کہ تجھے شک میں نہیں ڈالے گا کیونکہ تیرا سوال کرنا، تیرا ارادہ اور عطا کرنے والا ایک ہی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ تمہارا رب ہے جس کے ہاتھوں میں بادشاہوں کی پیشانیاں اور مخلوقات کے قلوب، اجسام اور مال ہیں۔

اور لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف ان کے وکیل اور امین ہیں کہ تجھے مال اور دولت عطا کرنے کے سلسلے میں ان کی ہاتھوں کی حرکت اللہ تعالیٰ کے حکم، اس کی اجازت اور اس کی تحریک سے ہے۔ مخلوق کا تجھے کچھ عطا نہ کرنا بھی اسی کے حکم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ غالب و برتر نے فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔'' (النساء:۳۲) اور فرمایا ''اللہ کے علاوہ جن کو تم پوجتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں پس اللہ تعالیٰ سے رزق

طلب کرو، اس کی عبادت کرو اور شکر بجا لاؤ۔‘‘ (العنکبوت:۱۷) ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’اے حبیب ﷺ! جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو فرما دیجیے میں بہت قریب ہوں اور میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب بھی مجھے کوئی پکارنے والا پکارے۔‘‘ (البقرہ:۱۸۶) اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔‘‘ (مومن:۶۰) پھر فرمایا ’’بے شک اللہ تعالیٰ بڑا رزق دینے والا، مضبوط اور قوت والا ہے۔‘‘ (الذاریات:۵۸) ایک اور مقام پر یوں فرمایا ’’بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔‘‘ (آل عمران:۳۷)

مقالہ نمبر ۲۱

ابلیس لعین سے مکالمہ کے بیان میں

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک رات خواب میں ابلیس لعین کو دیکھا اور میرے ساتھ کافی لوگ ہیں۔ میں نے اسے مارڈالنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا آپ مجھے کس گناہ کے بدلے میں قتل کرتے ہیں؟ اگر تقدیر شر کے ساتھ جاری ہوتی ہے تو میں اسے خیر میں تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نیکی کی طرف منتقل نہیں کرسکتا اور اگر تقدیر میں خیر ہے تو مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ اس کو شر سے بدل سکوں اور اس طرف لے آ ؤں، پھر میرے اختیار میں ہے کیا؟ میں نے دیکھا کہ اس کی شکل ہیجڑوں کی سی ہے،نرمی سے گفتگو کرتا ہے، چہرہ لمبوترا ٹھوڑی پر بال ہیں،صورت حقیر اور بدشکل ہے،خوف اور شرمندگی کی وجہ سے میری طرف دیکھ کر مسکراتا ہے، میں نے یہ خواب ۱۲ذوالحجہ ۴۹۱ھ کو اتوار کی رات دیکھا۔

مقالہ نمبر۲۲

مومن کی آزمائش اس کے ایمان کے مطابق ہوتی ہے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے مومن بندے کو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش میں ڈالتا ہے جس کا ایمان جتنا زیادہ قوی ہے اس کی آزمائش اتنی ہی بڑی اور زیادہ ہے۔ رسول کی آزمائش نبی کی آزمائش سے زیادہ ہوتی ہے کیوں کہ اس کا ایمان نبی کے ایمان سے زیادہ ہوتا ہے اور نبی کی آزمائش ابدال کی آزمائش سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور ابدال کی آزمائش ولی کی آزمائش سے زیادہ ہوتی ہے۔ ہر کوئی اپنے ایمان و یقین کے مطابق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ اس کی دلیل سرورِ انبیاءﷺ کا یہ ارشاد مقدس ہے کہ انبیاءعلیہم السلام کے گروہ پر عام لوگوں سے زیادہ آزمائش ڈالی جاتی ہے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ (مخلوق میں) آزمائش کا نزول ہوتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان بزرگ ہستیوں کو ہمیشہ آزمائش میں مبتلا رکھتا ہے تا کہ وہ ہمیشہ حضوری کے مقام میں گم رہیں اور بیداری سے غافل نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اہلِ محبت اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اور محبّ سے محبوب کی جدائی برداشت نہیں ہوتی، آزمائش ان کے قلوب کو اللہ کی طرف متوجہ کرنے والی، ان کو ماسوا اللہ کی طرف مائل ہونے، اس سے سکون حاصل کرنے اور اس کے سامنے جھکنے سے روکتی ہے۔ ہمیشہ آزمائش میں مبتلا رہنے کی وجہ سے ان کی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں اور نفوس ٹوٹ (پامال ہو) جاتے ہیں۔ ان کے سامنے حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے تمام شہوات، ارادے، دنیا و آخرت کی تمام لذتوں اور راحتوں کی طرف میلان جمع ہو کر نفس میں سمٹ جاتے ہیں۔ پھر اسے وعدہ الٰہی پر سکون، تقدیر پر راضی ہونا، عطا پر قناعت، مصیبت پر صبر اور مخلوق کے شر سے امن حاصل ہو جاتا ہے، دل کا سرور قوی ہو جاتا ہے اور دل کی تمام اعضاء پر حکمرانی قائم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آزمائش دل اور یقین کو قوی، ایمان اور صبر کو مضبوط اور نفس و خواہشات کو کمزور کرتی ہے۔ کیوں کہ مصیبت کی وجہ سے مومن سے صبر، تسلیم و رضا اور اللہ کے فعل پر شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے اور مومن کو مدد اور مزید توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ''اگر تم شکر گزار بنو گے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا۔'' (ابراہیم: ۷) جب دل کسی خواہش اور نفس کی لذتوں میں سے کسی لذت کی طلب کرنے میں حرکت کرتا ہے اور نفس کے مطلب کو پورا کرنے میں موافقت کرتا

ہے اور نفس کے ساتھ دل کی موافقت حکم خداوندی کے بغیر ہوتی ہے تو اسے یادحق سے غفلت ، شرک اور معاصیت حاصل ہوتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ آزمائش ، رسوائی اور مخلوق کو مسلط کر دینے ، تکلیف ، تشویش ، درد اور بیماری کے ساتھ دل اور نفس کو پکڑ لیتا ہے

اور دل اور نفس میں سے ہر ایک ان آفات میں سے حصہ پالیتا ہے اور اگر قلب اور نفس اس مطلوبہ چیز کو قبول نہ کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن آجائے جو اولیاء اللہ کے حق میں الہام کے ذریعے اور رسولوں اور انبیاء کے حق میں وحی صریح (واضح) کے ذریعے آتا ہے۔ اور اس الہام یا وحی کے مطابق دینے یا نہ دینے پر عمل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ قلب اور نفس کو رحمت ، برکت ، عافیت ، رضا ، نور ، معرفت ، قرب اور غنا سے نواز دے گا اور تمام آفات سے سلامتی عطا فرمائے گا۔ اس چیز کو جان لو ، اس کی حفاظت کرو ، نفس اور خواہشات کو قبول کرنے کی طرف دوڑنے میں اور مصیبت کے نازل ہونے سے پوری طرح بچو۔ اس میں توقف کرو اور اپنے مولا کے اذن کا انتظار کرو پھر تم دنیا و آخرت میں سلامت رہو گے۔

مقالہ نمبر ۲۳

اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم تھوڑے رزق پر راضی رہو اور اسے (اپنے اوپر) لازم کرلو یہاں تک کہ نوشتہ (لکھی ہوئی) تقدیر اپنی مدت کو پہنچ جائے۔ پھر تمہیں اعلیٰ اور نفیس (رزق) کی طرف منتقل کیا جائے گا اور اس پر تمہیں مبارکباد دی جائے گی اور تو باقی رکھا جائے گا تم دنیا و آخرت میں رنج، برے انجام اور حد سے تجاوز کئے بغیر محفوظ رکھے جاؤ گے پھر تم کو اس اعلیٰ رزق سے اس رزق کی طرف ترقی دی جائے گی جو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا اور خوشگوار ہوگا۔ اس بات کو سمجھ لو کہ کسی چیز کے طلب نہ کرنے سے تیری قسمت تجھ سے ختم نہ ہوگی اور جو چیز تیری قسمت میں نہیں ہے اسے تم اپنی طلب، تلاش اور کوشش میں حریص ہونے سے بھی حاصل نہیں کرسکو گے، اس لیے صبر کرو اور اس حالت کو لازم پکڑو جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں رکھے اور اس پر راضی رہو، حکم الٰہی کے بغیر نہ کوئی چیز لو اور نہ دو، اور اپنے ارادے سے نہ حرکت کرو اور نہ آرام کرو۔ ورنہ اس کی وجہ سے تم بدترین مخلوق کے حال میں مبتلا کردیے جاؤ گے کیوں کہ اس وجہ سے تم اپنے اوپر ظلم کرو گے اور ظالم کو معاف نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو ایک دوسرے پر مسلط کرتے ہیں'' (الانعام:۱۲۹)۔ کیوں کہ تم عظیم بادشاہ کے محل میں ہو جس کا حکم اور رعب سخت ہے، اس کا لشکر کثیر ہے، اس کی مشیعت (مرضی) نافذ ہے، اس کا فرمان غالب ہے، اس کی سلطنت دائمی اور باقی ہے، اس کا علم باریک، اس کی حکمت کامل ہے۔ اس کا فیصلہ درست ہے'' اس سے زمین و آسمان کا کوئی ذرہ برابر بھی پوشیدہ نہیں۔'' (سبا:۳) کسی ظالم کا ظلم اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا، تم اپنے جرم اور ظلم کے اعتبار سے (تمام ظالموں اور مجرموں سے) بڑے ہو، کیوں کہ تم اپنی ذات اور مخلوق میں اپنی خواہش سے تصرف کرکے مشرک ہوگئے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، مشرک کے علاوہ جسے چاہے معاف فرمادے۔'' (النساء:۱۱۶،۴۸)۔ شرک سے پوری طرح بچو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔ دن رات خلوت وجلوت اور تمام حرکات وسکنات میں شرک سے بچو۔ اپنے دل اور جسم کے تمام اعضاء کے

ساتھ گناہ کرنے سے ڈرو ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو، خدا سے فرار اختیار نہ کرو وہ تجھے پکڑ لے گا، اس کی تقدیر میں اس کے ساتھ جھگڑا نہ کرو وہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اس کے فیصلے میں اس پر کوئی تہمت نہ لگاؤ وہ تجھے رسوا کر دے گا۔ اس سے غافل نہ ہو وہ تمہیں بھلا دے گا اور عذاب میں مبتلا کر دے گا، اس کے دین کے محل میں کوئی چیز داخل نہ کرو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔ اس کے دین میں اپنی خواہش سے کوئی آیات شامل نہ کرو کہ وہ تمہیں تباہ کر دے گا اور تیرے دل کو سیاہ کر دے گا، تجھ سے ایمان و معرفت چھین لے گا، تجھ پر شیطان، نفس، شہوات، خواہشات، تمہارے اہل و عیال، پڑوسیوں، دوستوں، ساتھیوں اور ساری مخلوق کو یہاں تک کہ گھر کے بچھوؤں، سانپوں، جنوں اور دیگر حشرات الارض کو تم پر مسلط کر دے گا۔ اس طرح دنیا میں تیری عیش کو خراب اور آخرت میں تیرے عذاب کو طویل کر دے گا۔

مقالہ نمبر۲۴

اللہ کے دروازے کو مضبوطی سے پکڑنے پر آمادہ کرنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے پر سختی سے ڈرو، اس کے دروازے کو مضبوطی سے تھام لو، اللہ کے حضور معذرت، عاجزی اور دعا کرتے ہوئے محتاج بن کر، سر کو جھکا کر، مسکین بن کر اور اپنی نگاہیں جھکا کر اس کی مخلوق کی طرف دھیان نہ کرتے ہوئے، اپنی خواہشات پر قابو پاتے ہوئے، دنیا و آخرت میں اپنی عبادت کا بدلہ نہ چاہتے ہوئے، بلند مقامات اور مراتب اعلیٰ کی خواہش نہ کرتے ہوئے، اللہ کی اطاعت میں اپنی طاقت اور کوشش لگا دو۔ اچھی طرح اس بات کا یقین کر لو کہ تم اس کے بندے ہو۔ بندہ اور اس کی ہر چیز مولا کی ملکیت ہوتی ہے اس لئے اس پر کسی چیز کا حق نہ جتا۔ اللہ کا ادب کرو اور اس پر تہمت نہ لگاؤ اس کی ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے۔ کوئی بھی اس کے مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم نہیں کر سکتا۔ جو کچھ اس نے تیرے لئے مقرر کیا ہے وہ اپنے وقت اور مدت پر تمہیں مل جائے گا خواہ تو اسے چاہے یا نہ چاہے اس لئے جو چیز تجھے عنقریب ملنے والی ہے اس کی حرص (لالچ) نہ کر جو چیز کسی اور کے لئے ہے اس کی طلب نہ کر اور نہ اس پر افسوس کر۔ اس لئے جو چیز تیرے پاس نہیں ہے وہ دو حال سے خالی نہیں یا وہ تیرے لئے ہے یا کسی اور کے لئے۔ اگر وہ تیرے لئے ہے تو تمہیں مل جائے گی اور تمہیں کھینچ کر وہاں لے جایا جائے گا عنقریب وہ چیز تجھے ملنے والی ہے اور جو چیز تیرے لئے نہیں ہے وہ تم سے اور تم اس سے پھیر (دور کر) دیے جاؤ گے۔ پھر تمہاری باہم ملاقات کیسے ہو سکتی ہے؟ اور جو چیز تیرے لئے ہے اس کے حصول میں ادب کا خیال کرتے ہوئے اس موجودہ وقت میں اطاعت مولا میں مشغول ہو جاؤ۔ نہ اللہ کے سامنے سر اٹھاؤ اور نہ ماسوا اللہ کے آگے اپنی گردن جھکاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''اور تم آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو اس کی طرف جو ساز و سامان (دنیاوی) ہم نے ان مختلف قسم کے لوگوں کو دیا ہے جو دنیاوی زندگی کی شان و شوکت ہے تاکہ ہم آزمائش کریں ان کی اس (مال) سے اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے''۔ (طٰہٰ:۱۳۱) اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے سوا جس میں اس نے تجھے کھڑا کیا ہے کسی اور چیز کی طرف مائل ہونے سے منع کیا ہے اور تجھے اپنی اطاعت کا رزق عطا کیا ہے۔ تجھے اپنی قسمت، رزق اور فضل سے نوازا ہے اور اللہ تمہیں تنبیہ کرتا ہے کہ اس کے سوا ہر چیز فتنہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کو اس فتنے میں مبتلا کر رکھا ہے تیرا اپنی قسمت پر راضی رہنا تیرے لئے بہتر اور تیرے حق میں زیادہ مناسب ہے لیکن تیرے رہنے کی جگہ تیرا پلٹنا، تیرا ٹھکانہ، تیرا باطنی و ظاہری لباس، تیری مراد، تیرا مقصد، تیری خواہش اور تیری آرزو یہی راستہ ہونا چاہیے اسی راستے سے تو ہر مقصد اور مقام کو پائے گا۔ اسی کے ذریعے ہر خیر، نعمت، عمدہ چیزیں، سرور، قیمتی چیزوں کی طرف ترقی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کی آنکھوں کی

ٹھنڈک کے لیے کیا چھپا رکھا ہے جو ان کے اعمال کی جزا ہے‘‘۔(سجدہ:۱۷) اس لئے عبادات خمسہ (کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ، حج) اور گناہوں کو چھوڑنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ جامع، عظیم بزرگی والا، پسندیدہ اور راضی کرنے والا عمل اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنے احسان سے ان کاموں کی توفیق عطا فرمائے جو اس کو پسند اور محبوب ہیں اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے۔

مقالہ نمبر ۲۵

ایمان کے درخت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے خالی ہاتھ والے، محتاج، اے وہ شخص جس سے دنیا اور دنیا داروں نے منہ پھیر لیا ہے، اے گمنام، بھوکے، پیاسے، برہنہ جسم والے، سوختہ جگر (جلے ہوئے جگر والے)، زمین کی مسجدوں اور ویرانوں کے ہر گوشے سے دھتکارے ہوئے، ہر دروازے سے ٹھکرائے ہوئے، ہر مراد سے بے نصیب، تمام حاجتوں اور آرزوؤں سے شکستہ اور محروم دل والے تو ہرگز یہ نہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محتاج بنایا ہے، دنیا سے مجھے ہٹا دیا ہے اور مجھے پریشان کر کے چھوڑ دیا ہے، مجھے بے آرام کر کے جدا کر دیا ہے، اور جمعیت قلب (اطمینان قلب) نہیں دی، مجھے رسوا کر دیا ہے، مجھے دنیا میں گزارے کے لائق بھی روزی نہیں عطا کی، مجھے گمنام کر دیا ہے اور میرے نام کو مخلوق اور برادری میں بلند نہیں کیا اور دوسروں کو عظیم نعمتیں دے کر زندگی فراخ کی ہے جس میں وہ دن رات اپنی مرضی سے گزار رہے ہیں انہیں مجھ پر اور میرے قبیلے پر فضیلت دی ہے حالانکہ ہم سب ایمان دار مسلمان ہیں اور ہماری ماں حضرت حوا علیہا السلام اور باپ حضرت آدم خیر الانام علیہ السلام نے ہمیں اکٹھا کر دیا ہے۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ یہ معاملہ کیوں کیا ہے؟ کیونکہ تمہاری سرشت (بنیاد) اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی پکار، صبر، رضا، یقین، مطابقت اور علم کی صورت میں تجھے مسلسل پہنچ رہی ہے اور تیرے پاس ایمان اور توحید کی روشنی جمع ہونے والی ہے، تیرے ایمان کا درخت اپنی بنیاد اور جڑ کے اعتبار سے مضبوط، قائم، پھل دار، گھنا اور بلند شاخوں والا اور سایہ دار ہے۔ یہ ہر روز بڑھ رہا ہے اور پرورش پا رہا ہے اس کی پرورش کے لئے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس حال سے فارغ ہو چکا ہے اور تمہیں آخرت میں دار البقاء (باقی رہنے والا گھر) عطا کر کے اس کا مالک بنا دیا ہے۔

اور آخرت میں تمہیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چھپا رکھا ہے جو ان کے اعمال کی جزا ہے"۔ (سجدہ: ۱۷) یعنی دنیا میں اللہ کے

حکموں کی ادائیگی اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان کو چھوڑنے پر صبر کیا اور اپنے تمام کاموں کو تقدیر خداوندی کے حوالے کر کے تسلیم و رضا سے کام لیا اور تمام کاموں میں حکم خداوندی کی تعمیل کی جبکہ دوسرے لوگوں کو اللہ نے دنیا عطا کی، اس کا مالک بنایا، ان کو تمام نعمتوں سے نوازا اور ان پر اپنا فضل کیا۔

ان کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ ان کے ایمان کی زمین پتھریلی اور شورش والی تھی جس میں پانی نہیں ٹھہرتا تھا اور درخت نہیں اگتے تھے، کھیتی اور پھل پرورش نہیں پاتے تھے پھر اس مٹی میں طرح طرح کی بارش کے علاوہ ایسی چیز ڈالی گئی جس سے گھاس اور درخت پرورش نہ پائیں۔ یہ دنیا کا سامان ہے تا کہ اس کے ایمان کے درخت اور اعمال کی شاخیں مضبوط نہ رہیں اگر بارش نہ برسائی جائے تو یہ کھیتیاں اور درخت خشک ہو جائیں، پھل گر جائیں اور ملک ویران ہو جائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ آباد ہوں۔ مال داروں کے ایمان کا درخت کمزور جڑ والا ہے اور اس چیز سے خالی ہے، اے فقیر! جس سے تیرے ایمان کا درخت بھرا ہوا ہے۔ امیروں کے درخت کی مضبوطی اور بقا دنیا کی طرح طرح کی نعمتوں میں ہے اور اگر ایمان کا درخت کمزور ہو جانے کی وجہ سے نعمتیں چھن جائیں تو درخت خشک ہو جائے گا تو ان کا ایمان کفر میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور امیر آدمی منافقین، کفار، انکار کرنے والے اور مرتدین کے گروہ میں شامل ہو جائے گا۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کسی غنی کے پاس صبر، رضا، یقین، علم اور معرفت کے مختلف قسم کے لشکر بھیج دے تو ان سے غنی کا ایمان مضبوط ہو جائے گا پھر اس وقت غنی کو نعمتوں کے چھن جانے پر کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

مقالہ نمبر ۲۶

اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنے آپ کو برقع اور پردے میں چھپا کے رکھو جب تک مخلوق سے نکل نہ جاؤ اور اپنے تمام احوال میں اپنے دل کی توجہ ان سے ہٹا نہ لو۔ تیری نفسانی خواہشات، آرزوئیں اور ارادے ختم نہ ہو جائیں پھر تجھے دنیا و آخرت میں ان سے فنا حاصل ہو جائے گی پھر تم اس سوراخ والے برتن کی طرح ہو جاؤ گے جس میں تیرے رب کے ارادے کے سوا کوئی ارادہ نہ ٹھہر سکے گا۔ تمہارا دل اپنے رب سے اس طرح بھر جائے گا کہ تمہارے دل میں اپنے رب کے سوا نہ کسی کے لئے کوئی جگہ ہوگی اور نہ کوئی اس میں داخل ہو سکے گا۔ اور تم اپنے دل کے دربان بنا دیے جاؤ گے۔ اور تمہیں توحید، عظمت، جبروت (طاقت) کی تلوار سے نوازا جائے گا۔ ہر وہ خیال جس کو اپنے دل کے دروازے کے قریب آتا دیکھو تو اس کا سر گردن سے اڑا دو۔ اس صورت میں دنیا و آخرت میں تیرے نفس کی کوئی خواہش، تمنا، ارادہ اور آرزو تمہارے سامنے سر نہیں اٹھا سکے گی، نہ اس کی کوئی بات سنی جائے گی اور نہ اس کی رائے لی جائے گی۔ اس صورت میں اپنے رب کے علاوہ کسی کی پیروی نہ کر سکو گے پھر تم اس کی قضا پر راضی رہو گے بلکہ اس کی قضا و قدر میں فنا ہو کر تم اپنے رب سے آگاہ ہو جاؤ گے اس طرح تم اپنے رب کے حکم کے غلام ہو جاؤ گے نہ کہ مخلوق اور اس کی مشاورت کے غلام۔ جب اس طرح تمہارے اندر اللہ تعالیٰ کے امر پر مداومت (ہمیشگی) پیدا ہو جائے گی تو تمہارے دل کے آس پاس غیرت کے خیمے اور عظمت کی خندقیں تیار ہوں گی اور تم پر جبروت کا غلبہ ہوگا اور تمہارے دل کو حقیقت اور توحید کے لشکر گھیرے میں لے لیں گے اور حق کے پاسبان تمہارے دل کے قریب کھڑے ہوں گے۔ تا کہ مخلوق میں سے شیاطین، خواہشات نفس، ارادہ، باطل آرزوئیں، نفس امارہ سے پیدا ہونے والے جھوٹے دعوے جو طبیعتوں کو برائی پر اکساتے ہیں اور نفس سے پیدا ہونے والی گمراہیاں اور خواہشات کی مستیاں تمہارے دل تک نہ پہنچ سکیں گی۔ اگر تمہاری قسمت میں ہے کہ مخلوق جوق در جوق تمہارے پاس آئے اور تمہاری اتباع اور مطابقت کرے تا کہ تم سے روشن نور، واضح نشانیاں اور حکمت سے بھری باتیں ان تک پہنچتی رہیں۔ اور وہ ظاہری

کرامات اور دائمی خوارق عادات دیکھیں پھران کرامات کے دیکھنے کے سبب وہ اپنے رب کی عبادت میں قرب، اطاعت، مجاہدے اور مشقتوں میں ترقی حاصل کریں تو اس وقت تم ان سب سے محفوظ رکھے جاؤ گے۔ مخلوق کی کثرت ،تیری ان میں قبولیت اور تیری طرف ان کی توجہ کی وجہ سے تیرے نفس کی اپنی خواہشات کی طرف جھکنے اور اس (نفس) کے عجب، فخر اور بڑائی سے تم محفوظ رکھے جاؤ گے۔

اسی طرح اگر خوبصورت اور نیک سیرت بیوی اپنی کفایت اور دیگر ذمہ داریوں سمیت تمہاری قسمت میں ہے تو اس کے اور اس کے رشتہ داروں کے بوجھ کے شر سے تیری حفاظت کی جائے گی اور وہ بیوی تمہارے لئے عطیۂ الٰہی، کفائیت کرنے والی، بابرکت اور پاکیزہ ہوگی۔ دھوکہ، خباثت، دغا، کینہ اور غیظ وغضب سے پاک وصاف ہوکر رہے گی اور تمہاری عدم موجودگی میں خیانت نہیں کرے گی۔ وہ بیوی اور اس کے رشتہ دار تمہارے فرمانبردار ہوں گے، تم سے معاشی تنگی اور دوسری تکلیفوں کے ختم کرنے کا سبب بنے گی۔ اور اگر مقدر میں اس سے کوئی اولاد ہے تو وہ صالح، نیک اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''ہم نے اس کے لیے اس کی بیوی کو نیک بنا دیا۔'' (الانبیاء:۹۰)

اور دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کی تلقین فرمائی کہ ''اے اللہ! ہماری بیویوں اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں متقین کا پیشوا بنا'' (فرقان:۷۴)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ذکر فرمایا انہوں نے عرض کیا ''اے اللہ تو اسے (میرے فرزند کو) اپنا پسندیدہ (انسان) بنا۔'' (مریم:۶) یہ دعائیں جو ان آیات میں بیان کی گئی ہیں تمہارے حق میں مقبول ہیں خواہ آپ دعا کریں یا نہ کریں۔ کیونکہ یہ انعامات اس کے لئے ہیں جو اس کا اہل ہے اور اس کو اپنے وقت پر ملتے ہیں بہترین شخص وہ ہے جسے یہ نعمتیں عطا ہوئی ہیں اور وہ نعمتیں اس کے سامنے لائی جاتی ہیں اور وہ اس مرتبے کے لائق ہے اس کو اس مقام پر کھڑا کیا جاتا ہے جس میں فضل خداوندی اور قرب الٰہی اس کا مقدر ہو۔ اسی طرح دنیا کی کوئی چیز تمہارے مقدر میں ہوگی تو اس وقت کوئی نقصان نہیں دے گی اس کا تیرے لئے پاک وصاف ہونا اللہ تعالیٰ کے فعل اور ارادے سے ہے کیوں کہ وہ تمہاری قسمت میں لکھی جا چکی ہے اور تمہیں ضرور ملنی

ہے۔ جب تم اس چیز کو لے لو گے تو حکم الٰہی کو پورا کرو گے تو اس چیز کے لینے پر تجھے ثواب دیا جائے گا۔ جو چیز تمہاری قسمت میں نہیں ہے بلکہ جو تمہارے واسطے سے دوسروں کے لئے ہے تجھے اس کو حاجت مندوں پر یعنی دوستوں، پڑوسیوں، بھائیوں، حق داروں محتاجوں اور زکوۃ کے مستحقین پر حال کے تقاضے کے مطابق خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر تم پر حالات منکشف کر دیے جائیں گے اور تم ان میں تمیز کر سکو گے اور سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی کی مانند نہیں ہو سکتی۔ اس وقت تم اپنے امر (الہام) میں ایسے صاف اور پاکیزہ حالات میں ہو گے جس میں کوئی ملاوٹ، میل، غبار اور شک وشبہ نہیں ہوگا۔ اس لئے تم صبر اختیار کرو، اللہ کی رضا پر راضی رہو، اپنے حال کی حفاظت کرو، گمنام ہو جاؤ، مستغرق ہو جاؤ، سکون حاصل کرو، خاموش رہو، اللہ سے ڈرو، مخلوق سے بھاگو، علائق دنیا سے پرہیز کرو، سب کام اللہ کے سپرد کر دو، سر کو جھکاؤ، نگاہیں نیچی رکھو اور حیا کو اختیار کرو یہاں تک کہ مقررہ وقت (موت) آجائے۔

پھر تمہارا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا جائے گا، مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھالی جائیں گی۔ پھر تمہیں فضائل، احسان اور رحمت کے سمندروں میں غوطہ دیا جائے گا، انوار واسرار اور عجیب وغریب علم لدنی کی خلعتیں پہنائی جائیں گی پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیا جائے گا ہر جگہ تیری ہی باتیں اور چرچہ ہوگا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کر کے تمہیں غنی کر دیا جائے گا اور تمہیں طاقت دے کر تمہارا مرتبہ بلند کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں خطاب ہوگا کہ ''یقیناً آج سے تم ہمارے ہاں صاحب مرتبہ اور امین ہو۔'' (یوسف: ۵۴) اس وقت تم حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے حال پر قیاس کرو جب انہیں مصر کے عظیم بادشاہ اور فرعون کی طرف سے یہی خطاب ملا تھا ظاہر میں یہ خطاب کرنے والی زبان بادشاہ کی تھی لیکن حقیقت ومعرفت کی زبان میں یہ بات خداوند قدوس کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بظاہر مصر کی بادشاہت ملی تھی لیکن باطن میں نفس ومعرفت کی بادشاہت، علم، قربت، خصوصیت اور بلند مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس طرح ہم نے یوسف کو زمین (مصر) میں قدرت عطا کی کہ جہاں جی چاہے قیام کریں۔'' (یوسف: ۵۶) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نفس کی بادشاہت کے بارے میں فرمایا ''اسی طرح ہم نے ان (یوسف علیہ السلام) سے برائی اور بے حیائی دور کر دی یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔'' (یوسف: ۲۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو علم ومعرفت سونپنے

کے متعلق بزبانِ یوسف علیہ السلام ارشاد فرمایا کہ ''مجھے وہی علم ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے اور میں نے اس قوم کا رستہ چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتی۔'' (یوسف: ۳۷)

لہٰذا جب تم سے اس طرح کا خطاب کیا جائے گا اے سب سے بڑے صدیق! تمہیں سب سے بڑے علم سے وافر حصہ عطا کیا جائے گا اور توفیق، احسان، قدرت، ولایت عامہ اپنے نفس اور دیگر سب اشیا پر حکومت کی مبارکباد دی جائے گی۔ اللہ تعالی کے حکم سے اشیا کو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں عدم سے وجود میں لانے کی طاقت سے نوازا جائے گا۔ آخرت میں دار السلام، جنت اعلیٰ اور دیدار الٰہی نصیب ہوگا یہ دیدار الٰہی ہی ایسی آرزو ہے نہ اس کی غائیت ہے نہ اس کی انتہا۔

مقالہ نمبر ۲۷

خیر و شر ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیر و شر کو ایک ہی درخت کی دو ٹہنیوں کے دو پھل بنائے ہیں۔ دونوں ٹہنیوں میں سے ایک کا پھل میٹھا اور دوسری کا کڑوا ہے اس لیے ان شہروں، ملکوں اور زمین کے ان گوشوں کو چھوڑ دو جہاں اس درخت کے کڑوے پھل پہنچتے ہیں۔ ایسی جگہوں اور ان کے رہنے والوں سے دور ہو جاؤ اور میٹھے پھل والی شاخ کے قریب ہو جاؤ اس کے نگہبان اور خادم بن کر اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اس کی دو ٹہنیوں اور ان کے دونوں طرف کے پھلوں کی اچھی طرح پہچان کرو، وہ پہلو اختیار کرو جس کا پھل میٹھا ہے۔ اس وقت تمہاری غذا اور پرورش میٹھے پھل سے ہوگی۔ کڑوے پھل والی شاخ کی طرف بڑھنے سے رک جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے کھا لو اور اس کی تلخی تمہیں ہلاک کر دے۔ جب تم ہمیشہ اس طریقے پر قائم رہے تو امن و سلامتی میں رہو گے کیوں کہ تمام آفات اور مختلف قسم کی تکلیفیں اس کڑوے پھل سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر تم نے اس میٹھے پھل سے دوری اختیار کی اور حیران پریشان پھرتے رہے تو یہ ملے جلے پھل سامنے آئیں گے ان میں میٹھے اور کڑوے کا امتیاز نہیں ہوگا تو اگر تم نے اس میں سے ایک پھل لے لیا تو کبھی تمہارا ہاتھ کڑوے پھل پر جا پڑے گا، پھر تم اسے اپنے منہ کے قریب کرتے ہوئے کھاؤ گے، اور چباؤ گے تو اس کی تلخی تمہارے حلق، دماغ اور ناک میں سما جائے گی اور اپنا اثر دکھائے گی اور تمہارے جوڑ جوڑ اور تمام جسم میں داخل ہو کر تمہیں ہلاک کر دے گی پھر اگر تم اس پھل کا باقی حصہ منہ سے نکال کر منہ دھو لو تو بھی ایسا کرنے سے جسم میں رچی ہوئی کڑواہٹ کے لیے مفید نہیں ہوگا۔ اور اگر تم ابتدا ہی میں میٹھا پھل کھاؤ اور اس کی مٹھاس تمہارے جسم میں رچ جائے اور تم اس سے نفع پاؤ گے تو یہ پھل ایک بار کھانا کافی نہیں بلکہ اسے دوبارہ بھی کھانا ضروری ہوگا۔

لہٰذا دوسری بار بھی کڑوا پھل کھانے سے تمہیں مذکورہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اس لئے تیری بہتری درخت سے دور اور اس کے میٹھے پھل سے بے خبر رہنے میں نہیں ہے بلکہ سلامتی میٹھے پھل کے قریب ہونے اور

اس کے ساتھ کھڑا ہونے میں ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ خیر وشر دونوں اللہ تعالیٰ کے فعل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اللہ نے تمہیں اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا۔'' (صافات:۹٦) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے والے اور ذبح ہونے والے دونوں کو پیدا کیا ہے اور بندوں کے اعمال بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں بندے تو اعمال کے قاصد (کرنے والے) ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' جنت میں داخل ہو جاؤ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔'' (نحل:۳۲)

اللہ سبحانہ کس قدر رحم وکرم والا ہے کہ عمل کی نسبت بندوں کی طرف کرتے ہوئے انہیں عمل کی وجہ سے دخول جنت کا مستحق ٹھہرا رہا ہے جب کہ عمل بھی اسی کی توفیق ورحمت سے ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ بھی نہیں؟ فرمایا میں بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوں گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے ڈھانپ لے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اپنے سر مبارک پر رکھ لیا۔'' جب تم حکم خداوندی کے مطیع، فرمانبردار، اس کی منع کی ہوئی باتوں سے رک جاؤ گے، اس کی قضا وقدر کو تسلیم کر لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں شر سے محفوظ رکھے گا اور خیر کے ذریعے تم پر اپنا فضل فرمائے گا اور دین ودنیا کی تمام آفتوں سے بچائے گا۔ دنیاوی معاملہ میں حفاظت کے متعلق فرمان الٰہی ہے'' اسی طرح ہم نے ان (یوسف علیہ السلام) سے برائی اور بے حیائی دور کر دی یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔'' (یوسف:۲۴) دینی حمایت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: اگر تم شکر گزار مومن بندے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔'' (النساء:۱۴۷)

شکر کرنے والے مومن کے پاس مصیبت کیا کرے گی؟ جب کہ وہ بلا کی نسبت عافیت کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں زیادہ عطا کروں گا'' (ابراہیم:۷)۔ جب تمہارا ایمان آخرت کی آگ کو سرد کر دیتا ہے جو کہ ہر گناہ گار کے لیے عذاب ہے تو دنیا میں بلا (آزمائش) کی آگ کو کیوں نہ بجھائے گا اے اللہ (ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھو) مگر اس بندے کے لئے جو مجذوبوں، محبوبوں اور ان جیسے خواص میں سے ہو ان کے لئے بلا کا آنا ضروری ہے تا کہ اسے خواہش نفس کی خباثت، طبیعت کے میلان،

نفس کی لذات وشہوات کی طرف توجہ کرنے سے مخلوق کے ساتھ سکون پانے سے، مخلوق کی خوشنودی حاصل کرنے سے، ان کے ساتھ میل جول رکھنے اور فرحت پانے سے پاک صاف کیا جائے۔ پھر اس کو مصیبتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی تمام آلائشیں ختم ہو جاتی ہیں اور دل تمام آلودگیوں سے پاک کر دیا جاتا ہے پھر اس کے دل میں وحدانیت، حق کی معرفت اور غیب سے وارد ہونے والے مختلف اسرار وعلوم اور قرب کے انوار باقی رہ جاتے ہیں کیوں کہ یہ دل ایسا گھر ہے جس میں دوئی کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں ہے" اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے" (احزاب:۴)۔ نیز فرمایا کہ یقیناً بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب کرتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں" (نمل:۳۴)۔ یعنی ان معزز لوگوں کو خوبصورت منازل اور صاف ستھری زندگی سے نکال دیتے ہیں۔ اس سے قبل دل پر نفس، شیطان اور خواہش کی حکمرانی تھی اور اعضاء ان کے حکم کے مطابق مختلف برائیوں اور گمراہیوں میں متحرک تھے۔ جب ان کی سلطنت ختم ہوگئی تو اعضاء و جوارح سکون پا گئے، دل کا شاہی محل خالی ہو گیا اور سینے کا صحن پاک صاف ہو گیا تو دل توحید، معرفت اور علم کا مسکن بن گیا اور سینہ عجائبات غیبی اور واردات کے نزول کا مقام بن گیا یہ سب کچھ بلاؤں کا نتیجہ اور اس کا پھل ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" ہماری انبیاء کرام کی آزمائش سب لوگوں سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کی جو اصلاح وفضیلت میں ان کے نزدیک ہے"۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ" میں تم سے زیادہ خدا کی معرفت رکھنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں"۔ جو بادشاہ کے زیادہ قریب ہوگا اس کے لیے خوف وخطر بھی زیادہ ہوگا اس لیے کہ وہ بادشاہ کی نگاہ میں ہوتا ہے اس کے تمام تصرفات حرکتیں اور ادھر ادھر دیکھنا بادشاہ سے مخفی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوق ایک آدمی کا حکم رکھتی ہے پھر اس پر بندوں کی کوئی چیز مخفی نہیں تو اس کلام کا کیا فائدہ ہوگا؟

یہ درست ہے کہ جو شخص مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے اس آدمی کی قدر ومنزلت بڑھ جاتی ہے اور اس کے لیے خطرات بھی بڑھ جاتے ہیں کیوں کہ نعمت خداوندی کا شکر ادا کرنا بھی اس پر سب سے زیادہ واجب ہو جاتا ہے اور خدمت خداوندی میں ادنیٰ سی بے احتیاطی اور شکر گزاری میں ذرا سی کوتاہی بہت بڑا قصور اور اس کی

اطاعت میں نقصان سمجھا جاتا ہے۔ رب کائنات جل شانہ نے فرمایا ''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کھلی نافرمانی کرے گی اسے اوروں سے دگنا عذاب دیا جائے گا۔'' (احزاب: ۳۰) حضور سرور عالم ﷺ کی ازواج مطہرات سے یہ کہنا اس لئے تھا کہ ان پر معیت اور قرب نبوی ﷺ کی وجہ سے نعمتوں کی تکمیل ہو گئی تھی اس سے اس بندے کا حال سمجھ لو جس کو اللہ کا وصل اور قرب حاصل ہے۔ ''اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو مخلوق میں سے کسی سے تشبیہ دی جائے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے'' (شوریٰ: ۱۱)۔

مقالہ نمبر ۲۸

مرید کے احوال کی تفصیل کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو راحت، سرور، آسائش، خوشی، امن وسکون اور ناز ونعمت چاہتا ہے حالانکہ تو ابھی نفس کے مارنے، پگلانے اور خواہشات کے ساتھ مجاہدہ کرنے کے لئے، دنیا وآخرت کے معاوضوں اور مرادوں کے ازالہ کے لئے لوہار کی پگلا دینے والی بھٹی میں پڑا ہے اور ابھی تک تیرے اندران کدورتوں کا کچھ حصہ نمایاں طور پر روشن اور باقی ہے۔ اے جلد باز! آہستہ چل، اے انتظار کرنے والے ٹھہر ٹھہر کر چل ان مذکورہ کدورتوں کے ختم ہونے تک تجھ پر دروازہ بند ہے کیونکہ ابھی تک ان کدورتوں کا باقی حصہ تجھ میں موجود ہے اور جب تک ایک ذرہ بھی تجھ میں موجود ہے تو مکاتب غلام (ایسا غلام جو قیمت ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہو) کی طرح ہے کیونکہ تو مکاتب غلام ہی ہے جب تک تجھ پر ایک درہم بھی باقی ہے۔ اور جب تک تم میں کھجور کی گٹھلی چوسنے کی مقدار کے برابر بھی دنیا باقی ہے اس وقت تک تو قرب الٰہی کے دروازے سے روک دیا جائے گا۔ تیری خواہش، تیری مراد، تیری آرزو، تیرا کسی چیز کی طرف دیکھنا دنیا اور آخرت کے عوض (معاوضہ) میں تیرے نفس کا کسی چیز کا شوق ظاہر کرنا دنیا ہے۔ جب تک ان کدورتوں میں سے کوئی کدورت تجھ میں باقی ہے اس وقت تک تو فنا کے دروازے پر روک دیا جائے گا لہٰذا تو یہاں ٹھہر جا تاکہ تجھے فنائے تام (مکمل فنا) پر کمال حاصل ہو جائے تجھے مجاہدے کی بھٹی سے گزارا جائے تاکہ تیرے نفس (کی کدورتوں) کا پگلانا مکمل ہو جائے۔ پھر تمہیں نیا لباس پہنایا جائے گا اور خوشبوؤں کی دھونی دی جائے گی پھر تجھے سب سے بڑے بادشاہ کے حضور پیش کیا جائے گا پھر تجھے خطاب ہوگا ''یقیناً آج سے تم ہمارے ہاں صاحب مرتبہ اور امین ہو۔'' (یوسف:۵۴) پھر تم سے محبت اور مہربانی کا برتاؤ کیا جائے گا اور فضل کے دسترخوان سے کھلایا اور پلایا جائے گا پھر تجھے قریب تر کر دیا جائے گا اور تجھ پر اسرار کھول دیے جائیں گے یہاں تک کہ کوئی راز پوشیدہ نہ رہے گا ان نعمتوں کی وجہ سے تم دنیا کی تمام اشیاء سے مستغنی (بے پرواہ) ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے سونے کے بکھرے ہوئے ٹکڑے نہیں دیکھے جو عطاروں، سبزی فروشوں، قصابوں، چمڑا رنگنے والوں، تیل بیچنے والوں، جھاڑو دینے

والوں، اچھے اور برے پیشے والوں کے ہاتھوں میں صبح و شام گردش کرتے ہیں پھر انہیں جمع کر کے سنار کی بھٹی میں پگھلا دیا جاتا ہے۔ وہاں انہیں آگ جلا کر پگھلایا جاتا ہے پھر نئے زیورات کی صورت میں ڈھلتے ہیں پھر ان کو پالش کیا جاتا ہے اور ان کو خوشبو لگائی جاتی ہے پھر اس کو نکال کر نرم کر کے سانچے میں ڈھلنے کے قابل بنایا جاتا ہے پھر اعلیٰ و محفوظ مقامات پر تالے میں رکھے ہوئے خزانوں اور محفوظ صندوقوں میں بند کر دیا جاتا ہے پھر وہ دلہنوں کو پہنائے جاتے ہیں اور انہیں ان زیورات سے سنوارا جاتا ہے اور کبھی وہ دلہن بادشاہ کی ملکہ بن جاتی ہے۔ اس کے ساتھ وہ سونے کے ٹکڑے بادشاہ کے قریب یا اس کی مجلس میں پہنچ جاتے ہیں لیکن بادشاہ تک پہنچنے کی شرط یہی ہے کہ سونے کے میلے ٹکڑے بھٹی میں پگل کر نرم ہو کر زیورات کی شکل اختیار کر لیں۔

بالکل اسی طرح اے مومن تو بھی ایسا ہی ہے کہ جب تو نے تقدیر کے جاری ہونے پر اور اپنے تمام احوال میں راضی برضا ہونے پر صبر کیا تو دنیا ہی میں تمہیں اپنے رب کا قرب نصیب ہوگا اور تمہیں معرفت، علوم اور اسرار کی نعمتوں سے نوازا جائے گا اور آخرت میں دار السلام میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ اس حال میں ٹھہرایا جائے گا کہ تو اللہ تعالیٰ کے جوار میں اس کے گھر میں ہوگا اور تجھے اس کا قرب اور محبت نصیب ہوگی چنانچہ جلد بازی سے کام نہ لو صبر و تحمل کو اختیار کرو، قضا سے راضی رہو، اللہ تعالیٰ پر تہمت نہ لگاؤ، پھر عفو کی ٹھنڈک، اللہ تعالیٰ کی معرفت، لطف و کرم اور اس کے احسان کی حلاوت تجھ پر چھا جائے گی۔

مقالہ نمبر۲۹

حضور ﷺ کے فرمان مفلسی کفر کے قریب کر دیتی ہے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ’’قریب ہے کہ مفلسی کفر میں لے جائے‘‘ جب بندہ اللہ پر ایمان لے آئے اور اپنے تمام امور اس کے سپرد کر دے اور یہ یقین رکھے کہ آسان رزق پہنچانے والا وہی ہے اور جو چیز اس تک پہنچتی ہے وہ ایسی نہ تھی کہ اس سے زائل ہو (یعنی اسے نہ ملے) اور جو چیز زائل ہوگئی ہے (یعنی اسے نہیں ملی) ایسی نہ تھی کہ اس تک پہنچتی۔ پہلا وہ شخص ہے جو عافیت کی حالت میں ہوتا ہے تو قرآن کے مطابق یہ الفاظ کہتا ہے ’’جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کرے گا اور اسے کسی ایسے طریقے سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔‘‘ (طلاق:۲،۳) پھر اللہ تعالیٰ اس کو مفلسی کی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال اور عاجزی کرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس سے مفلسی کو دور نہیں کرتا تو حضور ﷺ کا یہ قول ثابت ہو جاتا ہے کہ ’’قریب ہے کہ مفلسی کفر میں لے جائے‘‘۔ جب اللہ تعالیٰ بندے پر نرمی برتنا چاہتا ہے تو اس سے مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور اس کو اپنے وقت پر عافیت اور بے پرواہی عطا کر دیتا ہے اس کو حمد وثناء اور شکر کی توفیق دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس عافیت اور بے پرواہی کو ہمیشہ قائم رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔ جس بندے کے لئے اللہ تعالیٰ آزمائش اور مفلسی کا ارادہ رکھتا ہے تو اس پر ہمیشہ کے لئے مصیبت مسلط کر دیتا ہے پھر ایمان کی مدد اس سے جدا ہو جاتی ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے، تہمت لگانے اور اس کے وعدے پر شک کرنے کے سبب کافر ہو جاتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ پر کفر کرتا ہوا، اس کی آیات کا انکار کرتا ہوا اور اپنے رب پر سخت ناراضگی کی حالت میں مر جاتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ’’بے شک قیامت کے دن تمام لوگوں میں سے سخت ترین عذاب اس شخص کو ہو گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تنگ دستی اور آخرت کا عذاب دونوں جمع کر دیے ہوں‘‘۔ ایسے فقر سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور ہم بھی اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ دوسرا شخص وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چنے

ہوئے بندوں میں شامل کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے اپنے خواص، پیاروں، جگری دوستوں، انبیاء علیہم السلام کے علم کا وارث، اولیاء کا سردار، اپنے عظیم بندوں، علماء، حکماء، بندوں کی شفاعت کرنے والا، نگہبان، سیدھے راستے پر چلانے والا، معلم، مولا کی طرف ہدایت کرنے والا، رہنما، ہدایت کا راستہ بتانے والا اور گمراہی کے رستے سے بچانے والا بناتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف صبر کے پہاڑ اور رضا کے سمندر بھیج دیتا ہے اور اللہ اسے اپنے ساتھ موافقت اور اپنے فعل میں فانی ہونے کی توفیق بخشتا ہے۔ پھر وہ بندہ عطائے کثیر پالیتا ہے۔ صبح وشام کی تمام ساعتوں میں خلوت، جلوت، ظاہر اور باطن میں ناز و نعمت کے ساتھ طرح طرح کی عطاؤں اور نوازشوں کے ساتھ اس کی پرورش کرتا ہے اور انعام خاص کا یہ سلسلہ ملاقاتِ خداوندی تک مسلسل جاری رہتا ہے۔

مقالہ نمبر ۳۰

عمل اور ترک حیلہ کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات باعث تعجب ہے کہ تم اکثر کہتے ہو کہ کون سا عمل کروں اور کون سی تدبیر کروں (جس سے میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں)؟ تمہیں یہی کہا جائے گا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ اپنی حد سے تجاوز نہ کرو جب تک اس مقام پر ٹھہرانے والے کی طرف سے راستہ کھل نہ جائے۔ رب کریم فرماتا ہے ''اے ایمان والو صبر کرو، اور صبر پر غالب رہو اور (صبر سے) رابطہ قائم کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو'' (ال عمران: ۲۰۰)۔ اے مومن! جس اللہ کریم نے تمہیں صبر کرنے اور آخری حد تک صبر کرنے، رابطہ کرنے، اس کی حفاظت اور صبر کو چھوڑنے پر تمہیں ڈرایا کیونکہ ہر قسم کی بھلائی اور سلامتی صبر ہی میں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس طرح جسم کے لئے سر ہے اسی طرح ایمان کے لئے صبر ہے'' مزید ایک حدیث کا مفہوم ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر چیز کا ثواب اس کی مقدار اور اندازے پر ہے مگر صبر کا اجر بے حساب ہے۔'' جیسا کہ رب کریم نے ارشاد فرمایا کہ ''صبر کرنے والوں کو اس کا بے حساب اجر دیا جائے گا'' (زمر: ۱۰)۔ جب تم صبر کی حفاظت اور حدود کی نگہداشت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں لکھا ہوا وعدہ پورا فرما دے گا وہ وعدہ یہ ہے کہ ''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کرے گا اور اسے کسی ایسے طریقے سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔'' (طلاق: ۲،۳) چنانچہ اگر تم رزق کی فراوانی نصیب ہونے تک صبر کرتے رہے تو تمہارا شمار توکل کرنے والوں میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اپنے کافی ہونے کا وعدہ فرما رکھا ہے کہ ''جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔'' (طلاق: ۳)

اگر تم صبر و توکل کو اپنائے رکھو گے تو تمہارا شمار احسان کرنے والوں (اللہ کی حضوری والے لوگوں) میں ہوگا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے محسنین کے ساتھ جزا کا وعدہ کر رکھا ہے۔ فرمایا ہے کہ ''ہم محسنین کو اسی طرح جزا دیتے ہیں'' (قصص: ۱۴)۔ اس کے ساتھ ساتھ تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''بے

شک اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت رکھتا ہے۔'' (بقرہ:۱۹۸) لہٰذا صبر ہی دنیا و آخرت کی ہر بھلائی اور سلامتی کی بنیاد ہے اور اسی وجہ سے مومن کو ترقی دے کر رضا و مطابقت کی منزل سے گزارا جاتا ہے پھر اسے افعال خداوندی میں فنا کر دیا جاتا ہے۔ ابدالیت اور الغیبۃ (بقا باللہ) کے مقام کو حاصل کرنا اسی طرح ممکن ہے اس لئے صبر کو ترک کرنے سے ڈرو ورنہ دنیا اور آخرت میں ذلیل ہو جاؤ گے اور دونوں جہاں کی بہتری تجھ سے ختم کر دی جائے گی۔

مقالہ نمبر ۳۱
اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھنے کے بارے میں

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم کسی کے بارے میں اپنے دل میں محبت یا نفرت پاؤ تو اس کے اعمال کتاب وسنت پر پرکھو اگر کتاب وسنت میں بھی اس کے اعمال باعث نفرت قرار دیے گئے ہوں تو اللہ اور رسول ﷺ کی مطابقت پر خوش ہو جاؤ اور اگر کتاب وسنت کے مطابق اس کے اعمال پسندیدہ ہیں اور تم اس سے نفرت کرتے ہو تو تم اپنی خواہش کے بندے ہو۔ اور اپنے نفس کی خاطر اس سے بغض رکھتے ہو اور اس فعل کی وجہ سے تم ظالم، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمان اور گناہگار رہو۔ تمہیں اس بغض کی وجہ سے اللہ سے توبہ کرنی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے اس شخص کی محبت اور اس کے علاوہ اللہ کے دوستوں، ولیوں، چنے ہوئے بندوں اور نیک بندوں کی محبت کا سوال کرنا چاہیئے تاکہ اس شخص کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مطابقت ہو جائے۔ اسی طرح جس شخص سے تو محبت کرتا ہے اس کے اعمال بھی کتاب وسنت پر پرکھو اگر اس کے اعمال کتاب وسنت کے مطابق پسندیدہ ہیں تو اس سے محبت کرو اور اگر اس کے اعمال کتاب وسنت کے مطابق ناپسندیدہ ہیں تو اس کے ساتھ عداوت رکھو تاکہ اس کے ساتھ تیری محبت خواہش نفس کی خاطر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خواہش نفس کی مخالفت کا حکم دیا ہے ارشاد خداوندی ہے کہ ''خواہشات کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں راہ خدا سے بہکا دیں گی'' (ص:۲۶)

مقالہ نمبر ۳۲

اللہ تعالیٰ کی محبت میں کسی کو شریک نہ کرنے کے بارے میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اکثر کہتا ہے کہ میں جس شخص کے ساتھ محبت کرتا ہوں اس کے ساتھ میری محبت قائم نہیں رہتی بلکہ ہمارے درمیان کوئی روکنے والا آ جاتا ہے۔ یہ رکاوٹیں کہیں غائب ہو جانے ،موت، دشمنی، مختلف قسم کے اموال ضائع ہو جانے کی وجہ سے یا مال ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے آتی ہیں اس لئے تجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے محبوب اس کے عنائیت یافتہ اس کے منظور نظر' کیا تو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ غیور ہے اس نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ تو ارادہ کرتا ہے کہ تو اس کے غیر کا ہو جائے۔ کیا تم نے یہ ارشاد باری تعالیٰ نہیں سنا ''وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔'' (مائدہ:۵۴) نیز فرماتا ہے ''میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت (معرفت) کے لئے پیدا کیا ہے۔'' (ذاریات:۵۶) کیا تم نے اسی سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا۔ ''کسی بندے کو جس وقت خدا محبوب بنا لیتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ اگر اس پر وہ بندہ صبر کرے تو خدا اسے حفاظت میں رکھ لیتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: حفاظت میں رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ تو جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نہ تو اس کا مال چھوڑتا ہے نہ اولاد کیوں کہ اگر وہ مال و اولاد کی محبت میں پھنس جائے گا تو خدا کی محبت کم ہو جائے گی اور اللہ کی محبت میں غیر کی محبت شریک ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت میں کسی کی شرکت پسند نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہے اور ہر چیز پر غالب بھی ہے۔ اس لئے وہ اپنے شریک کو ہلاک اور معدوم (ختم) کر دیتا ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ بندے کے دل سے ہر غیر کی محبت ختم ہو جائے اور صرف اللہ ہی کی محبت قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس کے حق میں ثابت ہے کہ ''وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔'' (مائدہ:۵۴) جب بندے کا دل تمام شریکوں، ہمسروں، اہل و عیال، مال، اولاد، لذات و شہوات، حکومت، سرداری، کرامات، منازل، حالات، مقامات، جنات، درجات اور قرب سے پاک ہو جائے تو اس میں کوئی ارادہ و آرزو باقی نہیں رہتی اور یہ دل اس سوراخ والے برتن کی طرح ہو جائے گا جس میں کوئی بہنے والی چیز نہیں

ٹھہرتی۔ کیونکہ کہ دل فعل الٰہی کی وجہ سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔ جب بھی اس میں کوئی ارادہ داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کی غیرت اسے توڑ دیتی ہے پھر اس کے دل کو عظمت، جبروت اور ہیبت کے پردوں سے ڈھانپ لیتا ہے۔ اور اس کے گرد پختہ اور عظمت کی خندقیں کھودی جاتی ہیں جس کی وجہ سے دل تک کسی چیز کا ارادہ نہیں پہنچتا پھر اس وقت دل کو اہل وعیال، مال، اسباب، اولاد، دوست، احکام، عبادات اور کرامات میں سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اس لئے کہ یہ تمام چیزیں دل سے باہر رہتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کی وجہ سے غیرت نہیں آتی بلکہ یہی چیزیں بندے کے لئے لطف کرامت، نعمت رزق اور نفع کا ذریعہ بن جاتی ہیں پھر یہ بندہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بن جاتا ہے تو اس کے پاس آنے والے بھی رحمت اور حفاظت کے مستحق ہو جاتے ہیں پھر اللہ کا یہ محبوب بندہ دنیا اور آخرت میں مخلوق کے لئے جائے پناہ شفاعت کرنے والا اور دشمنوں سے حفاظت کرنے والا بن جاتا ہے۔

مقالہ نمبر ۳۳

لوگوں کی چار قسموں کے بارے میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ جس کے پاس نہ زبان ہوتی ہے نہ دل۔ایسے عامی، غافل، غبی (کم عقل) اور ذلیل شخص کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی،اس میں کسی قسم کی بھلائی نہیں ہوتی، ایسے لوگ تو بھوسے کی مانند ہیں جسکا کوئی وزن نہیں ہوتا،لیکن اگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت میں لے کر ان کے دلوں کو ایمان کی ہدایت دے اور وہ اپنے جسم کے اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو جائیں تو اور بات ہے۔ایسے شخص سے بچو اس سے تعلق نہ بناؤ۔اس کی پرواہ نہ کرو اور اس کے پاس مت کھڑے ہو کیوں کہ یہ عذاب اور غضب کا مستحق ہے اور جہنم میں رہنے والا ہے،ہم ایسے شخص سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔مگر یہ کہ تم اللہ کے دین کے عالم،نیکی کی تعلیم دینے والے،دین کے ہادی و قائد ہو اور لوگوں کو دین کی طرف بلانے والے ہو اسے اطاعت الٰہی کی دعوت دو۔گناہوں سے ڈراؤ،تو تم اللہ کے نزدیک مجاہد قرار پاؤ گے۔تمہیں انبیاء و رسل علیہم السلام کی طرح ثواب ملے گا۔حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے تو تمہارا یہ عمل ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے''۔دوسری قسم اس شخص کی ہے جس کے پاس زبان ہے دل نہیں۔اس کی باتیں حکمت سے بھرپور ہوتی ہیں مگر وہ خود اس پر عمل نہیں کرتا۔وہ دوسروں کو خدا کی طرف بلاتا ہے لیکن خود اس سے بھاگتا ہے۔دوسروں کے عیب کو برا سمجھتا ہے اور خود انہی جیسا عمل کرتا ہے۔لوگوں کے سامنے اپنے زاہد و عابد ہونے کا اظہار کرتا ہے اور خلوت میں بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے خدا کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہے۔جب وہ خلوت میں ہوتا ہے تو گویا وہ آدمی کے لباس میں بھیڑیا ہے۔یہ وہ شخص ہے جس سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے اپنی امت کے لیے جس چیز کا زیادہ خوف ہے وہ بے عمل علماء ہیں''۔ہم ایسے شخص سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ایسے شخص سے بھاگنا چاہئے تاکہ وہ تمہیں اپنی میٹھی زبان سے قریب نہ کرلے اور تمہیں گناہوں کی آگ میں نہ جلادے اور اس کے قلب و باطن کی بدبو

تمہیں ہلاک نہ کردے۔ تیسری قسم اس شخص کی ہے۔جس کا دل ہے زبان نہیں ۔ یہ ایمان دار شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کومخلوق سے چھپا رکھا ہے اوراس پر پردہ ڈال رکھا ہے اور اس کو اپنے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے ۔اس کا دل روشن کردیتا ہے اورلوگوں سے ملنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی برائیاں اور گفتگو کی نحوست بتا دیتا ہے اوراس کو یقین ہو جاتا ہے کہ خاموشی اور تنہائی میں ہی سلامتی ہے، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ’’جس نے خاموشی اختیار کی وہ ہر آفت سے نجات پا گیا‘‘۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔’’عبادت کے دس حصوں میں سے نو حصے خاموشی میں ہیں‘‘ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے بھید میں اللہ تعالیٰ کا دوست، حفاظت وسلامتی والا، عقل مند، اللہ تعالیٰ کا ہم جلیس اور نعمتوں سے نوازا ہوا ہوتا ہے۔ تمام بھلائیاں اس کے پاس ہوتی ہیں۔ اس لیے تم اس کی صحبت اور خدمت کو (اپنے اوپر) لازم کرلو جو اس کی ضرورتیں ہیں وہ پوری کر کے اور جن چیزوں سے اسے فائدہ ہوتا ہے وہ دے کر اس سے دوستی کرلو۔

پھر اس شخص کی برکت سے اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہیں برگزیدہ بنالے گا اور تمہیں اپنے نیک بندوں اور دوستوں میں شامل کرے گا۔ چوتھا شخص وہ ہے جسے عالم ملکوت میں عزت کے ساتھ بلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ ’’جس نے علم حاصل کیا، اس پر عمل کیا، دوسروں کو اس کی تعلیم دی اسے عالم ملکوت میں عزت واحترام کے ساتھ بلایا جاتا ہے۔‘‘ ایسا شخص عالم باللہ اور اللہ تعالیٰ کی نشانی ہوتا ہے اس کے دل میں عجیب وغریب علوم رکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسرار کے علوم اور ایسے بھید اس پر کھول دیتا ہے جو دوسروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں اللہ اسے اپنا برگزیدہ اور مقبول بنا کر اپنی جانب کھینچ لیتا ہے پھر اسے مزید ہدایت دے کر اپنی بارگاہ کی طرف ترقی دیتا ہے اور اس کے سینے کو کھول دیتا ہے تاکہ وہ ان اسرار وعلوم کو قبول کر سکے اور اللہ تعالیٰ اس کو بڑا عقل مند، بندوں کو نیکی کی دعوت دینے والا، عذاب سے ڈرانے والا، مخلوق کے لئے حجت، ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ، شفاعت کرنے والا، شفاعت کو قبول کرنے والا، سچا، تصدیق کرنے والا اور اپنے رسولوں اور انبیاء علیہم صلوٰۃ وتحیاتہ وبرکاتہ کا جانشین بنا دیتا ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جو بنی آدم کا مقصد وانتہا ہے۔ اس مرتبے کے اوپر سوائے نبوت کے کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ تمہیں چاہیے کہ ایسے شخص کی صحبت میں ضرور رہو۔ اس کی مخالفت، نفرت، اس سے علیحدہ رہنے اور دشمنی سے ڈرو۔ ایسے شخص کی نصیحت کو قبول کرنا نہ چھوڑ واور

اس کی نصیحت وقول کی طرف رجوع کرو کیونکہ سلامتی اسی بات میں ہے جو وہ کہتا ہے اور سلامتی اسی کے پاس ہے اس کے علاوہ تیرے لئے ہلاکت اور گمراہی ہے۔لیکن ایسے شخص کی صحبت اسے نصیب ہوگی جسے اللہ توفیق دے اور اپنی رحمت و مدد کے ساتھ ہدایت دے۔اس لئے میں نے تمہارے لئے لوگوں کو چار قسموں میں تقسیم کر دیا ہے۔اگر تم صاحب نظر ہو تو اپنے نفس پر نگاہ رکھو اور اگر تم اپنے نفس کو بچانا چاہتے ہو یا اس پر مہربانی کرنا چاہتے ہو تو اس کو گمراہی سے بچاؤ۔اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسی باتوں کی ہدایت دے جو دنیا و آخرت میں اس کی محبوب اور پسندیدہ ہیں۔

میراں محی الدین فاؤنڈیشن

مقالہ نمبر ۳۴

ناموافق احکام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ناراض ہونے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کس قدر تعجب کی بات ہے کہ تم اپنے پروردگار سے ناراض ہوکر اس پر تہمت لگا کر اس پر اعتراض کر کے رزق دینے، مالدار نہ ہونے، مصیبت اور آزمائش کے سلسلے میں اس کی طرف ظلم کی نسبت کرو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر چیز کی مدت مقرر ہے اور ہر مصیبت کی انتہا ہوتی ہے وہ مدت نہ آگے ہوتی ہے اور نہ پیچھے ہوتی ہے، نہ مصیبتوں کا وقت تبدیل ہوتا ہے کہ مصیبت راحت بن جائے، تکلیف کا وقت راحت سے نہیں بدل سکتا اور فقر کی حالت غنا سے تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے باادب رہ کر خاموشی، صبر و رضا اور پروردگار کی موافقت کو لازم کرلو۔ اس کے کاموں پر ناراضگی اور بہتان سے توبہ کرو کیوں کہ ایک دوسرے سے انتقام لینا اور بغیر قصور گناہ کے کسی کے خلاف کچھ کرنا بندوں کا کام ہے اللہ تعالیٰ کا نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ازل سے یگانہ (اکیلی) ہے اس کا وجود تمام چیزوں سے پہلے ہے، اس نے اشیاء کو اور ان کی اچھائیوں اور برائیوں کو پیدا کیا ہے۔ ان کے آغاز و انجام کو جانتا ہے وہ اپنے فعل میں حکیم مطلق ہے، اپنی تخلیق میں مضبوط ہے، اس کے کاموں میں تضاد نہیں ہوتا۔ وہ کوئی بے فائدہ کام نہیں کرتا نہ ہی باطل اور لغو چیز پیدا کرتا ہے، اس کی طرف عیب کی نسبت نہیں ہوسکتی اور نہ اس کے افعال پر ملامت کی جاسکتی ہے، اگر تم اس کے افعال پر رضا و موافقت اور اس کے فعل میں فنا سے عاجز ہو تو فراخی کا انتظار کرو یہاں تک کہ نوشتہ تقدیر اپنی مدت کو پہنچ جائے، پھر زمانہ گزرنے اور میعاد پوری ہونے پر تمہاری حالت بدل جائے گی جس طرح سردی ختم ہونے پر گرمی آجاتی ہے اور رات ختم ہونے پر دن نکل آتا ہے۔

چنانچہ اگر تم مغرب اور عشاء کے درمیان ہی دن کے اجالے اور نور کے متمنی (خواہش مند) ہو تو یہ چیز تمہیں کیسے حاصل ہوسکتی ہیں بلکہ ابھی تو رات کی تاریکی میں اضافہ ہوگا اور جب ظلمت اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی اور فجر طلوع ہوجائے گی تو دن اپنی روشنی لائے گا، اس وقت اس کی طلب کرو یا نہ کرو خواہ اسے مکروہ جانو یا خاموشی اختیار کرو اور اگر اس وقت رات کے دوبارہ آنے کے طلب گار ہو تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی اور یہ چیز

تمہیں نہیں ملے گی کیوں کہ تم نے بے وقت طلب کی ہے، پس تم حسرت زدہ، ناخوش، نامراد اور شرمندہ ہو جاؤ گے لہٰذا ان سب باتوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ سے موافقت، اس کے بارے میں حسن ظن اور صبر جمیل کو لازم کر لو تمہارے نصیب کی کوئی چیز تم سے چھینی نہیں جائے گی اور جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے وہ تمہیں نہیں ملے گی۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ تم اطاعت وعبادات جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع وخضوع اور زاری کے ساتھ دعائیں مانگتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہو ''میرے حضور دعا کرو میں اسے شرف قبولیت بخشوں گا۔'' (مومن:۶۰)

نیز فرمایا کہ'' اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو'' (نسائ:۳۲)۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آیات و احادیث میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے اور جب تم اس سے دعا کرو گے تو وہ اپنے وقت مقررہ پر قبول فرمائے گا اور جب تمہاری دعا قبول ہو گی تو دنیا اور آخرت کے اعتبار سے تمہاری بھلائی ہو گی۔ یا یہ دعا قضا اور معینہ وقت کے مطابق ہو جائے گی۔ اس لیے دعا قبول ہونے میں تاخیر پر اللہ تعالیٰ پر ہرگز تہمت نہ لگاؤ اور نہ دعا کرنے میں سستی کرو، کیوں کہ دعا کے اثر میں دعا کرنے والے کی خواہش نفس کے مطابق فائدہ حاصل نہیں ہو گا تو نقصان بھی نہیں ہو گا۔ اگر جلدی قبول نہ ہوئی تو آخرت میں اس کا اجر پاؤ گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ'' بندہ حشر کے دن اپنے نامہ اعمال میں ایسی بہت سی نیکیاں دیکھے گا جنہیں وہ پہچانتا نہ ہو گا تو اسے بتایا جائے گا یہ زائد نیکیاں تمہاری ان دعاؤں کا بدلہ ہے جو دنیا میں مقبول ہوئیں لیکن یہ تمہارے مقدر میں نہ تھیں۔'' (حدیث) یا جس طرح کہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں پس دعا کرنے کا ادنیٰ فائدہ یہ ہو گا کہ تم اپنے رب کو وحدہٗ لاشریک سمجھو، اسی سے مانگو اور اس کے علاوہ کسی اور سے طلب نہ کرو، اور اپنی حاجت کسی اور کے سامنے نہ لے جاؤ۔ صبح، شام، صحت اور مرض میں، مشقت اور نعمت میں، سختی اور نرمی کی حالت میں تمہاری ان دو حالتوں میں سے ایک حالت ضرور ہو گی، یا تو تم بالکل سوال نہیں کرو گے اور قضا پر رضا وموافقت کے باعث فعل خداوندی کے سامنے سر تسلیم اس طرح جھکا دو گے جس طرح غسال کے ہاتھ میں مردہ یا دایہ کے ہاتھ میں بچہ، یا سوار کے ہاتھ میں لگام ہوتی ہے کہ اسے جس طرح چاہتا ہے چلاتا ہے، پس تمہیں بھی تقدیر جس طرح چاہے گی اس طرح چلائے گی، اگر تمہارے نصیب میں ناز ونعمت ہے تو شکر بجا لاؤ، اس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے

گا اس نے خود فرمایا ہے کہ ”اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا“ (ابراہیم: ۷)۔ اگر تمہاری قسمت میں تنگی ہے تو تم صبر کرو اور اس کی توفیق سے موافقت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ثابت قدمی، مدد اور رحمت عطا ہوگی، اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ”یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“ (بقرہ: ۱۵۳، انفال: ۴۶)۔ یعنی مدد کرنے اور ثابت قدم رکھنے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے، نیز فرماتا ہے کہ ”اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا“ (محمد: ۷)۔ یعنی جب تم اپنی خواہش کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے۔ اس کے افعال میں عیب جوئی اور ناراضگی کا طریقہ ترک کرو گے اور خدا کی طرف سے اپنے نفس کے دشمن بن کر اس پر تلوار تان لو گے یعنی جب بھی تمہارے نفس نے اپنے کفر و شرک کی طرف حرکت کی اور تو نے اس پر صبر اور اپنے پروردگار کے ساتھ اپنی موافقت اور اس کی فعل و وعدہ پر اطمینان اور رضا کے ذریعے نفس کا سر کاٹ ڈالا تو اللہ تعالیٰ تیرا معین و مددگار ہو جائے گا اس کا مدد فرمانا بھی اس کی رحمت سے ہے۔

اس کی دلیل میں ارشاد خداوندی ہے کہ ”اے حبیب! صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے یہ وہ لوگ ہیں جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ انہی لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔“ (بقرہ: ۱۵۵ سے ۱۵۷)

دوسری حالت یہ ہے کہ دعا و عاجزی کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑاؤ، اس کی عظمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کرو اور رب کو پکارو۔ یہی صحیح موقع ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوال کرنے اور اس کی بارگاہ میں رجوع کی ترغیب دی ہے اور اسے راحت بنا کر تمہاری طرف سے قاصد، ملنے کا سبب اور ملاقات کا وسیلہ بنا دیا ہے۔ شرط یہ ہے دعا کی معینہ مدت تک تاخیر کی صورت میں خدا پر تہمت نہ لگاؤ اور ناراض نہ ہو۔ تو ان دونوں حالتوں سکوت (خاموشی) و سوال کے درمیان فرق کا اندازہ کرلو۔ اور ان کی حدود سے ہرگز تجاوز نہ کرو کیوں کہ مقام قرب میں ان دو کے سوا اور کوئی حالت نہیں ہے۔ پس حد سے گزرنے اور ظلم کرنے والوں کے زمرے میں داخل ہونے سے ڈرو۔ اگر ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ پہلی امتوں کی طرح تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری پروا نہیں کرے گا دنیا میں سخت آزمائش اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا، اللہ تعالیٰ جو عظیم ہے اس کی پاکی بیان کرو، اے میرے حال کو جاننے والے تجھی پر میرا بھروسا ہے۔

مقالہ نمبر ۳۵

ورع (تقویٰ) کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تقویٰ کو لازم کرلو ورنہ ہلاکت کا پھندا تمہارے گلے میں یوں پڑ جائے گا کہ خدا کی رحمت میں ڈھانپ لیے جانے کے علاوہ اس سے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ ''تقویٰ دین کی بنیاد ہے اور طمع (لالچ) دین کی ہلاکت ہے''۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''جو شخص شاہی چراگاہ کے گرد پھرے تو بعید نہیں کہ اس میں گر جائے، جس طرح کھیتی کے آس پاس چرنے والے مویشیوں کا کھیتی میں منہ مارنا بعید نہیں اور کھیتی کا ان سے محفوظ رہنا ممکن نہیں''۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم شبہ والی دس چیزوں سے نو کو حرام میں پڑ جانے کے خوف سے چھوڑ دیتے تھے۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مباح کے ستر دروازے اس ڈر سے چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں گناہ میں ملوث نہ ہو جائیں۔ ان حضرات کی اس قدر احتیاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی روشنی میں تھی کہ ''آگاہ ہو جاؤ کہ یقیناً ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے، اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ پس جو شخص اس کے اردگرد پھرے گا ہو سکتا ہے اس میں جا پڑے''۔ جو شخص بادشاہ کے قلعے میں داخل ہوا اور پہلے دوسرے، تیسرے دروازے سے گزر کر بادشاہ کی چوکھٹ کے قریب ہو جائے یہ آدمی اس شخص سے ہر لحاظ سے بہتر ہے جو پہلے دروازے سے باہر میدان میں کھڑا ہے۔ اس لیے اس پر اگر تیسرا دروازہ بند بھی کرلیا جائے تو اسے کوئی ضرر نہیں ہوگا کیوں کہ وہ تینوں دروازے عبور کر کے اس جگہ پہنچ چکا ہے جس کے قریب شاہی خزانہ اور فوج ہے۔ لیکن اگر پہلے دروازے پر کھڑے آدمی پر دروازہ بند کر دیا جائے تو وہ چٹیل میدان میں تنہا رہ جائے گا اور اسے کوئی بھیڑیا یا دشمن پکڑ لے گا اس طرح اس کا شمار ہلاک ہونے والوں میں ہوگا۔ اور اس طرح جس آدمی نے عزیمت کی راہ اختیار کی اور ثابت قدمی سے اس پر عمل کیا اگر اس سے توفیق اور رعایت کی مدد چھین لی جائے اور اس سے عنایت الٰہی منقطع ہو جائے تو اسے رخصت حاصل ہوگی لیکن وہ دائرہ شریعت سے نہیں نکلا۔ جب وہ اس حالت میں فوت ہو جائے گا تو اسے طاعت وعبادت ہی پر تصور کیا

جائے گا اور اس کے عمل صالح کی شہادت دی جائے گی اور جو شخص ہمیشہ رخصت پر ہی رہا عزیمت کی طرف نہ بڑھا اگر اس سے توفیق الٰہی چھین لی جائے تو اس پر شہوات و خواہشات نفس غالب آجائیں جس کے نتیجے میں حرام چیزوں کو اختیار کرے گا تو وہ شریعت سے نکل کر شیاطین، اللہ کے دشمنوں اور گمراہوں کے گروہ میں داخل ہو جائے گا اور اگر توبہ سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ ہلاک ہونے والوں میں شمار ہو گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل و رحمت میں ڈھانپ لے، یاد رکھو کہ رخصتوں پر عمل کرنے میں سراسر خطرہ ہے اور عزیمت پر عمل کرنے میں مکمل سلامتی ہے۔

مقالہ نمبر ۳۶

کوئی عمل بھی دنیا کے لئے نہ کرنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم ﷛ فرماتے ہیں تم آخرت کو اپنا راس المال (مقصد) بنالو اور دنیا کو اس کا نفع سمجھو، پہلے اپنے وقت کو آخرت حاصل کرنے میں خرچ کرو۔ پھر جو وقت بچے اس کو اپنی دنیا کی طلب و معاش میں خرچ کرو۔ اس کے برعکس دنیا کو مقصد اور آخرت کو اس کا نفع نہ بناؤ کہ پھر اگر کچھ وقت ملے تو اسے آخرت کے کاموں میں صرف کرو اور اس وقت میں پنجگانہ نماز اس طرح جلدی کے ساتھ ادا نہ کرو کہ ضروری ارکان مکمل ادا نہ ہوں اس کے رکوع و سجود کی ادائیگی کے وقت اطمینان نہ ہو، یا نماز ادا کرنے کے وقت سستی اور تھکاوٹ کو وجہ بنا کر نمازوں سے رات کو ایسے سوتے رہو جس طرح مردہ پڑا ہوتا ہے اور دن کو ہوائے نفس اور شیطان کی پیروی کرتے رہو اور اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالو۔ اے نفس کی غلامی کرنے والے، اس کے پیچھے چلنے والے، اس کی سواری بننے والے تمہیں تو حکم دیا گیا تھا کہ نفس کی اصلاح کرے اور نفس کے مجاہدے کے ذریعے اس پر سوار ہو جائے۔ سلامتی کے راستوں پر چلو جو کہ آخرت کے اور مولیٰ کریم کی اطاعت کے راستے ہیں۔ تم نے یہ بڑا ظلم کیا ہے کہ حق کو چھوڑ کر نفس کی غلامی قبول کر لی۔ نفس کی لگام اس کو تھما دی اور خواہشات و لذات کی پیروی کرتے ہوئے شیطان کی موافقت اختیار کر لی۔ اس طرح تم سے دنیا و آخرت کی بہتری فوت ہو گئی، ان کی جگہ خسارے نے لے لی۔ قیامت کے روز اس طرح آؤ گے کہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ مفلسی اور دین کے حوالے سے سب سے زیادہ خسارے والے ہو گے اور نفس کی اتباع کی وجہ سے دنیا میں بھی تمہیں قسمت سے زیادہ کچھ نہ ملا ہو گا۔

اگر تم دین پر عمل کر کے آخرت کے راستے پر چلتے ہوئے اس کو اپنا مقصود بنا لیتے تو تمہیں دنیا و آخرت میں نفع ہوتا اور تمہاری قسمت کا جو کچھ تمہیں دنیا میں ملنا تھا وہ تمہارے لیے خوشگوار اور اچھا ہوتا اور تم عزت و کرامت کے ساتھ زندگی گزارتے۔ جس طرح کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ آخرت کے ثواب کی نیت پر دنیا میں نعمت عطا کرتا ہے اور دنیا کے ارادے پر آخرت کا ثواب نہیں دیتا“ اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ آخرت کی نیت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ بلکہ نیت عبادت کی روح اور حقیقت ہے پس جب تم دنیا سے

بے رغبتی اور آخرت کی طلب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے تو تم اللہ تعالیٰ کے خاص اہل طاعت و محبت میں شامل ہو جاؤ گے اور تمہیں آخرت میں ثواب بھی حاصل ہوگا جو کہ جنت اور اللہ تعالیٰ کا قرب خاص ہے اور دنیا تمہاری خدمت کرے گی۔ اس طرح تمہیں دنیا کا نصیب بھی پورا پورا مل جائے گا کیوں کہ ہر چیز اپنے خالق و مالک کے تابع ہے۔ اور اگر تم آخرت سے منہ موڑ کر دنیا میں مشغول ہو گئے تو خدا تم سے ناراض ہو گا آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو جاؤ گے اور دنیا سرکشی کرتے ہوئے تم پر تنگ ہو جائے گی اور خدا کے قہر کی وجہ سے دنیا کا نصیب تم تک پہنچنے میں تمہیں خوب مشقت کرنا پڑے گی کیوں کہ دنیا خدا کی ملکیت ہے اور یہ اس کے نافرمان کی توہین کرتی ہے اور اس کے فرمانبردار کی غلامی کرتی ہے۔

اس وقت رسول معظم ﷺ کا یہ قول صحیح ثابت ہو گیا کہ ”دنیا و آخرت دو سوکنیں ہیں اگر ایک کو خوش کرو گے تو دوسری کو ناراض کر بیٹھو گے“۔ رب کریم کا ارشاد ہے کہ ”تم میں سے کچھ دنیا کے طالب ہیں اور کچھ آخرت کے طالب ہیں۔“ (آل عمران:۱۵۲)۔ اسی لیے دنیا کے طالبوں کو دنیا کا چاہنے والا اور آخرت کی خواہش رکھنے والوں کو آخرت کا چاہنے والا کہا جاتا ہے۔ پس تمہیں غور کرنا چاہیے کہ تم دنیا کے چاہنے والے ہو یا آخرت کے چاہنے والے ہو، اور دنیا میں رہتے ہوئے کس گروہ میں شامل ہونا پسند کرتے ہو، پھر جب تم آخرت کی طرف لوٹو گے تو اس دن ”ایک گروہ جنت میں ہوگا اور دوسرا دوزخ میں۔“ (الشوریٰ:۷) اور ایک گروہ اپنے حساب کے لمبا ہونے کی وجہ سے حشر کے میدان میں کھڑا رہ جائے گا اس دن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وہ دن تمہارے شمار کے مطابق پچاس ہزار سال کا ہوگا۔“ (معارج:۴) اور حدیث قدسی ہے کہ ایک گروہ عرش رحمٰن کے سایہ میں مقیم ہوگا جن کے سامنے دسترخوان پر مختلف اقسام کے پاکیزہ کھانے اور برف سے زیادہ سفید شہد ہوگا، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ”وہ لوگ میدان محشر میں کھڑے اپنی جنت کی منازل دیکھ رہے ہوں گے، جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب سے فارغ ہوگا تو یہ لوگ جنت میں داخل ہو کر اپنے مکانوں کی طرف اس طرح بڑھیں گے جس طرح کوئی آدمی دنیا میں رہتے ہوئے اپنے گھر کی طرف جاتا ہے“۔ یہ مقام ان لوگوں کو اس لیے حاصل ہوا کہ وہ دنیا کو چھوڑ کر خدا اور آخرت کی طلب میں مشغول ہو گئے۔ اور جن لوگوں کو حساب کے وقت مختلف سختیاں اور ذلتیں سہنی پڑیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آخرت کو چھوڑ کر اس کی پروا کیے بغیر دنیا کی رغبت کرتے ہوئے اس میں مشغول ہو گئے۔ قیامت اور کتاب وسنت کے مطابق کل کو جس

طرف جانا تھا اسے بھول بیٹھے۔ اس لیے اپنے آپ کو رحمت و شفقت کی نظر سے دیکھو اپنے نفس کے لئے ان دونوں میں سے بہتر گروہ کو اختیار کرلو اور اسے شیاطین جن و انس جیسے برے ساتھیوں سے علیحدہ رکھو، اور کتاب و سنت کو اپنا پیشوا بنالو، ان دونوں میں غور و فکر اور عمل کرو اور محض قیل و قال اور ہوس پر فریفتہ نہ ہو۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''رسول ﷺ جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔'' (حشر: ۷) خدا کی نافرمانی سے بچو اور رسول ﷺ کی مخالفت نہ کرو کہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے احکام پر عمل کرنا نہ چھوڑ دو۔ کوئی عبادت و عمل اپنی طرف سے اختیار نہ کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اس قوم کے بارے میں جو گمراہ ہو گئی تھی ''اہل کتاب نے اپنی طرف سے رہبانیت نکال لی جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی'' (حدید: ۲۷)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو پاک کر دیا اور باطل سے دور رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''یہ نبی اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے آپ کی بات وہی ہے جس کی آپ کی طرف وحی کی گئی ہو۔'' (نجم: ۳، ۴) یعنی یہ نبی تمہارے پاس جو لے کر آئے وہ میری طرف سے ہے اس میں ان کی خواہش اور نفس کا دخل نہیں ہے اس لیے آپ ﷺ کی پیروی کرو، پھر فرمایا کہ ''اے میرے محبوب! کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تا کہ اللہ تمہیں اپنا دوست بنالے۔'' (آل عمران: ۳۱)

پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ محبت خدا تک پہنچانے والا راستہ قول و فعل میں آپ ﷺ کی اتباع ہے۔ آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کسب میرے ظاہر کی سنت ہے اور توکل میرے باطن کی حالت ہے'' مزید آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے طالب آخرت! تو آپ ﷺ کی سنت اور حالت کے درمیان ہے اگر تمہارا ایمان کمزور ہے تو کسب کو اختیار کر جو کہ آپ ﷺ کی سنت ہے، اگر تمہارا ایمان قوی و مضبوط ہو جائے تو توکل کو اختیار کرو جو کہ حضور ﷺ کی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اور اللہ پر بھروسا کرو۔'' (مائدہ: ۲۳) نیز فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔'' (طلاق: ۳) مزید فرمایا کہ ''یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔'' (آل عمران: ۱۵۹) چنانچہ اللہ نے توکل کا حکم دے کر تنبیہ کر دی ہے جیسا کہ اس کے نبی ﷺ نے توکل کا حکم دیا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے ایسا عمل کیا جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے'' یہ ارشاد نبوی ﷺ تمام اقوال، اعمال اور رزق سب پر حاوی

ہے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہمارا کوئی نبی نہیں ہے کہ ہم ان ﷺ کی پیروی کریں۔اور نہ ہی قرآن کے علاوہ کوئی کتاب ہے جس پر عمل پیرا ہوں، اس لئے ان سے (کتاب وسنت) باہر نہ نکلو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور خواہش اور شیطان تمہیں گمراہ کر دیں گے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ ''اور خواہش کی پیروی نہ کر پس وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی۔'' (ص:۲۶) سلامتی کتاب کے ساتھ ہے اور ان دونوں کے بغیر ہلاکت ہے۔اور بندہ ان دونوں (کتاب وسنت) کے ذریعے سے ہی ولایت، ابدالیت اور غوثیت کے مرتبے پر ترقی کر سکتا ہے۔

مقالہ نمبر ۳۷

حسد کی مذمت اور اس کے ترک کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مومن! میں تمہیں تیرے ہمسائے کے کھانے پینے، لباس، مکان، نکاح پر حسد کرتے کیوں دیکھتا ہوں، تو اس کی امیری اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کا اپنے حصے کی قسمت (نعمت) میں تصرف کرنے پر حسد کیوں کرتا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حسد تمہارے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے جو تجھے مولا کریم کی نظر عنایت سے گرا دے گا۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نہیں سنا کہ ''حسد کرنے والا میری نعمت کا دشمن ہے'' اور کیا یہ حدیث بھی نہیں سنی کہ ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے''۔ پھر اے مسکین! تو کس چیز پر حسد کرتا ہے اپنے نصیب پر یا دوسرے کے نصیب پر۔ اگر تو کسی کے بارے میں خدا کی تقسیم پر حسد کرتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے کہ ''دنیاوی زندگی میں ہم ان کے درمیان خود روزی تقسیم کرتے ہیں۔'' (زخرف:۲۳) تو اس پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ ایسا آدمی جو اپنے مولا کی ان نعمتوں پر جن کے ساتھ اس پر فضل ہوا ہے اور جو نعمتیں اس کے مقدر میں ہیں اور وہ نعمتیں جو کسی اور کا نصیب اور حصہ نہیں ہیں پر تصرف کرتا ہے تجھ سے زیادہ ظالم کون ہوگا اگر تم اپنے ہمسائے کا حسد اپنی قسمت کی وجہ سے کرتا ہے تو تو پرلے درجے کا بیوقوف ہے کیونکہ تیرا نصیب کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا اور نہ ہی اس کا نصیب تیری طرف منتقل ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے اس کا ارشاد ہے کہ ''میرے نزدیک حکم تبدیل نہیں ہوتا اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔'' (ق:۲۹) یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم پر ظلم نہیں کرے گا کہ تمہاری قسمت کی چیز لے کر کسی اور کو عطا کر دے۔ یہ محض تمہاری نادانی اور اپنے بھائی پر ظلم ہے۔ پھر تمہیں اپنے بھائی پر حسد کرنے کی بجائے زمین پر حسد کرنا چاہیے جس میں خزانے چھپے ہوتے ہیں اور سونے چاندی جواہرات دفن ہوتے ہیں یہ وہ اشیاء ہیں جن کو قوم عاد وثمود کے اگلے بادشاہوں اور قیصر وکسریٰ نے جمع کیا۔ تمہاری مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے کسی بادشاہ کو اس کی شان وشوکت، لشکروں، جاہ وجلال، سلطنت، خراج جمع کرنے، لذات، شہوات اور طرح طرح کی نعمتوں کے ساتھ عیش کرتے دیکھا اور وہ شخص ان تمام

چیزوں پر بادشاہ کا حسد نہیں کرتا پھر اس شخص نے ایک کتے کو دیکھا جو اس بادشاہ کے کتوں میں سے ایک کی خدمت کرتا ہے، اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے، صبح شام اس کے ساتھ رہتا ہے، اس کتے کو بادشاہ کے باورچی خانے سے بچا کھچا کھانا کھلاتا ہے اور خود بھی کھاتا ہے۔ پس وہ شخص اس کتے کا حسد کرتا ہے، اس کا دشمن بن جاتا ہے، اس کی موت، ہلاکت اور اس کی جگہ حاصل کرنے کی تمنا کرتا ہے۔ چاہتا ہے کہ یہ بچا ہوا کھانا خود کھائے کیونکہ وہ شخص اس کتے سے حسد اپنی بخیلی اور کمینگی کی وجہ سے کرتا ہے، زہد وقناعت دین کی وجہ سے نہیں کرتا (مراد اس مثال سے یہ ہے کہ اگر وہ شخص یہ ارادہ کرے کہ وہ دنیا کو ترک کر کے اپنے آپ کو مٹانے کی خاطر اور قناعت کا سبق حاصل کرنے کی خاطر اس کتے کی جگہ حاصل کر کے خدمت کرے تو یہ جائز ہے مگر وہ اپنی کمینگی اور کم ظرفی کی وجہ سے اس کتے کی جگہ لینا چاہتا ہے) پھر کیا سارے زمانے میں اس شخص سے زیادہ کوئی احمق، نادان اور بیوقوف ہوگا؟

پھر اے مسکین! اگر پتا چل جائے کہ قیامت کے دن تمہارے ہمسائے کو کتنا لمبا حساب دینا ہوگا۔ اگر اس نے نعمتوں کے صلے میں خدا کی اطاعت نہ کی، حق نعمت ادا نہ کیا، امر ونہی کی پابندی نہ کی، اطاعت خداوندی کے لیے مدد نہ چاہی، تو تمہارا یہ ہمسایہ تمنا کرے گا کاش مجھے ذرہ بھر نعمت نہ دی گئی ہوتی اور میں کبھی بھی ان نعمتوں کی شکل نہ دیکھتا۔ کیا تم نے یہ حدیث شریف نہ سنی کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ جب مصیبت زدوں کے اجر وثواب کو دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کاش! دنیا میں ان کا گوشت چھریوں سے کاٹ دیا جاتا۔ کل تمہارا پڑوسی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں تمہاری جگہ وہ ہوتا کیوں کہ اس کا حساب مشکل اور بہت طویل ہوگا اور دنیا کی نعمتوں کے بدلے پچاس ہزار سال تک آفتاب قیامت کی گرمی میں ٹھہرنا پڑے گا اور تم اس سے علیحدہ خدا کے عرش کے سائے کے نیچے ناز ونعمت سے کھاتے پیتے، مسرور اور خوشحال ہو گے یہ اس لیے کہ تم دنیا کی مشقتوں، تنگیوں، آفتوں اور فقر وفاقہ پر صبر کرتے ہوئے اپنی قسمت پر راضی رہے، رب کریم کی تقدیر سے موافقت کی۔ تمہاری قسمت میں فقر وفاقہ تھا اور دوسرے کے مقدر میں دولت، تمہیں دنیا میں سختیاں ملیں اور دوسرے کو عافیت، تمہیں بیماری ملی دوسرے کو صحت، تم خوار تھے دوسرا معزز۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں کی طرح بنا دے جو مصیبتوں پر صابر اور نعمتوں پر شاکر رہتے ہیں اور انہوں نے اپنا سارا معاملہ زمین و آسمان کے پروردگار کے سپرد کیا ہوتا ہے۔

مقالہ نمبر ۳۸

سچائی اور خیر خواہی کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے مولا کے ساتھ سچائی اور خلوص کے ساتھ معاملہ کر لیا وہ صبح وشام ماسوی اللہ سے نفرت کرتا ہے۔ اے قوم! اس چیز کا دعویٰ نہ کرو جو تمہارے پاس موجود نہیں ہے، خدا کی وحدانیت پر یقین رکھو، اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، قضا وقدر کے تیروں کا نشانہ نہ بنو جو تمہیں صرف زخمی کرنے کے لیے پہنچتے ہیں ہلاک کرنے کے لیے نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہلاک ہو جاتا ہے اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔

مقالہ نمبر ۳۹
شقاق، وفاق اور نفاق کی تفسیر کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

شقاق: (اپنی خواہش نفس کے ساتھ کوئی دنیاوی چیز حاصل کرنا یا دین کی کوئی راہ اختیار کرنا منع ہے اسے شقاق کہتے ہیں)۔

وفاق: (خواہش نفس کے بغیر دنیاوی چیز حاصل کرنا یا دین کی کوئی راہ اختیار کرنا کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت اور اتفاق ہے اسے وفاق کہتے ہیں)۔

نفاق: (خواہش نفس کے بغیر کوئی چیز ترک کرنا یا چھوڑ دینا یعنی جب مجاہدات کی وجہ سے نفس پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اسے حکم دیا جاتا ہے کہ اے نہ کھانے والے! کھا، کیونکہ ابتدا میں نفس نے مجاہدہ کیا اور کھانا پینا ترک کر دیا تھا تو یہ ترک جائز تھا لیکن جب نفس خواہشات سے پاک ہو جائے تو اسے کھانے پینے کا حکم دیا جاتا ہے تو اب اگر وہ کوئی چیز کھانے کو ترک کرتا ہے تو یہ نفاق ہے)۔

مقالہ نمبر۴۰

سالک کب روحانیت کے زمرے میں داخل ہوتا ہے

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک تم اپنی تمام بشری عادتوں اور اپنے اعضاء و جوارح سے اپنے وجود سے اپنی حرکات، سکنات، سننے، دیکھنے، بولنے، پکڑنے، چلنے، عقل اور عمل سے ان تمام چیزوں سے جو روح پھونکنے سے پہلے اور اس کے بعد تم میں ڈالی گئی ہیں سے جدا نہ ہو جاؤ تو تم روحانی لوگوں (اولیاء اللہ) کی جماعت میں داخل ہونے کی خواہش نہ کرو۔ اس لئے کہ یہی چیزیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان حائل ہیں۔ جب تم خالص روح بن جاؤ گے تو گویا سرالسر، غیب الغیب ہو جاؤ گے اور اپنے باطن میں تمام اشیاء سے یقیناً علیحدہ ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام اشیاء کو دشمن، حجاب اور ظلمت سمجھو گے جس طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات فرمائی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب میرے دشمن ہیں۔'' (شعرا:۷۷) اس طرح جب تم اپنے وجود کے تمام اعضاء و اجزاء اور تمام مخلوق کو بت تصور کر کے ان میں سے کسی چیز کی اطاعت و اتباع نہ کرو گے تو تمہیں علم لدنی کے اسرار و غرائب کا امین بنا دیا جائے گا اور تم سے تکوین اور خرق عادات کی طرح ایسے امور ظاہر ہونے لگیں گے جو قدرت الٰہی کے قبیل سے ہیں اور جو قوت اہل ایمان کو جنت میں دی جائے گی تمہیں دنیا میں ہی عطا کر دی جائے گی۔ پھر تمہاری یہ حالت ہو گی کہ جیسے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ آخرت میں زندہ کیا گیا ہے۔ اور تمہارا سارا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر بن جائے گا۔ تم اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ سنو گے، اسی کے ساتھ دیکھو گے، بولو گے پکڑو گے، چلو گے، غور و فکر کرو گے اور اسی کے ساتھ سکون اور اطمینان حاصل کرو گے پھر تم اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے اندھے اور بہرے ہو جاؤ گے تم غیر اللہ کا وجود نہ دیکھو گے پھر تم شرعی حدود کی حفاظت اور امر و نہی پر ضرور عمل کرو گے اگر شریعت کی حدود میں کوئی حد تم سے کم ہو جائے گی تو سمجھ لو تمہیں فتنے میں ڈال دیا گیا ہے اور شیاطین تمہارے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ چنانچہ تم اسی وقت شرعی حکم کی طرف رجوع کرو اور اس پر ضرور عمل کرو اور اپنے آپ کو خواہشات سے دور رکھو، یاد رکھو ہر وہ چیز جس کی اجازت شریعت نہ دے وہ زندقہ (ظاہر طور پر ایمان دار اور باطنی طور پر کفر والا) ہے۔

میراں مُحی الدین فاؤنڈیشن

مقالہ نمبر ۴۱

غنا کی دلیل اور اس کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تیرے لئے مالدار آدمی کی ایک مثال بیان کرتے ہوئے تمہیں کہتے ہیں کہ تم نے اس بادشاہ کو نہیں دیکھا جس نے عوام الناس میں سے کسی آدمی کو شہروں میں سے حکومت سونپی، اس کو خلعت سے نوازا، اس کے وقار کے لئے جھنڈے گاڑھے، نقارہ، طبل اور لشکر عطا کیا۔ ایک طویل مدت تک اس منصب پر رہنے کے بعد وہ سمجھا کہ یہ سب کچھ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ ذلت و مفلسی کی پہلی حالت کو بھول بیٹھا جب وہ محتاج اور گمنام تھا۔ اس کے نفس میں تکبر و غرور آ گیا۔ پھر بادشاہ نے امرونہی میں تجاوز کرنے اور دوسرے جرائم کے ارتکاب پر محاسبہ کیا اور اس کو سزا میں انتہائی تنگ و تاریک قید خانے میں طویل مدت کے لیے قید کر دیا۔ اس کی قید کا زمانہ دراز کر دیا پھر اس کی ذلت و خواری اور محتاجی مستقل حیثیت اختیار کر گئی یہاں تک کہ اس کے تکبر کی کیفیتیں ختم ہو گئیں وہ اپنے نفس سے عاجز آ گیا اور خواہشات کی آگ سرد ہو گئی یہ تمام معاملہ بادشاہ کے مشاہدے اور علم میں ہوتا ہے پھر وہ اس پر رحمت و مہربانی کی نظر کرتے ہوئے قید خانے سے نکالنے، اس کے ساتھ احسان کرنے، اسے خلعت عطا کرنے اور اسے پہلی حکومت اور اس کی مثل اور حکومت دینے کا حکم دیتا ہے اور یہ اسے ہبہ کر دیتا ہے اور یہ حکومت اس کو دائمی طور پر پاک وصاف ہو کر اس کے لئے خوشی کا باعث ہو جاتی ہے۔ بالکل یہی حالت ایک مومن کی ہے اللہ تعالیٰ جب اسے اپنا مقرب اور برگزیدہ بنا لیتا ہے تو اس کے قلب کی آنکھ کے سامنے اپنی رحمت انعام اور احسان کے دروازے کھول دیتا ہے وہ ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوتا ہے نہ کسی کان نے سنا ہوتا ہے اور نہ ہی کسی انسان نے اس کے متعلق تصور کیا ہوتا ہے۔ یہ انسان زمین و آسمان کے غیبی امور پر مطلع ہوتا ہے۔ اسے قرب خداوندی کی منزل ملتی ہے۔ لذیذ و لطیف کلام، وعدہ جمیل، مقام ناز، اجابت دعا، تصدیق، ایفائے عہد اور کلمات حکمت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کے دل پر القاء کیے جاتے ہیں۔ پھر یہ کلمات اس کی زبان پر ظاہر کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہری جسم کی نعمتیں بھی عطا کرتا ہے اسے جسم، اعضا، کھانے پینے، پہننے،

نکاح، حلال، مباح، احکام دین اور حدود کی حالت اور ظاہری عبادات پر اسے قدرت عطا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مجذوب مومن بندہ کو ایک مدت تک اسی حالت پر رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو کر دھوکہ کھا لیتا ہے اور اسے ہمیشہ قائم رہنے والی اعتقاد کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر طرح طرح کی آزمائشوں جان و مال اور اہل و عیال کی تکالیف کے دروازے کھول دیتا ہے پھر اس سے تمام نعمتیں منقطع ہو جاتی ہیں تو وہ حیران، حسرت زدہ، شکستہ دل اور دوستوں سے کٹ کر رہ جاتا ہے۔

اگر اپنی ظاہری حالت دیکھتا ہے تو وہ برا محسوس کرتا ہے اور اگر قلب و باطن کی طرف توجہ کرتا ہے تو اور زیادہ غمگین ہو جاتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مصائب و آلام ختم کرنے کی دعا کرتا ہے تو شرف قبولیت نہیں پاتا، اور اگر وعدۂ جمیل کی طلب کرتا ہے تو اس کی جلد تکمیل نہیں ہوتی۔ اگر بالفرض کسی چیز کا وعدہ کیا جاتا ہے تو اس کے پورا ہونے کا راستہ نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر و تصدیق پر کامیابی نہیں پاتا۔ اگر علاج و تدبیر کی خاطر مخلوق کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کا راستہ نہیں پاتا، اگر وہ عزیمت کی بجائے رخصت پر عمل کرتا ہے تو اس کی سزا جلد ہی پا لیتا ہے لوگوں کے ہاتھ اس کے جسم کی طرف اور زبانیں اس کی عزت کی طرف بڑھتی ہیں اگر وہ اپنی اس حالت سے پہلے والی برگزیدہ و قرب والی حالت کی طرف جانا چاہتا ہے تو اس کی یہ خواہش بھی پوری نہیں ہوتی۔ اور اگر موجودہ تکلیف اور بلا کی حالت میں راضی اور خوش رہنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کی آرزو کرتا ہے تو یہ بھی پوری نہیں ہوتی۔ ایسے میں نفس پگھلنے لگتا ہے اور ہوائے نفس زائل ہونے لگتی ہے، ارادہ و خواہشات ختم اور ہستی مٹنے لگتی ہے۔ پھر اس کے لیے مسلسل یہ حالت رہتی ہے بلکہ اسے تاکید کرنے کے لئے اس کی تنگی میں مزید اضافہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی طبیعت کے لوازمات اور بشری تقاضے فنا ہو کر محض روح باقی رہ جاتی ہے اور اپنے باطن میں اس ندا کو سنتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کو ندا کی گئی تھی ''اپنے پاؤں کو زمین پر مارو یہ نہانے اور پینے کا ٹھنڈا پانی ہے'' (ص:۴۲)۔ پھر اللہ تعالیٰ اس مومن بندہ کے دل پر اپنی رحمت، مہربانی، لطف اور احسان کے دریا بہا دیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت، روح، معرفت اور اپنے علوم کے دقائق (باریک علوم) سے زندہ فرماتا ہے اور اس پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے تمام احوال میں لوگوں کے ہاتھ اس کی طرف بخشش، عطا اور خدمت کے

لئے کھول دیتا ہے۔لوگوں کی زبانوں پر ہر جگہ اس کی تعریف اور ذکر خیر ہوتا ہے۔ پاؤں ملاقات اور حصول برکت کے لیے اس کی طرف بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں۔لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ بادشاہ اوران کے مصاحب اس کے سامنے اس کے لئے مسخر ہو جاتے ہیں اوراسے ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز کرتے ہوئے اللہ اس کے ظاہر کی تربیت مخلوق اور نعمتوں کے ذریعے کرتا ہے اور باطنی تربیت اپنے لطف وکرم سے کرتا ہے۔اوراس کا یہ مرتبہ ومقام موت تک برقرار رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے وہ مقام عطا فرماتا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال گزرا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چھپا رکھا ہے جو ان کے اعمال کی جزا ہے''۔(سجدہ:۱۷)

مقالہ نمبر۴۲

نفس کی دو حالتوں کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نفس کی دو حالتیں ہیں تیسری نہیں۔ایک راحت کی حالت ہے دوسری تکلیف کی۔ جب نفس تکلیف کی حالت میں ہو تو گھبرا جاتا ہے شکایت کرتا ہے اور ناخوش ہوتا ہے،اعتراض کرتا ہےاور باری تعالیٰ پر تہمت لگاتا ہے۔اس میں صبر ورضا اور موافقت نہیں ہے بلکہ وہ بے ادبی کرتا ہے،مخلوقات اور اسباب کو خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا اور کفر کرتا ہےاور جب راحت کی حالت میں ہوتا ہے تو خوشی،لذات وشہوات میں کھو جاتا ہے۔ایک خواہش کی تکمیل کے بعد دوسری کی تمنا کرنے لگتا ہے۔اپنے پاس موجود نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے ان میں عیوب ونقائص نکال کر ان سے اعلیٰ اور روشن تر نعمتوں کی طلب کرتا ہے اپنی قسمت کی چیز سے منہ موڑتا ہے ایسی چیز کی خواہش کرتا ہے جو اس کی قسمت میں نہیں ہوتی۔اس طرح نفس انسان کو بڑی لمبی مصیبت میں ڈال دیتا ہے اور جو چیز اس کے پاس ہے اور اس کی قسمت میں ہے اس پر راضی نہ ہو کر سختیوں کا مرتکب ہو جاتا ہے اور ہلاکتوں کی جگہوں میں جا گرتا ہے دنیا میں تو جن سختیوں کی انتہا نہیں، وہ آخرت کی مشقت میں بھی مبتلا ہو گا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ''سب سے زیادہ سخت عذاب یہ ہے کہ آدمی وہ چیز طلب کرے جو اس کی قسمت میں نہیں ہے''اور جب نفس مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس مصیبت سے نجات کے سوا کوئی اور تمنا نہیں کرتا۔تمام نعمتوں اور لذات وشہوات کو بھول جاتا ہے ان میں سے کسی کی آرزو نہیں کرتا اور جب اسے راحت مل جاتی ہے تو پھر اس غرور،راحت،تکبر،اطاعت مولیٰ سے منہ موڑتا اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔اور تمام گزشتہ مصیبتوں کو بھول جاتا ہے اسی صورت میں اسے پہلی سے زیادہ سخت تکلیفوں اور مصیبتوں میں ڈال دیا جاتا ہے تا کہ اس کو سرکشی کی وجہ سے سزا دی جائے اور اسے آئندہ گناہوں سے روکا جائے کیونکہ عافیت اور نعمت کی وجہ سے ابھی تک نفس کی اصلاح نہیں ہوئی بلکہ اس کی اصلاح مصائب وغم کی وجہ سے ہی ہوسکتی ہے۔پھر اگر تم نے مصیبتوں سے نجات کے وقت حسن ادب کا خیال کرتے ہوئے اطاعت،شکر اور رضا کو لازم کر لیا جو کہ تمہارے نصیب میں ہے تو یہ دنیا وآخرت میں بہتر ہو گا۔کیونکہ نعمت و عافیت

میں زیادتی اللہ تعالیٰ کی رضا، پاکیزگی، توفیق اور لطف حاصل کرنے کی نشانی ہے۔ لہٰذا جو شخص دنیا و آخرت کی سلامتی چاہتا ہے تو اسے صبر و رضا سے کام لینا ہوگا اور مخلوق کے سامنے حق تعالیٰ کا شکوہ ترک کرنا ہوگا اس کی بجائے اپنی حاجات کو اپنے رب کے سامنے پیش کرنا اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر کے کشادگی کا انتظار کرنا اور مخلوق سے منہ موڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے سب سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نعمت سے محروم کرنا درحقیقت اس کی عطا ہے کیونکہ اس میں اس کی خاص مصلحت ہوتی ہے حدیث قدسی ہے کہ ''میں بندے کے ٹوٹے ہوئے دل کے پاس رہتا ہوں تاکہ اس کے نفس کی سرکشی کم ہو''۔ اس کا عذاب بندے کے لیے نعمت ہے۔ بلاؤں کا نزول نفس کا علاج ہے اور خدا کا وعدہ نقد ہے، اس کا ادھار بھی نقد ہے اور اس کا قول فعل ہے کہ ''وہ جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے'' (یٰس:۸۲)۔

تمام افعال خداوندی اچھے، حکمت اور مصلحت کے عین مطابق ہیں لیکن ان مصلحتوں اور حکمتوں کو بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے اور اللہ انہیں خود ہی جانتا ہے اس لیے بندے کے حال کے لائق یہی ہے کہ تسلیم و رضا اختیار کرے اور عبودیت اختیار کرتے ہوئے اوامر اور نواہی کے ادا کرنے میں مشغول ہو جائے اور قضاوقدر کو اختیار کرے اور معاملات ربوبیت میں قضاوقدر کو اپنے وقت پر جاری ہونے کے اصول میں مشغول ہونا چھوڑ دے۔ اور ان باتوں سے خاموشی اختیار کرے ایسا کیوں ہوا، کیسے ہوا اور کب ہوا اور اپنے تمام حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ پر تہمت لگانے سے خاموش رہے۔

ان تمام امور کی سند حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث شریف ہے جو حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ سے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، آپ نے اچانک فرمایا کہ ''اے غلام! تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر تو اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا'' (حدیث)۔ تم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب تم کو کسی سے سوال کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے کرو یا تم نے کسی سے مدد مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ تمام احکام قضاوقدر لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ اگر سب بندے مل کر ایسی چیز سے نفع پہنچانے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر نہیں کی تو وہ اس پر قدرت نہ پائیں گے اور

اگرسب بندے مل کرکوشش کریں کہ تجھے اس چیز سے نقصان پہنچائیں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے نفع کا ذریعہ بنائی تو بھی وہ ایسا کرنے کی قدرت نہ پائیں گے۔ اگر تمہارے اندر سچے یقین کے ساتھ خدا کے لیے کام کرنے کی استطاعت ہے تو کام کرو اور اگر استطاعت نہیں تو ناپسندیدہ کاموں پر صبر میں بہت زیادہ بھلائی ہے۔ یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ کی مدد مصیبت پر صبر کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور کشادگی غم میں ہے اور یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے اس لیے ہر مومن کو چاہیے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ اور اپنا اندرونی و بیرونی لباس اور اپنا ورد زبان بنا لے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں اس پر عمل کرے تا کہ دنیا و آخرت میں تمام آفات سے سلامت رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دونوں جہاں میں عزت پائے۔

مقالہ نمبر ۴۳

غیر اللہ سے سوال کی مذمت کے بیان میں

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سوال کرنے والا لوگوں سے سوال اس لئے کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا اور اس کا ایمان معرفت اور یقین کمزور ہوتا ہے اور صبر کم ہوتا ہے۔اور کوئی سوال نہ کرنے والا لوگوں سے سوال اس لئے نہیں کرتا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا علم، قوت ایمان اور وافر یقین نصیب ہوتا ہے، اس کی معرفت ہر لمحہ اور ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہے۔

مقالہ نمبر ۴۴

عارف باللہ کی دعائیں قبول نہ ہونے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل معرفت کی تمام دعاؤں کی قبولیت اوران سے کیے گئے تمام وعدوں کی تکمیل اس لیے نہیں ہوتی کہ کہیں ان پر امید غالب نہ آ جائے اور وہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ کیونکہ کوئی ایسی حالت اور مقام نہیں ہے کہ جس کے لئے خوف ورجا کا ہونا ضروری نہ ہو مگر اس لئے خوف ورجا پرندے کے دو پروں کی طرح ہیں کیونکہ اس کی پرواز ان دونوں کے بغیر پوری نہیں ہوتی اس لئے ہر حال ومقام میں ان دونوں کا ہونا ضروری ہے اور عارف کی پرواز بھی ان دونوں کے بغیر ناممکن ہے ہر حال ومقام کا خوف ورجا اس حال ومقام کے مطابق ہوتا ہے چونکہ عارف اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے اس لیے اس کا حال ومقام یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہ کرے، نہ غیر کے آگے جھکے اور نہ اطمینان حاصل کرے اور نہ غیر اللہ سے محبت کرے لہٰذا عارف کا اپنی دعا کی قبولیت اور وعدہ پورا کرنے کی طلب کرنا اللہ کا غیر ہے جس کو وہ پورا کرنا چاہتا ہے اور یہ اس کے حال کے لائق نہیں۔ عارف کی دعا قبول نہ ہونے اور وعدہ پورا نہ ہونے میں دو امور ہیں ایک یہ کہ اس پر امید کا غلبہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی رب کی تدبیر سے بے پرواہ نہ ہو جائے جس کی وجہ سے وہ بارگاہ الٰہی سے غافل ہو کر ہلاک نہ ہو جائے۔ دوسری وجہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ہے کیونکہ دنیا میں بظاہر انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں کرتا اور وعدہ پورا نہیں کرتا تا کہ وہ عادت اور طبیعت کے موافق سوال نہ کرے کیونکہ اس میں شرک پایا جاتا ہے۔ تمام حالات اور مقامات میں قدم قدم پر شرک خفی پایا جاتا ہے البتہ جب سوال تعمیل حکم کے لیے ہو تو یہ نماز، روزہ اور دیگر فرائض و نوافل کی طرف قرب حق میں اضافہ کا سبب ہے کیونکہ عارف اس سوال کرنے میں حکم بجالاتا ہے۔

مقالہ نمبر ۴۵

نعمت اور مصیبت کے بارے میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم جان لو کہ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جنہیں نعمتیں عطا کی جاتی ہیں دوسرے وہ جن پر رب کے حکم سے مصیبت نازل کی جاتی ہے۔ وہ جن کو نعمتیں عطا کی جاتی ہیں وہ ان نعمتوں کی وجہ سے گناہ اور تلخی سے خالی نہیں ہوتے وہ ان نعمتوں (راحت) میں ہوتے ہیں کہ اچانک تقدیر خداوندی کی طرف سے مختلف اقسام کی بڑی بڑی تکلیفیں، بلائیں، بیماریاں، دردیں، مصیبتیں، مال اور اہل وعیال پر آتی ہیں جن کی وجہ سے ان کی زندگی تلخ (تنگ) ہو جاتی ہے پھر وہ اس طرح ہو جاتے ہیں کہ کبھی کوئی نعمت ان کو ملی ہی نہیں پھر وہ ان نعمتوں اور ان کی لذات کو بھول جاتے ہیں جب وہ مال وجاہ، غلام، لونڈی اور دشمنوں سے امن کی حالت میں ہوتے ہیں تو وہ ان نعمتوں میں ایسا مگن تھے کہ گویا مصیبتوں کا وجود ہی نہیں اور یہ سب کچھ اپنے رب کے ساتھ غفلت کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ یہ جان لیں کہ "ان کا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔" (ھود:۱۰۷، بروج:۱۶)، (حالات واشیاء) میں تغیر وتبدل کرنا، میٹھا و کڑوا کرنا، امیر و غریب کرنا، بلند و پست کرنا، عزت و ذلت دینا، زندہ کرنا اور مارنا، (حالات واشیاء) کو پہلے اور بعد میں کرنا اس کے قبضہ قدرت میں ہے تو وہ موجود نعمتوں کے ملنے پر کبھی بھی مطمئن اور بے خبر نہ ہوتے اور مصیبت کی حالت میں غمگین اور مایوس نہ ہوتے اور یہ دنیا (کی حقیقت) سے بے خبری کی وجہ سے ہے بے شک دنیا مصیبتوں، بے قراری، جہالت، تکلیفوں اور تلخیوں کا گھر ہے۔ دنیا کی اصلیت مصیبتیں ہی ہیں اور نعمتیں دنیا کی اصل کے خلاف ہیں۔ دنیا کی مثال ایلوا (مصبر) کے درخت کی طرح ہے اس کا پھل شروع سے کڑوا ہوتا ہے اور بعد میں شہد کی طرح میٹھا ہوتا ہے۔ کوئی شخص بھی اس کی مٹھاس کو نہیں پا سکتا جب تک اس کی تلخی (کڑواہٹ) کے گھونٹ نہ پی لے۔ اس لئے کوئی شخص ہرگز شہد تک نہیں پہنچ سکتا سوائے اس کے وہ کڑواہٹ پر صبر کرے۔ جس نے دنیا کی مصیبتوں پر صبر کیا اس پر اللہ کی نعمتیں واجب (لازمی) ہیں، کیوں کہ مزدور کی مزدوری اس کی پیشانی پر پسینہ آنے، جسم تھک جانے، روح غمگین ہونے، سینہ تنگ ہونے، قوت ختم ہونے، نفس ذلیل ہونے اور اپنے جیسی مخلوق کی خدمت

کرتے ہوئے خواہش کے توڑنے کے بعد دی جاتی ہے۔ جب مزدور یہ کڑوے گھونٹ پیتا ہے تو تمام کی تمام تلخیاں اس کے لیے پاکیزہ کھانا، پھل، لباس، راحت اور سرور لے کر آتی ہیں اگرچہ وہ (نعمتیں) بہت کم ہوں۔ دنیا کی ابتداء کڑواہٹ ہے جس طرح کہ شہد کے برتن کے اوپر والے کنارے کے گرد کڑواہٹ لگی ہو شہد کھانے والا جب تک برتن کے اونچے کنارے سے گزر کر برتن کے نیچے والے حصے (جہاں شہد ہو) تک نہ پہنچے تو وہ خالص شہد نہیں لے سکتا۔

اس طرح جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی آدائیگی کرتا ہے، نواہی (منع کی ہوئی چیزوں) سے رکتا ہے اور تقدیر کے جاری ہونے پر تسلیم ورضا اختیار کرنے پر صبر کرتا اور یہ کڑوے گھونٹ پیتا ہے، ان کے بوجھ اٹھاتا ہے، اپنی خواہش کی مخالفت کرتا ہے، اپنی مرادوں کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی وجہ سے آخری عمر تک اس کی زندگی عمدہ کرتے ہوئے اس کے ناز اٹھاتا ہے، راحت اور عزت دیتا ہے اور اس کی پرورش اپنے ذمے لیتا ہے جس طرح شیر خوار بچے کی پرورش ایسے کی جاتی ہے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ دنیا و آخرت میں اس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنا ایسا ساتھ اور سکون عطا کرتا ہے جیسے شہد کھانے والا شہد کے برتن کے اوپر والے کنارے کی کڑواہٹ سے گزر کر برتن کے نیچے والے حصے (جہاں شہد ہو) میں شہد کھا کر اس کی لذت حاصل کرتا ہے۔ مومن بندے کے لئے مناسب یہ ہے کہ جو نعمتیں دی گئی ہیں ان کے بارے میں اللہ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو اور نعمتوں کے ہمیشہ ساتھ رہنے کے بارے میں دھوکے میں نہ رہے اور اللہ کے شکر سے غافل نہ ہو اور نعمتوں کی وجہ سے اللہ کے شکر کو چھوڑ کر نعمتوں کی زنجیر کو ڈھیلا نہ کرے۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''نعمت ایک جنگلی جانور کی طرح ہے اسے شکر کے ذریعے قید کرو'' مال کی نعمت کے شکر میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا اعتراف کرنا اور ہر حال میں اپنے نفس کے سامنے نعمتوں کو بیان کرنا اور اس کے فضل اور احسان کو دیکھنا چاہیے اس کی نعمتوں کا مالک نہیں بننا چاہئے نعمتوں کی وجہ سے حد سے تجاوز نہیں کرنا اور اللہ کے حکموں کو نہیں چھوڑنا چاہیے، پھر مال کے حقوق کی آدائیگی جیسے زکوٰۃ، کفارہ، نذریں، صدقہ، غم زدوں، غم شدہ (سفید پوش) حاجت مندوں اور سخاوت کے لائق لوگوں کی مدد کرنا جس وقت ان کے حالات بدل جائیں اور نیکیاں تبدیل ہو جائیں یعنی نعمت اور امید کی گھڑیاں تکلیف اور مصیبت میں بدل جائیں۔ اپنے اعضاء و جوارح کی سلامتی میں نعمت کا شکر یہ ہے کہ اطاعت الٰہی میں ان سے مدد لے، اور ان کو حرام کاموں، برائیوں،

نافرمانیوں اور گناہوں سے باز رکھے۔ایسا شکر نعمتوں کی گرفت کو ختم کرنے کی وجہ بنتا ہے اور اس کے درخت کو سیراب کرتا ہے۔اس کی شاخوں اور ٹہنیوں کو بڑھاتا ہے، اس کے پھل کو خوبصورت بناتا ہے، اس کے مزے کو لذیذ اور آخر تک اس کو سلامت رکھتا ہے۔اس پھل کو چبانے میں اور نگلنے میں سہولت (آسانی) پیدا کرتا ہے اور درخت کی سلامتی اور جسم میں نشو ونما کا باعث بنتا ہے۔ پھر شکر کی برکت سے جسم کے اعضاء پر مختلف قسم کی اطاعت خداوندی، قربات (وہ اعمال جن سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے) اور ذکر خداوندی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد یہ بندہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کو ہمیشہ کے لئے اللہ کے چنے ہوئے بندوں یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کا ساتھ نصیب ہوتا ہے اور یہی بہترین ساتھی ہیں اگر ایسا نہ کرے (شکر ادا نہ کرے) اور دنیا کی ظاہری زینت کی وجہ سے دھوکے میں پڑ جائے اس کی لذات کو چکھے اور اس کے سراب (ظاہری چمک دمک) پر مطمئن ہو جائے۔دنیا کی مثال موسم گرما کی صبح کی پہلی ٹھنڈی تیز ہوا کی طرح اور اس کا ظاہر سانپوں اور بچھوؤں کی طرح نرم اور ان کے اجسام میں موت کی طرف بلانے والی زہریلی ہواؤں کی گہرائی، سختی اور ان کو شکار کرنے والے طریقوں سے بے خبر ہیں جو طالب دنیا کو گرفتار کے ہلاک کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔اس شخص کو (سیدھے راستے) سے ہٹ جانے کی مبارک باد دی جانی چاہیے اور دنیا میں ہلاکت جلد ہی محتاج ہونا، ذلیل ہونا اور رسوا ہونا اور آخرت میں بھڑکتی ہوئی آگ کی خوشخبری دے دینی چاہیے۔

پہلا وہ شخص کہ جس کو اپنے گناہوں اور جرموں کی سزا دینے کے لئے مصیبتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے دوسرا یہ کہ گناہوں کو مٹانے اور گناہوں سے پاک صاف کرنے کے لیے مصیبتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے، کبھی درجات بلند کرنے اعلیٰ مقامات تک پہنچانے کے لیے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے تاکہ وہ شخص علمائے ربانی جو اہل حالات و مقامات ہیں ان کے ساتھ جا ملے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر مخلوقات کے رب کی عنائیت (مہربانی) سب سے زیادہ غالب ہے ان کے مولا نے ان کو کرم اور مہربانیوں کی سواریوں پر چڑھا کر مصیبتوں کے میدانوں کی سیر کرائی، اور تمام حرکات و سکنات میں اپنے لطف اور نظر کرم سے روح کو راحت بخشی، کیوں کہ ان کو ہلاک کرنے اور پستیوں کی گہرائی جیسی مصیبتوں میں مبتلا کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے بلکہ ان کو برگزیدہ کرنے اور چنے ہوئے لوگوں میں شامل کرنا ہوتا ہے اور ان پر حقیقت ایمان کو ظاہر کرنا، شرک، دعویٰ اور نفاق سے صاف اور جدا

کرنا ہوتا ہے اور مصیبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو مختلف علوم، اسرار سے نوازتا ہے۔ جب یہ لوگ ظاہر اور باطن میں خالص اور ان کے سرائر (نعمتیں) پاک صاف ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اخص الخواص بندوں میں شامل کر دیتا ہے جو دنیا میں اپنے قلوب کے ساتھ اور آخرت میں اپنے اجسام کے ساتھ رحمٰن کے ہم جلیس قائم مقام ہوتے ہیں۔ اس لئے مصیبتیں ان کے دلوں کو شرک اور مخلوق کی محبت، اسباب، آرزوؤں اور ارادوں سے پاک کرتی ہیں اور دعووں، ہوسوں، اطاعت اور عبادت کی وجہ سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مراتب کے بدلنے کی طلب کو پگھلا دیتی ہیں جو مصیبتوں اور گناہوں کی وجہ سزا کے طور پر آتی ہیں، اس کی علامت یہ ہے کہ انسان صبر نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ اور مخلوقات سے شکوہ کرتا ہے اور وہ مصیبت جو گناہوں سے پاک کرنے اور مٹانے کی وجہ سے آتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ مصیبت کے وقت انسان کو صبر جمیل نصیب ہوتا ہے۔ اپنے پیارے دوستوں اور ہمسائیوں سے شکایت نہیں کرتا، اطاعت اور احکام الٰہی کی ادائیگی میں اس کا دل تنگ نہیں ہوتا وہ مصیبت جو درجات کی بلندی کی وجہ سے آتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی برضا موافقت، اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا الٰہ ہے مصیبتوں کے دور ہونے تک جو دن اور گھڑیاں گزریں بندے کو چاہئے کہ اس دوران مصیبتوں میں فنا ہو جائے۔

مقالہ نمبر ۴۶

حدیث قدسی میں ذکر و شغل کی وجہ سے سوال نہ کرنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدیث قدسی میں ہے ''جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے روک دے تو میں اسے سوال کرنے والوں سے زیادہ دوں گا''۔ یہ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کو مقبول و برگزیدہ بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے مختلف احوال میں چلاتا ہے اور طرح طرح کی آزمائشوں، مصیبتوں اور سختیوں کے ذریعے اس کا امتحان لیتا ہے اور اسے غناء کے بعد محتاج بنا دیتا ہے۔ جب اس پر رزق کے سب دروازے بند ہو جاتے ہیں تو اسے مخلوق سے رزق مانگنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر اسے سوال سے بچا کر مخلوق سے قرض لینے پر مجبور کر دیتا ہے، پھر قرض لینے سے محفوظ کر کے کسب کی طرف مجبور کر کے اس پر کسب آسان کر دیتا ہے تو وہ سنت کے مطابق اپنے کسب سے کھاتا ہے پھر یہ کسب بھی اس پر دشوار کر دیتا ہے پھر اس کے بعد مخلوق سے سوال کرنے کا الہام کرتا ہے۔اور اسے سوال کرنے کے لئے ایسے امر باطن کے ساتھ حکم کرتا ہے جسے وہ جانتا اور پہچانتا ہے۔ یہ حکم پورا کرنا اس کے لیے عبادت اور اسے چھوڑ دینا گناہ بنا دیتا ہے تا کہ اس طرح اس کی خواہش ختم اور نفس شکستہ حال ہو جائے یہ ریاضت کی ایک حالت ہے۔اس کا مخلوق کے آگے سوال کرنا مجبوری یا حکم کی وجہ سے ہے ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں ہے۔ پھر اس کو سوال سے محفوظ کر کے مخلوق سے قرض مانگنے کا حتمی حکم دیتا ہے۔جس کا ترک کرنا ناممکن تھا جیسے اس سے پہلے سوال کا ترک کرنا ناممکن تھا پھر اسے قرض مانگنے سے ہٹا کر مخلوق سے بالکل لاتعلق کر دیتا ہے اس کی روزی اپنے آگے سوال کرنے میں مقرر کر دیتا ہے تو وہ اپنی تمام ضرورتیں اسی سے مانگتا ہے جو اس کو عطا کی جاتی ہیں۔اور اگر سوال نہ کرے اور چپ رہے تو اسے عطا نہیں کرتا پھر اسے زبان سے سوال کرنے کی بجائے دل سے سوال کرنے کی طرف پھیر دیا جاتا ہے تو وہ دل میں اپنی ہر حاجت طلب کرتا ہے جو اسے عطا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ زبان سے سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے کچھ عطا نہیں کرتا بلکہ مخلوق سے زبانی سوال کرے تو وہ بھی اسے عطا نہیں کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنے آپ سے اور ظاہری و باطنی طور پر سوال کرنے سے روک دیتا ہے اور پھر اسے مخلوق سے سوال

کرنے ،قرض لینے ،کسب کرنے اور اس کے دل پر ان کا خیال گزرے بغیر کھانے ، پینے ، پہننے اور تمام ضروریات زندگی کی چیزیں جس سے اس کے حالات کی اصلاح اور اس کی برائیاں ختم ہو جائیں عطا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کا کارساز ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یقیناً میرا کارساز اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہ نیک لوگوں کا کارساز ہے۔'' (الاعراف:۱۹۶)

اس وقت یہ حدیث ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھے میں اس کو سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں'' یہ حالت فنا ہے جو اولیاء اور ابدال کے حال کی انتہا ہے۔ پھر اسے تکوین (اشیاء کی پیدائش) کی قوت سپرد کر دی جاتی ہے اس کو اپنی تمام حاجات اللہ تعالیٰ کے اذن سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا قول بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ ''اے بنی آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کسی چیز کو کہوں کہ ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے۔ تم میری اطاعت کرو کر پھر تم بھی جس چیز کو کہو گے (ہو جا) تو وہ ہو جائے گی۔

مقالہ نمبر ۴۷

اللہ تعالیٰ کے قرب کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے خواب میں ایک بوڑھے شخص نے سوال کیا کہ کس طریقے سے بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کر سکتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ تقرب حاصل کرنے کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔ اس کی ابتدا تقویٰ ہے یعنی حتی الوسع حرام اور نہ پسندیدہ چیزوں سے پرہیز کرنا اور اس کی انتہا تسلیم و رضا اور توکل ہے۔

مقالہ نمبر ۴۸

مومن کے لئے ضروری اعمال میں مشغول رہنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ پہلے فرائض ادا کرے پھر جب ان سے فارغ ہو جائے تو سنتیں ادا کرے پھر نوافل اور باقی فضیلت والے کاموں کو ادا کرے۔ جب تک فرائض سے فارغ نہ ہو جائے سنتیں ادا کرنا حماقت اور تکبر ہے کیونکہ اگر فرائض ادا کرنے سے پہلے سنتیں اور نوافل ادا کرے گا تو وہ قبول نہ کئے جائیں گے بلکہ اسے ذلیل کیا جائے گا۔ ایسے شخص کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلائے اور بادشاہ کی طرف نہ آئے بلکہ وہ آدمی اس امیر کی خدمت میں جا کر کھڑا ہو جائے جو بادشاہ کا خادم اور غلام ہے اور اس کے تصرف اور قبضہ قدرت میں ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شخص پر ابھی فرائض کا ادا کرنا باقی ہو اور وہ نوافل ادا کرے تو اس کی مثال اس حاملہ عورت کی ہے جس کی مدت حمل پوری ہو گئی اور جب اس کا ولادت کا وقت قریب آیا تو اس نے حمل گرا دیا، وہ نہ صاحب حمل رہی اور نہ ہی صاحب اولاد۔ ایسا ہی وہ نمازی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نوافل قبول نہیں کرتا جب تک فرض نماز ادا نہ کرے''۔ اور اسی طرح نمازی کی مثال تاجر جیسی ہے کہ جب تک تاجر اپنا اصل مال حاصل نہ کر لے اسے نفع نہیں ملتا ایسا ہی نوافل پڑھنے والا ہے جب تک وہ فرض ادا نہ کرے اس کے نوافل قبول نہیں کیے جاتے۔ ایسا ہی وہ شخص ہے جس نے سنتیں چھوڑ دیں اور نوافل ادا کرنے لگا جن کا فرائض کے ساتھ دائمی معمول نہیں بنایا گیا اور نہ ہی شریعت میں اس کا قطعی حکم آتا ہے اور فرائض میں یہ چیزیں داخل ہیں حرام کا چھوڑ دینا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر اعتراض نہ کرنا، مخلوق میں مقبولیت اور اس کی اطاعت کو چھوڑ دینا، اللہ تعالیٰ کے حکم اور اطاعت کو نہ چھوڑنا۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں ہے'' (حدیث)۔

مقالہ نمبر ۴۹
نیند کی مذمت کے بارے میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے نیند کو ساری رات جاگنے پر جو کہ بیداری کا سبب ہے اختیار کیا اس نے بہت ناقص اور ادنیٰ چیز کو اختیار کیا اور مردوں سے جا ملا اور تمام مصلحتوں سے غافل ہوا کیونکہ نیند موت کی بہن ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے لئے نیند جائز نہیں ہے کیونکہ وہ ذات تمام نقائص سے پاک ہے۔ یہی حال فرشتوں کا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں اس لئے ان سے بھی نیند دور کر دی گئی ہے اور یہ حال اہل جنت کا ہے کیونکہ وہ بلند، پاکیزہ، خواہشات پوری کرنے والے اور عزت والے مقامات ہیں وہ بھی نیند سے منزہ (پاک) ہیں کیونکہ نیند ان کی حالت میں نقصان کا سبب ہے اس لئے ثابت ہوا کہ تمام بھلائیوں میں سے بہترین بھلائی بیداری ہے اور تمام برائیوں میں سے بہترین برائی نیند اور نیک اعمال سے غفلت برتنے میں ہے۔ جو شخص اپنی خواہشات نفس سے کھاتا ہے وہ زیادہ کھاتا ہے اور زیادہ پیتا ہے اس لئے وہ زیادہ سوتا ہے اس سے بہت نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جو شخص حرام چیز سے تھوڑا سا کھاتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی خواہش سے مباح چیز کو کثیر مقدار میں کھاتا ہے کیونکہ حرام ایمان کو ڈھانپ لیتا ہے اور اسے سیاہ کر دیتا ہے جیسے شراب عقل کو سیاہ کر دیتی ہے اور اسے ڈھانپ دیتی ہے۔ جب ایمان سیاہ ہو گیا تو نہ کوئی نماز ہے نہ کوئی عبادت اور نہ ہی اخلاص، اور جو شخص امر خداوندی سے حلال چیز کو کثیر مقدار سے کھاتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو حلال چیز سے تھوڑا سا کھاتا ہے تاکہ عبادت میں سرور اور قوت حاصل ہو اس لئے حلال نور ہی نور ہے اور حرام ظلمت ہی ظلمت ہے۔ حرام کھانے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اپنی خواہشات نفس سے اور امر الٰہی کے بغیر حلال چیز کا کھانا بھی ایسے ہی ہے جیسے مطلقاً حرام چیز کا کھانا ہے کیونکہ یہ نیند لانے والا ہے اس لئے اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

مقالہ نمبر ۵۰

بندے کا اللہ تعالیٰ سے دور ہونا اور اس کے قرب کی کیفیت کی علامت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا حال دو قسموں سے خالی نہیں یا تو اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا ہے یا تو اس کا مقرب اور واصل ہوتا ہے۔ اگر تو اس سے دور ہے تو نعمتوں، دائمی عزت، بہت زیادہ کفایت کرنا، سلامتی، امیری اور دنیا و آخرت میں ناز حاصل کرنے سے تیرا بیٹھے رہنا اور سست ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ تم اٹھو اور اپنے دونوں پروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جلد پرواز کرو ان دونوں پروں میں سے ایک پر حرام اور مباح چیزوں کی لذات، شہوات اور تمام راحتوں کو ترک کر دینا ہے۔ اور دوسرا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذیتوں اور ناپسندیدہ کاموں کو برداشت کرنا، بہترین اور عزیمت پر سختی سے عمل کرنا، مخلوق، خواہشات نفس، دنیا و آخرت کے متعلق ہر ارادہ و امید سے جدا ہو جانا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے وصال اور قرب کے ساتھ مشرف ہو جاؤ پھر اس وقت تو جس چیز کی تمنا کرے گا اسے پالے گا اور تجھے کرامات عظمیٰ اور عزت کبریٰ نصیب ہوگی۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کے مقربین اور واصلین میں سے ہے جن کو عنایت ربانی نے گھیر لیا ہے رعایت الٰہی ان کے شامل حال ہوگئی ہے اور اس کی محبت نے انہیں کھینچ لیا ہے اس کی رحمت اور مہربانی ان کو پہنچ چکی ہے تو ادب کو اچھی طرح اختیار کرو اور اپنے حال پر مغرور نہ ہو کہ تم خدمت میں کوتاہی کرنے لگو اور تم خدمت میں کوتاہی کرتے ہوئے آداب خدمت بجا نہ لاؤ اور تکبر اصلی یعنی جہالت، ظلم اور جلد بازی کی طرف رجوع نہ کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”(عنایت الٰہی کو) انسان نے اٹھایا بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔“ (احزاب:۷۲)

نیز ارشاد فرمایا کہ ”انسان بڑا جلد باز ہے“ (اسراء:۱۱)۔

اپنے قلب کی حفاظت کرو ان چیزوں کی طرف متوجہ ہونے سے جن کو تم چھوڑ چکے ہو یعنی مخلوق، خواہشات، ارادہ، اختیار، تدبیر اور بے صبری۔ نزولِ بلا کے وقت اس کی موافقت اور رضا اختیار کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح گر جاؤ جیسے گیند سوار کے سامنے ہوتا ہے جو اس کو اپنی چوگان سے ادھر ادھر پھراتا ہے اور جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، جیسے دودھ پیتا بچہ اپنی ماں اور دایا کی گود میں ہوتا ہے تو اللہ

تعالیٰ کے غیر سے اندھا ہو جا اور اس کے غیر کے لئے وجود، نفع ونقصان عطا کرنا اور منع کرنا نہ دیکھ۔ مصیبت اور تکلیف کے وقت مخلوق اور اسباب کو اللہ تعالیٰ کی چابک (کوڑا) سمجھ جس سے وہ تجھے مارتا ہے اور نعمت وعطیہ کے وقت اللہ تعالیٰ تجھے اس طرح کھلاتا ہے جیسے اپنے ہاتھ سے لقمہ کھلاتا ہو۔

مقالہ نمبر ۵۱

زُہد کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زاہد (تارک دنیا) شخص کو ان دو مختلف وجوہ کی بنا پر دو دفعہ ثواب دیا جاتا ہے پہلا دنیا کو چھوڑنے کے عوض میں اس لئے کہ وہ دنیا کو اپنی خواہش نفس کی موافقت سے نہیں لیتا بلکہ صرف امر الٰہی سے لیتا ہے۔ جب اپنے نفس کے ساتھ اس کی دشمنی اور اپنی خواہشات کے ساتھ اس کی مخالفت ثابت ہو جاتی ہے تو وہ محققین اور اہل ولایت میں شمار کیا جاتا ہے اور وہ ابدال اور عارفین کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کو دنیا کے لینے اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس کی قسمت میں ہے، اس کے لئے اس میں سے اپنا حصہ لینا ضروری ہے کیونکہ اس کا حصہ کسی دوسرے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اس کو قلم لکھ کر خشک ہو گیا ہے اور علم الٰہی اس پر سبقت لے گیا ہے۔ (اور دوسری وجہ یہ ہے کہ) جب زاہد اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کر کے اپنے حصے کو لیتا ہے یا علم الٰہی کے ذریعے مطلع ہو کر اپنے حصے کے ساتھ تعلق قائم کرتا ہے یعنی وہ اس حصے کے ساتھ اس لئے تعلق قائم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر و فعل اس کے متعلق جاری ہو چکا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کی خواہش، ارادہ اور ہمت جیسی کسی چیز کا دخل ہو تو اس زاہد کو اس پر یعنی بغیر کوشش اور ارادہ سے اس چیز کو لینے کی وجہ سے دوہرا ثواب دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس معاملے میں اللہ کے حکم کا تابع ہے یا اس میں فعل الٰہی کے ساتھ موافقت کرنے والا ہے اور اگر کوئی (اعتراض) کرے کہ آپ نے ایسے شخص پر ثواب عطا کرنے کا کیسے بیان کیا ہے کہ جو ایسے بلند مقام پر ہے جس کا آپ نے ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ وہ ان ابدال و عارفین کے زمرے میں داخل کر دیا گیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ متصرف ہے۔ اور وہ مخلوق، نفس، خواہشات، ارادہ، آرزوئیں اعمال کے بدلے میں فانی ہیں وہ اپنی تمام طاعتوں اور عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کا فعل اس کی رحمت، نعمت، توفیق اور آسانی سے ہی دیکھتے ہیں۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں اور غلام اپنے آقا پر کوئی حق نہیں رکھتا جس کا پورا کرنا سالک کے لیے ضروری ہے کیونکہ وہ اپنی ذات حرکات و سکنات اور قسموں کے ساتھ اپنے مالک کی ملکیت ہے اس لئے ایسے شخص کے حق میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسے

ثواب دیا جائے گا حالانکہ وہ اپنے کام کا بدلہ اور ثواب کچھ طلب نہیں کرتا اور کسی عمل کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ اعمال کے لحاظ سے اپنے آپ کو بے کاروں اور مفلس ترین بندوں میں سے دیکھتا ہے۔اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تو نے سچ کہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے ثواب پہنچاتا ہے، اور اسے اپنی ناز ونعمت کے ساتھ رکھتا ہے اور اپنے لطف، مہربانی، رحمت، احسان اور کرم سے اس کی تربیت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا ہاتھ اس کی ذاتی مصلحتوں سے اور باقی ذخیرہ شدہ آخرت کے حصوں کی طلب سے اپنی ذات کے لئے نفع حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے سے روک دیا ہے۔

پس وہ شخص اس دودھ پینے والے بچے کی طرح ہے جو اپنی ذاتی مصلحتوں کے لئے خود کوئی حرکت نہیں کرسکتا اور وہ بچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناز ونعمت میں رکھا گیا ہے اور اس کے والدین کے ہاتھوں اس پر روزی نچھاور ہوتی ہے وہ اس کے کفیل اور وکیل ہیں اس لئے جب اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ذاتی مصلحتوں سے بے نیاز کر دیا ہے تو مخلوق کے دلوں کو اس پر مہربان کر دیا اور ان کے دلوں میں اپنی رحمت وشفقت ڈال دی یہاں تک کہ ہر شخص اس پر مہربانی کرتا ہے اور اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ احسان کرتا ہے اسی طرح ہر وہ شخص جو ماسوا اللہ سے فانی ہے یعنی وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کے امر یا فعل کے سوا کوئی چیز حرکت میں نہیں لاتی تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا وآخرت میں اسے ثواب پہنچایا جاتا ہے اور دونوں جہانوں میں اسے ناز سے رکھا جاتا ہے تمام تکلیفیں اس سے دور کر دی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا کارساز بن جاتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”میرا کارساز وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے کتاب (قرآن) نازل فرمائی جو صالحین کا کارساز ہے۔“ (اعراف:۱۹۶)

مقالہ نمبر ۵۲
مومنین کی آزمائش کے اسباب کے بارے میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین میں سے اس گروہ کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے جو اہل ولایت و معرفت میں سے اس کے احباب ہیں تا کہ آزمائش کی وجہ سے انہیں اپنے بارگاہ میں سوال کرنے کی طرف لوٹائے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے سوال کو پسند کرتا ہے جب وہ سوال کرتے ہیں تو ان کے سوال کو قبول کرنے کو بھی پسند کرتا ہے تا کہ اپنے جود و کرم کی صفات کو ان کا حق عطا فرمائے کیونکہ جود و کرم جیسی دونوں صفتیں مومن کے سوال کے وقت اللہ تعالیٰ سے قبولیت کا مطالبہ کرتی ہیں، کبھی دعا قبول ہو جاتی ہے مگر مقصود فوراً حاصل نہیں ہوتا اس کی تاخیر کی وجہ تقدیر الٰہی میں دیر ہے نہ کہ عدم قبولیت اور بدنصیبی ہے۔ اور مصیبت کے نازل ہونے کے وقت بندے کو چاہیے کہ ادب کو اختیار کرے اور اپنے گناہوں کی تفتیش کرے کہ میں نے کون سے حکم چھوڑے ہیں اور کون سے منع کیے ہوئے احکامات کو اختیار کیا ہے اور ظاہری و باطنی کون سے گناہ کیے ہیں اور کیا تقدیر الٰہی پر اعتراض کیا ہے؟ کیونکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ بندہ انہیں گناہوں کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے پھر اگر مصیبت دور ہو جائے تو بہتر یہی ہے کہ دعا، عاجزی اور معافی مانگنے میں ہمیشہ مشغول رہے اور سوال کرنے میں مداومت (ہمیشگی) اختیار کرے کیونکہ اس کی آزمائش اس لئے آئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا رہے اور دعا کے قبول ہونے میں تاخیر پر اس پر تہمت نہ لگائے جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا بیان کیا کہ قبولیت میں تاخیر بدنصیبی اور عدم قبولیت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ تاخیر کسی دوسری مصلحت کی بنا پر ہوتی ہے۔

مقالہ نمبر ۵۳

اللہ تعالیٰ کے رضا مانگنے کے حکم اور اس میں فنا ہونے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے رضا بالقضا یا مولا کے فعل میں فنا ہونے کا مقام طلب کرو، کیونکہ دنیا میں وہی سب سے بڑی راحت اور سب سے بلند اور ممتاز جنت ہے کیونکہ مومن کے لئے یہی قرب الٰہی کا سب سے بڑا دروازہ اور محبت الٰہی کی وجہ ہے جس شخص سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے اسے دنیا و آخرت میں عذاب نہیں دیتا، رضا بالقضاء اور مولا کے فعل میں فنا ہونے میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کا انس نصیب ہوتا ہے تم ان قسمت کے حصوں کی تلاش میں مشغول نہ ہو جو تمہاری قسمت میں نہیں ہیں یا تمہاری قسمت میں ہیں اگر وہ تمہاری قسمت میں نہیں ہیں تو ان کی تلاش میں مشغول ہونا حماقت، تکبر اور جہالت ہے اور سخت ترین عذاب ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ آدمی کے لئے سب سے زیادہ سخت عذاب یہ ہے کہ وہ اس چیز کو طلب کرے جو اس کی قسمت میں نہیں ہے۔ اگر وہ تمہاری قسمت میں ہے تو اس میں مشغول ہونا لالچ اور حرص ہے اور یہ بندگی کی حقیقت اور محبت کے اعتبار سے شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز میں مشغول ہونا شرک ہے اور اپنی قسمت کو طلب کرنے والا ولایت اور محبت میں صادق نہیں ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے غیر کو بھی پسند کیا وہ کذاب ہے اور اپنے عمل پر معاوضہ مانگنے والا مخلص نہیں ہے کیونکہ طالب مولا تمام نیک اعمال محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے اور مخلص بندہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اس کی ربوبیت کا حق ادا کرنے کی خاطر کرتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے کرتا ہے کہ وہ ہمارا مالک ہے اور معبودیت کا صرف اسے ہی حق حاصل ہے۔ اس کی تمام حرکات وسکنات اور اعمال اسی کے لئے ہیں کہ بندہ اپنے مولا کی ملکیت ہے (یہ کیسے ہوسکتا ہے) کہ بندہ اور اس کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں ہم نے اس کتاب میں کئی جگہ بیان کیا ہے کہ بے شک تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے احسان، فضل اور اس کی توفیق سے ادا ہوتے ہیں اور اس کو عبادات ادا کرنے کی قدرت بخشی ہے تیرا ان عبادات پر معاوضہ اور بدلہ کی طلب کرنے کی نسبت شکر گزاری میں مشغول ہونا بہتر اور اولیٰ ہے۔ پھر کس طرح تم دنیا میں اپنی قسمت کی طلب میں مشغول ہو

گئے جبکہ حال یہ ہے کہ تو اکثر لوگوں کو دیکھتا ہے کہ جس قدر ان کے پاس ان کی قسمت کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور لذات، نعمتیں اور دنیا کا مال ان کی طرف متواتر آتا ہے اتنا ہی ان کا اپنے پروردگار پر غصہ، واویلہ اور کفرانِ نعمت بڑھ جاتا ہے پھر ان پر مصیبتیں اور غم زیادہ ہو جاتے ہیں اور اپنی قسمت کے علاوہ جو ان کی قسمت میں نہیں ہے اس چیز کی طرف ان کی محتاجی بڑھ جاتی ہے ان کی اپنی قسمت اپنی ہی نگاہوں میں حقیر، چھوٹی اور بری دکھائی دیتی ہے، اور دوسروں کی قسمت کے حصے ان کے دلوں اور آنکھوں میں عظیم، کبیر اور حسین نظر آتے ہیں پھر وہ دوسروں کی قسمت کے حصوں کی تلاش شروع کر دیتے ہیں حالانکہ وہ ان کی قسمت میں نہیں ہیں اس تلاش میں ان کی عمریں گزر جاتی ہیں، ان کی قوتیں سست ہو جاتی ہیں وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں ان کے مال ختم ہو جاتے ہیں ان کے جسم تھک جاتے ہیں، ان کی پیشانیوں سے پسینہ بہنے لگتا ہے اور دوسروں کے حصوں کی تلاش میں گناہوں کی کثرت سے، کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے اور اپنے رب کے حکموں کو چھوڑنے سے ان کے اعمال نامے سیاہ ہو جاتے ہیں۔

لیکن وہ دوسروں کے حصے نہیں پاتے اور دنیا سے خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں ''نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے''۔ ''دنیا کا بھی خسارہ پایا اور آخرت کا بھی'' نہ انہوں نے اپنے حصے میں آئی ہوئی قسمت پر شکر ادا کیا کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور مدد تلاش کرتے، نہ ہی وہ چیز حاصل کی جو دوسروں کی قسمت پر طلب کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے دنیا و آخرت کو ضائع کر دیا اس لئے عقل و بصیرت کی روح سے وہ تمام مخلوق سے بدترین، جاہل، احمق اور خسارہ پانے والے ہیں۔ اگر وہ قضا و قدر پر راضی رہتے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قناعت کرتے اپنے رب کی اطاعت اچھی طرح کرتے تو بے شک ان کے پاس ان کے دنیاوی حصے بغیر سختی اور مشقت کے آجاتے پھر ان کو بلند و برتر رب کی رحمت کی طرف منتقل کر دیا جاتا اور وہ اس کے پاس اپنی آرزو اور مراد کو پالیتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے کر دے جو قضا الٰہی پر راضی ہو گئے اور رضا، فنا اور حفظ حال کا سوال کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پسندیدہ افعال کی توفیق مانگتے رہے۔

مقالہ نمبر ۵۴

اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل ہونے اور اس کی کیفیت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا کہ جو شخص آخرت کو چاہتا ہے اس پر (واجب) ہے کہ وہ دنیا کو چھوڑ دے جو شخص اللہ تعالیٰ کے وصل کا ارادہ رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ آخرت کو چھوڑ دے یعنی اپنی دنیا کو آخرت کے لیے اپنی آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دے۔ جب تک اس کے قلب میں دنیا کی خواہشات میں سے کوئی خواہش اور لذات میں سے کوئی لذت یا تمام اشیاء کی راحتوں میں سے ایک راحت کی طلب باقی ہے جیسے کہ کھانا پینا، لباس، بیوی، مکان، سواری، حکومت، ریاست، عبادات خمسہ (کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج) علم کے فنون میں کوئی علم کا شعبہ جیسے فقہ، روایت حدیث، قرات القرآن، نحو، لغت، فصاحت و بلاغت محتاجی کا دور کرنا، سختی ہونا، تکلیفوں کو دور کرنا، عافیت کو حاصل کرنا، نقصان کو دور کرنا اور نفع کو حاصل کرنا ان میں سے کسی طلب کے ہوتے ہوئے وہ شخص صحیح معنوں میں زاہد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ان اشیاء میں سے ہر ایک میں نفس کی لذت، خواہش سے موافقت، طبیعت میں راحت اور محبت پائی جاتی ہے اور یہ سب اشیاء دنیا کے اسباب ہیں اور اسی قسم کے ہیں۔ وہ شخص اپنی بقا یعنی اپنی زندگی میں ان اسباب کو بہت پسند کرتا ہے اور اس کو ان چیزوں سے دنیا میں سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے، اس لیے طالب مولا پر لازم ہے کہ ان تمام اشیاء کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرے ان چیزوں کو دل سے نکال دینے اور جڑ سے اکھیڑنے کے لئے اپنے نفس کو پکڑے (مجاہدہ کرے) اور نفس کو نیستی، بھوک اور دائمی محتاجی پر راضی رکھے تاکہ اس کے دل میں ان چیزوں میں سے کسی چیز کی محبت کھجور کی گٹھلی چوسنے کے برابر بھی باقی نہ رہے اور دنیا میں اس کا زہد خالص ہو جائے۔ جب اس کا یہ زہد پورا ہو گیا تو اس کے دل سے غم، حزن اور باطن سے کرب ختم ہو جائے گا راحتیں خوشیاں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس نصیب ہو جائے گا۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''دنیا میں زہد اختیار کرنا دل اور جسم کو راحت دیتا ہے۔'' (حدیث) جب تک اس کے دل میں

ان مذکورہ اشیاء میں سے کوئی شے باقی ہے تو غم، خوف، ڈر اس کے دل میں باقی رہے گا اور ذلت اس کے لئے لازم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے قرب کے درمیان گہرا حجاب باقی رہے گا اور یہ تمام حجابات دنیا کی محبت کے مکمل ختم ہونے اور تمام تعلقات ختم کئے بغیر نہیں کھلیں گے۔

پھر (دنیا کے زہد کے بعد) آخرت پر زہد اختیار کرے یعنی درجات، منازل، بلندیاں، حوریں، غلمان، مکانات، محلات، باغات، سواریاں، لباس، زیورات، کھانے پینے کی اشیاء اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندے کے لیے جو چیزیں جنت میں تیار کر رکھی ہیں انکی بھی طلب نہ کرے۔ دنیا و آخرت میں اپنے اعمال پر کسی قسم کا اجر و ثواب طلب نہ کرے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے رحمت اور فضل کے طور پر اس کا پورا پورا اجر دینے والا پائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنا مقرب بنالے گا اور بہت قریب کرلے گا اس پر لطف فرمائے گا اور اپنے لطف و کرم سے اس کا تعارف کروائے گا جیسا کہ اپنے رسولوں، انبیاء، اولیاء، خواص اور صاحب علم لوگوں کے ساتھ اس کا دستور جاری ہے پھر وہ بندہ ساری زندگی ہر روز اپنے کام (سلوک) میں ترقی کرتا رہتا ہے پھر (موت کے بعد) آخرت میں ایسی نعمتوں کی طرف منتقل کیا جاتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے۔ یہ ایسی نعمتیں ہیں جن کو سمجھنے سے عقلیں عاجز ہیں اور عبارات ان کا وصف بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

مقالہ نمبر ۵۵

قسمت کے حصوں کو چھوڑنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسمت کے حصوں کو چھوڑنے کے تین مراتب ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اپنی جہالت کی تاریکی میں گزر رہا ہوتا ہے اور وہ اس حالت میں مجنون ہوتا ہے اور اپنے تمام حالات میں اپنے طبعیت کے مطابق عمل کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا اور اس کی منہ میں شریعت کی لگام نہیں ہوتی جو اس کو پھیر سکے وہ اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حد پر قائم نہیں ہوتا کہ جس کی طرف وہ طبعیت کے حکم کو چھوڑ کر ٹھہر جائے وہ اس حال میں ہوتا ہے کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اس پر پڑ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف اپنے نیک بندوں میں سے کوئی واعظ (مرشد کامل) بھیج دیتا ہے پھر اس واعظ کا ساتھی اس بندے کے اندر سے ایک اور واعظ (الہام کرنے والا فرشتہ) مقرر کر دیتا ہے جو اسے نیکی کی ترغیب دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، یہ دونوں واعظ مل کر اس کے نفس اور طبعیت پر فتح پا لیتے ہیں اور نصیحت اس کی طبعیت پر اثر کر جاتی ہے پھر نفس ہر اپنا عیب جس میں وہ مشغول ہوتا ہے یعنی طبعیت کے گھوڑے پر سوار ہونا اور شریعت کی مخالفت کرنا اس پر ظاہر ہو جاتا ہے اور تمام تصرفات (اعمال) میں نفس شریعت کی طرف مائل ہو جاتا ہے پھر یہ مسلمان بندہ شریعت پر قائم اور طبعیت سے فنا ہو جاتا ہے اور دنیا کے حرام مشتبہ چیزوں اور مخلوق کے احسانات کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے کھانے پینے، پہننے، نکاح، رہائش، اپنے تمام احوال اور تمام ضروریات زندگی میں شریعت کے حلال اور مباح احکام کو اختیار کرتا ہے تاکہ بنیاد (تقویٰ) کی حفاظت کر سکے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قوت حاصل کرے اور اپنی قسمت کو پورا حاصل کرے جو اس سے تجاوز نہیں کر سکتی، اس کے لینے سے، تعلق بنانے سے اور فائدہ حاصل کیے بغیر دنیا سے نکل جانے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ وہ اپنے تمام احوال میں شریعت کے حلال اور مباح چیزوں پر سوار ہو کر سیر کرتا ہے۔ یہاں تک یہ سواری اسے ولایت کے دروازے تک پہنچا دیتی ہے اور اسے محققین اور خواص کے زمرے میں داخل کر دیتی ہے جو اہل عزیمت اور مریدان حق ہیں (اس لئے قسمت کو چھوڑنے کا پہلا مرتبہ حرام کو چھوڑنا ہے) اس کے بعد (وہ سالک) محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھاتا ہے

۔اس وقت وہ اپنے باطن سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز سنتا ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آ جاؤ یہ ترک حظوظ (قسمت کے حصے کو چھوڑنے کا) دوسرا مرتبہ ہے۔اگر تو طالب مولا ہے تو اپنی قسمت کے حصے کو اور مخلوق کو چھوڑ دے اور اپنے دونوں جوتوں کے جوڑے اتار دے یعنی دنیا و آخرت کو چھوڑ دے کائنات کی تمام موجودات اور وہ چیزیں جو آئندہ پیدا ہونے والی ہیں اور ہر قسم کی آرزو سے خالی ہو جاؤ اور تمام تعلقات سے علیحدہ ہو جاؤ، ہر چیز سے فانی ہو جاؤ اور اللہ کو ایک جان کر شرک کو چھوڑ کر اور سچے ارادے کے ساتھ پاک ہو جاؤ پھر تم خاموشی سے ادب کے ساتھ قرب الٰہی کی راہ پر چل کر اس میں اس طرح داخل ہو جاؤ کہ تیری نظر نہ دائیں طرف پڑے یعنی تم آخرت کے طالب نہ بنو اور نہ ہی تیری نظر بائیں طرف پڑے یعنی دنیا اور مخلوق کی طرف توجہ نہ کرو اور نہ ہی تیری نظر اپنی قسمت کے حصوں پر پڑے۔پھر جب بندہ اس مقام میں داخل ہو گیا اور اس کی رسائی ثابت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاس خلعتیں آتی ہیں۔علوم و معارف کے انوار اور مختلف قسم کے فضل اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔

اور اسے حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل سے فائدہ حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو رد کرنے اور نعمتوں کو حاصل نہ کرنے سے بے ادبی نہ کرو کیونکہ بادشاہوں کی نعمتوں کو رد کرنا یا بادشاہ پر دباؤ ڈالنا اس کی بارگاہ کی توہین کے مترادف ہے۔اس وقت بندہ اپنی مداخلت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قسمت اور فضل کو حاصل کرتا ہے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے وہ ان نعمتوں کو اپنے نفس کی خواہش سے حاصل کرتا تھا جب بندہ اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو اسے حکم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل سے پورا پورا فائدہ حاصل کرو (یہ ترک حظوظ کا تیسرا مرتبہ ہے) بندے کے لئے اپنی قسمت کے حصے کو لینا چار حالتوں میں ہے۔پہلی حالت یہ ہے کہ اپنی طبع سے کوئی چیز لینا' یہ حرام ہے۔دوسری حالت یہ ہے کہ کوئی چیز شریعت کے ہاتھ سے لینا' یہ مباح اور حلال ہے۔تیسری حالت یہ ہے کہ کوئی چیز امر الٰہی کے ساتھ لینا' یہ ولایت اور خواہشات کو چھوڑنے کی حالت ہے۔چوتھی حالت یہ ہے کہ کوئی چیز محض فضل الٰہی اور فعل خداوندی سے لینا ہے یہاں اپنے ارادے کو ختم کرنے اور مقام ابدال کو حاصل کرنا ہوتا ہے یعنی یہ مرید سے مراد بن جانے کا مقام ہے اس کے ساتھ وہ تقدیر جو کہ فعل حق ہے' پر قائم ہوتا ہے' یہ علم اور اصلاح کی حالت ہے۔حقیقت میں کوئی شخص صالح نہیں کہلا سکتا

جب تک وہ اس مقام پر فائز نہ ہو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ ہی میرا دوست ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہ صالحین کا بھی دوست ہے۔'' (اعراف:۱۹۶) اس لئے صالح وہ بندہ ہے جس کا ہاتھ اپنے فائدے اور منافع حاصل کرنے اور اپنے نقصان اور برائیوں کو ختم کرنے سے روک دیا گیا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے ہوتا ہے کہ جیسے دودھ پیتا بچہ دایہ کے سامنے اور مردہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے، تقدیر کا ہاتھ اس کے اختیار اور تدبیر کے بغیر اس کی پرورش کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے، وہ ان سب چیزوں میں فانی ہوتا ہے اس کا کوئی اپنا حال، مقام اور ارادہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا قیام تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ تقدیر کبھی اسے حالت بسط عطا کرتی ہے کبھی حالت قبض، کبھی اسے غنی کر دیتی ہے کبھی محتاج، وہ ان حالتوں کو خود اختیار نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے بدلنے اور ختم کرنے کی آرزو کرتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ تقدیر الٰہی پر راضی اور اس کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور یہی وہ آخری مقام ہے جو اولیاء وابدال کے احوال کی انتہا ہے۔

مقالہ نمبر ۵۶

بندے کا مخلوق، خواہشات، نفس، ارادہ اور آرزوؤں سے فنا ہونے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بندہ مخلوق، خواہش، نفس، ارادہ اور دنیا و آخرت کی تمام آرزوؤں سے فانی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا اور ہر چیز کی محبت اس کے دل سے نکل جاتی ہے تو وہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے چن لیتا، برگزیدہ بنالیتا اور اپنا محبوب بنالیتا ہے اور مخلوق بھی اسے اپنا محبوب بنالیتی ہے، اللہ تعالیٰ خود اس کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اس کے قرب کو پسند کرتا ہے اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نعمتیں حاصل کرتا ہے اور ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس سے وعدہ کرتا ہے کہ کبھی اس کے لئے دروازے بند نہ کرے گا پھر اس وقت اللہ تعالیٰ اس بندے کو اختیار دیتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ ارادہ کرتا ہے، اس کی تدبیر کے ساتھ تدبیر کرتا ہے، اس کی چاہت کے مطابق چاہت کرتا ہے، اس کی رضا کے ساتھ راضی ہوتا ہے، وہ کسی دوسرے کے حکم کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور وہ نہ غیر کے وجود کو اور نہ ہی فعل کو دیکھتا ہے اس وقت یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے ساتھ وعدہ کرے اور اس وعدے کا پورا کرنا اس پر ظاہر نہ کرے اور بندے کو وہ شے نہ پہنچے جس کا اسے گمان تھا کیونکہ خواہش، ارادہ اور اپنی قسمت کی طلب کو ختم کرنے سے غیریت بالکل زائل ہو جاتی ہے یعنی وہ بندہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فعل، ارادہ اور قرار بن جاتا ہے پھر اس مقام پر اس بندے کی طرف نہ وعدے کی نسبت کی جاتی ہے اور نہ خلاف وعدہ کی کیونکہ یہ صفت اس شخص کے لئے ہوتی ہے جس کی خواہش اور ارادہ باقی ہو۔ پھر اس وقت اس بندے کے حق میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح کسی شخص نے کسی کام کے کرنے کا اپنی ذات میں ارادہ کیا ہو اور اس کام کی نیت کی ہو پھر اس ارادے کو کسی دوسرے ارادے کی خاطر ناسخ و منسوخ قرآنی آیات کی طرح بدل دیا ہو یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی "جو کوئی آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر یا اس جیسی آیت نازل کر دیتے ہیں کیا تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ہر

چیز پر قادر ہے۔'' (البقرۃ:۱۰۶) چونکہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنی خواہش اور ارادے سے پاک تھے سوائے بعض جگہوں کے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ''اے نبی ﷺ! آپ دنیا کا اسباب چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ آخرت عطا کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا پہلے سے حکم ازلی نہ ہوتا تو ضرور تم کو اس پر جو تم نے حاصل کیا ہے بڑی سزا ملتی۔'' (الانفال:۶۷، ۶۸) یہاں اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو ایک حالت، ایک شے اور ایک وعدے پر نہیں چھوڑا بلکہ آپ ﷺ کو تقدیر کی طرف لے گیا اور تقدیر کی لگام آپ ﷺ کی طرف چھوڑ دی، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تقدیر کے اندر پھرایا، پلٹایا اور آپ ﷺ کو تنبیہ کی کہ آپ ﷺ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (البقرہ:۱۰۶) بے شک آپ ﷺ تقدیر کے سمندر میں پڑے ہوئے ہیں جس کی موجیں آپ ﷺ کو کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف پھرا رہی ہیں۔ ولی کے امر کی انتہا نبی کے امر کی ابتدا ہے، ولایت اور ابدال کے مقام کے بعد (اوپر) نبوت کے علاوہ اور کوئی مقام نہیں ہے۔

مقالہ نمبر ۵۷

تقدیر کے بارے میں جھگڑا نہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام تر احوال قبض ہیں کیوں کہ ولی کو ان کی حفاظت کا حکم دیا جاتا ہے ہر وہ چیز جس کی حفاظت کا حکم دیا جائے وہ قبض ہے۔ تقدیر کے ساتھ قیام کرنا تمام کا تمام ''بسط'' ہے کیوں کہ اس مقام پر کوئی ایسی چیز نہیں جس کی حفاظت کا حکم دیا جائے سوائے اس کے کہ ولی تقدیر میں موجود (مشغول) رہے۔ اس لئے ولی پر لازم ہے کہ وہ تقدیر الٰہی میں جھگڑا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ موافقت کرے اور تقدیر کی طرف سے جو احکام اس پر جاری ہوں ان سب کے ساتھ جھگڑا نہ کرے خواہ وہ احکام اس کے لئے میٹھے ہوں یا کڑوے کیونکہ احوال محدود ہیں اس لیے ان حدود کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور فعل الٰہی جو قضا و قدر ہے ان کی کوئی حد نہیں کہ ان کی حفاظت کی جائے۔ اور اس بات کی علامت کہ بندہ تقدیر، فعل الٰہی اور بسط کے مقام میں داخل ہو چکا ہے یہ ہے کہ ابتدا میں اسے اپنی قسمت کے جن حصوں کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا اب مقام بسط میں داخل ہونے کے بعد ان حصوں کا سوال کرنے کا حکم دیا جاتا ہے کیوں کہ جب اس کا باطن قسمت کے حصوں سے خالی ہو گیا اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہی اور اب اسے اپنی قسمت کی چیزوں کو طلب کرنے اور آرزو کرنے کا حکم دیا جاتا ہے چونکہ وہ چیزیں اس کی قسمت میں ہیں اس لئے اس کی طلب پر ان اشیاء کا اس کے پاس پہنچنا اور ان کا لینا اس کے لئے ضروری ہے (ایسا اس لئے ہوتا ہے) کہ سالک کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت افزائی، قدر و منزلت اور احسان ثابت ہو جائے اور قسمت کے حصوں کو عطا کرنے میں سوال کا اطلاق کرنا اور احوال، مقامات اور حفظ حدود میں تکلف کرنے سے بندے کو نکال دینا قبض کے بعد بسط کی اکثر علامات میں سے ہے۔ اگر کوئی (اعتراض کرے) اور کہے کہ یہ قول شریعت کے مکلّف ہونے کو غلط ثابت کرتا ہے، یہ قول زندیق اور اسلام سے خارج ہونے پر اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''کہ اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے۔'' (حجر: ۹۹) پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ قول اس بات پر دلالت نہیں کرتا اور نہ اس کی طرف پہنچایا جاتا ہے بلکہ اس سے ہماری مراد یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت کرم کرنے والا ہے، اس کا ولی اس کے نزدیک بہت زیادہ عزت والا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اسے اپنے دین اور شریعت کے ناقص اور برے مقام میں داخل نہیں ہونے دیتا بلکہ اللہ تعالیٰ اسے ان تمام چیزوں سے بچاتا ہے جن کا ذکر (اعتراض میں) کیا گیا ہے، اس کو ان چیزوں سے ہٹا دیتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے، اسے خبردار اور قوی (مضبوط) کر دیتا ہے اس لئے شریعت کی حدود بغیر تکلیف و مشقت کے اس سے محفوظ رہنے لگتی ہیں حالانکہ وہ ولی اپنے رب کے قرب میں ان امور سے غائب ہوتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اسی طرح ہم نے ان (یوسف علیہ السلام) سے برائی اور بے حیائی دور کر دی یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔'' (یوسف:۲۴) نیز فرماتا ہے کہ ''بے شک جو میرے بندے ہیں تجھے ان پر کوئی اختیار نہیں۔'' (حجر:۴۲، اسراء:۶۵) ایک مقام پر ارشاد فرمایا ''سوائے ان بندوں کے جن کو (اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے) خاص کر لیا ہے۔'' (صافات:۴۰، ۷۴، ۱۲۸، ۱۶۰)

اے مسکین! وہ ولی رب العزت کا محمول (جس کا بوجھ کسی نے اٹھایا ہوا ہو) اور اس کی مراد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے قرب اور لطف کی آغوش میں اس کی پرورش کرتا ہے (جس کی یہ شان ہو) شیطان اس کے پاس کہاں سے پہنچے گا؟ شریعت کی ناپسندیدہ اور بری چیزیں اس کی طرف کیسے راستہ پا سکتی ہیں، (اے اعتراض کرنے والے) تم نے ولی کے مقام کو بہت دور کر دیا ہے اور اس کے قرب کی بہت تعظیم کی ہے (یہ عرب کی ضرب المثل ہے)۔ تو نے بہت بری بات کہی ایسی خسیس، کمینی اور ناقص عقلوں پر، فاسد اور خراب باتوں پر افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی قدرت کے شامل حال کامل لطف اور وسیع رحمت کے ساتھ آپس میں اختلاف ڈالنے والی گمراہی سے بچائے اور اپنی عزت کے ایسے پردوں میں چھپائے جو گناہوں سے بچانے والے اور ان سے محفوظ رکھنے والے ہوں اور اپنے احسان سے پہنچنے والی نعمتوں اور ہمیشہ کے فضل کے ساتھ ہماری پرورش فرمائے (آمین)۔

مقالہ نمبر ۵۸

ہر طرف سے اپنی نظر کو پھیرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر طرف سے اندھے ہو جاؤ اور ان میں سے کسی چیز کی طرف نہ دیکھو۔ جب تک تو مخلوق میں ہے کسی ایک چیز پر بھی نگاہ رکھے گا تب تک اللہ تعالیٰ کے قرب اور فضل کی راہ تجھ پر نہیں کھلے گی۔ اپنی توحید کے ساتھ اپنے نفس کو مٹانے کے ساتھ پھر (اپنے آپ کو ذات حق میں) فنا اور محو کر دینے کے ساتھ اور اپنے علم کے ساتھ تمام جہات کو بند کر دے اس وقت تیرے قلب کی آنکھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کی جہت کھل جائے گی تو اس فضل عظیم کی جہت کو اپنے قلب، ایمان اور یقین کے نور کی شعاع کے ذریعے اپنے سر کی آنکھ کے ساتھ دیکھے گا پھر تیرے باطن کا نور تیرے ظاہری وجود پر بھی ظاہر ہو گا جیسا کہ اس شمع کی روشنی جو سخت اندھیری رات میں کسی اندھیرے والے گھر کے سوراخوں اور روشن دانوں سے ظاہر ہو رہی ہو تو اس سے گھر کے باہر کا حصہ بھی روشن ہو گا۔ نفس اور تمام اعضاء غیر اللہ کی عطا اور وعدہ سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی عطا اور وعدہ سے تسکین حاصل کریں گے۔ اس لئے تم اپنے نفس پر رحم کرو اور اس پر ظلم نہ کرو اور اسے اپنی جہالت اور تکبر کی تاریکیوں میں نہ پھینکو (ایسا نہ ہو) کہ تو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری اطراف یعنی مخلوق، اپنی طاقت، قوت، کسب اور اسباب پر تو نگاہ کرے اور انہیں پر بھروسہ کر بیٹھے۔ (اگر تو ایسا کرے گا) تو غیر اللہ پر نظر رکھنے کی وجہ سے تو مشرک ٹھہرایا جائے گا اور ایسا کرنے کی سزا میں یہ سب جہات بند ہو جائیں گے اور اللہ کے فضل کی جہت بھی تیرے لئے نہ کھولی جائے گی۔ جب تو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائے گا اور فضل پر نگاہ رکھے گا اور غیر اللہ سے منہ موڑ کر صرف اسی سے امید رکھے گا اور ماسوا اللہ سے اندھا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنا مقرب بنا لے گا، تجھے اپنے نزدیک کر لے گا، تجھ پر رحم کرے گا، تیری پرورش کرے گا، تجھے کھلائے گا پلائے گا، تیری دوا بنے گا، تجھے شفا دے گا، تجھے (نعمتیں) عطا کرے گا، تجھے غنی کر دے گا، تیری مدد کرے گا، تیرا دوست بنے گا پھر تجھے مخلوق سے اور اپنی ذات سے مٹا دے گا، تجھے فنا کر دے گا اس کے بعد تو نہ اپنا غنا دیکھے گا اور نہ محتاجی۔

مقالہ نمبر ۵۹

تکلیفوں پر راضی رہنے اور نعمتوں پر شکر کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا حال ان دو حالتوں سے خالی نہیں یہ تو تو کسی مصیبت میں گرفتار ہوگا یا تو کسی نعمت میں مشغول ہوگا اگر تو مصیبت میں گرفتار ہے تو تجھ سے اس حالت میں تکلف سے صبر کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ (جب تو ولایت میں ترقی کرے گا) تو تجھ سے بغیر تکلف کے صبر کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا اور یہ اس سے اعلیٰ درجہ ہے۔ (پھر تو جب ترقی کرے گا) تو تجھ سے تقدیر الٰہی کے ساتھ رضا و موافقت کا مطالبہ کیا جائے گا پھر (جب اور ترقی کرے گا) تو تجھ سے (فعل الٰہی) میں فنا ہونے کا مطالبہ کیا جائے گا اور یہ حالت فنا ابدال، عارفین اور عالم باللہ کو نصیب ہوتی ہے۔ اگر تجھ کو نعمت کی حالت نصیب ہے تو تجھ سے شکر کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ شکر زبان کے ساتھ، دل کے ساتھ اور جسم کے تمام اعضاء کے ساتھ کیا جائے گا۔ زبان کا شکر یہ ہے اس نعمت کا اس طرح اعتراف کیا جائے کہ وہ نعمت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور مخلوق کی طرف اس کی نسبت نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی اس کی نسبت اپنی ذات، طاقت، قوت، حرکت اور کسب کی طرف کرنی چاہیئے اور نہ ہی اس کی نسبت ان لوگوں کی طرف کی جائے کہ جن کے ہاتھوں سے وہ نعمت تجھے ملی ہے۔ کیوں کہ تو اور وہ لوگ تو اس نعمت کے صرف اسبابِ، آلات اور وسیلے ہیں۔ اس نعمت کا تقسیم کرنے والا، جاری کرنے والا، بنانے والا، فاعل اور اسباب پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جب نعمت کو تقسیم کرنے والا، جاری کرنے والا، بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے تو وہ اپنے غیر سے شکر کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر ہدیہ لانے والے غلام کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ ہدیہ بھیجنے والے مالک کی طرف دیکھا جاتا ہے اور جس کو یہ نظر نصیب نہیں اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "یہ لوگ صرف دنیاوی زندگی کا ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہیں۔" (روم:۷)

اس لئے جس نے ظاہر اور سبب پر نظر رکھی اس کے علم اور معرفت نے تجاوز نہ کیا وہ تو جاہل، ناقص اور ناسمجھ ہے۔ عاقل کو عاقل اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی نظر انجام پر ہوتی ہے۔ اور شکر قلبی سے مراد ہے کہ دل

میں اس بات کا دائمی، مضبوط، سخت اور مستحکم (پائیدار) یقین رکھا جائے کہ تیری تمام نعمتیں، منافع، ظاہری و باطنی لذتیں، اور تیری حرکات وسکنات سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اس کے غیر کی طرف نہیں ہیں اور تیری زبان کا شکر اسی قلبی شکر کی تشریح ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''اور تمہیں کسی قسم کی جو نعمت حاصل ہے وہ اللہ ہی کی عطا کردہ ہے'' (نحل:۵۳)۔ پھر فرمایا ''اور اس نے تمہارے اوپر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر رکھی ہیں'' (لقمان:۲۰)۔ مزید فرماتا ہے کہ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم نہیں گن سکتے۔'' (نحل:۱۸)

ان قرآنی آیات کے ہوتے ہوئے مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نعمتیں عطا کرنے والا باقی نہیں رہتا۔ شکر بالجوارح (اعضاء) سے مراد یہ ہے کہ تو اپنے اعضاء کو صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں حرکت دے اور استعمال کرے نہ کہ مخلوق میں سے کسی دوسرے کی اطاعت میں۔ جس چیز میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑا جائے اس حکم مخلوق کی اطاعت نہ کر اور مخلوق میں نفس، خواہش، ارادہ، آرزو اور تمام مخلوق شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اصل، متبوع (جس کی اتباع کی جائے) اور پیشوا بنالو اور غیر اللہ کی اطاعت کو فرع (شاخ)، تابع اور مقتدی (اتباع کرنے والا) سمجھو اگر تو اس کے خلاف کرے گا تو بے وقعت، ظالم، اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں کے علاوہ اپنا حکم چلانے والا ہوگا اور صالحین کی راہ سے بھٹک کر کسی اور راہ میں چلنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اور جو لوگ فیصلہ نہ کریں اس کے ان احکام کے مطابق جو نازل کئے ہیں اللہ نے 'ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔'' (مائدہ:۴۴) دوسری آیت میں ہے کہ ''اور جو لوگ فیصلہ نہ کریں اس کے ان احکام کے مطابق جو نازل کئے ہیں' ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔'' (مائدہ:۴۵)

تیسری آیت میں فرمایا کہ ''جو لوگ فیصلہ نہ کریں اس کے ان احکام کے مطابق جو نازل کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو 'ایسے ہی لوگ فاسق ہیں'' (مائدہ:۴۷)۔ ایسے کفر، ظلم وفسق (گناہ) کی وجہ سے تیرا آخری ٹھکانا وہ آگ ہوگی جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اور تیرا یہ حال ہے کہ تو دنیا میں ایک گھڑی کے بخار پر ایک چھوٹی سی آگ کی چنگاری پر صبر نہیں کر سکتا پھر تو دوزخ کی آگ میں دوزخیوں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ رہنے پر کس طرح صبر کرے گا۔ خبردار، خبردار اس آگ سے بچو، اس آگ سے بچو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ ان دونوں حالتوں اور ان کی شرائط کی حفاظت کرو کیونکہ تم اپنی تمام عمر میں ان دونوں حالتوں میں سے ایک سے خالی نہیں رہ سکتا یا تو تُو حالت مصیبت میں ہے یہ تو حالت نعمت میں ہے۔ ہر حالت کو اس کا حصہ وحق یعنی صبر وشکر اس طرح

عطا کرو جس طرح میں نے تجھ سے بیان کیا ہے۔ پس تم حالت مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی ایک کی طرف بھی شکایت لے کر نہ جاؤ اور اپنی تنگی کو کسی کے آگے ظاہر نہ کرو۔ اور اپنے باطن میں بھی (دل میں) اپنے پروردگار پر تہمت نہ لگاؤ اور اس کی حکمت میں شک میں نہ پڑو اور اس میں بھی شک نہ کرو کہ اس نے دنیا وآخرت میں تمہارے لیے زیادہ مفید چیز اختیار کی ہے اور مصیبت سے بچنے کے لیے مخلوق کی طرف رخ نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہارا یہ عمل شرک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں اس کے سوا کوئی مالک نہیں، اس کے سوا نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے، نہ کوئی پستی سے بلند کرنے والا، نہ کوئی تکلیفوں کا دور کرنے والا، نہ کوئی راحت کو واپس لانے والا، نہ کوئی بیمار کرنے والا، نہ کوئی مصیبت کو نازل کرنے والا، نہ کوئی صحت دینے والا اور نہ ہی کوئی مصیبت سے نجات دینے والا ہے اس لئے تم ہرگز ظاہر اور باطن میں مخلوق کے ساتھ مشغول نہ ہو، کیوں کہ مخلوق تمہیں کسی چیز میں بھی تجھے اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کرے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تکلیف پر صبر، رضا، موافقت اور اس کے فعل میں فنا ہو جانے کو ضروری سمجھو۔

اور اگر تو ان سب سے محروم ہو گیا تو تیرے لئے ضروری ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کے ساتھ فریاد کرو، اپنے گناہوں کا اعتراف کرو، نفس کی نحوست سے بیزاری ظاہر کرو، اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو اور نعمتیں عطا کرنے میں اس کے ایک ہونے کا اقرار کرو، شرک سے بیزار ہو جاؤ اور صبر و رضا اور موافقت کی طلب کرو یہاں تک کہ لکھی ہوئی تقدیر اپنے مدت کو پہنچ جائے۔ مصائب کا وقت ختم ہو جائے، سختی دور ہو جائے، نعمت، راحت، خوشی اور سرور آجائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں کیا تھا۔ جیسا کہ رات کی سیاہی چلی جاتی ہے اور دن کی روشنی آجاتی ہے، جھاڑے کی سردی جاتی رہتی ہے گرمی کے موسم کی تازہ ہوا اور خوشی آجاتی ہے کیوں کہ ہر شے کے لئے ضد، خلاف، عنایت، انتہا اور مدت ہے اس لئے مصیبت دور کرنے کے لئے صبر اس کی چابی اور اس کی ابتدا، انتہا اور خوبی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "صبر کا ایمان کے ساتھ وہی تعلق ہے جو سر کا جسم کے ساتھ ہے"۔ ایک حدیث میں ہے "تمام تر ایمان صبر ہے"۔ اور شکر کبھی نعمت کے ملنے سے ادا ہوتا ہے اور نعمت تیری قسمت کے حصے ہیں یعنی جب تو فانی ہو جائے اور خواہش اور حرص سے فارغ ہو جائے گا اپنے حال کی حفاظت کرے گا تو ایسے میں تیرا نعمت کو قبول کر لینے میں شکر کرنا ہوگا اور یہ ابدال کی حالت ہے۔ اور یہی (ولایت) کی انتہا ہے جو کچھ میں نے تمہارے لیے بیان کیا ہے اس سے نصیحت حاصل کرو ان شاء اللہ تعالیٰ تو ہدایت پائے گا۔

مقالہ نمبر ٦٠

سلوک کی ابتدا و انتہا کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندوں کا معہود (عادات اور طبعی تقاضے) چیزوں کو چھوڑ کر مشروع (شریعت کے مطابق چیزوں کو اختیار کرنا) چیزوں کو اختیار کرنا (سلوک کی) ابتدا ہے۔ پھر تقدیر الٰہی کی طرف آ جانا پھر شریعت کی حدود کی حفاظت کی شرط کے ساتھ دوبارہ معہود چیزوں کی طرف رجوع کرنا۔ تم معہود چیزوں یعنی کھانا پینا، نکاح، لباس، رہائش، طبیعت اور عادات سے نکل کر شریعت کے امر و نہی کی طرف آ جاؤ گے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیں اسے لے لو (اس کی پیروی کرو) اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ'' (حشر: ۷)۔ اور پھر فرمایا کہ ''اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو پھر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا'' (ال عمران: ۳۱)۔ پھر تمہیں ظاہر و باطن میں اپنی خواہش، نفس اور اس کے تکبر سے فنا کر دیا جائے گا اور تیرے باطن میں توحید خداوندی کے سوا اور ظاہر میں سوائے اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت جو شریعت کے امر و نہی ہیں کے مطابق ہوگی۔ تیری حرکات و سکنات، دن رات، سفر و حضر، سختی نرمی، بیماری صحت بلکہ تمام حالتوں میں تیرے ظاہر اور باطن کا لباس ہو جائے گی۔ پھر تو تقدیر کی وادی میں لایا جائے گا، تجھ میں تقدیر کا تصرف ہوگا اور تم اپنی کوشش، مجاہدہ اور طاقت سے فنا ہو جاؤ گے۔ پھر تیری قسمت کے وہ حصے تیری طرف پہنچائے جائیں گے جن پر قلم خشک ہو گیا ہے اور علم سبقت لے گیا ہے اور تم ان قسمت کے حصوں سے ملا دیے جاؤ گے اور تمہیں ان نعمتوں کے ملنے میں حفاظت و سلامتی عطا ہوگی۔ پھر ان میں تیرے لئے شریعت کی حدود محفوظ کی جائیں گی۔ اور تمہیں اپنے مولا کے ساتھ موافقت حاصل ہوگی۔ اور شریعت کے قاعدے کو توڑ کر بے دین ہونے کی طرف اور حرام چیزوں کو جائز کرنے کی طرف اور جن امور کا حکم دیا گیا ہے ان کو پس پشت ڈالنے کی طرف مائل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''بے شک ہم نے ہی یہ کتاب نازل کی ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔'' (الحجر: ۹) پھر ایک اور مقام پر فرمایا کہ ''اسی طرح ہم نے ان (یوسف علیہ السلام) سے

برائی اور بے حیائی دور کر دی یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔'' (یوسف:۲۴) پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت، حفاظت اور غیرت وقت لقا (موت کے وقت) تک تمہارے ساتھ رہے گی۔ اور طبیعت اور عادت کے موافق چیزیں تیری ہی قسمت کے حصے ہیں جو تیرے لیے تیار کئے گئے ہیں۔ مگر طریقت کے سیر وسلوک میں تیری طبیعت کے میدانوں اور خواہشوں وعادتوں کے جنگلوں کو ختم کرنے کے وقت تک اس لئے تجھ سے روک لئے ہیں کہ وہ بھاری بوجھ ہیں یہ چیزیں اس لئے تجھ سے دور کر دی گئیں تاکہ تجھے بوجھل اور سست نہ کر دیں اور تجھے تیرے مقصد سے روک نہ دیں۔

کیونکہ تیرا مقصود فنا کا دروازہ ہے، فنا کے دروازے تک پہنچ کر یہ چیزیں تجھ سے روک لی جاتی ہیں اور یہ مرتبہ فنا ہی اللہ تعالیٰ کے قرب، معرفت، اسرار اور علم لدنیہ سے خاص ہونے اور انوار کے سمندروں میں داخل ہونے کا سبب ہیں، اس مقام پر طبیعت کی ظلمت انوار کو کوئی نقصان نہ دے گی۔ طبیعت روح کے جسم سے جدا ہونے تک باقی رہتی ہے تاکہ سالک اپنی قسمت کے حصے لے سکے کیوں کہ اگر طبیعت آدمی سے زائل ہو جائے تو پھر وہ فرشتوں سے جا ملے گا اور نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا اور حکمت خداوندی باطل ہو جائے گی۔ اس لیے فنا کے بعد طبیعت تجھ میں اس لئے باقی رکھی گئی ہے کہ تو اپنی ازلی قسمت کے حصے پورے پورے لے سکے اور طبیعت کی عادتوں کا باقی رہ جانا بطور وظائف ہوگا نہ کے اصلی طور پر۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہاری دنیا سے تین چیزیں میری محبوب بنائی گئی ہیں خوشبو، عورتیں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی ہے''۔ پس جب حضور اقدس ﷺ دنیا و مافیہا سے فنا ہو گئے سیر الی اللہ کے وقت جو قسمت کے حصے آپ ﷺ سے روکے گئے تھے اب بقا باللہ کے بعد آپ ﷺ کی طرف لوٹائے گئے آپ ﷺ نے اپنے رب کی موافقت، اس کے فعل کی رضا اور اس کے حکم کی تعمیل کی خاطر ان حصوں کو پورا پورا حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء مقدس ہیں اس کی رحمت عام ہے، اس کا فضل انبیاء واولیاء کو شامل ہے۔ اس لئے اس معاملے میں ولی کا بھی ایسا ہی حال ہے کہ اس کے فنا ہو جانے کے بعد اس کے ازلی قسمت کے حصے شرعی حدود کی حفاظت کے ساتھ اس کی طرف لوٹائے جاتے ہیں اور نہایت سے بدایت کی طرف رجوع کرنے کے یہی معنی ہیں۔

مقالہ نمبر ۶۱

ہر شے پر توقف کرنا یہاں تک کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ فعل مباح ہے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر مومن قسمت کے حصوں کے حاضر ہونے کے وقت ان کے لینے اور دینے میں توقف (ٹھہرے) کرنے اور تحقیق کرنے کا مکلّف (پابند) ہے یہاں تک کہ شریعت ان کے مباح ہونے پر اور معرفت ان کے نصیب میں ہونے پر شہادت دے جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن تحقیق کرنے والا اور منافق جلدی لینے والا ہے''۔ ایک حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''مومن توقف کرنے والا ہے''۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور جو چیز شک میں نہ ڈالے اس کو اختیار کرو''۔ مومن کھانا پینا، لباس، نکاح اور وہ تمام چیزیں جو اس کے پاس پہنچائی جاتی ہیں ہر حصے کے پاس ٹھہر جاتا ہے اور اسے نہیں لیتا یہاں تک کہ شریعت اس کے لینے یا دینے کا جائز حکم دے یہ تقوی کی حالت ہے یا امر باطن اس کے لینے یا دینے کا حکم دے یہ ولایت کی حالت ہے یا علم معرفت اور فعل الٰہی جو کہ محض تقدیر الٰہی ہے اس کے لینے اور دینے کا حکم دے یہ ابدال اور غوث کی حالت ہے اور یہی حالت فنا ہے۔ پھر سالک پر دوسری حالت آتی ہے جب اس کے پاس نصیب کا حصہ آتا ہے اور اس کے پاس پہنچایا جاتا ہے تو وہ اسے لے لیتا ہے بشرط کہ شریعت کا حکم امر باطن یا تقدیر الٰہی اس پر اعتراض نہ کرے اگر ان اشیا میں سے کوئی چیز منع کرتی ہے تو لینے سے رک جاتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ دوسری حالت پہلی حالت کی ضد ہے کیونکہ پہلی حالت میں سالک پر توقف (ٹھہرنا) کرنا اور ثابت کرنا غالب تھا اور دوسری حالت میں جو چیز اس کو پہنچائی جاتی ہے اس کے لینے اور دینے میں تلبس (خلط ملط) غالب ہے۔ پھر سالک پر تیسری حالت آتی ہے اس حالت میں جو نعمتیں اس کو پہنچتی ہیں ان کو قبول کرتا ہے تلبس (خلط ملط) کے ساتھ اور ان تینوں چیزوں (حکم شریعت، امر باطن اور تقدیر الٰہی) میں سے کوئی بھی ان نعمتوں پر اعتراض نہیں کرتی اور یہ فنا کی حقیقت (فنائے تام) کا مقام ہے اس لئے مومن اس حالت میں آفات، حدود شرح کو توڑنے سے محفوظ اور تمام برائیوں سے دور رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اسی طرح ہم نے

ان (یوسف علیہ السلام) سے برائی اور بے حیائی دور کر دی یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔'' (یوسف:۲۴) پھر وہ سالک شریعت کی حدود توڑنے سے محفوظ ہونے کے ساتھ اس غلام کی طرح ہو جاتا ہے جس کو تمام کام سپرد کر دیئے گئے ہوں اور جسے تمام امور میں تصرف کرنے کی اجازت دے دی گئی ہو اور مباحات (جائز امور) میں آزاد چھوڑ دیا گیا ہو اور جس کے لئے نیکی آسان کر دی گئی ہو اس لئے اس حالت میں اس کی نصیب کی جو چیز اس کے سامنے آتی ہے وہ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آفات، کدورت اور نقصان دہ چیزوں سے پاک ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے، رضا اور فعل کے عین موافق ہوتی ہے اس سے اوپر کی کوئی حالت نہیں ہے اور یہ سلوک کی انتہا ہے۔ اور یہ حالت ان اکابر اولیاء کے سرداروں اور مخلص صاحب اسرار بزرگوں کے لئے ہے جنہیں انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اعلیٰ احوال تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔

مقالہ نمبر۶۲

محبت اور محبوب اور جوان کے حق میں لازمی ہے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اکثر یہ کہتے ہو کہ فلاں کو مقرب بنا دیا گیا ہے اور مجھے دور رکھا گیا ہے، فلاں کو عطا کیا گیا اور میں محروم ہوں، فلاں کو غنی بنا دیا گیا ہے اور مجھے محتاج، فلاں تندرست رکھا گیا ہے اور میں بیمار ہوں، فلاں عظیم ہے اور مجھے حقیر کیا گیا ہے، فلاں کی تعریف کی گئی ہے اور میری مذمت، فلاں کو سچا ٹھہرایا گیا ہے اور مجھے جھوٹا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ وہ ذات ایک ہے اور اپنی محبت میں وحدانیت کو پسند کرتا ہے اپنی محبت میں ایک سے ہی محبت کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ غیر کے واسطے سے تجھے قریب کرے گا تو تیرے (دل میں) اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہو جائے گی اور وہ محبت تقسیم ہو جائے گی کیونکہ بعض اوقات تجھ میں اس آدمی کی محبت داخل ہوگی جس کے ہاتھ تجھے نعمتیں پہنچی ہیں اس طرح تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہو جائے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ غیور ہے شرکت کو پسند نہیں کرتا اس وجہ سے اس نے غیر کے ہاتھ تجھے نعمتیں پہنچانے سے اور اس کی زبان کو تیری تعریف کرنے سے اور اس کے پاؤں کو تیری طرف آنے سے روک دیا تا کہ تو اس کی وجہ سے منہ نہ موڑ لے کیونکہ تم نے یہ حدیث نہیں سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انسانی دلوں کی پیدائش اس طرح ہے کہ وہ اپنے محسنین کے ساتھ محبت اور برائی کرنے والوں کے ساتھ نفرت رکھتے ہیں۔'' اس لئے اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجھ پر ہر قسم کے احسان کرنے سے روک دیتا ہے تا کہ تو اس کو ایک جانے اور اسی کے ساتھ محبت رکھے اور تو اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں ہر وجہ سے اسی کا ہو جائے اور خیر وشر کو صرف اسی کی طرف سے دیکھے۔ تم مخلوق، نفس، خواہش، ارادہ، آرزو اور تمام ماسوا اللہ سے فانی ہو جاؤ گے پھر مخلوق کے ہاتھ تیری طرف کشادہ، سخاوت اور عطا کے ساتھ کھولیں جائیں گے اور زبانیں تیری حمد وثنا کے ساتھ کھولی جائیں گیں پھر اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے پہلے دنیا میں اور پھر آخرت میں تیرے ناز اٹھائے گا۔ اس لئے تم بے ادبی نہ کرو اور اس ذات کی طرف نظر رکھو جس کی نظر تمہاری طرف ہے اور تم اس کی طرف متوجہ رہو جو تیری طرف متوجہ ہے اس کے ساتھ محبت رکھو جو تیرے ساتھ محبت رکھتا ہے اور اسے جواب دو جو تجھے بلاتا ہے اور اسے اپنا ہاتھ پکڑاؤ جو تمہیں گرنے سے تھامتا ہے اور جہالت کے اندھیروں سے نکالتا ہے اور ہلاکت سے تجھے نجات دیتا

ہے اور نجاست سے تجھے دھوتا ہے۔ آلائشوں سے پاک کرتا ہے، تجھے تمہارے مردار نفس اور اس کی بدبو سے ردی ارادوں سے، برائی کا حکم دینے والے نفس سے، تجھے گمراہ کرنے والے دوستوں سے جو تیرے شیطان ہیں، تیرے جاہل دوستوں سے، اللہ تعالیٰ کے رستے کے ڈاکوؤں سے جو تیری ہر قیمتی نفیس اور عزیز چیزوں کے درمیان حائل ہیں سے خلاصی عطا کرتا ہے۔ کب تک تو عادت میں قید رہے گا، کب تک تو مخلوق کی پوجا کرے گا، کب تک تو خواہش کا بندہ رہے گا، کب تک تو اللہ تعالیٰ سے سرکشی کرتا رہے گا، کب تک تو دنیا کے پیچھے دوڑے گا، کب تک تو آخرت کا طالب رہے گا، کب تک تو ماسوا اللہ میں گرفتار رہے گا، کہاں تو ہر شے کے خالق اور پیدا کرنے والے سے دور ہے۔ وہی اول، آخر ظاہر اور باطن ہے، اسی کی طرف لوٹنا ہے، وہی ٹھکانہ ہے، قلوب اس کے قبضے میں ہیں، روحوں کا اطمینان اسی کے ساتھ وابستہ ہے، بوجھوں کا اترنا اسی کی مہربانی سے ہے، بخشش اور احسان اسی کی طرف سے ہیں۔

مقالہ نمبر ۶۳
معرفت کی ایک قسم کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں کہہ رہا ہوں اے اپنے باطن میں اپنے نفس کو اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے اور اپنے ظاہر میں اس کی مخلوق کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے اور اپنے عمل میں اپنے ارادے کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے۔ایک شخص نے جو میرے پاس ہی تھا کہا یہ کیسا کلام ہے؟ میں نے کہا کہ یہ معرفت کی قسم ہے۔

مقالہ نمبر ٦٤

وہ موت جس میں زندگی نہیں اور وہ زندگی جس میں موت نہیں ہے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایک دن ایک امر (بات) نے تنگ کیا اور اس کے دباؤ کے تحت نفس نے حرکت کی اور وہ راحت، سرکشی اور کشادگی کا طلب گار رہا پھر مجھے سے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا ایسی موت چاہتا ہوں جس میں زندگی نہیں اور ایسی زندگی چاہتا ہوں جس میں موت نہیں۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی موت ہے جس میں زندگی نہیں اور کون سی زندگی ہے جس میں موت نہیں؟ میں نے کہا کہ وہ موت جس میں زندگی نہیں وہ میرا اپنے جیسی مخلوق سے مر جانا ہے یعنی میں انہیں نفع و نقصان میں نہ دیکھوں۔ دنیا و آخرت میں میرا اپنے نفس، خواہش، ارادہ اور آرزو سے مر جانا ہے یعنی میں ان تمام امور میں زندہ نہ رہوں اور پایا نہ جاؤں (میرا وجود نہ رہے) لیکن وہ زندگی جس میں موت نہیں وہ میری زندگی اپنے رب کے ساتھ ہے اس طرح کہ اس فعل خداوندی کے ساتھ میرا وجود نہ ہو پس میرا یہ چاہنا سب چاہتوں سے زیادہ عمدہ تھا جب سے میں نے ہوش سنبھالا تھا۔

مقالہ نمبر ۶۵

قبولیت دعا میں تاخیر پر اللہ تعالیٰ سے ناراض نہ ہونے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا کے قبول ہونے میں دیر کی وجہ سے تیری اپنے رب سے ناراضگی کیوں ہے؟ تو کہتا ہے کہ مجھ پر مخلوق سے سوال کرنا حرام اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا واجب ٹھہرایا گیا ہے اس حال میں کہ اب میں اس سے سوال کرتا ہوں تو وہ قبول نہیں کرتا۔ تجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ تو آزاد ہے یا غلام؟ اگر تو کہے کہ میں آزاد ہوں تو تو کافر ہے، اور اگر تو کہے کہ میں غلام ہوں تو تجھ سے کہا جائے گا کہ تو اپنی دعا کی قبولیت میں دیر کی وجہ سے اپنے پروردگار پر تہمت لگاتا ہے اور اس کی حکمت اور رحمت جو تیرے اور تمام مخلوق کے ساتھ ہے اور اس کے علم جو تمام مخلوق کے احوال کو شامل ہے میں تو شک کرتا ہے، یا تو تُو اس پر تہمت نہیں لگاتا (اگر تو اپنے پروردگار پر تہمت نہیں لگاتا) اور دعا کی قبولیت میں دیر کی وجہ سے اس کی حکمت، یقین اور اپنے لیے اس کی مصلحت سمجھے تو تجھ پر اس کا شکر لازمی ہے کیوں کہ اس نے تیرے لئے زیادہ بہتری نعمت اور فساد کو دور کرنے کو پسند کیا ہے اور اگر تو دعا کے قبول ہونے میں دیر پر اس پر تہمت لگاتا ہے تو تُو اس پر تہمت لگانے کی وجہ سے کافر ہے کیونکہ اس پر تہمت لگا کر تم نے اللہ کی طرف ظلم کی نسبت کی ہے جب کہ وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا، وہ ظلم کو قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ پر محال ہے کہ وہ کسی پر ظلم کرے۔ کیوں کہ وہ تیرا اور ہر چیز کا مالک ہے اور مالک کو اپنی ملکیت میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ پر اسم ظلم کا بولا جانا ناجائز ہے کیونکہ ظالم وہ ہوتا ہے جو اپنے غیر کی ملکیت میں اس کے اذن کے بغیر تصرف کرے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ناراض ہونے کا راستہ اپنے اوپر بند کرو۔ اگر اس کا فعل جو اس نے تیرے لئے جاری کیا ہے خواہ وہ تیری طبیعت اور خواہش نفس کے مخالف ہو تو بھی اس پر اعتراض نہ کر اگر چہ وہ فعل تیرے لئے بظاہر خراب ہو تو تجھ پر ضروری ہے کہ تو شکر، صبر، موافقت اور رضا کو اختیار کرے۔ تہمت، نفس کا تکبر اور نفس کی خواہش جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کرنے والی ہے کو چھوڑ دے تجھ پر ضروری ہے کہ تو ہمیشہ دعا مانگتا رہے اور صدق دل کے ساتھ اسی سے التجا کرے اور اپنے رب پر نیک گمان رکھے اور کشادگی کا انتظار کرے۔ اس کے وعدے کو سچا مانے، اس سے حیا

کرے، اس کے حکم کے ساتھ موافقت کرے، اس کی توحید کی حفاظت کرے، اس کے حکم ادا کرنے میں جلدی اور اس کے منع کیئے ہوئے حکموں سے منہ نہ موڑے اور جب اس کا فعل اور تقدیر تجھ پر جاری ہو تو اس وقت تو مردہ ہو جائے۔ اگر تجھے تہمت لگانے اور بدظنی کرنے سے چارہ نہیں ہے تو تمہار نفس امارہ رب کریم کا نافرمان اس کا زیادہ مستحق ہے اور اپنے مولا کریم کی بجائے نفس کی طرف ظلم منسوب کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے ہر حال میں نفس کی موافقت، دوستی اور اس کے قول وفعل پر رضامندی سے بچو کیوں کہ یہ خدا کا اور تمہارا دشمن ہے۔ تمہارے اور خدا کے دشمن شیطان لعین کا مخلص دوست اس کا خلیفہ اور جاسوس ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب سے ڈرو، پھر خدا سے ڈرو، پرہیز کرو، پرہیز کرو، اپنے نفس کو عذاب سے خلاصی دینے کے لیے جلدی بہت جلدی کرو، نفس پر عداوت کی تہمت لگاؤ۔ اس کی طرف ظلم کی نسبت کرو۔

مقالہ نمبر ٦٦
دعا کو کرنے اور نہ کرنے کے حکم کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا کیونکہ اگر میں اس چیز کا سوال کروں جو میری قسمت میں ہے تو وہ مجھے ضرور مل کر رہے گی اس کے لئے سوال کروں یا نہ کروں۔اور وہ چیز جو میری قسمت میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز میرے سوال کرنے پر بھی مجھے عطا نہیں کرے گا بلکہ تم اللہ تعالیٰ سے ہر اس چیز کا سوال کرو جس میں تمہارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہو۔تم اس کا ارادہ بھی رکھتے ہو اور تم اس کے محتاج بھی ہو بشرطیکہ شریعت میں اس چیز کی حرمت اور فساد نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس کی ترغیب بھی دی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تم مجھ سے سوال کرو میں قبول کروں گا۔'' (غافر:٦٠) مزید ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔'' (النساء:٣٢) اس بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ سے اس طرح سوال کرو (دعا کرو) کہ تم کو دعا کے قبول کرنے کا پورا پورا یقین ہو''۔ایک اور حدیث شریف کا مفہوم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے دعا کرو''۔اس کے علاوہ اور بھی احادیث اس کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔اور یہ نہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں وہ مجھے دیتا نہیں اس لیے اب میں اس سے سوال نہیں کروں گا۔ بلکہ تجھے چاہئے کہ ہمیشہ اس سے دعا کرتا رہے کیونکہ اگر وہ چیز تیری قسمت میں ہے تو اللہ تعالیٰ سوال کے بعد تیری طرف بھیجے گا اور اللہ تعالیٰ کی یہ بخشش تیرے ایمان، یقین اور توحید کو بڑھا دے گی اور مخلوق سے تیرے سوال کو چھڑا دے گی اور تمام احوال میں تجھے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرائے گی اور تیری حاجات کو پورا کرائے گی۔اگر تم نے اللہ تعالیٰ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا جو تیری قسمت میں نہیں ہے (تو اس کا یہ فائدہ ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس چیز سے بے نیاز کر دے گا اور محتاجی میں راضی رہنا تجھے عطا کرے گا۔اگر تیری حالت تنگ دستی یا مرض کی ہے (تو اس کا فائدہ یہ ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان دونوں حالتوں میں خوش رکھے گا اور اگر تجھ پر قرض ہے تو اس سوال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قرض خواہ کے دل کو بدل دے گا یعنی سختی سے مطالبہ کرنے کی بجائے وہ تیرے

ساتھ نرمی سے پیش آئے گا اور تیری فراخی تک تجھے مہلت دے دے گا یا تیرا قرض معاف کر دے گا یا اس سے کچھ کم کر دے گا۔ اگر دنیا میں اس قرض خواہ نے تجھے معاف نہیں کیا اور اس میں سے کچھ نہیں چھوڑا (تو اس کا فائدہ یہ ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ تیرے سوال کو دنیا میں پورا نہ کرنے کے عوض آخرت میں تمہیں ثواب عظیم عطا کرے گا کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کریم، غنی اور رحیم ہے۔ وہ اپنے سے سوال کرنے والے کو دنیا و آخرت میں نا امید نہیں کرتا اور سوال سے فائدہ عطیہ کا حاصل ہونا ضروری ہے خواہ وہ جلدی سے ہو یا دیر سے۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''مومن قیامت کے دن اپنے نامہ اعمال میں کچھ ایسی نیکیاں بھی دیکھے گا جو دنیا میں نہ اس نے کی ہیں اور نہ وہ ان کو جانتا ہے، اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو ان نیکیوں کو پہچانتا ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ نیکیاں میرے لئے کہاں سے آ گئی ہیں، اسے بتایا جائے گا کہ یہ نیکیاں ان دعاؤں کا بدلہ ہے جو تم نے دنیا میں مانگی تھیں۔'' یہ بدلہ دینا اس وجہ سے ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا، اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والا، ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھنے والا، حق دار کو حق عطا کرنے والا، اپنی طاقت اور قوت سے بے زار ہونے والا، تکبر، تعظیم اور ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے والا بن جاتا ہے اور یہ سب نیک اعمال ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب ملنا ضروری ہے۔

مقالہ نمبر ۶۷

نفس سے جہاد کرنے اور اس کی کیفیت کی وضاحت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت تم نے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا اور اس پر غلبہ آ گیا اور اس کو مخالفت کی تلوار کے ساتھ قتل کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دے گا (ابتدا میں) نفس تیرے ساتھ جھگڑا کرتا ہے اور تجھ سے شہوات، لذات جو حرام اور جائز ہیں طلب کرتا ہے اس لئے تم مجاہدہ اور مسابقہ (آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنا) کی طرف بڑھو اس کا اجر تجھے ہمیشہ کے لئے ملتا رہے گا۔ یہی مراد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا''۔ جہاد اکبر سے مراد نفس کے ساتھ جہاد ہے کیونکہ نفس ہمیشہ شہوات، لذات اور گناہوں میں غرق رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول ''اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے۔'' (الحجر: ۹۹) سے بھی یہی مراد ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کا حکم دیا ہے جو عبادت سے مراد نفس کی مخالفت ہے کیوں کہ نفس تمام عبادتوں سے بغاوت کرتا ہے اور ان کے خلاف چلنا چاہتا ہے (نفس کی مخالفت اس وقت تک کرنی چاہئیے یہاں تک کہ موت آ جائے)۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس پاک کیسے عبادت سے سرکشی کر سکتا ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خواہش نفس کا وجود ہی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں وہ آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔'' (نجم: ۳،۴) تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خطاب سے اس لئے مخاطب فرمایا تا کہ اس میں شریعت کا حکم ثابت ہو جائے اور یہ حکم امت میں تا قیامت عام ہو جائے حالانکہ (حقیقت یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نفس اور خواہش پر غلبہ دیا ہوا تھا تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچائیں اور مجاہدے کی ضرورت پیش نہ آئے بخلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے (وہ مجاہدے کے حاجت مند ہیں)۔ جب مومن نے مجاہدہ نفس پر ہمیشگی اختیار کی یہاں تک کہ اسے موت آ جائے اور اپنے نفس اور خواہش کے خون سے بھری تلوار لٹکائے اپنے رب سے جا ملے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کرے گا جس کا وہ ضامن ہے اور وہ جنت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جو اپنے رب کے حضور

کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔'' (النازعات: ۴۰، ۴۱) جب اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا جنت کو اس کا گھر، ٹھکانہ اور اس کے لوٹنے کی جگہ بنا دے گا۔ اور مومن جنت سے باہر آنے اور بغیر جنت کے دوزخ کی طرف منتقل ہونے اور دنیا کے گھر کی طرف لوٹنے سے محفوظ رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس مومن کے لئے ہر روز ہر گھڑی مختلف نعمتوں کی تجدید کرتا رہے گا اور اس کے لئے طرح طرح کے لباس اور زیورات جن کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی پورا ہونے والے ہیں۔ جیسا کہ وہ مومن دنیا میں ہر روز ہر گھڑی ہر لمحہ نفس اور خواہشات کے نئے نئے مجاہدے کیا کرتا تھا۔ لیکن کافر، منافق اور گنہگاروں نے جب دنیا میں نفس اور خواہشات کا مجاہدہ چھوڑ دیا، نفس اور خواہش کے تابع ہو گئے اور شیطان کی پیروی کی تو مختلف قسم کے گناہوں یعنی کفر و شرک وغیرہ میں ملوث ہو گئے یہاں تک کہ اسلام سے خارج ہو گئے اور بغیر توبہ کے ان کو موت آ گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس آگ میں ڈالے گا جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔'' (آل عمران: ۱۳۱)

جب اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ میں داخل کر دے گا اور دوزخ ان کا ٹھکانہ اور لوٹنے کی جگہ، پناہ کی جگہ بنا دے گا تو دوزخ کی آگ ان کے چمڑے اور گوشت کو جلا دے گی اللہ تعالیٰ ان کے چمڑے اور گوشت کے جلنے کے بدلے نئے چمڑے اور گوشت پیدا کر دے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''جب جل جائیں گی ان کی کھالیں تو بدل دیں گے ہم ان کی کھالوں کو دوسری کھالوں سے۔'' (النساء: ۵۶)

اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا اس لئے کرے گا انہوں نے دنیا میں اپنے نفسوں اور خواہشات کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کی۔ دوزخیوں کے چمڑے اور گوشت ہر لمحہ بدلتے رہیں گے تاکہ انہیں عذاب اور تکلیفیں مل سکیں اور اہل جنت کی ہر لمحہ نعمتیں بدلتی رہیں گی تاکہ ان کی شہوات اور لذات دوگنا ہو جائیں۔ اور جنت میں ان کا عیش کرنا اسی وجہ سے ہے کہ انہوں نے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا اور اس کی پیروی نہ کی اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مفہوم ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے'' سے یہی مراد ہے۔

مقالہ نمبر ٦٨

اللہ تعالیٰ کی ہر روز نئی شان ہے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کا سوال قبول فرماتا ہے اور اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے جو وہ طلب کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں ٹوٹتا اور نہ وہ چیز بدلتی ہے جس کو قلم لکھ کر خشک ہو گیا ہو اور جس پر علم الٰہی سبقت کر چکا ہو۔ لیکن جب اس کا سوال اس وقت میں کہ اس کے رب کی مراد کے مطابق ہوتا ہے تو اس کو قبولیت حاصل ہو جاتی ہے اور حاجت پوری ہو جاتی ہے کیونکہ تقدیر میں اس سوال کی قبولیت کے لئے وہ وقت پورا ہو چکا تھا جیسا کہ اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''اللہ تعالیٰ ہر آن نئی شان میں ہے۔'' (الرحمٰن:۲۹) کی تفسیر میں فرمایا وہ تقدیروں کو وقت کی طرف چلاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی شخص کو کوئی چیز محض اس کی دعا سے عطا نہیں فرماتا اسی طرح محض دعا سے اس کی کوئی مصیبت نہیں ٹلتی اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ''تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کرتی سوائے دعا کے'' اس سے مراد یہ ہے کہ یہ چیز بھی تقدیر میں داخل ہے کہ دعا سے وہ تقدیر رد نہیں ہوتی اسی طرح یہ حکم بھی ہے کوئی آخرت میں اپنے اعمال سے جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی داخل ہوگا البتہ اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے بندوں کو درجات ان کے اعمال کے مطابق عطا کرے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ''کوئی شخص جنت میں اپنے عمل سے داخل ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی داخل ہوگا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے ڈھانپ لے، یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اپنے سر پر رکھ لیا۔''

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی پر حق واجب نہیں ہے اور نہ اس پر وعدے کا پورا کرنا لازم ہے بلکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے، جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے جس کو چاہتا ہے نعمتیں عطا کرتا ہے، وہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اس سے

سوال نہیں کیا جائے گا بلکہ بندوں سے سوال کیا جائے گا۔ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل، رحمت اور احسان سے بے حساب رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل سے اسے روک دیتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ تمام مخلوق عرش سے لیکر تحت اثریٰ تک یعنی ساتویں زمین کے نیچے تک اس کی بادشاہی اور اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ اس کو سوا کوئی مالک اور بنانے والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے۔'' (فاطر: ۳) اور فرمایا کہ ''کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا معبود ہے؟'' (نمل: ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴)

ایک اور مقام پر فرمایا کہ ''کیا تو اللہ کے کسی ہم نام کو جانتا ہے'' (مریم: ۶۵)۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ ''اور اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اے اللہ تو ہی بادشاہی کا مالک ہے جسے چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے تو رات کو دن کے اندر لے آتا ہے اور دن کو رات کے اندر لے جاتا ہے، تو زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔'' (آل عمران: ۲۶، ۲۷)

مقالہ نمبر ۶۹

اللہ تعالیٰ سے مغفرت، پرہیز گاری، توفیق، رضا اور صبر مانگنے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے سابقہ گناہوں کی مغفرت، موجودہ اور آئندہ گناہوں سے پرہیز، حسن اطاعت کی توفیق، شرعی احکام کی ادائیگی، منع کئے ہوئے حکموں سے باز رہنے، تلخ تقدیر پر راضی رہنے، سخت مصیبتوں پر صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کثیر نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق کے سوا کچھ نہ مانگو۔ اس کے بعد خاتمہ بالخیر والی موت، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ملنے کی طلب کرو کیونکہ یہی بہترین ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دنیا طلب نہ کرو۔ محتاجی اور مصیبت کو غنا اور عافیت سے بدل جانے کو طلب نہ کرو بلکہ اس چیز پر رضا مندی طلب کرو جو تیرے لئے تقسیم اور حکمت کی گئی ہے اور جس حالت میں تجھے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے، اتارا ہے اور مبتلا کیا ہے اس کے بارے میں دائمی حفاظت کا سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس حالت سے دوسری حالت کی طرف جو اس کی ضد ہے منتقل کردے کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تیری بھلائی ان میں سے کس حالت میں ہے فقر میں یا غنا میں، مصیبت میں یا عافیت میں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اشیاء کی حقیقت کا علم سمیٹ لیا ہے۔ اشیاء کے فائدے اور نقصان کے علم میں وہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میری صبح کس حال میں ہو گی، اس حال میں جو مجھے ناپسند ہے یا ایسے حال میں جو مجھے پسند ہے کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میری بہتری کس میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ قول اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر اپنے حسن رضا، اللہ کی قضا اور اختیار پر اطمینان کی وجہ سے فرمایا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”فرض کیا گیا تم پر جنگ کرنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے ہوسکتا ہے تم ناپسند کرو کسی چیز کو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ہوسکتا کہ تم پسند کرو کسی چیز کو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو، اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے“ (البقرہ:۲۱۶)۔ تم اس حال میں رہو یہاں تک کہ تمہاری حرص اور خواہش ختم ہو جائے اور تمہارا نفس شکستہ ہو کر ذلیل، مغلوب اور تابع ہو جائے۔ پھر تمہارے سب ارادے اور امیدیں ختم ہو جائیں اور تیرے قلب سے تمام کائنات نکل جائے اور تیرے قلب میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی چیز باقی نہ

رہے پھر تیرا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جائے گا۔اور اللہ تعالیٰ کی طلب میں تیرا ارادہ سچا ہوگا۔جب تو دنیا اور آخرت کے قسمت کے حصوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑ دے گا تو پھر دنیا اور آخرت کے قسمت کے حصوں سے اپنا حصہ طلب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرا ارادہ تجھ پر لوٹا دیا جائے گا۔پھر تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے اپنا حصہ طلب کرے گا اور تیرا اپنے حصے کو طلب کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل و پیروی کی خاطر ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تجھے وہ حصہ عطا کرے گا تو تُو اس کا شکریہ ادا کرے گا اور وہ حصے تمہیں مل جائیں گے۔اگر تجھے کوئی قسمت کا حصہ نہ دیا گیا تو تو اللہ تعالیٰ پر ناراض نہیں ہوگا اور اپنے باطن میں بھی اس پر نہ بگڑے گا اور نہ ملنے پر اس پر تہمت نہیں لگائے گا کیونکہ تو نے اس حصے کو اپنی خواہش اور ارادہ سے طلب نہیں کیا تھا بلکہ تیرا قلب تو اس سے فارغ تھا اور سوال کرنے میں تو حکم کی تعمیل کرنے والا تھا اور تجھ پر سلامتی ہو۔

مقالہ نمبر ۷۰

شکر اور اپنے گناہوں کے اعتراف کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا اپنے اعمال پر تکبر کرنا اور ان میں اپنے نفس پر نگاہ رکھنا اور ان پر عوض طلب کرنا تجھے کیوں اچھا محسوس ہوتا ہے؟ (جبکہ حقیقت یہ ہے) کہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی توفیق، مدد، قوت ،ارادہ اور اس کے فضل سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگر تم نے گناہ کو چھوڑا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق، حفاظت اور اس کی غیرت کی وجہ سے ہے نہ کہ تیری اپنی طاقت سے اس لئے اس توفیق، حفاظت اور غیرت کا شکر ادا کرنے سے اور ان نعمتوں کا جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کی ہیں کا شکر ادا کرنے سے تو کیوں دور ہے، کیا یہ تیرا تکبر اور جہالت ہے کہ تو غیر کی شجاعت، سخاوت اور اس کے مال کو خرچ کرنے پر فخر کرتا ہے جب تو اپنے دشمن (نفس) کو کسی بہادر آدمی کی مدد کے بغیر قتل نہ کرسکتا تھا جس نے تیرے دشمن (نفس) پر چوٹ لگائی اور تو نے اس کو قتل کیا۔ اور اگر وہ بہادر آدمی تیری مدد نہ کرتا تو تو دشمن (نفس) کی بجائے اپنے آپ کو گرادیتا تو ان حالات میں تجھے اپنے فعل پر فخر کرنا نامناسب ہے اور تو اپنا کچھ مال خرچ نہیں کرسکتا تھا مگر ایک صادق، کریم اور امین (یعنی اللہ تعالیٰ) نے اس کے عوض اور بدلے کی ضمانت دی۔ اگر ضامن کا قول نہ ہوتا اور اس کے وعدہ اور ضمانت کا تجھے نہ بتایا جاتا تو تُو اس مال سے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرتا۔ تو کس طرح محض اپنے فعل پر غرور کرتا ہے، تیرے لئے بہترین حال تو یہ ہے کہ تُو اپنی معین یعنی رب تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد وثناء ہمیشہ کرتا رہے اور تمام احوال میں سوائے شر، گناہ اور ملامت کے اپنے افعال کی نسبت اس کی طرف کرے اور تجھ پر واجب ہے کہ تو تمام برائیوں کی نسبت اپنے نفس کی طرف کرے، ظلم اور بے ادبی کی نسبت بھی اپنے نفس پر کرے، اسی پر تہمت لگائے، اس لئے کہ نفس ہی ان تمام امور کا مستحق ہے کیونکہ نفس ہر شر کا ٹھکانہ اور ہر برائی اور سختی کا حکم دینے والا ہے۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ تیرا خالق ہے اور تیرے کسب کے ساتھ تیرے افعال کا بھی خالق ہے لیکن فعل کرنے والا تو ہے اور وہ خالق ہے جیسا کہ بعض علماء ربانی کا قول ہے کہ فعل منجانب اللہ آتا ہے اور ضروری ہے کہ وہ تجھ سے صادر ہو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ’’عمل کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو اور سیدھے چلتے جاؤ پس ہر شخص کے لئے وہ آسان کردیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے‘‘۔

مقالہ نمبر ۷۱

مرید اور مراد کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اس سے خالی نہیں ہے کہ یا تو مرید ہے یا مراد ہے۔ اگر تو مرید ہے تو تُو برداشت کرنے والا اور بوجھ اٹھانے والا ہے تجھ کو بھاری بوجھ اٹھانے پڑیں گے کیونکہ تو طالب ہے اور طالب مشقوق (جس پر بوجھ ڈالا جائے)، معتوب (جس کو ملامت کیا جائے) یہاں تک کہ وہ اپنے مطلوب (اللہ) سے واصل ہو جائے، اپنے محبوب کے ساتھ ہو جائے اور اپنے مقصود کو پا لے۔ تیرے لئے مناسب نہیں کہ تو اس مصیبت سے جو تیری ذات، مال اور اہل و عیال پر نازل ہوئی ہے سے فرار حاصل کرے یہاں تک کہ تیری حالت بدل جائے اور تجھ سے مشقت ختم کر دی جائے، تجھ سے بوجھ اٹھا لیا جائے، دکھ تجھ سے ختم کر دیے جائیں، اذیتیں اور ذلتیں تجھ سے دور کر دی جائیں، اس وقت تمام بری عادتوں میل کچیل، دکھ درد، بے عزتی، بیماریوں سے اور مخلوق کے محتاجی سے تیری حفاظت کی جائے گی تو تُو محبوبین کے زمرے میں داخل ہو جائے گا جو صاحب ناز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں اور اگر تو مراد ہے تو تجھ پر مصیبتیں نازل کی جائیں تو مصیبتوں کے نازل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر تہمت نہ لگاؤ۔ جو قدر و منزلت تجھے اس کی بارگاہ میں نصیب ہے اس پر شک نہ کرو کیونکہ وہ تجھے اس لئے مصیبت میں گرفتار کرتا ہے کہ تجھے اولیاء کے انتہائی مقام تک پہنچائے۔ تیری منزل اولیاء اور ابدال کی منزلوں تک بلند کرے کیا تو اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ تیری منزل ان کی منزلوں سے کم ہو، تیرا درجہ ان کے درجات سے کم ہو، تیری خلعت نور اور نعمتیں ان سے کم ہوں پھر اگر تو اس امر پر راضی بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے (خیر و برکت کی حقیقت) اور تم نہیں جانتے۔" (البقرہ: ۲۱۶، ۲۳۲، آل عمران: ۶۶، نور: ۱۹) اللہ تعالیٰ تیرے لئے اعلیٰ، قیمتی، زیادہ بلند اور درست مقام پسند کرتا ہے اور تو انکار کرتا ہے پھر اگر تو کہے کہ مذکورہ بالا بیان اور تقسیم کے باوجود مراد یعنی محبوب کا مصیبتوں میں مبتلا ہونا کیسے صحیح ہو گا جبکہ مصیبت تو صرف مرید کے لئے ہے، مراد تو صاحب ناز ہوتا ہے اور تجھے کہا جائے گا کہ اولاً ہم نے زیادہ غالب حکم کا ذکر کیا ہے (یعنی مرید اکثر مصیبتوں میں مبتلا

ہوتا ہے)۔ ثانین ہم نے نادر اور ممکن حکم کا ذکر کیا ہے (یعنی کبھی مراد بھی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے)۔ چنانچہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام محبوبوں کے سردار ہیں اور تمام انسانوں سے شدید ترین مصیبتیں آپ ﷺ پر آئیں ہیں۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس قدر میں ڈرایا گیا ہوں کوئی دوسرا نہیں ڈرایا گیا اور جتنی تکلیفیں مجھے دی گئی ہیں دوسرے کسی کو نہیں دی گئیں، اس کے باوجود ایک چیز بیان کی جاتی ہے وہ یہ کہ بے شک مجھ پر تیس دن اور تیس راتیں ایسی گزریں ہیں کہ ان دنوں اور راتوں میں ہمارے لئے اتنا ہی کھانا ہوتا تھا کہ جتنا کسی شہ کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بغل چھپا لیتی تھی۔''

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مزید فرمایا کہ ''ہم انبیاء کا گروہ تمام لوگوں سے زیادہ مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں پھر انبیاء علیہم السلام کے بعد درجہ بدرجہ جو زیادہ مقرب ہے وہ زیادہ مصیبت میں گرفتار ہے''۔ ایک اور حدیث کا مفہوم ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں''۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ محبوب ہونے کے باوجود مصیبت میں مبتلا کئے گئے اور صاحب ناز اور مراد ہونے کے باوجود ڈرائے گئے اور یہ مصیبت میں مبتلا کرنا جیسا کہ ہم نے قبل ازیں اشارہ کیا ہے اس لئے تھا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کو جنت میں انتہائی اعلیٰ منازل پر پہنچایا جائے کیونکہ جنت میں دنیاوی اعمال کے بغیر بلند و بالا درجات نہیں ملتے۔

جیسا کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے'' اور انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے اعمال اور حکم بجالانے اور منع کیے ہوئے حکموں سے پرہیز کرنے کے بعد بلا کی حالت میں صبر و رضا کی پیروی کرتا ہے۔ پھر ان سے مصیبتیں دور کی جاتی ہیں اور وہ نعمتوں، فضل اور ناز سے نوازے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ہمیشہ کے لئے دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

مقالہ نمبر ۲۷

بازار میں جانے والوں کے احوال کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل دین اور اہل عبادت میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ادا کرنے کے لئے جیسے نماز جمعہ، نماز باجماعت اور ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے بازاروں میں سے گزرتے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہے جو بازار میں داخل ہوتا ہے اور شہوات، لذات والی مختلف چیزیں دیکھتا ہے تو ان میں گرفتار ہو جاتا ہے اور دل سے فریفتہ ہو جاتا ہے اور فتنے میں پڑ جاتا ہے، قریب ہے کہ یہ کام اس کے لئے ہلاکت، دین وعبادت چھوڑنے کا باعث اور خواہشات کی پیروی کرنے کی طرف رجوع کر جانے کا سبب بن جائے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے عزت اور صبر دے کر اسے ختم کرے اور سلامت رکھے۔

ان میں سے ایک شخص وہ ہے جب وہ ان اشیاء کو دیکھتا ہے تو قریب ہے وہ ان کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو وہ خود اپنی عقل اور دین کی طرف رجوع کرتا ہے اور تکلیف کے ساتھ صبر کرتا ہے اور لذات کو چھوڑنے کی تلخی پی جاتا ہے تو اس کی مثال اس مجاہد کی طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نفس، طبیعت، خواہش اور شہوت پر مدد کرتا ہے اس کے لیے آخرت میں اجر عظیم لکھتا ہے۔

جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”شہوت سے عاجز ہو کر یا شہوت پر قادر ہو کر شہوت کو چھوڑنے میں مومن کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“ یا جس عبارت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو معنی ومراد یہی ہیں۔

ان میں سے ایک شخص وہ ہے جو ان لذتوں کو حاصل کرتا ہے اور لذتوں سے فائدہ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ونعمت سے جو دنیاوی مال اسے دیا ہے ان سے لذات کو حاصل کرتا ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

ان میں سے ایک شخص وہ ہے جو نہ ان لذات کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ان کو جانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے اندھا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔ وہ غیر اللہ سے بہرہ ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں سنتا، اس کے پاس ایک ایسا شغل ہے جو اس کو اپنے محبوب کے سوا کسی چیز پر نظر ڈالنے سے روکتا ہے۔ جس شغل میں سارا عالم مبتلا ہے وہ اس سے دور ہے تم جب ایسے شخص کو بازار میں داخل ہوتے دیکھو اور اس سے پوچھو کہ بازار میں کیا دیکھا ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میں نے کوئی شے نہیں دیکھی، ہاں اس نے اشیاء کو دیکھا ہے لیکن سر کی آنکھ سے، دل کی آنکھ سے نہیں دیکھا۔ اس نے اشیاء پر سرسری نگاہ ڈالی ہے، خواہش کی نظر نہیں ڈالی، ان کی ظاہری صورت پر نظر ڈالی ہے ان کے باطن پر نظر نہیں ڈالی۔ اس لئے وہ عارف بظاہر بازار کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور اپنے قلب سے اپنے رب کا نظارہ کرتا ہے، کبھی اس کے جلال کا نظارہ اور کبھی اس کے جمال کا نظارہ کرتا ہے۔

ان میں سے ایک شخص وہ ہے جب بازار میں داخل ہوتا ہے تو اس کا قلب اہل بازار کے لئے اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کے ساتھ بھر جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر ہے، جو نظر رحمت اہل بازار پر پڑ رہی ہے وہ اشیاء کو دیکھنے سے روک لیتی ہے اور جو کچھ ان کے لئے (آخرت میں مقدر) ہے وہ ان کے لئے دعا کرتا ہے، وہ بازار میں داخل ہونے کے وقت سے لے کر باہر نکلنے تک اہل بازار کے لئے شفقت و رحمت کے طور پر دعا و استغفار اور شفاعت کرتا ہے۔

اس کا قلب ان کے (انجام) لئے جلتا ہے اور اس کی آنکھیں ان کے لئے روتی ہیں اس کی زبان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام اہل بازار سے اپنی نعمت اور فضل کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے پس ایسا شخص شہروں اور بندوں میں کوتوال کہلاتا ہے۔ اگر تو چاہے تو اس کا نام عارف، ابدال، زاہد، ظاہر و باطن کا عالم محبوب و مراد زمین پر اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اس کا نائب، سفیر، بھلائی کا نافذ کرنے والا، شیریں زبان والا، ہدایت کرنے والا، ہدایت کیا ہوا، رہنما اور مرشد رکھو۔ ایسا بندہ کبریت احمر اور بیضہ عقعق کی طرح نادر الوجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اس پر ہر مومن اور طالب اللہ پر جو وصل کے انتہائی مقام پر پہنچ گیا ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور خوشنودیاں نازل ہوں۔

مقالہ نمبر ۳۷

جن اولیاء کو اللہ تعالیٰ دوسروں کے عیوب پر مطلع کرتا ہے ان کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو کسی کے عیوب، جھوٹ، دعویٰ، اقوال اور افعال میں شرک کرنے اس کی باطنی برائی اور بری نیت بتا دیتا ہے پھر یہ ولی اپنے رب، رسول اور دین کی خاطر غیرت کرتا ہے اور باطن میں اس کا غصہ سخت ہو جاتا ہے پھر اس کا اثر اس ولی کے ظاہر میں بھی پایا جاتا ہے۔ ظاہری و باطنی بیماریوں کے ہوتے ہوئی سلامتی کا دعویٰ کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ شرک کے ہوتے ہوئے توحید کا دعویٰ کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ شرک کفر ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور کرنے والا ہے۔ شرک انسان کے دشمن شیطان لعین اور منافقین کی صفت ہے جن کے لیے دوزخ کے نچلے درجے میں ہمیشہ رہنے کا قطعی فیصلہ ہے۔ پس اس ولی کی زبان پر اس شخص کے عیوب، اس کے برے کاموں کا، اس کے لمبے چوڑے دعووں کا، صدیقین کے احوال کا دعویٰ کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فعل میں فانی ہونے والے مرادین کے لئے اس کا مزاحمت کرنا ظاہر ہو جاتا ہے۔ کبھی وہ ولی اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کرنے کی وجہ سے، کبھی اس کے کمال کے انکار کرنے، کبھی ان کو نصیحت کرنے، کبھی اللہ تعالیٰ کے فعل اور ارادہ کے غلبے سے، کبھی جھوٹ بولنے والے پر، کبھی جھوٹے پر غضب الٰہی کی شدت کی وجہ سے اس کی برائیوں کا ذکر کرتا ہے۔ پھر اس ولی کی طرف غیبت منسوب کی جاتی ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ولی غیبت کرتا ہے حالانکہ وہ تو لوگوں کو غیبت سے منع کرتا ہے۔ کیا ولی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی غائب و حاضر کا کسی ایسی برائی کے ساتھ ذکر کرے جو خواص اور عوام پر ظاہر نہیں ہے۔ ان کا یہ انکار ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہو جاتا ہے کہ ''ان دونوں (شراب اور جوئے) کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔'' (البقرہ:۲۱۹)

ظاہر میں یہ منکر کا انکار ہے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کا انکار اور اس پر اعتراض کرنا ہے۔ ولی اللہ کے منکر پر حیرت کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ پس اس حال میں اللہ تعالیٰ کے ولی کا انکار کرنے والے پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ خاموش رہے اس کو مان لے بلکہ شریعت میں اس امر کے بہترین تاویلات اور جواز تلاش کرے۔ ولی

اللہ کا انکار کرنے والے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اوراس ولی پر اعتراض کرے کبھی اس ولی کا یہ طعن کرنا اس (مدعی پیر) کی برائیوں کو جڑ سے اکھیڑنے ،توبہ کرنے ، جہالت اور حیرت سے واپس لوٹنے کا سبب بن جاتا ہے۔پس وہ ولی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جہاد ہے اوراس مغرور پر جو اپنے غرور کی وجہ سے ہلاک ہونے والا تھا کے لیے نفع کا باعث بن جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔(البقرہ:۲۱۳،النور:۴۶)

مقالہ نمبر ۴۷

عقلمند پر کون سے امور واجب ہیں جن سے وہ اللہ تعالیٰ کی واحدنیت پر دلیل تلاش کرے

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عقلمند کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے وجود کی صفت اور ترکیب پر نظر رکھے کہ تمام مخلوقات اور ان کی پیدائش پر غور وفکر کرے، ان سے اور ان کے پیدا کرنے والے پر دلیل تلاش کرے کیوں کہ صنعت میں صانع پر دلیل موجود ہے اور قدرت محکمہ میں فاعل حکیم پر نشانیاں موجود ہیں۔ اس لئے تمام اشیاء اسی کے ساتھ موجود ہیں اور یہ اسی معنی میں ہے کہ وہ کلام جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی سب اشیاء کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے'' کی تفسیر میں مزکور ہے آپ رضی اللہ عنہ نے (اس آیت کی تفسیر میں) فرمایا کہ ہر شے میں اسمائے الٰہیہ میں ایک اسم ہے اور ہر شے کا اسم اللہ تعالیٰ کے اسم میں سے ہے کیونکہ (اے انسان) تو اس کے اسماء وصفات اور افعال کے درمیان ہے۔ وہ باطن میں قدرت ہے اور ظاہر میں حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہوا اور اپنی ذات کے ساتھ باطن ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ذات پر صفات کا پردہ ڈالا اور صفات پر افعال کا پردہ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کو اپنے ارادے کے ساتھ ظاہر کیا اور اپنے ارادے کو حرکات کے ساتھ ظاہر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کاریگری اور چیزوں کے بتانے کو چھپایا اور اپنی صنعت کو اپنے ارادے کے ساتھ ظاہر فرمایا۔ تو وہ اپنے باطن میں غیب، آخرت میں قدرت اور حکمت میں ظاہر ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''کوئی شے اس کی مثل نہیں اور وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔'' (شوریٰ:۱۱)

بے شک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کلام میں معرفت کے اسرار ظاہر ہوئے ہیں جو اس عارف کے سینے میں ظاہر ہوتے ہیں جس میں چراغ روشن ہو۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کمال اس لئے حاصل ہوا تھا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک ان کے لئے دعا میں بلند ہوئے تھے کہ اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ عطا فرما اور اسے قرآن مجید کی تاویل سکھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات عطا فرمائے اور ان کی حرمت کے صدقے ہمارا حشر بھی ان کے زمرے میں کرے۔

مقالہ نمبر ۷۵

تصوف کی بنیاد کے بیان میں

حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، اس کی اطاعت کرنے، ظاہری شریعت کی پابندی کرنے، سینے کو (تمام آلائشوں سے) پاک رکھنے، سخاوت نفس (نفس کا میلان اچھائی کی طرف کرنے)، چہرے کو ہشاش بشاش رکھنے، عطیات (مصارف) کو خرچ کرنے، اذیت دینے سے باز رہنے، مشائخ کی عزت کی حفاظت کرنے، بھائیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے، چھوٹوں پر شفقت کرنے، دوستوں سے جھگڑا کرنے سے باز رہنے، تنگ دستی کو برداشت کرنے، ایثار کو لازم کرنے، مال جمع کرنے سے علیحدہ رہنے، نامحرموں کی صحبت کو ترک کرنے، دینی اور دنیاوی کاموں میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کی امداد کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ فقر کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسی مخلوق کا محتاج نہ ہو۔ غنا کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسی مخلوق سے بے نیاز ہو جائے۔ تصوف کا علم قیل وقال سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ بھوک سے اور اپنی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے سے حاصل ہوتا ہے، فقر کی ابتدا علم کے ساتھ نہ کرو بلکہ اس کی ابتدا نرمی کے ساتھ کرو کیونکہ علم اس کو وحشت میں ڈال دے گا اور نرمی اس میں الفت پیدا کرے گی۔ تصوف کی ابتدا آٹھ خصلتوں پر رکھی گئی ہے: حضرت ابراہیمؑ جیسی سخاوت، حضرت اسحاقؑ جیسی رضا، حضرت ایوبؑ جیسا صبر، حضرت زکریاؑ کی طرح اشارہ (ان کی طرح عاجز ہو کر خاموشی سے دعا کرنا اور اس کا قبول ہونا)، حضرت یحییٰؑ جیسی غربت (اپنے وطن سے دور رہ کر اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریا زاری کرنا)، حضرت موسیٰؑ کی طرح صوف پہننا، حضرت عیسیٰؑ کی طرح سیاحت اختیار کرنا (کوئی گھر نہ بنانا)، عالم قدس کے بادشاہ حضرت محمد ﷺ کی طرح فقر اختیار کرنا اور ان سب پر ہمارا سلام ہو۔

مقالہ نمبر ۷۶

وصیت کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ امیروں کے ساتھ خودداری کے ساتھ ملو اور محتاجوں کے ساتھ عاجزی کے ساتھ ملنا تجھ پر واجب ہے کہ تو عاجزی اور اخلاص اختیار کرے اور اخلاص سے مراد دائمی رویت الٰہی ہے۔ اسباب میں اللہ تعالیٰ پر تہمت نہ لگاؤ اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ پر اپنی محتاجی ظاہر کرو اور اس بھروسے پر اپنے بھائی کا حق ضائع نہ کرو کہ تیرے اور اس کے درمیان دوستی کا تعلق ہے، فقراء کی صحبت عاجزی، حسن ادب اور سخاوت کے ساتھ اختیار کرنا تجھ پر واجب ہے اور اپنے نفس کو مار ڈالو یہاں تک کہ تو زندہ ہو جائے۔ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں اور اپنے باطن کو ماسوا اللہ کی طرف توجہ کرنے سے بچانا سب سے افضل عمل ہے اور تجھ پر واجب ہے کہ لوگوں کو حق اور صبر کی وصیت کرے۔ کسی ولی کی صحبت اور خدمت تیرے لئے کافی ہے فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے بے نیاز ہو۔ اپنے سے چھوٹے پر حملہ کرنا تیری کمزوری ہے، اپنے سے بڑے پر حملہ کرنا بے حیائی ہے اور اپنے برابر والے پر حملہ کرنا بد خلقی ہے۔ فقر اور تصوف تمام تر کوشش ہے اس کو کسی بے ہودہ چیز سے نہ ملاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں (محنت اور مجاہدے) کی توفیق بخشے۔ اے ولی! تجھ پر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر واجب ہے کیوں کہ ذکر تمام نیکیوں کا جامع ہے اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا واجب ہے کیونکہ یہ عمل ہر قسم کے نقصان کو دور کرنے والا ہے۔ تجھے ایسے حالات کے لئے تیار رہنا چاہئے جو قضا و قدر سے پیش آتے ہیں اور ان کا واقع ہونا لازمی ہے۔ اور جان لو کہ تجھ سے قیامت کے دن تیری حرکات و سکنات کے بارے میں پوچھا جائے گا اس لیے تجھ پر واجب ہے کہ اپنے موجودہ وقت کو بہتر کاموں میں صرف کرو اور اپنے اعضاء کو فضول کاموں سے بچاؤ۔

اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور اس کے مقررہ حاکم کی اطاعت کرو اور حکمران کو اس کا حق ادا کرو اور جو تیرا اس حکمران پر حق واجب ہے اس کا مطالبہ نہ کرو اور ہر حال میں اس کے لئے دعا کرتے رہو۔

تمہیں مسلمانوں پر نیک گمان اور نیک نیت رکھنی چاہیے اور تمام امور خیر میں ان کے ساتھ شریک رہنا چاہیے اور اپنے دل میں کسی کی بدخواہی، کینہ اور دشمنی رکھتے ہوئے ایک رات بھی نہ گزارو اور اس شخص کے لئے دعا کرو جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اور تجھ پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہو، تجھ پر واجب ہے کہ روزی حلال کی کھاؤ اور جن امور کو نہیں جانتے ان کو علمائے ربانی سے پوچھ لو۔ اور تجھ پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرو، (ظاہر میں) مخلوق کے ساتھ اور (باطن میں) اللہ عزوجل کے ساتھ صحبت رکھو، ہر صبح اپنے مال کا صدقہ دو، جب شام ہو تو اس دن کے تمام مسلمان جو فوت ہو گئے ہوں ان کا نماز جنازہ ادا کرو، نماز مغرب پڑھنے کے بعد نماز استخارہ پڑھا کرو۔

مقالہ نمبر ۷۷

اللہ تعالیٰ کی معیت اور مخلوق سے فنا ہونے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح رہو کہ گویا کہ مخلوق ہے ہی نہیں اور مخلوق کے ساتھ اس طرح رہو کہ تیرا نفس ہے ہی نہیں جب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغیر مخلوق کے ہوگا تو اللہ تعالیٰ کو پالے گا اور سب سے فنا ہو جائے گا اور جب تو خالق کے ساتھ بغیر نفس کے ہوگا تو تو عدل کرے گا اور پرہیز گار بنے گا، برے انجام سے سلامت رہے گا اپنی خلوت کے دروازے پر ہر چیز کو چھوڑ دو اور تم تنہا اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ تم اپنے ساتھ انس کرنے والوں کو اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ تم ان چیزوں کو دیکھ لو گے جن کو ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ نفس زائل ہو جائے گا اور اس کی بجائے اللہ تعالیٰ کا حکم اور قرب آ جائے گا پھر تیری جہالت علم میں، تیرا بعد قرب میں، تیری خاموشی ذکر میں اور تیری وحشت انس میں بدل جائے گی۔ اس مقام پر خالق اور مخلوق کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہاں پر اگر تم نے اپنے خالق کو چن لیا تو مخلوق کے لئے تم کہو گے ''اللہ تعالیٰ کے سوا سب میرے دشمن ہیں'' (الشعراء: ۷۷)۔ اور آپؓ نے فرمایا کہ جس نے اس (قرب خداوندی) کو چکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور جس پر صفرا کی تلخی غالب ہو وہ ذوق کی لذت کو کیسے پا سکتا ہے اور پھر آپؓ نے فرمایا وہ اپنی طرف سے شہوات کو چھوڑنے کی کوشش کرے

اے سالک! جب مومن اعمال صالح کرتا ہے تو نفس تبدیل ہو کر قلب بن جاتا ہے اور قلب کے ادراک کا نفس بھی ادراک کرتا ہے پھر اس کا قلب تبدیل ہو کر ''سِر'' بن جاتا ہے۔ پھر اس کا ''سِر'' بھی تبدیل ہو جاتا ہے اور سالک فنا ہو جاتا ہے پھر حالت فنا بدل جاتی ہے اور سالک کو وجود (وجود حقانی) نصیب ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی ہر در میں شنوائی ہے۔ اے سالک! اس فنا سے مراد مخلوق سے معدوم ہونا ہے اور تیری طبیعت کا فرشتوں کی طبیعت میں بدل جانا ہے پھر طبیعتِ ملائکہ سے بھی فنا ہو جانا ہے۔

پھر تیرا منہاج الاول (تیری ہستی کا ایک قطرہ دریائے وحدت) میں ملنا ہے پھر تیرا رب تجھ کو پلائے گا جو تجھ کو پلانا چاہے گا اور تجھ میں اگائے گا جو تجھ میں اگانا چاہے گا۔ اگر تو اس مقام کا ارادہ رکھتا ہے تو تجھ پر واجب

ہے کہ پہلے تو اسلام قبول کرے پھر امر ونہی اور قضا وقدر کے آگے سر کو جھکا دے۔ پھر علم باللہ حاصل کرے پھر معرفت حاصل کرے پھر وجود الٰہی (یعنی فنا سے بقا) حاصل کرے۔ جب تیرا وجود اللہ کے واسطے ہوگا تیرا سب کچھ اسی کے لئے ہوگا، زہد ایک ساعت کا عمل، تقویٰ دو ساعتوں کا عمل اور معرفتِ خداوندی ہمیشہ کا کام ہے۔

مقالہ نمبر ۷۸

اولی العزم سالکین کا مجاہدہ، محاسبہ اور ان کی خصلتوں کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے والے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والے اور اولوالعزم سالکین کے لیے دس خصلتیں ہیں اور وہ ان پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو قائم اور مضبوط کر لیتے ہیں تو بلند منازل پر فائز ہو جاتے ہیں۔

پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ سچی جھوٹی جان بوجھ کر اور بھول کر بھی اللہ تعالیٰ کی قسم نہ کھائے کیونکہ جب وہ اس خصلت کو اپنی ذات میں مضبوط کر لیتا ہے اور اپنی زبان کو اس کا عادی بنا لیتا ہے تو یہ خصلت بندے کو ہر طرح کی قسم خواہ وہ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر ہو (قسم) ترک کرنے کی طرف لے جاتی ہے تو جب وہ اس خصلت کا عادی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے انوارات میں سے ایک دروازہ کھول دیتا ہے پھر وہ اپنے قلب میں اس عادت کا نفع اور اپنے درجے میں بلندی اور اپنے عزم اور صبر میں قوت اور بھائیوں میں تعریف پڑوسیوں میں بزرگی حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ جو شخص اس کو پہچانتا ہے وہ اسکی پیروی کرتا ہے جو اسے دیکھتا ہے اس پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔

دوسری خصلت یہ ہے کہ بندہ جھوٹ بولنے سے پرہیز کرے خواہ وہ مذاق میں ہو یا جان بوجھ کر کیوں کہ جب وہ ایسا کرے گا اور اس خصلت کو اپنی ذات میں مضبوط کرے گا اور سچ بولنے کو اپنی زبان کی عادت بنا لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا اور اس وجہ سے اس کا علم ایسا روشن کر دے گا کہ گویا وہ جھوٹ کو جانتا ہی نہیں اور جب کسی دوسرے سے جھوٹ سنے گا تو اس شخص پر عیب لگائے گا اور جھوٹ کی وجہ سے اپنے دل میں اس کی سرزنش کرے گا اور اگر اس سے یہ بری عادت چھوٹ جانے کے لئے دعا کرے گا تو سالک کو اس کا ثواب ملے گا۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر کسی سے کسی چیز کا وعدہ کیا ہے تو اس وعدے کی خلاف ورزی سے بچے یا بہتر یہ ہے کہ وعدہ کرنا ہی چھوڑ دے، کیوں کہ وعدہ نہ کرنا سالک کے مقام ولایت کے لیے زیادہ قوی اور اس کے فقر کے طریقے کے لئے زیادہ میانہ رو ہے کیونکہ وعدہ خلافی جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے اور جب وہ ایسا کرے گا

(یعنی وعدہ خلافی کو چھوڑ دے گا) تو اس کے لیے سخاوت اور حیا کا دروازہ کھل جائے گا اور صادقین کے دلوں میں اس کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے بلندی عطا کی جائے گی۔

چوتھی خصلت یہ ہے کہ سالک مخلوق میں کسی چیز پر لعنت کرنے یا کسی شے کو ذرہ بھر یا اس سے بھی کم تکلیف پہچانے سے پرہیز کرے کیوں کہ یہ صفت صدیقین اور ابرار کے اخلاق میں سے ہے۔ اور اس کام کا انجام اس کے لئے بہت ہی اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے لئے آخرت میں درجات کا ذخیرہ رکھتا ہے اور اسے ہلاکت کے گڑھوں سے بچاتا ہے اور مخلوق سے اسے سلامت رکھتا ہے اسے اپنا قرب اور بندوں پر رحمت اور شفقت کی دولت عطا کرتا ہے۔

پانچویں خصلت یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی کے لیے بھی بددعا نہ کرے، چاہے کسی نے اس کے ساتھ ظلم ہی کیا ہو سالک پر واجب ہے کہ ظلم کرنے والے سے بول چال نہ چھوڑے اور اس کے کردار کا اس سے بدلہ نہ مانگے اور اس ظلم کو اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کرے اور سالک ظالم کے کسی فعل وقول پر بھی بدلہ نہ مانگے کیونکہ یہ خصلت اس کو اعلیٰ درجات کی طرف بلند کرتی ہے اور جب سالک اس خصلت کے ساتھ مؤدب ہو جاتا ہے تو دنیا و آخرت میں اعلیٰ مقام قریب اور دور کی تمام مخلوقات کے قلوب میں محبت اور دوستی، قبولیت دعا، خیر کے کاموں میں اعلیٰ مرتبہ اور دنیا میں مومنین کے دلوں میں عزت پالیتا ہے۔

چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ (مسلمانوں) میں سے کسی ایک شخص پر بھی شرک، کفر اور نفاق کی قطعی شہادت نہ دے کیوں کہ یہ خصلت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ قریب ہے اور یہ خصلت کمال کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں دخل دینے سے اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے بہت دور رکھنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کے بہت زیادہ قریب ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں داخل ہونے کے لئے بلند اور بڑا دروازہ ہے۔ یہ خصلت بندہ مومن کو تمام مخلوقات پر رحمت کرنا وراثت کے طور پر عطا کرتی ہے۔

ساتویں خصلت یہ ہے کہ گناہوں میں سے کسی گناہ کی طرف نگاہ کرنے سے ظاہر اور باطن میں پرہیز کرے اور ان سے اپنے اعضاء کو باز رکھے چونکہ یہ عمل اس دنیا میں دل اور اعضاء کے لئے ثواب حاصل کرنے میں جلدی کرنے والا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت کی بھلائی کا بھی ذخیرہ رکھتا ہے۔ ہم سب

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم سب کو اس خصلت پر عمل کی توفیق بخش کر احسان کرے۔ ہمارے دلوں میں سے ہماری شہوات کو نکال دے۔

آٹھویں خصلت یہ ہے کہ مخلوق پر کسی پر بھی اپنا بوجھ ڈالنے سے خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ پرہیز کرے بلکہ تمام مخلوق سے ہر اس چیز کا بوجھ اٹھالے جس کا وہ محتاج ہے یا وہ جس سے بے پرواہ ہے، کیوں کہ مخلوق سے بوجھ اٹھالینا عابدین کے لئے زیادہ عزت اور متقین کے لئے اعلیٰ شرف ہے۔ اس خصلت کی وجہ سے سالک نیکی کے کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے روکنے پر قوت حاصل کرتا ہے اور تمام مخلوق اس کے لئے برابر ہو جاتی ہے۔ جب وہ ایسا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے پراوہ، ایقان اور اپنے پر اعتماد رکھنے کی طرف لے جاتا ہے اور سالک اپنی خواہش کی خاطر کسی کا مرتبہ بلند نہیں کرتا اور تمام مخلوق اس کے نزدیک حق کہنے میں برابر ہو جاتی ہے اور یہ قطعی یقین کر لینا چاہیے کہ یہ خصلت مومنین کی عزت اور متقین کے شرف کے لئے دروازہ ہے اور مقام اخلاص تک پہنچنے کے لئے بہت ہی قریبی دروازہ ہے۔

نویں خصلت یہ ہے کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ آدمیوں سے اپنا طمع ختم کر دے اور اپنے نفس کو اس طمع میں نہ ڈالے جو لوگوں کے پاس ہے، کیوں کہ یہ خصلت بہت بڑی عزت، خالص غناء، عظیم سلطنت، اعلیٰ فخر، پاک یقین، واضح اور اعلیٰ توکل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنے کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اور زہد کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اس سے پرہیز گاری حاصل ہوتی ہے اور سالک کی عبادت کامل ہوتی ہے اور یہ خصلت منقطعین الی اللہ (اپنے قلبی تعلقات تمام مخلوق سے توڑ کر اللہ تعالیٰ سے جوڑے) کی علامات میں سے ہے۔

دسویں خصلت یہ ہے کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاجزی اختیار کرے کیونکہ اس سے عابد کا محل مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کی منزل بلند ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک اس کی عزت اور بلندی مکمل ہو جاتی ہے، اور وہ دنیا و آخرت کی جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور یہ خصلت تمام طاعات کی اصل اور ان کی شاخ اور ان کا کمال ہے۔ اس کی بدولت بندہ ان صالحین کی منازل کا ادراک کرتا ہے جو خوشی اور تکلیف یعنی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں یہ خصلت تقویٰ کا کمال ہے۔ اور تواضع (عاجزی) یہ ہے بندہ جب کسی سے بھی ملے تو اس کو اپنے آپ سے بزرگ اور افضل سمجھے اور کہے کہ شائد اللہ تعالیٰ کے نزیک یہ شخص مجھ سے بہتر اور

درجے میں زیادہ بلند ہو۔ اور اگر وہ عمر میں چھوٹا ہے تو کہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور میں نے گناہ کیے ہیں، اس لیے کوئی شک نہیں یہ مجھ سے بہتر ہے۔ اگر وہ عمر میں بڑا ہے تو کہے کہ اس نے مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور اگر وہ عالم ہے تو کہے کہ اسے وہ چیز عطا کی گئی ہے جس تک میری رسائی نہیں اور اس نے وہ کچھ پایا ہے جو میں نہیں پا سکا، اور اسے وہ علم ہے جو مجھے نہیں اور وہ علم کے ساتھ عمل بھی کرتا ہے۔ اگر وہ جاہل ہے تو کہے اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جہالت میں کی ہے۔

اور جس نے باوجود علم ہونے کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے تو کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ کس حال پر ہوگا اور اس کا کس حال پر ہوگا۔ اور اگر وہ کافر ہے تو کہے شاید وہ مسلمان ہو جائے اور اس کا خاتمہ نیک عمل پر ہو اور شاید میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ برے عمل پر ہو۔ عاجزی کی خصلت دوسروں پر شفقت کرنے اور اپنے اوپر خوف کرنے کا دروازہ ہے اور بطریق اولیٰ اس خصلت کو اختیار کرنا چاہیے اگرچہ (پہلی نو خصلتیں بھی سالک کے لئے ضروری ہیں) مگر یہ آخری خصلت ہے جس کا اثر بندوں پر باقی رہتا ہے۔ جب بندہ ایسا ہو جاتا ہے (عاجزی اختیار کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے تمام شیطانی ونفسانی آفات سے سلامت رکھتا ہے اور اس خصلت کی وجہ سے وہ ان تمام منازل پر پہنچتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صحبت (معیت) کے لائق ہوتی ہیں۔ اور وہ رحمٰن کے برگزیدہ اور محبوب بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کے دشمنوں سے ہو جاتا ہے۔ عاجزی رحمت کا دروازہ ہے اور اس کی بدولت سالک ایسا ہو جاتا ہے کہ اس نے تکبر کے دروازے کو بند اور خود بینی کی رسی کو کاٹ ڈالا ہے اور دین، دنیا اور آخرت میں اپنی ذات کے لئے تکبر کے درجے کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ عاجزی عبادت کا مغز ہے۔ زاہدین کے شرف کی انتہا اور عابدوں کی علامت ہے۔ کوئی خصلت اس سے زیادہ بہتر اور افضل نہیں ہے اور اسی خصلت کی وجہ سالک کی زبان تمام عالم والوں کے ذکر یعنی غیبت اور فضول باتوں سے رکی رہتی ہے اور اس کا کوئی عمل اس خصلت کے بغیر پورا نہیں ہوتا، یہ خصلت تمام احوال میں اس کے قلب سے کینہ، تکبر اور سرکشی کو نکال دیتی ہے۔ اس کی زبان ظاہر اور باطن میں ایک ہو جاتی ہے۔ اور اس کی مشیّت بھی ظاہر اور باطن میں ایک ہو جاتی ہے اور اسی طرح اس کا کلام بھی ظاہر اور باطن میں ایک ہو جاتا ہے۔ تمام مخلوق اس کے نزدیک نصیحت میں بھی برابر ہو جاتی ہے اور وہ سالک نصیحت کے دوران اللہ تعالیٰ

کی مخلوق میں سے کسی ایک کا بھی ذکر برائی کے ساتھ نہیں کرتا۔اور کسی شخص کو اس کے فعل پر شرمندہ نہیں کرتا اور وہ اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے سامنے کسی کی برائی بیان کی جائی، اگر اس کے سامنے کسی کی برائی بیان کی جائے تو اس کا قلب خوش نہیں ہوتا اور یہ غیبت عابدوں کی آفت، زاہدین اور پرہیز گاروں کے لئے ہلاکت کا باعث ہے۔مگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کی زبان اور قلب کی حفاظت فرمائے وہ اس سے محفوظ رہتا ہے۔

فتوح الغیب

ارشادِ گرامی حضرت سیّدنا غوث پاکؒ

عام لوگوں کی بربادی لغزشوں سے ہے، زاہدوں کی تباہی خواہشات سے،
ابدال کی ہلاکت خلوتوں میں خطرات سے اور صدیقین کی بربادی اِدھر اُدھر
توجہ کرنے سے کہ اُن کا شغل صرف اپنے قلوب کی حفاظت میں رہنا ہے۔
اِس لیے کہ وہ شاہی آستانہ پر سونے والے ہیں۔

از الفتح الربانی

https://ataunnabi.blogspot.com/

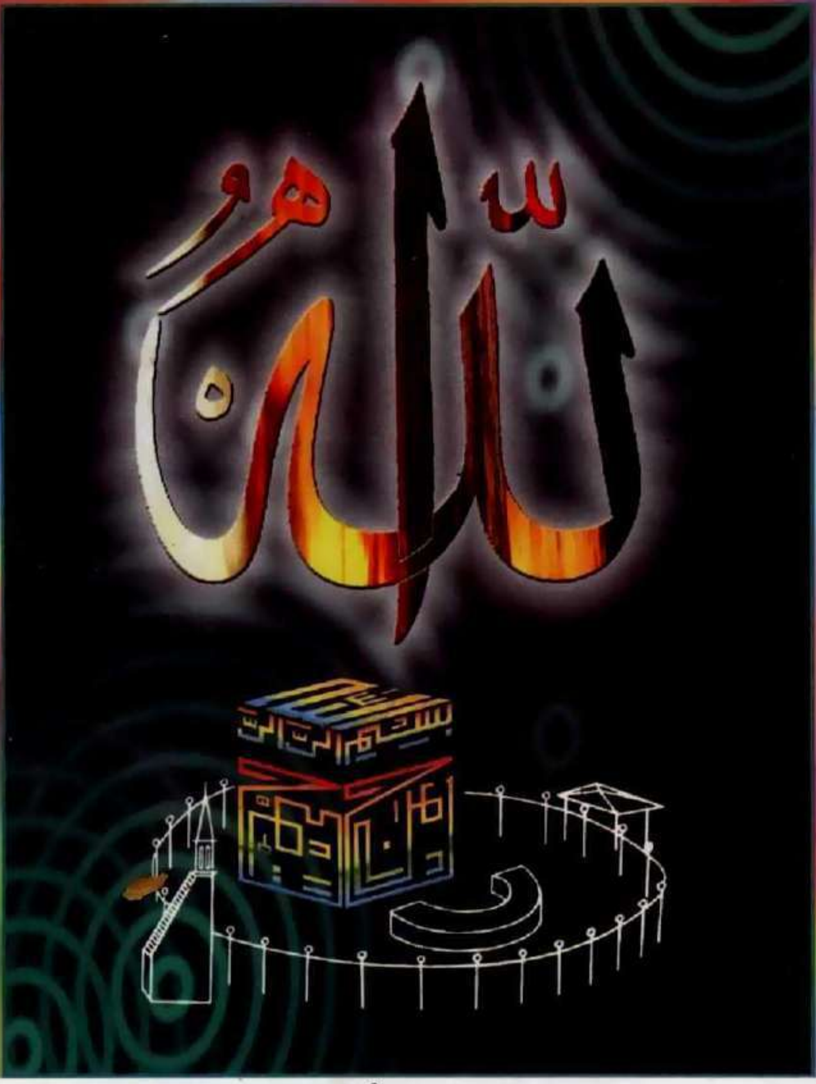

آدابُ السلوک

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی
حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آدابُ السلوک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آدابُ السلوک

طریقت و تصوّف کے آداب، سلوکِ روحانیت کے اسلوب،
عرصۂ روحانیت کے شہسوار کے جلالت مآب اور حقائق کشا قلم سے

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربّانی، غوث صمدانی، محبوبِ سبحانی
حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی
(رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہُ)

ترجمہ

(الاستاذ) ظفر اقبال کلیار
(فاضل بھیرہ شریف)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست

تقدیم 7

مقدمۃ التحقیق 14

زیرِ نظر کتاب کے مختلف نسخے 20

مقدمہ 26

دلوں کی غذا اور زادِ راہ 30

وہ شراب جسے پیاسا پانی گمان کرتا ہے 34

خواہش نفسانی دل کے لیے آفت ہے 40

خالق جس سے راضی ہو وہی افضل ترین منزل ہے 45

حقیقی بھلائی وہ ہے جسے اللہ پسند کرے 56

اللہ تعالیٰ پر توکل کامیابی کی دلیل ہے 64

پیاروں کے لگائے ہوئے زخم تکلیف دہ نہیں ہوتے 70

ایمان نام ہے عزیمت اور یقین کا 77

عقیدہ جبر شیطانی وسوسہ ہے 80

ابتلاء و آزمائش بقدر مقام و مرتبہ ہوتی ہے 81

اس کی چوکھٹ کو نہ چھوڑ جس کا دروازہ بند نہیں ہوتا 85

محبتِ خداوندی سب سے بڑی نعمت ہے 88

دل وہ گھر ہے جس میں دو نہیں سما سکتے 90

بہترین پھل چننے کی کوشش کر 95

صبر کا ذائقہ ترش ہے لیکن ہے یہ شہد 106

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبت کا ترازو خواہش ہے	108
محبت صرف ایک ہی محبوب سے ہوتی ہے	109
مقامات خلق اور منازل رجال	112
حاسد گویا ناراض رہنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے	130
اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی سب کچھ باطل ہے	136
ولایت کی راہ بڑی کٹھن ہے	137
شہد اور حنظل دونوں میں دواء ہے	140
جو کچھ مانگنا ہے اللہ تعالیٰ سے مانگ	144
محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر چیز محبوب ہوتی ہے	145
ہوس پرستی سے اجتناب لازم ہے	153
عاشق کی آنکھ کا سرمہ صرف بیداری ہے	155
اس کا نہ دینا عطا اور اس کی ابتلاء رحمت ہے	160
قضاء غالب ہے اور موت طالب ہے	171
شکر ہی کے ذریعے نعمتوں کی بارش ہوتی ہے	174
اپنے نفس کو قابو میں لا اس سے پہلے کہ تجھے پھاڑ دے	193
سخی سے کوئی قیمتی چیز ہی طلب کر	200
ضبط نفس مسرتوں کا ذریعہ ہے	213
خود سپردگی اختیار کر محفوظ رہے گا	216
تواضع	220
سیرابی صرف پانی سے ممکن ہے۔	221

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدیم

بدمست شرابی سے کسی نے پوچھا شراب کیا؟ کہنے لگا بندۂ خدا! شراب میں نشے کے علاوہ کیا کچھ اور بھی ہے؟

اسی لیے جب کبھی میں نے تصوف پر اپنی نگارشات پیش کرنے کا ارادہ کیا تو قلم بول اٹھا۔ ذرا ٹھہر جایئے۔ اور جب میں نے اس کے رموز و معارف کا کھوج لگانا چاہا تو بیان نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا رک جایئے۔

قلم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس موضوع کی جلالت شان کے سامنے حیران و ششدر ٹھہر جائے۔ نہ ایک قدم آگے بڑھے اور نہ پیچھے ہٹے۔ تصوف کوئی فلسفیانہ فکر نہیں جسے دوسرے منطقی افکار کی طرح منضبط کیا جائے۔ لوگوں کے سامنے بیان ہو، آسانی سے کتب میں مدون ہو اور پھر لائبریریوں کی زینت بنا دیا جائے۔

بلکہ تصوف ایک نتیجہ خیز فکر اور عملی تحریک ہے جس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے زندگی کے چمنستان میں بہار آجاتی ہے۔ دل و دماغ سیراب ہوتے ہیں اور اخلاق و اطوار سنورتے ہیں۔

جب دل تصوف کا اقرار کر لیتا ہے تو اس سے ذوق و شوق ٹپکنے لگ جاتا ہے جس کے پیالے عرش کے تالابوں اور جنت کی نہروں سے بھرے جاتے ہیں۔

تصوف ایسی فکر نہیں جسے ذہن محفوظ کر لیں۔ زبان بیان کرے اور بس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ وہ اس سے کہیں بلند ایک حقیقت ہے جس کا احاطہ زبان و بیان کے بس کا روگ نہیں۔ اسے معرض تحریر میں لانا اور مذہب کی قید میں مقید کرنا ممکن نہیں۔

تصوف مجاہدہ اور ریاضت ہے۔ یہ وہ پھل ہے جو جہد مسلسل سے ہاتھ آتا ہے۔

شریعت اسلامیہ میں تصوف کا صرف ایک ہی مفہوم ہے اور یہی قطعی اور آخری مفہوم ہے اور یہ مفہوم وضع کردہ نہیں مشکوٰۃ نبوت سے لیا گیا ہے اور وہ مفہوم یہ ہے کہ دنیا کو دل سے نکال کر ہاتھوں تک محدود کر لینا۔

اس لیے تمام بزرگوں کا اتفاق ہے کہ تصوف قرآن و سنت پر اخلاص سے عمل پیرا ہونے کا دوسرا نام ہے۔ اس میں تمام مشرب تمام آرا متفق ہیں۔ کسی کو اختلاف نہیں۔ مگر مرورِ وقت کے ساتھ جب فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا۔ مسلمان عجمیوں سے ملے۔ اخذ و قبول کا سلسلہ شروع ہوا تو تصوف میں عجمی فلسفے کی آمیزش ہوئی اور اس میٹھے اور پاک و صاف چشمے میں تطرف، فلسفی اوھام اور شطحیات شامل ہو گئیں۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ تصوف نے نصرانیت کے زھد، بدھ مت کی دنیا بیزاری کو اختیار کیا اور ہندوں جیسی مشکل پسندی اور نفس کشی کی تعلیمات اس کا محور و مرکز قرار پائیں۔ یوں تصوف اسلامی تعلیمات سے دور ہوتا گیا دوسرے مذاہب سے اس کے روابط بڑھتے گئے اور اس کے فرائض اور نتائج کے درمیان تعلقات کمزور پڑ گئے۔

پھر آہستہ آہستہ تصوف ایک بانجھ مفہوم بن کر رہ گیا جسے زندگی کے تقاضوں سے کوئی ہم آہنگی نہیں تھی۔ اور نہ کسی طرح وہ عقیدہ کے اصولوں سے میل کھاتا تھا۔

کب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حکم دیا کہ ہم دنیا سے اعراض کریں اور پیٹھ پھیر کے اس سے لاتعلق ہو جائیں۔ کب انہوں نے یہ حکم دیا کہ ہم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا کے میدان سے کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ اور زندگی کی کشاکش سے غافل ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے تو یہ حکم دیا ہے کہ ہم دنیا کیلئے تگ ودو کریں اور اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ کیا ہم وارث نبوت نہیں۔ کیا ہم پر مناصب نبوت کو نبھانے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کیا اس امانت کو اٹھانے کی ذمہ دار ہم نہیں ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا کلام ہماری بات کی تائید کرتا ہے جس میں کسی قسم کا تردد نہیں۔ رب قدوس فرماتے ہیں۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

(توبہ :105)

"اور فرمایئے عمل کرتے رہو۔ پس دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور (دیکھے گا) اس کا رسول اور مؤمن"

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ صدرِ اسلام میں جب اسلامی معاشرہ دولت و ثروت اور شان و شوکت کی زندگی بسر کر رہا تھا اور لھو و لعب میں پڑ کر اسلامی تعلیمات سے دور جا رہا تھا تو رد عمل میں کچھ لوگوں نے ترک دینا کی راہ اختیار کی جسے تصوف کا نام دے دیا گیا۔

حاشا و کلا۔ ایسا ہر گز نہیں۔ یہ کوئی ایسی فکر نہیں جو عیش و عشرت کا ردِ عمل ہو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان عہدِ نبوت سے ہی تصوف کی حقیقی راہ پر گامزن تھے۔ ان کی فطرتِ سلیم تصوف کی نورانی تعلیمات سے مکمل آہنگ تھیں۔ ان کے قلوب و اذھان میں اخلاص و للٰہیت تھی۔ یہ لوگ خالص صوفی تھے اگر انہوں نے کسی خاص وضع قطع کا لباس زیب تن نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی بعد کے ادوار کی طرح اصطلاحات و مذاہب کو تشکیل دیا تھا لیکن وہ تھے خالص صوفی۔

ہوا یہ کہ دولت و ثروت کا جب دور دورہ ہوا اور لوگ اسلام کی فطرتی سادگی کو چھوڑ کر عیش پرستی میں مشغول ہوئے تو ان صحابہ کرام کی زندگی دنیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داروں کی زندگی سے ممتاز ہوتی گئی اور ان کا طریقہ زندگی دنیاداروں سے بالکل مختلف نظر آنے لگا۔

اس گروہ کو جو کتاب و سنت پر سختی سے عمل پیرا تھا اور جنہوں نے تہذیب اور خضارہ کی چکاچوند اور زندگی کے سراب کو قبول نہ کیا مختلف القابات سے موسوم کیا گیا۔ کبھی انہیں زہاد کہا گیا۔ کبھی انہیں نساک کہا گیا۔ پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ فاسفیانہ افکار سے کشید کر کے انہیں متصوف اور ارباب احوال کا ایک نیا لقب دیا گیا۔

کاش یہ سلسلہ یہیں رک جاتا۔ فلاسفہ کی آراء اور متکلمین کے اقوال سے تصوف کی اصطلاحات عاریۃً لے لی گئیں۔ اس طرح مختلف مذہب تشکیل پائے۔ راستے جدا ہوئے اور ایک دوسرے سے مسلمان اس قدر دور ہو گئے کہ پھر انہیں کوئی چیز اکٹھا نہ کر سکی۔

گمراہی کے صحراء اور ظلمات کے جنگلوں میں حاطب اللیل کی طرح رطب و یابس اکٹھا ہوا۔ بھانت بھانت کی بولیاں سننے میں آئیں۔ اس اختلاف نے مذہبی تعصب کا رنگ اختیار کر لیا۔ تصوف کے مادہ لغوی میں اختلاف پیدا ہوا اور لوگ اس حقیقت کو بھول گئے کہ تصوف شعوری حالت ہے فلسفیانہ فکر نہیں۔

بہر حال تصوّف حرص و ھوا اور حبِ دنیا سے دل کی تطہیر کی خاطر ریاضت و مجاہدہ کو کہتے ہیں۔ یہ ریاضت انسان کے اندر اس امانت کو ادا کرنے کی استعداد پیدا کرتی ہے۔ جسے پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔

بس اتنا ہی نہیں ہوا بلکہ عباسی دورِ حکومت کے آخر میں متصوفین اور فلاسفہ کا ایک اور گروہ پیدا ہوا۔ جنہوں نے نئے نئے نظریات پیش کیے۔ قریب تھا کہ بہتری کی ہوائیں رک جاتیں اور معرفت کا شعلہ اپنے آسمان میں ٹھنڈا پڑ جاتا کچھ لوگوں نے ان افکار جدیدہ کا انکار کیا اور ان کی شطحیات اور اوھام سے اپنے عقیدہ کو پاک رکھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان جدید نظریات میں الفناء، الحلول، الاتحاد، اور وحدۃ الوجود جیسے افکار آتے ہیں۔

بعض نے جھوٹ وافتراء سے کام لیا اور قدماء پر یہ بہتان تراشی کی کہ یہ نظریات ان کی کتب سے ماخوذ ہیں۔ مگر حقیقت یوں نہیں تھی۔ قدماء نے جس فنا کا تذکرہ کیا ہے وہ فلسفیوں اور ان متصوفین کی فنا سے الگ مفہوم رکھتی ہے قدماء کے نزدیک فنا سے مراد مؤمن کا خلق سے، حظوظ نفس سے فانی ہونا اور قلبی اھواء ور غائب نفس پر اوامرِ خداوندی کو ترجیع دینا اور مخلوق اور قرابت داروں کو چھوڑ کر محبوب حقیقی کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔

اَنْتَ فَوْقَ الصَّحْبِ عِنْدِیْ فَاِذَا...... غِبْتَ عَنْ عَیْنَیَّ لَمْ اَلْقَ اَحَد

رہا وحدۃ الوجود کا مفہوم جسے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی طرف منسوب کرتے ہیں تو اس کا مفہوم آپ کے نزدیک یہ ہے کہ حقیقی وجود صرف خالق حقیقی کا ہے۔باقی مخلوق کا وجود محض سایے عکس اور تابع کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح سایہ اصل وجود کا محض پر تو ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔اسی طرح کائنات کا وجود صفات خداوندی کا عکس اور پر تو ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اسی طرح پتلیوں کا کھیل ہے۔ پتلیاں خود بخود حرکت نہیں کرتی بلکہ انسان کا ہاتھ انہیں حرکت دیتا ہے۔

رہے دوسرے نظریات جنہیں متاخرین نے پیش کیا مثلاً حلول اور اتحاد تو ان کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ کسی متقی یا اہل ایمان صوفیاء نے انہیں رد کیا ہے اور ان من گھڑت افکار کو کبھی در خور اعتناء نہیں سمجھا۔ اصل تصوف یہ ہے جسے میں نے تم سے بیان کیا ہے۔ روحانی پہلو کی وجہ سے ہی اسلام میں کمال جاذبیت پائی جاتی ہے۔ اسلام کا محور و مرکز تصوف ہے۔ اور اصل تصوف کی تعلیمات شریعت مطہرہ سے کلی طور پر ہم آہنگ ہیں۔

یہ وہ بلند وبالا درخت ہے جس میں کوئی نقص نہیں ہاں بدعت کی جڑی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوٹیوں اور گمراہی کی تھور نے اسے اپنے احاطے میں سمیٹ رکھا ہے۔

کیا ہی بہتر ہو اگر ہم ان طفیلی افکار کی خطرناک بیل کو اکھاڑ پھینکیں جس نے اس شجر سایہ دار کو بڑھنے سے روک رکھا ہے۔

اے میرے بھائی یہ ہے تصوف جس کی نورانی تعلیمات میں نے آپ کے گوش گزار کیں اور آپ انہیں سن کر بہرہ مند ہوئے۔ یہ ہے تصوف کی حقیقت جس پر آپ مطلع ہوئے۔ آیئے۔ اے حرص و ہوا کا آوازہ بلند کرنے والے۔ اور ایمان کے خیمہ میں بیٹھ کر رنگ وراگ کی محفلیں سجانے والے۔ آیئے ہم رات کی تاریکیوں اور دن کے اجالے میں خوبصورت ٹھٹے بیان کرنے والے لوگوں سے ہوشیار ہو جائیں۔ اور اس کے بندوں کی محبت حاصل کریں جن کی راتیں عبادت خداوندی میں گزرتی ہیں اور دن کے اجالے خدمتِ خلق میں بسر ہوتے ہیں۔

آیئے شریعت کی پاکیزہ تعلیمات میں وہ روشنی ہے جو آنکھوں کو اُچک لے۔ اور دل کو اللہ کریم کے نور سے بھر دے۔ ایسی پر نور مجلسوں پر رحمت خداوندی موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے اور اجاڑ و ویران دلوں کو سیراب کر دیتی ہے۔ یہاں سماوی ہوائیں خوشگوار انداز میں خراماں خراماں چلتی ہیں یہاں جو آتا ہے اس کے گریبان حوروں کی سانسوں سے مہک اٹھتے ہیں۔ اور جنت کی خوشبو مشامِ جاں کو معطر کر جاتی ہے۔ یہاں کوثر و تسنیم کی ٹھنڈک سے خوب لطف اندوز ہوتے ہیں اور آرام پاتے ہیں۔

خوش بخت ہے وہ شخص جسے یہ مقام مل گیا۔ اور خوش نصیب ہے وہ انسان جس کا ٹھکانہ اور آرام گاہ بان کا یہ درخت (جنت) ٹھہرا۔

خبردار! اے عقلمند تو نے اس کتاب سے سفر شروع کیا ہے جس کے مراجعت اور تقدیم لکھنے کا مجھے شرف حاصل ہو رہا ہے۔ میں نے اس کتاب کے اوراق میں راہ سلوک کے آداب اور زندگی کے اطوار کو دیکھا ہے۔ یہ آداب اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اطوارِ زندگی کے راستے پر چلنے والوں کو ثابت قدمی، بہادری اور اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ مسافرِ صراطِ مستقیم پر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ نہ مسالک اس کی راہ روکتے ہیں اور نہ مختلف نظریات اس کے راہ میں آسکتے ہیں۔

میری طرح تو بھی ہر فصل میں محبت و عقیدت اور علوم و معانی اور روحانی اطمینان و سکون کا دریا موجزن پائے گا۔

تجھے محسوس ہو گا کہ تیری روح ایمان اور فضیلت کے اعلیٰ و ارفع مقامات و منازل کا طواف کر رہی ہے۔ جیسے کہ سورج منازلِ کمال کا طواف کرتا ہے یا روشن ستارے گردش کناں رہتے ہیں۔ اور گھنے باغوں میں پرندے ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ کر جا بیٹھتے ہیں۔

خالق سے مخلوق کی طرف سفر کر۔ دنیا سے دنیا کے پیدا کرنے والے کی طرف چل کتنا عظیم ہے یہ سفر اور کتنی مقدس ہے یہ سیر۔

خوش بخت ہے وہ انسان تصوف کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی جسے توفیق ملی۔

از : الاستاذ محمد زکریا الزعیم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ التحقیق

ان الحمد للّٰہ نحمدہ ،و نستعینہٗ و نستغفرہ ، و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا، من یھدہ اللہ فلا مضل لہ، ومن یضلل فلا ھادی لہ.

واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، وان محمدا عبدہ ورسولہ.

اللھم صل وسلم علی سیدنا وسندنا و شفیعنا و ذخرنا ونبینا محمد صاحب جوامع الکلم و سید سادات المخلوقات، وعلیٰ آلہ الطیبین الطاھرین ، واصحابہ الاخیار المخلصین، الذین احسنوا اتباعہ فی الحرکات والسکنات، وعلی التابعین لھم باحسان مادامت الارض والسماوات، آمین.

وبعد.

مکتبہ امام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چوتھی کتاب ہے جو علم و معرفت کے شہر دمشق سے بڑی علمی تحقیق اور محنت کے بعد شائع کی جارہی ہے۔ اس سے پہلے تین معرکۃ الآراء کتابیں قارئین سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"سر الاسرار و مظہر الانوار فیما یحتاج الیہ الابرار[1] ہے۔ دوسری "الطریق الیٰ اللہ" ہے اور تیسری "جلاء الخاطر فی الباطن و الظاہر"

ہماری پیش کردہ یہ کتاب "آدابُ السلوکِ والتواصل الی منازلِ الملوک" حضرت امام جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم تالیفات میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب میں اصولِ تصوف اور راہِ سلوک کی تعلیمات کو قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ و تابعین کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ بڑی مفید اور نفع بخش کتاب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں وصول الی اللہ کا شوق رکھنے والوں کے لیے مثالی بنیادیں فراہم کر دیں ہیں۔

کتاب کے شروع میں آپ ان تعلیمات کا تذکرہ فرماتے ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ہر مؤمن پر واجب ہے۔ پھر وہ ابتلاء و آزمائش کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کے فتنوں سے ڈراتے ہیں۔ مخلوق سے فنا اور وصول الی اللہ کو زیر بحث لاتے ہیں۔ پھر انسانی نفس کی حقیقت اور اس کے احوال کو بیان کرتے ہیں۔ پھر مجاہدہ، اس کے ثمرات، اور اہل مجاہدہ کے خصائل حمیدہ کو بیان کرتے ہیں پھر احوال و مقامات مثلاً توکل، صبر، حسنِ خلق، شکر، صدق، تسلیم و رضا، زہد و فقہ، ترکِ حظوظ، محبت اور اس کے آداب اور حقوق کو قلم بند کرنے کے بعد ایک اختتامیہ رقم کرتے ہیں۔ اور "ختامُ المسلک" کے طور پر اس میں خصوصی پند و نصائح کو نقل کیا۔ اور انہیں قیمتی نصائح اور انمول وصیتوں کے ساتھ کتاب کو ختم فرمایا تے ہیں۔

قارئین اس کتاب کے مطالعہ سے جو مفہوم اخذ کریں گے اور جو نقطہ، نظر ان کے سامنے آئے گا اسے ہم مختصراً یوں بیان کر سکتے ہیں کہ مقصود شریعت کی پاسداری کے بغیر ممکن نہیں۔ اسلام کے اصولوں کو اپنا کر ہی فلاح دارین اور

---

[1] "زاویہ" آداب اسلوک سے پہلے شیخ کی اس معرکۃ الآرا کتاب کا ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل کر چکا ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منتہائے مقصود حاصل کیا جاسکتا ہے۔

احکام شریعت اور سلف صالحین کا عقیدہ ہی حضرت شیخ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک راہ طریقت اور تصوّف ہے۔ یہی دین کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں غور و خوض کرنے والے جانتے ہیں کہ جب آپ مریدین اور راہ سلوک کے مبتدیوں کیلئے گفتگو کر رہے ہوتے ہیں تو معرفت و ولایت کے دقائق اور باریکیوں میں جانا پسند نہیں فرماتے۔ یقیناً آپ جانتے ہیں کہ عوام الناس اور مبتدی ایسے دقیق و باریک مسائل سے مفتون ہو سکتے ہیں اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ اہل تصوّف کیلئے ایک پاک دستور تطبیق حرفی پالے۔ جس کے متعلق ابو عمرو دمشقی نے کہا ہے: "جس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر فرض کر دیا ہے کہ آیات و معجزات کو ظاہر کریں تاکہ لوگ ان پر ایمان لائیں اسی طرح اس نے اولیاء کرام پر یہ بات فرض کر دی ہے کہ وہ کرامات کو چھپائیں تاکہ خلق خدا فتنہ و فسادِ قلبی کا شکار نہ ہو"۔

اس کتاب سے متعلق اپنی گفتگو ختم کرنے سے پہلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قاری کو یہ بات یاد کرادوں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے بعض مقامات کی شرح فرمائی ہے۔ استاذ ڈاکٹر محمد رشاد سالم نے اس شرح کو اپنی کتاب "مجموع الفتاوی" میں جمع کر دیا ہے۔

امام ابن تیمیہ نے صرف شرح پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے نہایت زوردار انداز میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کیا ہے۔ ابن تیمیہ کے بقول: شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے زمانہ کے ان عظیم مشائخ کرام میں سے ہیں۔ جنہوں نے شریعت مطہرہ کے امر و نہی کا خصوصی التزام فرمایا ہے اور اسے اپنے ذوق اور خواہشات پر مقدم رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترکِ ہوا اور ضبطِ نفس میں دوسرے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشائخ سے کہیں آگے ہیں۔

قارئین کرام کو یہ کتاب پورے غور و خوص اور توجہ سے پڑھنی چاہیے تاکہ وہ امام جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے ارشادات عالیہ سے کما حقہ مستفیض ہو سکیں۔ اور اسے سمجھ کر کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔

یہ حقیقت ہر آدمی کے پیش نظر رہے کہ اھلِ حق اور اربابِ طریقت کو پہچاننے کیلئے دو نشانیاں ہیں۔ ایک ان کا ظاہر ہے اور ایک باطن۔

اہلِ حق اور ارباب طریقت کا ظاہر شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اور وہ قرآن و سنت سے سرِ مو بھی اِنحراف نہیں کرتے۔

اور باطن بصیرت کے نور سے منور ہوتا ہے اور وہ سلوک کی نبیاد مشاہدۂ بصیرت پر رکھتے ہیں۔ وہ ہر وقت اس خیال میں رہتے ہیں کہ وہ کس عظیم ہستی یعنی محمد النبی ﷺ کی اقتداء کرنے والے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ اور آپ کی جسمانیت کے درمیان اپنی جگہ ایک واسطہ ہیں۔ کیونکہ شیطان آپ ﷺ کی مثالی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ پس راہ سلوک کے مسافر کو بھی اور ان کے مریدین کو حضور ﷺ کی پوری سیرت و صورت کو اپنانا چاہیے۔ تاکہ شیطان ان کی شکل مثالی بھی اختیار نہ کر سکے۔ اہل تصوف اندھی تقلید نہیں کرتے۔ وہ صاحب بصیرت اور اہلِ تحقیق ہوتے ہیں۔ صوفیاء کو جھوٹے مدعیانِ تصوف سے ممتاز کرنے کی اور بھی بہت ساری علامات ہیں لیکن ان تک رسائی ہر شخص کے بس کا روگ نہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جو ان دقیق علامات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

پس جو ابدی سعادت کا خواہاں ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے اوامر کی پیروی کرے اور مناہی سے اجتناب برتے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر و امتنان کرے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کریم ہمیں شریعت مطہرہ پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمل پیرا رکھے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم وہ کام کریں جو وصال الٰہی اور قرب کا ذریعہ ہوں۔ ہم التجا کرتے ہیں کہ ہمیں ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے بیشک وہ تمام مشکلات کو دور کرنے والا سب کچھ جاننے والا، بڑا فضل فرمانے والا اور کریم ہے۔ نیکی کرنے کی قوت اور برائی سے بچنے کی طاقت صرف اس اعلیٰ و عظیم کے دست قدرت میں ہے۔

آخر میں میں اپنے احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے بڑی شفقت فرما کر میری معاونت کی اور مجھے اپنی دعاؤں سے نوازا۔

میں نے یہ کتاب اپنے استاذ، اپنے بھائی اور دوست، استاذ محمد زکریاء الزعیم کی خدمت میں پیش کی تاکہ وہ اسے ایک نظر دیکھ لیں اور مجھ سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ان کی تصحیح فرمادیں۔ انہوں نے پوری توجہ سے میری اس کاوش کا مطالعہ فرمایا۔ فصیح و بلیغ عنوانات کا انتخاب فرمایا۔ اور ایک تقدیم بھی رقم فرمادی جس میں اس موضوع پر بڑی معلومات افزا گفتگو فرمائی۔ ان کی یہ تقدیم موضوع کا پوری طرح احاطہ کرتی ہے۔ میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے میری اس کاوش کو لائق توجہ سمجھا۔

میں اپنے دوست زیاد سروجی کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود احادیث کی تخریج میں میری مدد فرمائی آپ ایک فاضل مصنف ہیں "موسسة البصائر للصف التصویری" آپ کی بہترین تصویر ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

بلادِ شام کے مشہور و معروف خطاط استاذ احمد باری کا شکریہ میرے ذمہ قرض ہے جنہوں نے اس کتاب کی تزئین اور املاء میں میری بھرپور مدد کی۔ احمد باری میرے معلم اور استاذ ہیں۔ اور خطاطی کا فن میں نے انہیں سے سیکھا ہے۔

اپنے دوست اور بھائی انجینئر محمد مازن الفوال کا شکریہ ادا نہ کرنا بے انصافی ہوگی جنہوں نے اپنی قیمتی آراء سے مجھے نوازا اور کتاب پر تحقیق اور اس کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طباعت کے دوران مجھ پر بے حد کرم فرمایا۔

جس شخصیت کا سب سے زیادہ میں ممنون احسان مند ہوں وہ ہیں میرے والد گرامی شیخ مقری نصوح محمد امین عزقول جنھوں نے میری تربیت اور تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ میں ان کی کرم نوازیوں اور کرم گستریوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں ہر اس دوست کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے میری مدد کی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ ان کو خطاؤں سے محفوظ رکھے اور انہیں اس راستے پر چلنے کی توفیق بخشے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیرِ نظر کتاب کے مختلف نسخے

ا۔ مخطوطہ

کتاب کا پہلا اور اصل نسخہ مخطوطہ (قلمی نسخہ) ہے جو "الظاہریہ" لائبریری میں "فتوح الغیب" کے نام سے موجود ہے۔ یہ نسخہ 68اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر ورق پر 17 سطور ہیں۔ لکھائی بہت عمدہ ہے اور خط نسخی میں ہے۔ کاغذ بہت قیمتی اور جلد دیدہ زیب ہے۔ لائبریری میں اس پر درج نمبر 5908 ہے اور محمد مبارک حسنی نام کی ملکیت ظاہر کی گئی ہے۔ میں نے اس نسخے پر کافی اعتماد کیا ہے۔

دوسرا النسخہ

یہ نسخہ بھی مذکورہ لائبریری میں "آداب السلوک والتوصل الی منازل الملوک" کے نام سے نمبر 6221 کے تحت موجود ہے۔ اوراق کی تعداد 87 ہے۔ متوسطہ درجہ کی 13 سطریں ہر ورق میں پائی جاتی ہیں۔ اس کو بھی نسخی خط میں لکھا گیا ہے جو عموماً رائج الوقت ہے۔ اس کو اسماعیل الموہبی القادری نے جو حلب میں مدرّس تھے اپنے لیے لکھوایا تھا۔

تیسرا نسخہ

یہ بھی مذکورہ لائبریری کی زینت ہے۔ اس کا نمبر 8337 ہے اور "الکشف وفتوح الغیب" نام لکھا ہے اوراق کی تعداد 65 ہے۔ سطریں 15 ہیں خط

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نسخی قدیم ہے۔ اس کے لکھنے کا اہتمام 907ھ میں احمد بن عمر الحنفی الشھید نے ابن عبدالسلام کے ساتھ کیا۔

چوتھا نسخہ

"فتوح الغیب" کے نام سے موسوم الظاہریہ لائبریری کا یہ نسخہ 59 اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ چند اور کتابیں بھی ہیں۔ یہ کتاب صفحہ 90 سے شروع ہو کر 149 تک جاتی ہے۔ سطریں 19 ہیں خط مروجہ نسخی ہے۔ بعض اوراق ،کرم خوردہ ہیں۔ جگہ جگہ سے اوراق پھٹے ہوئے ہیں اور ان بوسیدہ اوراق کی جگہ نئے کاغذ لگا کر ایک الگ قسم کے خط کے ساتھ عبارات لکھی ہوئی ہیں۔ اس کا اہتمام سلیمان بن محمد الحوّاط نامی شخص کے ہاتھوں ہوا کتاب کا لائبریری نمبر 8655 ہے۔

پانچواں نسخہ

یہ نسخہ حلب "مکتبہ احمدیہ" میں "فتوح الغیب" کے نام سے موجود ہے۔ اس کے اوراق 52 اور سطور 21 ہیں۔ خط مروجہ نسخی ہے۔ لکھنے والے کے نام اور تاریخ کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ لائبریری میں کتاب کا نمبر 14103 ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے نسخے ہیں جن پر میں نے اعتماد نہیں کیا کیونکہ بہت بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔

(ب) المطبوعہ

پہلا مطبوعہ نسخہ

یہ نسخہ استنبول میں 1281ھ کو زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔ "الظاہریہ" لائبری میں نمبر 2530 کے تحت موجود ہے۔ یہ نسخہ دوسرے نسخوں سے زیادہ خوبصورت انداز میں شائع کیا گیا ہے۔ مگر اس میں کتاب کی غلطیوں کے علاوہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری کئی غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ خصوصاً سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ناشر نے صرف ایک ناقص نسخے پر اعتماد کیا ہے۔

دوسرا مطبوعہ نسخہ

دوسرا نسخہ "المطبعۃ المیمنیہ" نے 1317ھ میں شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ بھی غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔

تیسرا مطبوعہ نسخہ

یہ نسخہ مصطفیٰ البابی الحلبی کے مطبعہ سے 1329ھ میں بہجۃ الاسرار و معدن الانوار کے حاشیہ پر شائع ہوا بہجۃ الاسرار و معدن انوار "شطنوفی کی کتاب ہے۔

چوتھا نسخہ

بھی مذکورہ مطبع (مصطفیٰ البابی الحلبی) سے 1338ھ میں التادفی کی کتاب "قلائد الجواہر فی مناقب عبد القادر کے حاشیے پر شائع ہوا۔

یہ دونوں نسخے تیسرا اور چوتھا غلطیوں سے پر ہیں۔

پانچواں مطبعہ نسخہ

یہ نسخہ عیسیٰ البابی الحلبی کے مطبعہ سے 1392ھ کو شائع ہوا۔

ناشر محترم نے کتاب کے ساتھ بہت سارے قصائد کو بھی شامل کر دیا ہے اور انہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ قصائد حضرت شیخ کے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ قصائد امام عبدالکریم جیلی کے ہیں۔ ان قصائد میں ایک قصیدہ "قصیدۃ النادرات العینیہ" ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ ناشر کو پتہ تھا کہ یہ اور دوسرے تمام قصائد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے وہ ابیات حذف کر دیے ہیں جن میں امام عبدالکریم الجیلی نے اپنے حالات زندگی لکھتے ہوئے اپنی تاریخ پیدائش کا تذکرہ کیا ہے۔ ناشر نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

انہیں حذف کر کے ان کی جگہ "بیاض فی الاصل" کے الفاظ لکھ دیے ہیں۔

یہ نسخہ غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔ کئی جگہ عبارت واضح نہیں اور کچھ اوراق پھٹے ہوئے ہیں۔

چھٹا مطبوعہ نسخہ

دمشق کے "دار الالباب" مکتبہ سے اسے 1406ھ میں شائع کیا گیا۔ اس نسخے پر یہ عبارت درج ہے۔ ضبطھا ووثقھا محمد سالم بواب۔ یعنی "اسے محمد سالم بواب نے لکھا اور سنوارا"۔ محمد سالم بواب نے یہ اشارہ بھی دیا ہے کہ انہوں نے دوسرے اور پانچویں نسخے پر اعتماد کر کے اسے تیار کیا ہے۔ اور یہ دونوں نسخے غلطیوں سے اٹے پڑے ہیں۔ اوراق بوسیدہ اور پھٹے ہوئے ہیں۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے دو نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ نسخہ نص سے پوری مناسبت رکھتا ہے۔ لیکن جب میں نے دوسرے نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کر کے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ جو عبارت حاشیہ میں ہے وہ کتاب کی نص سے زیادہ صحیح ہے۔

اس مطبوعہ میں بھی کئی غلطیاں اور ردوبدل ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اشارہ کیا ہے اس نسخے کی تیاری کرتے وقت دو کمزور نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پانچویں نسخے میں قصائد کے بارے ہم بات کر آئے ہیں۔

ہم انہیں معذور خیال کرتے ہیں کیونکہ انہیں اس کتاب کے مختلف نسخے اور مخطوطے میسر نہیں تھے۔

میں اس بات کا تذکرہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے تلامذہ اور مریدین نے بہت سارے اشعار کو آپ علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت نے چند اشعار کے علاوہ باضابطہ طور پر شاعری نہیں فرمائی۔ ایسا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محسوس ہوتا ہے کہ یہ عقیدت مندی کی وجہ سے کیا گیا تاکہ شیخ کا اپنے ہم عصروں اور اہل تصوف میں بلند مقام و منزلت کو ظاہر کیا جاسکے۔

ایک اور جدید نسخہ بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جو دارالقادری دمشق اور بیروت سے "شرح فتوح الغیب شیخ الاسلام ابن تیمیہ" کے نام سے شائع ہوا۔ اس کی اشاعت کا اہتمام الاستاذ حسن السماحی سویدان نے کیا۔ میں نے اس نسخے پر اعتماد نہیں کیا۔ اگرچہ یہ نسخہ دو نسخوں۔ استنبول اور مصطفیٰ البابی الحلبی کے نسخوں پر اعتماد کر کے تیار کیا گیا ہے لیکن یہ بھی اپنے سے پہلے نسخوں کی طرح ہے اور اس میں کئی ایسی غلطیاں بھی ہیں جو پہلے نسخوں میں نہیں تھیں۔

یہاں میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کتاب کی مکمل شرح تحریر نہیں کی۔ بلکہ صرف اٹھتر میں سے صرف پانچ مقالات کی شرح لکھی ہے۔ اور اس شرح کو انہوں "شرح کلمات من فتوح الغیب" کا نام دیا ہے۔

لیکن کتاب تیار کرنے والے نے "من" کے لفظ کو حذف کر دیا ہے تاکہ قاری یہ سمجھے کہ امام ابن تیمیہ نے کتاب کی مکمل شرح لکھی ہے۔ میرے خیال میں یہ سب دنیاوی اغراض و مقاصد کیلئے کیا گیا ہے۔

کتاب کی تیاری میں میرا کام

۱۔ قابل اعتماد نسخے میں متن کتاب لکھنے کے بعد میں نے اس کا دوسرے نسخوں سے موازنہ کیا۔ اگر نسخوں میں معمولی سا بھی کوئی اختلاف نظر آیا تو اسے اس متن میں شامل کیا۔ ہاں واضح غلطی یا زائد از ضرورت عبارت اگر کہیں تھی تو اسے چھوڑ دیا۔ یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ فلاں لفظ یا عبارت مختلف فیہ ہے اس نشان { } کو استعمال کیا ہے۔

۲۔ معنی کو درست کرنے کیلئے کہیں مجھے چند الفاظ کا اضافہ کرنا پڑا۔ ایسے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الفاظ کیلئے میں نے یہ علامت [ ] اختیار کی ہے۔

۳۔ قرآن کریم کی آیات کو صحیح املاء سے ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے العلی القدیر ذات سے امید رکھتا ہوں کہ قرآن آیاتی صحیح ہوں گی اور وہی ہونگی جن کا مؤلف ارادہ رکھتے تھے۔

۴۔ آیات کی تخریج میں سورۃ کا نام، نمبر اور آیت کا نمبر بھی لکھ دیا ہے تاکہ مراجعت کرنے میں آسانی رہے۔

۵۔ احادیث شریفہ کی تخریج کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اور اس کی حیثیت بھی لکھ دی ہے کہ کیا یہ صحیح ہے۔ حسن ہے موضوع ہے وغیرہ۔ بعض احادیث کی تخریج کوشش کے باوجود نہیں ہو سکی۔ تو وہاں میں نے لکھ دیا ہے کہ میرے پاس موجود مصادر میں مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

۶۔ مشکل الفاظ اور قابل وضاحت عبارت کی تشریح و توضیح بھی کر دی ہے۔

۷۔ مناسب عنوانات تجویز کر دیئے ہیں۔

اے قاری محترم میں یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میں نے اس کی تیاری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ہر طرح کی کوشش کی ہے۔ اور پوری محنت سے اس کام کو مکمل کرنے کی سعی کی ہے۔ اگر میں کامیاب ہوا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں اگر کہیں کوتاہی ہو گئی ہے تو میرا کام تھا پوری دیانت داری اور محنت سے کام کرنا۔

اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس تحریر سے نفع اندوز کرے۔ ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ اپنا قرب بخشے اور ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالے۔ ہم اس کریم ذات سے دعا کرتے ہیں کہ مولا ہم صرف کتاب کے جمع و حفظ پر بھی اکتفانہ کریں بلکہ اپنے فضل سے اور رحمت سے ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اس پر عمل پیرا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

محمد غسان نصوح عزقول

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

(اسی ذات پر مجھے بھروسہ ہے)

مجھے میرے جد بزرگوار امامِ وقت عالمِ ربانی، عارفِ حقانی، صاحب زہد و تقویٰ، عابد و زاہد، قدوۃ المشائخ، قطب الاسلام، علم الزھاد دلیل العباد، قامع البدعۃ، ناصر السنۃ حضرت ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ و جمعنا وایاہ فی مستقر رحمۃ نے اپنی ایک تحریر کے ذریعے بتایا جو انہوں نے میری خاطر تحریر فرمائی اور اس تحریر کی روایت کی مجھے اجازت دی۔ جبکہ صفر کا مہینہ تھا اور سن ہجری 561ھ تھا۔

اور ان سے یہ خبر ہمیں ہمارے والد گرامی امام و عالم، زاہد و عابد صاحب زھد و ورع زیبِ دین و شرع یکتائے روزگار حضرت ابوبکر عبدالرزاق بن عبدالقادر بن ابی صالح بن عبداللہ الجیلی نے دی۔ آپ نے فرمایا یہ کتاب میرے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے سامنے پڑھی گئی اور میں خود سن رہا تھا۔ منگل کا دن تھا۔ ربیع الاول شریف کا مہینہ تھا اور سن ہجری 553ھ تھا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے والد نے جو یکتائے روزگار تھے، جنہیں تائید ایزدی میسر تھی۔ جو اماموں کے امام تھے سید الطوائف ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح بن عبد اللہ الجیلی قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ نے فرمایا۔

اول و آخر، ظاہر و باطن سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔ اتنی تعریفیں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے۔ جتنا اس کے عرش کا وزن ہے۔ جتنی اس کے اسماء و صفات کی مقدار ہے۔ جتنی اس ذات اقدس کی رضا ہے۔ ہر جفت اور طاق عدد کے برابر۔ ہر رطب و یابس اور جتنی چیزیں اس نے مقدر فرمائی ہیں اور جتنی چھوٹی بڑی چیزیں تخلیق ہو چکی ہیں اتنی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ہمیشہ ہمیشہ بلا انقطاع۔ (مطلب یہ ہے کہ بے شمار و بے انداز تعریفیں اللہ رب العالمین کو سزاوار ہیں) اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور کسی قسم کا تفاوت نہیں رکھا۔ اس نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر فرمایا۔ ہر چیز کو راہ دکھائی اور زندہ و مردہ گردانا جس نے انسانوں کو خوشیاں بخشیں اور غم دیے۔ بعض کو قرب سے نواز اور بعض کو اس دولت سے محروم رکھا۔ اپنے بعض بندوں پر رحم فرمایا۔ اور بعض کو رسوا کر دیا۔ کچھ کو سعادت مند ٹھہرایا اور کچھ کو شقی اور بدبخت بنا دیا۔ کچھ ایسے ہیں جنہیں بخش دیا اور کچھ ایسے ہیں جنہیں محروم کر دیا۔ اسی کے حکم سے سات محکم آسمان ایستادہ ہیں۔ اسی کے امر سے کوہسار کو گویا لنگر انداز کر دیا گیا اور میخوں سے زمین میں جڑ دیا گیا ہے۔ اسی کے فضل و کرم اور حکم سے زمین کا فرش بچھا ہے۔ کوئی اس کی رحمت سے مایوس نہیں اور کوئی اس کی سزا سے مامون نہیں۔ کوئی نہیں جس کے بارے اس کا فیصلہ نافذ نہ ہو سکے اور ایک بھی نہیں جو اس کے حکم کے بغیر حرکت کر سکے۔ کسی کو اس کی بندگی سے عار نہیں اور کوئی اس کی نعمت سے خالی دامن نہیں۔ وہ اپنی نعمت و عطا کی بدولت محمود ہے اور محروم کرنے[1] کی وجہ سے مشکور ہے۔

---

[1] المشکور۔ مجازی کا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مصائب و آلام کو بندے سے دور کر کے مشکور ہے۔ یعنی امن عطا کرنے کی بدولت لوگ اس ذات اقدس کا شکر بجالاتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درود و سلام ہوں اللہ تعالیٰ کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم پر جس کے دین کی پیروی کرنے والا منزل پا گیا اور روگردانی کرنے والا ہلاک اور گمراہ ٹھہرا۔

راست گو پیغمبر ﷺ جن کی سچائی مسلم ہے۔ جنہوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اپنے رفیق اعلیٰ کے طالب ہوئے اور اسی ذات اقدس کو چاہا۔ جنہیں اللہ نے اپنی مخلوق پر بزرگی عطا کی اور کائنات سے منتخب فرمایا لیا۔ جن کے تشریف لانے سے باطل ناپید ہو گیا اور حق کا ظہور ہوا اور جن کے نور سے زمین چمک اٹھی۔

ایک بار پھر (یعنی ہمیشہ) درودھائے تمام، طیب و مبارک اور ستودہ برکتیں ہوں آپ پر، آپ کی آلِ اطہار پر، صحابہ کرام پر اور نیکی میں ان کی پیروی کرنے والوں پر جو اپنے کردار کے لحاظ سے اپنے رب کے نزدیک نیک ترین اور گفتار کے اعتبار سے صادق ترین لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا چال چلن شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہے۔

اس حمد وصلاۃ کے بعد ہم حضور باری تعالیٰ میں نہایت عاجزی و انکساری سے دعا اور التجا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار، ہمارے خالق، ہمیں عدم سے وجود بخشنے والے، ہمارے رازق، ہمیں کھلانے پلانے والے۔ ہمیں نفع دینے والے ہمارے محافظ و نگہدار، ہمیں نجات بخشنے والے مصیبتوں سے بچانے والے اور ہر ایذاء و تکلیف دہ چیز سے دور رکھنے والے! یہ سب نعمتیں اس ذات پاک کی رحمت، فضل و کرم اور احسان کی بدولت ہیں۔ اقوال وافعال میں، ظاہر و مخفی ہر دو صورتوں میں، شدت و رخاء میں اور کتمان و اظہار ہر صورت میں اس کے اقوال وافعال میں ہمیشہ حفاظت فرمائی (اسی لیے یہ نعمتیں میسر آئیں) وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو اس کی مشیت ہوتی ہے حکم کرتا ہے۔ ہر پنہاں چیز کو جاننے والا تمام شیون واحوال سے واقف، زلات وطاعات اور قربات سے آگاہ تمام آوازوں کو سننے والا ان تمام دعاؤں کو قبول کرنے والا جن کو چاہے اور جس کے لیے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چاہے اور ارادہ فرمائے۔ اس کے بعد (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ رات، دن برابر، لحظہ بلحظہ، ہر ساعت اور ہر وقت تمام حالات میں اس کی رحمتوں کی بارش جاری ہے۔

رب قدوس کا ارشاد ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ النحل :18)

(اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم انہیں گن نہیں سکو گے)

وَمَابِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (سورۃ النحل :53)

(اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں)

بھلا مجھ میں یہ طاقت کہاں۔ دل و زبان کو یہ یارا کہاں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان نعمتوں کو گن سکے۔ ان کا احصاء کر سکے۔ ان کو گننا انسانی بس میں نہیں۔ نہ عقول ان کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور نہ اذہان ان کو ضبط کر سکتے ہیں۔ یہ نعمتیں عقل سے ماوراء ہیں زبان ان کے بیان سے قاصر ہے۔

پس ان جملہ نعمتوں میں سے جن کی تعبیر کی زبان کو طاقت بخشی جن کے اظہار کی کلام کو طاقت دی۔ جنہیں انگلیوں کے پوروں نے لکھا بیان نے جن کی تفسیر کی ان جملہ نعمتوں میں سے یہ کلمات بھی ہیں جو میرے لیے غیب کے راستے سے ظاہر و باہر ہوئے۔ پس یہ دل میں وارد ہوئے اور اس میں جاگزیں ہو گئے پھر انہیں صدق حال نے عیاں اور آشکارا کر دیا۔ (یعنی صدق حال و مقال اکٹھے ہو گئے) پس لطف خداوندی نے خود انہیں ظاہر و باہر فرمادیا۔ اللہ کا کرم ہوا اور اس کی تعبیر میں کوئی خطا نہیں ہوئی۔ یہ کلمات طالبانِ حق اور اربابِ علم و معرفت کی رہنمائی کا سامان ہیں۔ اس لیے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلوں کی غذا اور زادِ راہ

بندۂ مؤمن کے لیے ہر حال میں تین امور کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی کرے۔

۲۔ اس کی مناہی (جن چیزوں سے اس نے روکا ہے) سے اجتناب برتے۔

۳۔ اور قضاء و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کردے اور خوشی اسے قبول کرلے۔

ادنیٰ سے ادنیٰ کیفیت ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ کسی حال میں ان تین امور سے غافل نہ رہے اور کسی صورت اسے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

ان تینوں امور کو دل میں جگہ دے۔ اپنے نفس کو ان کا پابند کرے اور اپنے اعضاء و جوارح کو ان کی ادائیگی میں مشغول رکھے۔

مرغوبات کا حصول عمل کے بغیر ناممکن ہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:

سنت کی پیروی کرو اور بدعتوں سے بچو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی فرمانبرداری کرو اور نافرمانی سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں یکتا یقین کرو اور شرک نہ کرو اس ذات اقدس کو ہر عیب سے پاک سمجھو اور اس کے بارے غیر مناسب گفتگو نہ کرو۔ اس کی بارگاہ میں سوال کرو اور مایوسی کا اظہار مت کرو۔ اس کی رحمتوں اور مہربانیوں کے امیدوار رہو انتظار کرو اور شک نہ کرو۔ صبر سے کام لو اور جزع فزع سے بچو۔ ثابت قدم رہو اور راہ حق سے نہ بھاگو۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور عداوت کا رویہ نہ اپناؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر ایک ہو جاؤ اور الگ الگ فرقے نہ بناؤ۔ باہم محبت و مودت رکھو اور بغض و عناد سے دور رہو۔ گناہوں سے مجتنب اور پاک رہو اور نافرمانی کی گندگی سے عصمت کو آلودہ نہ ہونے دو۔ اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری سے حقیقی زیب و زینت حاصل کرو اور اس کے در رحمت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے منہ نہ پھیرو۔ اسی کی چوکھٹ پر سر نیاز رکھ دو۔ توبہ کرنے میں دیر نہ کرو اور رات دن اپنی خطاؤں اور لغزشوں کی معافی مانگتے رہو۔

شاید تم پر رحم ہو جائے۔ تم سعادت حاصل کر لو۔ آگ سے دور کر دیے جاؤ جنت میں داخل کیے جاؤ۔ وصالِ حق کی دولت پاؤ۔ سلامتی کے گھر (جنت) میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکو اور جوان باکرہ عورتوں کے ساتھ مجامعت کی نعمت سے سرفراز کیے جاؤ۔ جنت کے اس گھر میں تمہیں خلود نصیب ہو۔ عمدہ گھوڑوں پر سواری کرو۔ سرو قد، ماہ جبیں صاف و شفاف بدن والی غیر مدخولہ آہو چشم حوروں سے لطف حاصل کرو۔ وہاں تمہیں طرح طرح کی خوشبوئیں حاصل ہوں، ان نعمتوں کے ساتھ ساتھ خوش گلو جوان عورتوں کے نغماہائے کیف و سرور سے لطف اندوز ہو سکو اور انبیاء صدیقین، شہداء و صالحین کی معیت میں رہو اور اعلیٰ علیین تک بلند کیے جاؤ۔

ابتلاء و آزمائش میں روحانی بالیدگی اور بصیرت کی بیداری ہے

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جب انسان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس مصیبت سے نکلنے کی پہلے خود کوشش میں کامیاب نہ ہو تو پھر دوسروں سے مدد طلب کرتا ہے۔ مثلاً فقر و افلاس میں سلاطین، امراء، منصب داروں کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ بیمار ہو تو طبیب کے پاس جاتا ہے۔ اگر یہاں بھی کام نہ بنے اور مایوسی ہو پھر بارگاہ خداوندی میں عاجزی و انکساری سے التجا کرتا ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکا دیتا ہے۔ جب تک اپنی مدد آپ کے تحت کچھ کر سکتا ہے مخلوق کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ جب تک مخلوق سے تائید ملتی رہتی ہے خالق کی طرف رجوع نہیں کرتا اور جب مخلوق سے اور اپنے آپ سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر امید و بیم کی کیفیت میں خالق تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کناں ہوتا ہے۔

لیکن اللہ کریم اسے دعا سے درماندہ کر دیتا ہے (یعنی وہ دعا مانگ کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھک جاتا ہے) اور اس کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ حتی کہ انسان تمام اسباب سے تعلق توڑ دیتا ہے۔ ایسے میں بندے میں اللہ کا حکم جاری ہوتا ہے۔ اور خالق اپنا فعل صادر فرماتا ہے۔ پھر بندہ روح محض بن جاتا ہے (یعنی بشریت دم توڑ دیتی ہے اور روحانیت کار فرما ہو جاتی ہے) بندہ ہر طرف اللہ کریم کے فعل کو دیکھتا ہے۔ پس وہ صاحب یقین اور موحد بن جاتا ہے اسے یقین ہو جاتا ہے کہ حقیقی فاعل تو اللہ عزوجل ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی حرکت دینے والا ہے اور نہ حرکت کو روکنے والا۔

خیر و شر، نفع و نقصان، منع و عطا، بست و کشاد، موت و حیات، عزت و ذلت، غنی و فقر سب اللہ عزوجل کے دست قدرت میں ہے۔ انسان کو جب یہ یقین ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو تقدیر کے ہاتھ میں دے دیتا ہے جس طرح شیر خوار بچہ دایہ کے ہاتھ میں، میت غسال کے ہاتھ میں اور گیند کھلاڑی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ اسے اپنی مرضی سے ادھر ادھر۔ دائیں بائیں، اوپر نیچے جیسے چاہتا ہے الٹ پلٹ کرتا ہے۔ جس طرح میت، گیند اور بچے کی کوئی حرکت اپنی نہیں ہوتی اسی طرح انسان کی کوئی حرکت اس کی اپنی نہیں رہتی وہ اپنے آپ کو کلیتاً اللہ تعالیٰ اور اس کے فعل کے سپرد کر دیتا ہے اور اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے۔ نہ وہ کچھ سنتا ہے اور نہ کچھ سمجھتا ہے۔

اور اگر دیکھتا ہے تو اسی کے دکھائے دیکھتا ہے۔ سنتا اور جانتا ہے تو اسی کے کلام کو سنتا اور اسی کے جتائے سے جانتا ہے۔ وہ اسی ذات اقدس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اسی کے قرب کی سعادت سے بہرور کیا جاتا ہے۔ حضوری کی نعمت سے مزین و مشرف ہوتا ہے۔ اللہ کریم کے وعدہ سے خوش ہوتا ہے اور سکون حاصل کرتا ہے۔ اسی ذات سے مطمئن اس کے کلام سے مانوس ہوتا ہے۔ غیر اللہ سے وحشت و نفرت کرتا ہے۔ اللہ کے ذکر کی نجات اور پناہ چاہتا ہے۔ اسی پر بھروسہ، اسی پر توکل کرتا ہے۔ اس ذات اقدس کے نور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معرفت سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اپنے ظاہر و باطن کو منور کرتا ہے۔ اسی کے عطا کردہ علوم لدنی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کی قدرت کے اسرار پر جھانکتا ہے۔ اسی سے سنتا ہے۔ اسی سے یاد کرتا ہے۔ اسی کی حمد و ثنا کرتا ہے "صرف اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کے ہاتھ اللہ کی بارگاہ کے علاوہ کسی کے آگے بلند نہیں ہوتے۔

حرص و ہوا کی کانٹے دار جھاڑیاں اکھاڑ دے تاکہ شجرِ کمال کے سائے میں آرام ملے حضرت شیخ محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا۔ جب تو مخلوق سے مر جائے گا تو تجھے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر رحم فرما دیا ہے۔ اور تیری خواہش سے تجھے موت دے دی ہے۔ اور جب تو اپنی خواہشات سے مر جائے گا تو تجھے کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر رحم کیا ہے اور تجھے تیرے ارادے اور تمنا سے موت دے دی ہے۔ اور جب تو اپنے ارادے سے مر جائے گا تو تجھ سے کہا جائے گا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے حقیقی زندگی عطا کی ہے۔ اس کے بعد تجھے اس دنیا میں وہ زندگی عطا ہو گی جس کے بعد موت نہیں۔ ایسی نعمت سے نوازا جائے گا جس کے بعد محرومی نہیں۔ ایسی غنیٰ عطا ہو گی جس کے بعد کوئی فقر نہیں۔ ایسی عطا سے سرفراز ہو گا جس کے بعد محرومی نہیں۔ ایسی راحت ملے گی جس کے بعد مشقت نہیں ایسا علم پائے گا جس کے بعد جہالت نہیں۔ ایسا امن نصیب ہو گا جس کے بعد خوف نہیں۔ ایسی سعادت حاصل ہو گی جس کے بعد شقاوت نہیں۔ وہ عزت دی جائے گی جس کے بعد ذلت نہیں۔ قرب الٰہی کا وہ درجہ ملے گا جس کے بعد تمام دوریاں ناپید ہو جائیں گی۔ وہ رفعت و بلندی ملے گی کہ جس کے بعد پستی نہیں ہو گی۔ عظمت پائے گا اور تیری کسی قسم کی تحقیر نہیں ہو گی۔ تجھے پاک کیا جائے گا اور ہر قسم کی آلائش سے دور کر دیا جائے گا۔ تجھ میں آرزوئیں متحقق ہو نگی۔ تیرے بارے سب اچھی باتیں پوری ہو نگی۔ تو کبریت احمر بن جائے گا تو سمجھ سے بالاتر مقام کا حامل ہو جائے گا۔ تجھ جیسا دوسرا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی نہیں ہو گا۔ تو ایسا یکتائے روزگار ہو گا کہ کوئی تیرا شریک نہیں ہو گا تو ایسا فرد مزید اور واحد وحید قرار پائے گا کہ تیرا کوئی ہم مرتبہ نہیں ہو گا۔ غیب الغیب سراسر ہو جائے گا (یعنی اسرار غیبیہ اور مخفیہ پر یوں مطلع ہو گا کہ خود لوگ تیری باتوں کو نہیں سمجھ سکیں گے اور تیرے کمالات تک رسائی حاصل نہیں کر سکیں گے) ایسے میں تو ہر رسول اور نبی و صدیق کا وارث ٹھہرے گا۔ تجھ پر ولایت کے کمالات ختم ہو جائیں گے۔ تیری جناب میں لبدال حاضری دیں گے۔ تیرے وسیلے سے مشکلات آسان ہو نگی۔ تیرے صدقے سے بارشیں برسیں گے۔ تیرے طفیل کھیتیاں اگیں گی تیری وجہ سے رنج و محن دور ہو نگے۔ خاص و عام تجھ سے فائدہ پائیں گے۔ سرحدوں پر رہنے والے، راعی، رعایا، آئمہ امت اور اللہ کی سب مخلوق تجھ سے فیض یاب ہو گی۔ تو شہروں اور شہروں میں بسنے والے لوگوں کیلئے کوتوال ہو گا۔ لوگ قطع مراحل کر کے دور دور سے تیری خدمت میں حاضر ہو نگے۔ تیری بارگاہ میں خالق کل اللہ رب العزت کے اذن سے انواع واقسام کے تحفے اور نذرانے پیش کریں گے۔ زبانیں تیری مدح و ستائش کریں گی۔ اہل ایمان تیرے بارے متفق ہو نگے اور کہیں گے۔ اے ستودہ صفات۔ اے وہ جو آبادیوں اور جنگلوں میں رہنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے اور ذوالفضل الامتنان جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔

وہ سراب جسے پیاسا پانی گمان کرتا ہے

حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کا ارشاد ہے:

جب تو اربابِ دنیا اور ابنائے وقت کو دیکھے کہ وہ دنیا کی زیب و زینت، اس کے جھوٹے فریب اور ہم رنگ زمین جال میں پھنسے ہیں، بے وفا، عہد شکن، بظاہر خوش گوار اور بباطن مکروہ و ناپسندیدہ۔ گناہ کی آماجگاہ دنیا ان کے مطمع نظر اور مقصود ہے تو ایسا خیال کر کہ کوئی شخص جائے ضرورت پر بیٹھا رفع حاجت کر رہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔اس کا ستر ننگا ہے۔ماحول میں غلاظت کی بو پھیل رہی ہے۔یقیناً ایسے شخص کو دیکھ کر تو اپنی نگاہیں نیچی کر لے گا اور بدبو سے بچنے کیلئے منہ ڈھانپ لے گا۔

دنیا کو اسی گندگی کی طرح ناپسند کر۔جو اس پر نظر پڑے تو اس کی زیب و زینت سے آنکھیں نیچی کر لے۔اس کی لذات و شہوات کی بدبو سے اپنی ناک کو ڈھانپ لے تاکہ تو دنیا اور اس کی آفات سے بچ جائے اور مقدر میں لکھا رزق بے منت غیر تجھے مل جائے۔

رب قدوس نے اپنے محبوب نبی محمد مصطفیٰ ﷺ سے فرمایا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَالِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى

(طه:131)

(آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو یہ محض زیب و زینت ہیں دنیوی زندگی کی (اور انہیں اس لیے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے)

میں تیرا قرب چاہتا ہوں اور تیری خوشنودی کا طالب ہوں

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: خلق خدا سے بحکم خداوندی خواہش سے بتقدیر الٰہی اور اپنے ارادے سے بفعل ربانی فنا ہو جاتا کہ تو علم الٰہی کے لیے ظرف کا کام دے سکے (یعنی تجھے علم لدنی حاصل ہو)

مخلوق سے فناء ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو ان سے قطع تعلق کر لے۔ان کے پاس آمد و رفت موقوف کر دے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہو جا۔

اپنی ذات اور اپنی خواہش سے فناء ہونا یہ ہے کہ تو حصول منفعت اور دفع

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرر میں دنیاوی اسباب سے تعلق اور کسب کو ترک کر دے۔ آپنے سود و زیاں کے لیے تو بذات خود اپنے ارادے سے کوئی حرکت نہ کرے اور اپنی ذات کی خاطر اپنی دانش و تدبیر پر اعتماد نہ کرے۔ نہ تو اپنے آپ سے مضرات دور کرے اور نہ اپنے نفس کی مدد کرے۔ بلکہ ہر چیز اس ذات کے سپرد کر دے جو پہلے بھی تیرا کارساز تھا اور بعد میں بھی تیرا کارساز ہو گا۔ جس طرح کہ تیرا سب کچھ اللہ کریم کے سپرد تھا جبکہ تو اپنی والدہ کے رحم میں تھا اور پھر اپنے پنگھوڑے میں شیر خوار بچہ تھا۔

تیرے ارادے کی بفعل خداوندی فناء یہ ہے کہ کبھی کسی چیز کا ارادہ نہ کرے تیری کوئی غرض و غایت اور حاجت و طلب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ہوتے ہوئے تو اور کسی چیز کا ارادہ کر ہی نہیں سکتا۔ بلکہ فعل خداوندی تجھ میں جاری و ساری ہے۔ تو خود عین اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اس کا فعل ہے۔ تیرے اعضاء ساکن، دل مطمئن، سینہ کشادہ، چہرہ منور، باطن آباد اور تو اپنے خالق کی محبت میں اس طرح سرشار ہے کہ ہر چیز سے غنی ہے اللہ کے دست قدرت کے تو سپرد ہے۔ تجھے وہ حرکت دے رہا ہے۔ لسان ازل تجھے بلاتی ہے۔ تیرا پروردگار تجھے سکھاتا ہے۔ تجھے اپنے نور خاص اور اجلال کا لباس اور عزت کی قبائیں پہناتا ہے سو تو سلف صالحین کے مرتبے پر فائز ہو جائے گا جو کہ علم کے مینار تھے۔ جب تو ان نعمتوں سے بہرہ ور ہو جائے گا تو تو شکستہ قلب بن جائے گا۔ پھر تیرے دل میں شہوت اور ارادہ نہیں ٹھہر سکے گا جس طرح ٹوٹے ہوئے برتن میں مائع اور مائع میں موجود کثافت نہیں ٹھہر سکتی۔ تیرا دامن رذائل بشری سے پاک ہو جائے گا۔ تیرا باطن غیر کو قبول ہی نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سواء یہاں کسی اور کا بسیرا نہیں ہو گا امور تکوینیہ تیرے سپرد ہونگے۔ کرامات تیرے ہاتھ پر صادر ہونگی۔ ان کرامات اور خرق عادت امور کے پیچھے جن کا صدور تیرے ہاتھ سے ہو گا در حقیقت قدرتِ خداوندی کار فرما ہو گی اور یہ اسی کے فعل اور علم و ارادہ کی کرشمہ سازی ہو گی۔ تیرا شمار شکستہ قلب لوگوں میں ہونے لگے گا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جن کے بشری ارادے ناپید اور شہوات طبعیہ زائل ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور بشری ارادوں کی جگہ مشیتِ ربانی اور ارادۂ خداوندی کارفرما ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ و اصحابہ نے فرمایا۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلَاثٌ النساءُ والطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ[۱]

(میرے لیے دنیا کی تین چیزیں محبوب بنائی گئی ہیں۔ عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے)

حضور نبی کریم ﷺ نے ان چیزوں کی محبت کو اپنی طرف منسوب کیا اس کے بعد کہ ارادۂ بشری کی دسترس سے آپ نکل چکے تھے اور انسانی خواہش آپ سے زائل ہو چکی تھی۔ جیسا کہ ہم مذکورہ گفتگو میں اشارہ کر آئے ہیں۔

حدیث قدسی ہے۔ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرِ قُلُوْبُھُمْ مِنْ اَجَلِیْ[۲]

(میں ان لوگوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے لیے شکستہ ہوتے ہیں)

۱۔ اس حدیث پاک کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں نقل فرمایا ہے۔ اس کے راویوں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی میں اس کا نمبر 3939 ہے۔

۲۔ الاسرار المرفوعہ نمبر 70۔ از قاری۔ آپ حضرت سخاوی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان کے بقول اسے غزالی نے "البدایہ" میں ذکر فرمایا۔ میں (محشی) کہتا ہوں کہ پوری حدیث یوں ہے۔ وانا عند المندرسة قبورهم لاجلي۔ دوسری روایات میں قبورھم کی جگہ قلوبھم کے الفاظ ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح ترین ہے۔ کیونکہ قلبی انکسار بارگاہ الٰہی میں تذلل و انکساری کا پہلا مرحلہ ہے اور آخری مرحلہ فناء کا ہے۔ اس میں غور و فکر کریں۔ یہ صوفیاء کے اسلوب کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔

ان حدیثوں کے بارے جو کچھ بھی کہا جائے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ دونوں موضوع ہیں جیسا کہ ملا علی قاری اور امام سخاوی نے تصریح فرمائی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تجھے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ حاصل نہیں ہو سکتی جب تک شکستہ ذات نہیں ہو جاتا۔ یعنی تیری خواہش اور ارادہ ٹوٹ پھوٹ نہیں جاتے۔ پس جب تیری ذات مکمل طور پر ٹوٹ جائے گی تجھ میں کوئی چیز قرار پزیر نہیں ہو سکے گی اور تو اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کے لائق نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ایک نئی زندگی عطا فرمادے گا۔ تجھ میں ایک نیا ارادہ پیدا فرمادے گا پھر تو اسی ارادہ سے ارادہ کرے گا۔ پس جب تو اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اس ارادے میں پایا جائے گا تو پروردگار عالم اس ارادے کو توڑ دے گا کیونکہ اس میں تیرا پورا وجود پایا جا رہا ہے پس تو ہمیشہ کیلئے منکسر القلب ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیرے اندر ہر لحہ ایک ارادہ پیدا فرمائے گا اور پھر تجھے اس میں موجود پا کر اس ارادہ کو تجھ سے دور کر دے گا حتیٰ کہ تقدیر کا لکھا پورا ہو جائے گا اور تجھے بارگاہ خداوندی میں حضوری کی نعمت میسر آجائے گی۔ یہی معنی ہے اس حدیث پاک کا کہ میں ان لوگوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے لیے شکستہ ہو جاتے ہیں۔

ہمارے قول (عندوجود فیھا) کا مطلب یہ ہے کہ جب تو اس ارادے سے مطمئن ہو جائے گا اور اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ حدیث قدسی ہے۔

لَايَزَالُ عَبْدِى الْمُؤْمِنُ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبُّهٗ.
فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُبِهٖ وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَاوَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَسْعٰى بِهَا[1]

دوسری روایت میں

فَبِیْ يَسْمَعُ وَبِیْ يُبْصِرُ وَبِیْ يَبْطِشُ وَبِیْ يَعْقِلُ کے الفاظ ہیں۔

"میرا بندہ یعنی مؤمن نوافل کے ذریعے میرا قرب پاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔ پس جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کے کان

۱۔ اخرجہ البخاری فی صحیحہ برقم 502۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ چھوتا ہے۔ میں اس کی ٹانگیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے"۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں "پس وہ میرے ساتھ سنتا ہے۔ میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ پکڑتا ہے۔ میرے ساتھ سوچتا ہے"

اور فنا یہ ہے کہ تو اپنی ذات سے فانی ہو جائے۔ جب تو اپنی ذات اور دوسری مخلوق سے فانی کر دیا گیا تو اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ باقی ہو جائے گا۔ پھر تجھے مخلوق سے نہ کوئی امید رہے گی اور نہ خوف۔ کیونکہ مخلوق ہی خیر وشر ہے۔ خیر وشر کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے۔ پس وہ تجھے شر سے محفوظ رکھے گا اور خیر کے سمندر میں غرق کر دے گا۔ یوں تو ہر بھلائی کیلئے ظرف ہر نعمت و سرور، زیب وزینت، نور وضیاء اور امن وسکون کا منبع وسرچشمہ بن جائے گا۔

یہی فنا طالبانِ راہِ حقیقت کی آرزو، مطلوب ومنتہا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس پر اولیاء اللہ کی سیر انتہاء کو پہنچتی ہے۔ اسی کا دوسرا نام استقامت ہے اولیاء و ابدال متقدمین اسی کے طالب رہے ہیں۔ ان کی تمام کوششوں کا محور و مرکز یہی تھا کہ وہ اپنے ارادہ سے فانی ہو کر حق تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ باقی ہو جائیں۔ اور مرتے دم تک وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ ارادہ کریں۔ انہیں ابدال کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے بدل جاتا ہے۔ ان نفوس قدسیہ کے نزدیک گناہ یہ ہے کہ سہو، نسیان، غلبۂ حال و دہشت میں ان کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ انہیں یاد دلا کر اور تنبیہ فرما کر اپنی رحمت کے طفیل انہیں اس کوتاہی کا ادراک دے دیتا ہے وہ اس سے رجوع کر لیتے ہیں اور اپنے پروردگار کی جناب میں معافی کی درخواست کرتے ہیں۔ کیونکہ معصوم عن الارادہ تو صرف فرشتے ہیں۔ ملائکہ کو ارادہ سے پاک پیدا کیا گیا ہے۔ جبکہ انبیاء علیھم السلام خواہش سے معصوم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ ملائکہ و انبیاء کے علاوہ باقی تمام مخلوق جن و انس جو مکلّف ہے وہ ارادہ اور خواہش سے معصوم نہیں ہے۔ ہاں اولیاء کرام حرص و ھوا سے محفوظ ہیں جبکہ ابدال ارادہ سے محفوظ ہیں مگر ارادہ اور خواہش سے معصوم نہیں مقصد یہ ہے کہ کبھی کبھار ان کا میلان ارادے اور خواہش کی طرف ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ خاص سے انہیں اس کوتاہی پر آگاہی عطا فرما دیتا ہے۔ اور وہ اس سے باز آجاتے ہیں۔

خواہشِ نفسانی دل کیلئے آفت ہے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارضاہ نے فرمایا: ہوائے نفسانی کے چنگل سے باہر نکل اس سے دور ہو اور مملکت وجود سے رخت سفر باندھ کر سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ پھر اپنے دل کے دروازے پر بیٹھ کر نگہبانی کا فریضہ سرانجام دے۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر۔ جسے وہ اندر آنے کا حکم دے اسے اندر آنے دے اور جسے وہ اندر آنے سے روکے تو بھی اسے اندر آنے سے روک دے۔ ایک بار جب خواہش نفسانی دل سے باہر نکل چکی ہے تو اسے پھر اندر مت آنے دے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ تو ہوائے نفسانی کی مخالفت کرے اور تمام حالات میں اس کی متابعت ترک کر دے۔ نفس کی متابعت و مطابقت سے خواہشات دل میں گھر کر جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر کسی غیر کا ارادہ نہ کر۔ کسی اور کا ارادہ خواہش نفسانی ہے اور یہی احمقوں کی جنت ہے۔ اسی میں تیری ہلاکت، ذلت، رسوائی، نگاہ خداوندی میں گرنا اور اس سے محجوب ہونا ہے۔ ہمیشہ اس کے امر و نہی کی حفاظت کر۔ اور اس کے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کر مخلوق کو اس کا شریک مت بنا۔ (یاد رکھ) تیرا ارادہ، تیری خواہش اور تیری چاہت سب مخلوق ہے۔ پس کسی چیز کا ارادہ نہ کر۔ حرص و ہوا کی پیروی نہ کر ورنہ مشرک ٹھہرے گا۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءِ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحداً ۔ (الکھف :110)

"پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو"

صرف بت پرستی ہی شرک نہیں خواہش نفس کی اتباع اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بزرگ و برتر خیال کرنا بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ غیر ہے۔ جب تو غیر کا ہوا تو مشرک ٹھہرا۔ احتیاط کر اور صرف اللہ کا ہو کر رہ۔ خوف خدا رکھ اور اس کی پکڑ سے بے خوف نہ ہو جا۔ غور و فکر کر اور غفلت کا شکار نہ ہو۔ کسی مقام اور حال کی نسبت اپنی ذات کی طرف نہ کر اور مدعی ولایت نہ بن جا۔

اگر کچھ عطا ہو۔ کوئی مقام حاصل ہو یا کسی مخفی راز سے مطلع ہو تو کسی اور کو خبر نہ دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تغیر و تبدیل میں روزانہ ایک الگ شان میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بلاشبہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے جس چیز سے آگاہ فرمایا ہے اور تو نے اس کی خبر دوسرے کو دی ہے وہ تجھ سے زائل کر دے۔ اور جس کو تو محکم اور باقی خیال کر رہا تھا وہ متغیر ہو جائے۔ پس اس طرح تو اس شخص کے سامنے نادم ہو گا۔ راز کو دل میں محفوظ رکھ اور کسی کو اس پر مطلع نہ کر۔ اگر اس میں ثبات و بقاء ہے تو موہبت ربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر تا کہ یہ نعمت تجھے اور عطا ہو اور اگر ثبات و بقاء نہیں تو بھی یہ ایک نعمت ہے کیونکہ اس میں علم و معرفت، نور و بصیرت اور تادیب تو ہے ہی۔ رب قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْنُنْسِهَانَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْمِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (البقرہ:106)

"جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں تو لاتے ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(دوسری) بہتر اس سے یا (کم از کم) اس جیسی کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت میں عاجز خیال نہ کر۔ تقدیر و تدبیر میں اسے تہمت نہ دے اور اس کے وعدہ میں شک نہ کر۔ رسول خدا ﷺ میں تیرے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اسی اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کر۔

کئی سورتیں اور آیتیں جو آپ ﷺ پر نازل ہوئیں ان پر عمل ہوتا رہا۔ نمازوں میں تلاوت ہوتی رہیں۔ مصاحف میں لکھی گئیں پھر وہ اٹھالی گئیں احکام بدل گئے اور ان کی جگہ دوسرے احکام نازل ہوئے۔ یہ سب کچھ ظاہری شریعت مطہرہ میں ہوا رہا باطن علم خاص اور وہ حال جو بندے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے تو اس سلسلے میں رسول خدا ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

انه ليغانُ على قلبى فاستغفر الله فى كل يوم سبعين مرة وروى مئة مرة[1]

---

[1] اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے دیکھیے کتاب الذکر حدیث نمبر 41۔ امام ابوداؤد کی سنن میں بھی نمبر 1515 کے تحت یہ حدیث موجود ہے۔ دونوں کتابوں میں حضرت الاغرالمزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

مناوی "فیض القدیر" جلد سوم صفحہ گیارہ پر امام ابوالحسن شاذلی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد حجاب اور غفلت کا حجاب نہیں جیسے کچھ لوگوں کو وہم ہوا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے قلب اطہر پر تجلیات کے انوار چھا جاتے جس سے حضور کی کیفیت جاتی رہتی۔ پھر آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتے تاکہ تجلیات کی یہ نورانیت مستور ہو جائے کیونکہ اگر یہ تجلی دوام اختیار کر لے تو خواص حقیقت کے سلطان کے نزدیک لاشی ہو جائیں۔ ستر ان کے حق میں رحمت ہے جبکہ عوام کے لیے حجاب اور عذاب ہے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں اس پردے کو مصطفیٰ کریم ﷺ کے لیے نقص خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ پردہ تو کمال اور تتمہ کمال ہے۔ یہ ایک گہرا راز ہے جسے صرف ایک مثال سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ مثال یہ ہے کہ آنکھ پر پپوٹوں کا ایک حجاب سا تنا ہے۔ دیکھنے سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ آنکھ کیلئے نقص ہیں کیونکہ یہ آنکھ کے سامنے تنے ہوئے ہیں اور آنکھ کو انہوں نے ڈھانپ رکھا ہوتا ہے اور بند ہونے کی صورت

(حاشیہ کا بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل کیا جاتا تھا۔ کبھی آپ ایک حال میں ہوتے تو کبھی دوسرے حال میں۔ یوں آپ منازل قرب اور میادین غیب میں ہمیشہ محو سفر رہتے اور خلعتیں اور انوار تغیر پزیر رہتے آپ کی ہر دوسری حالت پہلی حالت کے مقابلے میں ارفع واعلیٰ ہوتی۔ جب آپ دوسری حالت پر فائز ہوتے اور پہلی حالت پر نگاہ پڑتی تو وہ عیب و نقصان محسوس ہوتی اور آپ خیال کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان حدود کی حفاظت نہیں کر سکا۔ در حقیقت یہ آپ ﷺ کی کمال تواضع وعاجزی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو تلقین کی جاتی کہ آپ استغفار کریں۔

کیونکہ یہ بندے کی بہترین حالت ہے اور تمام احوال میں اس کے شایاں شان ہے کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں اعترافِ گناہ کرتا رہے۔ یہی دو چیزیں ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام

میں دیکھنے سے مانع ہوتے ہیں حالانکہ آنکھ کی تخلیق کا مقصد محسوسات کا ادراک ہے۔ اور یہ وظیفہ آنکھ صرف اسی وقت ادا کر سکتی ہے جب محسوسات کی شعاعیں آنکھ کے داخلی حصے پر پڑیں اور بعض کے نزدیک آنکھ اور مرئیات کا اتصال ہو۔ اور بعض کے نزدیک جب مدرکات کی صورتوں سے آنکھ کا ڈھیلا بھر جاتا ہے تو آنکھ مدرکات کو دیکھتی ہے۔ کچھ بھی ہو یہ بات تو طے ہے کہ آنکھ صرف اسی صورت میں مرئیات کو دیکھ سکتی ہے جب آنکھ کھلی ہو اور مرئیات کی شعاعیں اس سے ٹکرائیں۔ لیکن جب ہوا حیوانی بدنوں سے گزر کر آتی ہے تو وہ اپنے ساتھ گرد وغبار بھی لاتی ہے او گرد وغبار جو اڑ رہا ہوتا ہے ہوا اسے حرکت دیتی ہے۔ اگر آنکھ کا ڈھیلا ہمیشہ ہی اکھلا رہے اور پپوٹے نہ ہوں تو آنکھ گرد وغبار سے اٹ جائیں اور کھلی ہونے کے باوجود بھی کچھ نہ دیکھ سکیں۔ پپوٹے جو لٹک رہے ہیں در حقیقت انھیں گرد وغبار سے محفوظ رکھتے ہیں اور گرد وغبار کو صاف کر دیتے ہیں پپوٹے جنہیں انسان حجاب اور پردہ خیال کرتا ہے وہ در حقیقت دیکھنے میں مانع نہیں بلکہ معاون ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ نقص نہیں بلکہ حسن اور کمال ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی بصیرت کو اغیار کے انفاس سے اٹھنے والے غبار کا سامنا کرنا پڑتا ہے آپ کی بصیرت پر یہ گرد وغبار اثر انداز ہوتا ہے اس لیے اس سے بچنے کیلئے آپ کو ایک حجاب کی ضرورت رہتی ہے اور یہی وہ غین یا پردہ ہے جو آپ کی بصیرت پر تن جاتا ہے اور آپ کی بصیرت کو غیروں کی رؤیت اور ان کے انفاس سے اٹھنے والے غبار سے بچاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ پردہ دیکھنے میں نقص لیکن در حقیقت کمال اور تتمہ کمال ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے وراثت میں ملیں۔ جب آدم علیہ السلام عہدِ خداوندی کو بھول گئے۔ جنت میں ہمیشہ رہنے۔ محبوب حقیقی رحمان و منان کے قرب اور فرشتوں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے ارادے نے انگڑائی لی۔ اللہ کریم کے ارادے کے ساتھ ان کا ارادہ بھی شریک ہوا تو ان کے ارادے کو توڑ دیا گیا۔ یہ حالت زائل ہو گئی ولایت کا منصب چھن گیا۔ انہیں اس بلند ترین مقام سے نیچے اتار دیا گیا۔ انوار کی جگہ ظلمتوں نے لے لی۔ اور صفاء مکدر ہو گئی۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگاہ فرمادیا گیا اور رحمٰن ور حیم ذات کی دوستی کی یاد دہانی کرادی گئی۔ انہیں حکم ملا کہ نسیان و لغزش کا اعتراف کریں اور آپ کو تلقین کی گئی کہ اپنے قصور کا اقرار کریں۔ اسی لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ. (الاعراف :23)

"اے ہمارے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخش فرمائے تو ہمارے لیے اور نہ رحم فرمائے تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے۔

پس (اس طرح) انوارِ ہدایتِ علوم و معارفِ توبہ اور وہ مخفی مصالح جو آج تک غائب تھے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھ آئے۔ اور یہ سب کچھ اس لغزش و نسیان کے بغیر ممکن نہ تھا۔ پس آدم علیہ السلام کے ارادے کو ایک دوسرے ارادے کے ساتھ۔ ایک حالت کو دوسری حالت کے ساتھ بدل دیا گیا۔ ولایت صغریٰ کے بعد آپ کو ولایت کبریٰ کا منصب عطا ہوا۔ دنیا آپ کی جائے سکونت ٹھہری۔ پھر آپ عقبیٰ میں منتقل ہوئے۔ پس دنیا آپ کیلئے اور آپ کی اولاد کیلئے منزل اور عقبیٰ مرجع، اور ہمیشہ رہنے کی جگہ قرار پائے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رب قدوس نے فرمایا:

مَانَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْنُنْسِهَانَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْمِثْلِهَا

(البقرہ:106)

"جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں تو لاتے ہیں (دوسری) بہتر اس سے یا (کم از کم) اس جیسی"

(اے مخاطب!) آپ کیلئے اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی اور حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ جس طرح انہوں نے قصور کا اعتراف کیا اور ہر حالت میں استغفار کرتے رہے۔ ہمیشہ عاجزی وانکساری کو شیوہ بنایا اور بندگی کو اپنایا آپ بھی گناہوں کا اعتراف کریں۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ ہمیشہ بندگی کا اظہار کریں اور عاجزی وانکساری کی روش اختیار کریں۔

خالق جس سے راضی ہو وہی افضل ترین منزل ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ ارشاد فرماتے ہیں۔ تجھے جو (روحانی) حالت عطا ہو اس کے علاوہ کسی اور حالت کو اختیار نہ کر۔ خواہ دوسری منزل اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ (اسے ایک مثال سے یوں واضح کیا جا سکتا ہے کہ) جب تو بادشاہ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو تو اندر جانے کی کوشش نہ کر یہاں تک کہ تجھے جبراً نہ کہ اختیاراً داخل کر دیا جائے مقصد یہ ہے کہ تجھے حکم دیا جائے۔ تجھ پر سختی کی جائے اصرار کیا جائے اور کہا جائے کہ دروازے پر کھڑا ہونا تیرے لیے مناسب نہیں اندر داخل ہو جا۔ محض اذن واجازت کو کافی نہ سمجھ۔ کیونکہ ہو سکتا ہے تجھے دھوکے سے بلایا جا رہا ہو اور تجھ سے فریب کیا جا رہا ہو۔ تو دروازے پر صبر کر حتیٰ کہ تجھے اندر جانے پر مجبور کیا جائے۔ اب تیرا جانا محض جبر اور بادشاہ کے حکم سے ہوگا تو تو بادشاہی عتاب سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ تجھ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باز پرس تو اس وقت ہوتی جب تو اپنے اختیار کو کام میں لاتا۔ اندر جانے کی خواہش و تمنا کرتا۔ بے صبری اور سوئے ادبی کا مرتکب ہوتا اور جس حالت پر تجھے رکھا گیا تھا اس حالت پر راضی نہ ہوتا۔ اب جبکہ تجھے با صرار بادشاہ کے حکم سے اندر بلایا گیا ہے تو سر جھکا دے۔ آنکھیں نیچی کر لے اور سراپا ادب بن جا۔ جس کام کا حکم ملے اسے سرانجام دے جس خدمت کا مطالبہ کیا جائے اسے بجالا۔ کبھی ترقی اور کسی بلند مذہب کا مطالبہ نہ کر۔ اللہ کریم نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ سے فرمایا :

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ

(طہ :131)

اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو۔ یہ محض زیب و زینت ہیں دنیوی زندگی کی (اور انہیں اس لیے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے"

اللہ تعالیٰ اپنے نبی مصطفیٰ مختار ﷺ کو ادب سکھا رہا ہے۔ یعنی اپنے حال کی حفاظت کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر خوش رہیے۔ کیونکہ "آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے"

یعنی آپ کے رب نے آپ کو بھلائی اور نبوت کے جس نور سے سرفراز کیا ہے۔ آپ کو علم، قناعت اور صبر کی جو دولت عطا فرمائی ہے۔ آپ کو دین کی ولایت اور اسوۂ حسنہ کی جس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے وہ ہر اس نعمت سے اولیٰ ہے جو کسی اور کو عطا کی گئی ہے۔

حفظ حال، رضا بالعطاء اور ماسواء کی طرف سے اعراض سب بھلائیوں کی بنیاد ہے۔ کیونکہ دنیاوی چیزیں یا تو تیرے مقدر میں لکھی جا چکی ہونگی یا کسی دوسرے کے مقدر میں ہونگی یا پھر نہ یہ تیری قسمت کا نوشتہ ہونگی اور نہ کسی دوسرے کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسمت میں مقرر ہو نگی۔بلکہ وہ محض فتنہ و آزمائش کیلئے پیدا کی گئی ہو نگی۔

جو چیز تیری قسمت کا نوشتہ ہے وہ تجھے مل کر رہے گی۔ چاہے تو انکار کرے یا اس کو طلب کرے۔ ایسی چیز کیلئے بے صبری۔ مشرکانہ طریق اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ عقل و فہم اسے روا نہیں سمجھتے۔ اور اگر اس چیز کا ملنا کسی دوسرے کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے تو تجھے کسی صورت نہیں مل سکتی۔ تو اس کے لیے جتنے جتن کرے۔ جتنی کوششیں کرے کامیاب نہیں ہو گا۔ تو ایسی چیز کیلئے مشقتیں کیوں برداشت کرتا ہے۔ اور اگر اس کی تخلیق محض آزمائش کیلئے ہے۔ اگر یہ فتنہ ہے اور کسی انسان کے مقدر میں نہیں تو کوئی عقل مند فتنے کو گلے سے نہیں لگا سکتا۔ اس لیے بھلائی اور سلامتی حفظ حال میں ہی ہے۔

(پھر مذکورہ تمثیل کی طرف آیئے) اگر تجھے بادشاہ کے دربار تک رسائی حاصل ہو جائے تو تجھے چاہیے کہ پہلے سے زیادہ آداب بجا لا۔ عاجزی وانکساری سے کام لے۔ کیونکہ بادشاہ کے قریب ہونے کی وجہ سے تو زیادہ خطرے میں ہے۔ کسی اعلیٰ یا ادنیٰ منصب کی خواہش نہ کر۔ اور نہ ہی موجودہ منصب پر ثابت وباقی رہنے کی کوشش کر۔ اسی حالت پر قناعت کر۔ اختیار کو کام میں نہ لا۔ کیونکہ یہ بادشاہ کی عطا کا انکار ہو گا۔ اور کفران نعمت دنیا و آخرت میں زلت و رسوائی کا موجب بنتا ہے۔

ہمیشہ ہماری ان نصیحتوں پر عمل پیرا رہے حتیٰ کہ تیرا حال مقام میں بدل جائے اور پھر تو کبھی اس نعمت سے محروم نہ ہو۔ پس جب آیات و کرامات کا صدور ہو گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ یہ مقام عطیہ ربانی ہے تو تو ہمیشہ اس سے تمسک کرے گا اور الگ نہیں ہو گا کیونکہ احوال اولیاء کیلئے اور مقامات ابدال کیلئے ہیں۔

خوف ورجا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:

اولیاء وابدال کے لیے اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے جو محیر العقول اور خارق العادۃ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امور ظاہر پزیر ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں جلال اور جمال۔

جب جلال کا ظہور ہوتا ہے تو خوف و دہشت چھا جاتی ہے۔ اور دلوں پر ایک رعب و غلبہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس کا اظہار جوارح کے ذریعے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق روایت کیا جاتا ہے کہ آپ جب نماز ادا فرماتے تو شدت خوف سے آپ کے سینہ اقدس سے ھنڈیا کے ابلنے کی سی آواز سنائی دیتی [1] کیونکہ آپ ﷺ جلال خداوندی کا مشاہدہ کر رہے ہوتے۔ اور عظمت الٰہی کو عیاں دیکھ رہے ہوتے تھے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور امیر المؤمنین عمر فاروق کے بارے بھی ایسی ہی کیفیات کا تذکرہ ملتا ہے۔

رہا مشاہدۂ جمال تو یہ دلوں پر صفات خداوندی کی تجلی کے سبب ہوتا ہے۔ اور اس تجلی میں انوار خداوندی، سرور و الطاف، کلام لذیذ و حدیث انیس ہوتی ہے۔ انسان کو بڑی بخششوں، منازل عالیہ اور قرب الٰہی کی بشارت ملتی ہے۔ اور اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ سب نعمتیں تیرے مقدر میں لکھ دی گئی ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ محض اللہ کا فضل و رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں انسان کو ثابت قدم رکھتا ہے تا کہ انسان زندگی بھر نافرمانی کا راستہ اختیار نہ کرے۔ اور فرط شوق اور محبت الٰہی کی شدت کی وجہ سے قوتیں اور طاقتیں ماند نہ پڑ جائیں اور عبودیت کے حق کو ادا کرنے سے کمزور نہ ہو جائیں۔ اور یہ ثبات انہیں اس وقت تک حاصل رہے جب تک یقین کی منزل نہیں آجاتی یعنی دنیا سے کوچ کا وقت نہیں آجاتا۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جمال تجلی فرماتا ہے اور اس طرح ہمیشہ اپنے بندوں کے قلوب کی تربیت فرماتا رہتا ہے۔ کیونکہ وہ دانا ہے علیم ہے اور اپنے بندوں پر لطف و کرم کرنے والا بہت مہربان اور رحیم ہے۔ اسی لیے

---

[1] سنن نسائی نمبر حدیث 1214 یہ حدیث حضرت مطرف سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے اندر سے ھنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آ رہی تھے۔ یعنی آپ رو رہے تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم ﷺ کے متعلق مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے ارحنا بھایا بلال[1] "اے بلال نماز سے ہمیں راحت باہم پہنچا" کیونکہ نماز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جمال خداوندی کا مشاہدہ ہوتا تھا۔

اسی لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا۔

وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

"اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے"

حرص وہوا کی مخالفت کیجئے اور ان کے نقصانات سے محفوظ رہیے

ایک طرف اللہ عزوجل ہے، دوسری طرف تیرا نفس اور تو درمیان میں مخاطب ومکلّف ہے۔ نفس اللہ تعالیٰ کا مخالف اور دشمن ہے۔ نفس کے علاوہ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہے۔ نفس بھی اللہ عزوجل کی مخلوق اور اسی کی ملکیت ہے۔ لیکن اس میں ادعاء، خواہش، شہوت ولذت کا داعیہ بھی ہے۔

جب تو مخالفت وعدواتِ نفس میں حق تعالیٰ کی موافقت کرے گا تو نفس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے والا ٹھہرے گا۔ جیسا کہ رب قدوس نے اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا۔

"اے داؤد! عبودیت یہ ہے کہ نفس کے مقابلے میں تو میرا مددگار بن جا" مخالفت نفس کے ذریعے ہی تجھے اللہ تعالیٰ کی سنگت نصیب ہو گی اور عبودیت معتبر ہو گی۔ جب تو اس کی بندگی اور سنگت اختیار کرلے گا تو پھر دنیا کی نعمتیں خود بخود تیری طرف کھچی چلی آئیں گی اور تو عزیز ومکرم ٹھہرے گا۔ مخلوق تیری خادم ہو گی۔ دنیا تیری عزت وتوقیر کرے گی کیونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے تابع فرمان ہے۔ مخلوق کا ہر فرد اس کے موافق ہے کیونکہ وہی ہر چیز کا خالق

---

[1] طبرانی کی روایت کردہ حدیث کا ٹکڑا ہے۔ دیکھیے الکبیر حدیث نمبر 6215۔ یہ حدیث عبداللہ بن محمد سے روایت کی گئی ہے۔ ضعیف ہے اور اس کی سند کمزور ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔اور ہر چیز اللہ کی عبودیت کا اقرار کرنے والی ہے۔رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَ لٰکِنْ لَّاتَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (الاسراء:44)

"اور (اس کائنات میں) کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اس کی حمد کرتے ہوئے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ بیشک وہ بہت بردبار، بہت بخشنے والا ہے"

یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اور بندگی بجالاتی ہے۔ فرمایا۔

وَقَالَ لَھَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا وَّ کَرْھًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ (فصلت :11)

"پس فرمایا اسے (آسمان کو) اور زمین کو کہ آجاؤ (تعمیل حکم اور ادائے فرائض کیلئے) خوشی سے یا مجبوراً۔ دونوں نے عرض کی ہم خوشی خوشی (دست بستہ) حاضر ہیں"

عبادت ہے ہی یہ کہ تو اپنے نفس اور خواہش کی مخالفت کر۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ. (ص :26)

"اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی۔ وہ بھکادے گی تمہیں راہ خدا سے"

رب قدوس نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: حرص و ہوا کو چھوڑ دے کہ اس کے علاوہ کوئی نہیں جو میری مملکت میں مجھ سے جھگڑے۔

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ جب آپ نے خواب میں رب العزت کی زیارت کی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔

بار الٰہ! تیری قربت کا راستہ کونسا ہے؟ رب قدوس نے فرمایا: نفس کا ساتھ چھوڑ دے اور چلا آ۔ حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نفس سے یوں دور ہوا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے الگ ہوتا ہے۔[1]

ا۔ مجموعہ الفتاوی ج10/518۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس گفتگو سے ثابت ہوا کہ ساری بھلائی ہر حال میں مخالفت نفس میں ہے۔ اگر تو حالت تقویٰ میں ہے تو نفس کی مخالفت یوں کر کہ حرام و مشکوک اور خلق کے عطیات کو ترک کر دے۔ اور ان پر کسی طرح بھروسہ نہ کر۔ نہ تیرے دل میں مخلوق کا خوف ہو اور نہ ہی اس سے کسی قسم کی امید اور طمع۔ دنیا کے اس ایندھن کو ان کے ہاتھوں سے قبول نہ کر۔ نہ تحفہ کی صورت میں اور نہ زکوٰۃ و صدقہ کی صورت میں۔ نہ کفارہ کی صورت میں اور نہ ہی نیاز کی صورت میں۔ مخلوق سے ہر قسم کی توقعات منقطع کر دے حتی کہ تیرے دل میں کسی آدمی کی موت کا خیال اس وجہ سے نہ آئے کہ تجھے اس کی وراثت سے کچھ حصہ ملنے والا ہے۔

خلق سے تعلق توڑ دے اور انہیں ایسا دروازہ یقین کر جو بند کیا جاتا ہے اور کھولا جاتا ہے اور ایسا درخت خیال کر جس کا پھل کبھی تو ہاتھ لگ جاتا ہے اور کبھی اس کا حصول محال بن جاتا ہے۔ ہر کام ایک ذات کے فعل اور ایک مدبر کی تدبیر سے واقع ہو رہا ہے۔ اور وہ فاعل اور مدبر اللہ عزوجل ہے۔ اگر یہ بات تیرے دل میں بیٹھ گئی تو تو اللہ رب العزت کو ایک یقین کرنے والا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ کسب انسانی کو مت بھول۔ تاکہ مذہب جبریہ[1] سے نجات پائے۔ اعتقاد رکھ کہ افعال محض انسان کے کسب سے صادر نہیں ہوتے بلکہ ان کے صدور میں مشیت ایزدی کار فرما ہوتی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو بھول کر انسانوں کو معبود سمجھ بیٹھے گا۔ اور کبھی نہ کہ فلاں کام انسانوں کا فعل ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دخل نہیں۔ ایسا کہنا کفر ہے اور یہ قدریہ کا عقیدہ

---

[1] جبریہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بندہ مجبور محض ہے اسے کوئی اختیار نہیں۔ وہ محض آلہ اور ہتھیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح ہوا میں اڑتے تنکے کو کوئی اختیار نہیں ایسے ہی انسان مجبور ہے۔ سب امور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیے ڈاکٹر عبدالرحمٰن جنبکۃ المیدانی کی کتاب "العقیدۃ الاسلامیہ واسسھا"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے[1] بلکہ یوں کہہ کہ تمام افعال کا خالق اللہ ہے۔ یا ان کا صدور انسانی کسب سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ آحادیث[2] سے ثابت ہے۔ اسی لیے نیکی و بدی پر ثواب یا عقاب مرتب ہوتا ہے۔

خلق سے تعلقات کے سلسلے میں اوامر خداوندی کی پیروی کر اور انسانوں سے اللہ تعالیٰ کے عطیہ کو لیتے وقت بھی اس کے حکم کو ملحوظ خاطر رکھ اور کسی لمحے حد سے تجاوز نہ کر۔ تیرے اور دوسرے انسانوں کے بارے حکم اللہ تعالیٰ کا برپا ہوگا۔ اس لیے خود حاکم نہ بن بیٹھ۔ مخلوق کے بارے حکم اللہ تعالیٰ کا ہی برپا ہو گا۔ اس لیے خود حاکم نہ بن بیٹھ۔ مخلوق کے بارے تیرا یہ اعتقاد رکھنا کہ افعال انہیں کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں وجہ شرک ہے۔ پس اس ظلمت میں چراغ کے بغیر مت داخل ہو۔ اور چراغ اللہ تعالیٰ کا حکم، کتاب و سنت ہے۔ کتاب و سنت سے باہر مت جا۔ اگر دل میں کوئی خیال ابھرے، الہام ہو تو اسے کتاب و سنت پر پیش کر۔ اگر قرآن و سنت کی رو سے وہ فعل حرام ہے مثلاً زنا، سود، اہل فسق و فجور کی دوستی اور اس جیسے دوسرے گناہ تو ان کے قریب تک نہ جا۔ نافرمانی کے ایسے کام سے دور ہو جا۔ اسے ترک کر دے اسے کسی صورت قبول نہ کر و اور ایسے خیالات کو عملی جامہ نہ پہنا۔ یقین کر لے کہ یہ الہام نہیں شیطان لعین کی طرف سے وسوسہ اندازی ہے۔ اگر قرآن و سنت میں وہ کام مباح ہے۔ مثلاً کھانے پینے کی چیزیں۔ لباس، نکاح تو بھی ان سے احتراز کر اور انہیں قبول نہ کر۔ اور جان

۱۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان ہی افعال کا موجد اور خالق ہے۔ سب اختیاری افعال محض اس کی تخلیق ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیے ڈاکٹر عبدالرحمن جبنکۃ المیدانی کی کتاب "العقیدۃ الاسلامیۃ واسسھا"

۲۔ سلف صالحین اور علمائے متقدمین نے کئی اثار نقل فرمائے ہیں۔ تفصیل مقصود ہو تو "العقیدۃ الطحاویۃ" اور "شرح الواسطیۃ" وغیرہ کتابیں ملاحظہ فرمائیے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لے کہ یہ خیال بھی نفس کا الہام اور خواہش ہے۔ اگر قرآن وسنت میں نہ اس کی مذمت پائی جا رہی ہے اور نہ ہی اس کی اباحت بلکہ وہ ایسا معاملہ ہے جسے تو سمجھنے سے قاصر ہے مثلاً تجھے کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ حاضر ہو۔ فلاں نیک شخص کی خدمت میں حاضری دے۔ تو بھی تجھے کوئی ضرورت نہیں کہ اس خیال پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ تیرا وہاں جانا یا نیک آدمی سے ملنا ضروری نہیں۔ علم ومعرفت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں نے تجھے اس سے مستغنی کر دیا ہے۔ توقف اختیار کر اور جلدی نہ کر۔ بلکہ یوں کہہ کہ اگر یہ حق تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے تو میں اس پر عمل کروں گا۔ پھر بھلائی اور فعل خداوندی کا انتظار کر کہ یہ بات تیرے دل میں دوبارہ ڈالی جائے اور تجھے جانے کا حکم دیا جائے یا اہل معرفت کے لیے کوئی علامت ظاہر ہو جسے اولیاء وابدال سمجھ جائیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ دلی خیالات کو فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہ کر۔ کیونکہ تو نہیں جانتا اس کا انجام کیا ہو گا۔ ممکن ہے اس کا مال بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ فتنہ وآزمائش اور ہلاکت وفریب ہو۔ صبر کر حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود ترے اندر فاعل بن جائے۔

جب تو دلی خیالات پر عمل کرنے سے رک جائے گا اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے گا اور پھر کسی آزمائش سے سامنے ہو گا تو دست قدرت تیری دستگیری فرمائے گا اور تجھے لغزش سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ فعل اللہ کا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنے فعل پر تجھے سزا نہیں دے گا۔ تجھے سزا تو اس وقت ملتی کہ تیرا اس کام میں ارادہ شامل ہوتا۔ اگر تو حالتِ حقیقت یعنی حالت ولایت میں ہے تو خواہش نفسانی کی مخالفت کر اور تمام امور میں حکم خداوندی کی اتباع کر۔

اتباع کی دو صورتیں ہیں۔

ایک صورت تو یہ ہے کہ دنیا سے قوت لایموت حاصل کر یعنی جو تیرے نفس کا حق ہے لذائذ دنیا کو ترک کر دے فرائض کو ادا کر اور ظاہری وباطنی تمام گناہوں کو ترک کر دے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری صورت امر باطنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن کے متعلق بھی حکم صادر فرماتا ہے۔ بعض چیزوں کا حکم دیتا ہے بعض چیزوں سے منع فرماتا ہے۔ القاء والہام مباحات کے بارے ہوتا ہے۔ جن امور کے بارے شریعت مطہرہ میں کوئی حکم نہیں ہوتا۔ یعنی نہ تو وہ ممنوع ہوتے ہیں اور نہ ہی واجب اور فرض۔ ایسے امور میں بندہ اپنے اختیار سے تصرف کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ مباح امور کے بارے اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ انتظار کرنا چاہیے۔ جب بھی بذریعہ الہام والقاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم صادر ہو تو عمل پیرا ہو۔ اس طرح وہ اپنی تمام حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان ہو جائے گا۔ یعنی امور مشروعہ میں شریعت کی پیروی اور مباحات میں الہام والقاء کی پیروی اور جن کے بارے نہ حکم شرع ہو نہ الہام ہو تو اس سے مجتنب ہو کر سر تسلیم خم کر دے گا اور اگر تو حالت حق الحق یعنی حالت محو و فنا میں ہے۔ جو ابدال، شکستہ دل، اہل معرفت و توحید، ارباب علم و عقل سید الامراء، پیشوان خلق تائبین حق، خاصانِ بارگاہ اور محبوبانِ ایزد تعالیٰ کی حالت ہے تو اس حالت میں حکم خداوندی کی اتباع اس طرح کر کہ تو اپنے نفس کی مخالفت کر رہا ہو اور ہر قوت و طاقت سے اپنے آپ کو خالی یقین کر رہا ہو۔ اور دینا و عقبیٰ کی کسی شے کا تیرے دل میں ارادہ اور خواہش نہ ہو۔ اگر تو یوں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا بادشاہ حقیقی کا بندہ بن جائے گا اور دنیا کی بندگی سے محفوظ رہے گا۔ تیرا ہر قدم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھے گا خواہش نفس کی وجہ سے نہیں۔ اور تیری مثال اس شیر خوار بچے کی ہو گی جو دایہ کے ہاتھوں میں ہوتا ہے یا اس میت کی مانند جو غسال کے ہاتھوں میں بے حس و حرکت یا پھر پہلو کے بل لیٹے ہوئے اس مریض کی طرح جو خود سپردگی کی حالت میں طبیب کے سامنے لیٹا ہوتا ہے۔ یہ جس پہلو پر جیسے چاہتے ہیں اسے حرکت دیتا ہے۔ امر و نہی میں بندہ یونہی اپنے مالک کی فرمانبرداری کرتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہوت کی آگ بجھادے ورنہ یہ آگ خود تجھے خاکستر کردے گی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:
حالت فقر میں جب تجھے نکاح کی ضرورت پیش آئی اور تجھ میں اس بوجھ کو اٹھانے کی سکت نہ تھی۔ تو نے اس پر صبر کیااور باری تعالیٰ کی طرف سے کشائش کاانتظار کیاتو وہ ضرور آسانی باہم پہنچائے گا۔ یا تو نکاح کی ضرورت اور شہوت کو جس طرح پیدا کیااور اس کاخیال تیرے دل میں ڈالا ہے اسی طرح اس کو دور فرمادے گا یا پھر تجھے نکاح پر قدرت دے کر تیری دستگیری فرمائے گااور دنیا کے کے جتنے بوجھ ہونگے خود اٹھائے گااور تیری اپنے فضل سے کفالت کرے گااور شادی کو تیری اخروی بہتری کیلئے رکاوٹ نہیں بنائے گا۔

صبر کی صورت میں اللہ تعالیٰ تجھے صابر کے لقب سے موسوم فرمائیگا۔ اور تیری عصمت و قوت میں اضافہ فرمائے گااور اگر نکاح کرنا تیرے مقدر میں ہوا اور تو نے نکاح کر لیا تو تجھے سب آسانیاں باہم پہنچائے گااور صبر کو شکر سے بدل دے گا۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمار کھاہے کہ شکر کرنے والوں کی نعمتوں کو میں اور بڑھاؤں گا۔ ارشاد ربانی ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم: 7)

"اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کردوں گا"

اور اگر نکاح مقدر میں نہیں تو تیرے دل سے نکاح کے خیال کو دور کر کے تجھے مستغنی فرمادے گا۔ نفس چاہے یاانکار کرے۔

ہر حال میں صبر لازم ہے۔ حرص وھوا کی مخالفت ضروری ہے۔ حکم خداوندی کو گلے سے لگالے اور اس کے فیصلے پر راضی ہو جا۔ اور پھر اس سے فضل و عطا کا امیدوار بن جا. اللہ جل وعلا کاارشاد گرامی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (الزمر :10)

"صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا"

دنیا کی نعمتیں تجھے منعم سے غافل نہ کر دیں

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے ارشاد فرمایا: جب تجھے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور تو دنیا میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل بن بیٹھا تو دنیا و عقبیٰ میں تجھے اپنے سے دور اور محجوب کر دے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تجھ سے ساری نعمتیں چھین لے۔ اور اس جرم کی پاداش میں تجھ پر فقر و افلاس کو طاری کر دے۔ اس کے برعکس اگر تو مال و دولت سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو گیا تو دنیا کی یہ نعمتیں عطیہ خداوندی بن جائیں گی اور ایک ذرہ بھی فرمانبرداری کی وجہ سے دولت کم نہیں ہو گی۔ اب مال و دولت تیرے چاکر اور تو ان کا آقا ہو گا۔ تو دنیا میں راحت و سکون کی زندگی بسر کرے گا اور آخرت میں مکرم و معظم ہو گا۔ جنت الماوی تیرا ٹھکانا ہو گی اور صدیقین، شہداء اور صالحین تیرے ہم جلیس ہونگے۔

حقیقی بھلائی وہ ہے جسے اللہ پسند کرے

حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا حصولِ نعمت اور دفعِ شر کو اپنے اختیار میں نہ لے۔ اگر تیری قسمت میں نعمتوں کا حصول مقدر ہو چکا ہے تو تجھے لامحالہ تو پسند کرے یا ناپسند کرے نعمتیں میسر ہوں گی اسی طرح اگر مصیبت مقدر میں ہے تو بھی اس سے سامنا ہو گا چاہے تو اسے ناپسند کرے۔ بچنے کی دعا کرے یا صبر کرے اور رضائے مولا کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ ہر چیز خیر و شر اسی ذا۔ احد کے سپرد کر دے تاکہ وہ تجھ میں اپنا فعل صادر فرمائے۔

اگر اس کی بارگاہ سے نعمتیں عطا ہوں تو شکر کر۔ مصیبت آئے تو بتکلف صبر کر یا بے تکلف صبر کر یا تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کر یا مصائب و آلام سے لطف

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اندوز ہو یا مصائب و آلام میں فناء و محو ہو جا۱ پس ایسے میں تجھے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ اور اس مولا کی راہ میں تجھے سیر کرائی جائے گی جس کی اطاعت و دوستی کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ تجھے کئی جنگلوں اور بیابانوں سے گزارا جائے گا۔ کئی بیابانوں کی سیر کرائی جائے گی تاکہ تو اپنے مالک حقیقی کا قرب حاصل کر سکے۔

اور اپنے پیش رو صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ تیرا ٹھکانا ہو۔ یعنی تجھے اس ذات کا قرب عطا ہو جو بلند مرتبہ اور سب سے اعلیٰ ہے اور ان لوگوں کے مقام و مرتبہ کا مشاہدہ کر سکے جو رب قدوس کے مقرب ہیں اور تجھ سے پہلے اس منزل تک پہنچ چکے ہیں۔ اور جنھوں نے ہر تازہ نعمت، لذت و سرور، امن و راحت اور کرامت و بزرگی پائی ہے۔

جو مصیبت آتی ہے آنے دے اور اس کا راستہ روکنے کی کوشش نہ کر نہ اس کے راستے میں دعا کا تازیانہ لیکر کھڑا ہو اور نہ ہی اس کے آنے پر آہ و بکا کر۔ دیکھ جہنم کی آگ سے بڑھ کر کوئی آگ نہیں اس کی تپش ہر تپش سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ سرور کائنات زمین میں بسنے والوں اور آسمان کی چھت کے سایے میں زندگی بسر کرنے والوں میں سب سے بہتر اللہ کے چنیدہ جن کا اسم گرامی محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

۱۔ عربی عبارت یوں ہے "وان کانت البلوی فاشتغل بالصبر او الصبر او الموفقۃ والرضاء اور التنعم بھا او العدم و الفناء بھا علی قدر ما تعطی من الحالات"

کچھ لوگ طبیعت و نفس کے ہاتھوں مجبور بلا تکلف صبر نہیں کر سکتے تو انہیں بتکلف صبر کرنے کا حکم ہے۔ جو نفس کو مات دے لیتے ہیں ان کو صبر یعنی بلا تکلف صبر کی تلقین۔ جو اس سے اگلے درجے پر ہیں انہیں تسلیم و رضا کا حکم ہے۔ جو محبت الٰہی کے جذبے سے مغلوب ہوتے ہیں انہیں حکم ہے کہ وہ اس سے لذت و سرور حاصل کریں اور اہل مشاہدہ کیلئے نیستی و فنا کا حکم ہے شرح فتوح الغیب از عبد الحق محدث دہلوی"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ نَارَ جَہَنَّمَ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِ جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَقَدْ اَطْفَأَ نُوْرُکَ لَھَبِی [1]

"جہنم کی آگ مؤمن سے کہے گی جلدی گزر جا تیرے نور ایمان نے میرے شعلوں کو بجھادیا ہے"

جہنم کے بھڑکتے شعلوں کو بجھانے والا یہ نور وہی نور بصیرت ہے جو دینا میں بندۂ مؤمن کو عطا ہوتا ہے اور جس کے ذریعے وہ اطاعت گزار اور عصیاں شعار میں تمیز کر سکتا ہے یقیناً یہ نور مصیبت کے شعلوں کو ٹھنڈا کر دے گا اور تیرا صبر اور موافقت مولا کی ٹھنڈک مصیبت کی تپش کو ختم کر دیں گے۔

مصیبت تیری ہلاکت کیلئے نہیں آئی بلکہ اس لیے آئی ہے کہ تجھے آزمائے تیرے ایمان کی صحت کو ثابت کرے، تیرے یقین کی بنیاد کو تقویت دے اور تجھے یہ بشارت دے کہ یہ مصیبت تیرے پروردگار کی طرف سے ہے اور تیرے صبر پہ اس ذات کو فخر ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجَاھِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصَّابِرِیْنَ
(محمد : 31)

"اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تا کہ ہم دیکھ لیں تم میں سے جو مصروف جہاد رہتے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں"۔

جب حق کے ساتھ تیرا ایمان ثابت ہو گیا اور تو نے فعل خداوندی کی اپنے یقین کے ذریعے موافقت کر لی اور یہ سب اللہ کی توفیق سے ہے اور محض اس کا فضل و احسان ہے تو اب ہمیشہ صبر و موافقت اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کر۔ اپنے اور کسی دوسرے کے حق میں کوئی ایسا کام نہ کر جو امر و نہی خداوندی سے تجاوز کا

---

[1] طبرانی فی الکبیر۔ ج 259,258/22 عن یعلی بن منیہ۔ الحلیۃ از ابو نعیم ج 329/9۔ التذکرہ از قرطبی ص 34۔ دونوں بشیر بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں وہ خالد بن دریک سے، وہ یعلی بن منیہ سے بشیر بن طلحہ ضعیف راوی ہے۔ اور خالد بن دریک کا سماع یعلی بن منیہ سے ثابت نہیں۔ سو یہ حدیث ضعیف منقطع ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باعث ہو۔ پس تجھے جب بھی اللہ کا کوئی حکم پہنچے تو اس کی تابعداری کر۔ فرمانبرداری میں جلدی کر۔ تڑپ جا، حرکت میں آجا اور کسل مندی کو چھوڑ دے۔ قضاوقدر پر نہ چھوڑ بلکہ اپنی پوری سعی و کوشش کو کام میں لا تاکہ حکم خداوندی کی بجا آواری ہو سکے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے حکم کی بجا آواری سے عاجز و درماندہ ہے تو الگ بات ہے۔ ایسے میں بارگاہ خداوندی میں التجا کر۔ اس سے پناہ مانگ آہ وزاری کر اور اپنی تقصیروں پر عذر خواہی کر اور دیکھ وہ کونسی وجہ ہے کہ تو اپنے رب کے حکم کو بجا لانے سے عاجز ہے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے شرف و سعادت سے محروم ہے۔ ہو سکتا ہے یہ عجز و درماندگی تیرے دعاوی، اطاعت میں سوئے ادبی، رعونت۔ اپنی قوت و طاقت پر بھروسے، اپنے عمل پر عجب، اور اپنے نفس اور خلق خدا کو اللہ کا شریک ٹھرانے کی وجہ سے ہو۔ اور اللہ کریم نے (خود پسندی، سوئے ادبی، غرور و تکبر اور مخفی شرک کی وجہ سے تجھے اپنے دروازے سے دھتکار دیا ہو۔ تجھے اپنے اطاعت سے الگ کر دیا ہو اور اپنی عبادت کی توفیق تجھ سے چھین کر تجھے مصائب و آلام دنیوی، حرص و ہوا ارادے اور آرزو میں مشغول کر دیا ہو۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ دنیا کی یہ سب چیزیں مولا سے غافل کرنے والی ہیں۔ تجھے تیرے خالق کی نگاہ کرم سے گرانے والی ہیں۔ جس خالق نے تجھے وجود بخشنے کے بعد مرتبہ کمال تک پہنچایا ہے، مال و متاع سے نوازا ہے اور دوسری کئی طرح طرح کی نعمتوں سے تیرا دامن مراد بھر دیا ہے۔ خبردار کہ دنیا کی یہ نعمتیں تجھے تیرے مولا سے غافل کر دیں اور تیری ساری توجہ غیر کی طرف مبذول ہو جائے۔ تیرے پروردگار کے علاوہ جو کچھ ہے سب غیر ہی تو ہے۔ غیر کو اس کریم پر ترجیح نہ دے۔ وہی تو تیرا خالق ہے۔ اپنی جان پر ظلم نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کر تو اس کے حکم سے غافل ہو کر غیر میں مشغول ہو اور اس آگ کا ایندھن بن جائے جس میں انسان اور پتھر جلیں گے۔ پھر تو نادم ہو اور اس وقت کی پشمانی تجھے کچھ فائدہ نہ دے تو مدد کا طالب ہو مگر تیری مدد نہ کی جائے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو رضا کا طالب ہو مگر تجھ سے راضی نہ ہو۔ تو دنیا میں واپس آنا چاہے کہ تلافی مافات کرے اور اصلاح کرے مگر تجھے واپس نہ کیا جائے۔ اپنے آپ پر رحم کر اور اپنی جان پر ترس کھا۔ تجھے جتنے اسباب میسر ہیں۔ جتنی نعمتوں سے تو نوازا گیا ہے ان سب کو اپنے مولا کی اطاعت میں صرف کر اور ان اشیاء کے نور سے قضاء و قدر کی ظلمتوں میں روشنی کا سامان باہم پہنچا۔ امر و نہی کو مضبوطی سے پکڑ اور انہیں کے مطابق اپنے پروردگار کے راستے میں چل امر و نہی کے علاوہ ہر چیز اس ذات کے سپرد کر دے جس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے وجود بخشا۔ اللہ کریم کے ساتھ کفر نہ کر جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔ پروان چڑھایا۔ پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے معتدل و مناسب ساخت انسان بنایا اس کے حکم کے علاوہ کسی اور کے حکم پر عمل پیرا ہونے کا ارادہ نہ کر اور اس کی نہی کے علاوہ کسی اور چیز سے نفرت نہ کر۔ دنیا و آخرت میں صرف اسی مراد پر قناعت کر اور صرف اسی مکروہ کو ناپسندیدہ خیال کر۔ باقی سب اسی مراد اور اسی مکروہ کے تابع ہیں۔

جب تو اپنے پروردگار جل و علا کی فرمانبرداری کرے گا تو کائنات تیرا حکم بجا لائے گی اور جب تو اس کی ممنوع کردہ چیزوں کو ناپسند کرے گا تو جہاں ہو گا اور جس جگہ قیام کرے تجھ سے دور بھاگیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی کتاب میں فرمایا: اے آدم کے بیٹے! میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ایک چیز سے کہتا ہوں ہو جا تو وہ چیز عدم سے وجود میں آجاتی ہے۔ میری اطاعت کر تا کہ میں تکوینی امور تیرے سپرد کر دوں پھر تو بھی ایک چیز سے کہے ہو جا اور وہ ہو جائے۔ رب قدوس نے فرمایا۔ اے دنیا! جو میری خدمت کرے تو بھی اس کی خدمت بجا لا۔ اور جو تیری خدمت کرے اسے تھکا دے۔[1]

---

[1] ''تذکرۃ الموضوعات'' از الفتنی ص 175۔ اور کہا یہ موضوع ہے۔ یہ حدیث قدسی نہیں بلکہ ابن عیینہ کی گفتگو ہے۔ جیسا کہ المناوی نے فیض القدیر ج 305 میں تصریح کی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کام سے روکا جارہا ہو تو یوں بن جا کہ تیرے اعضاء میں طاقت ہی نہیں کہ تو اس کام کو کر سکے۔ تیرے حواس مختل ہیں۔ تیرا دل ست و دیوانہ ہے تو عاجز و درماندہ ہے۔ تیرا جسم مردہ اور خواہش نفسانی اور تقاضاء بشری سے محروم ہے۔ تجھ میں طبعیت کا رحجا باقی نہیں ہے۔ تیرے جسم کے گھر کا صحن گویا بے نور، بنیادیں ویران اور چھت بوسیدہ ہے تو حس و حرکت سے خالی ہے۔ تیرے کان گویا بہرے حالانکہ ان کو شنوا پیدا کیا گیا تھا۔ تیری آنکھوں پر حجاب ہیں۔یا تیری آنکھیں آشوب چشم کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں سکتیں۔یا تجھے کچھ نظر نہیں آتا کہ تو شروع سے بصارت سے محروم ہے۔ تیرے ہونٹ گویا زخمی ہیں اور بات کرنے کے قابل نہیں۔ تیری زبان گونگی ہے اور تو ہکلا ہے۔ تیرے دانتوں میں سخت درد ہے اور شدید تکلیف کی وجہ سے بول نہیں سکتا۔ تیرے ہاتھ شل ہو چکے ہیں اور ان میں پکڑنے کی سکت نہیں۔ تیری ٹانگوں میں لرزش ہے۔وہ زخمی ہیں اور تو قدم اٹھانے سے قاصر ہے۔ تیری قوت شہوانی زائل ہو چکی ہے اور اب تجھے اس کو پورا کرنے سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ تیرا پیٹ بھرا ہے۔ بھوک مٹ چکی ہے کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں۔ تیرے عقل میں فتور ہے۔ تو مخبوط الحواس ہو چکا ہے اور گویا تیرا جسم ایک لاشہ ہے جو قبر میں رکھا جا چکا ہے۔

پس حکم الٰہی پر ہمہ تن گوش ہو جا۔اسے پورا کرنے میں دیر نہ کر اور جس چیز سے وہ روک دے اس سے رک جا، احتراز کر، بیٹھ جا اور ہاتھ کھینچ لے۔ قضاء و قدر کے سامنے مردہ، فانی اور معدوم ہو جا۔

ان شربتوں کو پی اس دواء کو استعمال کر اور یہ غذا کھا تاکہ تو شفا پائے۔ گناہوں اور خواہشات کے امراض سے باذن اللہ بچ جائے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کیلئے سبقت لے جانے والے سبقت لے جانے کی کوشش کریں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اے بندۂ نفس وھوا واصلانِ حق کی حالت کا ادعاء نہ کر۔ تو بندۂ حرص وھوا ہے اور وہ بندۂ مولا۔ تو دنیا کا طالب اور وہ عقبیٰ کی بھلائی کے متلاشی۔ تیری نظر دنیا پر اور ان کے نظر ارض و سماء کے رب پر۔ تو خلق سے مانوس اور وہ حق تعالیٰ کی محبت کے گرفتہ۔ تیرا دل دنیا کی زیب و زینت میں اٹکا ہے اور اُن کے دل عرش کے مالک کی محبت میں اسیر ہیں۔ تو ہر نظر آنے والی چیز کا نخچیر اور وہ ہر چیز سے بے نیاز صرف جمال خداوندی کے مشاہدہ میں مشغول۔ اللہ تعالیٰ کے یہ بندے دونوں جہان میں کامیاب و کامران ہیں۔ تو دنیا کے لذائذ و حظوظ کا قیدی ہے جبکہ اللہ کے یہ بندے خلق، حرص، ارادہ اور آرزو سے فانی ہیں۔ وہ بادشاہ حقیقی کے مقرب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے مطلوب یعنی اطاعت اور حمد و ثنا کا ادراک بخش دیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز تا ہے۔ انہوں نے اسے لازم پکڑا۔ اس پر اللہ کی توفیق سے مواظبت اختیار کی۔

سو اطاعت خداوندی ان کی روح اور غذ ابن گئی اور یہ دنیا ان کے حق میں نعمت اور جزا ٹھہری۔ گویا یہی ان کی جنت الماویٰ ہے کیونکہ ہر چیز میں وہ فعل خداوندی کو عیاں دیکھتے ہیں جس نے اس دنیا کو تخلیق کیا اور وجود بخشا۔ یہی وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جن کے صدقے زمین اور آسمان کو ثبات حاصل ہے۔ انہی کے طفیل مرنے والوں اور زندوں کو سکون و قرار نصیب ہے کیونکہ یہ لوگ زمین کے اوتاد ہیں جن کی وجہ سے زمین قائم ہے۔ ان میں سے ہر شخص ایک مضبوط پہاڑ کی مانند ہے۔ ان کے راستے میں نہ آ اور مزاحمت نہ کر کہ اس راہ میں وہ اپنے آباء اور اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ زمین پر پھیلی اللہ تعالیٰ کی سب مخلوق سے بہتر لوگ ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اور برکتیں ہوں جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوف ورجاء ایمان کے گویا دو پر ہیں

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ مسجد جیسی کوئی جگہ ہے جس میں دنیا و مافیھا سے بے نیاز کچھ لوگ بیٹھے ہیں۔ میں نے سوچا اگر فلاں شخص یہاں ہوتا تو ان درویشوں کو آداب شریعت سکھاتا اور وعظ و تلقین کرتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ درویش میرے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ایک بولا۔ عبد القادر! آپ خود کچھ کیوں نہیں فرما دیتے؟ میں نے کہا۔ اگر تم چاہو تو میں ہی کچھ بیان کر دیتا ہوں۔

پھر میں نے انہیں نصیحت کی اور کہا: جب تم دنیا سے لا تعلق ہو کر اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہ گئے ہو تو پھر اپنی زبانوں سے لوگوں سے کسی چیز کے بارے مت پوچھو۔ اور جب تم زبان سے ترک سوال کر چکے ہو تو پھر اپنے دل کے ذریعے بھی سوال نہ کرو بلاشبہ دل کے ساتھ سوال زبان کے ساتھ سوال کرنے کی طرح ہے۔ جان لو کہ مخلوق کو سنوارنے اور بگاڑنے اور بلند و پست کرنے میں وہ ہر روز ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔ بعض کو اعلیٰ علیین کے مرتبے پر فائز کرتا ہے اور بعض کو اسفل السافلین کی حد تک پست کر دیتا ہے۔

جنہیں وہ اعلیٰ علیین تک بلند کرتا ہے انہیں ہر وقت دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ کہیں وہ اسفل السافلین میں نہ دھکیل دیے جائیں اور ساتھ یہ امید بھی ہوتی ہے کہ اللہ کریم انہیں بلند مقام پر قائم و ثابت رکھے گا۔

اور جنہیں اللہ تعالیٰ اسفل السافلین کی حد تک پست فرما دیتا ہے انہیں یہ خوف بھی ہوتا ہے کہ کہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسی پستی کے سزاوار نہ ٹھہرائے جائیں اور یہ امید بھی ہوتی ہے کہ ہو سکتا ہے اللہ کریم کرم فرمائے اور اپنے فضل و احسان سے اعلیٰ علیین کے مرتبے پر فائز کر دے۔ (یہ خواب دیکھنے کے بعد) میری آنکھ کھل گئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ پر توکل کامیابی کی دلیل ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور ان میں افزونی سے اس لیے مجوب و محروم ہے کہ تو نے مخلوق اور اسباب و ذرائع پر بھروسہ کر لیا ہے۔ مخلوق اکل بالسنّت (سنت کے طریقے کے مطابق کھانا) کیلئے حجاب ہے۔ جب تک تو مخلوق کے عطیات اور ان کی دادودہش کا خوگر رہے گا ان کے آگے ہاتھ پھیلائے گا اور ان کے پاس چکر لگائے گا اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہے گا کیونکہ تو خلق کو اللہ کا شریک سمجھتا ہے۔ اسی لیے اس نے تجھے اکل بالسنّت سے محرومی کی سزادی ہے۔ اکل بالسنّت سے مراد دنیا کی حلال چیزوں کو حلال طریقے سے حاصل کرنا ہے۔

پھر جب تو نے مخلوق پر بھروسہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انہیں شریک سمجھنے سے توبہ کی اور کسب کی طرف لوٹا تو اب بھی اکل بالسنّت کی نعمت سے محروم ہے کیونکہ تیرا بھروسہ کسب پر ہے اور تو اس سے آرام پاتا ہے اور اللہ کے فضل و کرم کو تو بھولا ہوا ہے۔ اس لیے تو مشرک ہے۔ ہاں یہ شرک خفی[1] ہے اور پہلے سے اس کی نوعیت مختلف ہے۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ تجھے سزادے گا اور اپنے فضل سے محروم رکھے گا۔ اگر تو کسب پر بھروسہ کرنے سے توبہ کرلے اور درمیان سے شرک کو ختم کر دے اور کسب پر بھروسہ کرنے اور اپنی قوت و طاقت پر اعتماد کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کو رزاق یقین کرے اسی کو مسبب اور آسانیاں پیدا کرنے والا یقین کرے اور یہ خیال کرنے لگے کہ وہی ذات ہے جو کسب کی قوت اور ہر بھلائی کی توفیق سے نوازتی ہے۔ رزق اسی کے ہاتھ میں ہے کبھی لوگوں کے سامنے دریوزہ گری کی سزا اسے دوچار کر کے دیتا ہے۔ کبھی محنت و مشقت

---

[1] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس امت میں شرک رات کی تاریکی میں کالے اوراق پر چلنے والی کالی چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ خفی ہے"۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں مبتلا کر کے دیتا ہے۔ کبھی اپنی بارگاہ کا فقیر بنا دیتا ہے اور کبھی بغیر کسی واسطہ کے محض اپنے فضل و کرم سے عطا کرتا ہے۔ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہے گا۔ وہ تجھے اپنے فضل و کرم سے نوازے گا۔ بے منتِ غیر تجھے عطا کرے گا۔ تیری ہر ضرورت تیری چاہت کے مطابق پوری کرے گا۔ تیرے ساتھ اس کا برتاؤ مشفق و مہربان طبیب کا ہو گا۔ جس طرح وہ اپنے مریض سے دوستانہ انداز سے پیش آتا ہے۔ اس کی پوری دیکھ بھال کرتا ہے اللہ تعالیٰ تیری نگہداشت فرمائے گا اور تجھے کسی کا محتاج نہیں بنائے گا۔ ماسوا اللہ کے خیال سے تیرا دل پاک کر دے گا اور اپنے فضل و کرم سے تجھے خوش کر دے گا۔

جب تیرا دل ہر ارادے، ہر شہوت، ہر لذت، ہر مطلوب اور محبوب سے پاک ہو جائے گا اور ارادہ خداوندی کے علاوہ اور کچھ اس میں باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے دل میں تیرے مقسوم و مقدور کو حاصل کرنے کی طلب پیدا کر دے گا اور پھر تیری قسمت میں جو نعمتیں رب قدوس نے پہلے سے لکھ دی ہیں تجھے ضرورت کے وقت بآسانی میسر ہوں گی اور پھر ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر کی توفیق بھی ارزانی ہو گی۔ اور تجھے یہ یقین بھی حاصل ہو جائے گا کہ یہ سب اس کا کرم ہے۔ اسی کی دین ہے اور وہی تیرا رازق ہے۔

تب تو شکر بجالائے گا۔ معرفت حق حاصل ہو گی اور علم سے نوازا جائے گا۔ یہ جاننے کے بعد تو خلق سے اور دور ہو گا۔ لوگوں سے بے نیاز ہو گا اور اللہ کے سواء سے باطن کو خالی کرے گا۔

پھر جب تیرا علم اور یقین قوی ہو جائیں گے۔ تجھے شرح صدر کی دولت مل جائے گی، تیرا دل منور ہو جائے گا، تجھے قرب کی نعمت مل جائے گی تجھے ایک خاص مقام مل جائے گا اور حفظ اسرار کی وجہ سے تیری اہلیت اور امانت داری واضح ہو جائے گی تو قبل از وقت تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میرا رزق مجھ تک پہنچنے والا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تیری عزت و توقیر میں اضافہ کرنا چاہتا ہے اور تجھ پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے فضل واحسان کو اور بڑھانا چاہتا ہے۔رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيَاتِنَا يُوْقِنُوْنَ (السجدہ :24)

"اور ہم نے بنایا ان میں سے بعض کو پیشوا، وہ رہبری کرتے رہے ہمارے حکم سے جب تک وہ صابر رہے اور جب تک وہ ہماری آیتوں پر پختہ یقین رکھتے تھے۔"

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:69)

"اور جو (بلند ہمت) مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ہم ضرور دکھادیں گے انہیں اپنے راستے"

وَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (البقرہ :282)

"اور ڈرا کرو اللہ سے اور سکھاتا ہے تمہیں اللہ (آداب معاشرت)"

پھر تجھے امور تکوینیہ سونپ دیے جائیں گے۔ تو کائنات میں تصرف کرے گا۔اللہ تعالیٰ کا اذن واضح ہو گا۔جس میں کوئی شک نہیں ہو گا۔تجھے تکوین کے اختیار میں ایسے واضح نشانات دیے جائیں گے جو چمکتے سورج کی طرح ظاہر و باہر ہونگے۔ تو کائنات میں لذیذ ترین کلام اور ہر جھوٹ، ہوا جس نفسانی سے اور وساوس شیطانی سے پاک الہام کے ذریعے تصرف کرے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی کتاب میں فرمایا: اے ابن آدم میں اللہ ہوں۔ میرے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں ایک چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ میری اطاعت کر میں یہ مقام دوں گا کہ جب تو کسی چیز کے بارے کہے گا ہو تو وہ ہو جائے گی۔

اور ایسے معجزات کئی انبیاء و اولیاء اور خواصانِ بارگاہ کے ہاتھوں صدور ہوئے ہیں۔علیھم الصلوٰۃ والسلام۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلق سے خالق اور دنیا سے دنیا پیدا کرنے والے کی طرف سفر کر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جب تجھے وصول الی اللہ کی دولت مل گئی تو اللہ کی توفیق اور اس کے قریب کرنے سے تجھے قرب خداوندی کا مقام حاصل ہو گیا۔

وصول الی اللہ کا مطلب یہ ہے تو خلق سے، حرص و ہوا سے اور خواہش وارادہ سے نکل جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے ارادہ کے ساتھ ثابت ہو جائے۔بلکہ اس کے حکم، امر اور فعل کے ساتھ تجھے ثبات مل جائے۔اس حالت کو فناء یا وصول الی اللہ کہتے ہیں۔

وصول الی اللہ وہ عادی اور معقول وصول نہیں کہ ایک جسم دوسرے تک پہنچ گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تو یہ شان ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (الشوریٰ :١١)

"نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے"

اللہ تعالیٰ اس بات سے کہیں بلند ہے کہ اسے اس کی مخلوق کے مشابہ ٹھہرا لیا جائے یا اس کی تخلیق کردہ اشیاء پر اسے قیاس کیا جائے۔

وصول الی اللہ اہل وصول کے نزدیک معروف چیز ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خود اس کیفیت سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ہر ایک کا اس میں مقام جدا جدا ہے۔اور کسی کو دوسرے کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔یہ اللہ اور اس کے رسولوں، نبیوں اور ولیوں کے درمیان راز ہے۔جس کی حقیقت کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔اور اس سے یا تو اللہ تعالیٰ آگاہ ہے یا اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرید کے راز سے شیخ بے گانہ ہوتا ہے اور شیخ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان راز سے مرید بے گانہ ہوتا ہے۔حالانکہ مرید سلوک میں شیخ کی حالت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے دروازے کی چوکھٹ تک پہنچ پکا ہوتا ہے۔

پس جب مرید شیخ کی حالت کو پہنچ جاتا ہے تو اسے شیخ سے الگ کر لیا جاتا ہے اور اس کی روحانی کفالت سے واپس لے لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنے کرم و عنایت کی گود میں لے لیتا ہے اور دنیا سے وہ کلیۃً لاتعلق ہو کر اللہ کا بن جاتا ہے۔ گویا شیخ کی حقیقت اس دایہ کی تھی جو دو سال تک دودھ پلانے کا فریضہ سرانجام دیتی ہے اور جب دو سال کا عرصہ بیت جاتا ہے تو اب بچے کو دودھ نہیں پلایا جاتا۔ اسی طرح اب خلق کے ساتھ اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ اس لیے کہ حرص و ہوا اب زائل ہو چکی۔ اور شیخ کا فریضہ خواہش و ارادہ کو توڑنا تھا اب جبکہ خواہش و ارادہ زائل ہو گئے تو کوئی کدورت اور نقص باقی نہیں رہا اس لیے شیخ کی ضرورت نہیں رہی۔

جب تو واصل بحق ہو گیا جیسا ہم نے بیان کیا تو ماسوا اللہ سے احتراز کر۔ بجز حق کے اور کوئی وجود نہ دیکھ۔ نہ نفع و نقصان میں نہ منع و عطا میں اور نہ ہی خوف و رجاء میں۔ بلکہ خدائے عزوجل کو تقویٰ و مغفرت کا اہل یقین کرے۔ تیری نظر ہمیشہ اس کے فعل پر رہے لحہ لحہ اس کے حکم پر متوجہ رہ۔ ہمیشہ اس کی تابعداری کر اور دنیا اور آخرت میں سب سے کٹ کر اسی کا ہو رہے۔

دل خلقِ خدا کو نہ دے۔ خلق کو اس طرح بے بس سمجھ جس طرح کہ ایک آدمی جس کے ہاتھ ایک جابر، عظیم مملکت فرمانروا، سطوت کے مالک بادشاہ نے پیٹھ پیچھے باندھ دیے ہوں۔ اس شخص کے گلے میں قلادہ اور پاؤں میں بیڑی پڑی ہو۔ پھر اسے صنوبر کے ایک بڑے درخت کے ساتھ لٹکا دیا جائے جو ایک وسیع و عمیق نہر کے کنارے کھڑا ہو۔ نہر سے منہ زور موجیں اٹھ رہی ہوں۔ پانی تیزی سے چل رہا ہو۔ بادشاہ اپنی کرسی پر بڑے تمکنت کے ساتھ بیٹھا ہو۔ اور کرسی بھی وہ کہ اس کی اونچائی آسمان تک پہنچتی ہو۔ بادشاہ عظیم ہو۔ مطلق العنان ہو۔ جو چاہے کرے جیسے چاہے تصرف کرے۔ اور بادشاہ کی کرسی کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزدیک ہر قسم کا اسلحہ تیر و کمان، نیزے، بھالے، تلواریں سب کچھ موجود ہو۔ بادشاہ جس چیز سے چاہے اسے قتل کرے۔ جتنے تیر چاہے اس کے جسم پر برسائے۔ کیا اس بادشاہ کو چھوڑ کر مصلوب شخص سے بہتری کی امید رکھنا، بادشاہ سے بے خوف ہو کر مصلوب سے ڈرنا مناسب ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

مخلوق سے لو لگانا اور بادشاہ حقیقی کو چھوڑ دینا قرین دانشمندی نہیں۔ کیا ایسے شخص کو پاگل، مجنون اور فاتر العقل نہیں کہا جائے گا۔

ہم بصیرت کے بعد اندھے پن سے وصول کے بعد دوری سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ مالک حقیقی! ہمیں قرب کے بعد دوری سے ہدایت کے بعد ضلالت و گمراہی سے اور ایمان کے بعد کفر سے محفوظ رکھ۔

دنیا اس بڑی نہر کی مانند ہے جس کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے۔ روز بروز اس کا پانی بڑھ رہا ہے۔ یعنی دنیا میں بنی آدم کی شہوات و لذات جن میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ نوع بنوع اسلحہ سے مراد آلام و مصائب ہیں۔ اور اس کی قسمت میں کئی مسائل کا سامنا لکھا ہے جو نعمتیں اسے میسر ہیں وہ بھی آفات سے محفوظ نہیں۔ یوں عقلمند کیلئے دنیا کی زندگی میں راحت و آرام کا کوئی سامان نہیں۔ عیش و عشرت تو درحقیقت آخرت کی چیز ہے۔ مگر اس کے حصول کے لیے ایقان کی دولت درکار ہے۔ صرف اہل ایمان ہی اخروی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ[1] آخرت کی راحت کے سواء کوئی راحت نہیں۔ ایک اور حدیث ہے۔ لَارَاحَةَ لِلْمُؤْمِنِ دُوْنَ لِقَاءِ رَبِّهٖ[2]۔ مؤمن کے لیے اپنے رب کی ملاقات کے علاوہ کوئی چیز راحت نہیں۔ پھر

۱۔ بخاری کی ایک حدیث کا قطعہ ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر 3796۔ راوی حضرت انس بن مالک ہیں۔

۲۔ یہ حدیث مرفوع نہیں۔ امام احمد نے اسے "الزھد" میں ص ۱۹۶ پر ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند منقطع لگتی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ [۱] ۔ دنیا مؤمن کیلئے زندان اور کافر کیلئے جنت ہے" ایک حدیث میں فرمایا:

اَلتَّقِیُّ مُلْجَمٌ [۲] ۔ "متقی کے منہ میں لگام ہوتی ہے"

ان احادیث اور واضح دلائل کے ہوتے ہوئے کوئی دنیا میں راحت و سکون کی زندگی کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے۔ ساری راحت تو مخلوق سے الگ ہونے اور اللہ کریم سے موافقت اور خود سپردگی میں ہے پس بندہ مؤمن تو دنیا سے نکل چکا۔ پس ایسی صورت میں اس دنیا کی نعمتیں رافت ور حمت لطف و کرم اور صدقہ و خیرات ہیں۔

پیاروں کے لگائے ہوئے زخم تکلیف دہ نہیں ہوتے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی تکلیف کا شکوہ کسی سے نہیں کرنا۔ کوئی بھی ہو۔ درست ہو یا دشمن۔ یہ تکلیف تیرے رب کی طرف سے ہے اس پر اسے الزام نہ دے۔ بلکہ بھلائی کا اظہار کر اور شکر بجا لا۔ بغیر نعمت کے جھوٹا شکر اس سچے شکوے سے بہتر ہے جو تو نے مصیبت کے آنے پر کیا ہے۔ کیونکہ یہ اس ذات کا شکوہ ہے جس نے پہلے تجھے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الذھد کی پہلی حدیث ہے۔ راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ حضرت مؤمن دنیا کی شہوات ولذات سے روک دیا گیا ہے اور سخت اطاعت کا اسے مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ مرنے کے بعد ہی اس کیلئے راحت اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اور تیار کردہ ابدی نعمتیں ہیں لیکن کافر کیلئے صرف اور صرف دنیا کی یہی نعمتیں ہیں۔ اور دنیا کی نعمتیں بہر حال قلیل اور غم واندوہ سے خالی نہیں ہیں۔ جب کافر مرتا ہے تو دائمی عذاب اور ابدی شقاوت کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔

۲۔ اسے قرطبی نے "الجامع لاحکام القرآن" میں ج ۱/ 161 نقل فرمایا ہے۔ اور "فیه هدی للمتقین" کی کی شرح میں فرمایا ہے کہ تقویٰ لغت میں قلت کلام کو کہتے ہیں۔ اور اسی مذکورہ حدیث سے استدلال فرمایا ہے۔ اور اس پر یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں۔ "والمتقی فرق المؤمن والطائع" تقی سے مراد وہ شخص ہے جو عمل صالح کی وجہ سے گناہ سے بچتا ہے اور اس کی دعا صرف عذاب خداوندی سے بچنے کیلئے ہوتی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم :34)

"اور اگر گننا چاہو تو اللہ کی نعمتوں کو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے"

اللہ تعالیٰ کی تم پر کتنی نوازشیں ہیں۔ اور تو ہے کہ انہیں جانتا ہی نہیں ہے۔ خلق سے لومت لگا۔ کسی فرد مخلوق سے مانوس نہ ہو۔ اپنی حالت سے کسی کو مطلع نہ کر۔ بلکہ تیرا انس اللہ عزوجل سے ہو اور تجھے صرف اسی سے سکون ملے۔ تیرا گلہ و شکوہ صرف اسی کے سامنے ہو۔ دوسرا کوئی تجھے نظر بھی نہ آئے۔ کیونکہ دوسرا کوئی نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ نہ کچھ دے سکتا ہے اور نہ چھین سکتا ہے۔ نہ کسی ذلت کا مالک ہے اور نہ عزت کا۔ نہ بلند کر سکتا ہے اور نہ پست۔ نہ کسی کے ہاتھ میں فقر و افلاس ہے اور نہ دولت و غنی۔ نہ کوئی کسی کو حرکت دے سکتا ہے اور نہ کسی متحرک کو ساکن کر سکتا ہے۔ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور سب کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ ہر چیز اسی کے اذن اور حکم سے جاری ہے اور ہر ایک نے اس کے ہاتھ ایک مدت معینہ تک چلنا ہے۔ ہر چیز کا اس کے ہاں اندازہ مقرر ہے۔ جو پہلے ہونا ہے وہ بعد میں اور جو بعد میں ہونا ہے وہ پہلے نہیں ہو سکتا۔

رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (یونس :107)

"اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف تو نہیں کوئی دور کرنے والا اسے بجز اس کے۔ اور اگر ارادہ فرمائے تیرے لیے کسی بھلائی کا تو کوئی رد کرنے والا نہیں اس کے فضل کو۔ سرفراز فرماتا ہے اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور وہی بہت مغفرت فرمانے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر تو نے شکوہ کیا حالانکہ تو خیر و عافیت سے ہے اور تیرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے محض اس لیے کہ اور نعمتیں عطا ہوں اور تو نے اللہ کے فضل و کرم سے آنکھیں موند لیں تو تو نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ خیر و عافیت کو حقیر خیال کیا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہو گا اور تجھے ان نعمتوں سے محروم کر دے گا۔ سب کچھ چھین کر تیرے گلے اور شکوے کو سچ ثابت کر دے گا۔ تو اور زیادہ مصیبتوں میں مبتلا ہو گا۔ اس کی عقوبت میں شدت آجائے گی۔ اپنی نظر سے تجھے گرا کر ذلیل و رسوا کر دے گا۔

شکوہ سے پوری طرح احتراز کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تیرا گوشت قینچیوں سے کاٹ دیا جائے پھر بھی شکوہ کی زبان نہ کھول۔ اپنے آپ کو (شکوہ و شکایت سے) دور رکھ اور خوفِ خدا کر۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اس ذات سے حذر کر، چھوڑ دے چھوڑ دے۔ شکوے کی روش کو چھوڑ دے۔ پرہیز کر پرہیز اگر مصائب صرف اس وجہ سے آتے ہیں کہ انسان اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔ بھلا اس ارحم الراحمین کا شکوہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ جو خیر الحاکمین، حلیم اور رؤوف رحیم ہے اس کی شکایت میں زبان کھلے حاشا و کلا۔ وہ تو اپنے بندوں پر بڑا لطف و کرم کرنے والا ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ حلیم و مشفق طبیب کی مانند اپنے بندوں سے محبت کرنے والا اور انہیں رحمت کی نظر سے دیکھنے والا ہے۔ کیا شفیق و مہربان والد اور مہربان و رحیم والدہ کو تہمت دی جا سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعَبْدِہٖ مِنَ الْوَالِدَۃِ عَلٰی وَلَدِھَا[1]

---

[1] صحیح للبخاری حدیث نمبر 5999۔ راوی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک عورت نے جب قیدیوں میں اپنے بچے کو پایا تو اسے اٹھالیا۔ اپنے سینے سے لگایا اور دودھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینکے گی۔ ہم نے عرض کی: نہیں جب تک اس کی قدرت ہوگی بچے کو آگ میں نہیں پھینکے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے اللہ اس سے کہیں زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے میں کہتا ہوں کہ حدیث میں یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ انسان تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھے۔ عقلمند کو اپنی حاجت کیلئے اس کا قصد کرنا چاہیے جو اس پر زیادہ رحیم و مہربان ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی ماں اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے"

حسن ادب سے کام لے۔ اے انسان مصیبت آئے اور صبر کا یارہ نہ ہو تو بتکلف صبر کر۔ اگر رضاء و موافقت کی ہمت نہیں تو صبر سے کام لے۔ اگر فناء و نیستی حاصل نہیں تو موافقت کر۔ اگر مفقود کر دیا گیا ہے تو فنا اختیار کر۔ اے کبریت احمر! تو کہاں ہے تو کہاں پایا اور دیکھا جا رہا ہے؟

کیا تو نے اللہ تعالیٰ عزو جل کا یہ ارشاد گرامی نہیں سنا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ، وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ. وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(البقرہ: 216)

"فرض کیا گیا ہے تم پر جہاد اور وہ ناپسند ہے تمہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور (حقیقتِ حال) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"

حقیقتِ اشیاء کا علم مخفی رکھا گیا ہے اور تجھے اس سے محجوب کر دیا گیا ہے سوئے ادبی نہ کر۔ کوئی چیز تجھے پسند ہے یا نہ پسند حکم خداوندی پر نظر رکھ۔ اگر تو تقویٰ کی حالت میں ہے جو کہ راہ سلوک کا پہلا قدم ہے تو مصیبت ہو یا نعمت شرع کی اتباع کر۔ اگر حالت ولایت میں ہے جو راہ سلوک میں دوسرا قدم اور تجھ میں ابھی خواہش باقی ہے تو امر[1] کی اتباع کر اور اس سے تجاوز نہ کر۔ فعلِ خداوندی

---

[1] حرام و حلال میں شریعت کی پیروی ضروری ہے لیکن مباحات یعنی جن امور کے بارے شریعت میں کوئی حکم نہیں ان کے کرنے یا نہ کرنے میں امر باطنی کی اتباع ضروری ہے جو الہام و القاء کی ایک صورت ہے۔ اولیاء کرام کو بذریعہ الہام جب تک مباحات کے بارے کوئی حکم صادر نہیں ہوتا انتظار کرتے ہیں۔ بعض اوقات مباح امور پر عمل بذریعہ الہام اولیاء پر واجب ہو جاتا ہے (مترجم)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے موافقت کر اور شیوۂ تسلیم ورضا اختیار کر۔ اگر بدلیت، غوثیت اور صدیقیت کی حالت میں ہے جو راہ سلوک کی انتہاء ہے تو فنا و محو ہو جا۔

تقدیر کے راستے سے ہٹ جا اور اس کی راہ میں نہ آ۔ خواہش نفسانی اور حرص و ہوا کو ختم کر دے اور شکوہ کی زبان پر مہر لگا دے۔

(حسبِ حالت) اگر تو نے ایسا کیا: (یعنی شریعت کی پابندی کی۔ امر باطن کی پابندی کی یا فنا کو اختیار کیا) تو اگر وہ خیر ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے خوشگوار زندگی دے گا اور لذت و سرور میں اضافہ فرمائے گا اور اگر وہ شر ہے تو اس میں اپنی اطاعت میں اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تجھ سے ملامت دور کرے گا۔ مصیبت میں تجھ کو مغفور کر دے گا (یعنی تجھ پر یہ حالت طاری کر دے گا کہ تجھے مصیبت کا احساس بھی نہیں ہو گا) حتی کہ اپنے وقت پر مصیبت ٹل جائے گی اور شر دور ہو جائے گا جس طرح رات گزرتی ہے تو دن کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے اور موسم سرما میں سردی ختم ہوتی ہے تو گرمی آجاتی ہے۔

یہ گردش لیل و نہار اور موسموں کی تبدیلی اہل علم کیلئے قدرت خداوندی کے دلائل ہیں ان سے نصیحت پکڑو۔ پھر انسان میں گناہ، خطا اور جرم کا داعیہ ہے۔ اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور عصیا شعار ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھ کریم کی بارگاہ میں تو صرف وہ حاضر ہو سکتا ہے جو ان گناہوں اور لغزشوں سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کے آستانہ کی چوکھٹ پر بوسہ صرف وہی دے سکتا ہے جو دعاوی کے میل کچیل سے پاک ہو۔ جس طرح کہ بادشاہ کی ہمنشین صرف وہ ہو سکتا ہے جو ہر قسم کی ناپاکی میل کچیل اور گندگی سے پاک صاف ہو۔ یہ مصیبتیں گناہوں کو مٹانے والی اور انسان کو پاک کرنے کا ایک ذریعہ، ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حمّٰی یَوْمٍ کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ[1]

"ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے"

وعدہ وفا کر اور دیکھ تو کس ذات سے معاہدہ کر چکا ہے!

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اگر تو ضعیف العقیدہ ہے اور تیرے یقین میں کمی ہے اور تو نے وعدہ کر رکھا ہے تو اسے پورا کر اور وعدہ خلافی نہ کر کہ کہیں تیرا یقین نہ ڈگمگا جائے اور ایمان رخصت ہو جائے۔ اور اگر تو صاحب یقین ہے اور تیرا عقیدہ مضبوط ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے تو اس خطاب کا مصداق ہے۔

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ (یوسف :54)

"آپ آج سے ہمارے ہاں بڑے محترم (اور) قابل اعتماد ہیں"

یہ خطاب تجھ سے بار بار ہو گا اور تیرا شمار خاصان بارگاہ میں بلکہ خاص الخاص میں ہو گا۔ تیرا اپنا نہ کوئی ارادہ رہے گا اور نہ مطلب کہ تو اس پر اترائے اور تیری نظروں میں نہ کوئی مقام ہو گا اور نہ منزل کہ جسے دیکھے اور خوش ہو۔ پس تو لحہ لحہ بلندیوں کی طرف پر کشا رہے گا اور ٹوٹے ہوئے اس برتن کی طرح ہو جائے گا جس میں کوئی مائع نہیں ٹھہرتا۔ سو تیرے دل میں بھی کوئی ارادہ، کوئی خصلت اور دنیا و آخرت کی کسی چیز کا قصد نہیں ٹھہر سکے گا۔ تو ماسوا اللہ سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی سے بہرہ مند ہو جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھلائی یا برائی آئے گی تو تو اس فعل خداوندی سے لطف و سرور حاصل کرے گا۔

---

[1] اسے الفتنی نے "تذکرۃ الموضوعات" میں ص 206 پر ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ القضاعی نے "الشہاب" ج 71/1 میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الحمی حظ کل مؤمن من النار. وحمی لیلة یکفر خطایا سنة مجرمة ۔ یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسے میں تجھ سے ایک وعدہ کیا جائے گا اور جب اس وعدہ سے تجھے طمانیت ہو گئی اور تجھ میں کسی قسم کا ارادہ پائے جانے کی علامت پائی گئی تو تجھے اس سے اعلیٰ اور اشرف وعدہ کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ پھر پہلے وعدہ کے عوض تجھے اس سے غنا حاصل ہو گی علوم و معارف کے دروازے تیرے لیے کھول دیے جائیں گے اور اس منتقلی میں جو حقائق، جو حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں تجھے معلوم ہو جائیں گے۔

اور جب معارف و حقائق کے دروازے کھول دیے جائیں گے تو حفظ حال پھر حفظ مقام[1] اسرار[2] میں تیری امانتداری کو بڑھا دیا جائے گا۔ تجھے شرح صدر سے فصاحت لسان سے اور حکمت بالغہ سے پہلے سے بڑھ کر نوازا جائے گا۔ تجھ پر اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا پر تو ڈالے گا۔ تو پوری مخلوق کا محبوب بن جائے گا۔ جن وانس اور ان کے علاوہ سب مخلوق دنیا و آخرت میں تیری محبت کا دم بھرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ تو حق تعالیٰ کا محبوب بن جائے گا۔ اور خلق ساری حق کی تابع ہے۔ ان کی محبت حق تعالیٰ کی محبت میں داخل ہے جس طرح مخلوق کی دشمنی اللہ تعالیٰ کی دشمنی کا سبب ہے۔

جب تو اس مقام و مرتبے کو پا لے گا کہ کسی چیز کی خواہش تیرے دل میں نہیں رہے گی تو اس وقت تیرے دل میں کسی چیز کا ارادہ پیدا کر دیا جائے گا۔ پس جب اس چیز کی خواہش تیرے دل میں متحقق ہو گی تو اس چیز کو دور کر دیا جائے گا،

---

[1] حال ایک کیفیت ہے جو تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور جب انسان حفظ حال میں کوشش کرتا ہے تو یہ کیفیت مستقل ہو جاتی ہے اسی کو مقام کہتے ہیں۔ حال کے بعد مقام ہے اور ان کی حفاظت صرف بلند مقام لوگوں کا کام ہے۔ میں تیرے مقام کو بلند کر دیا جائے گا۔ حفظ [2] جو اسرار انسان پر منکشف ہوتے ہیں ان پر پردہ ڈالنا ضروری اور مردانگی ہے ورنہ کشف وبال ہے۔ اسرار کی حفاظت ترقی کا موجب ہے۔ اس امانتداری میں اضافہ اللہ کی بہت بڑی عطا ہے۔ (مترجم)۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ معدوم ہو جائے گی اور تجھے اس سے برگشتہ کر دیا جائے گا۔ یوں دنیا میں تجھے اس چیز سے محروم کر کے آخرت میں اس کا وہ معاوضہ دیا جائے گا جو قربت خداوندی میں تیرے اضافے کا سبب ہو گا اور اللہ جل وعلا کے نزدیک جس کی بڑی قدرت و منزلت ہو گی۔ یعنی دنیا کی اس معمولی چیز کے عوض تجھے قربتِ خداوندی۔ جنتُ الفردوس اور جنتُ الماویٰ کی ابدی نعمتیں دی جائیں گی جن سے تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اور اگر اس فانی دنیا میں جو دکھوں کا گھر ہے تو اس چیز کو جس کی خواہش تیرے دل میں پیدا کر دی گئی ہے طلب نہیں کرے گا۔ اس کی تمنا اور آرزو نہیں کرے گا بلکہ تیرا مقصود دنیا میں بھی ذات الٰہی ہو گا جو خالق، عدم سے وجود میں لانے والا۔ زمین کو بچھانے والا اور آسمان کو بلند کرنے والا ہے تو ہو سکتا ہے تجھے اس دنیا میں بھی اس کی مثل یا اس سے کم معاوضہ دے دیا جائے۔ مگر ضروری ہے کہ پہلے انسان دل شکستگی اختیار کرے۔ مطلوب و مراد اور خواہش سے منہ موڑے اور دل میں اس یقین کو راسخ کرے کہ اصل معاوضہ تو آخرت میں ملے گا (یعنی مشاہدۂ جمالِ حق)[1]

ایمان نام ہے عزیمت اور یقین کا

نبی کریم ﷺ کی حدیث دَعْ مَایُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ[2] "مشکوک و مشتبہ چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک و غیر مشتبہ چیز کو اختیار کر" کے متعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ فرماتے ہیں۔

۱۔ بھلائی اسی میں ہے کہ دنیاوی نعمتوں سے انسان کو کم سے کم دیا جائے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ رعایت وکلایت حفظ الٰہی مر بندگان خاص وطالبان وجہ کریم را وصلاح دید حال ایشاں غالب آں آنست کہ درواون فرود تر وکمتر فی باشد۔ (شرح فتوح الغیب)

۲۔ مسند امام احمد۔ ج 153/3 عن انس بن مالک۔ سنن نسائی حدیث نمبر 5711۔ عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما۔ حدیث صحیح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب مشتبہ اور غیر مشتبہ دونوں پہلو کسی چیز میں پائے جارہے ہوں تو عزیمت پر عمل کرنا چاہیے اور وہ پہلو اختیار کرنا چاہیے جس میں کسی قسم کا اشتباہ اور شک نہ ہو اور مشکوک اور مشتبہ پہلو کو ترک کر دینا چاہیے۔

اگر مشتبہ اور مشکوک چیز ایسی ہو جو دل میں کھٹکا پیدا نہ کرے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْاِثْمُ حَوَّازُ الْقُلُوْبِ[1]

"گناہ وہ ہے جو دلوں میں کھٹکتا ہے"

تو بھی توقف کرے اور امر باطنی (الہام) کا انتظار کرے۔ اگر (بذریعہ الہام) حکم مل جائے تو اسے قبول کرلے اور اگر روک دیا جائے تو دستکش ہو جائے اور اس طرح کا رویہ اختیار کرے کہ گویا کہ وہ چیز معدوم ہے اس کا دینا میں کوئی وجود ہی نہیں۔ پھر اپنے پروردگار کے دروازے پر واپس آجا اور اسی کی بارگاہ سے رزق کا طالب ہو۔ اللہ کریم یاد دہانی کی احتیاج نہیں رکھتا وہ تجھ سے یا کسی اور سے غافل نہیں۔ وہ تو کفار، منافقین اور اس کی رحمت سے اعراض کرنے والوں کو بھی کھلاتا ہے۔ بھلا بندۂ مؤمن کو کیسے بھول سکتا ہے جو اس کی توحید کا اقرار کرتا ہے، اس کی اطاعت بجا لاتا ہے اور رات دن اس کے حکم کی بجا آوری میں کوشاں رہتا ہے۔

اس حدیث پاک کا ایک اور مفہوم بھی "مشتبہ کو چھوڑ دے اور غیر مشتبہ اختیار کر" یعنی جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اسے چھوڑ دے۔ اسے طلب نہ کر

---

[1] حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام بیہقی نے "الشعب" میں بیان کیا ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر 5434۔ حدیث کا اگلا حصہ یوں ہے۔ "......وما من نظرة الا وللشيطان فيها مطمع ۔ یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

میں کہتا ہوں حواز القلوب سے مراد ایسے امور ہیں جو کسی چیز میں اثر پیدا کریں۔ جس طرح آواز اثر پیدا کرتی ہے۔ یعنی وہ چیز جو دل میں یہ اثر پیدا کردے کہ انسان سوچنے لگے کہ یہ گناہ ہے یا ثواب اسی لیے جو چیز دل میں کھٹکے اس سے احتراز بہتر ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دل کو اس سے نہ لگا۔ مخلوق سے نہ کوئی امید و توقع وابستہ کر اور نہ ہی ان سے اندیشہ رکھ اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم کو قبول کر جس میں کوئی شک نہیں تو التجا کرے تو صرف ایک ہی ذات سے۔ امید رکھے تو صرف ایک سے۔ ڈرے تو صرف ایک سے اور کوشش ہو تو بھی صرف ایک کیلئے یعنی وہ جو تیرا رب ہے۔ اسی کے ہاتھ میں بادشاہوں کی پیشانی کے بال ہیں۔ اسی کے دست قدرت میں مخلوق کے وہ دل ہیں جو جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ مخلوق کے پاس جو کچھ ہے اسی کی ملکیت ہے۔ مخلوق، اس کی توقعات اور تمنائیں اور تجھے دینے میں ان کے ہاتھ کی حرکت اسی کے اذن، امر اور تحریک کی بدولت ہے۔ اور اگر کسی کا ہاتھ تیرے حضور کوئی چیز پیش کرنے سے رکتا ہے تو بھی اسی مالک کے روکے سے رکتا ہے۔

رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَاسْئَلُوْا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ (النساء :32)

"اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (و کرم) کو"۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَایَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَاللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ وَاشْکُرُوْالَہٗ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (العنکبوت :17)

"بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے۔ پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق کو اور اس کی عبادت کیا کرو اور اس کا شکر ادا کیا کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ. اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ...... (البقرہ :186)

"اور جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب!) میرے بندے میرے متعلق تو (انہیں بتاؤ) میں (ان کے) بالکل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزدیک ہوں۔ قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو جب
وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے"۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن :60)

"مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا"

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ . (الذاریات :58)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی (سب کو) روزی دینے والا، قوت والا
(اور) زور والا ہے"

اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (آل عمران :37)

"بیشک اللہ تعالیٰ روق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"

عقیدہ جبر شیطانی وسوسہ ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارضاہ نے فرمایا:
خواب میں میں کیا دیکھتا ہوں کہ انسانوں کا ایک جم غفیر ہے۔ اپنے قریب میں شیطان لعین کو دیکھتا ہوں۔ فوراً اسے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ وہ لعین مجھ سے مخاطب ہوتا ہے اور کہتا ہے آپ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں۔ آخر میرا گناہ کیا ہے۔ میرے مقدر میں اگر برائی تھی تو میں نیکی کیسے کر سکتا تھا۔ اگر میری قسمت میں نیکی کرنا لکھا ہوتا تو میں قسمت کو تبدیل کر کے برائی تو نہیں کر سکتا تھا۔ میرے ہاتھ میں کیا تھا کہ مجھے سزا کا حکم سنادیا گیا۔

اس لعین کی صورت خنثوں جیسی تھی۔ چہرہ لمبوتر، ناک پتلی اور لمبی، ٹھوڑی پر تھوڑے سے بال اور شکل صورت نادم سی اور حقیر سی تھی۔ اس کی گفتگو میں کمال نرمی تھی۔ شیطان یہ گفتگو کر کے ندامت اور خوف کی ہنسی ہنسا۔ یہ خواب گیارہ ذی الحجہ 561ھ کی رات کا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابتلاء و آزمائش بقدر مقام و مرتبہ ہوتی ہے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بندۂ مؤمن بقدر ایمان و یقین آزمایا جاتا ہے۔ جس قدر اس کا ایمان راسخ اور یقین کامل ہو گا اسی قدر اس پر مصیبت اور آزمائش آئے گی۔

رسول کی آزمائش نبی کی آزمائش سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ رسول ایمان اور یقین کے جس مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس پر نبی فائز نہیں ہوتا۔ اسی طرح نبی کی مصیبت لبدال کے مقابلے میں سخت ہوتی ہے اور لبدال کی مصیبت اولیاء کی مصیبت کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ ہر ایک کو ایمان و یقین کے مطابق ابتلاء و آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس پر نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث دلیل ہے۔

اِنَّا مُعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ [1]

"ہم گروہ انبیاء سب لوگوں سے زیادہ مصیبت کا سامنا کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح درجہ بدرجہ آزمائش کم ہوتی جاتی ہے"

اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو آزماتا رہتا ہے تاکہ وہ ہر وقت بارگاہ ایزدی میں حاضر باش رہیں اور ایک لمحے کیلئے اس سے غافل نہ ہوں۔ ابتلاء و آزمائش زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ اس سے مطلوب اپنے دوستوں کو اپنا اور صرف اپنا بنانا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ کریم سے محبت ہے

---

[1] ترمذی "الجامع الصحیح" نمبر حدیث 2398 راوی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جنہیں سب سے زیادہ آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ انبیاء اور پھر درجہ بدرجہ دوسرے لوگ۔ آدمی اپنے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر دینداری میں مضبوط ہو تو بڑی آزمائش سے واسطہ پڑتا ہے۔ اگر دینی لحاظ سے کمزور ہو تو اسے اسی کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ انسان پر ہمیشہ مصیبتیں آتی رہتی ہیں حتی کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ حدیث حسن صحیح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور رب کریم اپنے ان محبوبوں کے دور ہونے کو پسند نہیں کرتا۔ ابتلاء و آزمائش ان کے پاؤں کی گویا زنجیر ہے جو انہیں غیر کی طرف جانے سے روکتی ہے اور کسی اور کی محبت اور خیال سے محفوظ رکھتی ہے۔

نزول بلا جب ان کے حق میں دوام اختیار کرتی ہے تو ان کی خواہشات نفسانی زائل ہو جاتی ہیں اور ان کے نفس کی سرکشی ٹوٹ جاتی ہے۔ اس طرح ان کے سامنے حق اور باطل واضح ہو جاتے ہیں۔ سب شہوات نفسانی، ارادے اور لذات و راحات کی طرف میلان ختم ہو جاتا ہے۔ دنیا میں نفس جس جس کی طرف مائل ہوتا ہے مصیبت کی وجہ سے یہ میلان بالکل ناپید ہو جاتا ہے اور وعدہ حق سکون و طمانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ انسان میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم کرنے اور اس کی اطاعت پر قناعت کرنے اور مصیبت پر صبر کرنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس وہ مخلوق سے دل وابستگی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے عزم و یقین میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کا اثر اس کے پورے جسم پر ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ بلاء و مصیبت قلب و یقین کو پختہ کرتی ہے۔ ایمان و صبر کو ثبات بخشتی ہے۔ نفس و ہوا کی سرکشی ختم کرتی ہے۔ کیونکہ دل کو جب تکلیف پہنچتی ہے اور انسان اس پر صبر کرتا ہے اور فضل خداوندی کے آگے سر جھکا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور اسے شکر کی توفیق عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کی نعمتوں اور اس کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم :7)

"اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کر دوں گا"

جب نفس میں تحریک ہوتی ہے اور وہ دل سے شہوت و لذت کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر دل اللہ تعالیٰ کے اذن اور امر کے بغیر اس کی بات مان جاتا ہے اور اس کی خواہش پوری کر دیتا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر اور نفس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی بات مان کر شرک و معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے مصائب و آلام اور دکھوں اور بیماریوں میں اس کو مبتلا کر دیتا ہے۔ دنیا کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے اور اس طرح نفس اور دل دونوں اس تکلیف سے حصہ پاتے ہیں۔ اگر دل نفس کی خواہشات کو پورا نہ کرے جب تک کہ انبیاء و مرسلین کو بذریعہ وحی صریح اور اولیاء بذریعہ الہام اذن نہ مل جائے وہ نفس کے تقاضا کو پورا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی منع و عطا کا خیال رکھیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش فرماتا ہے۔ انہیں عافیت، رحمت اور علم و معرفت سے نوازتا ہے۔ قرب و غنی کی دولت سے فیض یاب کرنے کے ساتھ ساتھ آفات سے سلامتی اور دشمنوں کے مقابلے میں مدد و نصرت عطا کرتا ہے۔

اس نصیحت کو یاد رکھیے اور دل میں جگہ دیجیے۔ نفس و خواہش کی پیروی کر کے مصیبت میں نہ پڑیے۔ بلکہ اپنے پروردگار کے اذن اور امر باطنی کا انتظار کیجئے۔ اس طرح دنیا و عقبیٰ میں آفات سے محفوظ و مامون رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کا قلیل کثیر، سختی فیض اور محروم کرنا عطا ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:

تھوڑے سے رزق کو کافی خیال کر قناعت کر حتی کہ نوشۂ تقدیر اپنی مدت کو پہنچے۔ پھر (خود بخود) پہلی سے بہتر اور بلند تر کی طرف تجھے منتقل کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر خوش و خرم ہو گا۔ مبارک باد پائے گا۔ اور محفوظ مامون رہے گا۔ نہ دنیا کا کوئی غم ہو گا اور نہ آخرت کا خوف۔ نہ عاقبت خراب ہو گی اور نہ حدود خداوندی سے تجاوز کا مرتکب ہو گا۔ پھر اس سے بھی آگے کی منزل کی طرف ترقی پائے گا جو پہلی منزل سے کہیں زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت کا باعث ہو گی۔

یقین رکھ کہ ترک طلب سے تیری قسمت میں لکھی ہوئی روزی بند نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی حرص و ہوا اور محنت و کوشش سے جو مقدر میں نہیں تیرے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ آسکے گی صبر کر اپنی حالت پر قناعت کر اور اللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے اسی پر خوش ہو جا۔ اپنے آپ کوئی چیز مت لے اور اپنے ارادے اور خواہش سے کسی کو کچھ مت دے۔ صبر کر حتی کہ تجھے حکم مل جائے۔ اپنے ارادے سے نہ حرکت کر اور نہ آرام کر ورنہ شومی اختیار سے مصیبت میں مبتلا ہو گا۔ کیونکہ اپنے اختیار اور ارادے سے کوئی کام کرنا شرک ہے اور مشرک سے کبھی غفلت نہیں برتی جاتی۔

رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَكَذَالِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِيْنَ بَعْضًا (الانعام :129)

"اور یونہی ہم مسلط کرتے ہیں بعض ظالموں کو بعض پر"

کیونکہ تو ایک ایسے بادشاہ کے گھر میں ہے۔ جس کی شان بلند ہے، قوت بے انداز اور لشکر بے شمار ہے۔ وہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے۔ جو حکم دیتا ہے اس پر عمل ہوتا ہے۔ اس کے ملک کو زوال نہیں۔ اس کی بادشاہی دائمی ہے۔ علم بے انداز ہے۔ حکمت و دانائی لامتناہی ہے۔ اس کا ہر فیصلہ عدل پر مبنی۔ اس سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں اور کسی ستم گر کا ستم اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ (اے انسان!) تو سب سے بڑا ظالم اور سب سے بڑا مجرم ہے کیونکہ تو اپنے تصرف و اختیار کے ذریعے شرک کا مرتکب ہوا ہے اور خواہش نفسانی پر عمل کر کے تو نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا ہے۔

رب قدوس کا ارشاد ہے۔

لَاتُشْرِكَ بِاللهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان :13)

"کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ یقیناً شرک ظلم عظیم ہے"

اِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ (انساء :166)

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس (جرم عظیم) کو کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے سوا جتنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جرائم ہوں جس کے لیے چاہتا ہے"۔

شرک سے پوری طرح احتیاط کر اور اس کے قریب تک مت جا۔ اپنی حرکات وسکنات، لیل ونہار، خلوت وجلوت میں شرک سے اجتناب کر۔ ہر طرح کی نافرمانی سے احتراز کر۔ نہ ظاہری اعضاء سے معصیت کا ارتکاب ہو اور نہ باطن سے۔ ظاہر ومخفی ہر گناہ کو چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ سے مخالفت کر کے اس سے بھاگنے کی کوشش نہ کر وہ (قادر مطلق) تجھے بھاگنے نہیں دے گا۔ اس کے فیصلوں میں اس سے جھگڑا نہ کر ورنہ وہ تجھے ریزہ ریزہ کر دے گا۔ اس کے فیصلوں میں اسے الزام نہ دے ورنہ تجھے رسواء کر دے گا۔ اس سے غافل نہ ہو ورنہ تجھے غفلت کی سزا دے گا۔ اس کے گھر میں رہتے ہوئے اپنی قدرت وطاقت کا مظاہرہ نہ کر ورنہ وہ بادشاہ حقیقی تجھے نیست ونابود کر دے گا۔ اس کے دین میں اپنی خواہش سے کوئی بات نہ کر ورنہ تجھے وہ ہلاک کر دے گا۔ تیرے دل کو تاریک بنا دے گا۔ تیرے ایمان اور معرفت کو سلب کر لے گا اور تجھ پر شیطان اور نفس، حرص شہوات کو مسلط کر دے گا۔ تیرے اہل وعیال، پڑوسیوں، دوستوں، ہمنشینوں اور تمام مخلوق کو تیرے لیے جری بنا دے گا حتی تیرے گھر کے بچھو، سانپ جنات اور دوسرے موذی جانور بھی تجھ پر مسلط ہو جائیں گے۔ دنیا میں تیری زندگی تجھ پر بوجھ بن جائے گی اور آخرت میں عذاب کی مدت طویل ہو جائے گی۔

اس کی چوکھٹ کو نہ چھوڑ جس کا دروازہ بند نہیں ہوتا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ اور صرف اس کی دریوزہ گری کر۔ اپنی ساری طاقت ساری کوشش اس کی فرمانبرداری میں خرچ کر دے۔ اس طرح اس کی بندگی کر کہ تیری آنکھیں اشک بار ہوں۔ تجھ پر خضوع وخشوع کی کیفیت طاری ہو۔ اعضاء سے اظہار بندگی اور درویشی عیاں ہو۔ نگاہ جھکی ہو اور مخلوق سے نظریں ہٹائے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرص وھوا کو ترک کیے۔ اعراض دنیاو آخرت سے دست کشی کرتے ہوئے محض اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو۔ نہ تجھے منازل عالیہ اور مقامات بلند کی طلب ہو اور نہ کسی اور منصب کی خواہش۔ اس لیے کہ تو اس کا بندہ ہے۔ اور بندہ خود اور اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے آقا کا ہے۔ بندہ کسی چیز پر حق نہیں رکھتا۔

آداب خداوندی بجالائیے اور اپنے آقا کو الزام نہ دیجیئے۔ ہر چیز کا اس کے ہاں اندازہ مقرر ہے۔ جو مقدم ہے وہ مؤخر نہیں ہو سکتا ہے اور جو مؤخر ہے وہ مقدم نہیں ہو سکتا۔ تیری قسمت کا نوشتہ اپنے مقررہ وقت پر تجھے بہر حال ملے گا۔ چاہے تو اسے لے یا اس کے لینے سے انکار کرے۔ جو چیز عنقریب تجھے ملنے والی ہے اس کے حصول کیلئے حرص و لالچ کو دل میں جگہ نہ دے اور جو چیزیں تیرے پاس نہیں اور نہ ان کا ملنا تیرے مقدر میں ہے اس کی طلب میں سرگرداں نہ ہو اور اپنی محنت ضائع نہ کر۔ کیونکہ جو تیرے پاس نہیں یا تو تیرا مقدر ہو گی یا دوسرے کا یا پھر کسی کی تقدیر میں نہیں ہو گی۔ اگر اس کا ملنا تیرے مقدر میں ہے تو تجھے مل کر رہے گی۔ گویا تو اس کی طرف اور وہ تیری طرف بڑھ رہی ہے۔ عنقریب تیرا مقدر تجھے مل جائے گا۔ اور اگر وہ تیری قسمت میں ہی نہیں تو تجھے کسی صورت نہیں ملے گی۔ پس ایسی چیز کیلئے مارا مارا کیوں پھرتا ہے۔

ان گھڑیوں کو غنیمت جان اور اپنے رب کی اطاعت میں حسنِ ادب کے ساتھ مشغول ہو جا۔ سر نہ اٹھا اور گردن دائیں بائیں نہ پھیر۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى

(طٰہٰ : 131)

"اور مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو۔ یہ محض زیب و زینت ہیں دنیوی زندگی کی (اور انہیں اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے۔اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے“

اللہ کریم نے تجھے روک دیا ہے کہ اس ذات کے علاوہ اور کسی کی طرف تیری توجہ مبذول نہ ہو جس نے تجھے یہ سب نعمتیں عطا فرمائیں۔اپنی اطاعت کی توفیق بخشی اور فضل و کرم سے نوازا۔اور بتایا کہ خبردار! اللہ کے علاوہ سب کچھ آزمائش اور امتحان ہے۔اپنی قسمت کے لکھے پر راضی رہنا بہتر ہے۔یہی ہمیشہ رہنے والا،بڑھنے والا،اور تیرے لیے مناسب اور موزوں ہے۔

اطاعت خداوندی ہی تیری عادت اور مرکز و محور ہونا چاہیے۔بس تیرا شعار، عادات و اطوار مطلوب و مقصود، تمنا و آرزو اللہ کی خوشنودی اور اللہ کی عبادت گزاری قرار پائے۔اس سے ہر مراد بر آئے گی اور تو جس مقام پر فائز ہونا چاہے گا فائز ہو گا ہر بھلائی تک پہنچے کا یہی زینہ ہے۔ہر نعمت ہر خوشی اور ہر گرانمایہ چیز کے حصول کا یہی راستہ ہے۔

رب قدوس کا ارشاد ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدہ :17)

”پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے“

ارکان خمسہ (کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ) پر عمل پیرا ہونے اور تمام گناہوں سے بچنے سے بڑا اور عنداللہ محبوب اور کوئی دوسرا عمل نہیں۔یہی سب سے بڑے شرف و کرامت کے حامل اعمال ہیں یہی اللہ تعالیٰ کی رضا کا سب سے اہم ذریعہ ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ایسے کام کرنے کی توفیق دے جو اسے پسند ہیں اور جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبتِ خداوندی سب سے بڑی نعمت ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اے خالی ہاتھ دنیاوابنائے دنیا کا ٹھکرایا ہوا۔ بے نام و نشان بھوکا، پیاسا انسان اے وہ کہ نہ جس کے جسم پر کپڑے ہیں اور نہ سر چھپانے کے لیے چھت میسر ہے۔ تشنہ جگر، ہر دروازے سے دھتکارا ہوا۔ حسرت ویاس کا مارا، شکستہ دل! یہ نہ کہنا کہ مجھے اللہ نے محتاج بنا دیا۔ دنیا کی نعمتوں کی بساط کو مجھ سے لپیٹ دیا۔ مجھے لوگوں کی ٹھوکروں میں بٹھایا مجھے بکھیر دیا اور میری پراگندگی کو جمع نہیں کیا۔ مجھے دنیا اتنی بھی نہیں دی کہ کفایت کرے۔ مخلوق میں اور دوستوں میں میرے ذکر کو بلند نہیں کیا۔ دوسروں پر اپنی رحمتوں کی بارش کی۔ وہ صبح و شام ان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ انہیں مجھ پر اور میرے اہل دیار پر فضیلت دی۔ حالانکہ ہم دونوں مسلم، دونوں مؤمن ہیں۔ دونوں ایک ہی باپ آدم اور حواء کی اولاد ہیں۔ آپ علیہ السلام جو خیر الانام تھے ہم دونوں کی رگوں میں اسی ایک باپ کا خون دوڑ رہا ہے۔

ہاں ہاں! یہ سب حقیقت ہے۔ تو تہی دست و فقیر ہے اور دوسرا مالدار اور ہم جنسوں میں عزت دار ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ تیری سرشت میں حریت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش رضا، یقین، موافقت اور علم کی صورت میں موسلادھار تجھ پر برس رہی ہے۔ ایمان و توحید کے انوار تجھ پر برس رہے ہیں۔ تیرے ایمان کا درخت، تیرے دل کی زمین میں اس کی پیوستگی اور اس کا بیج ثابت و قائم ہیں۔ ایمان کا یہ درخت شاداب بھی ہے اور پھلدار بھی اس کا سایہ راحت بخش اور شاخیں بلند ہیں۔ اور ایمان کا یہ درخت روز بروز بڑھ رہا ہے اور نشوونما پا رہا ہے۔ اسے نہ کھاد کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کوڑے اور گوبر کی۔ اس کی نمو ان چیزوں سے نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے دنیا میں محروم رکھا۔ لیکن دار بقا کی نعمتیں عطا کر دیں۔ (نہ صرف عطا کیں) بلکہ تجھے ان کا مالک بنا دیا۔ اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تجھے وہ کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھانہ کسی کان نے سنااور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک گزرا۔

رب قدوس کا ارشاد ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدہ : 17)

"پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی، یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے"

یعنی دنیا میں انہوں نے جو نیک اعمال کیے۔ احکام بجالائے، ترک مناہی پر صبر کیا، قضاء و قدر کے سامنے سر جھکایا اور تمام امور میں (فعل خداوندی کی) موافقت کی۔ انہیں ان کا پورا پورا اجر ملے گا۔

لیکن وہ جسے دنیا کی یہ فانی نعمتیں دی گئیں۔ وہ ان سے لطف اندوز ہوا ان کا مالک بنا رہا اور اللہ تعالیٰ نے اسے خوب نواز تو وہ صرف اس لیے کہ اس کے ایمان کا محل یعنی دل کی زمین شور والی اور پتھریلی ہے۔ اس میں نہ تو پانی ٹھہر سکتا ہے اور نہ درخت اگ سکتے ہیں۔ نہ اس میں کھیتی باڑی ممکن ہے اور نہ میووں کے حصول کی کوئی امید۔ اسی لیے اس زمین پر کوڑا کرکٹ ڈال دیا جو نباتات و اشجار کی نشو و نما کے کام آتا ہے۔ اور کوڑا کرکٹ دنیا اور اس کا ایندھن ہے۔ اس کوڑے کرکٹ اور کھاد کو اس شوریدہ اور پتھریلی زمین میں ڈالنے کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کا درخت اگر اگے تو وہ زمین کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے مرجھا نہ جائے۔ اگر اس زمین میں گندگی نہ ڈالی جائے تو نباتات اور درخت خشک اور پھل ختم ہو جائیں۔ اور پورا علاقہ بیابان بن جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ علاقہ بھی آباد رہے۔

مالدار کے ایمان کا درخت مضبوط نہیں ہوتا۔ اس کی جڑ کو اس شوریدہ زمین میں پیوستگی حاصل نہیں ہوتی۔ اور اے فقیر جو چیز تیرے شجر ایمان میں ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ اس سے خالی ہے۔ اس کے ایمان کی خوراک اور بقاء صرف دنیا کی دولت اور نعمتوں سے ممکن ہے۔ اگر یہ دولت دنیا اس کمزور درخت کو میسر نہ ہو تو وہ بالکل خشک ہو جائے اور وہ کفر والحاد کی روش اختیار کرے اور منافقین، مرتدین اور کافروں کے ساتھ مل جائے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے اس غنی بندے کی صبر، رضا، یقین کے لشکر سے مدد کرے اور اسے علم و معرفت کی توفیق دے تو اس کا ایمان مضبوط ہو جائے گا اور پھر اسے دنیا کے مال و دولت کے انقطاع و محرومی سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

دل وہ گھر ہے جس میں دو نہیں سما سکتے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: اپنے چہرہ سے حجاب اور پردہ نہ اٹھا حتیٰ کہ تو خلق سے نکل جائے (جلوت میں بھی خلوت کی کیفیت حاصل ہو جائے) اور تمام احوال میں اپنے دل کی پیٹھ ان سے پھیر لے۔ اگر تو خلق سے لاتعلق ہو گیا اور دل سے انہیں نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوا تو خواہش نفسانی زائل ہو گئی۔ ارادے اور تمناؤں نے ساتھ چھوڑ دیا اور تو دنیا و آخرت کی ہر چیز سے فانی ٹھہرا۔

اب تو گویا ایک شکستہ برتن ہے کہ تجھ میں اللہ عزوجل کے ارادے کے بغیر کوئی ارادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ یوں تیرا دل تیرے رب سے بھر گیا کہ اس کے سواء کسی دوسرے کے لیے اس میں جگہ ہی نہیں۔ تجھے دل کے دروازے پر دربان بنا دیا گیا ہے۔ تیرے ہاتھ میں توحید اور جبروت کی تلوار تھما دی گئی۔ پس جو سینے کے صحن میں قدم رکھے اس کا سر قلم کر دے اور اپنے نفس، خواہش، ارادے اور دنیا و آخرت کی کسی چیز کو سر نہ اٹھانے دے۔ کسی کی بات نہ سن، کسی کی رائے کی اتباع نہ کر اپنے رب کے حکم کی پیروی کر۔ اسی کی اتباع میں استقلال پیدا کر۔ جو فیصلہ وہ کر دے اس کے آگے سر جھکا دے بلکہ قضا و قدر کے سامنے فنا ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جا۔اس طرح تو اپنے رب کا بندہ اس کے حکم کا پابند بن جائے گا۔ مخلوق کی غلامی اور ان کی رائے کی اتباع کا قلادہ گلے سے اتر جائے گا۔ اگر اس میں تجھے دوام و مداومت حاصل ہو گئی تو تیرے دل کے ارد گرد غیرت خداوندی کی دیواریں بلند ہو جائیں گی۔ عظمت کی خندقیں کھد جائیں گے، غلبہ و قہر الٰہی کے پہرے بٹھا دیے جائیں گے۔ حقیقت اور توحید کے لشکر اس کو ڈھانپ لیں گے۔ اور حق کے پہرہ دار کھڑے کر دیے جائیں گے۔ اس طرح، ہوا و ہوس۔ ارادہ و تمنا ادعاء باطلہ و ہوائے نفسانیہ اور دوسری گمراہیاں تیرے دل تک نہیں پہنچ سکیں گی۔ اگر مقدر میں یہ ہے کہ خلق خدا تیرے پاس آئے، یکے بعد دیگرے تیری زیارت کریں اور تیرے فضل و ولایت پر اتفاق و یک زبان ہو جائیں تاکہ تیرے انوار معرفت نشانہائے روشن و تاباں اور حکمتہائے نیکو رساں سے مستفیض ہوں۔ تیری کرامات اور خرق العادہ امور کو دیکھیں جو تیرے ہاتھ پر مسلسل ظہور پزیر ہو رہے ہیں تاکہ اس طرح ان کی اطاعت گزار اور قربتوں میں اضافہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ذوق و شوق فزوں تر ہو تو اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں سے تجھے محفوظ فرما دے گا۔ تیرا نفس حرص و ہوا کی طرف مائل نہیں ہو گا۔ تو عجب، فخر و مباہات اور اس ازدحام پر غرور سے بچ جائے گا۔ ان کی عقیدت، اور توجہ تیرے لیے نقصان دہ ثابت نہیں ہو گی۔

اسی طرح اگر تیرے مقدر میں کسی حسین و جمیل عورت کی شادی ہوئی جو تجھ پر بوجھ نہ ہو اور خود ہی اپنی کفیل ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے شر سے محفوظ فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بوجھ اور اس کی قرابت داروں کے بوجھ کو اپنے ذمہ کرم پر لے لے گا۔ اور وہ عورت تیرے لیے عطیہ ربانی ثابت ہو گی۔ نہ تجھے اس کی کفالت کی مشقت اٹھانا پڑے گی اور نہ اس کے کسی تعلق دار کی ضرورت کا خیال رکھنا پڑے گا۔ وہ بیوی تیری لیے باعث خیر و برکت، لطیف و پاکیزہ ہر خیانت سے پاک ہر خبث سے مصفی فساد، حسد، غضب اور بد کرداری سے پاک بیوی ثابت ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گی۔وہ تیری فرمانبردار ہو گی۔اس کے تعلق دار تیرے سامنے سر جھکادیں گے پر تجھ پر سے اپنا بوجھ اور ذمہ داریاں لیکر خود اٹھالے گی۔اور تجھے ہر قسمت کی اذیت سے بے خوف کردے گی۔اگر اس کے بطن سے بچہ مقدر میں ہوا تو وہ بھی صالح، آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہر قسم کی برائی سے پاک ہو گا۔رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ (الانبیاء :90)

"اور ہم نے تندرست کر دیا ان کی خاطر ان کی اہلیہ کو"

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان :74)

"اے ہمارے رب! مرحمت فرما ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں پرہیزگاروں کے لیے امام"۔

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا (مریم :6)

اور بنادے اسے اے رب! پسندیدہ (سیرت والا)

پس یہ دعائیں جو ان آیات میں ہیں معمول بھا اور اس کے حق میں قبول ہو جائیں گی۔چاہے اس نے یہ دعائیں کی ہوں یا نہ کی ہوں۔کیونکہ ان دعاؤں کا یہی محل ہے اور ان کا اصل اہل یہی ہے۔جسے یہ باطنی نعمت میسر ہو وہ زیادہ حقدار ہے کہ اسے ان نعمتوں سے بھی سرفراز کیا جائے۔

اسی طرح اگر دنیا کی نعمتیں اس کے مقدر میں ہیں تو دنیاداری اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتی کیونکہ وہ فانی عن الدنیا کی صفت سے متصف ہو چکا ہے۔ پس دنیا کی جو نعمتیں تیرے مقدر میں لکھی ہوئی ہیں وہ تجھے ملیں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور ارادے سے وہ تیرے لیے ہر کدورت (آرزو، طلب، مشقت) سے پاک ہو نگی۔اور تو انہیں اپنی مرضی سے نہیں اللہ کے حکم کی تعمیل میں لے گا اور تجھے اس کے حصول پر اسی طرح ثواب ملے گا جس طرح نماز اور روزے کی ادائیگی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر ملتا ہے جو فرض ہیں۔ اور دنیا کی وہ چیزیں جو تیرے مقدر میں نہیں ان کے بارے تجھے حکم باطن مل جائے گا کہ وہ فلاں مستحق کو پہنچادو۔ یعنی دوستوں، پڑوسیوں، بھائیوں کو جو ضرورت مند اور تیرے مال میں استحقاق رکھتے ہوں گے۔ یادوسرے مستحقین جو مصارف زکوٰۃ شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کےُ حال کا یہ تقاضا ہے کہ ان کی مدد کی جائے اور اس کا اندازہ تجھے ان کے احوال سے ہو گا۔ ان کی حالت خود تجھے بتادے گی کہ یہ مستحق ہیں۔

بہر حال خبر مشاہدہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ تب تیرا معاملہ صاف و شفاف ہو جائے گا اور اس میں کوئی شک و شبہ کا غبار نہیں رہے گا۔ وہ ظاہر وباہر ہر قسم کے شک وار تیاب سے پاک ہو جائے گا۔

(اتباع ہوائے نفس سے) صبر کر اور امتثال امر حق پر صبر کر۔ تسلیم و رضا کی خو اپنالے۔ حال کی حفاظت کر اور باطنی کیفیات پر پردہ ڈال۔ شہرت و ناموری کو چھوڑ اور گمنامی اختیار کر۔ آرام، آہستگی، سکوت اور خاموشی اختیار کر۔ بچ اور پرہیز کر تسامح و در گزر کر ہاں ہاں خیال کر (کہ عذاب الٰہی کا سزاوار نہ ہو جائے) اللہ تعالیٰ سے ڈر، اس کے احکام کی پیروی کر۔ اس کی بارگاہ میں التجا کر۔ سر جھکادے اور اغماض برت حتی کہ لکھا ہوا اپنی مدت کو پہنچے۔ تیرے ہاتھ سے پکڑ کر تجھے آگے لے جایا جائے اور ہر قسم کی سختی تجھ سے دور کر دی جائے۔ پھر تجھے فضیلتوں کے سمندروں میں سیر کرائی جائے۔ فضل ورحمت سے تجھے بہرہ مند کیا جائے۔ پھر تجھے نکال کر انوار، اسرار علوم لدنی کی خلعتیں پہنائی جائیں۔ تجھے قرب بخشا جائے، تجھ سے (راز و نیاز کی) باتیں ہوں، تجھے نعمتیں عطا کی جائیں اور تیرا دامن مراد بھر دیا جائے۔ تجھے جرأت بخشی جائے۔ تیرے مرتبے کو بلند کیا جائے اور تجھے ہمکلامی خدا کا شرف بخشا جائے۔ کہ آج سے آپ ہمارے پاس بڑے محترم اور قابل اعتماد ہیں۔

ایسے میں اپنی حالت کو یوسف علیہ السلام کی حالت پر قیاس کر کہ جب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بادشاہ مصر نے آپ سے کہا تھا کہ اے یوسف آج سے آپ ہمارے پاس بڑے محترم اور قابل اعتماد درباری ہیں۔ تو اس گفتگو کا معبر اور گفتگو کرنے والا تو بادشاہ تھا لیکن حقیقت میں مخاطب اللہ تعالیٰ خود تھا۔

ظاہری بادشاہی یعنی مصر کی بادشاہی بھی آپ کے حوالے کر دی گئی اور علم و معرفت قربت و مخصوصیت اور اللہ کے ہاں بلند مقام بھی انہیں عطا کر دیا گیا۔

رب قدوس نے ظاہری بادشاہی کے بارے فرمایا:

وَكَذَالِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ (یوسف56)

"یوں ہم نے تسلط (واقتدار) بخشا یوسف کو سرزمین مصر میں"

يَتَبَوَّءُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ (یوسف :56)

"تاکہ رہے اس میں جہاں چاہے"

باطن کی بادشاہی کے بارے فرمایا۔

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (یوسف:24)

"یوں ہوا تاکہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو۔ بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں"۔

علم و معرفت کی بادشاہی یوسف علیہ السلام کو دی تو اس کے بارے زبان قدرت نے فرمایا۔

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِىْ رَبِّىْ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّايُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (یوسف :37)

"یہ ان علموں میں سے ہے جو سکھایا ہے مجھے میرے رب نے۔ میں نے چھوڑ دیا ہے دین اس قوم کا جو نہیں ایمان لاتے اللہ تعالیٰ پر نیز وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں"۔

اے صدیق اکبر! (بندہ مومن) جب تجھے بھی اسی طرح خطاب کیا گیا تو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تجھے علم لدنی سے حظ وافر عطا کیا گیا۔ تجھے توفیق، قدرت، ولایت عامہ، ضبطِ نفس اور امورِ تکونیہ سے نوازا گیا اور بہرہ مند کیا گیا۔ یہ سب عطا اور توفیق قادر مطلق اور خالق کائنات کی طرف سے ہے۔ اور یہ دنیوی نعمتیں ہیں۔ رہا آخرت میں یعنی سلامتی کے گھر جنت العلیا میں تو وہاں دیدار جمال خداوندی کی نعمت عطا کر کے تجھ پر لطف و کرم کیا جائے گا اور یہی وہ آرزو ہے جس کی کوئی غایت و انتہاء نہیں ہے۔

بہترین پھل چننے کی کوشش کر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: یوں سمجھیئے کہ نیکی اور برائی دو پھل ہیں جو ایک ہی درخت کی دو مختلف شاخوں پر لگے ہیں ایک شاخ کا پھل میٹھا جب کہ دوسری کا پھل ترش اور کڑوا ہے۔ جہاں جہاں اس درخت کا پھل لے جایا جاتا ہے ان شہروں، ملکوں اور علاقوں سے کہیں اور چلا جا۔ ان سے ان میں رہنے والے لوگوں سے دور چلا جا۔ خود اس درخت کے نزدیک جا۔ اس درخت کا نگہباں اور خادم بن جا۔ تو اسے نزدیک سے دیکھ اور پہچان کہ دو ٹہنیوں میں سے کونسی ٹہنی ترش پھل دیتی ہے۔ کس سمت کا پھل ترش ہے اور وہ کونسا پھل ہے جو کڑوا ہے۔ اس کی پہچان کیا ہے شیریں پھل والی شاخ کی طرف مائل ہو جا سو تیری خوراک اور غذا شیریں اور میٹھا پھل ہوگا دوسری طرف والی شاخ کے قریب جانے سے اجتناب کر۔ کیونکہ اگر تو اس شاخ کا پھل کھائے گا تو اس کی ترشی تجھے ہلاک کر دے گی۔ پس اگر تو اس احتیاط سے اور ہوشیاری سے زندگی گزارے گا تو تمام آفات وبلیات سے امن و سلامتی اور عافیت و راحت سے رہے گا۔ کیونکہ تمام آفات وبلیات اسی ترش پھل سے پیدا ہوتی ہیں۔

اور جب تو اس درخت سے دور ہو گا۔ اور آفاق میں گھومتے پھرتے تیرے سامنے یہ پھل آئیں گے جبکہ ان میں میٹھے بھی ہونگے اور ترش بھی ہو سکتا ہے تو ترش پھل اٹھالے۔ اسے منہ کے قریب لے جائے۔ تھوڑا سا کھائے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے چبائے تو پھر تجھے معلوم ہو کہ یہ تو ترش ہے۔ مگر اب تو اس کی ترشی تیرے گلے تک پہنچ چکی۔ تیرے حلق اور دماغ اور ناک کے بانسے میں بھی اس کا اثر ظاہر ہو چکا۔ اس میوہ ترش نے تیرے اندر اپنا کام کر دکھایا۔ یہ تو تیری رگوں تک اور جسم کے روئیں روئیں تک پہنچ چکا۔ اب اگر تو تھوکے گا۔ منہ دھوئے گا بھی تو کیا فائدہ جو حلق میں یا جسم میں ترشی پہنچ چکی ہے اسے کسی صورت واپس نہیں لایا جاسکتا۔

اگر تیرے ہاتھ میں اتفاقاً میٹھا پھل آگیا۔ تو نے اسے بڑے شوق سے کھالیا۔ اس کی حلاوت تیرے جسم کے ایک ایک حصے میں سرایت کر گئی۔ تجھے اس سے بہت فائدہ ہوا تو بھی اتنا کافی نہیں یہ نہ سوچ کہ ہمیشہ تیرے ہاتھ میں میٹھا پھل آئے گا۔ کبھی ترش پھل بھی آسکتا ہے اگر تو نے اسے کھالیا تو تیرے ساتھ وہی ہو گا جس کا ابھی ابھی میں نے ذکر کیا ہے۔ درخت سے دوری اور اس کے پھل سے لاعلمی میں کوئی فائدہ نہیں۔ سلامتی اس کے قرب اور ساتھ رہنے میں ہے۔ (یعنی پہچان ضروری ہے)

خیر و شر دونوں اللہ عزوجل کا فعل ہے۔ دونوں کا فاعل اور جاری کرنے والا اللہ ہے۔ رب قدوس فرماتا ہے۔

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَاتَعْمَلُوْنَ (الصافات :96)

"حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو"

نبی کریم ﷺ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وَاللّٰہُ خَلَقَ الْجَازِرَ وَجَزُوْرَہٗ [۱]

"اللہ تعالیٰ نے قصاب اور اس کے ذبح شدہ جانور کو پیدا فرمایا"

بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں ہاں انسان انہیں کسب کرتے ہیں۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

اُدْخُلُوْا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل :32)

۱۔ جتنے مصادر حدیث ہمارے پاس ہیں ان میں یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا
کرتے تھے"

اللہ پاک کتنا کریم اور کتنا رحیم ہے کہ اعمال کی نسبت اپنے بندوں کی طرف فرما رہا ہے اور اعمال صالحہ کی وجہ سے انہیں جنت کا مستحق قرار دے دیا ہے حالانکہ یہ نیک اعمال اسی کی توفیق اور رحمت کے رہین ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

لایدخل الجنة احد بعمله "کوئی شخص اپنے عمل کی بدولت جنت میں نہیں جا سکے گا" عرض کیا گیا۔یا رسول اللہ! آپ بھی نہیں ؟ فرمایا:

ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمته ووضع یده علی راسه [1]

"میں بھی نہیں۔ہاں یہ کہ مجھے اللہ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اپنے سر مبارک پر رکھا"

یہ الفاظ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مروی ہیں۔جب تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن جائے گا اس کے حکم پر عمل پیرا ہو گا،اس کی مناھی سے رک جائے گا اور اس کی فیصلے کے سامنے سر جھکا دے گا تو تجھے اپنے شر سے بچا لے گا اور اپنی بھلائی سے سر فراز کرے گا اور دنیا اور دین کی خرابیوں سے خود تیری نگہداشت فرمائے گا۔

---

[1] اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے۔دیکھیے ج 256/2۔
اسے بخاری نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔دیکھیے حدیث نمبر 6463
راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
لَن ینجی احدا عمله . کسی شخص کو اس کا عمل نجات ہر گز نہیں دے گا"۔صحابہ نے عرض کیا۔
ولاانت یا رسول اللہ! کیا آپ کو بھی نہیں فرمایا: ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمة. مجھے بھی
نہیں۔ہاں یہ کہ رحمت خداوندی مجھے ڈھانپ لے۔سددوا وقاربوا واغدوا وروحوا وشیء
من الدلجة والقصد والقصد تبلغوا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیاوی حفاظت کے بارے فرمایا:

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (یوسف :24)

"یوں ہوا تاکہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو۔ بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں"

دینی حفاظت کے بارے ارشاد ہوا:

مَايَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِراً عَلِيْماً (النساء :147)

"کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دیکر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے سب کچھ جاننے والا ہے"

شکر کرنے والے مؤمن کو مصیبت کوئی نقصان نہیں دیتی۔ وہ مصیبت کی نسبت عافیت کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ شاکر ہے اور اس کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ . (ابراہیم:7)

"اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کر دوں گا"

تیرا ایمان آخرت میں جہنم کی آگ کے شعلوں کو بجھا سکتا ہے جو عاصیوں کو سزا دینے کے لیے تیار کی گئی ہے تو دنیا میں مصیبت کی آگ کو کیوں نہیں بجھا سکتا ہاں اگر کوئی مجذوب، مختارِ ولایت، یا اصفیاء اور اجتباء کے مرتبہ پر فائز ہے تو اس کے لیے ابتلاء و آزمائش ضروری ہے تاکہ یہ ابتلاء و آزمائش اس کی خواہشات، میلانِ طبع، نفسانی شہوات و لذات کی طرف جھکاؤ مخلوق سے اطمینان، ان کے قرب سے خوشی، ہم جنسوں سے سکون، ان کے ساتھ رہنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی تمنااور اس جیسے دوسرے علائق دنیا کے خبث کو جلادے۔ اور ان بندگان خدا کو اس وقت تک ابتلاء و آزمائش کی بھٹی میں رکھا جاتا ہے جب تک یہ سب چیزیں جل کر خاکستر نہیں ہو جاتیں۔ اور دل ان تمام سے کندن کی طرح صاف و شفاف نہیں ہو جاتا۔ جب دل ہر قسم کے غش و غل سے پاک ہو جاتا ہے تو توحید باری تعالیٰ کا مخزن معرفت حق کا مہبط اور غیبی اسرار و علوم اور انوارِ قرب کا مورد بن جاتا ہے۔ کیونکہ دل وہ گھر ہے جس میں دو نہیں سما سکتے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ (الاحزاب :4)

"نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کیلئے دو دل اس کے شکم میں"

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً (النمل :34)

"اس میں شک نہیں کہ بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور بنا دیتے ہیں وہاں کے معزز شہریوں کو ذلیل"

پس بادشاہ معزز شہریوں کو ان کی خوشگوار منازل اور عیش و عشرت کی زندگی چھوڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

دل پر شیطان، حرص و ہوا اور نفس کی حکومت ہے۔ جوارح انہیں کے حکم سے طرح طرح کے گناہوں، اباطیل و ترہات میں مبتلا ہیں۔ پس ابتلاء و آزمائش سے دل پر ان کی ولایت اور حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ جوارح گناہوں سے رک جاتے ہیں اور بادشاہ حقیقی کا گھر یعنی دل خالی ہو جاتا ہے اور اس گھر کا صحن یعنی سینہ ہر قسم کی غلاظت سے صاف ہو جاتا ہے۔

دل صاف ہوتا ہے تو توحید اور علم و معرفت کا مسکن بن جاتا ہے اور سینہ صاف ہوتا ہے تو غیبی عجائب اور موارد اسے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔

یہ سب ابتلا و مصیبت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا :

انا معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل [۱]

"ہم گروہ انبیاء لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائے جاتے ہیں پھر دوسرے لوگ درجہ بدرجہ"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انا اعرفکم باللہ واشدکم لہ خوفا [۲]

"میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہوں اور تم سب کی نسبت اس سے زیادہ ڈرتا ہوں"

جو شخص بادشاہ کے جتنا قریب ہوگا اتنا ہی اس سے خطرہ محسوس کرے گا اور احتیاط برتے گا۔ کیونکہ وہ ایسی جگہ پر ہے جہاں بادشاہ ہر وقت اسے دیکھتا ہے۔ اس کی حرکات و سکنات اور اٹھنا بیٹھنا اور دوسرے کام بادشاہ سے پوشیدہ نہیں۔

اگر تو یہ کہے کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے شخص واحد کی مانند ہیں۔ ان کی کوئی حرکت اللہ سے پوشیدہ نہیں لہٰذا اس گفتگو سے فائدہ ؟ تو میں کہوں گا۔ یہ گفتگو اس شخص کے متعلق کی جا رہی ہے جو بلند مرتبے پر فائز ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی قدر و منزلت اور شرافت حاصل ہے۔ ایسے شخص کو واقعی زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بڑی نعمتوں سے اسے نوازا ہے اور جتنا زیادہ اس پر فضل و احسان فرمایا ہے اسی قدر اس پر شکر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ذرا سا التفات شکر میں کمی کا باعث اور اللہ کی اطاعت میں نقصان ہوگا۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

۱۔ تخریج پہلی گزر چکی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ اپنی صحیح میں حضرت عائشہ سے روایت کردہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَانِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ (الاحزاب:30)

"اے نبی کریم کی بیبیو! جس کسی نے تم میں سے کھلی بیہودگی کی تو اس کے لیے عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا"

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو یہ وعید اس لیے سنائی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زوجیت کا شرف عطا فرما کر ان پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ بھلا وہ جسے اللہ کا قرب اور وصال کی نعمت میسر ہے اسے کیوں نہیں آزمایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا۔ وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ مخلوق سے اس کو تشبیہ دی جائے۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

پھل کو شاخ پر رہنے دے تا کہ پک چکے تو تُو توڑ سکے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا کیا تجھے راحت و سرور چاہیے تو سکون و استقرار کا خواہاں ہے۔ امن و آتشی کی خواہش رکھتا ہے۔ نعمتوں اور برکتوں کے حصول کا ارادہ رکھتا ہے۔ حالانکہ تو جلنے اور پگھلنے، نفس کو مارنے اور مجاہدہ کی بھٹی سے دور ہے۔ دنیا و آخرت کی مرادیں اور اعواض ابھی زائل نہیں ہوئے اور تیرے اندر ہزاروں خواہشیں، ہزاروں تمنائیں زندہ ہیں؟

ٹھہر جا۔ اے عجلت پسند جلدی کا ہے کی۔ بھاگنے سے کیا فائدہ۔ اے جھانکنے والے آہستہ آہستہ! دروازہ اس وقت تک بند رہے گا جب تک خواہش دم توڑ نہیں دیتیں حالانکہ تیرے اندر تو ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ جب تک ذرہ ذرہ پگھل کر دل پاک نہیں ہو جاتا دروازہ بند رہے گا۔ مکاتب کے ذمے جب تک ایک درھم بھی ہے وہ غلام ہے۔ تیرے دل میں دنیا کی خواہشات کا ایک ذرہ بھی ہے تو تب بھی تو راہ نہیں پا سکتا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا تیرا مطلوب و مقصود ہے۔ تو دنیا کی آرزو اور مراد کو اپنے دل میں بسائے ہے۔ ہر چیز کو خواہش کی نظر سے دیکھتا ہے۔ دنیا و آخرت کی ہر نعمت کا خواہش مند ہے۔ جب تک تجھ میں دنیاوی خواہشات باقی ہیں تو ہلاکت کے دروازے پر ہے۔ یہیں ٹھہر جا حتیٰ کہ تجھے بتمام و کمال ان سے فنا حاصل ہو جائے۔ پھر تو بھٹی سے کندن بن کر نکلے گا۔ پھر تو آراستہ و پیراستہ، خوشبو لگا کر بادشاہ حقیقی کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور وہ تجھ سے مخاطب ہو کر کہے گا آج سے آپ ہمارے ہاں معزز و مکرم مہمان ہیں۔ پس تو انس و آرام پائے گا اور تجھ سے نرمی اور نیکی کا برتاؤ ہو گا۔ اللہ کے فضل و کرم سے تجھے کھلایا پلایا جائے گا۔ تجھے قرب بلکہ کمال قرب سے نوازا جائے گا۔ پھر تو اسرار و رموز غیبیہ پر مطلع ہو گا۔ اور حقائق تجھ سے مخفی نہیں رہیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی عطا تجھے دنیا کی تمام چیزوں سے بے نیاز کر دے گی۔

سونے کی ان پتریوں کو نہیں دیکھتا جو بکھری ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی وہ دست بدست پھرتی ہیں۔ دن کو یہاں اور رات کو وہاں۔ کبھی عطر فروشوں کے ہاتھ میں اور کبھی سبزی والوں کے پاس، کبھی قصابوں کی جیب میں اور کبھی انگریزوں کے پاس۔ کبھی روغن بیچنے والوں کے ہاتھ میں اور کبھی خاکروبوں کے پاس۔ کبھی جوہریوں کے پاس اور کبھی ذلیل پیشہ کسی فرد کے پاس۔

پھر یہ پتریاں اکٹھی کر لی جاتی ہیں۔ سنار انہیں بھٹی میں ڈال دیتا ہے۔ اور آگ کی تپش سے وہ پگل جاتی ہیں۔ پھر ان پگلی ہوئی پتریوں کو نکالا جاتا ہے۔ انہیں کوٹ کر نرم کیا جاتا ہے اور اس سے زیور بنا دیا جاتا ہے۔ پھر اس زیور کو پالش کر کے خوشبو لگا کر بہترین جگہ احتیاط سے رکھا جاتا ہے۔ ان کی قیمت اور حیثیت بڑھ جاتی ہے سو جس الماری یا صندوق میں یہ زیور ہو اسے تالا لگا دیا جاتا ہے۔ پھر یہی زیور دلہنوں کے گلے کی زینت بنتا ہے۔ اس زیور کی بڑی تکریم ہوتی ہے۔ اسے سجایا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ آرائشگی پیدا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی ہوتا ہے کہ یہ زیور بادشاہ کی دلہن کے گلے کی زینت بنتا ہے۔ سونے کی پتریوں کو لوگوں کے ہاتھوں سے نکل کر بادشاہ کے حرم تک پہنچنے کیلئے کتنے مدارج طے کرنا پڑے۔ یہ صرف اسی وقت ممکن ہوا جب انہیں بھٹی میں پگلایا گیا اور پھر ضرب لگا کر اسے نرم کیا گیا۔

اے بندۂ مؤمن تیرا معاملا بھی ایسا ہے۔ اگر تو خدائی فیصلوں پر راضی رہا اور اللہ تعالیٰ تیرے اندر جو تصرف کر رہا ہے اس پر تو صبر کرے گا تو اسی دنیا میں اپنے مولا کا قرب پائے گا۔ علم و معرفت اور اسرار و حقائق کی نعمت سے سر فراز ہو گا۔ اور آخرت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ سلامتی کے گھر میں رہائش پزیر ہو گا۔ تجھے ان نفوس قدسیہ کی معیت میں اللہ کا پڑوس نصیب ہو گا۔ حریم ذات تک تیری رسائی ہو گی۔ وہاں تیرا ٹھکانا ہو گا اور اسی ذات عزوجل سے تجھے انس حاصل ہو گا۔

صبر کر اور عجلت کا شکار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر سر تسلیم و رضا خم کر دے۔ اور حق کو الزام نہ دے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے عفو کی ٹھنڈک، اس کی بخشش کی حلاوت، اس کی رحمت، لطف اور کرم و احسان تجھے حاصل ہوں۔

کبھی فقر سے غنی حاصل ہوتی ہے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی حدیث: کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْراً۔[۱]

۱۔ بیہقی کی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث یوں ہے..... "اور ممکن ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آجائے"۔ دیکھیے "الشعب" حدیث نمبر 6612۔ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن ابن حبان کی حدیث اس کی شاھد ہے جسے انہوں نے صحیح کہا ہے۔ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ ﷺ انہ کان یقول۔ اللھم انی اعوذبك من الکفر والفقر. فقال رجل یا رسول اللہ ویعتدلان؟ قال ﷺ نعم.

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"قریب ہے کہ فقر کفر کا سبب ہو جائے" کا مطلب یہ ہے کہ :

ایک انسان اللہ عزوجل پر ایمان لاتا ہے۔ پھر تمام امور اس کے سپرد کر دیتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ رزق صرف اسی کی درگاہ سے بآسانی مل سکتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اسے مل گیا ہے (یا جو مصیبت اس پر نازل ہو گئی ہے) اس کا ٹلنا ممکن نہیں تھا۔ اور جو نہیں ملا وہ کسی صورت مل نہیں سکتا تھا۔ اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی پر یقین رکھتا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(الطلاق :3,2)

"اور جو (خوش بخت) ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے بنا دیتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کا راستہ اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو (خوش نصیب) اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے"

بندہ مؤمن اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی تو وہ عافیت و بے نیازی کی حالت میں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے مصیبت اور فقر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بندہ التجا کرتا ہے اور آہ وزاری کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ مصیبت اور فقر سے اسے نجات نہیں دیتا۔ تو ایسے میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا یہ ارشاد گرامی متحقق ہو جاتا ہے کہ فقر کبھی کفر کا موجب بن جاتا ہے۔

جس پر اللہ کریم لطف و کرم فرمادے اس کی مصیبت ٹل جاتی ہے اور اسے عافیت اور غنیٰ عطا کر دیتا ہے۔ اور اسے توفیق بخشتا ہے کہ وہ اللہ کی حمد و ثنا کرے اور نعمتوں پر اس کا شکر بجالائے۔ سوائے اللہ تعالیٰ لقاء کی گھڑی تک اسی طرح رکھتا ہے۔ یہ پہلا آدمی ہے۔

اور جسے اللہ کریم آزمانا چاہے تو اس کی مصیبت اور فقر کو دوام دے دیتا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ ایمان کی مدد اس سے دور کر دیتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ پر تہمت لگاتا ہے اور اعتراض کرتا ہے۔ اللہ کریم کے وعدہ پر شک کرتا ہے اور کافر ہو کر، اللہ کی آیات کا منکر بن کر اپنے رب سے ناراض ہو کر مرتا ہے۔ یہ دوسرا آدمی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اسی قبیل کے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ جَمَعَ اللّٰہُ لَهٗ بَیْنَ فَقْرِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ[1]

"قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب دیا جانے والا شخص وہ ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں فقر میں مبتلا رکھا اور آخرت میں (جہنم کے) عذاب میں مبتلا کیا"

نعوذ باللہ من ذالك۔ یہی وہ فقر ہے جس سے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے۔

تیسرا آدمی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ مقام اصطفاء اور منزل اجتباء پر فائز کرنا چاہتا ہے۔ اس کا شمار اللہ کے خاص محبوب بندوں اور دوستوں میں ہوتا ہے۔ وہ انبیاء و اولیاء کا وارث ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم بندوں، علماء و حکماء امت، شفعاء و مشائخ، معلم وھادی، مرشد و متبوع انسانوں میں وہ گنا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو سنن ھدیٰ کی تلقین کرتا ہے اور برائی سے اجتناب کی نصیحت فرماتا ہے۔

ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ صبر کے پہاڑ، رضا کے سمندر اور فعل مولیٰ میں فنا و موافقت کی سعادت عطا فرما دیتا ہے۔ اور پھر اسے طرح طرح کی نعمتوں اور برکتوں سے نوازتا ہے۔ رات دن خلوت و جلوت میں اس پر خصوصی کرم فرماتا ہے۔ ظاہری و باطنی کئی لحاظ سے اس پر لطف و کرم کرتا ہے۔ طرح طرح کی اسے نعمتیں دیتا ہے۔ اور اس وقت تک اسے نوازتا رہتا ہے جبتک کہ وصالِ حق نہیں آجاتا۔

---

[1] میرے پاس جتنے مصادر ہیں ان میں یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صبر کا ذائقہ ترش ہے لیکن ہے یہ شہد

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ فرمایا: کتنے تعجب کی بات ہے کہ تو اکثر کہتا ہے۔ میں کونسا عمل کروں۔ اور کونسا حیلہ اختیار کروں کہ منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔

پس تجھے کہا جاتا ہے۔ اپنی جگہ ٹھہر جا اور اس وقت تک اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھ کہ اس ذات کی طرف سے کشائش کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو جاتی جس نے تجھے ٹھہر جانے کا حکم دیا ہے۔

رب قدوس کا ارشاد ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوْا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (آل عمران :200)

"اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلے میں) اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کے لیے) اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ"

اے بندۂ مومن! اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریم میں تجھے صبر کا حکم دیا پھر ثابت قدمی کا۔ پھر خدمت دین میں کمر بستہ رہنے کا۔ پھر ہمیشہ نیکی پر اور صبر پر کاربند رہنے اور اس کی حفاظت کرنے کا۔ پھر اس کے بعد تنبیہ کی کہ صبر کو ترک نہیں کر دینا۔ اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل سے نکال باہر نہ کرنا کیونکہ بھلائی اور سلامتی صبر میں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ کَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ[1]

کہتے ہیں کہ ثواب بقدر عمل ہوتا ہے لیکن صبر کا ثواب اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے۔ اس کا ثواب بے حساب ہے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّمَا یُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (الزمر :10)

"(مصائب و آلام میں) صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا"

جب تجھے خوف ہو گا کہ اللہ تعالیٰ تجھے صبر کی حفاظت پر قائم رکھے اور حدود کی محافظت میں تیری حفاظت فرمائے تو وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ جیسا کہ کلام مجید میں ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق :2-3)

"اور جو (خوش بخت ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے بنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے نجات کا راستہ۔ اور اسے (وہاں سے) رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا"

---

[1] اس حدیث کو دیلمی نے "الفردوس" میں حضرت ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ بیہقی نے "الشجر" میں حضرت علی سے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ مناوی "فیض القدیر" ج 234/4 میں فرماتے ہیں۔ "الصبر من الایمان بمنزلہ الرأس من الجسد"۔ کیونکہ صبر دین کے ہر باب بلکہ ہر مسئلے میں ضروری ہے۔ اسے دین میں سر کی حیثیت حاصل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سر کٹ جائے تو انسان مر جاتا ہے۔ پھر بلند آواز سے فرمایا جس میں صبر نہیں اس کا ایمان نہیں۔ یعنی صبر نہ ہو تو ایمان کامل نہیں ہوتا اور انسان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ "عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی کنارے پر (کھڑے ہو کر) پھر اگر پہنچے اسے بھلائی (اس عبادت سے) تو مطمئن ہو جاتا ہے اس سے اور اگر پہنچے اسے کوئی آزمائش تو فوراً (دین سے) منہ موڑ لیتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو صبر کی وجہ سے متوکلین میں سے ہو جائے گا۔ تیرے تمام مصائب زائل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیے گئے کفایت کے وعدہ کو پورا فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (الطلاق :3)

"اور جو (خوش نصیب) اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے"

تو اپنے صبر اور توکل کی وجہ سے احسان کرنے والوں میں سے ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنا محبوب بندہ بنالے گا۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (المائدہ :13)

"بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو"

صبر دنیا و آخرت میں بھلائی اور سلامتی کی بنیاد ہے۔ اسی کی دولت بندۂ مؤمن حالت تسلیم و رضا تک ترقی کرتا ہے۔ پھر بتدریج اسے ظاہر و غیب میں فنا فی اللہ کا مقام نصیب ہوتا ہے۔

خبردار! صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ ورنہ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو جائے گا اور دارین کی بھلائی سے محروم ہو جائے گا۔

محبت کا ترازو خواہش ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اپنے دل میں جب کسی شخص کی محبت یا نفرت پائے تو اس شخص کے اعمال کو کتاب و سنت پر پیش کر اگر وہ قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں قابل نفرت ہے تو پھر مژدہ کہ تو نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ موافقت کی ہے۔ اگر اس کے اعمال کتاب و سنت کی رو سے قابل محبت ہیں اور تیرے دل میں اس کی نفرت پائی جاتی ہے تو سمجھ جا کہ تو خواہش کا بندہ ہے۔ اس شخص سے اپنی خواہش کی وجہ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفرت کر رہا ہے۔ اور اس سے کینہ اور بغض رکھ کر ظلم کر رہا ہے۔ اور یوں اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کر کے معصیت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اپنے بغض سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کر اور اس شخص کے علاوہ دوسرے محبوبانِ بارگاہ الٰہی، اولیاء واصفیاء اور صالحین امت کی محبت کا سوال کرتا کہ تو ان سے محبت کر کے اللہ تعالیٰ سے موافقت اختیار کر لے۔

اسی طرح جس سے محبت کرتا ہے اس کے اعمال کو قرآن و سنت پر پیش کر۔ اگر قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق وہ قابل محبت ہے تو اس سے محبت کر۔ قابل نفرت ہے تو نفرت کر۔ تاکہ تیری اس کے ساتھ محبت اور نفرت اپنی خواہش کی وجہ سے نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مخالفت نفس کا حکم دیتا ہے۔

ولا تتبع الھوی فیضلك عن سبیل اللہ (ص :26)

"اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی وہ بہکا دے گی تمہیں راہ خدا سے"

محبت صرف ایک ہی محبوب سے ہوتی ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے تو اکثر کہتا ہے میں جس کو پسند کرتا ہوں اس کی صحبت ہمیشہ میسر نہیں رہتی۔ کوئی نہ کوئی چیز ہماری جدائی کا سبب بن جاتی ہے۔ یا تو محبوب غائب ہو جاتا ہے یا موت یا عداوت اسے مجھ سے الگ کر دیتی ہے۔ میرا پسندیدہ مال تلف ہو جاتا ہے اور میرے ہاتھ سے چھن جاتا ہے۔ (نہ کسی انسان کا وصال میسر رہتا ہے اور نہ پسندیدہ مال کا)

پس اس کا جواب یہ ہے کہ کیا تو نہیں جانتا کہ تو حق تعالیٰ کا محبوب و مطلوب اور منظورِ نظر ہے۔ اسے غیرت آتی ہے کہ تو دوسروں سے مراسم رکھے۔ جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ غیور ہے اس نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا اور تو غیر کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بتنا پسند کرتا ہے؟

کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ : 54)

"محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اُس سے"

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذاریات :56)

"اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں"

کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نہیں سنا:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اِبْتَلَاهُ فَاِنْ صَبَرَ اِقْتَنَاهُ ۔ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا اقْتَنَاهُ؟ قَالَ ۔ لَا يَذَرُ لَهٗ مَالاً وَلَا وَلَدًا

"جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ اگر وہ صبر کرے تو اسے ہر چیز سے بے نیاز کر کے اپنا بنا لیتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ بے نیاز کر کے اپنا کیسے بنا لیتا ہے۔ فرمایا نہ اس کے مال کو باقی چھوڑتا ہے اور نہ بچے کو زندہ چھوڑتا ہے"[1]

اور یہ اسے لیے کرتا ہے کہ مال ودولت اور اولاد ہو گی تو میرا بندہ ان کی محبت میں پھنس جائے گا اور اس طرح اپنے رب کے ساتھ اس کی محبت بٹ جائے گی۔ کم ہو جائے گی اور پارہ پارہ ہو جائے گی۔ وہ بیک وقت اللہ اور غیر اللہ کی محبت کا دم بھرنے لگے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ شریک کو قبول نہیں کرتا۔ وہ غیور اور قاہر ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر چیز اس کے حکم کے سامنے

---

[1] دیلمی "الفردوس" حدیث نمبر 968 راوی ابی عتبہ الخولانی رضی اللہ عنہ۔ حدیث ضعیف ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سر افگندہ ہے۔ پس وہ شرک کو (اولاد کی صورت میں ہو یا مال کی صورت میں) ہلاک اور تلف کر دیتا ہے تاکہ اس کے بندے کے دل میں کسی اور کی محبت نہ رہے اور وہ خالصتاً اپنے رب کی محبت میں سرشار رہے۔ پس یوں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پورا ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے۔ جب دل تمام شرکاء و انداد سے خالی ہو جائے گا یعنی بندۂ مومن کے دل میں نہ اہل و عیال کی محبت رہے گی اور نہ مال و دولت کی چاہت نہ لذات و شہوات کی طلب رہے گی اور نہ حکومت و ریاست کا شوق نہ کرامات احوال کی تمنا رہے گی اور نہ منازل و مقامات کی آرزو۔ نہ جنت و درجات جنت کی خواہش اور نہ قرب و وصول الی اللہ کا خیال۔ پس بندہ مومن کا دل ہر ارادے اور ہر خواہش سے جب اس طرح پاک ہو جائے جیسے ٹوٹا ہوا برتن کہ جس میں کوئی مائع نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اللہ کے فعل اور اللہ کی غیرت اور ہیبت کی دیواریں بلند کر دی جاتی ہیں اور کبریائی اور سطوت کی خندقیں کھود دی جاتی ہیں۔ دل میں نہ کسی چیز کا ارادہ پیدا ہو سکتا ہے اور نہ کسی چیز کی خواہش سر اٹھا سکتی ہے۔ ایسے میں دل کو مال دولت، اہل و عیال، دوست احباب جیسے اسباب اور کرامات و حاکم اور عبادات کوئی نقصان نہیں دے سکتیں۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں دل سے باہر ہوتی ہیں۔ دل پر الٰہی پہرے ہوتے ہیں پس اللہ تعالیٰ غیرت نہیں فرماتا۔ بلکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کیلئے باعث عزت و کرامت لطف، کرم اور نعمت بن جاتی ہیں۔ اللہ کے اس بندے کی خدمت میں حاضر ہونے والے ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں چونکہ اس بندے کا خاص رتبہ اور مقام ہوتا ہے اس لیے اس کے طفیل آنے والے بھی عزت و تکریم سے نوازے جاتے ہیں۔ ان کی بھی مصائب و آلام سے حفاظت کی جاتی ہے۔ یوں یہ بندۂ مومن بندگانِ خدا کا نگہبان، کفایت کنندہ، اور ملجا و ماوی بن جاتا ہے۔ اس کے صدقے لوگوں کی تمنائیں پوری ہوتی ہیں مصائب سے خلاصی پاتے ہیں اور یہ بندۂ خدا دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی شفاعت کرتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقاماتِ خلق اور منازلِ رجال

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک وہ آدمی جس کے پاس نہ زبان ہوتی ہے اور نہ دل۔ اس سے مراد اللہ کا نافرمان مغرور، غبی اور بے کار آدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ اس میں کوئی بھلائی اور خیر کا پہلو نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ خس و خاشاک کی مانند ہیں جن کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ ان کے دلوں میں ایمان کا چراغ روشن کر دے اور ان کے جوارح کو اپنی اطاعت پر لگا دے تو الگ بات ہے۔

خبردار کہیں ان میں سے ہو جاؤ۔ ان کی پناہ نہ لے۔ ان کا اعتبار نہ کر اور نہ ان کی سنگت اختیار کر۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ مغضوب و معتوب ہیں انہیں عذاب دیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کیلئے دوزخ کی آگ ہے۔ ہم ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

ہاں اگر تو عالم باللہ ہے۔ خیر کا معلم، دین کا ہادی قائد اور رہنما ہے تو پھر ان کے پاس ضرور جا۔ انہیں اطاعتِ خداوندی کی طرف بلا انہیں معصیت کے ہولناک انجام سے خبردار کر تا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو مردِ میدان لکھا جائے اور تجھے انبیاء و رسل جیسا ثواب عطا کیا جائے۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لان یھدی اللہ بھداك رجلا خیر لك مما تطلع علیه الشمس.

"یقیناً تیری دعوت سے اللہ تعالیٰ کا ایک شخص کو ہدایت دے دینا تیرے لیے ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا وہ آدمی ہے جس کے پاس زبان تو ہے لیکن دل نہیں۔ وہ حکمت بھری باتیں کرتا ہے لیکن عمل سے عاری ہے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے لیکن خود اس ذات سے دور بھاگتا ہے۔ دوسروں کے عیبوں کی قباحت بیان کرتا ہے لیکن خود ان قباحتوں کو اپنے دل میں ہمیشہ پروان چڑھاتا ہے۔ لوگوں کے سامنے پرہیزگار بنتا ہے جس کے جسم پر انسانی لباس ہے۔

ایسے لوگوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی امت کو خبردار کیا اور فرمایا ہے۔

اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق علیم اللسان[۱]

"اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ ہر منافق شخص ہے جو بات کرنا خوب جانتا ہے"

دوسری حدیث میں یوں ہے :

اخوف ما اخاف علی امتی من علماء السوء[۲]

۱۔ "الکامل" از ابن عدی ج 970/3 صحیح ابن حبان حدیث نمبر 80 جس کے راوی عمران بن حصین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**اخوف ما اخاف علیکم جدال المنافق علیم اللسان**" "تم پر زیادہ خوف مجھے اس شخص سے ہے جو جھگڑالو، منافق اور ماہر لسانیات ہو" یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۔ میرے پاس جتنے مصادر ہیں ان میں یہ حدیث نہیں ملی۔ المنذری "الترغیب والترھیب" جلد 128/1 پر یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے علماء دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا تو انہوں نے اسے لوگوں پر خرچ کیا (پڑھایا) اور اس پر کسی عوض کا خیال نہ رکھا۔ اور نہ اس کے بدلے کوئی قیمت لی۔ ایسے شخص کیلئے سمندر کی مچھلیاں، خشکی کے جانور اور فضا میں اڑنے والے پرندے سبھی استغفار کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سردار اور شریف کی حیثیت سے حاضر ہوگا حتی کہ اسے مرسلین کی رفاقت نصیب ہوگی۔ دوسرا وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا۔ لیکن اس نے اللہ کے بندوں میں اسے عام کرنے میں بخل سے کام لیا حرص و طمع میں مبتلا ہوا۔ اور اس کے بدلے قیمت قبول کی۔ ایسے آدمی کو قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی اور ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ یہ وہ ہے جسے اللہ نے علم جیسی دولت سے نوازا مگر اس نے اللہ کے بندوں کو زیور علم سے آراستہ کرنے میں بخل سے کام لیا۔ اس پر حرص و لالچ کیا۔ اسی کے بدلے قیمت قبول کی اور اسی طرح ندا ہوتی رہے گی حتی کہ حساب سے فراغت ہو جائے گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اپنی امت کے بارے سب سے زیادہ خوف مجھے برے علماء کا ہے"

ایسے لوگوں سے دور رہیے اور ان سے بھاگ جائیے ورنہ اپنی لذت گفتار کے ذریعے تمہیں شکار کرلیں گے تو بھی ان کی نافرمانیوں کی آگ میں جلایا جائے گا۔

تیسرا آدمی وہ ہے جس کا دل تو ہے لیکن زبان نہیں۔ اس سے مراد وہ بندۂ مؤمن ہے جسے اللہ تعالیٰ لوگوں سے مستور رکھتا ہے۔ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اور اسے اپنے عیبوں پر مطلع کر دیتا ہے۔ ایسے انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ منور فرما دیتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے میں جو خرابیاں ہیں گفتگو میں جو برائیاں اور نقصان ہیں ان سے مطلع کر دیتا ہے اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ بھلائی خاموشی اور گوشہ نشینی میں ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من صمت نجا[1]

"جو خوموش رہا نجات پا گیا"

اور کہا جاتا ہے کہ عبادت کے دس اجزاء ہیں۔ ان میں سے تین خاموشی میں پوشیدہ ہیں۔[2]

یہ آدمی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی میں محفوظ ہے۔ اسے سلامتی کے ساتھ عقل اور فراست کا نور حاصل ہے۔ وہ خدائے رحمان کا ہم نشین ہے اللہ کے اس پر بے شمار انعامات ہیں۔ وہ ایسا شخص ہے کہ ہر قسم کی بھلائی

۱۔ مسند امام احمد ج 159/2 ترمذی۔ "الجامع الصحیح" حدیث نمبر 2501 راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ حدیث صحیح ہے۔

۲۔ ابن الدنیا "الصمت و آداب اللسان" حدیث نمبر 36 میں وھیب بن الورد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حکمت کے دس اجزاء ہیں۔ نو خاموشی میں ہیں۔ دسواں عزلت نشینی میں ہے۔ ھناد بن السری "الزھد" میں ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ کیا میں تمہیں ایسی عبادت کی خبر نہ دوں جو سب عبادتوں سے آسان اور بدن پر ھلکی ہو؟ (فرمایا) خاموشی اور حسن خلق۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے پاس موجود ہے۔ ایسے شخص کی سنگت اختیار کر۔ اس سے تعلقات قائم کر۔ اس کی خدمات بجالا۔ اس کی ضروریات کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کر۔ اور جن انعامات سے اللہ نے اسے نوازا ہے ان سے نفع اندوز ہو نیکی سعی کر۔ اگر تو اللہ کے اس بندے کی صحبت اختیار کرے گا اور ان کی خدمت بجا لائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے گا اور تجھے اپنا بنالے گا۔ تجھے اپنے محبوب اور نیک بندوں کی صف میں شامل فرمادے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

چوتھا آدمی وہ ہے جس کے پاس دل بھی ہے اور زبان بھی اس سے مراد وہ آدمی ہے جسے فرشتوں میں عظیم انسان کے نام سے بلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ تَعَلَّمَ وَعَمِلَ بِهٖ وَعَلَّمَ دُعِیَ فِی الْمَلَكُوتِ عَظِيْمًا[1]

"جس نے علم حاصل کیا۔ پھر اس پر عمل پیرا ہوا اور دوسروں کو بھی تعلیم دی وہ ملکوت میں عظیم کے لقب سے بلایا جائے گا"

ایسا شخص در حقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرتوں کا عرفان رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نادر و نایاب علوم ودیعت فرمادیتا ہے اور اسے ایسے اسرار پر مطلع کرتا ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتے ہیں۔ اسے چن لیتا ہے۔ اپنا بنالیتا ہے۔ اپنا عشق دے دیتا ہے۔ اپنی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔ اور اپنی حضوری میں ترقی دے دیتا ہے۔ اس کا سینہ ان اسرار و علوم کے لیے کھول دیتا ہے۔ اسے بزرگ، منتقی، حجت، مہدی ھادی شافع و مشفع صادق، مصدق اور اپنے رسولوں اور نبیوں کا خلیفہ اور جانشین بنادیتا ہے۔ علیھم صلوۃ و تحیاتہ وبرکاتہ بنی آدم میں یہ بندہ غایت و منزل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے بڑا مرتبہ صرف نبوت کا ہے۔

۱۔ اسے ابو خیثمہ النسائی نے کتاب "العلم" میں اور ابن جوزی نے۔ "حضرت سفیان ثوری" کے حالات میں نقل فرمایا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس بندۂ خدا کی صحبت اختیار کر۔ کسی حالت میں اس کی مخالفت، اس سے منافرت، دوری اور دشمنی نہ رکھ۔ اس کی نظر میں اپنی پزیرائی، اسے بات کا جواب دینے اور نصیحت کرنے کو ترک کر دے۔ سلامتی اسی میں ہے جو وہ بندۂ خدا فرماتا ہے یا جو اس کے پاس (نصیحت) ہے دوسرے لوگوں کے پاس جو کچھ ہے وہ ہلاکت اور گمراہی ہیں۔ اگر دیکھ سکتا ہے تو اپنے فائدے کے لیے دیکھ۔ اگر احتیاط کرنے والا ہے تو احتیاط کر اگر اپنی ذات پر شفقت رکھتا ہے اور اپنی بھلائی چاہتا ہے تو میری بات مان۔

هَدَ انَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ لِمَا يُحِبُّهٗ وَيَرْضَاهُ . دُنْيَا وَ اُخْرٰى بِرَحْمَتِهٖ

ہر ایک مدت لکھی ہوئی ہے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: کتنے تعجب کی بات ہے کہ تو اپنے پروردگار سے نالاں ہے۔ اسے الزام دیتا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ مجھے روزی نہیں دی۔ غنی نہیں بنایا۔ مجھے مصائب و آلام سے نجات نہیں دی۔

کیا تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ ہر کام کیلئے ایک مقرر وقت ہے جسے پہلے سے لکھا جا چکا ہے۔ ہر ایک مصیبت اور دکھ نے آخر مٹنا ہے۔ ہر تکلیف کی انتہاء ہے اپنی مدت پر اسے ختم ہونا ہے سو اس تکلیف سے نجات نہ پہلے ہو سکتی ہے اور نہ ہی مقررہ وقت کے بعد۔

مصیبت کے اوقات میں عافیت نہیں ہو سکتی اور سختی کا وقت آسانی کے وقت کے ساتھ نہیں بدل سکتا۔ اور محال ہے کہ فقر کی حالت غنی میں بدل جائے۔

ادب کو ملحوظ خاطر رکھ۔ خاموشی، صبر، رضا اور موافقت کو اختیار کر۔ اللہ سے نالاں رہنے اور اسے تہمت دینے سے توبہ کر۔ بارگاہ خداوندی میں انسانوں کی طرف بتقاضائے طبیعت بشری بغیر کسی گناہ کے انتقام اور بلاوجہ گرفت نہیں۔

اللہ کریم ازل سے یکتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اس کی ابتداء نہیں۔ اسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ہر چیز تخلیق کی۔ اور ہر چیز کے فوائد اور نقصانات پیدا کیے۔ وہ ہر چیز کی ابتداء کو بھی جانتا ہے اور انتہاء کو بھی۔ اس کے اختتام کو بھی جانتا ہے اور انجام کو بھی۔ وہ اپنے فعل میں حکیم ہے۔ اپنی صنعت گری میں مضبوط ہے۔ اس کے فعل میں تناقض نہیں۔ کسی چیز کو فضول پیدا نہیں کرتا۔ اس کا کوئی کام عبث نہیں۔ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ اسے اس کے افعال میں ملامت نہیں کیا جا سکتا۔

اگر صبر و رضا اور اللہ کے فعل سے موافقت اور غنیٰ کی ہمت نہیں تو فراخی اور کشائش کا انتظار کر حتیٰ کہ مصیبت کے دن پورے ہوں اور مرورِ وقت کے ساتھ ساتھ اللہ کریم حالت میں تبدیلی فرمادے۔ جس طرح سردی گرمی میں اور رات دن میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اگر تو مغرب اور عشاء کے درمیان دن کی روشنی تلاش کرے تو ممکن نہیں۔ بلکہ لحہ بلحہ اس کی تاریکی میں اضافہ ہوتا جائے گا حتیٰ کہ تاریکی اپنی انتہاء کو پہنچ جائے گی۔ پھر فجر طلوع ہو گی اور ہر طرف دن کی روشنی چھا جائے گی۔ تو چاہے یا نہ چاہے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر تو عین دوپہر کے وقت رات کی واپسی طلب کرے تو تیری دعا قبول نہیں ہوتی اور دوپہر کی روشنی میں تاریکی کا خواب پورا نہیں ہو گا کیونکہ یہ طلب بے وقت ہے۔ سو تو خائب و خاسر، بے نیل و مرام رہے گا سب کچھ چھوڑ دے۔ سر تسلیم خم کر۔ اپنے رب کے بارے حسنِ ظن رکھ اور صبر سے کام لے جو تیرا ہے تجھ سے چھینا نہیں جائے گا اور جو تیرا نہیں تجھے دیا نہیں جائے گا۔

ہاں تو طلب کر۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری کر۔ گڑگڑا کر دعا کر اطاعت وانقیاد کے جذبہ سے اور اس کی فرمانبرداری کی نیت سے۔ کیونکہ اس کا حکم ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (غافر :60)

"مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا"

وَ اسْئَلُوْا اللہَ مِنْ فَضْلِهٖ (النساء :32)

"اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (و کرم) کو"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دوسری کئی آیات واحادیث اس حقیقت پر گواہ ہیں۔

تو اس کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کر۔ وہ ضرور کرم فرمائے گا لیکن اس کی قبولیت کے لیے ایک وقت، ایک مدت مقرر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا دعا قبول ہو جائے گی۔ یا پھر دعا کی قبول نہ ہونے میں کوئی دنیاوی یا اخروی مصلحت پوشیدہ ہو گی۔ یا تیری دعا اور اللہ کے فیصلے اور اس کی مدت کے پورے ہونے میں موافقت ہو جائے گی۔ (ادھر تو دعا کرے گا ادھر اس کی قبولیت اور تیرے مقصود کے بر آنے کا وقت آچکا ہو گا)

قبولیت میں تاخیر کی وجہ سے اسے الزام نہ دے اور مایوس نہ ہو دعا کرنے میں بہر حال فائدہ ہے نقصان نہیں۔ اگر تجھے فوری فائدہ نہیں پہنچا تو کوئی نقصان بھی تو نہیں پہنچا۔ اگر فوری اجابت نہیں ہوئی تو کل کو اس کا ثواب تو ملے گا۔ حدیث مبارکہ ہے۔

اِنَّ الْعَبْدَ یَرٰی فِیْ صَحَائِفِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَسَنَاتٍ لَمْ یَعْرِفْھَا فَیُقَالُ لَہٗ اِنَّھَا بَدَلُ سُؤَالِکَ فِی الدُّنْیَا. اَلَّذِیْ لَمْ یُقَدَّرْ قَضَاءُ ہٗ فِیْھَا [1]

قیامت کے روز بندہ اپنے نامہ اعمال میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جن سے وہ ناواقف ہو گا۔ اس سے کہا جائے گا یہ دنیا میں کی گئی تیری دعا کا بدلہ ہے جس کے بارے اللہ کا فیصلہ پورا نہیں کیا گیا تھا" او کما قال رسول اللہ ﷺ

---

[1] میرے پاس حدیث پاک کے جتنے مصادر ہیں ان میں یہ حدیث نہیں مل سکی۔ لیکن اس سے ملتی جلتی ایک اور حدیث طبرانی نے "الدعا" میں ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص دعا کرتا ہے جس میں نہ گناہ کی کوئی بات ہوتی ہے اور نہ قطع رحمی کا سوال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے تین میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتا ہے۔ یا تو اس دعا کے بدلے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یا فوراً اس دنیا میں اسے اس کا صلہ دے دیتا ہے یا آخرت کیلئے اسے ذخیرہ فرما دیتا ہے"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دعا کرنے سے اور کچھ بھی حاصل نہ ہو تو کم از کم اللہ وحدہ لاشریک کی یاد کی سعادت تو حاصل ہو ہی جائے گی۔ اس میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار بھی ہے۔ کیونکہ تو صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا ہے اور اس کے سواء کسی اور کے دروازے پر دستک نہیں دے رہا۔ تیرے لیل و نہار، صحت و تندرستی غنیٰ و فقر کی حالت اور سختی کی حالت بلکہ تیری پوری زندگی دو حالتوں میں منقسم ہے۔

یا تو دعا ہی نہیں کر رہا بلکہ اللہ کے کیے پر راضی ہے۔ اور اس کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کیے موافقت فعل ربی کی راہ پر گامزن ہے۔ اور غسال کے ہاتھوں میں میت اور دایہ کے ہاتھوں شیر خوار بچے کی مانند بے حس و حرکت ہے۔ یا پھر گھڑ سوار کے ہاتھوں گیند کی مانند ہے کہ وہ جس طرف چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ جس سمت چاہتا ہے الٹتا پلٹتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ خود تجھ میں کام کر رہا ہے اور تو اس کے سامنے کوئی حرکت نہیں کر رہا۔ اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں نعمتیں میسر ہوں تو تیری طرف سے شکر اور حمد و ثنا کی جاتی ہے۔ اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اپنی عطا میں اضافہ فرماتا ہے۔

جیسا کہ اس کا ارشاد ہے :

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم :7)

"اگر تم سابقہ نعمتوں پر شکر کرو گے تو میں تمہارے لیے ان میں اور اضافہ کروں گا"

اگر دکھ اور تکلیف ہو تو اللہ کی توفیق ثابت قدمی، نصرت، نماز اور رحمت کی وجہ سے تو صبر و رضا کو اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنا فضل فرماتا ہے۔ جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ :153)

"بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

یعنی اللہ ان کی مدد فرماتا ہے اور انہیں ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور کیوں نہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو بندہ صبر کر کے اپنے نفس خواہش اور شیطان کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مدد کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ (محمد :7)

"اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور (میدان جہاد میں) تمہیں ثابت قدم رکھے گا"

جب اللہ پر اعتراض اور تسخط کی روش ترک کر کے اپنے نفس کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی مدد کرے گا اور اپنے نفس کے خلاف اللہ کا مددگار بن جائے گا اور اللہ کی رضا کی خاطر تلوار ہاتھ میں لیے نفس پر پہرہ دے گا اور جب بھی نفس کفر، شرک اور اپنی رعونت سے حرکت کرے گا تو تو اپنے صبر، رب کی موافقت اس کے فعل پر طمانیت اور وعدۂ خداوندی پر رضا کے ذریعے اس کا سر قلم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ تیرا معاون اور مددگار بن جائے گا۔

صبر ہی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر شفقت و مہربانی کی نظر ہوتی ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (البقرہ :157:155)

"اور خوشخبری سنائیے ان صبر کرنے والوں کو۔ جو کہ پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں بیشک ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں" یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جن پر ان کے رب کی طرح طرح کی نوازشیں اور رحمت ہے اور یہ لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری حالت یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑا کر عاجزی و انکساری سے دعا کرے۔ اور نیت یہ رکھے کہ وہ عظیم ذات ہے اور مجھ پر لازم ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سوال کروں اور وہ اس لائق ہے کہ اس کی جناب میں دست سوال دراز کیا جائے۔ کیونکہ وہ کائنات کا مالک ہے اور اس کا حکم ہے کہ مجھ سے مانگو اور مجھ سے رجوع کرو۔ اللہ کریم نے دعا کو وجہ سکون، اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ اور اپنے قرب کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تاخیر کی وجہ سے اسے تہمت نہ دے۔ اس سے نالاں نہ ہو۔ کیونکہ ہر کام اپنے وقت پر انجام پاتا ہے۔

ان دو حالتوں میں سے ایک حالت کو اپنا لے اور دونوں حالتوں سے تجاوز کرنے والوں سے نہ ہو جا۔ کیونکہ کوئی تیسری حالت ہے ہی نہیں۔

حد سے تجاوز کرنے والوں اور ظالموں سے نہ ہو جا۔ ورنہ اللہ تمہیں ہلاک کردے گا اور تیری ہلاکت کی اللہ کو کوئی پروہ نہیں۔ جیسے کہ پہلی امتوں کو دنیا میں بھی سخت عذاب سے دوچار کیا اور آخرت میں انہیں دردناک عذاب کا مستحق ٹھہرایا۔ سبحان اللہ العظیم. یاعالما بحالی علیك اتکالی

چراگاہ کے ارد گرد گھومنے والا کسی وقت بھی چراگاہ کے اندر آسکتا ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: زھد و تقوی اختیار کرورنہ ہلاکت کا پھندا تیری گردن میں ہو گا اور تو اس سے کبھی نجات نہیں پاسکے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمائے تو الگ بات ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے۔

اِنَّ مَلَاكَ الدِّیْنِ الْوَرْعُ. وَھَلَاکُہٗ الطَّمْعُ وَاِنَّ مَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمَی یُوْشِكُ اَنْ یَقَعَ فِیْهِ . كَالرَّاتِعِ اِلٰی جَنْبِ الزَّرْعِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يُوْشِكُ اَنْ يَمُدَّفَاهُ اِلَيْهِ لَا يَكَادُ اَنْ يَسْلَمَ الزَّرْعَ مِنْهُ[۱]

"دین کا مدار زھد ورع ہے اور اس کی ہلاکت لالچ ہے۔ بلاشبہ جو چراگاہ کے اردگرد گھومتا ہے کسی وقت بھی اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ کھیتی کے کنارے چرنے والے جانور کی مانند قریب ہے کہ اس کا منہ اس تک پہنچ جائے ممکن نہیں کہ کھیتی اس سے محفوظ رہے"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم دس میں سے نو چیزیں اس خوف سے ترک کر دیتے ہیں کہ حرام کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، ہم ستر مباح دروازے اس خوف سے چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں گناہ نہ کر بیٹھیں[۲]

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی یہ احتیاط صرف اس وجہ سے ہے کہ کہیں حرام کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ ان کے پیش نظر تھی۔

اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمٰى وَاِنَّ حِمٰى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ فَمَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَقَعَ فِيْهِ[۳]

۱۔ میرے پاس موجود مصادر میں یہ حدیث نہیں ملی۔ ہاں بخاری کی روایت کردہ ایک حدیث اس کی شاہد ہے نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی اور ان دونوں کے درمیان مشکوک چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جس نے مشکوک چیزوں سے پرہیز کیا اس نے اپنا دین اور عزت بچالی۔ اور جو مشکوک چیزوں میں پڑ گیا وہ اس گڈریے کی مانند ہے جو چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے وہ کسی وقت بھی اندر جا سکتا ہے۔ ہر ایک بادشاہ کی محفوظ چراگاہ ہے اور زمین میں اللہ کی محفوظ چراگاہ محارم ہیں۔ حدیث نمبر 56

۲۔ "الاتحاف" از۔ زبیدی۔ ج 25/6

۳۔ تاریخ ابن عساکر۔ ج 273/3 نعمان بن بشیر راوی ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"ہر بادشاہ کی ایک محفوظ چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ جو اس چراگاہ کے ارد گرد گھوما قریب ہے کہ اس میں واقع ہو جائے"

جو شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ پہلے دروازے سے آگے گزر، گیا۔ پھر دوسرے دروازے کو عبور کیا اور تیسرے دروازے پر جا کر ٹھہر گیا وہ بہتر ہے اس شخص سے جو پہلے دروازے پر ہے۔ کیونکہ باہر والا دروازہ صحراء کے قریب ہے اگر تیسرا دروازہ اس پر بند بھی کر دیا گیا تو بھی اسے کوئی نقصان نہ ہوگا کیونکہ۔ اس کے پیچھے محل کے دو دروازے اور ہیں۔ اور ان دو دروازوں کے باہر بادشاہ کی فوج کا پہرہ ہے۔

لیکن پہلے دروازے پر ٹھہرنے والا محفوظ نہیں۔ اگر یہ دروازہ بند کر دیا جائے تو وہ صحراء میں اکیلا رہ جائے گا اور بد معاش اور دشمن اسے پکڑ کر ہلاک کر دیں گے۔

یوں ہی جو عزیمت کی راہ اختیار کرتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا۔ اگر توفیق اور حفاظت کی صورت میں کی جاتی مدد روک بھی لی جائے تو تب بھی اسے رخصت پر عمل کی توفیق تو حاصل رہے گی۔ اور اس طرح وہ عزیمت کو چھوڑ کر شریعت کی حدود سے باہر نہیں آئے گا۔ اور اس حالت میں اگر اسے موت آگئی تو اطاعت کی حالت میں آئے گی اور اس کے حق میں بہترین عمل کی گواہی دی جائے گی۔

لیکن جو رخصت پر عمل پیرا ہوا اور عزیمت کی طرف قدم نہیں بڑھایا تو اس سے اگر توفیق چھن جائے اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی مدد واپس لے لے تو اس پر حرص و ہوا غالب آجائے گی۔ شہوات نفس اس پر مسلط ہو جائیں گی۔ وہ حرام میں پڑ کر شریعت کی حدوں سے باہر آجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں شیاطین کے زمرے میں آجائے گا۔ اگر توبہ سے پہلے اسے موت آگئی تو ہلاکت اس کا مقدر ٹھہرے گی ہاں رحمت و فضل خداوندی اسے ڈھانپ لے تو الگ بات ہے۔ بہر حال رخصت میں خطرہ ہے۔ اور عزیمت کی راہ اپنانے میں ہر قسم کی سلامتی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا کو طلاق دینا جنت کا مہر ہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:
آخرت کو راس المال اور دنیا کو نفع خیال کر۔ اپنا پورا وقت آخرت کے حصول میں صرف کرنے کی کوشش کر۔ اگر اس سے کچھ وقت بچ جائے تو اسے اپنی دنیا اور معاش میں صرف کر دنیا کو راس المال اور آخرت کو اس سے حاصل ہونے والا نفع نہ بنا۔ کہ دنیا کمانے سے جو وقت بچے اسے آخرت کی بھلائی حاصل کرنے میں صرف کرنے لگے۔ پانچوں نمازیں چھٹ پٹ ادا کرے کہ بس ارکان کی ادائیگی پوری ہو جائے۔ رکوع و سجود کرتے ہوئے نہ واجبات نماز کا خیال رہے اور نہ ارکان کو سکون سے ادا کر سکے۔ یا پھر تھکاوٹ کی وجہ سے سو جائے اور ایک نماز بھی ادا نہ کرے۔ رات کو بھی مردار کی طرح سویا رہے اور دن کے وقت بھی بے کار لیٹا رہے۔ نفس اور شیطان کی پیروی میں آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالے۔ نفس کا بندہ و غلام اور سواری بن جائے۔ حالانکہ حکم تو تجھے یہ دیا گیا تھا کہ اس پر سواری کرے۔ اسے سدھائے اسے رام کرے اور اس پر سوار ہو کر سلوک کی راہ طے کرے جو آخرت اور مولا کی اطاعت کی راہ ہے۔ مگر تو نے اس کی غلامی کو قبول کر کے اس پر ظلم کیا۔ اور اپنی باگ اس ظالم سرکش کے ہاتھ میں دے دی اور اس کی شھوتوں، لذتوں کا پیرو ہو گیا۔ اس کا دوست بن بیٹھا۔ شیطان اور خواہش سے تعلقات کرے۔ دنیا بھی گئی اور آخرت بھی ہاتھ نہ آئی۔ دارین کی روسیاہی مقدر بن گئی۔ اور قیامت کو لوگوں میں سے غریب ترین اور دین و دنیا کے اعتبار سے خائب خاسر ٹھہرا نہ نفس کی پیروی کی وجہ سے مقدر سے زیادہ دولت ہاتھ آئی اور نہ آخرت کی بھلائی نصیب ہوئی۔ اگر تو نے اسے آخرت کی راہ پر چلایا ہوتا اور آخرت کو راس المال اور دنیا کو اس کا نفع تصور کیا ہوتا تو بآسانی خوشی خوشی دینا میں اپنے مقدر کو بھی پالینا اور آخرت کی بھلائی سے محروم بھی نہ ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللہَ یُعْطِی الدُّنْیَا عَلٰی نِیَّۃِ الْاٰخِرَۃِ وَلَا یُعْطِی الْاٰخِرَۃَ عَلٰی نِیَّۃِ الدُّنْیَا[1]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ آخرت کی فکر پر دنیا عطا فرماتا ہے مگر دنیا کی فکر پر آخرت عطا نہیں فرماتا"

اور ایسا کیوں نہ ہو آخرت کی فکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے کیونکہ فکر اور نیت عبادت کی روح اور اس کی اصل ہے۔

جب دنیا میں زہد اختیار کر کے اور آخرت کو طلب کر کے تو نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی تو تو اللہ کے خاص بندوں اور اہلِ طاعت و محبت میں شمار ہوا۔ اور تجھے آخرت حاصل ہو گئی یعنی جنت اور اللہ تعالیٰ کا پڑوس۔ اور دنیا نے بھی تیری خدمت گزاری کی۔ اور جو مقدر میں لکھا تھا۔ اس کا ایک ایک دانہ مل گیا۔ کیونکہ دنیا کا ذرہ ذرہ مالک و خالق کا تابع ہے۔ اگر تو دنیا میں مشغول رہا اور آخرت سے اعراض برتتا رہا تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوا اور آخرت کی بھلائی بھی گئی۔ دنیا کی خوشنودی بھی حاصل نہ ہوئی اور تھک کر چور چور ہو گیا۔ وجہ یہ ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے دنیا اس کی اہانت کرتی ہے اور جو اس کریم کی اطاعت فرمانبرداری کرتا ہے دنیا اس کی عزت و تکریم بجا لاتی ہے۔ پس اس پر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی صادق آتا ہے:

اَلدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ ضُرَّتَانِ. اِنْ اَرْضَیْتَ اِحْدَاھُنَّ سَخِطَتْ عَلَیْکَ الْاُخْرٰی[2]

۱۔ "الشہاب" از القضاعی۔ ج 164/2 راوی انس بن مالک۔ حدیث منقطع ہے۔ ایک راوی متروک ہے۔

۲۔ میرے پاس جو مصادر ہیں ان میں یہ حدیث نہیں مل سکی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"دنیا اور آخرت سوکنیں ہیں۔ اگر ان میں سے ایک کو راضی کرے گا تو دوسری ناراض ہو جائے گی"

رب قدوس کا ارشاد پاک ہے:

مِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ

(آل عمران :152)

"بعض تم میں سے طلبگار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلبگار ہیں آخرت کے"

یعنی کچھ لوگ ابنائے دینا ہیں اور کچھ طالبان آخرت۔ دیکھ تو ان میں سے کس زمرے میں آتا ہے۔ اور دنیا میں ان دو فریقوں میں سے کس فریق میں شمولیت پسند کرتا ہے۔ مخلوق دو فریقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک فریق طالب دنیا ہے اور دوسرا فریق طالب آخرت۔

قیامت کے روز بھی ان کے دو گروہ ہوں گے۔ ایک فریق جنتی ہو گا اور دوسرا دوزخی۔ ایک فریق کو اپنے اعمال کا حساب دینے کیلئے طویل عرصہ کھڑا رہنا پڑے گا جہاں ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا جن کو آج تم شمار کرتے ہو۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ (الشوریٰ :7)

"ایک فریق جنت میں اور دوسرا فریق بھڑکتی آگ میں ہو گا"

نبی کریم ﷺ بھی یہی فرماتے ہیں:

اِنَّكُمْ تَكُوْنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِىْ ظِلِّ الْعَرْشِ عاكِفُوْنَ عَلَى الْمَوَائِدِ عَلَيْهَا اَطَيبُ الطَّعَامِ وَالْفَوَاكِهِ وَالشَّهْدِ اَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ، يَنْظُرُوْنَ اِلٰى مَنَازِلِهِمْ فِى الْجَنَّةِ حَتّٰى اِذَا فَرِغَ مِنْ حِسَابِ الْخَلْقِ دَخَلُوْا الْجَنَّةَ يَهْتَدُوْنَ اِلٰى مَنَازِلِهِمْ كَمَا يَهْتَدِىْ اَحَدُ النَّاسِ اِلٰى مَنْزِلِهٖ[1]

---

[1] مجھے جتنے مصادر دستیاب ہیں ان میں یہ حدیث نہیں ملی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روز قیامت تم عرش کے سایہ میں ہو گے۔ تمہارے سامنے دستر خوان بچھے ہوں گے جن پر بہترین کھانے، پھل اور شہد رکھا ہو گا۔ اور یہ شہد برف سے زیادہ سفید ہو گا۔ تم جنت میں موجود اپنے گھروں کو دیکھو گے حتیٰ کہ جب مخلوق اپنے حساب سے فارغ ہو گی تو تم جنت میں چلے جاؤ گے۔ تم سیدھے اپنے جنتی گھروں میں پہنچو گے جیسے کوئی شخص اپنے گھر پہنچ جاتا ہے۔

یہ سب کچھ انہیں ترک دنیا اور طلب آخرت اور طلب مولیٰ میں مشغولیت کی وجہ سے ملے گا۔ اور حساب کی طوالت اور طرح طرح کے عذاب اور ذلت ورسوائی صرف دنیا کی محبت ورغبت اور آخرت سے بے پرواہی برتنے کے سبب ہوں گے۔

اپنے نفس پر نظر رکھ اور اس کیلئے بہترین فریق کا انتخاب کر۔ اسے شیاطین یعنی برے لوگوں اور جنوں کی دوستی سے بچا۔ کتاب و سنت کو اپنا رہنما بنا۔ اسی کی تعلیمات پر نظر رکھ اور انہیں کے مطابق عمل پیرا ہو، قیل وقال اور ہوس کا شکار نہ ہو۔

رب قدوس کا ارشاد ہے :

وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الحشر : 7)

"اور رسول کریم جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو۔ اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی مخالفت نہ کرو کہ اللہ کے رسول کے لائے ہوئے دین کو چھوڑ کر اپنے لیے عبادت اور عمل کی نئی راہیں پیدا کر لو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گمراہ قوم کے بارے فرمایا :

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ (الحدید : 27)

"اور رھبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا۔ ہم نے اسے ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر فرض نہیں کیا تھا"

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد ﷺ کی پاکیزگی کو بیان کیا اور باطل اور جھوٹ سے ان کی تنزیہہ فرمائی اور کہا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى . اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

(النجم :3-4)

"اور وہ تو بولتا ہی اپنے خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے"

یعنی جو کلام مجید آپ لائے ہیں وہ میری طرف سے نازل کردہ ہے۔ ان کی خواہش یا نفس کو اس میں دخل نہیں۔ اس لیے اس کی اتباع کرو۔

پھر فرمایا :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران :31)

"اے محبوب! آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ"

بتا دیا کہ محبت کا راستہ نبی کریم ﷺ کی قولا اور فعلا اتباع ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

الاکتساب سنتی والتوکل حالتی او کماقال[1]

"اکتساب میری سنت ہے اور توکل میری حالت ہے"

---

[1] میرے پاس جتنے مصادر ہیں ان میں یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ توکل اکتساب اور اسباب کو بروئے کار لانے کے منافی ہے جب تمام کام مقدر ہو چکے ہیں تو محنت کرنے سے کیا حاصل۔ یہ خیال فاسد ہے۔ محنت فرض بھی ہے۔ مستحب بھی ہے مباح بھی۔ اور بعض صورتوں میں مکروہ بھی۔ اور بعض صورتوں میں اکتساب اور محنت حرام ہے۔ حضور ﷺ توکل کے بلند درجہ پر فائز تھے لیکن اس کے باوجود ہتھیار بند ہوتے۔ تجارت فرماتے۔ حتی کہ کافروں نے الزام دیا۔ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ (الفرقان :7)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس آپ کی سنت اور حالت دونوں کو اختیار کر۔ اگر تیرے ایمان میں کمزوری ہے تو کسب کو اختیار کر اور اگر ایمان قوی ہے تو دوسری حالت یعنی توکل کو اختیار کر۔ رب قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَلَى اللهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (المائدہ :23)

"اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایماندار"

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق :3)

"اور جو (خوش نصیب) اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے"

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران :159)

"بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے"

اللہ تعالیٰ تجھے توکل کا حکم دے رہا ہے اور تجھے اس بارے تنبیہ فرما رہا ہے جیسا کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کو متنبہ فرمایا۔

تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کر۔ ورنہ یہ کام تیرے منہ پر دے مارا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ[۱]

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے"

۱۔ امام مسلم اپنی صحیح کتاب الاقضیہ حدیث نمبر 18 میں حضرت عائشہ کی روایت سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں کہ "الرد" یہاں مردود کے معنی میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ غیر مسنون عمل باطل اور غیر معتدبہ ہے۔ یہ حدیث قواعد اسلام میں ایک اہم عظیم قاعدہ ہے۔ اس کا شمار جوامع الکلم میں ہوتا ہے۔ یہ حدیث ہر بدعت اور نئی چیزوں کا رد کرتی ہے۔ اسے حفظ کرنا چاہیے اور منکرات کے ابطال اور اس سے احکام مستنبط کرنے کیلئے اسے استعمال کیا جائے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ حکم عام ہے۔ کسب رزق، دوسرے اعمال اور اقوال میں آپ ﷺ کی پیروی ضروری ہے۔ کیونکہ آپ کے علاوہ ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم اتباع کریں۔ اور نہ قرآن کریم کے علاوہ کسی دوسری کتاب سے رہنمائی ہمارے لیے جائز ہے۔ پس قرآن و سنت کے دائرے سے باہر نہ جاور نہ ہلاک ہو جائے گا اور خواہش اور شیطان تجھے گمراہ کر دیں گے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (ص :26)

"اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی وہ بھکا دے گی تمہیں راہ خدا سے"

سلامتی قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ اور انہیں چھوڑ کر کسی اور کی پیروی ہلاکت ہے۔ قرآن و حدیث کی بدولت ہی انسان ولایت، بدلیت اور غوثیت کی حالت تک بتدریج ترقی کرتا ہے۔

حاسد گویا ناراض رہنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اے بندۂ مؤمن! تو اپنے پڑوسی سے اس کے کھانے پینے، لباس، عورت، گھر، دولت و ثروت اور مولا کی دی گئی دوسری نعمتوں کی وجہ سے کیوں حسد کرتا ہے۔ اللہ کریم نے اس پر اپنا فضل و کرم فرمایا ہے تو اس پر کیوں جلتا ہے۔

کیا نہیں جانتا کہ حسد تیرے ایمان کو کمزور کر دے گا اور پروردگار کی نگاہ میں تجھے گرا دے گا اور وہ کریم تجھ سے ناراض ہو جائے گا۔

کیا تو نے نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ یہ حدیث قدسی نہیں سنی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اَلْحَسُوْدُ عَدُوُّ نِعْمَتِیْ"[۱]

"حاسد میری (عطا کردہ) نعمت کا دشمن ہے"

اور کیا تو نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نہیں سنا؟

اَنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ[۲]

پھر اے مسکین! تو کس لیے حسد کرتا ہے۔ کیا تو دوسرے کے نصیبے پر جلتا ہے یا اپنے نصیبے پر؟

اگر تو اپنے بھائی کے مقدر پر حسد کرتا ہے جو اللہ کی دین ہے۔

جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا

(الزخرف :32)

۱۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "الاحیاء" ج 188/3 میں حضرت ذکریا علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ اور اس پر یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں۔ "مُتَسَخِّطٌ لِقَضَائِی، غَیْرُ رَاضٍ بِقِسْمَتِیَ الَّتِیْ قَسَمْتُ بَیْنَ عِبَادِیْ" "میرے فیصلے سے نالاں۔ میری تقسیم جو میں نے اپنے بندوں میں جاری فرمائی اس پر ناراض ہے" اس کی ایک اور حدیث شاہد ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان لنعم اللہ اعداء" "کچھ لوگ اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔ قیل ومن اولائک. پوچھا گیا وہ کون ہیں۔ قال۔ فرمایا: الذین یحسدون الناس علی ماآتا ھم اللہ من فضلہ "جو لوگوں سے ان نعمتوں کی وجہ سے حسد کرتے ہیں جو میں نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرما رکھی ہیں"۔

۲۔ اسے ابو داؤد نے اپنی سنن میں نمبر 4903 پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل فرمایا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں نمبر 4210 پر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند کی روایت سے فرمایا ہے۔ انہوں نے یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں۔ والصدقة تطفی الخطیئة کما یطفی الماء النار. والصلوٰة نور المؤمن والصیام جنة من النار. "اور صدقہ گناہوں کی آگ کو یوں بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو نماز مؤمن کا نور ہے اور روزے آگ سے بچاؤ کیلئے ڈھال ہیں" یہ حدیث ضعیف ہے۔ مناوی "فیض القدیر" ج 414/3 میں فرماتے ہیں کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حسد عبادات میں فساد برپا کرتا ہے۔ گناہوں پر ابھارتا ہے۔ یہ وہ لاعلاج مرض ہے جس میں عوام الناس کے علاوہ کئی علماء بھی مبتلا ہیں۔ حتی کہ اسی بیماری کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے اور جہنم رسید ہوئے۔ تیرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے حاسد کے شر سے اسی طرح پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھ حسد کتنا بڑا شر اور فتنہ ہے کہ اللہ نے حاسد کو شیطان اور جادوگر کی جگہ دی ہے۔ حسد کی وجہ سے اطاعت میں خلل پڑتا ہے۔ انسان گناہ اور معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بلاوجہ غم اور پریشانی اٹھاتا ہے۔ حسد کی وجہ سے دل اندھا ہو جاتا ہے حتی کہ احکام خداوندی سے ناواقف بن جاتا ہے۔ اسے احساس زیاں ہی نہیں رہتا۔ ایسا شخص کبھی اپنے مقصد کو نہیں پا سکتا۔ اس کی عقل بانجھ اور غم واندوہ اس کا مقدر ٹھہرتا ہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے لیے دیکھیے حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کی کتاب جو ہمارے مکتبے نے شائع کی ہے۔ یعنی سر الاسرار ص 123۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"ہم نے خود تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامان زیست کو
اس دنیوی زندگی میں"
تو تو اپنے بھائی پر ظلم کر رہا ہے۔

ایک آدمی عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اسے طرح طرح کی نعمتیں میسر ہیں اللہ تعالیٰ کا اس پر بڑا فضل و کرم ہے۔ اس کے نصیب میں خیر ہی خیر ہے۔ ایسا مقدر کسی کو عطا نہیں ہوا۔ اے بندۂ مؤمن بھلا تجھ سے ظالم اور جاہل، غبی اور بے وقوف بھلا اور کون ہے جو اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے جل رہا ہے۔

اگر تجھے اپنی قسمت پر حسد ہے تو تو کمال جاہل اور بے وقوف ہے۔ تیری قسمت میں لکھا کسی دوسرے کو تو مل نہیں سکتا اور نہ تجھ سے کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو سکتا ہے۔ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ (ق :29)

"میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں"

اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا تیرے مقدر اور نصیبے میں لکھی نعمتیں تجھ سے لیکر کسی دوسرے کو دے دے۔ ایسا سوچنا جہالت ہے اور اپنے بھائی سے زیادتی کے مترادف ہے۔

مؤمن یا فاجر پڑوسی سے حسد کرنے سے زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ تو زمین سے حسد کرے جو سونے، چاندی اور دوسرے کنوز و خائز اور جواہر کا معدن ہے جس کے اندر سے عاد، ثمود، کسریٰ، قیصر نے خزانے نکال کر جمع کیے۔ تیرے پڑوسی کے پاس تو اس دولت کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہو گا۔

تیرا اپنے پڑوسی سے حسد کرنا ایسے ہے جیسے کوئی آدمی ایک بادشاہ کو دیکھے۔ جس کی مملکت وسیع ہو۔ لشکر لاتعداد ہو۔ خدام و حشم اشارۂ ابرو کے منتظر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گوش بر آواز ہوں۔ اس کی ہیبت و طاقت سے مرعوب دوسرے ممالک اسے خراج دیتے ہوں۔ اسے طرح طرح کی نعمتیں، آسائشیں اور سامان عیش و تنعم حاصل ہو۔ وہ شخص بادشاہ کی دولت و ثروت اور عیش و عشرت پر حسد نہ کرے۔ پھر اسے ایک صحرائی کتا نظر آئے۔ جو بادشاہ کو اپنے کتوں میں سب کتوں سے زیادہ عزیز ہو۔ جس کی یہ خوب خاطر مدارت کرتا ہو۔ دن رات اسے ساتھ رکھتا ہو۔ اسے اپنے ساتھ سلاتا ہو۔ اپنے ساتھ لیکر اٹھتا ہو۔ بادشاہ اپنے مطبخ سے اسے بہترین کھانا کھلاتا ہو۔ اور اس کا بچا ہوا دوسرے کتوں کے آگے ڈالا جاتا ہو۔ وہ شخص اس کتے کو اس طرح پلتے دیکھ کر حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اس سے دشمنی پال لے اور آرزو کرنے لگے کہ یہ کتا ہلاک ہو جائے۔ اور وہ اس کی جگہ لے لے۔ اور یہ سب خیال کمینگی اور خست کی وجہ سے ہو نہ کہ زھد، قناعت اور دین داری کی وجہ سے۔ کیا زمانے میں اس سے بڑا احمق نادان اور جاہل کوئی اور ہو گا۔ پھر اے مسکین اگر تجھے علم ہوتا کہ کل تیرے پڑوسی کو ان نعمتوں کا کتنا کڑا حساب دینا ہے۔ قیامت کے روز ان نعمتوں کی وجہ سے اسے بارگاہ خداوندی میں کس قدر مسئولیت کا سامنا کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو اگر اس نے ذریعہ اطاعت و انقیاد نہ بنایا اور ان کی وجہ سے بندے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرائض عائد ہوئے وہ اس نے پورے نہ کیے حکم خداوندی کی پیروی نہ کی مناھی سے اجتناب نہ کیا۔ اور ان نعمتوں کو عبادت خداوندی اور اطاعت الٰہی میں کام میں نہ لایا تو اس کو جس سختی کا سامنا ہو گا کہ وہ تمنا کرے گا کاش ہمیں اس دولت سے ایک ذرہ بھی نہ دیا جاتا اے کاش ان نعمتوں سے ہمیں ایک دن کے لیے بھی نہ نوازا جاتا۔ اگر تو ان حالات سے آگاہ ہوتا تو دولت اور دنیوی نعمتوں کی کبھی آرزو نہ کرتا۔

کیا تو نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پاک نہیں سنی کہ آپ نے فرمایا:

لَيَتَمَنَّى اَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ تُقْرَضُ الْحُوْمُهُمْ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِالْمَقَارِيْضِ مِمَّا يَرَوْنَ لِاَصْحَابِ الْبَلَاءِ مِنَ الثَّوَابِ[1]

"قیامت کے روز کچھ لوگ اہل بلا کو ملنے والے ثواب کو دیکھ کر یہ آرزو کریں کہ کاش دنیا میں ہمارے گوشت قینچیوں سے کاٹے جاتے"

کل (قیامت کے روز) تیرا پڑوسی آرزو کرے گا کہ کاش میں دنیا میں اس شخص کی طرح غریب اور مفلس اور ابتلاء و آزمائش میں ہوتا تو مجھے اس قدر حساب نہ دینا پڑتا اور پچاس ہزار سال تک قیامت کی گرمی میں یوں گھڑا نہ ہونا پڑتا۔ کاش میں دنیا میں دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز نہ ہوتا تو آج اس شخص کی طرح عرش کے سایے میں کھاتے پیتے، فرحت و سرور میں بڑے آرام سے اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا۔ یہ سب نعمتیں اس لیے ہیں کہ تونے دنیا کے شدائد، تنگی، آفات فقر اور مشکلات پر صبر کیا۔ اور اپنے نصیبے پر راضی اللہ کے فیصلے کے سامنے سرافگندہ رہا۔ اور کبھی شکایت نہیں کی کہ مجھے فقیر پیدا کیا۔ دوسرں کو غنی بنادیا۔ مجھے بیماری دی اور دوسروں کو عافیت بخشی۔ مجھے مصائب و آلام میں مبتلا کیا جب کہ دوسروں کو فراخی دی۔ مجھے ذلیل کیا دوسروں کو عزت دی۔

جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ مِمَّنْ صَبَرَ عَلَى الْبَلَاءِ وَشَكَرَ عَلَى النَّعْمَاءِ وَاَسْلَمَ وَفَوَّضَ الْاُمُوْرَ اِلٰى رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ.

صدق دلیل تقویٰ، جمالِ باطن اور کمالِ دین و دنیا ہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچائی اور اخلاص برتتا ہے وہ ہر وقت غیر سے متوحش رہتا ہے۔

---

[1] طبرانی (الصغیر) ج 88/1 ترمذی (الجامع الصحیح) حدیث نمبر 2402۔ راوی حضرت جابر ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ "قیامت کے دن اہل عافیت جب اہل بلاء کے ثواب کو دیکھیں گے تو تمنی کریں گے کہ کاش ان کی جلد دنیا میں مقراضوں سے کاٹی جائیں" حدیث حسن صحیح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے میری قوم! جو تمہارا نہیں اس کی خاطر دعانہ کرو۔ اللہ کو یکتا یقین کرو اور شرک نہ کرو بخدا التقدیر کے تیر زخمی کرتے ہیں جان لیوا نہیں ہوتے۔ جو اللہ کی راہ میں جان تلف کردے اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہترین اجر دیتا ہے۔[1]

حرص ہر (باطنی) بیماری کا گھر ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: کسی چیز کو امر ربی کے بغیر محض خواہش نفس سے قبول کرنا گمراہی اور معصیت ہے۔ اور خواہش نفس کو ترک کر کے حکم خداوندی کی بناء پر کسی چیز کو لینا اور قبول کرنا فرمانبرداری اور حق سے موافقت ہے۔ اور اس کا چھوڑنا اور قبول نہ کرنا ریاء اور نفاق ہے۔

---

[1] اصل نسخے میں عبارت زائد ہے جو دوسرے نسخوں میں نہیں۔ اس لیے میں اسے حاشیہ میں نقل کرتا ہوں۔ "جان لو کہ جب تم اللہ کے فیصلوں سے موافق کر لو گے تو ٹوٹ جاؤ گے (تمہاری انا ٹوٹ جائے گی) صرف اسی دل کو منتخب کیا جاتا ہے جس کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیا گیا ہو۔ (انا ٹوٹنے کے بعد) تو اسے کتے کی مانند ہو جائے گا جو مالک کے دروازے پر پاؤں پھیلا کر بیٹھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے یہ ندا آئے گی۔ اے نفس مطمئنہ واپس آجا اپنے رب کی طرف اس حال میں کو تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ یہاں دل کو حضوری کی دولت نصیب ہو گی اور طواف کعبہ دل کیلئے اللہ تعالیٰ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے اپنا جلال ظاہر فرمائے گا۔ خیمہ قرب میں اسے ٹھہرائے گا۔ حریم قدس میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اس کے قرب پر فخر فرمائے گا اور اس کی حاجات کو دور کرے گا۔ اسے علم وبصیرت سے نوازے گا۔ اپنی حفظ امان میں رکھے گا اور بندہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے گا اور اس کی جناب سے یہ ندا آئیگی۔ میرے دوست کی میرے پاس لے آو۔ اے میرے بندے۔ اے میرے بندے تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی قربت طویل ہو جائے گی تو وہ مالک حقیقی کی طرف سے اس کی رعیت پر خلیفہ اور نگہبان بن جائے گا۔ وہ اس کے اسرار کا امین ہو گا۔ اللہ کریم اسے سمندروں میں بھیجے گا کہ ڈوبنے والوں کو نکالے۔ خشکی پر روانہ کرے گا کہ گم کردہ راہوں کو منزل تک پہنچائے۔ میت پر سے گزرے گا تو اسے زندہ کر دے گا گناہ گار کے قریب سے گزر ہو گا تو وہ اس کی برکت سے ذاکر بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دور کو اللہ کے قریب اور شقی کو سعید کر دے گا ولی ابدال کا غلام ہوتا ہے ابدال نبی کا اور نبی رسول کا غلام ہوتا ہے۔ ولایت کی مثال بادشاہ کے قصہ گو اور اس کی بارگاہ کے حاضر باش کی سی ہے۔ وہ ہمیشہ اس کے پاس رہتا ہے سوائے خلوت کے کہ جب وہ اپنے حرم میں جاتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی سب کچھ باطل ہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جب تک تو اپنے پورے جسم کا دشمن نہیں بن جاتا۔ اپنے تمام اعضاء اور جوارح سے مخالفت نہیں کر لیتا۔ اپنے وجود، حرکات و سکنات، سننے، دیکھنے، بولنے پکڑنے، عقل و فکر اور سعی و کوشش سے الگ نہیں ہو جاتا۔ جب تک تو ہر اس چیز کو چھوڑ نہیں دیتا جو نفخ روح کے بعد تجھ میں پیدا کی گئی یا اس پہلے پیدا کی گئی (روحانی و جسمانی) تو اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل ہونے کی تمنا اور آرزو نہ کر۔ کیونکہ یہ سب کچھ رب قدوس کے سامنے حجاب ہیں۔ جب تو روح محض بن جائے گا اور سراسر اور غیب الغیب ہو جائے گا باطن کی ہر چیز سے مباین، اور ہر چیز کو دشمن، حجاب اور تاریکی خیال کرے گا جیسا کہ رب قدوس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے فرمایا:

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (الشعراء: 77)

پس اب تو دوسری مخلوق کے ساتھ اپنے پورے جسم اور جسم کے تمام اجزاء کو بت خیال کر اور ان کی ذرہ برابر اطاعت و انقیاد نہ کر تو ایسے میں تجھے اسرار و علوم لدنی اور معارف غیبیہ پر امین بنا دیا جائے گا۔ تکوینی امور تیرے سپرد کر دیے جائیں گے اور کرامات کا تیرے ہاتھ پر ظہور ہو گا اور یہ سب چیزیں اس قدرت سے تعلق رکھتی ہیں جو اہل ایمان کو جنت میں عطا ہو گی۔ اس حالت میں تیری حیثیت مرنے کے بعد آخرت میں زندہ ہو جانے والے کی ہو گی۔ تو سراپا قدرت بن جائے گا۔ اللہ سے سنے گا۔ اللہ کے ذریعے دیکھے گا اللہ کے ذریعے کلام کرے گا۔ اللہ کے ذریعے پکڑے گا۔ اللہ کے ذریعے چلے گا اللہ کے ذریعے سوچے گا۔ اللہ کے ساتھ اطمینان اور آرام پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے اندھا اور بہرہ بن جائے گا۔ اللہ کے اوامر و نواہی کی پابندی اور حدود کی حفاظت تو کرے گا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ تیری نظروں میں کوئی اور وجود ہی نہیں ہو گا۔ اور جب کسی حکم کی بجا آوری اور حد کی پاسداری میں تجھ سے کوئی کوتاہی ہو گی تو مفتون ہو گا اور شیطان کا بازیچہ بن چکا ہو گا۔

پس ایسے میں شریعت کے حکم کی پاسداری کر اور حرص و ہوا چھوڑ دے۔ کیونکہ جس حقیقت کی گواہی شریعت سے نہ ملے وہ الحاد اور زندقہ ہے۔

ولایت کی راہ بڑی کٹھن ہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: غنی کی حقیقت کو واضح کرنے کیلئے ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ تو نے دیکھا ہو گا کہ ایک بادشاہ اپنی رعایا میں سے کسی شخص کو ایک علاقے کا والی مقرر کرتا ہے۔ اسے خلعت فاخرہ پہنائی جاتی ہے۔ بادشاہوں جیسے جھنڈے اور دوسری علامات اسے عطا کر دی جاتی ہیں۔ وہ لگان وصول کرتا ہے۔ لشکر اس کے حکم کا پابند ہوتا ہے۔ وہ بڑے کروفر سے اس علاقے پر بڑی فرض شناسی سے حکومت کرتا ہے۔ لیکن تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد وہ اپنی اوقات بھلا دیتا ہے۔ مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ حکومت اب مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ میں اس کا بلا شرکت غیرے مالک ہوں وہ فخر و غرور، عجب و خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اپنی پہلی حالت کو بھول جاتا ہے۔ فقر و فاقہ اور ذلت و رسوائی میں گزری زندگی اسے یاد نہیں رہتی پھر اچانک بادشاہ کی طرف سے اسے معزول کا پروانہ ملتا ہے۔ اسے دربار میں پیش کیا جاتا ہے ایک ایک جرم گنا جاتا ہے۔ اس کی بے انصافیاں طشت ازبام ہو جاتی ہیں۔ بادشاہ اسے سخت سزا کا حکم سناتا ہے۔ اسے پابہ زنجیر قید کو ٹھڑی میں قید کر دیا جاتا ہے۔ ایک عرصہ گزر جاتا ہے۔ عزت و وقار خاک میں مل جاتی ہے۔ وہ کوڑی کوڑی محتاج ہو جاتا ہے۔ انا مجروح ہو جاتی ہے۔ نخوت و تکبر جاتا رہتا ہے۔ نفس کی سرکشی ٹوٹ جاتی ہے۔ ہوس کی آگ بجھ جاتی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر بادشاہ کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترس آجاتا ہے۔ وہ اس پر نظر التفات فرماتا ہے۔ پہلے سے کہیں زیادہ اسے نوازتا ہے۔ اس علاقہ کی فرمانروائی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے سپرد کر دیتا ہے۔

یہی حال ایک بندۂ مؤمن کا ہے۔ جب اللہ کریم اسے اپنا قرب بخشتا ہے۔ اور اپنے لیے چن لیتا ہے تو اس کے دل کی آنکھ کی روشنائی رحمت، احسان اور انعام کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ وہ اپنے دل سے وہ کچھ دیکھتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کان نے سنا ہے اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہیوں میں چھپے غیبی اسرار، عجائب و غرائب کشف روحانی، اجابت دعا، تقوی، محبوبیت، قلب میں کلمات حکمت کا نزول اور مداومت ذکر وغیرہ۔ اس کے علاوہ اسے ظاہری نعمتوں سے بھی نوازا جاتا ہے۔ اسے صحت و تندرستی عطا کی جاتی ہے۔ ماکولات و مشروبات، ملبوسات، حلال و مباح نکاح کی اسے توفیق دے دی جاتی ہے۔ لیکن عرصہ تک اللہ کریم اپنے اس بندۂ خاص پر اپنی نعمتوں کی بارش کرتا رہتا ہے۔ حتی کہ جب بندہ ان سے اطمینان پانے لگتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ یہ نعمتیں ابدی ہیں اور غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ابتلاء و آزمائش کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اسے طرح طرح کی جانی اور مالی مصیبتیں گھیر لیتی ہیں۔ وہ اپنے اہل خانہ کی طرف سے پریشان رہتا ہے۔ ساری نعمتیں چھن جاتی ہیں اور بندہ حسرت و ندامت میں حیران و پریشان ہو کر شکستہ دل تنہا رہ جاتا ہے۔ اپنے اور بیگانے سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

اگر ظاہری جسم پر نظر ڈالتا ہے تو خرابی کے سواء کچھ نظر نہیں آتا۔ دل اور باطن میں جھانکتا ہے تو حزن و ملال میں مبتلا کرنے والی حالت پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نجات کی دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ سے خوش کن وعدہ کے پورے کرنے کا سوال کرتا ہے تو اس کو فوراً پورا ہوتے نہیں دیکھتا۔ اگر اس سے کوئی وعدہ کیا جاتا ہے تو اس کے پورا ہونے کی اطلاع نہیں پاتا۔ اگر کوئی خواب دیکھتا ہے تو فوراً اس کی تعبیر سامنے نہیں آتی۔ اگر مخلوق سے رجوع

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے کا مقصد کرتا ہے تو پھر کوئی راہ سجائی نہیں دیتی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی کسی رخصت پر عمل کرتا ہے تو فوراً اس کی طرف سے سزا پاتا ہے۔ اور لوگوں کے ہاتھ اس کے جسم پر، زبانیں اس کی عزت پر مسلط ہو جاتی ہیں اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اسے اس حالت سے نجات دے اور پہلے جیسی زندگی عطا فرمائے تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر مصیبت میں رضا خوشنودی اور تسلیم و رضا کا سوال کرتا ہے تو اسے یہ نعمت بھی نہیں دی جاتی۔

پس ایسی حالت میں نفس کی سرکشی دم توڑنے لگتی ہے۔ حرص وھوا زوال پزیر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ارادے اور تمنائیں رخصت ہونے لگتی ہے۔ ہستی نیسی میں تبدیل ہونا شروع کر دیتی ہے۔ یہ حالت دوام اختیار کر لیتی ہے بلکہ اس کی شدت اور سختی میں لحہ بلحہ اضافہ اور زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بندہ اخلاق انسانی اور صفات بشری سے فانی ہو جاتا ہے۔ اور روح محض رہ جاتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے باطن سے یہ آواز سنتا ہے: "اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ یہ نہانے کیلئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کیلئے" جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم ملا تھا۔ اللہ کریم اس کے دل پر رافت ورحمت اور لطف واحسان کے دریا بہا دیتا ہے۔ اپنے کرم سے اسے ایک نئی زندگی بخشتا ہے۔ اپنی معرفت اور علم لدنی سے اس کے سینے کو منور کر دیتا ہے۔ اپنی نعمتوں اور برکتوں کے دروازے اس پر وا کر دیتا ہے۔ لوگوں کے ہاتھوں کو بذل و عطا اور خدمت کے لیے کھول دیتا ہے۔ زبانیں اس کی تعریف و توصیف کرنے لگتی ہیں۔ لوگ اس کے ذکر خیر میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ اس کی خدمت میں چل کر جانا سعادت دارین خیال کیا جاتا ہے۔ گردنیں اس کے سامنے فرط عقیدت سے جھکتی چلی جاتی ہیں۔ ملوک اور ارباب دول اس کے سامنے سر افگندہ حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ کریم اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے اسے خوب خوب نوازتا ہے۔ اپنی نعمتوں اور برکتوں کے ساتھ اس کی ظاہری نشوونما کا بھی ذمہ لیتا ہے اور اپنے لطف و کرم کے ساتھ اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باطن کی تربیت بھی خود کرتا ہے۔ لقاء ربی تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر بندہ جب دینا سے کوچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے گھر میں قیام بخشتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدہ :17)

"پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہونگی یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے"

شہد اور حنظل دونوں میں دواء ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: نفس کی صرف دو حالتیں ہیں۔ تیسری نہیں۔ ایک حالت عافیت کی ہے اور دوسری بلاء و مصیبت کی۔

جب نفس آلام و مصائب کا شکار ہوتا ہے تو آہ و زاری کرتا ہے۔ شکوہ و شکایت کی زبان دراز کرتا ہے۔ خفگی اور اعتراض کرنے لگتا ہے۔ اللہ کریم کی شان میں نازیبا کلمات کہتا ہے۔ صبر و رضا اور موافقت ترک کر دیتا ہے۔ سوئے ادبی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ مخلوق اور اسباب کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے اور کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اور جب عافیت کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کی شرارت اور سرکشی پہلے سے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ شہوات و لذات کی پیروی کرتا ہے۔ ایک خواہش پوری ہوتی ہے تو دوسری سر اٹھاتی ہے۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں، لباس،

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح اور سواری کی صورت میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر استہزاء کرتا ہے۔ ان میں عیب اور نقص نکالتا ہے اور چاہتا ہے کہ ان سے بہتر اور زیادہ نعمتیں میسر ہوں حالانکہ مطلوبہ نعمتیں اس کے مقدر میں نہیں ہوتیں۔ وہ اپنی قسمت پر راضی نہیں ہوتا اسی لیے مشقت اور تھکاوٹ کا شکار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اکتفا نہیں کرتا اسی لیے پریشان اور سرگرداں رہتا ہے۔ مقرر سے زیادہ طلب کر کے جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔ اسی لیے اسے بڑی شدت اور مشقت کا سامنا رہتا ہے۔ جس کی نہ انتہاء ہے اور نہ اختتام۔ زندگی بھر ذلت ورسوائی اٹھانے کے بعد جب آنکھ بند ہوتی ہے کہ اعمال بد کی وجہ سے سخت سزا کا سامنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ سب سے بڑی مصیبت دوسروں کی قسمت کے پیچھے سرگرداں رہنا ہے۔

لیکن جب نفس بلاو مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ مصیبت ختم ہو۔ کسی اور نعمت کی طرف اس کا دھیان ہی نہیں جاتا۔ وہ دنیا کی نعمتوں سے نابلد صرف اس مصیبت سے نجات کی تمنا کرتا رہتا ہے۔ مگر جب اسے مصیبت سے چھٹکارا مل جاتا ہے تو اس کی رعونت عود کر آتی ہے۔ شر و فساد میں اور اطاعت و انقیاد سے اعراض میں بہت آگے نکل جاتا ہے۔ سر تا پا معصیت میں ڈوب جاتا ہے۔ گذشتہ آلام و مصائب اسے یاد ہی نہیں تھے۔ ہلاکت و بربادی جو اس پر نازل ہوئی تھی اسے بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے اسے پھر سزا دیتا ہے۔ پہلے سے زیادہ مصیبت اور تکلیف اٹھاتا ہے۔

تاکہ وہ گناہوں سے باز آجائے اور آئندہ معاصی سے اجتناب کرے۔ کیونکہ عافیت اور نعمت اسے راس نہیں آتی اس لیے بلاء اور مصیبت کے ذریعے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔

اگر فراخی اور عافیت کے دنوں میں، وہ حسن ادب کا لحاظ رکھے۔ اطاعت و شکر اور صبر ورضا کو اختیار کرے اور مقسوم پر اکتفا کرے تو اس کی دنیا اور آخرت دنوں بہتر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ اس پر لطف و کرم ہوتا ہے اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلے سے بہتر نعمتیں اسے عطا ہوتی ہیں۔

جو دنیا و آخرت میں سلامتی کا خواہاں ہے اسے چاہیے کہ صبر و رضا سے کام لے۔ مخلوق سے شکوہ نہ کرے۔ اپنے رب کریم سے اپنی ضرورتوں کیلئے التجا کرتا رہے اور ہمیشہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر کمربستہ رہے۔ اور انتظار کرے کہ کب اللہ کریم مصائب و آلام سے نجات دیتا ہے۔ کب مصیبت کی کالی گھٹائیں چھٹتی ہیں۔ کیونکہ وہ کریم ہے۔ اس کے در کی غلامی کسی اور کی دریوزہ گری اور غلامی سے بہتر ہے۔ اس کا محروم کرنا بھی عطا ہے۔ اس کی عقوبت نعمت ہے۔ اس کی بلا دوا ہے اس کا وعدہ جلد یا بدیر پورا ہونے والا ہے۔ اس کا کہا بہر حال پورا ہونا ہے۔ کیونکہ اس کا ارشاد پاک ہے۔

اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنَ (یٰس :82)

"جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ فرماتا ہے اس کو ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے"

اللہ تعالیٰ کے تمام افعال اچھے، حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات بندہ ان مصلحتوں اور حکمتوں سے نابلد ہوتا ہے۔ بہر حال بندۂ مؤمن کیلئے مناسب اور بہتر یہ ہے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لے۔ اس کی عبادت میں مشغول رہے۔ اوامر کو ادا کرے۔ نواہی سے اجتناب برتے۔ جو فیصلے وہ کریم کرے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ ربوبیت میں مشغول نہ ہو جو تقدیر کی علت بنیاد اور اصول ہے۔ کیوں، کیسے اور کب سے خاموشی اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام حرکات و سکنات میں تہمت نہ دے۔

ان تمام نصیحتوں کی بنیاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے بچے :

اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ۔ وَاِذَا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ. فَلَوْ جَهِدَ الْعِبَادُ اَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَقْضِهِ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلَيْهِ . فَاِنْ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعَامِلَ اللّٰهَ بِالصِّدْقِ فِي الْيَقِيْنِ فَاعْمَلْ . وَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَاِنَّ فِي الصَّبْرِ عَلٰى مَاتَكْرَهُ خَيْرًا كَثِيْرًا وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَالْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا.[۱]

"حقوق اللہ کی حفاظت و نگہداشت کر۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ کو حاضر و ناظر یقین کر تو اسے اپنے سامنے موجود پائے گا۔ جب سوال کرنا مقصود ہو تو اسی سے سوال کر۔ احتیاج اور ضرورت ہو تو اسی سے مدد مانگ جو کچھ ہونا تھا اسے قلم لکھ کر خشک ہو چکی ہے۔ اگر تمام انسان کوشش کریں کہ تجھے وہ کچھ دیں جو تیرے مقدر میں نہیں تو ان کی کوششیں رائیگاں جائیں۔ اور اگر وہ تجھے کچھ نقصان دینا چاہیں جو تیری قسمت میں نہیں لکھا گیا تو درماندہ ہو جائیں۔ اگر یقین میں اللہ تعالیٰ سے سچائی برت سکتا ہے تو سچائی برت۔ اگر استطاعت نہیں تو ایسی چیز پر صبر کر جو تجھے ناپسند ہے بہت بہتر ہے۔ جان لے کہ اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے۔ اور کشائش اور نجات مصیبت کے ساتھ ہے۔ اور تنگی کے بعد فراخی ہے"

۱ــ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے۔ دیکھیے "مسند امام احمد" ج ۱ / 307 حدیث صحیح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر مؤمن کو چاہیے کہ اس حدیث کو ہمیشہ دل کے آئینہ کے سامنے رکھے۔ اپنے شعار کردار اور گفتار میں اس کا لحاظ رکھے۔ اپنی تمام حرکات و سکنات میں اس پر عمل پیرا ہو۔ تاکہ دنیا و آخرت میں سلامت رہے اور دارین کی عزت پائے۔

جو کچھ مانگنا ہے اللہ تعالیٰ سے مانگ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ نے فرمایا: انسان اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے جب بھی سوال کرتا ہے تو محض جہالت ضعیف ایمان و یقین اور قلت صبر و تحمل کی وجہ سے کرتا ہے۔ اور جب بھی غیر کی دریوزہ گری سے بچتا ہے تو معرفت خداوندی کے زیادہ ہونے ایمان یقین کے پختہ ہونے کی وجہ سے بچتا ہے۔ وہ اس لیے اس ذلت سے محفوظ رہتا ہے کہ لحہ بلحہ اس کو حاصل عرفان ذات الٰہی بڑھتا ہے اور اسے کریم سے حیاء میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

خوف ورجا قربت خداوندی کی طرف پرواز کرنے کیلئے دو پر ھیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ فرمایا: عارف باللہ کا ہر سوال پورا نہیں کیا جاتا اور اس کا ہر وعدہ وفا نہیں ہوتا کہ کہیں خوف پر امید غالب نہ آجائے اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ کیونکہ ہر حال اور ہر مقام کیلئے خوف اور رجا دونوں ضروری ہیں۔ ان کی حیثیت پرندے کے دو پروں کی ہے۔ جب تک دونوں پر سلامت نہ ہوں اور ان میں توازن نہ ہو پرندہ نہیں اڑ سکتا۔ ایمان ان دو کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اسی طرح حال اور مقام کیلئے بھی خوف و رجا ضروری ہے ہاں ہر ایک کیلئے خوف اور رجاء اس کے حسب حال ہو گی۔

عارف مقرب بارگاہ الٰہی ہوتا ہے۔ اس کا حال اور مقام یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی چیز کا ارادہ نہ کرے۔ نہ کسی کی طرف مائل ہو۔ نہ کسی اور سے مطمئن اور مانوس ہو۔ بندے کا یہ مطالبہ کہ میرا سوال پورا ہو۔ مجھ سے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ ایفاء مناسب نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات وہ ایک ایسی چیز کا طالب ہوتا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے جو اس کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے اور اس کے حسب حال نہیں ہوتی۔ اس کے سوال کے پورا نہ ہونے کی بنیادی طور پر دو وجہیں ہوتی ہیں۔

پہلی یہ کہ دعا قبول نہیں ہوتی تاکہ خوف پر رجا اور امید غالب نہ آجائے اور انسان اللہ تعالیٰ کی سزا سے بے خوف اور غافل نہ ہو جائے اور آداب خداوندی کا لحاظ نہ رکھ کر تباہ و برباد نہ ہو جائے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بندہ اسباب پر اعتقاد اور یقین رکھ کر کہیں انہیں اپنے رب کا شریک نہ بنا لے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دنیا میں اور تو کوئی معصوم نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا اور وعدہ پورا نہیں فرماتا تاکہ وہ عادۃً نہ مانگے اور نہ طبعاً کسی چیز کا ارادہ کرے بلکہ اس کا سوال اور ارادہ اطاعت فرمانبرداری کی بناء پر ہو۔ کیونکہ عادۃً مانگنا اور طبعاً ارادہ کرنا شرک ہے۔ اور شرک تمام مقامات، احوال اور سلوک کے تمام مدارج میں گناہ کبیرہ ہے۔

بندہ جب اطاعت و انقیاد کی نیت سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے اور زیادہ قریب کرتا ہے۔ جس طرح نماز، روزہ وغیرہ فرائض و نوافل سے قربِ خداوندی میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان احکام کی بجا آوری میں اطاعتِ خداوندی مقصود ہوتی ہے۔

محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر چیز محبوب ہوتی ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جان لیجیے کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنہیں ابتلاو آزمائش، آلام و مصائب سے دوچار رہنا پڑتا ہے۔

منعم علیہ کی زندگی بھی تیرگی اور تکدر سے کلیۃً خالی نہیں ہوتی۔ وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے تو اچانک اسے مصیبتوں، بلاؤں، بیماریوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفس، مال، اولاد اور اہل و عیال کی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اس کی زندگی بوجھ بن جاتی ہے۔ اور راحت و سکون غارت ہو جاتا ہے۔ مصائب و آلام کے جھکڑ چلتے ہیں تو سب نعمتیں، راحتیں اور آسائشیں قصہ پارینہ بن جاتی ہیں۔ جب مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے۔ خشم و خدام حاضرباش ہوتے ہیں، دشمن سے ہر طرح کا امن و سکون ہوتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ دنیا راحت و سکون کا گھر ہے۔ اس میں دکھ اور پریشانی کا وجود ہی نہیں لیکن جب درد و آلام گھیر لیتے ہیں۔ پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے گویا دنیا دار المحن ہے۔ یہاں نعمت کا نام و نشان تک نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ مالک حقیقی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دنیا تغیر پزیر ہے۔ کبھی دھوپ، کبھی چھاؤں۔ کبھی شیرینی اور کبھی تلخی۔ وہ اس حقیقت سے ناواقف ہوتا ہے کہ تونگر اور درویش بنانا اسی کا کام ہے۔ وہی بلندی و پستی، عزت و ذلت زندگی اور موت۔ تقدیم و تاخیر کا مالک ہے۔ اگر وہ اس حقیقت سے واقف ہوتا تو فانی اور تغیر پذیر دنیا سے دل نہ لگاتا۔ کبھی ان سے فریفتگی اور دلبستگی کا اظہار نہ کرتا۔ نہ حالت ابتلاء میں فراخی سے مایوس ہوتا اور نہ حالت تونگری میں غافل اور جرأت مند ہوتا۔ چونکہ وہ دنیا کی بے ثباتی سے ناواقف ہے اس لیے اس کا گرویدہ ہے۔ اور دائمی بے تکدر زندگی کا طالب ہے۔ وہ یہ بات بھول گیا ہے کہ دنیا غم و اندوہ، تکلیفوں اور پریشانیوں کا گھر ہے۔ یہ سر تا سر بلا اور اس کی نعمتیں عارضی ہیں۔ اس کی مثال صبر کے درخت جیسی ہے۔ جس کا میوہ پہلے ترش ہوتا ہے لیکن بعد میں شہد کی طرح میٹھا بن جاتا ہے۔ اور انسان حلاوت حاصل کر ہی نہیں سکتا جبتک ترشی کا گھونٹ پی نہ لے۔ شہد کھانے کیلئے زہریلی مکھیوں کے ڈنگ پر صبر کرنا پڑتا ہے۔

جو دنیا کی مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ کیونکہ مزدور کو مزدوری صرف اس وقت دی جاتی ہے جب اس کی پیشانی عرق آلود ہوتی ہے۔ جسم تھک کر چور ہو جاتا ہے۔ روح میں کرب اور سینے میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنگی محسوس کرتا ہے۔ طاقت جواب دے جاتی ہے۔ ابنائے جنس کی خدمت کی ذلت اٹھاتا ہے اور محنت و مشقت سے کمر دوہری ہو جاتی ہے۔

دنیا اولین تلخ ہے۔ جیسے شہد کا چھتا۔ وہ اوپر سے تلخ ہوتا ہے۔ اس تلخی اور ترشی پر صبر کیے بغیر شہد کی مٹھاس ہاتھ نہیں لگتی۔ بندہ مؤمن جب تک امر و نہی کی تلخیوں کو خندہ پیشانی سے قبول نہیں کرتا۔ خدائی فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا۔ اپنا آپ اللہ تعالیٰ کے حوالے نہیں کر دیتا۔ تکالیف کو برداشت نہیں کرتا۔ خواہشات اور جھوٹی تمنائیں ترک نہیں کرتا۔ اس وقت تک نعمتائے خداوندی اور غلبہ وار جمندی کا مستحق نہیں بن سکتا۔ اور جو ان تلخیوں کو برداشت کرتا ہے، عیش و طرب، ناز و نعم، اور دولت و ثروت سے مالا مال ہوتا ہے۔ ایک شیر خوار بچے کی مانند اسے اپنی ضروریات کیلئے خود تگ و دو نہیں کرنا پڑتی غیب سے اس کی کفالت کے سامان ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو بے منت غیر اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے خود اس کی نگہداشت فرماتا ہے۔ عاقبت بد سے بچاتا ہے اور چھتے کی تلخی برداشت کرنے والے کی طرح اسے اپنی نعمتوں سے حظ وافر عطا کرتا ہے۔

منعم علیہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور استدراج سے غافل نہ رہے دولت دنیا پر غرور نہ کرے۔ دنیاوی نعمتوں کو پائیدار نہ سمجھے۔ شکر سے غافل نہ ہو کہ سب نعمتیں چھن جائیں۔ نعمت گویا شکار ہے جس پر قابو پانے کیلئے شکر ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَلنِّعْمَةُ وَحْشِيَّةٌ فَقَيِّدُوْهَا بِالشُّكْرِ[1]

---

[1] میرے پاس جتنے مصادر حدیث ہیں ان میں یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔ ہاں اس مفہوم کی ایک حدیث بیہقی کی "الآداب" نمبر 257 پر مجھے ملی ہے۔ حضرت یحییٰ بن عبداللہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ **ما انزلت الیہ نعمة فلیشکرہ** "جسے کوئی نعمت عطا کی جائے وہ اس کا شکر بجا لائے"۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی نعمتوں پر اللہ کا شکر کر کے انہیں محفوظ کر لو۔ اور اللہ کا شکر نافرمانی سے اجتناب ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"نعمت دشت کا وحشی جانور ہے اسے شکر کے ذریعے شکار کرو"

نعمت اگر دولت و ثروت کی صورت میں ہو تو شکر یہ ہے کہ انسان والی نعمت اور فضل و احسان کے مالک خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت کا اقرار کرے تمام حالات، قلت و کثرت، قبض و بسط اور جمع و تفرقہ میں تحدیث نعمت کرے اور اس حقیقت پر یقین رکھے کہ مولائے کریم اپنے فضل و کرم میں اور اضافہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان نعمتوں پر ملکیت نہ جتلائے۔ مالی حقوق و فرائض کو پس پشت نہ ڈالے۔ احکام خداوندی کی پاسداری کرے یعنی زکوٰۃ، گناہوں کا کفارہ، نذر و نیاز، صدقہ، غرباء کی مدد۔ ضرورت مندوں کی اعانت مصیبت زدوں کی خبر گیری جیسے دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے جبکہ احوال تبدیل ہو جائیں اور حسنات سیئات میں بدل جائیں یعنی کشائش و فراخی کی جگہ غربت و افلاس لے لے اور لوگ مشکلات کا شکار ہوں تو ان کی خبر گیری کرے۔

اگر نعمت اعضائے جسمانی کی تندرستی کی صورت میں ہو تو اس کے شکر کی صورت یہ ہے کہ انسان اعضائے جسمانی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں صرف کرے۔ اپنے آپ کو حرام چیزوں اور گناہ کے کاموں سے بچائے۔ نافرمانیوں اور معصیت شعاریوں سے دور رہے شکر نعمتوں کے چھن جانے اور ہاتھ سے چلے جانے کے لئے قید ہے گویا شکر پانی ہے اور نعمت درخت ہے۔ اور یہ پانی اس کی شاخوں اور پتوں کی نمی کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ اسی سے اس پر پھولوں کی زیبائش ہے۔ ذائقہ کی حلاوت ہے اور اسی پانی کی وجہ سے درخت سلامت ہے۔ نعمت کے اس درخت کی گٹھلی میں جو لذت ہے۔ چبانے میں جو سہولت ہے وہ سب اسی شکر کے پانی کی وجہ سے ہے۔ اسی درخت کا پھل تندرستی کا ضامن اور جسم کی نشوونما کا ذریعہ ہے۔ پھر شکر کی وجہ سے انسان کے تمام جوارح میں برکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اطاعت و فرمانبرداری ذکر و اذکار اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ شکر ہی کی وجہ سے انسان آخرت میں جنت النعیم میں داخل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتا ہے اور اسی کی بدولت انبیاء و صدیقین، شہداء و صالحین کی معیت حاصل کرتا ہے۔ اور یہی لوگ بہترین دوست ہیں۔ اگر انسان ان نعمتوں پر شکر بجانہ لائے اور مال ودولت کی کثرت، دنیا کی زیب و زینت پر اترانے لگے۔ اس سے دھوکہ کھا جائے۔ اس سراب کی چکاچوند سے، بجلی کی اس چمک سے، دولت کے سانپ اور بچھوؤں کی نرم ملائم جلد کی خوبصورتی سے مفتون ہو جائے۔ اس زہر قاتل سے آنکھیں بند کر لے۔ اس کے مکر و فریب دام تزویر سے غافل و بے خبر ہو جائے تو اسے بربادی۔ فقر وفاقہ، دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں عذاب جہنم کا مژدہ سنادو۔

رہاوہ آدمی جو مبتلائے بلا و مصیبت ہے۔ تو کبھی مصیبت کسی جرم اور معصیت کی عقوبت و سزا ہوتی ہے اور کبھی خطاو لغزش کے لیے ذریعہ بخشش ایک تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مصیبت میں مبتلا کر کے آخرت میں اعلیٰ درجات اور بلند روحانی مناصب پر فائز فرماتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ احوال و مقامات کے حامل اولی العلم بندوں کے مقام تک رسائی حاصل کرے اور میرے خصوصی لطف و کرم کا مستحق ٹھہرے اور یہ بھی ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جن پر رب ارض و سماء کی خصوصی عنایت ہو چکی ہیں اور جنہیں ان کے مولا نے مصائب و آلام کے میدانوں میں اپنے لطف و کرم کی سواریوں پر سوار کر کے سیر کرائی ہے اور حرکات و سکنات میں اپنی نگہداشت میں رکھ کر اور لطف و کرم فرما کر انہیں راحت و آسائش بخشی۔ ایسے لوگوں کو مبتلائے مصیبت اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ ہلاک ہو جائیں اور دوزخ میں پڑے سڑتے رہیں۔ بلکہ مصائب و آزمائش کے ذریعے اللہ انہیں بزرگی عطا فرماتا ہے اور انہیں درجات عالیہ سے نوازتا ہے۔ ان کے ایمان کی حقیقت کو عیاں کرتا ہے۔ انہیں شرک، دعاوی اور نفاق جیسی روحانی آلائش سے پاک و صاف فرماتا ہے۔ ان مصائب کی بھٹی میں ڈال کر انہیں کندن بناتا ہے اور پھر اسرار و علوم اور انوار و تجلیات سے ان کے سینوں کو مالا مال کرتا ہے۔ جب ان کا ظاہر اور باطن صاف و شفاف اور اجلے ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتے ہیں تو انہیں دنیا و آخرت میں اپنا مقرب بارگاہ، حاضر باش اور جلیس و ہم نشین بنا لیتا ہے۔ یعنی دنیا میں دلی قرب بخشتا ہے اور آخرت میں جسمانی[1]

نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

"اَلْفُقَرَاءُ الصُّبُرُ جُلَسَاءُ الرَّحْمٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[2]

"صابر فقیر قیامت کے دن اللہ کے ہم نشین ہونگے"

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مصائب و آلام میں مبتلا کر کے ان کے دلوں سے میل کچیل دور کرتا ہے۔ انہیں شرک، تعلق بالخلق، اسباب پر بھروسے، جھوٹی آرزوؤں، اور ارادوں سے پاک و صاف فرماتا ہے۔ مصائب، دعاوی اور خواہشات نفسانی کے لیے بھٹی کا کام دیتے ہیں کہ سب غش و غل جل کر سونا اپنے اصل رنگ میں سامنے آجاتا ہے۔ انہیں مصائب کے ذریعے انسان کے اندر سے یہ خرابی دور ہو جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت محض اس لیے کرے کہ اسے بلند درجات، اعلیٰ منازل اور آخرت میں جنت الفردوس کے ابدی نعمتیں میسر ہوں۔

رہا یہ مسئلہ کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ مصیبت گناہوں کی سزا ہے۔ خطاؤں کی بخشش کا ذریعہ ہے یا بلندی درجات کا سبب ہے تو جب بندہ مصیبت پر صبر نہیں کر رہا۔ لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا شکوہ کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ اسے گناہوں اور اللہ کی نافرمانیوں کی سزا دی جا رہی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ دنیا میں دلی قرب سے یہ مراد ہے کہ بندہ دنیا میں قرب ربانی کی وہ کیفیات حاصل نہیں کر سکتا جو آخرت میں کر سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں تو وہ اللہ تعالیٰ کے جمال کا مشاہدہ دل کی آنکھ سے کرتا ہے جبکہ آخرت میں ظاہری آنکھوں سے جمال خداوندی کا مشاہدہ کرے گا۔ اسی لیے فرمایا کہ دنیا میں دلی قرب اور آخرت میں جسمانی قرب کی لذت سے بہرہ مند کیا جاتا ہے۔ (مترجم)

۲۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث کا جز ہے جسے دیلمی نے "الفردوس" میں نمبر 4993 پر درج فرمایا ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ ہر ایک چیز کی چابی ہے۔ اور جنت کی چابی مساکین کی محبت ہے۔ صبر کرنے والے فقیر قیامت کے روز اللہ کے ہم نشین ہونگے۔ یہ حدیث موضوع ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر وہ مصائب و آلام کو صبر سے برداشت کر رہا ہے۔ شکوہ و شکایت کی زبان دراز نہیں کر رہا۔ دوستوں اور پڑوسیوں کے سامنے مصائب کا رونا نہیں رو رہا اور احکام خداوندی کی ادائیگی اور فرمانبرداری سے ملول نہیں ہوا تو سمجھ لو درد و آلام کفارۂ سیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اسی دنیا میں تکلیف دیکر خطاؤں سے اسے پاک کرنا چاہتا ہے۔

اگر مبتلائے مصیبت تسلیم و رضا کا پیکر ہے۔ ارض و سماء کے خالق اور الہ کے فعل سے وہ طمانیت اور سکون محسوس کر رہا ہے اور آزمائش میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہے یہاں تک کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مصیبت دور ہو جائے اور اطاعت پر کمر بستہ ہے تو سمجھ لو کہ اسے اعلیٰ درجات عطا کرنے کے لیے مصائب سے دوچار کیا گیا ہے۔

اللہ کو یاد کر کہ یاد خداوندی تمام غموں سے نجات کا ذریعہ ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ السلام کی بیان کردہ حدیث قدسی ہے۔

مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِیْ مِنْ مُسَاءَ لَتِیْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ[1]

"جسے میرے ذکر نے مجھ سے کچھ مانگنے سے روک دیا۔ میں اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا"

---

[1] ترمذی کی روایت کردہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ تتمہ حدیث یوں ہے "......وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه۔ کلام خداوندی کو تمام کلاموں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر فضیلت حاصل ہے" یہ حدیث حسن غریب ہے۔ دیکھیے الجامع الصحیح نمبر 26-29

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا بنانا چاہتا ہے اور اسے کسی بلند مقام پر فائز کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے ایک حالت سے دوسری حالت کی راہ پر چلاتا ہے۔ اسے طرح طرح کی مشقتوں، مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ غنی کے بعد اس پر فقر مسلط ہوتا ہے اور وہ بتقاضاء بشری لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس پر یہ دروازہ بند کر دیتا ہے اور اسے دریوزہ گری کی لعنت سے محفوظ فرما لیتا ہے۔ پھر اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ لوگوں سے قرض لے پھر قرض لینے سے بھی اسے بچا لیتا ہے۔ اور کسب کی راہ پر ڈال کر اس کیلئے اس راہ کو آسان کر دیتا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتا ہے جو کہ سنت طریقہ ہے پھر اس کیلئے کسب کو مشکل بنا دیتا ہے اور یہ بات اس کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔ بذریعہ الہام یہ حکم دے کر بندے کیلئے دوسروں سے سوال کرنے کو عبادت اور اس کے ترک کو معصیت بنا دیتا ہے۔ مخلوق سے سوال کرانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس طریقے سے خواہشات زائل ہو جائیں اور نفس کی سرکشی ختم ہو جائے۔ یہ درحقیقت مرحلہ ریاضت میں ہے۔ اور اس مرحلے میں مخلوق سے سوال کرنا شرک نہیں بلکہ بندے کو یہ بتانا مقصود ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے باذن الٰہی ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی حالت تبدیل فرما دیتا ہے اور اسے سوال کرنے سے بچا لیتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے (الہام کرتا ہے) کہ لوگوں سے قرض لے۔ اس امر باطنی کو بندہ جانتا ہے۔ وہ آگاہ ہوتا ہے کہ یہ وسوسہ نہیں بلکہ حکیم خداوندی ہے اسی لیے ناممکن ہے کہ بندہ اس حکم کی خلاف ورزی کرے۔ جس طرح پہلے وہ مانگنے پر مجبور تھا اب قرض لینے پر مجبور ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے قرض سے بھی بچا لیتا ہے اور اس کے ساری ضرورتوں کی خود کفالت کرتا ہے۔ بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ اگر دعا نہ کرے تو محروم رہتا ہے۔ پھر اسے اس حالت سے بہتر حالت کی طرف لے جاتا ہے۔ بندہ بزبان قال سوال نہیں کرتا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ دل کی زبان سے اپنی ضرورتوں کیلئے سوال کرتا ہے جب بھی بندہ دل کی زبان سے سوال کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن زبان قال سے کچھ مانگے تو محروم رہتا ہے اسی طرح مخلوق سے کچھ مانگے تو مخلوق اعراض برتتی ہے اور وہ محروم رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اسے اس سے بھی غنی کر دیتا ہے۔ وہ ہر قسم کے سوال ظاہری وباطنی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی ساری ضرورتیں اللہ تعالیٰ بن مانگے پوری فرماتا ہے۔ کھانا، پینا، لباس اور دوسری تمام بشری ضرورتوں کیلئے نہ اسے سوچنا پڑتا ہے اور نہ محنت کرنا پڑتی ہے۔ سب ضرورتیں خود بخود پوری ہوتی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندے کا کارساز بن جاتا ہے اور اسے کسی کی ضرورت نہیں رہتی جیساکہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ

(الاعراف:196)

پس اس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد متحقق ہوتا ہے۔ کہ "جس کو میری یاد نے میری بارگاہ میں سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اسے مانگنے والوں کو جو دیتا ہوں اس سے بہتر عطا کروں گا"۔

یہی حالت فنا ہے جو اولیاء اور ابدال کے احوال کی غایت ہے پھر کبھی امور تکوینیہ بندے کے سپرد ہو جاتے ہیں اور وہ باذن خداوندی کلمہ کن سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اللہ کریم کا کسی آسمانی کتاب میں ارشاد گرامی ہے۔ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ میری اطاعت کر۔ میں تمہیں وہ رتبہ دونگا کہ جب تو کسی چیز کے بارے کہے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔

ہوس پرستی سے اجتناب لازم ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواب میں ایک بوڑھے شخص نے مجھ سے پوچھا۔ کونسی چیز بندے کو حق تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اس کی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہاء۔

اس کی ابتداء زھد و ورع ہے جبکہ انتہا، تسلیم و رضا اور توکل ہے۔

سوچ اچھی ہو تو عمل کیلئے رہنمائی ملتی ہے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارضاہ نے فرمایا: مؤمن کو چاہیے کہ پہلے وہ فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہو۔ جب فرائض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جائے تو پھر نوافل اور مستحبات کی فکر کرلے۔

جب تک اس پر عائد فرائض کی ادائیگی مکمل نہیں ہوتی اس کا سنن میں مشغول ہونا حماقت اور رعونت ہے اگر وہ فرائض کو چھوڑ کر سنن و نوافل میں مشغول ہوا تو یہ بھی مقبول نہیں ہونگے اور اس کی اہانت ہو گی۔

اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت کا حکم دیتا ہے اور وہ شخص بادشاہ کی خدمت چھوڑ کر بادشاہ کے غلام کی خدمت میں جت جاتا ہے۔ یقیناً بادشاہ اس سے ناراض ہو گا کیونکہ اس نے اس کے خادم اور زیردست کی خدمت کو ترجیح دی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مُصَلِّ النَّوَافِلِ وَعَلَیْهِ فَرِیْضَةٌ کَمَثَلِ اِمْرَاَةٍ حَمَلَتْ فَلَمَّا دَنَا نَفَاسُهَا اَسْقَطَتْ وَلَاهِیَ ذَاتُ حَمْلٍ وَلَاهِیَ ذَاتُ وَلَدٍ. کَذَالِكَ الْمُصَلِّیْ لَایَقْبَلُ اللّٰهُ لَهٗ نَافِلَةً حَتّٰی یُؤَدِّیَ الْفَرِیْضَةَ[1]

---

[1] میرے پاس جتنے مصادر تھے ان میں یہ حدیث نہیں ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

”فرض چھوڑ کر نوافل ادا کرنے والا اس حاملہ عورت کی مانند ہے جس کی مدت ولادت قریب آئے تو اس کا حمل ساقط ہو جائے۔ نہ وہ حاملہ شمار ہو اور نہ ہی بچے کی ماں۔ اسی طرح جب تک نمازی فرائض ادا نہیں کرتا اس کی نفلی عبادت بارگاہ خداوندی میں قبول نہیں ہوتی“

نمازی کی مثال تاجر کی ہے کہ جب تک وہ راس المال حاصل نہیں کر لیتا نفع حاصل نہیں کر سکتا۔

اس طرح جو شخص سنت چھوڑ کر ان نوافل کی ادائیگی میں مشغول ہو جاتا ہے جن کی ادائیگی فرائض پر مرتب نہیں ہوتی۔ اور نہ انہیں چھوڑنے سے فرائض میں نقص آتا ہے اور نہ انہیں ادا کرنے کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے تو اس کے نوافل قبول نہیں ہوتے۔

حرام اور شرک باللہ کر ترک کرنا۔ خدائی فیصلوں پر اعتراض نہ کرنا۔ مخلوق کی فرمانبرداری اور اطاعت سے اجتناب کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اطاعت سے روگردانی کا رویہ چھوڑ دینا فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ [۱]

”خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کی فرمانبرداری کا کوئی جواز نہیں“

عاشق کی آنکھ کا سرمہ صرف بیداری ہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ جس نے بیداری پر جو ہوشیاری کا موجب ہے نیند کو ترجیح دی اس نے نہایت ہی ناقص چیز کا انتخاب کیا۔ یوں سمجھیے کہ اس نے موت کا انتخاب کیا۔ اور تمام

۱۔ مسند امام احمد۔ ج 131/1 راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”المصنف“ ج 546/12 از ابن ابی شیبہ۔ راوی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصالح پر غفلت کو ترجیح دی۔ کیونکہ نیند موت کے مترادف ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ سبحانہ نیند کے نقص سے پاک ہے۔ ملائکہ جو بارگاہ خداوندی کے حاضر باش ہیں وہ نیند سے پاک ہیں۔ اہل جنت جو بلند ترین مناصب، پاک و نفیس اور بڑے رتبے والے مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لیے انہیں بھی نیند سے پاک کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ نیند نقص ہے۔ اور جنتی نقائص سے پاک و منزہ ہیں۔

ساری بھلائیاں بیداری میں ہیں۔ اور تمام شر نیند اور غفلت میں ہے۔ جس نے خواہش نفس کی تکمیل کی۔ زیادہ کھایا، زیادہ پیا اور پڑا سوتا رہا وہ بہت نادم ہوا اور بھلائی اس کے ہاتھ سے چھن گئی۔ جس نے حرام سے تھوڑا سا کھالیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے خواہش نفس کے زیر اثر بہت کھایا۔ کیونکہ حرام ایمان کیلئے حجاب ہے[۱] اور باطن کیلئے تاریکی ہے۔ مثلاً شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے اور اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ پس جب ایمان ظلمت میں چلا گیا تو نہ نماز رہی نہ عبادت اور نہ ہی اخلاص کا وجود باقی رہا۔

مگر وہ جس نے زیادہ کھایا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تو وہ تھوڑا کھانے والے کی طرح ہے اور چاہتا ہے کہ عبادت میں نشاط و قوت حاصل رہے۔ حلال نور علی نور ہے۔ اور حرام ظلمت ہی ظلمت حرام میں خیر کا کوئی پہلو نہیں۔ حکم الٰہی کے بغیر ہوائے نفسانی کے زیر اثر حلال کا زیادہ کھانا یا حرام کھالینا نیند کا موجب بنتا ہے اور نیند میں کوئی بھلائی نہیں۔

ہر شخص اپنے محبوب کا قرب چاہتا ہے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے تیرے تعلق کی صرف دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تو اللہ تعالیٰ سے غائب اور بعید ہو اور دوسرے یہ کہ تو اللہ تعالیٰ سے واصل اور قریب ہو۔

۱۔ حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ چار خصائل کے بغیر بندہ حقیقت ایمان کو نہیں پہنچ سکتا۔ فرائض کو سنت طریقے سے ادا کرے۔ تقویٰ کو ملحوظ رکھتے ہوئے حلال کھائے۔ ظاہر و باطن تمام نواہی سے اجتناب کرے اور موت تک ان خصائل حمیدہ پر کاربند رہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر تو اللہ تعالیٰ سے غائب اور دور ہے تو سوچ کہ آخر کیوں تو قرب حق کی نعمت سے محروم ہے۔ کیوں تجھے دائمی عزت، ابدی نعمت اور کفایت کبریٰ حاصل نہیں۔ اور کیوں تو اتنی بڑی نعمتوں کو حاصل کرنے میں سستی اور کاہلی کر رہا ہے کیوں تو دنیا و آخرت کی سلامتی، غنی اور بے دریغ نعمتوں کو حاصل کرنے سے غافل بیٹھا ہے۔

اٹھ اور اپنے دونوں پروں کے ساتھ اس کی طرف محو پرواز ہو۔ یعنی ایک تو حرام اور مباح لذات و شہوات اور راحتوں کو ترک کر دے اور دوسرے مصائب و آلام کو برداشت کر۔ دنیا و اُخریٰ کی آرزوں، تمناؤں اور خواہشوں کو چھوڑ کر مخلوق سے قطع تعلقی اور عزیمت کی راہ اختیار کر اور اسی راہ پر اس وقت تک کار بند رہے جب تک اللہ کا قرب اور وصال حاصل نہیں ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کا قرب اور وصال پا لیا تو گویا تیری ساری تمنائیں پوری ہو گئیں۔ اور بڑی بزرگی و کمال عزت حاصل ہو گئی۔ اور اگر تو مقربین بارگاہ اور خدا رسیدہ لوگوں میں سے ہے۔ یعنی وہ جو عنایت ربانی کے دریافتہ اور رعایت خداوندی کے نگہداشتہ ہیں۔ جنہیں جذبہ محبت نے اپنا بنا لیا ہے اور رحمت و رافت پروردگار نے پالیا ہے تو درگاہ ربوبیت کے آداب کا خیال رکھ اور اس نعمت و حالت پر مغرور نہ ہو کہ کہیں حقوقِ خداوندی کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جائے اور عبادتِ الٰہی میں غفلت کا شکار ٹھہرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جہالت، ظلم اور عجلت جیسی بشری کمزوریوں کی طرف مائل ہو کر سوئے ادبی کا مرتکب ٹھہرے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهُ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (الاحزاب :72)

"اور اٹھا لیا اس کو انسان نے۔ بیشک یہ ظلوم بھی اور جہول بھی"

وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (الاسراء :11)

"اور (حقیقت یہ ہے کہ) انسان بڑا جلد باز (واقع ہوا) ہے"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے دل کی حفاظت کر۔ ایسا نہ ہو کہ تو پھر سے مخلوق، حرص و ھوا۔ جھوٹی آرزوئں، ارادوں، اختیار اور تدبیر کی طرف مائل ہو جائے جسے تو چھوڑ چکا ہے اور مصائب و آلام پر بے صبری کرنے لگے اور فعلِ خداوندی پر موافقت اور رضا کو چھوڑ دے۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے کلیۃً سپرد کر دے جس طرح کہ چوگان کی بال گھڑ سوار کے سامنے بے اختیار ہوتی ہے وہ اسے جس سمت چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ میت غسال کے ہاتھوں میں یا شیر خوار بچہ دایہ اور اپنی ماں کی جھولی میں بے حس و حرکت پڑا ہوتا ہے۔

غیر اللہ سے آنکھیں بند کر لے۔ تیری نظروں میں غیر کا وجود ہی نہ رہے۔ نہ وہ نفع و نقصان کا مالک ہو اور نہ منع و عطا کا مختار۔ مصائب و آلام کے وقت ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی لاٹھی خیال کر کہ یہ ضربات لاٹھی کے اختیار سے نہیں بلکہ اللہ کریم کے اختیار سے لگ رہی ہیں۔ اور نعمت و عطا کے وقت خلق کو قدرت کا ہاتھ یقین کر کہ یہ لقمہ تجھے اس کے کرم سے مل رہا ہے نہ کہ مخلوق کی مہربانی سے۔

زہد ظاہر دنیا کا کمال اور باطن میں آخرت کا شرف ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: زاہد کو ترک دنیا لذت ہائے دنیا پر دو مرتبہ ثواب ملتا ہے۔

ایک تو اس وقت جب وہ دنیا کو ترک کرتا ہے۔ اور دنیا کی کسی چیز کو اپنی خواہش اور ارادے سے حاصل نہیں کرتا بلکہ اس کو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت میں قبول کرتا ہے۔ پس جب وہ اپنے نفس کا دشمن بن جاتا ہے اور خواہش نفس کی مخالفت کرتا ہے تو اہلِ تحقیق اور اہلِ ولایت میں شمار ہونے لگتا ہے۔ اور ابدال و عارفین کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ ایسے میں اسے اخذ دنیا کا حکم ملتا ہے۔ اور اس پر دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا لازم ہو جاتا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ کیونکہ بارگاہ خداوندی سے دنیا کی نعمتیں اس کی قسمت ٹھہرتی ہیں اور بندے پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ ان سے محظوظ ہو۔ کیونکہ کسی دوسرے کا ان پر حق نہیں رہتا۔ اب اس کے برعکس ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ قلم نے جو لکھنا تھا وہ لکھ چکی اور اللہ کریم کے علم سابق میں بندے کا حصہ اس کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔

پس بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے دنیا کی نعمتوں کو قبول کرتا ہے یا اسے یہ علم دیا جاتا ہے اور وہ تقدیر کے ہاتھوں مجبور ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ وہ یہ سب کچھ اپنی خواہش اور ارادے سے نہیں کرتا بلکہ فعل خداوندی اس میں جاری ہوتا ہے اس لیے اسے دگنا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ یا تو وہ اللہ کے حکم کی پیروی کر رہا ہوتا ہے۔ یا فعل خداوندی کی موافقت کر رہا ہوتا ہے جو بندے میں جاری و ساری ہے۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس آدمی کو دگنا ثواب کیسے مل سکتا ہے حالانکہ بقول آپ کے وہ بلند ترین مقام پر فائز ہے۔ اس کا شمار ابدال و عارفین میں ہوتا ہے۔ جن کے اندر فعل خداوندی جاری و ساری ہے۔ جو خلق، ہوا و ہوس اور ارادے، تمناؤں۔ آرزوؤں اور نیک اعمال پر کسی معاوضے سے فانی ہیں۔ جن کی نظر میں سب عبادتیں ساری اطاعتیں محض اللہ عزوجل کا فضل و کرم، اس کی رحمت اور توفیق ہے۔ اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور بندہ اپنے آقا پر کوئی حق نہیں رکھتا۔ کیونکہ بندہ اپنی تمام حرکات و سکنات میں اور اپنے ہر عمل میں اپنے مالک کی ملکیت ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ اس کو ثواب ملتا ہے حالانکہ وہ اپنے فعل پر کسی ثواب اور معاوضے کا طالب نہیں۔ اس کی اپنے عمل پر نظر ہی نہیں۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو نکارۂ خلائق اور اعمال سے تہی دست خیال کرتا ہے؟

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ کسی حد تک تو یہ صحیح ہے کہ بندہ کسی ثواب کا مستحق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کریم ہے وہ اپنے فضل و کرم سے بندے کو اپنا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرب بخشتا ہے۔اسے نعمتوں سے نوازتا ہے۔ خود ہی اس کی تربیت فرماتا ہے اور لطف و کرم اور رحمت ورأفت کرتے ہوئے اس کی نگہداشت کرتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بندہ دنیاوی حاجتوں اور نفسانی مصلحتوں سے ہاتھ روک لیتا ہے اور آخرت کی نعمتوں کا طالب بن جاتا ہے اور شیر خوار بچے کی طرح اپنی ضروریات کے لیے تگ ودو نہیں کرتا اور دفع شر میں اپنی ذات پر بھروسہ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔اور جس طرح مخلوق کے دل میں اپنے اس بندے کی محبت ڈال دیتا ہے۔ ہر شخص اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔اس سے رافت ورحمت کا سلوک کرتا ہے اس کی بھلائی کا خواہاں ہوتا ہے۔

اسی طرح دنیا کی ہر فانی چیز کو اللہ تعالیٰ کے امر اور فعل کے بغیر حرکت نہیں ہوتی۔ اللہ کریم دنیاو آخرت میں اپنے بندے کو نوازتا ہے۔اس سے تمام تکالیف کو اپنے فضل وکرم سے دور کرتا ہے۔اور یہ سب بلااستحقاق محض فضل خداوندی سے ہوتا ہے۔رب قدوس کا ارشاد ہے۔

اِنَّ وَلِیِّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (الاعراف :196)

"یقیناً میرا حمایتی اللہ ہے جس نے اتاری یہ کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی"

اس کا نہ دینا عطا اور اس کی ابتلاء رحمت ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے اپنے محبوب بندوں اولیاء وعارفین کو مصائب و آلام سے دوچار کرتا ہے تاکہ یہ لوگ اس کی بارگاہ میں دست سوال دراز کریں اور وہ کریم پروردگار ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے۔ پس جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارگاہ میں سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی قبولیت کو پسند فرماتا ہے تاکہ صفت جود و کرم کو ان کا حق عطا کرے کیونکہ جب بندۂ مؤمن اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے تو یہ دونوں صفتیں مطالبہ کرتی ہیں کہ ان کی دعا قبول ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اہل اللہ سوال کرتے ہیں لیکن فوری طور پر اس کی مقبولیت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ عدم قبولیت اور محرومی نہیں بلکہ تقدیر ایزدی اسے کسی دوسرے وقت کے لیے مخصوص کر چکی ہے۔ اس لیے مصیبت کے وقت بندے کو آداب خداوندی کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اور اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہیے کہ کہیں ظاہر میں یا باطن میں اس سے کوئی خطا سرزد نہ ہو جائے۔ اور امر خداوندی کو ترک نہ کر بیٹھے اور اس سے مناھی کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ اسے خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف کوئی سوال نہ کر بیٹھے۔ کیونکہ بندہ اپنے گناہوں کے باعث مبتلائے مصیبت ہوتا ہے۔ پس اسے چاہیے کہ دعا کرے۔ اگر مصیبت سے نجات مل جائے تو بہت اچھا ورنہ اس کی بارگاہ میں دست دعا دراز کیے رکھے کیونکہ ممکن ہے یہ مصیبت محض اس لیے ہو کہ بندہ اس کی بارگاہ میں سوال کرتا رہے۔ اگر دعا کی قبولیت میں تاخیر ہو جائے تو اس کو الزام نہیں دینا چاہیے جیسا کہ ہم نے بالتفصیل بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہی بہتر ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے مانگو کہ وہ تمہیں اپنے فیصلے پر سر تسلیم خم کرنے اور اپنے فعل میں فنا ہونے کی توفیق بخش دے۔ کیونکہ یہی سب سے بڑی راحت اور جنت عالیہ ہے جو فوراً اس دنیا میں بندے کو عطا کر دی جاتی ہے۔ یہی درگاہ خداوندی کا سب سے بڑا دروازہ اور بندہ مؤمن سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ پس جسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اسے دنیا و آخرت میں عذاب نہیں دیتا۔ تسلیم و رضا ہی میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرب ووصال الٰہی ہے اسی سے اطمینان کی دولت ملتی ہے۔ خواہشات نفس کی طلب میں مشغول نہ ہو جاؤ۔ جو چیز تمہاری قسمت میں نہیں یا قسمت میں لکھی جا چکی ہے اس کے لیے سرگردان نہ پھرو۔ کیونکہ جو مقدر میں ہے ہی نہیں اس کی طلب میں سرگرداں رہنا حماقت رعونت اور جہالت ہے۔ جو چیز قسمت میں نہیں اسے کی تلاش میں سرگردانی سب سے بڑی سزا ہے۔ اور جو چیز مقدر میں ہے اس کے لیے تک ودو محض حرص وھوا اور عبودیت، محبت اور حقیقت میں شرک ہے۔ کیونکہ غیر اللہ میں مشغولیت شرک ہے۔ دنیا کا طالب اللہ کی محبت اور دوستی میں سچا نہیں ہوتا۔ کیونکہ محبوب کے ہوتے ہوئے جو کسی غیر کی سنگت اختیار کرتا ہے کذاب ہے۔ اپنے عمل پر معاوضہ طلب کرنے والا بھی مخلص نہیں۔ مخلص بندہ صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اس نیت سے کرتا ہے کہ ربوبیت کا حق ادا ہو جائے۔ اور اس خیال سے۔ کہ رب العزت مالک حقیقی ہے اور بندے کی عبادت اس کا حق ہے کیونکہ وہ جانتا ہے اللہ عزوجل اس کا مالک ہے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے اور حق بندگی ادا کیا جائے۔ بندے کی ہر چیز، اس کی حرکات وسکنات، اس کے کسب وکمال حتیٰ کہ بندہ خود اور اس کے پاس جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ جیسا کہ ہم کئی مقامات پر بیان کر چکے ہیں کہ بندے کی تمام عبادات اللہ کے فضل وکرم اور توفیق سے ہیں اگر وہ قوت وطاقت عطا نہ کرتا تو بندہ ان عبادات کو کیسے بجا لا سکتا تھا۔ پس اس کریم کا شکر کرنا دنیاوی وآخروی عوض وجزاء سے زیادہ بہتر واولیٰ ہے۔ تعجب ہے تو حظوظ دنیا میں مشغول ہے حالانکہ تو دیکھ رہا ہے کہ خلق کثیر کو جوں جوں حظوظ دنیا ولذت ہائے دنیا زیادہ ملتے ہیں۔ جوں جوں دنیا کی نعمتیں اور دولت زیادہ ملتی ہے وہ اللہ رب العزت پر زیادہ ناراض ہوتے جاتے ہیں۔ ان کی بے آرامی اور بے چینی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جوں جوں نعمتیں بڑھتی ہیں توں توں کفران نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ادھر دولت میں اضافہ ہوا اور ادھر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ھموم و غموم کے بادل گھرے ہو گئے۔ جس قدر دولت دنیا اکٹھی ہوئی اسی قدر دوسروں کے مقدر کو حاصل کرنے کا حرص بڑھ گیا۔ دنیا دار سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو حقیر اور چھوٹے خیال کرتے ہیں اور ان کے پاس جو کچھ ہے اسے بے وقعت سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دنیا کی ساری دولت ان کی تجوریوں میں جمع ہو جائے۔ ان کے خیال میں دوسروں کی دولت زیادہ ہے۔ اسی لیے وہ دوسروں سے مرعوب ہوتے ہیں اور احساس محرومی انہیں پریشان رکھتا ہے۔ اسی لیے وہ دوسروں کے مقدر میں لکھے مال و دولت کے خواہاں ہوتے ہیں اور اسے حاصل کرنے میں اپنی عمریں ضائع کر دیتے ہیں۔ ان کی تمام بدنی استعدادیں دنیا کے ایندھن کو جمع کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔ وہ اسی راستہ پر سرپٹ دوڑتے رہتے ہیں حتی کہ عمر تمام ہو جاتی ہے اور مال برے کاموں میں خرچ ہو جاتا ہے۔ دنیا کماتے کماتے ان کے جسم تھک کر چور ہو گئے۔ جبین عرق آلود اور نامہ اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ مال کی طلب میں کبائر کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کی سعادت سے محروم رہتے ہیں اور مفلس و بے نوا خالی ہاتھوں دنیا سے کوچ کرتے ہیں۔ نہ دنیا کی زیب و زینت سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں اور نہ ہی آخرت کی ابدی نعمتوں سے کچھ حصہ پاتے ہیں۔ دنیا بھی گئی اور آخرت بھی ہاتھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کے لکھے پر شکر نہ کیا اور دوسروں کی قسمت کے نوشتے سے بھی محروم خسیس رہے۔ یہی لوگ پوری مخلوق میں سب سے زیادہ جاہل، احمق اور عقل و بصیرت سے محروم خسیس اور کمینے ہیں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہتے۔ اللہ کی عطا پر قناعت کرتے اور اپنے مالک کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگے رہتے تو بے منت غیر بڑی آسانی سے اپنا مقصود پا لیتے اور جب دنیا سے دار آخرت کو جاتے تو بامراد اور کامیاب ہوتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو صبر و رضا کی توفیق دے۔ ہم اس کی رضا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے طالب رہیں۔ اسی سے حفظ و امان طلب کریں اور نیک کاموں کی توفیق چاہیں جن سے وہ راضی اور خوش ہو۔

اس کی طرف سفر کر کہ وہاں وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے ان کے بارے سنا ہے:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا جو آخرت کا ارادہ رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ اور جس کا مقصود اللہ تعالیٰ ہے اس پر لازم ہے کہ وہ آخرت سے بھی قطع تعلق برتے۔ وہ دنیا کو آخرت کیلئے اور پھر آخرت کو اپنے رب کیلئے چھوڑ دے۔

جب تک اس کے دل میں دنیا کی شہوتوں اور لذتوں سے ایک لذت و شہوت بھی پائی جا رہی ہے یا دنیا کی راحتوں میں سے کوئی ایک راحت پائی جا رہی ہے وہ حقیقی زاہد نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کھانے پینے، لباس، نکاح رہائش سواری، ولایت و ریاست، اور دوسرے علوم و فنون مثلاً فقہ لیکن اس قدر کہ عبادات خمسہ کی ادائیگی ہو سکے، روایت حدیث، مختلف روایتوں سے قرأت قرآن۔ علم نحو، لغت، فصاحت و بلاغت۔ زوال فقر و وجود غنیٰ کا علم۔ بلیات کے جانے اور عافیت کے آنے سے متعلقہ علم۔ ان کے علاوہ سے نقصان بچنے اور نفع حاصل کرنے سے متعلق علم ان تمام لذت ہائے دنیا سے جب تک اپنے دل کو خالی نہیں کر لیتا اللہ تعالیٰ کا سچا طالب کہلوانے کا مستحق نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ان تمام چیزوں سے نفس لذت محسوس کرتا ہے۔ انسان کی طبیعت ان سے موافقت اختیار کرتی ہے۔ طبعاً اسے ان چیزوں سے راحت ملتی ہے۔ وہ انہیں اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ ان تمام کا تعلق دنیا سے ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ یہ چیزیں ہمیشہ اسے میسر رہیں۔ وہ ان سے سکون اور طمانیت محسوس کرتا ہے۔

زاہد کو چاہیے کہ وہ ان تمام چیزوں کا خیال دل سے نکال پھینکنے کی کوشش

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے اور نفس کو مائل کرے کہ وہ ان چیزوں کا ازالہ کرے عدم اور افلاس و فقر دائمی پر راضی رہے۔ اور دل میں ذرا برابر بھی دنیا کی خواہش باقی نہ رہے تاکہ وہ واقعی زاہد فی الدنیا کے مرتبے پر فائز ہو جائے۔

اگر وہ واقعی زاہد بن جائے گا تو دل غم واندوہ سے خالی ہو جائے گا اور اس کا باطن ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ ٹھہرے گا۔ اسے پھر دنیا کی لذتوں سے کوئی تعلق خاطر نہیں رہے گا وہ صرف اللہ عزوجل سے مانوس ہو گا اور صرف اسی سے راحت و سکون محسوس کرے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

الذهد فی الدنیا یریح القلب و الجسدا؎

"دنیا میں زہد قلب و جاں کیلئے باعث راحت ہے"

جب تک دل ۲؎ میں دنیا کی کوئی بھی خواہش ہے حزن و ملال اور خوف وہراس سے مفر نہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دل میں دنیا بسی ہو اور انسان ذلیل وخوار نہ ہو۔ یہ حجاب اکبر ہے۔ دنیا کی محبت قرب الٰہی سے مانع ہے۔ یہ ایسا دبیز پردہ ہے جب تک اس کو ہٹایا نہیں جاتا اللہ تعالیٰ کا وصال ممکن نہیں ہو سکتا۔ اور اس حجاب کے سرکنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ دنیا کی محبت کامل طور پر زائل ہو جائے اور سارے علائق ناپید ہو جائیں۔

پھر آخرت میں زہد کی باری آتی ہے۔ انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ درجات، منازل عالیہ، حور و قصور۔ مراکب وبساتین۔ بہترین گھر اور خوبصورت پاکیزہ خدام، خلعتیں اور زیورات کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری کئی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایماندار بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ انسان اپنے عمل پر کسی قسم کی جزاء اور اجر کا طالب نہ ہو۔ نہ دنیا میں کسی صلہ کا خواہاں ہو اور نہ آخرت میں

ا؎ "الترغیب والترھیب" از۔ المنذری۔ حدیث نمبر 4697۔

۲؎ راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ "الاوسط" از۔ طبرانی۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس ایسے میں بندۂ مؤمن اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر رحم و کرم فرماتے ہوئے اسے پورا پورا اجر عطا فرماتا ہے۔ اپنا قرب و وصال بخشتا ہے۔ نظر التفات سے نوازتا ہے۔ اور انواع و اقسام کی نعمتوں سے مالامال کرتا ہے جیسا کہ پروردگار عالم کی عادت ہے کہ اپنے رسولوں، نبیوں ولیوں۔ دوستوں اور دین متین کے عالموں کو نوازتا ہے۔ پس بندۂ مؤمن اللہ تعالیٰ کے حکم سے پوری زندگی روحانی طور پر ترقی کرتا رہتا ہے اور روز بروز اس کی نعمتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پھر اسے دار آخرت کی طرف منتقل کیا جاتا ہے تو وہاں وہ ایسی نعمتیں پاتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے۔ نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں کھٹکی ہیں۔ ان نعمتوں کو سمجھنے سے عقلیں قاصر ہیں اور ان کی تعریف سے قلم درماندہ ہیں۔

اپنے نفس کو چھوڑ دے اور میری جناب میں حاضر ہو جا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:
حظوظ نفس کا ترک تین مرحلوں میں تکمیل پزیر ہوتا ہے۔

پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ بندہ اپنی طبیعت کے تاریک راستہ پر چل رہا ہوتا ہے۔ وہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے لیکن کوئی راہ سجائی نہیں دیتا۔ ہر کام طبیعت کے اقتضاء کے مطابق سر انجام دیتا ہے۔ اس کے سامنے نہ اللہ تعالیٰ کی بندگی ہوتی ہے اور نہ کوئی دوسری حد جو اسے بھٹکنے سے بچالے۔ سرگردانی اور بے راہ روی کے عالم میں اللہ کریم اس پر نظر رحمت فرماتا ہے اور اپنے محبوب بندوں میں سے کسی کو اس کی رہنمائی کیلئے بھیج دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس پر دوسرا کرم یہ ہوتا ہے کہ ضمیر اور وجدان کی صورت میں دوسرا واعظ اس کی رہنمائی کیلئے مامور ہو جاتا ہے۔ مرشد اور وجدان اسے راہ مستقیم پر چلنے میں مدد دیتے ہیں۔ نفس اور طبیعت کے خلاف اس کی مدد کرتے ہیں اور اس پر یہ بات عیاں کرتے ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ نفس کی موافقت اور شریعت کی مخالفت عیب ہے یوں بندہ اپنے تمام تصرفات میں شریعت کی پابندی کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن جاتا ہے۔ شریعت کے ساتھ قائم طبیعت سے فانی وہ دنیا کی حرام، مشتبہ اور خلق کے احسانات کو ترک کر دیتا ہے۔ اپنے کھانے پینے، لباس، گھر، نکاح اور دوسری تمام ضرورتوں میں شریعت کی حلال اور حق کے مباحات کو حاصل کرتا ہے اور وہ بھی اتنے کہ ان سے روح و جسم کا تعلق باقی رہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی قوت حاصل رہے اور اپنے مقدر کو پالے اور اس سے تجاوز نہ کرے۔

دنیا کو حاصل کرنے، اس سے لطف اندوز ہونے اور اس کو پورا کرنے سے پہلے دنیا سے کوچ کرنے کا کوئی راستہ نہیں۔ پس بندۂ مؤمن تمام احوال میں شریعت کی حلال اور مباح کردہ سواری پر سوار ہو کر آستانہ ولایت تک پہنچتا ہے اور اولیاء محققین میں جو خاصان بارگاہ، اہلِ عزیمت اور حق تعالیٰ کے طالب ہوتے ہیں شمار ہوتا ہے۔ پس بندہ اسی کے حکم سے کھاتا ہے۔ اور اس مقام پر پہنچ کر وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک ندا سنتا ہے جو اس کے باطن سے اٹھ رہی ہوتی ہے۔ ''اپنے نفس کو چھوڑ کر میری بارگاہ میں آجا'' اگر تو خالق کا طلبگار ہے تو حظوظ دنیا اور خلق کو ترک کر دے۔ دنیا و آخرت کے جوتے اتار پھینک۔

کائنات و موجودات سے خالی ہو جا۔ سب تمنائیں اور آرزوئیں ترک کر دے۔ ہر چیز سے قطع تعلق کر لے۔ ہر ایک سے فانی ہو جا، یگانگی حق اور ترک شرک سے خوشحال ہو جا اپنے آپ کو سچے ارادے سے آراستہ کر لے۔ پھر سر جھکائے حضور باری میں داخل ہو۔ نہ دائیں یعنی آخرت کی طرف دیکھ اور نہ بائیں یعنی دنیا کی طرف ملتفت ہو۔ نہ خلق سے تعلق رکھ اور نہ حظوظ دنیا سے سروکار۔

جب بندہ اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور اسے قریب حق کا شرف حاصل ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے اسے خلعتیں ارزانی ہوتی ہیں۔ بارگاہ رب العزت سے اسے طرح طرح کے علوم و معارف ملتے ہیں اور نوع بنوع فضل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وکرم اسے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اسے حکم ملتا ہے۔ اللہ کے فضل ونعمت سے لطف اندوز ہو۔ اور اسے رد کر کے اور انہیں ٹھکرا کر سوائے ادبی کا مرتکب نہ ہو۔ کیونکہ بادشاہ کے عطیے کو رد کرنا بادشاہ کی تحقیر اور اس کی بارگاہ کے استخفاف کے مترادف ہے۔ پس بندۂ مؤمن اس مقام پر اللہ کی عطا کو قبول کرتا ہے مگر دنیا کی ان نعمتوں کو دل نہیں دیتا۔ جبکہ اس سے پہلے وہ ان نعمتوں سے حرص وھوا کے زیر اثر لطف اندوز ہوتا تھا مگر اب امر باطنی کی پیروی کرتا ہے اور مقصود ذات حق تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ احوال کی تبدیلی کے باعث ہوا۔ جب مقام و مرتبہ میں تبدیلی آگئی تو لقمہ بھی بدل گیا۔ لہذا حظوظ ولذتہائے دنیا کو قبول کرنے میں بندے کی چار حالتیں ہیں۔

پہلی حالت تو یہ ہے کہ دنیا اور حظوظ دنیا کو اپنی طبیعت کے زیر اثر قبول کرتا ہے۔ اور یہ حرام ہے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ شریعت کی پابندی کرتے ہو اسے قبول کرتا ہے۔ یہ حالت مباح اور حلال ہے۔ تیسری حالت امر باطنی سے قبول کرنے کی ہے اور یہ حالت ولایت اور ترک ہوا کی ہے۔ چوتھی حالت یہ ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں کو اس کے فضل وکرم سے قبول کرے اور یہ وہ حالت ہے جس میں سب ارادے معدوم ہو جاتے ہیں اور انسان ابدال کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس حالت میں انسان کی مراد سوائے مولا کریم کے کچھ نہیں رہتی۔ اور وہ اللہ کی قدرت یعنی فعل باری تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ یہ حالت علم ہے۔ یہاں پہنچ کر انسان صفت صلاح سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور کسی بندے کو اس وقت تک صالح نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ اس مقام کو واقعی حاصل نہیں کر لیتا۔ یہی ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ وَلِیِّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ

(الاعراف 196)

"یقیناً میرا حمایتی اللہ ہے جس نے اتاری یہ کتاب۔ اور وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حمایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی"۔

یہی وہ بندہ ہے جس کے ہاتھ کو مصالح و منافع ذاتیہ کو قبول کرنے اور مفاسد و مضارہ کو دفع کرنے سے روک دیا گیا۔ وہ اس شیر خوار کے بچے کی مانند ہے جو دایہ کی جھولی میں اپنے نفع و نقصان سے بے پروہ پڑا ہوتا ہے یا میت کی مانند جو غسال کے ہاتھوں میں بے اختیار و بے ارادہ ہے۔ یہ بندہ اپنا سب کچھ رب ذوالجلال کے سپرہ کر چکا ہے۔ اس کی تربیت دست قدرت کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ وہ کوئی اختیار و ارادہ نہیں رکھتا۔ کبھی وہ حالت بسط و کشاد میں ہوتا ہے اور کبھی حالت قبض میں۔ کبھی غنی ہوتا ہے اور کبھی فقیر۔ اسے کچھ اختیار نہیں۔ وہ کچھ بھی طلب نہیں رکھتا اور نہ کسی حالت کے زوال اور تغیر کی تمنا رکھتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ تسلیم و رضا کا پیکر بنے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سامنے سر نگوں رہتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس پر اولیاء اور ابدال کے احوال کی انتہاء ہوتی ہے۔

اپنے دل سے ہوس نکال دے تاکہ تیرے پاؤں سے بیڑیاں کھل جائیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جب بندہ مخلوق سے، اپنے نفس سے، خواہش ارادے سے اور دنیا و آخرت کی آرزوں و تمناؤں سے فانی ہو جاتا ہے اور صرف وہی چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ غیر کو دل سے نکال دیتا ہے تو واصل بحق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنا بنا لیتا ہے۔ اسے بزرگی عطا کر دیتا ہے۔ خود بھی اس سے محبت کرتا ہے اور مخلوق کو بھی مائل بحرم کر دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ہمراز بن جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور قربت کا طالب ہو جاتا ہے۔ سو وہ اس کے فضل سے متمتع ہوتا ہے اور اس کے انعامات سے حظ وافر حاصل کرتا ہے۔ اللہ کریم اپنے بندے پر رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور وعدہ فرما دیتا ہے کہ رحمت کے یہ دروازے اس پر کبھی بند نہیں ہونگے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار کے سامنے گردن جھکا دیتا ہے۔ اس کی مشیت سے چاہتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔ اس کے حکم کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کے نزدیک ماسواء اللہ کا نہ وجود ہوتا ہے اور نہ کائنات میں کوئی اور فاعل۔

یہ وہ مقام ہے جہاں یہ جائز ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے وعدہ کرے پھر اس کے ایفاء کو بندے کیلئے ظاہر نہ کرے اور اس تک وہ چیز نہ پہنچائے جس کا وہ گمان رکھتا ہو۔ کیونکہ جب بندے نے خواہش نفسانی ارادے اور حظوظ دنیاوی کو ترک کر دیا تو غیریت نہ رہی۔ بندے کے اندر فعل خداوندی جاری وساری ہوا۔ اس کا ارادہ اللہ کا ارادہ ٹھہرا۔ کیونکہ اس کا مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں رہا۔ لہذا وعدہ اور وعدہ خلافی کی نسبت ہی صحیح نہیں رہی۔ کیونکہ یہ کسی خواہش کا مالک ہی نہیں رہا۔ اور نسبت کی صحت کیلئے تو خواہش کا مالک ہونا ضروری ہے۔ گویا اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ارادہ کیا اور پھر خود ہی ارادہ بدل لیا۔ اسے بے وفا نہیں کہا جا سکتا یا اس کی مثال ناسخ و منسوخ کی ہے۔ جیساکہ قرآن کریم میں ہے۔

مَانَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْنُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا اَوْمِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (البقرہ: 106)

"جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں تو لاتے ہیں (دوسری) بہتر اس سے یا (کم از کم) اس جیسی۔ کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے"

رسول خدا ﷺ کا قلب اطہر ہر قسم کی خواہش اور ارادہ سے خالی تھا سوائے ان دو واقعات جن کا ذکر قرآن میں ہے ایک بدر کے بعد امیروں کو فدیہ لیکر چھوڑنے کے بارے اور دوسرا ایک اور واقع۔ آپ اللہ تعالیٰ کی مراد تھے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک حالت، ایک چیز اور ایک وعدہ پر نہیں رکھا بلکہ انہیں اپنی تقدیر کی طرف منتقل فرمایا۔ اور عنان تقدیر کو آپ ﷺ کی طرف چھوڑ دیا۔ آپ کو ایک حالت سے دوسری حالت میں اور ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکم سے دوسرے حکم کی طرف پھیرا اور آگاہ فرمایا کہ کیا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ یعنی آپ بحر قدرت میں ہیں جس کی موجیں آپ کو ادھر سے ادھر لے جارہی ہیں۔ جہاں ولایت کی انتہاء ہے وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ ولایت اور بدلیت کے بعد نبوت کے علاوہ اور کوئی مقام نہیں

قضاء غالب ہے اور موت طالب ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے ارشاد فرمایا: جملہ احوال قبض ہیں۔ کیونکہ صاحب ولایت کو ان کی حفاظت کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جس چیز کی حفاظت کا حکم دیا جائے وہ قبض شمار ہوتی ہے۔ اور تقدیر خداوندی کے ساتھ قیام بسط ہی بسط ہے کیونکہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہو۔ ہاں تقدیر میں اس کا موجود ہونا الگ بات ہے۔ اگر ایسا ہو تو اسے تقدیر میں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں وہ موافقت کرے۔ احوال کے لیے ایک حد مقرر ہے اس لیے ان کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے جبکہ فعل الٰہی یعنی تقدیر غیر محدود ہے اس لیے اس کی حفاظت کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور اس بات کی علامت کہ انسان قدر و فعل خداوندی میں داخل ہو گیا ہے یہ ہے کہ انسان کو حظوظ کا حکم دیا جاتا ہے جبکہ احوال میں بامر باطنی اسے ترک حظوظ اور زھد فی الدنیا کا حکم دیا گیا تھا۔ اب جبکہ اس کا باطن میں اللہ تعالیٰ بس گیا ہے اور غیر کا وجود مٹ گیا ہے تو اسے بامر باطنی حکم دیا گیا ہے کہ حظوظ سے لطف اندوز ہو اور ان چیزوں کو طلب کرے جو اس کی قسمت کا نوشتہ ہیں اس لیے ان چیزوں کا حاصل کرنا اور سوال کر کے اس تک پہنچنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عزت و تکریم متحقق ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کر کے اس پر لطف و کرم فرماتا ہے۔

بندے پر اللہ کریم کا احسان کرنا۔ اسے اعطائے حظوظ کیلئے سوالی بنانا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور پھر اس کی دعا کو قبول کرنا قبض کے بعد بسط کی بڑی علامتوں میں سے ایک ہے۔ اسی سے انسان اندازہ کر سکتا ہے کہ اسے احوال، مقامات اور حفظ حدود میں مکلّف ہونے سے نکال کر کے مقام پر فائز کر دیا گیا ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسے سے تو تکلیف سے بری الذمہ ہونا لازم آتا ہے اور ایسا عقیدہ کفر، اسلام سے خروج ہے اور آیت قرآنی واعبد ربك حتى يا تيك اليقين (الحجر :99) کا رد ہے تو کہا جائے گا کہ اس سے زوال تکلیف کفر اور آیت قرآنی کا رد لازم نہیں آتا۔ اللہ بڑا کریم ہے۔ اسے اپنے بندوں سے کمال محبت ہے۔ وہ انہیں نقص والی جگہ قدم رکھنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سے دین اور عصمت کی خود نگہداشت کرتا ہے اس سے ایسا کوئی فعل صادر نہیں ہونے دیتا جو اس کی قائم کردہ شریعت کے خلاف ہو اور جس سے کفر لازم آتا ہے۔ بلکہ اسے قبیح فعل سے دور کر دیتا ہے۔

حظوظ نفسانی سے لطف اندوز ہونے کے باوجود اس سے کوئی لغزش نہیں ہوتی۔ عصمت حاصل رہتی ہے اور بغیر تکلف و مشقت کے حدود شریعت کی پاسداری کرتا رہتا ہے۔ وہ قرب خداوندی کی وجہ سے لغزشوں اور معاصی سے دور رہتا ہے۔ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (يوسف :24)

''یوں ہوا تا کہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں''

اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر :42)

''بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا''

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (الصافات :40)

''البتہ اللہ کے مخلص بندے (اس عذاب سے محفوظ رہیں گے)''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے مسکین! وہ پروردگار کے سپرد ہو چکا ہے۔ اللہ کریم کا وہ مطلوب و مراد بن چکا ہے۔ پروردگار اپنی قدرت اور لطف و کرم کی جھولی میں اس کی تربیت فرما رہا ہے۔ بھلا اس تک شیطان کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اور قبائح و مکارہ کا اس سے کیسے ارتکاب ہو سکتا ہے؟ تو نے کھانا پینا چھوڑا اور قرب خداوندی کو عظیم خیال کیا اور پھر اپنے منہ سے اتنی بری بات کہہ ڈالی۔ ایسی خسیس، اور ناکس ہمتوں، ناقص اور دوراز کار عقلوں اور فاسد و خلل پزیر آراء پر تف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو اپنی قدرت کاملہ الطاف شاملہ اور رحمت واسعہ کے ذریعے تمام گمراہیوں سے پناہ عطا کرے۔ اور اپنے کرم کے پردوں میں ہمیں چھپائے اور اپنی بے پایاں نعمتوں اور دائمی فضائل سے اپنی مہربانی اور کرم سے ہماری تربیت کرے۔ آمین۔

مشکاۃ الٰہی کے بغیر دنیا میں دوسرا کوئی نور نہیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: ہر طرف سے آنکھیں بند کرلے اور کسی چیز کو نہ دیکھ۔ جب تک ہر جہت سے اندھا نہیں بن جاتا فضل و قرب خداوندی کا دروازہ وا نہیں ہو گا۔ نظرۂ توحید اور کامل یقین کے ذریعے ہر طرف سے اپنی آنکھیں بند کرلے۔ اور اپنے نفس کو پھر اپنی فنا کو، اپنے محو ہونے کو اور اپنے علم کو بھی فنا کر دے۔ ایسے میں تیرے دل کو آنکھ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل کی ایک جہت کھل جائے گی اور تو اس جہت کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ سکے گا۔ کیونکہ تیرا دل، ایمان اور یقین جب روشن ہو جائیں گے تو تو انہیں دیکھنے لگے گا۔ تیرے باطن سے ایک نور پھوٹے گا جس کی روشنی ترے ظاہر کو بھی منور کر دے گی۔ جس طرح تاریک رات میں میں کسی گھر میں شمع روشن کی جاتی ہے تو وہ روشنی روزن اور روشندان سے گھر کے باہر کو بھی روشن کر دیتی ہے۔ پس جب تیرے نور باطن سے تیرا ظاہر بھی روشن ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائے گا تو تیرا نفس اور تیرے جوارح کو اللہ کے وعدہ اور اس کی عطائیت پر زیادہ یقین اور اطمینان حاصل ہو جائے گا۔

پس اپنے نفس پر رحم کر۔ دل پر ظلم مت ڈھا۔ دل و جان کو اپنی حیات اور رعونت کی تاریکیوں کے سپرد نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ تیری نظریں ہر طرف لگی ہوں۔ کبھی تو نفس کے افعال اور اس کے حیلوں کو دیکھ رہا ہو اور کبھی اپنی قوت و طاقت اور اسباب و آلات پر بھروسہ کر کے حقیقت سے آنکھیں موندے بیٹھا ہو۔ اور پھر تو غیر کو سزا اور عذاب کا مالک بنائے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی جہت سے آنکھیں بند کیے ہو جب تیری نظر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہوئی اور تو غیر اللہ سے اندھا بن گیا اور غیر سے آنکھیں بند کر کے اللہ کا ہو رہا تو وہ تجھے اپنا قرب اور معیت بخش دے گا۔ تجھ پر رحم کرے گا۔ تیری نگہداشت کرے گا۔ تجھے کھلائے پلائے گا۔ عافیت بخشے گا۔ خود دکھوں میں تیری شفا کے اسباب مہیا کرے گا۔ تیری جھولی بھر کر تجھے غنی کر دے گا۔ تجھے بصیرت بخشے گا۔ تجھے حکمرانی عطا کرے گا۔ پھر تجھے مخلوق سے اپنے نفس سے محو و فانی کر دے گا۔ اور اس کے بعد تو اپنے فقر اور غنی کو نہیں دیکھ پائے گا۔

شکر ہی کے ذریعے نعمتوں کی بارش ہوتی ہے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضا نے فرمایا تجھے دو حالتوں سے مفر نہیں۔ مصائب و آلام میں مبتلا ہو گا یا نعمت و آسائش میسر ہو گی۔ اگر حالت مصیبت میں ہے تو تجھ سے بتکلف صبر کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اور یہ ادنی درجہ ہے۔ اور (بلا تکلف) صبر اس سے اگلا درجہ ہے۔ اس کے بعد تسلیم و رضا کا درجہ ہے۔ پھر محو و فنا ہے۔ اور یہی آخری حالت ابدال و عارفین کی ہے جو اللہ کریم کی معرفت رکھتے ہیں۔

اگر حالت نعمت میں ہے تو تجھ سے شکر کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اور شکر زبان، دل اور اعضاء جسمانی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شکر لسانی یہ ہے کہ انسان نعمتوں کا اعتراف کرے اور انہیں اللہ کی عطا یقین کرے۔ مخلوق کی طرف ان کی نسبت نہ کرے۔ نہ ہی اپنے نفس، اپنی قوت و طاقت اپنے کسب و کمال کا نتیجہ سمجھے۔ اور نہ ہی ان لوگوں کی عطا خیال کرے جن کے ہاتھوں یہ نعمت اسے پہنچ رہی ہے۔ کیونکہ تیری اور ان کی حیثیت اسباب و آلات کی ہے اور ان کا قاسم، جاری کرنے والا، موجد، فاعل اور سبب اللہ عزوجل ہے۔ اور جب قاسم، جاری کرنے والا اور پیدا کرنے والا اللہ ہے تو وہی مستحق ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔

اس غلام کو نہ دیکھ جو تحفہ اٹھا کر لا رہا ہے۔ بلکہ مالک کو دیکھ جس کے حکم اور عطا سے یہ تحفہ تجھے مل رہا ہے۔

جو لوگ ایسی نظر سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے ارشاد فرماتا ہے۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ (الروم :7)

"وہ جانتے ہیں دنیوی زندگی کے ظاہری پہلو کو اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں"

پس جو ظاہر پر نظر رکھتا ہے اور سبب کو دیکھتا ہے مگر موجد اور مسبب کو نہیں دیکھتا وہ جاہل، ناقص اور قاصر العقل ہے۔ عاقل کو عاقل صرف اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ عواقب پر نظر رکھتا ہے۔

دوسرا ہے شکر قلبی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہمیشہ یہ اعتقاد کامل اور نہ زائل ہونے والا یقین رکھنے کے سب ظاہری اور باطنی نعمتیں۔ منافع اور حرکات و سکنات میں پوشیدہ لذات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کسی غیر کی طرف سے نہیں۔ شکر لسانی شکر قلبی کی تعبیر ہوتی ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (النحل :53)

"اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (لقمان :20)

"اور تمام کر دی ہیں اس نے تم پر ہر قسم کی نعمتیں ظاہری بھی اور باطنی بھی"

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (النحل :۸۱)

"اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم انہیں گن نہیں سکو گے"

اللہ تعالیٰ کے علاوہ بندۂ مؤمن کے نزدیک کوئی دوسرا نعمت عطا کرنے والا کوئی نہیں بچتا۔

تیسری صورت ہے شکر بالجوارح کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اعضاء جسمانی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں استعمال کیا جائے اور اس کی رضا کے مطابق انہیں حرکت دی جائے۔ ایسا کوئی کام نہ کیا جائے جس میں مخلوق کی فرمانبرداری اور خالق کی نافرمانی ہو۔ یہ چیز نفس، خواہش، ارادہ، تمناؤں اور تمام مخلوق کو عام ہے۔ اللہ عزوجل کی اطاعت و فرمانبرداری کو اصل، قابل اتباع اور رہنما بنالے اور باقی ہر چیز کو فرع، تابع اور تقلید کنندہ سمجھ۔ اگر اس کے الٹ کیا تو ظالم، ستم شعار، اللہ کا نافرمان، مخلوق کے حکم کا تابع اور نیک لوگوں کی راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے والا ٹھہرے گا۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ
(المائدہ :44)

"اور جو فیصلہ نہ کریں اس (کتاب) کے مطابق جسے نازل فرمایا اللہ نے تو وہی لوگ کافر ہیں"

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
(المائدہ :45)

"اور جو فیصلہ نہ کریں اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے تو وہی لوگ ظالم ہیں"

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

(المائدہ: 47)

"اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں"

نافرمانی کی صورت میں تیرا ٹھکانا جہنم ہو گا جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور تو جو ایک گھڑی کے لیے دنیا میں بخار کی شدت پر صبر نہیں کر سکتا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اہل جہنم کے ساتھ آگ میں صبر کیسے کرے گا۔ حالانکہ بخار کی گرمی دنیاوی آگ کا ایک کمزور ترین شرارہ کے سواء کچھ نہیں۔

جلدی کیجئے جلدی بچیے اور اپنی ذات کو اس گرداب بلا سے محفوظ کیجئے۔ اللہ کریم سے پناہ طلب کیجئے اور اس کی جناب سے امان مانگیے۔

دونوں حالتوں اور ان کی شروط کا خیال رکھیے۔ اپنی ساری عمر میں لامحالہ ان دو میں سے ایک حالت سے واسطہ ضرور رہے گا۔ یا مصیبت میں مبتلا ہو گا یا نعمت سے لطف اندوز۔

ہر حالت کا حق ادا کر۔ مصیبت پر صبر کر اور نعمت پر شکر بجالا جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔

مصیبت میں کسی سے شکایت نہ کیجئے اور کسی انسان کے سامنے بے صبری کا اظہار نہ کیجئے اور نہ ہی دل میں اپنے رب کریم پر تہمت دھریے۔

اس کی حکمت اور اختیار کا شکوہ بے جا ہے۔ کیونکہ دنیا و آخرت میں یہی تیرے لیے بہتر ہے۔ عافیت کیلئے مخلوق کا دروازہ نہ کھٹکھٹا کیونکہ یہ شرک ہے اور اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ کوئی نہیں جو نفع و نقصان کا مالک ہو۔ کوئی نہیں جو مصیبت سے نجات دے اور کشائش عطا کرے۔ صحت و تندرستی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی ہے جو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔ ظاہر اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باطن میں مخلوق میں مشغول نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ تسلیم ورضا اور صبر و موافقت کی راہ اختیار کر۔ اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے اپنے آپ کو فنا کر دے۔ ہر نعمت سے محرومی کی صورت میں بھی عجز و نیاز ضروری ہے۔ اسی کی چھوکھٹ پر سر نیاز جھکائے رکھ۔ اسی کی جناب میں آہ و زاری کیے جا اپنے گناہوں کا اعتراف کر اور نفس کی کارستانیوں پر آنسو بہا۔ اپنے رب کی پاکی بیان کر۔ اس کی توحید اور نعمتوں کا اعتراف کر۔ اسے شرک سے پاک یقین کر۔ اور اس کی جناب میں عرض کر کہ وہ تجھے صبر و رضا اور موافقت عطا کرے حتی کہ مصیبت کے دن اختتام کو پہنچیں۔ غم و اندوہ کی تاریکیاں چھٹ جائیں۔ کرب و بلا کی گھٹائیں ناپید ہو جائیں اور نعمت و کشائش، فرحت و سرور کی بارش برسے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کے حق میں ہوا۔ جب رات کی تاریکی چھٹتی ہے تو صبح کا اجالا پھیلتا ہے۔ سردیوں کی برودت صبح بہاری کا پیغام لاتی ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی ضد ہے۔ ایک غایت اور انتہاء ہے۔ صبر، کشائش و نعمت کی کلید، ابتداء، انتہاء اور جمال ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

الصبر من الایمان کالراس من الجسد[1]

"صبر ایمان کیلئے (ایسے ہی اہم) جیسے جسم کے لیے سر (اہم ہے)"

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

الصبر الایمان کلہ[2]

۱۔ اس کی تخریج گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔

۲۔ میرے پاس جتنے مصادر ہیں ان میں یہ حدیث ان الفاظ میں نہیں ملی۔ قضاعی "الشہاب" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صبر نصف ایمان ہے۔ اور یقین پورا ایمان ہے"۔ یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"صبر پورا ایمان ہے"

حدیث نعمت بھی شکر کا ایک طریقہ ہے یہ نعمتیں تیری قسمت کا چونکہ نوشتہ ہیں اس لیے تجھ پر ضروری ہے کہ شکر کے طور پر توان سے لطف اندوز ہو۔ مگر یہ صرف حالت فنا اور زوال حرص و ھوا میں جائز ہے جبکہ ایک انسان سب کچھ اپنی حفاظت اپنے بارے سوچنا اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتا ہے۔ یہ حالت ابدال کی ہے اور یہی انتہاء ہے۔

جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اسے ملحوظ خاطر رکھ انشاء اللہ رہنمائی پائے گا۔

تیری تمناؤں کے پورا ہونے سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پورے ہوں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: سلوک کی ابتداء یہ ہے کہ انسان معہود و معتاد اور طبیعت کو چھوڑ کر مشروع کو اپنائے پھر مشروع سے مقدور کی طرف آئے۔ پھر حدود کی حفاظت کرتے ہوئے معہود کی طرف لوٹے۔ اس طرح تو معہود یعنی کھانے، پینے، نکاح کرنے، آرام و آسائش، طبع و عادات کے چنگل سے نکل کر مشروع کے امر و نہی کی طرف آجائے گا اور کتاب و سنت رسول ﷺ کی اطاعت کرنے لگے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوهُ

(الحشر :7)

"اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ"

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ آل عمران : 31

(اے محبوب!) آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو تب محبت
فرمانے لگے گا تم سے اللہ"

شریعت مطہرہ کی پابندی کر کے تو ھوا و ھوس اور نفس اور اس کی رعونت سے ظاہری اور باطنی ہر دو لحاظ سے فنا ہو جائے گا اور تیرے باطن میں سوائے توحید کچھ نہ ہو گا۔ اور تیرے ظاہر پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور امر و نہی کی مطابقت، اس کی عبادت کے رنگ کے علاوہ اور کوئی رنگ نہیں ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری تیری عادت و شعار بن جائے گی۔ تیری حرکات و سکنات سے اتباع خداوندی کا رنگ جھلکے گا۔ سفر و حضر، شدت ور خوت، صحت و بیماری ہر حالت میں تو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں جتا رہے گا۔

اس کے بعد تجھے تقدیر کی وادی کی سیر کرائی جائے گی۔ تجھ میں تقدیر کا تصرف ہو گا۔ اور تو محنت و کوشش، قوت و طاقت سے فانی ہو جائے گا۔ پھر تجھے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے گا جو تیرے مقدر میں لکھی جا چکی ہیں لور اللہ کریم کے علم میں ہیں۔ تو ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا یعنی حدود شرع کی خلاف ورزی سے تجھے محفوظ رکھا جائے گا۔ تیرا ہر کام اللہ تعالیٰ کے کام کے موافق بن جائے گا اور شریعت کے کسی اصول کی خلاف ورزی کا تجھ سے ارتکاب نہیں ہو گا۔ نہ تجھ سے کفر و الحاد کا صدور ہو گا۔ نہ حرام کو حلال سمجھنے کی غلطی ہو گی اور نہ ہی حکم خداوندی کی حقیقت کو سمجھنے میں کوتاہی ہو گی۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرٰى وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر :9)

"بیشک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں"

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (یوسف :24)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"یوں ہوا تاکہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو۔
بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں"۔

وصال خداوندی تک تو اللہ کریم کی رحمت سے اس کی حفظ و امان میں رہے گا۔ یہ نعمتیں تیرا مقدر ہیں۔ یہ صرف تیرے لیے تیار کی گئی ہیں جب تک تو طبیعت کے صحراء، ہوا و ہوس اور معہود کے جنگلوں میں سرگرداں تھا۔ یہ نعمتیں تجھ سے روک دی گئیں کیونکہ معہوداتِ طبع ایک بھاری بوجھ ہیں جن کو ساتھ لیکر راہ سلوک کی منازل طے نہیں ہو سکتیں۔ اس بوجھ کو تجھ سے دور کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تو ہلکا ہو کر منزل کی طرف رواں ہو اور اس بوجھ سے درماندگی کا شکار نہ ہو۔ کہ کہیں منزل مقصود اور مطلوب تک پہنچنے سے قاصر رہے۔ اور اس بوجھ کو اس وقت تک دور رکھنا ضروری ہے جب تک تو فنا کی چوکھٹ تک نہیں پہنچ جاتا۔ اور فنا کی دہلیز قرب حق اور معرفت الٰہی سے عبارت ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں انسان کو اسرار و علوم لدنیہ سے خصوصی طور پر نوازا جاتا ہے۔ انوار کے سمندوں میں تیرتا ہے۔ یہاں نہ طبیعت کی ظلمتیں نقصان دے سکتی ہیں۔ اور نہ ہی یہ انوار کمزور پڑتے ہیں۔ ہاں نعمت دنیا کی ضرورت اس وقت تک رہتی ہے جب تک طبیعت باقی ہے اور جب تک جسم و روح کا تعلق باقی ہے طبیعت باقی ہے۔ کیونکہ طبیعت زائل ہو جائے تو انسان فرشتہ بن جائے نظام ہستی درہم برہم ہو جائے اور تخلیق انسانیت کا مقصد فوت ہو جائے۔ پس تیرے اندر طبع انسانی باقی رہتی ہے تاکہ تو لذات و حظوظ کو پورا پورا حاصل کر سکے۔ مقصود طبع انسانی کی بقا نہیں بلکہ وظائف بندگی بجالانے کے ذرائع کو باقی رکھنا مقصود ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاةِ[1]

---

[1] اس حدیث کی تخریج گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہاری دنیا سے تین چیزیں میرے لیے پسندیدہ بنائی گئی ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے"

جب حضور انور ﷺ دنیا و مافیہا سے فانی ہو گئے تو ان مقدور نعمتوں کو آپ کی طرف لوٹا دیا گیا جو پہلے محبوس تھیں۔ کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قربتوں کے سفر میں تھے۔ پس تسلیم و رضا اور اطاعت و انقیاد کی وجہ سے سب نعمتیں آپ کو عطا کر دی گئیں۔ اللہ کریم کے اسماء پاک ہیں۔ اس کی رحمت عام ہے۔ اور اس کا فضل و کرم اپنے اولیاء و انبیاء کو شامل ہے۔

پس اس طرح اللہ تعالیٰ کا دوست فنا کے بعد حظوظ و لذائز سے لطف اندوز ہوتا ہے جو در حقیقت اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہوتی ہیں۔ اور اس منزل پر نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے باوجود وہ حدود شریعت کی حفاظت کرتا ہے۔ اور یہی رجوع ہے انتہاء سے ابتداء کی طرف۔

ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کریم کی چراگاہ سے بچ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: ہر صاحب ایمان اس بات کا مکلّف ہے کہ جب اسے دنیاوی نعمتیں میسر آئیں تو وہ تحقیق و تفتیش کرے کہ آیا شریعت میں یہ مباح و مشروع ہیں یا حرام و غیر مشروع۔ اور دیکھے کہ کیا ان سے اس کا لطف اندوز ہونا صحیح ہے یا نہیں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلْمُؤْمِنُ فَتَّاشٌ، وَالْمُنَافِقُ لَقَّافٌ وَالْمُؤْمِنُ وَقَّافٌ [1]

---

[1] ان الفاظ میں یہ حدیث مجھے نہیں مل سکی۔ دیلمی "الفردوس" میں نمبر 6544 پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مسلمان دور اندیش، ذہین، محتاط، سوچ سمجھ کر چلنے والا۔ چھان بین کرنے والا ہوتا ہے۔
(حاشیہ کا بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"مؤمن ہر کام بڑی احتیاط سے کرنے والا ہوتا ہے اور منافق جلد باز ہوتا ہے۔ اور مؤمن ہر کام میں توقف کرنے والا ہوتا ہے"

حضور علیہ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے۔ فرمایا :

دَعْ مَایُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیْبُکَ [۱]

"جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کر لے جو تجھے شبہ میں نہ ڈالتی ہو"

مؤمن کو جب بھی کوئی نعمت میسر آتی ہے کھانے پینے، لباس، نکاح اور دوسری تمام اشیاء کی صورت میں تو وہ غور و خوض کرتا ہے اور اس وقت تک اسے حاصل نہیں کرتا جب تک یہ یقین نہیں ہو جاتا کہ اس کا لینا اور قبول کرنا اس کے لیے جائز ہے۔ اور شریعت کے حکم کے عین موافق ہے۔ جبکہ وہ حالت ولایت میں ہو۔ اگر وہ حالت بدلیت اور غوثیت میں ہے تو اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک اسے علم الٰہی حکم نہیں دیتا۔ اور اگر وہ حالت فناء میں ہے تو اس وقت تک اسے قبول نہیں کرتا جب تک تقدیر محض یعنی فعل الٰہی سے حکم صادر نہیں ہوتا۔

پھر ایک دوسری حالت آتی ہے کہ انسان ہر چیز جو اسے میسر آتی ہے اور اس کو باہم پہنچتی ہے اور اسے مطلق قبول کر لیتا ہے جب تک کہ کوئی حکم، امر یا علم معارض نہیں آتا۔ اور جب ان میں سے کوئی ایک چیز بھی معارضی آجاتی ہے تو وہ رک جاتا ہے اور اسے لینے سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ یہ حالت پہلی حالت کے برعکس ہے۔

(بقیہ حاشیہ) وہ جلدی نہیں کرتا۔ عالم اور متقی ہوتا ہے۔ جبکہ منافق بڑا عیب جو نکتہ چین اور سخت دل ہوتا ہے۔ مشتبہ اور حرام سے بھی پرہیز نہیں کرتا ربط و یابس لانے والے کی طرح کہ نہیں جانتا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ حدیث ضعیف ہے۔ مؤمن دور اندیش، چھان بین کرنے والا عالم و متقی ہوتا ہے جب اسے نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت قبول کرتا ہے۔ جب جانتا ہے تو اسے سیکھتا ہے۔ اور منافق عیب جو، نکتہ چین سخت دل ہوتا ہے۔ مشتبہ سے نہیں بچتا۔ حرام کی رعایت نہیں کرتا۔ رطب و یابس اکٹھا کرنے والے کی طرح نہیں جانتا کہاں سے لیا کہاں خرچ کیا۔

۱۔ اس کی تخریج پہلے ہو چکی ہے۔ گذشتہ صفحات میں ملاحظہ کریں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلی حالت میں توقف اور تحقیق کا پہلو غالب تھا اور دوسری حالت میں اخذ و قبول کا پہلو غالب ہے۔ پھر ایک تیسری حالت بھی ہے۔ کہ جس میں ہر میسر اور دستیاب چیز کو حاصل کیا جاتا ہے اور ہر چیز سے لطف اٹھایا جاتا ہے اور تینوں چیزوں میں سے کسی چیز کے معارض آنے کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور یہ حقیقت فنا ہے۔ اس حالت میں مؤمن تمام آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس سے شریعت کی حدود کی پامالی کا ارتکاب نہیں ہوتا اور وہ برائی سے محفوظ رہتا ہے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ (یوسف :24)

"یوں ہوا تاکہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو۔
بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں"

پس مؤمن حدود شرع کو توڑنے سے محفوظ کر کے اس شخص کی مانند بنا دیا جاتا ہے جس کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہو۔ تمام مباح اشیاء کے استعمال کی اسے رخصت مل جاتی ہے۔ بھلائی اس کے لیے آسان ہو جاتی ہے۔ دنیا کی نعمتیں اسے تمام دنیاوی اور اخروی کدورتوں اور تاریکیوں سے پاک و صاف میسر آتی ہیں بندے کا ہر فعل حق تعالیٰ کے ارادے۔ رضا اور فعل کے موافق ہو جاتا ہے۔ یہی انتہاء ہے۔ اس سے بڑا درجہ اور نہیں۔ یہ مقام اولیاء کبار اور چنیدہ اصحاب اسرار کی جماعت کے لیے خاص ہے جو انبیاء علیہم السلام کے احوال کے آستانہ سے واقف اور مطلع ہوتے ہیں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین

محبوب کے بعد بھی کیا کوئی مطلوب باقی ہے؟

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: تعجب ہے کہ تو اکثر کہتا ہے فلاں عزت کے قریب ہوا اور میں دور کیا گیا۔ فلاں کو عطا کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مجھے محروم ٹھہرا لیا گیا۔ فلاں کو دولت مند بنا دیا گیا اور مجھے فقیر۔ فلاں کو امن و عافیت سے نوازا گیا اور مجھے بیماری دی گئی۔ فلاں کی تعظیم کی گئی اور مجھے حقارت کی نظر سے دیکھا گیا۔ فلاں کی تعریف و توصیف ہوئی اور میری مذمت کی گئی۔ فلاں کی بات کو صحیح مان لیا گیا اس کی تصدیق ہوئی جب کہ مجھے جھوٹا گردانا گیا۔

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور وہ محبت میں بھی یکتائی کو پسند کرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ مجھے چاہنے والے بھی کسی کی طرف نظر محبت سے نہ دیکھیں۔

جب وہ غیر کے واسطے سے تجھے قرب عطا کرے گا تو تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہو جائے گی۔ اور محبت تقسیم ہو جائے گی۔ اور عین ممکن ہے کہ جس شخص کے ہاتھ اور واسطے سے تجھے یہ نعمت مل رہی ہے تیرا باطن اس کی طرف مائل ہو جائے اور تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہو جائے۔ اللہ کریم غیور ہے۔ وہ شریک کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے وہ دوسروں کے ہاتھ کو روک دیتا ہے کہ تجھے کچھ دیں۔ وہ ان کی زبان کو خاموش کر دیتا ہے کہ تیری تعریف و توصیف کریں۔ وہ ان کے پاؤں کو روک لیتا ہے کہ تیری طرف چل کر جائیں۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ میرا بندہ کسی اور میں مشغول ہو کر مجھ سے ذرا بھی غافل ہو۔ کیا تو نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نہیں سنا۔

جُبِلَتْ الْقُلُوْبُ عَلٰی حَبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا وَ بُغْضِ مَنْ اَسَاءَ اِلَیْھَا۔

"فطرتاً دل اس سے محبت رکھتے ہیں جو ان سے اچھا سلوک کرتا ہے اور اس شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے برائی سے پیش آتا ہے"

اللہ تعالیٰ مخلوق کو روک دیتا ہے کہ تیرے ساتھ کسی طرح کا حسن سلوک کریں۔ اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ تو اسے واحد لاشریک سمجھنے لگتا ہے صرف اسی سے محبت کرنے لگتا۔ اور ظاہر و باطن ہر لحاظ سے اپنی تمام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرکات و سکنات میں اسی کا ہو جاتا ہے۔ تجھے سوائے اس کے کسی کی طرف سے نہ خیر دکھائی دیتی ہے اور نہ شر دکھائی دیتا ہے تو پوری خلق سے، نفس، حرص و ہوا، ارادوں اور تمناؤں سے بلکہ جمیع ماسواء اللہ سے فانی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ لوگوں کے ہاتھ کو تیری طرف پھیلنے۔ تیری منت کرنے اور تجھے عطا کرنے کے لیے کھول دیتا ہے۔ زبانیں تیری تعریف و توصیف کرنے کے لیے آزاد ہو جاتی ہیں اور تو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہمیشہ کیلئے لطف اندوز ہونے لگتا ہے۔

سوئے ادبی کا ارتکاب نہ کر جو تجھے دیکھ رہا ہے تو بھی اسے دیکھ جو تیری طرف بڑھ رہا ہے تو بھی اس کی طرف بڑھ۔ جو تجھے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ جو مجھے دعوت دے رہا ہے اس کی دعوت کو قبول کر۔ جو تیری دستگیری کرنا چاہتا ہے اسے اپنا ہاتھ تھما دے۔ جو تجھے تیرے نفس کی جہالت کی تاریکیوں سے نکالنا چاہتا ہے تجھے بربادی سے بچانے کا خواہاں ہے اور چاہتا ہے کہ تجھے تیرے نفس کی نجاستوں سے پاک کرے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے۔ جو شخص تجھے تیری گندگیوں سے پاک کرنا چاہتا ہے تیرے مردار اور بدبو سے خلاصی دینا چاہتا ہے۔ تیرے پست ارادوں سے، نفس امارہ سے، گمراہ اور گمراہ کن دوستوں سے، شیطان اور حرص و ہوا سے، جاہل اور رب کے راستے سے روکنے والے ہمنشینوں سے، ہر قیمتی نفیس اور عزیز چیز اور تیرے درمیان حائل ہونے والوں سے نجات دینے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دے۔

رسوم اور طبیعت کی غلامی کب تک؟ کب تک تو حق کی مخالفت کرتا رہے گا حرص و ہوا کی تابعداری کب تک۔ کب تک یہ رعونت رہے گی۔ دنیا پرستی کے تصور میں کب تک گم رہے گا۔ کب تک تیری محنت آخرت کی بہتری کیلئے نہیں ہو گی۔ کب تک تو اپنے مولا کے علاوہ غیروں سے محبت کرتا پھرے گا۔

تو کہاں ہے۔ دیکھ کون ہے اشیاء کا خالق۔ کائنات کے ذرے ذرے کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجود بخشنے والا۔ کون ہے اول و آخر، ظاہر و باطن۔ کون ہے مرجع و مصدر۔ کس کی یاد سے قلوب اور ارواح تسلی پاتے ہیں۔ کون زندگی کے بوجھ دور کرتا ہے۔ کون ہے جو احسان جتلائے بغیر عطا کرتا ہے؟

معرفت کی ایک بات

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں کسی سے کہہ رہا ہوں۔ اے اپنے دل میں اپنی ذات کو رب کا شریک ٹھہرانے والے اور ظاہر میں مخلوق کو شریکِ خدا بنانے والے اور عمل میں ارادے کو شریک بنانے والے۔ میرے پہلو سے کسی نے پوچھا یہ کیسی گفتگو ہے؟ میں نے کہا یہ معرفت کی گفتگو ہے۔

نفس کو موت کی نیند سلادے حتیٰ کہ تجھے زندگی مل جائے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: ایک دن مجھے سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ میرا نفس اپنے بوجھ کے نیچے تڑپنے لگا۔ اور اس نے راحت و آرام، آزادی اور آسائش کا مطالبہ کیا۔

مجھ سے کسی نے کہا: کیا چاہتا ہے؟ میں نے جواب دیا: وہ موت چاہتا ہوں جس میں کوئی زندگی نہیں اور میں وہ زندگی چاہتا ہوں جس میں کسی قسم کی موت نہیں۔

مجھ سے پوچھا گیا: ایسی کون سی موت ہے جس میں کوئی زندگی نہیں اور وہ کونسی حیات ہے جس میں کوئی موت نہیں؟

میں نے جواباً کہا: میرا اپنی جنس مخلوق سے مر جانا وہ موت ہے جس میں کوئی زندگی نہیں۔ یہ وہ موت ہے کہ میں مخلوق کو نفع و نقصان میں معدوم دیکھوں۔ اس موت سے مراد میرے نفس سے، میری خواہش سے، میرے ارادے اور تمنا سے دنیا و آخرت میں موت ہے اور یہ وہ موت ہے کہ جس میں کہیں کوئی زندگی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ اگر یہ موت حاصل ہو جائے تو پھر کسی چیز کا وجود باقی نہیں رہتا۔

رہی وہ زندگی کہ جس میں کوئی موت نہیں تو اس سے مراد میرا فعلِ خداوندی کے ساتھ جینا ہے۔ کہ جس میں میرے وجود کو دخل نہ ہو۔ اور اس میں موت میرا اس کے ساتھ موجود ہونا ہے۔ اور یہ وہ نفیس ترین ارادہ جو میرے دل میں پیدا ہوا جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے۔

محبت کی نشانی تسلیم ورضا ہے

حضرت شیخ عبدالقدر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضا نے فرمایا: تعجب ہے۔ اس قدر اپنے رب پر تیری ناراضگی کہ اس نے تیری دعا کو قبول نہیں فرمایا۔ تو کہتا پھرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے سوال کرنے کو مجھ پر حرام کیا اور حکم دیا کہ میں صرف اسی کی جناب میں سوال کروں۔ اب جبکہ میں اس کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں تو وہ جواب نہیں دیتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ذرا بتا تو تو آزاد ہے یا غلام؟ اگر تو کہتا ہے کہ میں آزاد ہوں تو تو کافر ہے اور اگر کہتا ہے کہ میں غلام ہوں تو پھر بتا تو اپنے پروردگار کو تاخیر اجابت دعا پر الزام دیتا ہے۔ اس کی حکمت، رحمت پر شک کرتا ہے حالانکہ کہ اس کی رحمت تجھے اور تمام کائنات کو شامل ہے۔ وہ تمہارے حالات سے واقف ہے۔ یا تو اللہ عزوجل کو الزام نہیں دیتا۔

اگر تو اللہ تعالیٰ کو تہمت نہیں دیتا۔ اس کی حکمت، ارادے اور دعا کی قبولیت میں اس نے تیرے لیے جو فوائد رکھ دیے ہیں ان کا اقرار کرتا ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ اس کا شکر ادا کرے کیونکہ اس نے تیرے لیے زیادہ صحیح چیز اور نعمت کو اختیار کیا اور نقصان دہ چیزے سے تجھے بچالیا۔

اگر تو تاخیر قبولیت دعا میں اسے الزام دیتا ہے تو اسے تہمت دینے کی وجہ سے تو کافر ہے کیونکہ الزام دیکر تو اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کر رہا ہے حالانکہ وہ کریم ہے اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی وہ ظلم کو پسند

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتا ہے۔ یہ ناممکنات میں سے ہے کہ اللہ کریم کسی پر ظلم کرے۔ کیونکہ وہ تیرا مالک ہے بلکہ ہر چیز کا مالک۔ اور مالک اپنی ملک میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ اسے ظالم کہنا صحیح نہیں کیونکہ ظلم یہ ہے کہ کسی دوسرے کی ملک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کیا جائے۔ لہٰذا اللہ کریم کے فیصلے سے ناراض نہ ہو۔ اگرچہ یہ فیصلہ تیری طبع اور نفس کے خلاف ہے اور ظاہری طور پر نقصان دہ محسوس ہوتا ہے مگر تیری بھلائی کا ضامن ہے۔

تجھ پر لازم ہے کہ شکر کر اور صبر سے کام لے۔ اللہ کریم کو الزام نہ دے۔ اس سے ناراض نہ ہو۔ نفس کی رعونت اور خواہش کی پیروی نہ کر کیونکہ نفس اور خواہش کا تو کام ہی راہ خداوندی سے بھٹکا دینا ہے۔

ہمیشہ دعا کرتے رہیے۔ سچے دل سے اس کی بارگاہ میں التجاء کیجئے اور حسن ظن رکھیے کہ اللہ کریم ضرور مہربانی فرمائے گا۔ وہ ضرور اپنا وعدہ ایفا کرے گا۔ مشکل آسانی میں بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے حیاء لازم ہے۔ اس کے حکم کی موافقت کر۔ توحید پر قائم رہ۔ اس کے احکام کی پیروی کر۔ اطاعت بجالانے میں دیر نہ کر۔ اور گناہوں کے قریب بھی نہ جا۔ جب اس کریم کا تیرے لیے کوئی فیصلہ صادر ہو یا تجھ میں کوئی فعل جاری ہو تو مردہ بن جا۔

اگر تہمت اور سوئے ظن سے نہیں بچ سکتا تو یاد رکھ نفس برائی کا حکم دیتا ہے۔ اپنے رب کا نافرمان ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ظلم اور زیادتی کو نفس کی طرف منسوب کر۔ اس جفا شعار کی پیروی سے احتراز کر۔ اس کی سنگت سے بچ۔ اس کے قول و فعل پر خوش نہ ہو۔ ہر حال میں اس سے الگ رہ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ تیرا دشمن ہے۔ اور شیطان کا دوست، نائب جاسوس اور ہم نشین ہے جو اللہ تعالیٰ کا دشمن اور تیرا دشمن ہے۔ اللہ سے ڈر۔ اس کی گرفت سے بچ۔ احتیاط کر احتیاط۔ نجات کی کوشش کر نفس کو الزام دے۔ اسی کو ظالم ٹھہرا اور اسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی پڑھ کر سنا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَایَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا. (النساء147)

"کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دیکر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے۔ سب کچھ جاننے والا ہے"

ذَالِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدَاکَ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ (الحج :10)

"یہ سزا ہے اس کی جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں"

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلَا کِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (یونس :44)

"یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر ذرہ برابر لیکن لوگ ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے نفس کا دشمن بن جا۔ اس سے کشتی کر۔ لڑ اور تلوار سونت کر میدان میں آجا۔ اللہ تعالیٰ کی سپاہ اور لشکریوں کا ساتھ دے۔ کیونکہ وہی لوگ دشمن خدا کے سخت ترین دشمن ہیں[1] رب قدوس نے فرمایا تھا اے داود! اپنی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ میری بادشاہی میں خواہش نفس کے علاوہ اور کوئی مجھ سے مخالفت کرنے والا نہیں۔

پرندے وہاں اترتے ہیں جہاں دانے بکھرے ہوں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: یوں مت کہہ کہ میں بارگاہ الٰہی میں التجا نہیں کرتا۔ کیونکہ جو مقسوم ہے وہ بن مانگے مل

---

[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ "تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائے گا اور جو قسمت میں نہیں لکھا دعا کرنے سے بھی نہیں ملے گا۔

دنیا و آخرت کی ہر بھلائی اور ضرورت کی ہر چیز کا سوال کر بشرطیکہ وہ حرام اور مفسد نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کریم نے حکم دے رکھا ہے کہ مجھ سے مانگو اور یہ ترغیب دی ہے کہ میری جناب میں التجا کرو۔ فرمایا :

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مؤمن :60)

"مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا"

ایک اور جگہ فرمایا :

وَاسْئَلُوْا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ (النساء :32)

"اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (وکرم) کو"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اِسْأَلُوْا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ [۱]

"اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں دعا کرو کہ قبولیت دعا کا تمہیں یقین ہو"

ایک دوسری حدیث ہے۔ فرمایا :

اِسْأَلُوْا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ [۲]

"اپنے ہاتھ پھیلا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرو"

۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ تتمہ حدیث یوں ہے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں فرماتا" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ترمذی میں اس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ دیکھئے "الجامع الصحیح" از الترمذی حدیث نمبر 3479 اور مسند امام احمد ج 177/2۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : دیواروں پر پردے مت لٹکاؤ۔ جس نے اپنے بھائی کے خط کو اس کی اجازت کے بغیر پڑھا اس نے یقیناً آگ میں دیکھے گا۔ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ الٹے ہاتھوں دعا نہ مانگو اور جب دعا سے فارغ ہو چکو تو دونوں ہاتوں کو اپنے چہرے پر پھیر دو۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے علاوہ اور بہت ساری احادیث اس ضمن میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

یہ نہ کہنا کہ میں نے سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرا مطلوب مجھے عطا نہیں فرمایا لہٰذا اب میں سوال نہیں کروں گا۔ بلکہ ہمیشہ اس کی بارگاہ میں التجا کر۔

اگر یہ تیرا مقسوم ہوا تو اللہ تعالیٰ دعا کے بعد تجھے عطا فرمادے گا اور دعا کی وجہ سے تیرے ایمان، یقین اور عقیدۂ توحید کو پختہ فرمادے گا۔ اس دعا کی برکت سے مخلوق سے سوال نہ کرنے اور تمام احوال میں اور ضروریات میں خلق سے لو نہ لگانے کی نعمت میں اضافہ مادے گا۔

اور اگر مسئولہ چیز تیری قسمت میں نہیں تو دعا کی برکت سے اللہ کریم تجھے اس سے غنی کر دے گا۔ تو تقدیر پر راضی ہو جائے گا۔ اگر تو فقیر یا مریض ہے تو فقر اور مرض میں بھی تجھے آرام و سکون نصیب ہو جائے گا۔ قرض ہے تو قرض خواہ کے دل میں نرمی اور رفق پیدا کر دے گا اور تجھ سے تقاضا کرے گا بھی تو سختی نہیں کرے گا بلکہ نہایت نرمی سے پیش آئے گا۔ اور کشائش تک تجھے مہلت دے دے گا یا پھر دعا کی برکت سے تیرا قرض معاف کر دے گا۔ یا قرض میں کمی کر دے گا۔ اگر دنیا میں اس نے قرض معاف نہ کیا تو آخرت میں تجھے اس دعا کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کریم، غنی اور رحیم ہے۔ اپنی بارگاہ کے سائل کو دنیا و آخرت میں خائب و خاسر نہیں ٹھہراتا۔

دعا بہر حال مفید ہے۔ اس کا فائدہ یا تو فوری طور پر سامنے آجاتا ہے یا اس کے ظاہر ہونے میں کچھ دیر لگتی ہے حدیث پاک میں ہے۔

اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى فِیْ صَحِيْفَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَسَنَاتٍ لَمْ يَعْمَلْهَا . وَلَمْ يَدْرِبِهَا فَيُقَالُ لَهٗ . اِنَّهَا بَدَلُ مَسْأَلَتِكَ الَّتِیْ سَأَلْتَهَا فِیْ دَارِ الدُّنْيَا[1]

---

[1] میرے پاس جتنے مصادر ہیں ان میں یہ حدیث مجھے نہیں مل سکی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اس کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے۔ عدل وانصاف کو عمل جامہ پہناتا ہے۔ حقدار کا حق ادا کرتا ہے۔ تکبر، خود پسندی اور نخوت و غرور کو چھوڑ کر عاجزی اپناتا ہے۔ اور یہ سب اعمال صالحہ عنداللہ ثواب کا موجب بنتے ہیں۔

اپنے نفس کو قابو میں لا اس سے پہلے کہ وہ تجھے پھاڑ دے

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: تو جب کبھی بھی اپنے نفس سے جہاد کرے گا۔ اس پر غالب آئے گا اور مخالفت کی تلوار سے اسے قتل کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہر بار اسے نئی زندگی عطا کر دے گا۔ وہ تجھ سے جھگڑے گا۔ شہوات ولذات کا تقاضا کرے گا اور اس بات کا خیال نہیں رکھے گا کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے۔ نفس کو بار بار زندہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ تو مجاہدہ کرتا رہے۔ نفس کے خلاف تیری کوششیں جاری رہیں اور تو ہمیشہ اجر و ثواب سے نوازا جاتا رہے۔ یہی مفہوم حضور نبی کریم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کا ہے۔

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر[1]

---

[1] بیہقی "الزھد" میں (نمبر 373) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث رقم کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں غازی حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید فرمایا اور کہا: "خوش آمدید۔ تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کو لوٹے ہو" عرض کیا گیا۔ جہاد اکبر کیا ہے؟ فرمایا: "انسان کا اپنی خواہش سے جہاد جہاد اکبر ہے" یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے اور ایک دوسری حدیث کی مخالفت کرتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ ہر کام کی بنیاد، ستون اور بلند ترین چوٹی کیا ہے۔ میں نے کہا ہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہر معاملے کی بنیاد اسلام ہے۔ اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلند ترین چوٹی جہاد ہے" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (پہلی حدیث دوسری حدیث کے قطعاً مخالف نہیں۔ تطبیق ممکن ہے۔ اور ضعیف حدیث فضائل میں قابل قبول ہے۔ لفظ جہاد مطلق ہے۔ جہاد اکبر کو بھی شامل ہے (ظفر)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں"

آپ ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ انساف کو ہمیشہ اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا پڑتا ہے۔ اسے ہر وقت لذات دنیوی اور نفس کے گناہوں میں منہمک رہنے کے خلاف برسر پیکار رہنا پڑتا ہے۔ اسی مفہوم کو یہ آیت کریمہ بھی بیان کرتی ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر :99)

"اور عبادت کیجئے اپنے رب کی یہاں تک کہ آجائے آپ کے پاس الیقین"

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عبادت کا حکم دیا۔ اور یہ عبادت مخالفت نفس ہے۔ کیونکہ نفس ہر قسم کی عبادت سے بھاگتا ہے اور اس کی ضد کو پسند کرتا ہے۔ الیقین سے مراد موت ہے یعنی مرنے تک نفس کے خلاف جہاد کرتے رہو۔

اگر کوئی یہ کہے کہ آیت میں خطاب حضور ﷺ کو ہے آپ کے نفس کا عبادت سے بھاگنا بعید از قیاس ہے کیونکہ آپ خواہش سے پاک تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى
(النجم :4,3)

"اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے"

تو ہم کہیں گے کہ ہاں نبی کریم ﷺ معصوم عن الخطاء ہیں مگر یہ حکم تعلیم امت اور تقرر شرع کیلئے ہے۔ یہ حکم خاص نہیں بلکہ عام ہے اور قیامت تک ساری امت کیلئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ پھر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو نفس و خواہش پر غلبہ عطا فرمایا ہے تاکہ آپ کو نفس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

و خواہش نقصان نہ دے سکیں اور آپ کو مجاہدہ کی ضرورت نہ رہے۔ لیکن امت کو نفس و خواہش پر غلبہ نہیں دیا گیا۔ اور انہیں مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

بندۂ مؤمن اپنے نفس کے خلاف برسرپیکار رہتا ہے حتی کہ اسے موت آجاتی ہے۔ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں جب پیش ہوتا ہے تو اس کے ہاتھ میں مجاہدہ کی ننگی تلوار خون سے لت پت دیکھ رب قدوس اسے جنت کی ابدی نعمتوں سے نواز دیتا ہے اور اسے خوشخبری سناتا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی (النازعات :40-41)

"اور جو ڈر تا رہا ہو گا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا ہو گا (ہر بری) خواہش سے۔ یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہو گا"

جب بندۂ مؤمن کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرماتا ہے اور جنت اس کا گھر، جائے قرار لوٹنے کا مقام بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بندے کو اس بات سے محفوظ فرما دیتا ہے کہ وہ اسے اس گھر سے نکال کر کسی اور گھر میں جگہ دے۔ کسی اور ٹھکانے کو منتقل کرے اور دنیا کی طرف لوٹا دے تو روز بروز اور لحہ بلحہ اسے نئی نئی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ رنگارنگ کے زیورات اور قسم قسم کی خلعتیں بخشتا ہے جن کی نہ انتہاء ہے، نہ غایت اور نہ اختتام۔ جس طرح کہ بندۂ مؤمن دنیا میں رہ کر روز بروز لحہ بلحہ نفس اور خواہش سے لڑتا رہا تھا۔

رہا کافر، منافق اور اللہ کا نافرمان تو جب انہوں نے دنیا میں نفس اور خواہش کے خلاف مجاہدہ ترک کیا۔ ان کی اتباع کی۔ شیطان کا کہا مانا تو کفر، شرک اور دوسری طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ کفر اور معصیت کی حالت میں انہیں موت آگئی۔ نہ اسلام لانے کی توفیق ہوئی اور نہ توبہ کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آگ میں پھینک دیا جو کافروں کیلئے تیار کی گئی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَاتَّقُوْا النَّارَالَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ (آل عمران :131)

"اور بچو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کیلئے"

جب اللہ تعالیٰ ان نافرمانوں کو جہنم رسید کرتا ہے اور جہنم ان کا ٹھکانا ان کا گھر اور ان کے لوٹنے کی جگہ بنتی ہے اور آگ ان کی جلدوں اور گوشت کو کھا جاتی ہے تو انہیں نئی جلدیں اور نئے گوشت دے دیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَا هُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا

(النساء :56)

"جب کبھی پک جائیں گی ان کی کھالیں تو بدل کر دیں گے ہم انہیں کھالیں دوسری"

اللہ تعالیٰ انہیں ایسے دردناک عذاب سے دوچار کرے گا کیونکہ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنے نفسوں اور خواہشوں سے موافقت کی ہوگی۔

اہل دوزخ کی جلدیں اور گوشت ہر لحظہ بلحظہ تازہ ہو رہے ہونگے تاکہ انہیں سخت سے سخت عذاب اور اہل جنت کو لمحہ بلمحہ نئی نئی نعمتوں سے نوازا جائے گا تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکیں۔

اس کامیابی کی اصل وجہ دنیا میں نفس سے مجاہدہ اور ترک موافقت ہے یہی رسول اللہ صلی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اس حدیث طیبہ کا مفہوم ہے۔

الدنیا مزرعة الآخرة[1]

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے"

---

[1] ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اگرچہ امام غزالی نے یہ حدیث الاحیاء میں نقل فرمائی ہے لیکن میں اس سے واقف نہیں ہوں دیکھیے "الاسرار المرفوعہ" نمبر 205 میں کہتا ہوں اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقادیر کو مواقیت کی طرف لے جانے والا کتنا منصف ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی دعا قبول فرمالیتا ہے اور اس کی تمنا پوری کر دیتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ارادے، تقدیر اور علم سابق پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بلکہ جب بندے کی دعا اللہ تعالیٰ کی مراد اور متعینہ وقت کے موافق ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالیتا ہے اور مقررہ وقت پر بندے کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم سابق اور تقدیر میں اس ضرورت کے پورا ہونے کا یہی وقت تھا۔ ادھر وقت آپہنچا۔ ادھر بندے نے بارگاہ خداوندی میں دعا کر دی۔ دعا اور قبولیت کے وقت میں موافقت ہو گئی اور بندے کی دعا کو قبول کر لیا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندے کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا ارادہ تبدیل ہو گیا۔ یا تقدیر بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَفِيْ شَاْنٍ (الرحمٰن :29)

"ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے"

یعنی وہ مقادیر کو مواقیت کی طرف لے جاتا ہے۔ دنیا میں محض دعا سے اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ نہیں دے دیتا اور نہ ہی محض دعا سے کسی کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔

اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لایرد القضاء الا الدعاء[1]

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دعا کے بارے یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے کہ اس سے تقدیر بدل جائے گی صرف اسی سے تقدیر بدلتی ہے۔ ہر دعا سے نہیں۔ اسی طرح کوئی شخص اپنے عمل کی بناء پر جنت میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی

---

[1] ترمذی کی روایت کردہ حدیث کا ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث یوں ہے۔ "عمر میں اضافہ نہیں کرتی مگر صرف نیکی" یہ حدیث صحیح ہے۔ راوی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ دیکھیے "الجامع الصحیح" حدیث نمبر 2139

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمت کے طفیل اسے یہ سعادت نصیب ہو گی لیکن بہر حال مسلم امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درجات میں تفاوت ان کے اعمال کے تفاوت کی وجہ سے روا رکھے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ :

اِنَّهَا سَأَلَتْ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ هَلْ یَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهٖ؟ فَقَالَ لَا.بل بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَتْ وَلَا اَنْتَ؟ فَقَالَ "وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِی اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی هَامَتِهٖ.[1]

"آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا کوئی اپنے عمل کی بناء پر جنت جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں بلکہ اللہ کی رحمت کے طفیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا۔ آپ بھی نہیں؟ فرمایا۔ میں بھی نہیں۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ (یہ کہتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر اقدس پر رکھا"

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذمے کسی کا حق واجب نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ کسی سے عہد پورا کرے۔ بلکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ جس پر چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ اس سے پوچھا نہیں جا سکتا کہ کیا کہا۔ کیوں کہا۔ ہاں وہ پوچھتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے فضل و احسان سے بے حساب رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل کی بناء پر محروم کر دیتا ہے۔

۱۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کی تخریج پہلے ہو چکی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ایسا کیوں نہ ہو عرش تا فرش سب اسی کی ملکیت ہے۔اس کے علاوہ کوئی مالک وصانع نہیں ہے۔ فرمایا۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ (فاطر :3)

"کیااللہ کے بغیر کوئی اور خالق بھی ہے ؟"

ءَاِلٰهٌ مَعَ اللهِ (النمل :63)

"کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ؟"

هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا (مریم :65)

"کیا تم جانتے ہو اس کا کوئی ہم مثل ہے ؟"

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ. بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ. وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (آل عمران:26-27)

"(اے حبیب! یوں) عرض کرو۔اے اللہ! مالک سب ملکوں کے تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے۔اور عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی۔بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات (کا حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کا حصہ) رات میں۔ اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔اور رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سخی سے کوئی قیمتی چیز ہی طلب کر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کے علاوہ اور کچھ نہ مانگ کہ وہ تیرے گذشتہ گناہ معاف فرمادے۔ آنے والے دنوں میں معصیت سے محفوظ رکھے۔ حسنِ عمل و فرمانبرداری کی توفیق دے۔ نواہی سے رکنے کا حوصلہ، قضاء کی سختی پر صبر۔ مصائب و آلام پر برداشت، عطاو بخشش پر شکر کی توفیق دے۔ پھر تیرا خاتمہ بالخیر کرے اور انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین بہترین ساتھیوں کی سنگت کی نعمت سے نواز دے۔

دنیا کا سوال مت کر۔ یہ دعا نہ کر کہ تیرے فقر وافلاس کو غناو فراخی میں بدل دے بلکہ اس کی تقسیم اور تدبیر سے راضی ہو۔ دعا مانگ کہ جس حالت میں جس مقام پر اور جس آزمائش میں تو ہے تجھے ثابت قدمی بخشے اور اس وقت تک تیرے پاؤں میں لغزش نہ آئے جب تک وہ خود تیری حالت نہ بدلے۔ خود ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تجھے منتقل نہ کرے۔ تو نہیں جانتا کہ اس فقر وافلاس اور ابتلاء و آزمائش میں کیا کیا مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ کیونکہ حقائق اشیاء کو وہی خوب جانتا ہے۔ مصالح و مفاسد کا حقیقی علم اس کی ذات سے خاص ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے آیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"مجھے اس سے غرض نہیں کہ میری صبح کس حالت میں ہوتی ہے۔ پسندیدہ حالت میں یا ناپسندیدہ حالت میں۔ کیونکہ میں نہیں جانتا بہتری ان دو میں سے کس حالت میں ہے"۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ آپ راضی برضا تھے اور اللہ تعالیٰ کی قضاء قدر سے مطمئن تھے۔

رب قدوس کا ارشاد ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
(البقرہ:216)

"فرض کیا گیا ہے تم پر جہاد اور وہ ناپسند ہے تمہیں اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور (حقیقت حال) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"

اس حالت پر قائم رہ یہاں تک کہ تیری خواہش زائل ہو جائے اور تیرے نفس کی سرکشی جاتی رہے۔ وہ ذلیل، مغلوب اور تیرا تابع ہو جائے۔ پھر وہ وقت بھی آئے کہ تیرا ارادہ، تیری آرزو نہ رہے۔ دنیا کی تمام چیزوں کا خیال تیرے دل سے نکل جائے۔ اور تیرے دل میں صرف اللہ کریم کا بسیرا ہو صرف اسی کی محبت کا چراغ روشن ہو۔ تیری طلب اور چاہت سچی ہو۔ جب تیرا دل غیر سے کلیۃً خالی ہو جائے گا تو تجھے ارادہ واپس مل جائے گا۔ اور حکم ملے گا کہ دنیا و آخرت کی نعمتوں سے حظ اٹھا۔ اب تو اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کو مانگے گا۔ اس کے احکامات کی پیروی کی توفیق طلب کرے گا۔ تسلیم ورضا کا سوال کرے گا۔

اگر دنیاوی نعمتوں میں سے کچھ مل جائے گا تو شکر کرے گا اور ان سے حظ اٹھائے گا۔ محروم رہا تو ناراض نہیں ہو گا۔ اور تیرے باطن میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہو گی۔ تو اللہ تعالیٰ کو الزام نہیں دے گا کیونکہ تیری طلب میں خواہش کو دخل نہیں تھا۔ اس میں تیرا ذاتی ارادہ شامل نہیں تھا۔ کیونکہ خواہش وارادہ سے تو تیرا دل خالی ہو چکا تھا۔ دنیا تیرا مقصود و مراد ہی نہیں رہی تھی۔ بلکہ تو اللہ کا فرمانبردار تھا اور اس کی فرمانبرداری میں سوال کر رہا تھا۔

وہ مشتِ خاک آپ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی

نیکیوں پر اترانا، خود پسندی اور اعمال صالحہ پر صلے کا تقاضا کرنا کیونکر بہتر ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہر نیکی اللہ کی توفیق، اس کی مدد، اس کے فضل و کرم، اس کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشیت اور قوت سے سر انجام پائی۔ اگر تو گناہوں سے محفوظ رہا تو بھی اس کی حفاظت، حمایت اور اس کے بچانے سے محفوظ رہا۔

تو نے ان نعمتوں کا شکر ادا کہاں کیا؟ تجھے جن نعمتوں سے نوازا گیا کہاں ان نعمتوں کا اعتراف کیا؟ (جب تو نے نہ شکر کیا نہ اعتراف کیا) تو پھر یہ رعونت کیسی یہ جہالت کیوں؟

جس شجاعت اور سخاوت پر تجھے غرور ہے وہ تیری نہیں کسی دوسرے کی ہے۔ تو نے دشمن کو قتل کیا تو اپنی طاقت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ کسی دوسرے کی معاونت، اس کی بہادرانہ ضرب اس میں شامل تھی۔ اگر وہ نہ ہوتا تو دشمن کی بجائے تو خود خون میں لت پت گرا پڑا ہوتا۔

تو نے مال خرچ کیا تو اس وجہ سے کہ ایک کریم، سچے امانتدار نے تجھے ضمانت فراہم کی۔ اس نے یقین دہانی کرائی کہ خرچ کرے گا تو تجھے اس کا بہترین عوض اور بدلا ملے گا۔ اگر وہ ضمانت نہ دیتا۔ بہترین صلہ کا تجھے لالچ نہ دیتا۔ تیرے ساتھ وعدہ نہ کرتا تو تو ایک دانہ بھی خرچ نہ کرتا۔ پھر کیوں تو محض اپنے فعل پر فخر و غرور کرتا ہے؟

اپنی حالت سنوارنے کی کوشش کر۔ اللہ کریم کا شکر اور ثنا کر جس نے تیری مدد کی۔ وہی دائمی مدد کا مستحق ہے۔ نیک اعمال کو اسی کی طرف منسوب کر۔ شر و معاصی اور مذموم کاموں کو اپنے نفس کی طرف منسوب کر۔ ظلم اور سوئے ادبی کا ارتکاب نفس کا کام ہے اسی کو الزام دے کہ یہی اس کا سزاوار ہے۔ کیونکہ ہر شر کا منبع نفس ہے۔ بدکاری اور برائی کا حکم نفس دیتا ہے۔ اگرچہ تیرا اور تیرے فعل کا خالق اللہ ہے مگر برائی کا کاسب تو ہے۔ یہ تیرے کسب سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ کسی عارف کا ارشاد ہے "ہر کام اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سر انجام پاتا ہے لیکن انسان کے کسب کو اس میں دخل ضرور ہے۔ نبی کریم رسول اللہ صلی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَعْمَلُوْا وَقَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ[1]

''عمل کرو۔ اللہ کا قرب طلب کرو اور نیکی کرو۔ پس ہر کام اس کیلئے آسان ہو جاتا ہے جس کے لیے اسے پیدا گیا ہو''

تجھے جس حالت میں رکھا گیا ہے اسی میں تیری بھلائی ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: لا محالہ تو یا مرید ہو گا یا مراد

اگر تو مرید ہے تو بار بردار ہے۔ اور ہر سختی اور ہر قسم کا بوجھ اٹھانے کا مکلّف ہے۔ کیونکہ تو طالب ہے اور طالب کو مشقت پر مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اسے سخت جانی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ تب کہیں جا کر وہ مطلوب کو پہنچتا ہے۔ اور اپنی محبوب و پسندیدہ چیز حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

جان و مال، اہل و عیال پر اگر مصیبت نازل ہو تو تجھے اس سے بھاگنا نہیں چاہیے بلکہ صبر کرنا چاہیے یہاں تک کہ یہ مصیبت خود بخود دور ہو جائے سارے ثقل، بوجھ اور درد و آلام اٹھ جائیں۔ ساری اذیتیں اور مصیبتیں ختم ہو جائیں۔ اور تمام رذائل، نجاستیں، گندیاں۔ سب محنت و مشقت، درد و غم دور ہو جائیں اور تو خلق اور اسباب کی احتیاج سے محفوظ و ماصون ہو کر محبوبانِ خدا اولیاء و ابدال کے گروہ میں شامل ہو جائے۔

اگر تو مراد ہے تو مصیبت کا شکوہ نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کو الزام نہ دے کہ تجھے مشکلات سے سامنا ہے۔ سب مصائب تجھے مردان جفاکیش کے مراتب عالیہ تک پہنچانے کیلئے ہیں۔

---

[1] اسے امام ترمذی نے ''الجامع الصحیح'' میں (نمبر 3111) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے۔ یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔ ''فکل میسر لما خلق لہ'' کے الفاظ صحیح ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہا تو پسند کرے گا کہ اس اعلیٰ مقام کو کھودے اور محبوبان خدا کی فہرست میں تیرا نام شامل نہ ہو۔ کیا تو کسی ادنیٰ مقام پر اکتفا کرنے کا خواہاں ہے۔ کہ تجھے ان بلندیوں سے محروم رکھا جائے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نوازا ہے۔ اور ان خلعتوں اور نعمتوں سے تو محروم رہ جائے جن سے ان لوگوں کو نوازا گیا ہے۔

تو اگر پستی پر راضی ہے تو بھی وہ کریم تیرے لیے پستی کو پسند نہیں کرتا۔

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ (البقرہ :216)

"اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"

وہ تیرے لیے اعلیٰ وارفع، اصلح واسنیٰ کا اختیار کرتا ہے اور تو ہے کہ اس سے انکار کرتا ہے۔

اگر تو یہ کہے کہ مذکورہ تقسیم اور بیان کے مطابق مراد کو مبتلائے مصیبت کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ ابتلاء تو محبت کرنے والے کیلئے ہے۔ محبوب و مراد نوازا جاتا ہے نہ کہ آزمایا جاتا ہے۔

تو کہا جائے گا کہ ہمارا پہلا بیان اغلب نظریے کو بیان کرتا ہے۔ مشہور تو یہی ہے کہ محبّ کو آزمایا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبوب کو ابتلاء و آزمائش کے کٹھن مراحل سے گزارا جاتا ہے۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سید المحبوبین تھے۔ مگر آپ نے سب لوگوں سے زیادہ مصیبتیں جھیلیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد گرامی اس کی توثیق کرتا ہے۔

لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ مَالَا یَخَافُ اَحَدٌ. وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَ مَایُوْذیٰ اَحَدٌ. وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلَاثُوْنَ یُوْمًا مِنْ بَیْنِ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ وَ مَالِیَ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَاکُلُهٗ ذُوْکَبِدٍ اِلَّا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شَیْیءٌ یُوَارِیْهِ اِبْطُ بِلَالٍ [1]

''میں اللہ کی راہ میں اس قدر خوف زدہ کیا گیا ہوں کہ اتنا خوف زدہ کوئی نہ ہوا ہو گا۔ مجھے راہ خدا میں اس قدر اذیتیں دی گئیں کہ اتنا کسی کو نہ ستایا گیا ہو گا۔ اور (ایسا بھی ہوا کہ) مجھ پر تیس دن اور راتیں گزر گئی مگر مجھے اور بلال کو کھانے کیلئے کوئی چیز میسر نہ آئی جسے کوئی جاندار کھا سکتا۔ سوائے اس چیز کے جسے بلال کی بغل نے چھپا رکھا ہوتا تھا''

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّا مَعَا شِرَ الْاَنْبِیَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ثُمَّ الْاَمْثَلُ بِالْاَمْثِلِ [2]

''سب سے زیادہ ہم گروہ انبیاء کو ابتلاء و آزمائش سے گزرنا پڑا۔ پھر درجہ بدرجہ دوسرے لوگ آزمائے گئے''

اَنَا اَعْرَفُکُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّکُمْ مِنْهُ خَوْفًا [3]

''میں تم سب سے زیادہ اللہ کا عرفان رکھنے والا اور سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں''

اپنے محبوب کو کس قدر مشکلات کی بھٹی سے گزارا۔ اپنے مراد اور مطلوب کو کس قدر خوفناک حالات میں مبتلا رکھا۔ یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں تھا۔ اس سے مقصود جنت میں اعلیٰ وارضع مقامات پر فائز کرنا تھا۔ جیسا کہ ہم اشارہ کر آئے ہیں۔ کیونکہ جنت میں اعلیٰ درجات اور ارفع منازل دنیا میں نیک اعمال کی وجہ سے عطا کیے جاتے ہیں۔

۱۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے ''الجامع الصحیح'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے نقل کیا ہے۔ (نمبر حدیث 2472) یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۔ اس کی تخریج پہلے ہو چکی ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۔ اس کی تخریج پہلے ہو چکی ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اوامر کی ادائیگی اور نواہی سے اجتناب کے بعد انبیاء واولیاء کے اعمال صبر ورضا اور حالت بلا میں موافقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ پھر انہیں ان مصائب وآلام سے نجات دیگر انعام واکرام سے لبد لآباد تک نوازا جاتا ہے۔

روز قیامت کی فکر انسان کو دوسروں سے بیگانہ بنادے گی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا:
دیندار طبقہ میں سے جو لوگ دینی ضروریات نماز جمعہ اور دوسری نماز پنجگانہ کیلئے یا ضروریات دنیوی کیلئے بازاروں میں جاتے ہیں۔

تو ان میں سے کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جو بازار جا کر طرح طرح کی شہوات ولذات کو دیکھتے ہیں تو یہ چیزیں انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں وہ انہیں دل دے بیٹھتے ہیں اور فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ چیز ان کی بربادی، ترک دین، پاکبازی کا سبب بن جاتی ہے۔ وہ طبیعت کی موافقت پر اتر آتے ہیں۔ خواہشات کی اتباع کرنے لگتے ہیں ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی دستگیری فرمائے۔ انہیں محفوظ رکھے اور صبر وتحمل کی توفیق دے دے تو وہ محفوظ رہ جاتے ہیں اور بھٹکتے نہیں۔

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کی دنیاوی نعمتوں پر جب نظر پڑتی ہے اور ہلاک ہونے کے قریب ہوتے ہیں فوراً اپنی عقل اور دین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ دل کو مضبوط کر لیتے۔ تکلفاً استقامت اختیار کرتے ہیں اور دنیا کو ترک کرنے کا کڑوا گھونٹ پی لیتے ہیں طبیعت اور خواہش کے خلاف جنگ لڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں بڑا اجر لکھا جاتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یکتب للمؤمن بترك الشهوة عند العجز عنها او عنه القدرة عليها سبعين حسنة[1] ـ مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"بندۂ مؤمن کو ترک شہوت پر ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ خواہ وہ
ترک شہوت سے عاجز ہو یا اس پر قدرت رکھتا ہو"۔

تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو ان نعمتوں سے پوری طرح لطف لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ انہیں حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی مال و متاع سے حظ وافر عطا فرما رکھا ہوتا ہے۔ وہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اس پر اس کریم کا شکر ادا کرتے ہیں۔

چوتھا گروہ ان لوگوں کا ہے جو دنیوی چیزوں کو دیکھتے ہیں لیکن ان سے کوئی اثر قبول نہیں کرتے۔ وہ ماسوا اللہ سے اندھے بن جاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ وہ بہرے ہو جاتے ہیں اور غیر کی آواز کو سن نہیں پاتے وہ اپنے مقصود و مطلوب میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ غیر کی طرف نگاہ کرنے کی فرصت ہی نہیں رکھتے۔ وہ خلق سے اس قدر لا تعلق ہو چکے ہوتے ہیں کہ دیکھ کر بھی کچھ نہیں دیکھتے۔ آپ پوچھیں کہ بازار میں کیا دیکھا تو کہیں گے کہ اس کے سواء تو ہمیں کچھ نظر ہی نہیں آیا۔

بے شک انہوں نے بازار میں بکھری دنیاوی نعمتوں کو دیکھا۔ مگر دل کی آنکھ سے نہیں ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ دل جمال یار کے مزے لوٹتا رہا۔ اس لیے وہ دیکھ کر بھی کچھ نہ دیکھ پائے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ انہوں نے صورت کو دیکھا مگر معنی سے لا تعلق رہے۔ انہوں نے ظاہر کو دیکھا مگر اشیاء کے باطن سے اندھے بنے رہے۔ ظاہری طور پر تو ان کی آنکھیں بازار کی چیزوں کو دیکھ رہی تھیں لیکن در حقیقت نگاہوں میں اللہ کریم کے جلوے بسے ہوئے تھے۔ انہیں ہر طرف اللہ تعالیٰ کا جلال و جمال نظر آ رہا تھا۔

پانچواں گروہ ان لوگوں کا ہے جن کے دل میں اللہ کی مخلوق کا درد ہوتا ہے جب وہ بازار میں داخل ہوتے ہیں تو یہ جذبہ شفقت انہیں لذات دنیوی سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ بازار میں داخل ہونے سے لیکر نکلنے تک وہ خلق خدا کیلئے دعا،

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استغفار، رحمت، شفاعت اور شفقت کا سوال کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دیکھ کر ان کا دل جل اٹھتا ہے۔ آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ زبان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے لگتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خلق خدا اور بستیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوتوال اور محافظ ہوتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو انہیں عارف، ابدال، زاہد عالم، اعیان، اوتاد، محبوب، مراد، زمین میں اللہ کے نائب، سفراء، حقیقت شناس، ہادی، مہدی، ماہر اور مرشد کہہ سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کبریت احمر اور نادر الوجود ہیں۔ رضوان اللہ وصلواته عليهم. وعلى كل مومن مريد لله عزوجل وصل الى انهتاء المقام.

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بھی ابتلاء و آزمائش ہیں اور اس کا محروم کرنا بھی امتحان ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کسی بندے کو دوسروں کے عیوب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ جب وہ بندہ دوسروں کے جھوٹ، دعاوی۔ افعال واقوال اور باطن و نیت کے شرک سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اپنے رب، اس کے رسول اور دین کے بارے غیرت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کا دل غیرت دینی سے جل اٹھتا ہے اور پھر وہ اس کا اظہار بھی کر بیٹھتا ہے۔ (اور وہ کہہ اٹھتا ہے)

شرک کے ساتھ توحید کا دعویٰ کیسے ہو سکتا ہے شرک کفر ہے اور قربِ حق سے انسان کو دور کرنے کا موجب ہے۔ یہ شیطان لعین دشمنِ خدا کی صفت ہے۔ یہ منافقین کا وطیرہ ہے جنہیں جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہمیشہ کیلئے جلنا ہے۔ غیرتِ دینی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ولی ایسے بدبخت کی کارستانیوں کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عیاں کرتا ہے۔ اس کے عیوب۔ افعال خبیثہ اور اس کے جھوٹے دعاوی کی کلی کھولتا ہے۔ اور لوگوں کو بتاتا ہے کہ صدیقین کے احوال اور فنافی القدر کے اس کے تمام دعوے محض جھوٹ ہیں۔ یہ سب کچھ اس کے مکروفریب کے جال کو تار تار کرنے اور اسے نصیحت کرنے کی غرض سے ہوتا ہے۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فعل کو اس پر غلبہ ہوتا ہے وہ اسی کے ارادے سے گفتگو کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اس جھوٹے افترا پرداز پر اپنے غصے کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔

لوگ اسے غیبت خیال کر بیٹھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ کا دوست لوگوں کی غیبت کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ ممنوع ہے۔ کیا یہ شخص دوسروں کی پیٹھ پیچھے غیبت جوئی کر رہا ہے۔

لوگوں کے حق میں یہ اعتراض بہتر ثابت نہیں ہوتا بلکہ حسبِ ارشاد ربانی زیادہ نقصان کا موجب بنتا ہے۔

وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (البقرہ :219)

"اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے"

ظاہر میں تو یہ برائی سے نفرت کا اظہار ہے لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب اور اس پر اعتراض ہے۔ پس منکرِ ولی کی حالت حیرت و توقف میں بدل جاتی ہے۔ اسے سکوت و برداشت چاہیے تھا اور اللہ تعالیٰ کے اس ولی کی بات کی تاویل لازم تھی نہ کہ اعتراض اور اللہ کے ولی پر جھوٹا طعن۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی ناراضگی اور غصہ اس شخص کی اصلاح کا سبب بن جاتا ہے۔ وہ توبہ واستغفار کر لیتا ہے۔ اخلاق رذیلہ سے مجتنب ہو جاتا ہے۔ اور جہالت و حیرت سے رجوع کر لیتا ہے۔ پس یہ چیز ولی اللہ کے حق میں جہاد اور مغرور و متکبر شخص کے لئے باعث بخشش ثابت ہوتی ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (النور :46)

"اور اللہ تعالیٰ پہنچاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ تک"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روشنی چراغ کا پتہ دیتی ہے اور خوشبو کلیوں کا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: ایک عقلمند انسان سب سے پہلے اپنی ذات اور جسمانی ترکیب میں غور و خوض کرتا ہے۔ پھر تمام مخلوقات اور موجودات میں فکر و تامل کرتا ہے۔ انفسی و آفاقی یہ دلائل اسے خالق و صانع کا پتہ دیتے ہیں کیونکہ صنعت صانع پر اور قدرتِ محکمہ فاعلِ حکیم پر دلالت کرتی ہے۔ سب اشیاء کا وجود اللہ کریم کی قدرت کی مرہون منت ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کریمہ

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ

(الجاثیہ :13)

"اور اس نے مسخر کردیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنے حکم سے"

سے یہی معنی مراد لیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی اسم کی مظہر ہے۔ اور ہر چیز کا نام و نشان اس کے نام کے اثر سے ہے۔ (اے انسان!) تو خود اللہ تعالیٰ کے اسماء، اس کی صفات اور اس کے افعال کا پرتو ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ قدرتِ حق میں پوشیدہ اور حکمتِ الٰہی سے ظاہر ہے۔ حق سبحانہ اپنی صفات کے ذریعے ظاہر ہے اور اپنی ذات کے اعتبار سے پوشیدہ ہے۔ ذات صفات کے پردوں میں مخفی جب کہ صفات افعال کے پردوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ علم کو اپنے ارادہ سے ظاہر فرماتا ہے اور ارادہ کو حرکات سے عیاں کرتا ہے۔ اپنے کام کو اور کاریگری کو پوشیدہ فرمایا اور پھر اپنے ارادہ سے صنعت کو عیاں کردیا۔ وہ اپنی ذات میں غائب اور حکمت اور قدرت میں ظاہر ہے۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ حضرت ابن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عباس نے اس کلام میں ان اسرار و معرفت کو بیان فرمایا ہے جو صرف ایسے دل پر ظاہر ہو سکتے ہیں جس میں الٰہی نور ضو فگن ہو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ شخصیت ہیں جن کے بارے نبی مکرم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائی اور التجا کی۔ اے اللہ انہیں دین کی سمجھ عطا فرما اور انہیں تاویل کا علم عطا کر۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور ہمارا حشر انہیں پاکان امت کے ساتھ ہو۔ آمین۔

ہر امر کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر عمارت کے ستون

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اس کی فرمانبرداری کرنا۔ ظاہری شریعت کو لازم پکڑنا اپنے دل سے ہر برائی نکال دینا۔ جود و سخی اور خوش خلقی کا مظاہرہ کرنا کسی کو تکلیف نہ دینا۔ فقر و افلاس اور تکالیف پر صبر کرنا۔ مشائخ کی عزت و تکریم کرنا۔ بھائیوں سے حسنِ معاشرت رکھنا۔ چھوٹوں اور بڑوں کو نصیحت کرنا عداوت اور نفرت کو ترک کرنا۔ ایثار و قربانی اختیار کرنا۔ ذخیرہ اندوزی سے بچنا۔ بروں کی صحبت سے احتراز کرنا۔ دین و دنیا کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

حقیقت فقر یہ ہے کہ تو اپنے جیسے کسی انسان کا محتاج نہ ہو۔ اور غنا کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے ہم جنسوں سے بے نیاز بن جا۔

تصوف کا تعلق قیل و قال سے نہیں۔ یہ نعمت ریاضت سے ہاتھ آتی ہے۔ اس کیلئے بھوک سہنا پڑتی ہے۔ مالوفات و مستحسنات ترک کرنے پڑتے ہیں۔ کسی درویش سے شروع میں علم و ادب کا مطالبہ نہ کر۔ اس سے نرمی اور محبت کا رویہ اختیار کر۔ کیونکہ یہ مطالبہ اسے وحشت میں ڈال دے گا اور رفق و نرمی انس و

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبت کا نتیجہ ہوگی۔[۱]

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔

سخاوتِ ابراہیم علیہ السلام

رضائے اسحاق علیہ السلام

صبرِ ایوب علیہ السلام

اشارۂ زکریا علیہ السلام

غربتِ یحیٰی علیہ السلام

خرقہ پوشی موسیٰ علیہ السلام

سیاحتِ عیسیٰ علیہ السلام

اور فقرِ سیدِنا دنبیِنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

لوگوں سے حسن خلق برتیے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اغنیاء سے ملنا تو خود داری برتنا۔ فقراء کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آنا۔ تذلل واخلاص اختیار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کو ہمہ وقت

۱۔ مرید کی تربیت میں مشائخ تدریج کا خاص خیال رکھتے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک ہندوستانی درویش مکہ مکرمہ میں ہمارے شیخ کی صحبت میں رہنے لگا۔ داڑھی نہ رکھنے کی وجہ سے دوسرے درویشوں نے اسے برا بھلا کہا۔ شیخ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ تمہاری یہ باتیں اسے متوحش کردیں گی اور وہ میری صحبت سے محروم ہوجائے گا۔ آپ نے اس سے بڑی محبت ورواداری کا برتاؤ رکھا اور ایک دن فرمایا کہ بیٹا! یہ کام برا ہے۔

میرے شیخ طلبہ کی تربیت میں اس بات کا خاص لحاظ فرماتے۔ ترک سنت کو برا سمجھتے مگر کسی طالب علم اور مرید پر سختی نہ فرماتے۔ ہمیشہ پند ونصائح سے سنت کی اہمیت کو اجاگر فرماتے اور ایسے دل نشین اور محبت بھرے انداز میں نصیحت کرتے کہ ترک سنت پر ندامت محسوس ہوتی۔ ایک بار کچھ لوگوں نے سختی کرنے کا مشورہ دیا۔ تارک سنت کو دار العلوم سے نکال دینے کا مشورہ دیا کہ یہ چیز دین کے طلبہ کو زیبا نہیں مگر آپ نے یہ مشورہ قبول نہ کیا کہ یہاں سے نکلنے کے بعد یہ فرائض بھی ترک کرنے لگیں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضر وناظر یقین کرنا۔ اسباب کے پیدا کرنے میں اللہ کو الزام نہ دینا۔ ہمیشہ اس کے حضور اپنی ناتوانی اور محتاجی کا اظہار کرتے رہنا۔ باہمی محبت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے دوست کے حق کو ضائع نہ کرنا۔

فقراء کی صحبت میں تواضع، حسن ادب اور سخاوت کا خاص خیال رکھنا۔ نفس کشی میں لگے رہنا یہاں تک کہ تجھے زندگی مل جائے اللہ تعالیٰ کے قریب ترین وہ شخص ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ حسن خلق رکھتا ہے۔ بہترین اعمال غیر اللہ سے دل کو خالی کرنا اور خلق کی طرف عدم التفات ہے۔

تجھ پر حق اور صبر کی تلقین لازم ہے۔ اور دنیا میں دو چیزیں تیرے لیے کافی ہیں۔ ایک فقیر کی صحبت اور دوسرے اللہ کے کسی دوست بندے کی خدمت فقیر سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں سے کچھ نہ چاہتا ہو۔

اپنے سے کمتر پر سختی اور دبدبہ کمزوری ہے۔ اپنے سے بلند مرتبہ پر دبدبہ فخر اور اپنے جیسے کسی شخص پر سوئے خلقی ہے۔

فقر اور تصوف کا لب لباب جہد مسلسل ہے۔ اس میں کسی لھو ولعب کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

ضبط نفس مسرتوں کا ذریعہ ہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اے اللہ کریم کے دوست تجھ پر اللہ تعالیٰ کی یاد لازم ہے کیونکہ یہ عبادت ہر بھلائی کو جامع ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لے کیونکہ یہ ہر نقصان سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ اپنے آپ کو مصائب و آلام کیلئے تیار رکھ۔ تاکہ جب فیصلے کی گھڑی آئے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما ہو تو تو سرِ تسلیم و رضا جھکا سکے۔ زندگی میں بارہا مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایسے میں اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا سود مند ثابت ہوتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جان لے کہ تجھ سے تیری حرکات و سکنات کے بارے پوچھا جائے گا۔

اب جو چیز بہتر ہے اسے اپنا لے اور فضول و لایعنی امور سے اجتناب کر۔

تجھ پر اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور حاکم کی اطاعت لازم ہے۔ فرمانروا کے تمام حقوق ادا کر اور اس سے اس کے فرائض کی ادائیگی کا مطالبہ نہ کر اور ہر حال میں اس کے لیے دعا گو رہے۔

مسلمانوں کے بارے حسنِ ظن رکھیے۔ اور ان کے بارے اچھا سوچیے۔ بھلائی کے ہر کام میں ان سے تعاون کیجئے۔ ایسی حالت میں تیری رات نہ گزرے کہ کسی کے بارے تیرے دل میں کدورت، بغض یا بری سوچ ہو۔ جو تجھ پر ظلم کرے اس کیلئے تو دعا کر اور نظر ہمیشہ اپنے پروردگار پر رکھ۔

اکلِ حلال کی کوشش کر۔ عرفانِ الٰہی سے تہی دامن ہے تو اس بارے اہلِ علم سے پوچھ اور اللہ عزوجل سے حیاء کر۔

ہمنشینی خدا اختیار کر۔ دوسروں سے تعلق بھی اسی کی رضا کی خاطر ہو۔

ہر صبح صدقہ و خیرات کر۔ شام ہو تو اس دن رحلت پانے والے مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت کر۔ نماز مغرب پڑھ کر استخارہ کی دعا کر اور دس بار صبح و شام اللھم اجرنا من النار کا ورد کر۔

ان آیات کریمہ کا سورت کے اختتام تک ورد ضروری ہے۔

اَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم "هُوَ اللهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّاهُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْم .... (الحشر :22)

اللہ توفیق دینے والا اور مدد فرمانے والا ہے۔ کیونکہ اللہ اعلیٰ و عظیم کے علاوہ کسی کے پاس قوت و طاقت نہیں کہ انسان نیکی کرے یا برائی سے بچے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبوب کے پاس اکیلے آ

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا تعلق رکھ کہ گویا مخلوق ہے ہی نہیں۔ اور خلق سے یوں تعلق ہو کہ گویا نفس کا وجود ہی نہیں۔ جب تو اللہ تعالیٰ سے بلا خلق تعلق رکھے گا تو توحید میں کامل ہو جائے گا اور ہر ایک سے فانی بن جائے گا۔ اور جب خلق سے بلا نفس تعلق قائم کرے گا تو انصاف کرے گا تقویٰ کی راہ چلے گا اور مشقتوں سے بچ جائے گا۔

سب کو اپنی خلوت گاہ کے دروازے پر چھوڑ دے۔ اور اکیلے اندر جا بیٹھ تا کہ اپنی خلوت میں اپنے مونس کو باطن کی آنکھ سے دیکھ سکے۔ اعیاں سے ماوراء عالم کا مشاہدہ کرے۔ نفسانی خواہشات زائل ہو جائیں اور اس مقام تک رسائی حاصل کرے جہاں اللہ کا حکم پایا جاتا ہے اور اس کی قربت میسر آتی ہے۔ تب تیری جہالت علم میں تبدیل ہو گی۔ بعد قرب میں بدلے گا۔ خاموشی ذکر بن جائے گی اور وحشت کی جگہ انس لے لی گی۔

اے دوست! یہاں خلق ہے یا خالق ہے۔ خالق کو اختیار کر لیا ہے تو پھر کہہ۔

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ (الشعراء: 77)

"پس وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے"

میٹھا پھل

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے اس کے بعد یہ فرمایا:

جس نے اللہ کی محبت کا مزہ چکھ لیا اسے اس کا عرفان نصیب ہو گیا کسی نے حضرت سے پوچھا۔ جس شخص پر تلخی صفرا غالب ہو وہ شیرینی یعنی اللہ کی محبت کا مزہ کیسے محسوس کرے گا تو آپ نے فرمایا۔

وہ اپنے دل سے شہوتوں کو زائل کر دے۔

اے دوست! جب مؤمن عمل صالح کرتا ہے تو اس کا نفس قلب میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر قلب سرّ بن جاتا ہے۔ سرّ فنا ہوتا ہے۔ اور فنا وجود میں منقلب ہو جاتا ہے۔

خود سپردگی اختیار کر محفوظ رہے گا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: دوستوں کے لیے ہر دروازہ کھلا ہوتا ہے۔

اے دوست! فنا یہ ہے کہ دیدۂ شہود سے تمام خلق معدوم ہو جائے۔ تیری طبیعت طبع ملائکہ میں تبدیل ہو جائے۔ پھر یہ طبع ملائکہ بھی فنا ہو جائے پھر تو منھاج اول کے ساتھ مل جائے۔ اس مقام پر تیرا رب تجھے پلائے گا جو پلائے گا۔ اور تجھ میں بوئے گا جو بوئے گا۔

اگر اس مقام تک رسائی چاہتا ہے تو اسلام قبول کر۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی گردن جھکا دے۔ پھر اللہ کے بارے علم حاصل کر۔ اس کے بعد معرفت حق حاصل کر اور اس سے اگلے درجے میں اپنے وجود کو اس کی ذات کے ساتھ باقی کر لے۔

زھد ایک گھڑی کا عمل ہے۔ تقویٰ دو ساعتوں کا اور معرفت ہمیشہ کا۔

معارجِ کمال

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: اہلِ مجاہدہ و محاسبہ اور اولی العزم ہستیوں کی دس خصلتیں۔ تم بھی انہیں اپناؤ۔ ان دس خصلتوں کو اختیار کرو گے اور باذن اللہ ان پر کاربند ہو جاؤ گے تو بارگاہ الٰہی سے منازل شریفہ پاؤ گے۔

۱۔ ان دس خصلتوں میں سے پہلی خصلت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے نام کی سچی ہو یا جھوٹی قسم نہ اٹھائے۔ نہ ہی جان بوجھ کر اس گناہ کا ارتکاب کرے اور نہ بھول کر کیونکہ جب وہ قسم نہ اٹھانے کا پختہ ارادہ کر لے گا اور اس کا اپنے آپ کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عادی بنالے گا تو اس سے سہواً بھی یہ غلطی نہیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے انوار و تجلیات کے دروازے کھول دے گا۔ وہ اس کے فوائد کو اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ اور زیادہ پر عزم ہو جائے گا۔ جاننے والے اس کی تعریف کریں۔ بڑوی تکریم بجالائیں گے۔ حتیٰ کہ دوست و آشنا اقتداء کرنے لگیں گے اور دیکھنے والے مرعوب ہو جائیں گے۔

۲۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ جھوٹ سے اجتناب کرے۔ نہ کسی کو دھوکہ دینے کی غرض سے جھوٹ بولے اور نہ ہی مزاح کے طور پر۔ کیونکہ جب انسان جھوٹ سے مکمل اجتناب کر لیتا ہے۔ اور دل میں عہد کر لیتا ہے کہ خلاف واقع بات نہیں کرے گا تو وہ سچ کا عادی بن جاتا ہے۔ ہر صورت اس کے منہ سے سچ صادر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو کھول دیتا ہے۔ سچائی اس کے علم کو صاف و شفاف کر دیتی ہے۔ اور کذب سے یوں لاتعلق ہو جاتا ہے کہ گویا وہ اس برائی سے واقف ہی نہیں۔ جب وہ کسی دوسرے شخص سے جھوٹی بات سنتا ہے تو اسے بڑی معیوب لگتی ہے۔ اور دل میں اسے بہت برا سمجھتا ہے۔ اگر وہ جھوٹ سے احتراز کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بدلا عطا فرماتا ہے۔

تیسری خصلت یہ ہے کہ جب انسان کسی سے وعدہ کرے تو اسے پورا کرے اور وعدہ خلافی نہ کرے۔ یا پھر کسی سے وعدہ ہی نہ کرے۔ ایفائے عہد ایک مفید خصلت ہے۔ اور یہ چیز بہترین رویے کی غمازی کرتی ہے۔ وعدہ خلافی جھوٹ کا ہے۔ جب بندہ ایفائے عہد کی خصلت کو اپنا لیتا ہے تو اس کیلئے سخاوت اور محبت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ دوست اسے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی زبان قدرت سے اس کی مدح و ستائش کرتا ہے۔

۴۔ چوتھی خصلت یہ ہے کہ انسان خلق خدا کو ملامت نہ کرے۔ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کو بھی تکلیف نہ دے۔ کیونکہ ملامت سے اجتناب ابرار و صدیقین کے اخلاق میں سے ہے ایسے شخص کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ وہ دنیا میں اللہ کی امان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں رہتا ہے۔اور آخرت میں اس کے لیے بڑے درجات تیار رکھے جاتے ہیں۔

اسے ہلاکت کے گڑھوں میں گرنے سے بچا لیا جاتا ہے۔ مخلوق کے شر سے اللہ کریم اسے سلامتی عطا فرماتا ہے۔اپنے بندوں پر مہربانی کرتے ہوئے اسے رزق عطا کرتا ہے۔اور اسے اپنا قرب بخشتا ہے۔

۵۔ پانچویں خصلت یہ ہے کہ انسان کسی کیلئے بد دعا نہ کرے۔اگر وہ زیادتی کر دے تو بھی اس سے سلسلہ کلام بند نہ کرے۔نہ اس سے انتقام لے۔اللہ تعالیٰ کی خاطر اس پر صبر و تحمل کرے۔اپنے قول و فعل سے اس سے بدلہ نہ لے۔یہ خصلت انسان کو اعلیٰ منازل پر فائز کرتی ہے۔

جب بندہ اس خصلت کو اپنا لیتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں بلند مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔دور و نزدیک کے سب لوگ اسے سے محبت و مودت کا سلوک کرتے ہیں اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مخلوق میں اسے سربلندی ملتی ہے اور دنیا میں وہ ایمان والوں کے دلوں میں عزت پاتا ہے۔

۶۔ چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہلِ قبلہ کو کافر، مشرک اور منافق نہ کہے۔یہ خصلت رحمت کے بہت قریب اور درجہ میں بہت بلند ہے۔یہ سنت کا کمال ہے۔ اور علم الٰہی میں دخل اندازی سے کمال پرہیز ہے۔اس ذریعہ سے انسان اللہ کی ناراضگی سے بچ جاتا ہے۔اللہ کی رضا اور رحمت کے بہت قریب پہنچ جاتا ہے۔یہ اللہ کریم تک پہنچانے کے لیے گویا دروازہ ہے جو انسان کو پوری مخلوق کی رحمت و محبت کا وارث بنا دیتا ہے۔

۷۔ ساتویں خصلت یہ ہے کہ انسان گناہوں سے بچے۔اپنے اعضاء کو غلط کاریوں سے باز رکھے۔یہ وہ عمل ہے جس کا اس دنیا میں دل اور اعضاء کو فوری بدلا دیا جاتا ہے اور آخرت کیلئے بھی نیکیاں ذخیرہ کی جاتی ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب پر احسان فرمائے۔ ہمیں یہ خصلتیں اپنانے کی توفیق دے اور ہمارے دلوں سے سب کدورتوں کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکال باہر کرے۔

۸۔ آٹھویں خصلت یہ ہے کہ انسان اپنا بوجھ کسی دوسرے کے کندھوں پر مت ڈالے یہ بوجھ تھوڑا ہو یا زیادہ اسے خود اٹھائے۔ بلکہ دوسری تمام مخلوق کے بوجھ بھی اٹھانے کی کوشش کرے۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھے اور ان سے کسی قسم کا لالچ نہ رکھے یہ چیز عبادت گزاروں کیلئے کمال عزت اور متقیوں کے لیے کمال شرف ہے۔ اسی چیز سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور انسان کے نزدیک پوری مخلوق ایک جیسی بن جاتی ہے۔

جب بندے میں یہ وصف پیدا ہو جاتا ہے تو رب قدوس اس میں غنا، اور ایمان و یقین کا نور پیدا فرما دیتا ہے۔ وہ کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیتا سب مخلوق حق میں اس کے نزدیک برابر ہوتی ہے اسے اس بات پر کامل یقین ہو جاتا ہے کہ اسی میں اہل ایمان کی عزت اور اہل تقویٰ کا شرف ہے۔ یہی اخلاص کا قریب ترین دروازہ ہے۔

۹۔ نویں خصلت یہ ہے کہ انسانوں سے کسی قسم کا لالچ نہ رکھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اسے حرص کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ دنیا سے بے نیازی بہت بڑی عزت کی بات ہے۔ یہی غناءِ خالص ہے۔ ایسا شخص بہت بڑا بادشاہ ہے۔ اسی میں فخر ہے۔ اسی سے صافی یقین حاصل ہوتا ہے۔ یہی کامل و صریح توکل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر یقین کا دروازہ ہے۔ زہد کے دروازوں میں سے ایک دروازہ یہ بھی ہے۔ اسی سے زہد و ورع حاصل ہوتا ہے اور بزرگی کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور یہی علامت ہے ان لوگوں کی جو دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کے ہو رہتے ہیں۔

۱۰۔ دسویں خصلت یہ ہے کہ انسان تواضع اختیار کرے۔ کیونکہ اس کے ذریعے عابد کا محل پختہ ہوتا ہے اس کی قدرت و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک اس کی عزت و رفعت کی تکمیل ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کے معاملے میں سے جو چاہتا ہے اس کی قدرت پاتا ہے۔ یہ خصلت تمام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خصائل حمیدہ کی اصل ہے۔ اسی ایک خصلت کی باقی تمام خصلتیں گویا شاخیں ہیں اور اسی کی تکمیل سے تمام دوسری خصلتیں جنم لیتی ہیں۔ اسی خصلت تواضع کے ذریعے بندہ ان منازل کو حاصل کر لیتا ہے جو منازل صالحین کی ہیں اور ان محبوبان خدا کی ہیں جو تنگی و فراخی میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہتے ہیں۔ یہ خصلت تقوی کا کمال ہے۔

تواضع

تواضع یہ ہے کہ انسان جس انسان سے ملے اسے اپنے آپ سے بہتر خیال کرے۔ اور کہے کہ ہو سکتا ہے وہ عند اللہ مجھ سے بہتر اور بلند درجہ ہو۔

اگر چھوٹا ہے تو کہے اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ حالانکہ میں نے گناہ کیے ہیں لہٰذا بلاشبہ وہ اس لحاظ سے مجھ سے بہتر ہے۔ اگر بڑا ہے تو کہے اس نے مجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ اگر عالم ہو تو کہے کہ اسے وہ نعمت دی گئی ہے جس سے میں محروم ہوں۔ اور جو دولت اسے میسر ہے مجھے حاصل نہیں اور جو وہ جانتا ہے میں اس سے جاہل ہوں۔ وہ اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اگر جاہل ہے تو کہے اس نے جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جبکہ میں نے جانتے بوجھتے گناہ کیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں کا خاتمہ کس پر ہو گا۔ اگر ملنے والا کافر ہو تو کہے کہ کیا خبر کل کو وہ اسلام قبول کر لے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ میں کفر کر بیٹھوں اور میری موت برائی پر آئے۔

تواضع شفقت اور مہربانی کا دروازہ ہے۔ یہ بہترین خصلت ہے جسے انسان اختیار کر سکتا ہے اور اسی کا اثر ہمیشہ دیرپا ثابت ہوتا ہے۔

جب بندہ اس خصلت کو اپنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے آفاتِ نفسانی سے بچا لیتا ہے اور اسے اس بلند مرتبے تک پہنچا دیتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کیلئے نصیحت کرتا ہے۔ اس کا شمار خاصانِ بارگاہ اور محبوبانِ پروردگار میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے لگتا ہے۔ اور وہ دشمنِ خدا ابلیس لعین کا سخت ترین دشمن بن جاتا ہے۔ یہی رحمت کا دروازہ ہے۔

اس کے علاوہ انسان کی زبان دوسروں کی غیبت اور لایعنی باتوں سے رک جاتی ہے۔ بس کوئی عمل تواضع کے بغیر تکمیل پذیر نہیں ہوتا۔ تواضع دل سے کبر ونخوت بغض وکینہ اور دوسری تمام برائیوں کو نکال دیتی ہے۔ جلوت و خلوت یکساں بن جاتی ہے۔ ظاہر وباطن ایک اور قلب وزبان میں یکسانیت آجاتی ہے۔ انسان خلقِ خدا کی بھلائی چاہنے لگتا ہے۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتا۔ کسی کو اس وقت تک نصیحت نہیں کرتا جب تک کسی ایک شخص کو بھی برے لفظوں سے یاد کر رہا ہوتا ہے۔ یا کسی کی عیب جوئی کو پسند کر رہا ہوتا ہے۔ عیب جوئی عبادت گزاروں کیلئے زہرِ قاتل ہے۔ اور زاہدوں کے لیے موت اور ہلاکت کا پیغام ہے۔ ہاں جس کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور اس کے دل اور زبان کو اپنے فضل وکرم اور احسان سے محفوظ کر لے تو وہ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔

سیر ابی صرف پانی سے ممکن ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارضاہ نے فرمایا: اور یہ نصیحت آپ نے مرض الموت میں فرمائی گویا اس کی حیثیت وصیت کی ہے۔

آپ کے بیٹے عبدالوھاب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ حضور! ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمایئے۔ جس پر آپ کے وصال کے بعد ہم عمل پیرا ہو سکیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اس کے علاوہ دل میں کسی اور کا خوف نہ رکھو۔ صرف اسی سے امیدیں وابستہ کرو۔ ہر چیز اسی سے مانگو۔ تمام ضروریات کا اسی کو کفیل سمجھو صرف اسی پر توکل کرو۔ اسی کی بارگاہ میں التجا کرو۔ کسی اور پر بھروسہ نہ کرو۔ توحید پر قائم رہو۔ اور ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک یقین کرتے رہو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے اللہ! میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں تو بھی میری ملاقات کو پسند فرما

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: جب دل کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح ہو جاتا ہے تو کوئی چیز اس سے نہیں نکلتی اور کوئی چیز اس سے خالی نہیں ہوتی۔ (یعنی علم و معرفت سے دل خالی نہیں ہوتا اور حکمت اس سے جدا نہیں ہوتی)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ نے فرمایا: میں ایسا مغز ہوں جس کا چھلکا نہیں۔ اور اپنی اولاد سے فرمایا: مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ظاہراً میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن باطناً کسی اور کی معیت مجھے حاصل ہے۔

فرمایا: میرے پاس کچھ اور لوگ آتے ہیں ان کے لیے جگہ چھوڑ دو۔ ان کا ادب کرو۔ رحمت عظیم یہاں ہے۔ ان کے لیے جگہ تنگ نہ کرو۔

آپ فرماتے جاتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی بخش دے۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر اور آپ لوگوں پر رحمت فرمائے۔ بسم اللہ تشریف لائیے۔ مگر مجھے چھوڑ کر جانے کیلئے نہیں۔ (یعنی میں وصال خداوندی چاہتا ہوں)۔ ایک دن اور ایک رات تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی فرماتے رہے۔

یہ بھی فرمایا: تم پر افسوس! مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ نہ ملک الموت سے اور نہ کسی اور فرشتے سے۔ ہماری ذمہ داری اپنے سواء کسی اور پر مت ڈال۔ یہ کہہ کر آپ نے نعرہ بلند کیا اور اسی روز عشاء کے وقت آپ اپنے خالق سے جا ملے۔

آپ کے بیٹوں عبد الرزاق اور موسیٰ رحمھما اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے پھر انہیں نیچے کر لیتے اور فرماتے۔ وعلیکم السلام ورحمۃ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ وبر کاتہ! توبہ کرو اور نیک لوگوں کی صف میں داخل ہو جاؤ۔ یہ تمہارے پاس بھی آیا چاہتا ہے۔ اور فرماتے۔ نرمی اختیار کرو۔ پھر اس کے پاس حق اور مستی موت آئے (یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے تلمیح ہے وجاءت سکرۃ الموت بالحق)

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا: تمہارے اور میرے درمیان اور تمام مخلوق کے درمیان اس قدر بعد اور دوری ہے جس قدر بعد اور دوری زمین اور آسمانوں کے درمیان ہے۔ مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ دوسروں کو مجھ جیسا سمجھو۔

آپ کے بیٹے عبدالرزاق نے پوچھا۔ (حضور!) طبیعت کیسی ہے۔ جسم میں کہیں درد تو نہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے کچھ مت پوچھو۔ میں بحر عرفان میں غوطہ زن ہوں۔ آپ کے بیٹے عبدالعزیز نے بیماری سے متعلق پوچھا تو فرمایا: میری مرض کو کوئی نہیں جانتا۔ اور نہ کسی کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ اس سے آگاہی انسان کے بس کا روگ نہیں۔ میری بیماری جن اور فرشتہ کی سمجھ سے بھی بالاتر ہے۔ اللہ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کا علم ناقص نہیں ہو جاتا۔ حکم بدلتا ہے اور علم لا تبدیل ہے۔ حکم منسوخ ہو جاتا ہے مگر علم منسوخ نہیں ہو سکتا۔

یَمْحُو اللّٰهُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ

(الانبیاء :23)

"مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے) اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب"

لَایُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ (الانبیاء :۳۲)

"نہیں پرسش کی جاسکتی اس کام کے متعلق جو وہ کرتا ہے اور ان (تمام سے) باز پرس ہو گی"

صفاتِ الٰہی کی خبریں جو ہمیں کلام اللہ سے پہنچی ہیں وہ دنیا کے اندر اسی طرح ظہور پزیر ہوتی رہتی ہیں۔

آپ کے بیٹے حضرت عبدالجبارؒ نے پوچھا: کیا جسم میں کہیں درد ہے؟

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا: دل کے سواء جسم کا انگ انگ میرے لیے باعث تکلیف ہے۔ دل محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صحیح ہے۔

پھر آپ کی زبان اقدس پر یہ کلمات جاری ہوئے: اس ذات سے مدد طلب کرتا ہوں جس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ جو زندہ ہے اور جس کے لیے فنا نہیں۔ ہر عیب سے پاک ہے۔ بلند ہے۔ زندہ ہے۔ موت سے نہیں ڈرتا۔ اپنی قدرت سے ہر چیز پر غالب ہے۔ تمام کو موت دیکر فنا کرنے والا ہے۔ اس کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

مجھے آپ کے فرزند موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: (تَعَزَّزَ) غالب ہے۔ مگر آپ اس لفظ کو صحیح طریقے سے ادا نہ کر سکے۔ آپ یہی کلمہ بار بار دہراتے رہے پھر زبان صحیح ہو گئی۔ اور ازیں بعد تین بار اللہ اللہ اللہ کہا۔ آواز پست ہو گئی۔ زبان تالو سے لگ گئی۔ اور روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکتوں سے مستفیض فرمائے۔ ہمارا خاتمہ بالایمان کرے۔ اور تمام مسلمانوں کو ایمان کی دولت عطا فرمائے۔ ان تمام کی موت اسلام پر ہو۔ اور ہم سب کو نیک بندوں سے ملائے۔ رسوائی اور عذاب سے محفوظ رکھے۔ تمام تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

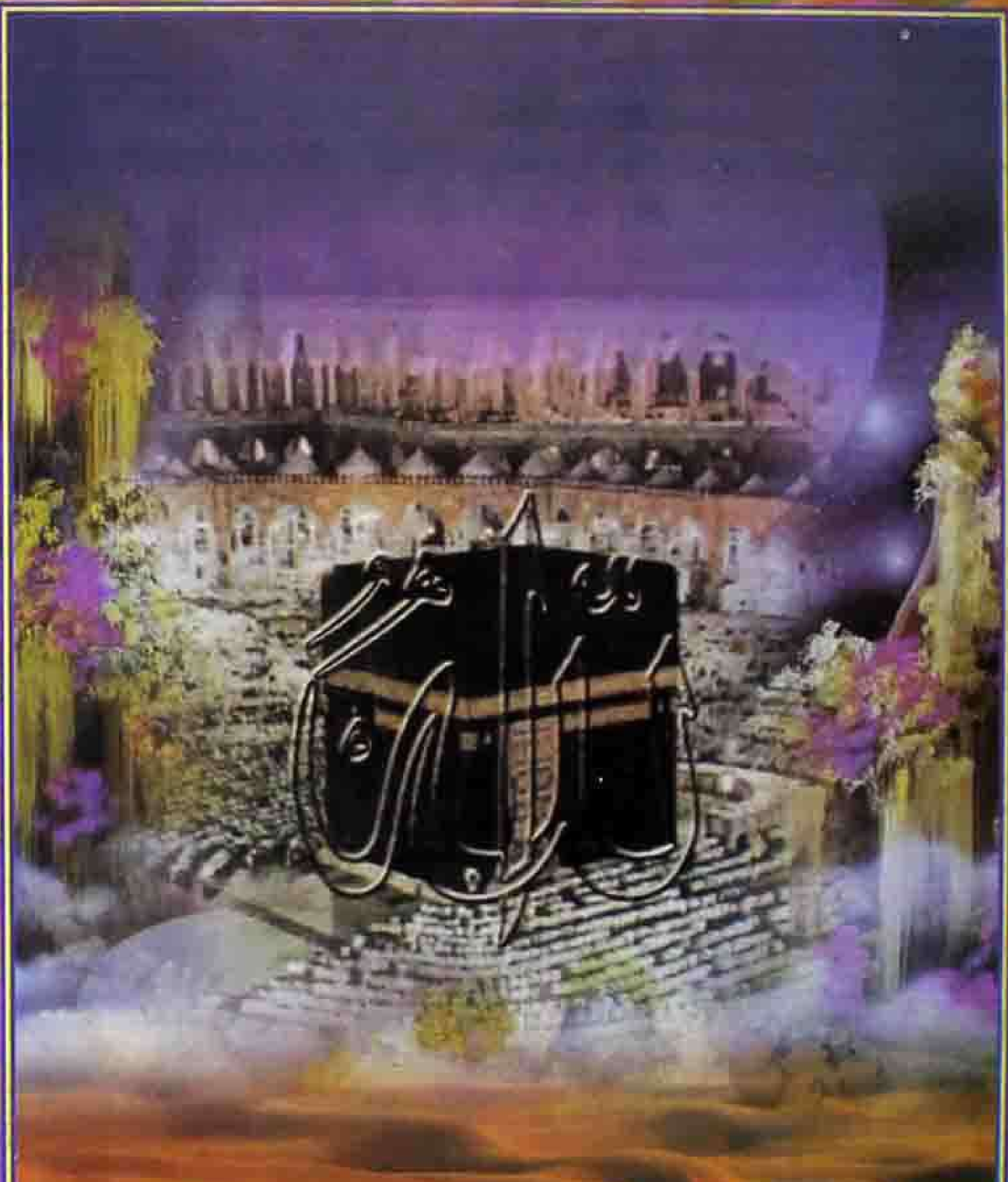

سِرّ الاسرار

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ ستودہ صفات اولیائے اُمت کے درمیان ایک نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ آپ کی بھرپور اور جامع شخصیت کے اثرات نہ صرف آپ کے زمانے پر بڑے واضح اور نمایاں ہوئے بلکہ آنے والے زمانے بھی ان سے بہرہ ور ہوتے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیماتِ تصوف کی تجدید کی جس تحریک کا آغاز کیا جناب شیخ نے اسے اوجِ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ کے کارہائے نمایاں ہمہ جہت ہیں۔ آپ کی مجلسِ وعظ لاکھوں گم کردہ راہ افراد کی ہدایت کا سبب بنی۔ آپ کی تربیت سے ہزارہا متلاشیانِ حقیقت منزل آشنا ہوتے۔ آپ کی تحریریں آج بھی خفتہ دلوں کی بیداری کا سبب ہیں۔ اُمت کے کاملین آپ کی توجہات اور تصرفاتِ باطنی سے استفادہ کرتے ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ وقت کی سیاست اور معاشرت پر آپ نے انمٹ نقوش ثبت کیے۔ ایک طرف آپ کے فیض یافتہ مجاہدین اور غازیانِ جواں مرد نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی کی قیادت میں صلیبی آویزش کے سامنے بند باندھتے ہوتے نظر آتے ہیں اور قبلۂ اول کی بازیابی کا سبب بنتے ہیں تو دوسری جانب آپ کے گمنام درویش، اُجڈ وحشی اور خون ریز تاتاریوں کو تہذیب آشنا کرتے ہوتے اور انھیں کعبہ کا پاسبان بناتے ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ زیرِ نظر رسالہ آپ کے تبرکات میں سے ایک ہے۔ عالم عرب کے نامور محقق نے اسے جدید خطوط پر ایڈٹ کیا اور ہمارے فاضل دوست ظفر اقبال کلیار نے اسے احسن انداز میں اُردو کے قالب میں ڈھال دیا۔ اللہ رب العزت اس محنت و کاوش کو ہمارے لیے ہدایت کا سبب بنائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم)۔

زاویہ نشین
محمد رضا الدین صدیقی

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

سر الاسرار ومظهر الانوار

فيما يحتاج إليه الأبرار

Marfat.com

سِرّ الاسرار

روحانی حقائق و معارف کا حسین و جمیل مجموعہ، صوفیانہ تعلیمات کی خوبصورت اور دل آویز تشریح وصول الی اللہ کے سربستہ حقائق، عارف جلیل، مرشدِ کامل و مکمل کے قلم سے

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربّانی، غوث صمدانی، محبوب سُبحانی

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مترجم

(الاستاذ) ظفر اقبال کلیار

(فاضل بھیرہ شریف)

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

۲۰۰۰ء

راوّل ——— ایک ہزار

ہدیہ ——— = 80 روپے ۔ ۲۷ = ۵۳ روپے

زیرِ اہتمام

محمد رضاءُ الدین صدیقی

نجابت علی تارڑ

زاویہ

۸۔ سی دربار مارکیٹ ○ لاہور

Ph (042) 7113553-7241517

(نوٹ)

اِس کتاب کے جملہ محاصِل "زاویہ فاؤنڈیشن" کے علمی و تحقیقی مقاصد کے لئے وقف ہیں۔

سر الأسرار ومظهر الأنوار

فيما يحتاج إليه الأبرار

شيخ الإسلام وسلطان الأولياء

أبي محمد عبد القادر بن أبي صالح عبد الله بن جنكي دوست الجيلاني الشافعي الحنبلي

رحمه الله تعالى

(٤٧٠ - ٥٦١ هـ)

تحقيق

خالد محمد عدنان الزرعي — محمد غسان نصوح عزقول

Marfat.com

فہرست

مقدمہ تحقیق	9
اس کتاب کے مختلف نسخوں کے بارے کچھ معلومات	13
کچھ اس کتاب کے بارے میں	17
کلمہ شکر	21
سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ	23
اصطلاحات کتاب ھذا	41
مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا مقدمہ	53
پہلی فصل : انسان کی وطن اصلی کی طرف واپسی	69
دوسری فصل : انسان کا پست ترین حالت (اسفل السافلین) کی طرف لوٹنا	77
تیسری فصل : اجساد میں روحوں کی دکانیں	79
چوتھی فصل : علوم کی تعداد	87
پانچویں فصل : توبہ اور تلقین	95
چھٹی فصل : اہل تصوف کے بیان میں	109
ساتویں فصل : ذکر و اذکار کے بارے میں	117
آٹھویں فصل : شرائط ذکر	122
نویں فصل : دیدار الٰہی	128
دسویں فصل : ظلمانی اور نورانی حجابات	135
گیارویں فصل : سعادت و شقاوت	138

Marfat.com

بارہویں فصل : فقراء کابیان	146
تیرھویں فصل : طہارت کا بیان	155
چودھویں فصل : شریعت اور طریقت کی نماز	158
پندرہویں فصل : عالم تجرید میں معرفت کی طہارت	165
سولہویں فصل : شریعت اور طریقت کی زکوٰۃ	168
سترھویں فصل : شریعت اور طریقت کا روزہ	171
اٹھارویں فصل : شریعت وطریقت کا حج	175
انیسویں فصل : وجد اور صفاء	181
بیسویں فصل : خلوت وعزلت	186
اکیسویں فصل : اوراد خلوت	196
بائیسویں فصل : سوتے میں خواب دیکھنا	200
تیئسویں فصل : اہل تصوف	213
چوبیسویں فصل : حالت نزع	217

Marfat.com

مقدمہ تحقیق

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جو خالق کون و مکان ہے۔ دنیائے ہست وبود کا مقدر، ہر عیب، ہر کمزوری سے پاک، منزہ و مبرہ، احکم الحاکمین ہے۔ اپنے علم کے فیض سے اپنے وجود کو بندگان خاص پر عیاں فرمایا۔ انہیں حکمت و دانائی کا لباس پہنا کر ان کے ہاتھ پر خیر کثیر کو جاری فرمایا۔ خیر کثیر کا یہ سلسلہ انہیں کی وساطت سے پوری دنیا تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فیض حاصل کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں۔ وہ الہ یکتا کریم، بے حد سخی ہے۔ اس کے جود وسخا سے پوری کائنات (کی جھولی) بھری ہوئی ہے۔ یہی عالم کا مقدر، اس کا موجد، تمام مخلوق کا خالق، اس میں پنہاں اسرار و رموز سے واقف اور خود آسمانوں اور زمین میں ان رازوں کو آباد کرنے والا ہے۔ اس کی ذات وہ ہے جو اس زمین اور ان آسمانوں میں نہیں سما سکتی۔

اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ نبی امی ہیں مگر تمام علوم کے بحر ذخار ہیں اللہ تعالیٰ نے خود کائنات کے تمام راز انہیں تعلیم فرمائے اور وحی کی زبان میں ان سے بات کی۔

مولا! سیدنا محمد ﷺ پر اپنی رحمتوں کا ہمیشہ نزول فرما جو تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت بن کر آئے ہیں، حامل ذکر حکیم ہیں۔ معلم خلق تمام ہیں۔ ہادی و مرشد شرع قویم ہیں۔ ارباب معرفت کو حبل متین کے ذریعے خدا تک پہنچانے والے ہیں۔ عبادات و ذکر کے ذریعے رب العالمین کے حریم قدس تک پہنچنے کے

راستے کی وضاحت فرمانے والے ہیں۔

ازیں بعد: یہ رسالہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ یہ ایک عظیم اور منفعت بخش کتاب ہے۔ اس میں تصوف کے اصول اور معرفت حق تک پہنچنے کے ذکر کے طریقوں کی وضاحت ہے جو فناء و محو سے تعلق رکھتے ہیں۔

تصوف اپنے اجزائے ترکیبی میں اخلاق صافیہ، معرفت حق یا سلوک کی راہوں مکاشفہ، مشاہدہ، تجلیات، جذبات کے ذریعے اللہ تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔

یہ علم شریعت سے خروج نہیں اور نہ ہی محرمات میں غفلت برتنے سے عبارت ہے بلکہ شریعت ہی کا عطیہ اور ثمرہ ہے۔ تصوف شریعت کے اوامر کی پابندی کا نام ہے۔ یہ شریعت کے حلال و حرام کی پابندی کو بنیاد یقین کرتا ہے۔ مگر کھوکھلی پابندی کا قائل نہیں بلکہ اس میں ایک خاص جذبے کا قائل ہے جسے آج ہم ''حیویت'' کا نام دیتے ہیں تصوف شریعت کی گویا روح ہے۔ جب سینہ تصوف سے جگمگا اٹھتا ہے تو انسان کے عمل سے اخلاص کی روشنی پھوٹنے لگتی ہے۔ اس طرح اس کے دل میں عشق الٰہی رچ بس جاتا ہے اور وہ اپنے وطن اصلی کو لوٹنے کے لیے بیقرار نظر آتا ہے۔ قرب کی ان منزلوں پر چلتے ہوئے اسے وجد کی کئی صورتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ خوف و رجاء کہ اسلحہ سے لیس انسان اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جاتا ہے اور مخلوق سے ناتا توڑ لیتا ہے دنیا اس کی نظروں میں حقیر ہو جاتی ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری اس کی پہچان بن جاتی ہے۔ پس انسان انس کا ذائقہ چکھ لیتا ہے۔ معرفت حق سے دلشاد ہو جاتا ہے اور فناء کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔

ہر دور میں علمائے محققین نے تصوف حقیقی کی روشنی کا ادراک کیا ہے۔ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے انہوں نے خوب جانچ پڑتال کی ہے۔ ان کا نتیجہ فکر مدح و ستائش کی صورت میں آج بھی ہمارے سامنے ہے۔ کئی علماء نے تو صراحتاً تصوف کے حق میں دل کھول کر لکھا ہے اور بعض کی عبارات چغلی کھاتی ہیں کہ وہ تصوف کے دلدادہ تھے۔ ان میں سے صرف چند محققین کی آراء پیش کرنے پر

Marfat.com

اکتفا کیا جائے گا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ :۔

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت ابو حمزہ بغدادی[1] کی تربیت میں تھے تو ان دنوں حضرت نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی: "بیٹے! ان لوگوں کی صحبت ضرور اٹھایئے۔ یہ لوگ علم، مراقبہ، خشیت، زہد اور علو ہمت میں ہم سے کہیں آگے ہیں"۔[2] صوفیاء کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ "میرے علم میں ان سے بہتر کوئی نہیں۔ عرض کی گئی حضور! یہ لوگ سماع کے قائل ہیں وجد میں آجاتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جانے دیجئیے۔ ایک ساعت انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہو لینے دو"۔[3]

حضرت امام مالکؒ :۔

جو ظاہری علوم سیکھتا رہا اور تصوف کی راہ اختیار نہ کی فاسق ہوا اور جو تصوف کی کٹھن راہوں پر علم ظاہری کی روشنی کے بغیر چل دیا کفر والحاد کا شکار ہوا اور جس نے دونوں (ظاہری علم اور تصوف کو یکجا کر لیا منزل مقصود تک پہنچ گیا۔[4]

امام عزالدین بن عبد السلام :۔

صوفیاء میں سے کئی لوگوں نے اپنے فکر و عمل کی بنیاد شریعت مطہرہ پر رکھی جسے نہ دنیا منہدم کر سکتی ہے اور نہ آخرت۔ مگر دوسرے رسوم کے پرستار رہے۔ اور جو چیز صوفیائے کرام کی کامیابی کی دلیل ہے وہ ان کے ہاتھوں صادر ہونے والی کرامات اور خوارق ہیں۔ در حقیقت کرامت قربت حق کی اور رضائے حق تعالیٰ کی فرع ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ علم بغیر عمل سے راضی ہوتے تو پھر ظاہرین علماء بھی صاحب کرامت و خوارق ہوتے لیکن ایسا ہرگز نہیں"۔[5]

تاج الدین سبکی :۔

صوفیائے کرام (حیاہم اللہ وبیاہم وجمعنا فی الجنۃ وایاھم) کے بارے بہت

Marfat.com

زیادہ بیہودہ باتیں کی گئی ہیں۔ مگر یہ باتیں جہالت کا نتیجہ ہیں در حقیقت لوگ ان کے نظریات اور مقام سے واقف نہیں۔ اس کے ظاہری احوال حقیقت تک رسائی سے مانع ہیں۔ شیخ ابو محمد جوینی فرماتے ہیں کہ ان کے بارے توقف صحیح نہیں کیونکہ ان کی کوئی حتمی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ پھر شیخ ابو محمد جوینی تصوف کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں...... حاصل کلام یہ ہے کہ صوفیاء اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے ان کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ان کی دعاؤں سے نزول بارش کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔[۶]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ :۔

"میرا موقف صوفیاء کے بارے بھی وہی ہے جو فقہاء کے بارے ہے۔ جس نے کتاب و سنت اور سلف صالحین کی پیروی کی وہ نجات پا جائے گا اور عند اللہ کامیاب ٹھہرے گا اور جو قرآن و سنت اور سلف صالحین کے طریقے سے اعراض برتے گا خائب و خاسر ہوگا" ابن تیمیہ ان لوگوں کو مرفوع القلم گردانتے ہیں جو مقام سکر میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمیز کی قوت کھو بیٹھتے ہیں مگر ان کے دل میں ایمان کی حلاوت موجود رہتی ہے۔ ان کی مثال شراب کے نشے میں دھت انسان کی ہے جو عقل و خرد کی قوت سے عاری ہو جاتا ہے یا تصویر کا عاشق کہ یہ عشق اسے پاگل بنا دیتا ہے۔ اسی طرح صوفی خوف و رجاء کے احوال کے طاری ہونے سے فناء کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔[۷]

حواشی

۱۔ یہ سری بن مغلس سقطی اور بشر حافی کے صحبت یافتہ ہیں

۲۔ تنویر القلوب ص 437 — ۳۔ ردود علی شبھات السلفیہ ص ۱۱

۴۔ شرح عین العلم ص ۳۳ — ۵۔ ردود علی شبھات السلفیہ ص ۱۳

۶۔ معبر النعم و مبید النقم ص ۱۱۹۔۱۲۰ — ۷۔ مجموع الفتاویٰ ج 10/ 486-516

Marfat.com

اس کتاب کے مختلف نسخوں کے بارے کچھ معلومات

(1) مخطوطہ

پہلا نسخہ :۔

یہ نسخہ حماۃ میں واقعہ "استانہ" لائبریری میں موجود ہے اس قلمی نسخے کا عنوان "سرالاسرار وَمَظھَرُالْاَنوَارِ فِیمَا یَحتَاجُ اِلَیْهِ الْاَبرَارُ" ہے مخطوطہ بہتر (72) اوراق (144 صفحات) پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے پر تیرہ سطریں اور ہر سطر میں تقریباً سات سے آٹھ کلمات ہیں۔ یہ نسخہ 791ھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کی کتابت سنہری حروف سے کی گئی ہے۔ کہیں کہیں تعلیقات بھی ہیں۔ خط نسخ میں بہت خوبصورت لکھائی کی گئی ہے۔ بعض کلمات سونے کے پانی سے لکھے گئے ہیں جو سرخ رنگت میں بہت بھلے محسوس ہوتے ہیں۔ کتاب کا نمبر 57.7۔ عام ہے۔ آج کل یہ نسخہ افقر الوریٰ خادم الفقراء سید الحاج صالح گیلانی نقیب اشراف حماۃ کی ملکیت میں ہے۔

دوسرا نسخہ :۔

یہ نسخہ بھی بغداد کی لائبریری دارالسلام میں موجود ہے۔ اس کا عنوان۔ "رِسَالَةٌ فِي عِلْمِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ" ہے۔ تعداد اوراق 29 ہے اوسطاً ہر صفحے پر نو (9) سطریں اور ہر سطر میں تقریباً گیارہ (11) کلمات ہیں۔ تاریخ تکمیل 15 صفر 1096ھ لکھی ہوئی ہے۔ خط نسخ میں لکھا ہوا یہ نسخہ نظر ثانی شدہ

Marfat.com

ہے۔ بعض کلمات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ لائبریری میں اس کا نمبر 9177۔عام ہے۔

تیسرا نسخہ :۔

یہ نسخہ الظاھریہ لائبریری میں ہے۔ رسالے کا عنوان ہے "السلوک فی باطن الاسرار" غلاف پر مؤلف کا نام ابوالمحاسن جمال الدین محمد بن یوسف بن عبداللہ گورانی کردی (ت۔768ھ) لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ 27 اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر تقریباً 23 سطریں اور ہر سطر میں اوسطاً 8 لفظ ہیں۔ تاریخ تالیف 6 ربیع الاول 1127ھ لکھی گئی ہے۔ نسخہ محمد ادیب تقی کی ملکیت رہا جو 1292ھ میں پیدا ہوئے اور 1358ھ میں انتقال کر گئے۔ لائبریری نمبر 11232 عام ہے۔

چوتھا نسخہ :۔

ظاہریہ لائبریری میں موجود یہ نسخہ "اَلْاَسْرَارُ فِیْمَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ الْاَبْرَارُ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے ابتدائی صفحات بوسیدہ ہیں۔ اس کے کل چوبیس اوراق ہیں۔ ہر صفحہ پر اوسطاً سترہ سطور اور ہر سطر میں تقریباً بارہ الفاظ ہیں۔ اس کی کتابت خان بن ملا ویابن ملا نصر خان نے طاخ کے قصبے میں اپنے آقا اسکندر کے حکم سے کی۔ تاریخ کتابت 1170ھ ہے یہ نسخہ بھی خط نسخ میں بہت خوش خط لکھا گیا ہے۔ لائبریری میں نمبر 3956۔عام دیا گیا ہے۔

پانچواں نسخہ :۔

یہ نسخہ بھی ظاہریہ لائبریری میں موجود ہے اور "رِسَالَۃٌ فِی التَّصَوُّفِ" کے نام سے موسوم ہے۔ کل اوراق 39 ہیں۔ ہر صفحے پر پندرہ (15) سطور اور ہر سطر میں تقریباً دس الفاظ ہیں نسخہ خط نسخ میں لکھا گیا ہے لیکن کہیں کہیں فارسی عبارات گڈ مڈ ہو گئیں ہیں۔ لائبریری میں نسخے کو 6919 نمبر عام دیا گیا ہے۔

Marfat.com

چھٹا نسخہ :۔

یہ بھی ظاہر یہ لائبریری کی زینت ہے۔ اس کا عنوان ''کتاب فی التصوف ہے۔ باسٹھ اوراق پر مشتمل نسخے کے ہر صفحہ پر تیرہ سطور اور ہر سطر میں تقریباً آٹھ الفاظ ہیں نسخہ نظر ثانی شدہ ہے اور سر عنوان یہ کلمات لکھے ہوئے ہیں ''تقدمة من جمال الدین جمالی الحمصی اخیه الحاج محمد عبدالدائم الحلبی'' لائبریری میں اس کا نمبر 7389 عام ہے۔

ساتواں نسخہ :۔

''اسرار الاسرار'' کے عنوان سے یہ نسخہ حلب کی ''الوطنیہ'' لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے اوراق سینتیس، ہر صفحے پر انیس سطور اور ہر سطر میں نو سے دس الفاظ ہیں۔ یہ ایک بہترین نسخہ ہے عام لکھائی خط نسخ میں ہے لیکن عنوانات خط شکستہ میں ہیں اس کی تکمیل جمعرات کے دن 1274ھ کو ہوئی کتاب کا نمبر 1858 عام ہے۔

ب : مطبوعہ :۔

یہ کتاب صرف ایک بار زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہے۔ وہ بھی الگ کتاب کی صورت میں نہیں بلکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین کے حاشیہ کی صورت میں۔ اس کی پہلی یہ طباعت مطبعہ مبریہ مکہ مکرمہ حماها اللہ تعالیٰ میں ہوئی۔ سن طباعت 1314ھ ہے۔ مگر طباعت ناقص ہے۔ اس میں بہت ساری کتابت کی غلطیاں اور تحریفات ہیں۔ کہیں کہیں غیر مفید اضافے ہیں خصوصاً غیر عربی (فارسی) اشعار کی بھرمار کی گئی ہے۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں

زیر نظر کتاب کے بارے کچھ عرض کرنا فائدے سے خالی نہیں ہو گا۔ صاحب "معجم المؤلفین" نے اسے محمد بن یوسف کورانی کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ اشارہ بھی دیا ہے کہ اس کا نام "بیان اسرار الطالبین فی التصوف" ہے۔

اس چیز نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم ان مصادر کی چھان بین کریں جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ تحقیق کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ کورانی کا صرف ایک ہی رسالہ ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے۔ اس رسالے کا نام "ریحان القلوب والتوصل الی المحبوب" ہے اسی طرح ابن تغری بردی بغدادی ذکر کرتے ہیں کہ کورانی کا صرف ایک ہی رسالہ ہے۔ صاحب کشف الظنون اسے کورانی سے تالیف قرار دیتا ہے۔

استاذ ریاض مالح اس رسالے کا ذکر کرتے ہیں اور اسے کورانی کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔

اسی لیے ہمیں ان تمام مخطوطوں کا مطالعہ کرنا پڑا جن کی نسبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یا کورانی علیہ الرحمۃ کی طرف تھی۔ بڑی تحقیق کے بعد بھی داخل یا خارج سے ہمیں کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہوتا کہ یہ رسالہ کورانی کی تصنیف ہے۔ تمام مخطوطوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ شیخ کی تصنیف ہے۔ تمام نسخوں کو دیکھنے کے بعد ہمیں اندازہ ہوا کہ ریاض مالح نے معجم المؤلفین پر اعتماد کیا ہے تحقیق نہیں کی اور صاحب معجم المؤلفین نے کشف الظنون پر اعتماد کیا ہے۔

Marfat.com

جب ہم نے مکتبہ قادریہ کے مخطوطات کی فہرست کی طرف رجوع کیا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ رسالہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی ہی تصنیف ہے۔ یاد رہے مکتبہ قادریہ شیخ جیلانی قطب سبحانی کی ذاتی لائبریری ہے۔ اس کی بنیاد آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹوں نے رکھی تھی۔ اس لائبریری میں کچھ نسخے حضرت شیخ کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ ہم نے کوشش تو کی کہ ان نسخوں کا مطالعہ کریں لیکن عراق اور کویت کی آویزش نے رکاوٹ پیدا کر دی اور ہم ان تک نہیں پہنچ سکے۔ کیونکہ اس کام کے لیے بہت سا وقت درکار تھا۔ حضرت شیخ کی ذاتی لائبریری میں موجود یہ فہرست یہ باور کرانے کے لیے کافی ہے کہ رسالہ "سرالاسرار" یا "اسرار الطالبین" شیخ جیلانی ہی کی تصنیف ہے۔ اور اس نہج کا کام کسی اور شخص کے بس کا روگ ہی نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

ہماری کوشش :۔

1۔ ہم نے مختلف نسخوں کا باہم موازنہ کیا۔ جہاں اختلاف رونما ہوا وہاں اصل مخطوطے کی عبارت لکھ دی۔ ہاں اگر غلطی واضح تھی تو دوسرے نسخوں کی عبارت کو لکھ کر درمیانی بریکٹ { } کا اشارہ دے دیا

2۔ جہاں کہیں لکھنے والے سے تصحیف یا تحریف ہو گئی یا کوئی حرف یا جملہ رہ گیا اور بعد میں خود لکھنے والے کو پتہ چل گیا اور اس نے اس کو حاشیہ میں لکھ دیا تو ہم نے ایسے لفظ یا جملے کو اصل متن میں لکھ دیا اور کسی قسم کی آگاہی نہیں دی۔ ہاں جہاں لکھنے والے کو غلطی کا احساس نہیں ہوا تو ہم نے دوسرے نسخوں سے اصل عبارت لکھ کر بڑی بریکٹ [ ] کا نشان لگا دیا ۲؎

3۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ حتی الوسع آیات واحادیث اور علماء کی عبارات کی تخریج ہو جائے۔

4۔ اصل کتاب کا ورق جہاں ختم ہوتا ہے وہاں ایک نشان دے دیا ہے تاکہ اس سے قاری کو مخطوطے کا اندازہ ہو تا جائے۔ ۳؎

Marfat.com

5۔ بعض حواشی اصل کتاب سے لیے گئے ہیں اور صرف انہیں پر اکتفاء کیا گیا ہے ایسے مقامات پر "ورد فی ھامش رظ)" کے الفاظ کے ساتھ اشارہ ملتا ہے۔

6۔ جہاں کہیں لفظ اللہ آیا ہے ہم نے لفظ تعالیٰ کا اضافہ کیا ہے اور حضور ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ ﷺ کا اضافہ کر دیا ہے۔ کیونکہ اس ضمن میں نسخوں میں باہم بہت اختلاف تھا۔

7۔ آیات کریمہ کی تخریج میں سورت کا نام، نمبر اور آیت کا نمبر تحریر کیا گیا ہے۔

8۔ اکثر احادیث کی تخریج کر دی گئی ہیں لیکن بہت سی احادیث کی تخریج باوجود کوشش کے نہیں ہو سکی۔ جہاں حدیث کے ہونے کا گمان تھا وہاں تلاش بسیار کی گئی لیکن نہیں ملیں۔

9۔ بعض احادیث کی تشریح کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اگر کہیں ایسی حدیث آئی جس کا متن ماخذ سے نہیں مل سکا تو اس کے معنی کو قوی کرنے والی دوسری احادیث کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

10۔ اعلام کا تعارف بھی کافی حد تک کر دیا گیا ہے۔

11۔ کتاب کے شروع میں اصطلاحات کتاب کی تشریح کر دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ایسی معاجم سے مدد لی گئی ہے جو مصطلحات صوفیاء کی وضاحت کرتی ہیں۔ ہاں اس میں کتاب کے سیاق و سباق کا خیال رکھا گیا ہے۔

حواشی

۱۔ ۲۔ ۳۔ ترجمہ میں ان چیزوں کا اہتمام نہیں کیا گیا کیونکہ ان رموز سے اردو خواں واقف نہیں ہوتا۔ اور ان کا لحاظ رکھنا بھی مشکل تھا۔ اہل علم حضرات متن کی طرف رجوع کریں

Marfat.com

کلمہ شکر

ہم ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے اس کام کرنے کی طرف ہماری توجہ مبذول کی یا کتاب کو ہر لحاظ سے بہتر بنانے کے لیے اپنی شروحات سے نوازا۔ خصوصاً ڈاکٹر عبدالکریم یافی اور شیخ یوسف عرار ہمارے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے بعض بنیادی اور نتیجہ خیز تعلیقات سے ہمیں فائدہ پہنچایا۔

اسی طرح اپنے فاضل دوست زیاد سروجی اور محمد شونو کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے مؤسسۃ البصائر کی وساطت سے اپنی بہترین کمپوزنگ کے ذریعے اس کتاب کو بہترین صورت میں اہل علم تک پہنچانے میں ہماری مدد کی۔ حالانکہ یہ مسابقت کا دور ہے اور یہ ہماری ساتویں کتاب ہے جسے یہ خوش اسلوبی سے پیش کررہے ہیں۔ اس تمام کامیابی کا سہرا لمکتبہ الاسد والوطنیہ کے سر ہے۔

محترم انجنیئر صبحی عودہ کا شکریہ بجانہ لانا زیادتی ہو گی جنہوں نے کام کرنے کے لیے ہمیں بہترین مواقع فراہم کیے۔ استاد بشیر محمد عیون جو مسلسل ہمیں اس کام پر ابھارتے رہے اور مدد بھی کرتے رہے۔

ان تمام حضرات کی خدمت میں ہدیہ تشکر و امتیاز۔

ہم اپنی اس حقیر سی کوشش کو اللہ تعالیٰ سے اس امید پر پیش کررہے ہیں کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ اور ہمیں سیدھے راہ پر چلنے کی توفیق بخشے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے لطف عمیق اور رحمت تمام کا سوال کرتے ہیں اور اس علیم و خبیر ذات کی خدمت میں یہ گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں فرمانبرداری کی توفیق دے اپنی جنت اور انعام سے نوازے اور مؤلف، کاتب قاری کو اور سننے والے کو اس کتاب سے بحق محمد ﷺ و بحق عترتہ نفع دے۔

Marfat.com

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ

نام و نسب :۔

امام وزاہد، عارف کامل، قدوۃ الاتقیا، سلطان الاولیاء، امام الاصفیا، شیخ الاسلام محی الدین والسنہ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح[1] عبداللہ بن جنگی دوست[2] بن یحیٰ بن محمد بن داود بن موسیٰ بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن[3] بن علی بن ابی طالب[4]

آپ علیہ الرحمۃ شیخ ابو عبداللہ صومعی کی نسل سے ہیں جن کی نسبت جیلان[5] کی طرف کی جاتی ہے آپ جیلان کے کبار مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت صومعی کی کرامات اور احوال زبان زد عوام و خواص ہیں۔[6]

حضرت شیخ کی والدہ ماجدہ ام الخیر فاطمہ بنت ابی عبداللہ صومعی اپنے وقت کی صاحب کرامات شخصیت ہیں۔[7]

مولد و موطن :۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نصف ماہ رمضان 471ھ کو جیلان[8] میں پیدا ہوئے عنفوان شباب اسی قصبہ میں گزارا 20 سال کی عمر میں بغداد کی طرف کوچ کیا 488ھ کو بغداد شہر میں داخل[9] ہوئے اور بقیہ زندگی اسی شہر میں گزار دی۔

حسن ظاہری :۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قد درمیانہ سینہ چوڑا اور بدن کمزور تھا داڑھی مبارک

گھنی اور طویل تھی رنگ گندمی دونوں ابروئے ملے ہوئے اور آواز میں بلند آہنگی تھی۔ نہایت شیریں مقال اور دلنشیں خصال تھے۔ شخصیت میں ایک خاص جاذبیت رکھتے تھے اور علم کا وقار شخصیت سے ٹپکتا تھا[1]

پرورش اور تعلیم :۔

آپ نے علم پرور اور کرامات دیدہ معاشرے میں آنکھ کھولی والد گرامی جیلان کے بڑے علماء میں سے تھے والدہ ماجدہ کی کرامات کا شہرہ دور دور تک تھا حضرت ابو عبداللہ جو آپ کے نانا ہیں اپنے وقت کے عارف کامل عالم با عمل اور متقی و پرہیز گار انسان تھے۔

شیخ علیہ الرحمۃ نے علم، فقہ، معرفت و حقیقت شناس گھرانے میں پرورش پائی۔

آپ جانتے تھے کہ علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اس لیے آپ نے علم کے لیے کمر ہمت باندھ لی اور اپنی تمام تر کوششیں اس راہ میں صرف کر دیں۔ شروع سے آپ کے دل میں یہ آرزو چٹکیاں لیتی تھی کہ آپ کا شمار چوٹی کے علماء میں ہو۔

حصول علم کی ابتدا قرآن کریم سے کی قرأت میں تبحر حاصل کیا اس مقصد کے لیے ابو الوفا علی بن عقیل الحنبلی اور ابو الخطاب محفوظ الکلوازانی الحنبلی اور کئی دوسرے فن قرأت کے ماہرین کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیے حدیث پاک کے سماع کے لیے ابی غالب محمد بن الحسن الباقلانی جیسے کئی مشاہیر عصر اور حفاظ کی خدمت میں حاضری دی۔

ابو — علم فقہ میں ابی سعد المخرمی جیسے باکمال استاذ اور فقیہ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ جنہوں نے ظاہری اور باطنی علوم سے آپ کو بہرہ مند کیا۔ حضرت ابو سعید مخرمی نے آپ کو خرقہ شریعت بھی عطا فرمایا۔

ابو — ادب اور لغت کی تعلیم کے لیے ابی زکریا یحیٰ بن علی تبریزی کی بارگاہ میں

Marfat.com

حاضر ہوئے۔ پھر حضرت حماد الدباس کی صحبت اٹھائی اور حضرت دباس نے آپ کو علم لغت وادب کے ساتھ ساتھ علم طریقت سے بھی حصہ وافر عطا فرمایا۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت، طریقت، لغت اور ادب میں کمال تبحر حاصل کر کے مذہب حنبلی کے امام اور اپنے وقت کے مقتداء قرار پائے۔

مجالس وعظ قائم ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے دل میں ودیعت حکمت ودانائی کو نطق ظاہری پر جاری فرمادیا۔ آپ نے پہلی مسند وعظ شوال 521ھ کو منعقد کی۔ یہ مجلس وعظ ابو سعید مخرمی رحمۃ اللہ علیہ کی مدرسے میں ہوتی رہی جو بغداد کے باب الازج کے اندر واقع ہے۔ آپ کے زہد وورع کی شہرت دور دور تک پھیل گئی لوگ دیوانہ وار حاضر مجلس ہونے لگے۔ جب شیخ نے دیکھا کہ انبوہ کثیر مدرسہ میں نہیں سما سکتا تو آپ بغداد سے باہر واقع عید گاہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کی تقریر سننے کے لیے ہزاروں لوگ آتے۔ بعض روایات میں ان کی تعداد ستر ہزار بتائی گئی ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ سے اکتساب فیض کرنے والوں میں بڑے بڑے فقہاء علماء، محدثین اور ارباب احوال ومقامات کے اسمائے گرامی آتے ہیں [۱۲]

آپ نے اصول وفروع اور اہل احوال و حقائق [۱۳] کے بارے کئی تصنیفات یاد چھوڑی ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

1۔ اغاثۃ العارفین وغایۃ الواصلین [۱۴]
2۔ روداد الجیلانی [۱۵]
3۔ آداب السلوک والتوصل الی منازل السلوک [۱۶]
4۔ تحفۃ المتقین وسبیل العارفین [۱۷]
5۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر [۱۸]
6۔ حزب الرجاء والانتہاء [۱۹]
7۔ الحزب الکبیر [۲۰]

Marfat.com

8۔ دعاء اورادالفتحیہ [۲۱]

9۔ دعاء البسملۃ [۲۲]

10۔ الرسالۃ الغوثیہ [۲۳]

11۔ رسالۃ فی الاسماء العظیمۃ للطریق الی اللہ [۲۴]

12۔ الغنیۃ لطالبی طریق الحق [۲۵]

13۔ الفتح الربانی والفیض الرحمانی [۲۶]

14۔ فتوح الغیب [۲۷]

15۔ الفیوضات الربانیہ [۲۸]

16۔ معراج لطیف المعانی [۲۹]

17۔ یواقیت الحکم [۳۰]

شاید یہ تصنیفات مشہور ترین [۳۱] ہیں جو آپ کی بہت سی تصنیفات سے علماء نے ذکر کی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تیرہ علوم میں گفتگو فرماتے تھے۔ درس گاہ میں صبح اور شام کو تفسیر، حدیث، مذہب، مناظرہ، اصول، نحو وغیرہ علوم کا درس ہوتا اور ظہر کی نماز پڑھ کر قرآن کریم مختلف قراتوں سے پڑھایا جاتا۔

ایک عرصہ تک تو آپ حضرت امام شافعی کے مذہب پر فتویٰ جاری کرتے رہے لیکن بعد میں امام احمد ابن حنبل کی تقلید میں فتویٰ دینا شروع کیا۔

آپ کے فتاویٰ علماء عراق کی خدمت میں پیش ہوتے تو وہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے اور فرط حیرت سے پکار اٹھتے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے عبدالقادر پر اتنا انعام فرمایا۔

حضرت شیخ کی اساتذہ :۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سارے علماء سے اکتساب علم کیا۔ ان علماء

Marfat.com

میں مختلف مذاہب اور مختلف علوم میں تخصص رکھنے والے علماء شامل ہیں ہم مشہور ترین علماء کے ذکر پر اکتفاء کریں گے۔

1۔ حدیث شریف میں اساتذہ :۔

1۔ المحدث ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسن بن احمد البغدادی، البسراج القاری، الادیب (417-500ھ)[۳۲]

2۔ المحدث ابو غالب محمد بن الحسن بن احمد بن الحسن بن خداداد اباقلانی (420-500ھ)[۳۳]

3۔ الشیخ الصدوق ابو سعد محمد بن عبد الکریم بن خشیش البغدادی (413-502ھ)[۳۴]

4۔ الشیخ ابوبکر احمد بن المظفر بن حسین بن عبد اللہ بن سوسن التمار[۳۵] (411-503)

5۔ الشیخ المسند ابوالقاسم علی بن احمد بن محمد بن بیان بن رزاز بغدادی[۳۶] (413-510)

6۔ الشیخ الثقہ ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف بغدادی یوسفی[۳۷] (430-516)

7۔ الشیخ المحدث ابوالبرکات ھبۃ اللہ بن المبارک بن موسیٰ بغدادی سقطی[۳۸] (445-509)

8۔ الشیخ ابوالعز محمد بن المختار بن محمد بن عبدالواحد بن عبد اللہ بن المؤید باللہ الھاشمی العباسی[۳۹]

ب۔ علم فقہ کے اساتذہ کرام :۔

ا۔ العلامہ شیخ الحنابلہ ابو سعد المبارک بن المخرمی بغدادی (متوفی 513ھ)[۴۰]

۲۔ العلامہ شیخ الحنابلہ ابوالوفاء علی بن عقیل بن عبداللہ البغدادی الظفری (431-513ھ)[۴۱]

Marfat.com

۳۔ الامام شیخ الحنابلہ ابو الخطاب محفوظ بن احمد بن حسن بن حسن عراقی الکلوازانی (432-510ھ)[۴۲]

علم ادب اور لغت میں اساتذہ :۔

1۔ امام اللغہ ابو زکریا یحیٰ بن علی بن محمد بن حسن بن بسطام شیبانی الخطیب تبریزی[۴۳] (421-502ھ)

شیخ کے شاگرد :۔

خلق کثیر نے آپ علیہ الرحمۃ کے دروس سنے کیونکہ ستر ہزار سے زائد لوگ آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے۔ ان میں سے کچھ لوگ تو ہمیشہ آپ کی صحبت میں رہے اور اکتساب نور کرتے رہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن مشہور ترین علماء کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

1۔ الزاھد العابد شیخ العراق ابو علی الحسن بن مسلم بن ابی الجود فارسی[۴۴] عراقی (404-594) انہوں نے شیخ سے علم فقہ اور قرآن کریم سیکھا۔

2۔ القدوۃ العارف ابو عبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قاید الاوانی[۴۵] (المتوفی 854ھ)

3۔ قاضی الدیار المصریہ الامام الزاھد الاوحد ابو القاسم عبدالملک بن عیسیٰ بن درباس بن فیر بن جھم بن عبدوس المارانی الکردی الشافعی[۴۶] (516-605ھ)

4۔ الامام الحافظ الاثری ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور بن رافع بن حسن بن جعفر المقدس الحنبلی[۴۷] (541-600ھ) انہوں نے حضرت شیخ سے حدیث پاک کا سماع کیا۔

5۔ الشیخ الامام القدوۃ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ بن مقدام بن

Marfat.com

نصر المقدسی الحنبلی (صاحب المغنی)[۴۸] (541-620ھ) فرماتے ہیں کہ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے پاس ان کے مدرسے میں ایک ماہ اور نودن ہی ٹھہرے کہ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔[۴۹]

6۔ الشیخ المسند ابو المعالی احمد بن عبدالغنی بن محمد بن حنیفہ الباجسرانی الثانی[۵۰] (489-563ھ)

7۔ القاضی ابو المحاسن عمر بن علی بن الخضر القرشی (525-575)[۵۱]

8۔ الامام الحافظ الثقہ ابو سعد عبدالکریم بن محمد ابن منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی السمعانی (506-562ھ)[۵۲]

9۔ الشیخ الثقہ ابو طالب عبداللطیف بن محمد بن علی بن حمزہ بن فارس بن القبیطی الحرانی (554-641ھ)[۵۳]

10۔ الشیخ العدل ابو العباس احمد بن المفرج بن علی بن عبدالعزیز بن مسلمۃ الدمشقی (555-650)[۵۵]

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے مشہور ترین علما:۔

پانچویں صدی ہجری تاریخ اسلام میں وسعت علم اور تقدم فی الادب میں خصوصاً شہرت رکھتی ہے۔ اس صدی میں نابغہ روزگار علماء اور صاحب تصنیف و تالیف شخصیات پیدا ہوئیں۔ اس صدی کے آخری لوگوں میں ابو اسحاق شیرازی، حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی، ابو الوفاء ابن عقیل، علامہ عبدالقادر جرجانی، ابوزکریاء تبریزی، ابو القاسم حریری جار اللہ زمخشری اور قاضی عیاض مالکی جیسے لوگوں کے نام آتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صدیوں پر محیط عرصہ تک نظریات و افکار پر چھائے نظر آتے ہیں۔ ان کو ادب اور علم میں درس گاہ کی حیثیت حاصل ہے۔

پانچویں اور چھٹی صدی جیسے نابغہ فن اور حیات علمی سے بھرپور دور

Marfat.com

میں اور بغداد جیسے مدارس اور حلقہ ہائے دروس سے سجے شہر میں اتنی شہرت حاصل کر لینا شیر مادر نہیں تھا۔ حضرت شیخ اس تہذیب یافتہ، علم پرور معاشرے میں اس بلندی پر پہنچے کہ علماء دست بستہ حاضر خدمت ہوئے ادیب انگشت بدنداں اور اولیاء نے گردنیں جھکا لیں۔ یہ شرف و منزلت صرف اسی شخص کا مقدر بن سکتی ہے جو علم کے زیور سے آراستہ، آگہی کے اسلحہ سے لیس پاک نگاہ اور پاک باز ہو۔ وہ اپنے دور کے تمام علوم پر حاوی اور محکم ہو۔ شیخ کا کیا یہ اعزاز کم ہے کہ علم و تقویٰ کے اس دور میں آپ نے فرمایا ''قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله'' اور سر خم ہو گئے اور پورے عالم کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔

مناقب :۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صفات حمیدہ اور اخلاق عالیہ کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کے احوال اور کرامات تواتر سے ثابت ہیں۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کسی شخص کی کرامات تواتر کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچیں [۵۵]۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے [۵۶]

حضرت پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر علماء آپ کی وجاہت علمی کے معترف تھے اور آپ فقہ میں اپنے ہم عصر علماء پر غالب رہے۔ اولیاء کاملین نے اپنی گردنیں آپ کے سامنے خم کر دیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ کا ارشاد ہے۔ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله

''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے'' اولیاء نے اس بات کا اعتراف کیا اور اس کا بر ملا اظہار بھی کیا۔ سو آپ اپنے دور کے سلطان الاولیاء قرار پائے۔

جب آپ کے علم کے چرچے تھے۔ بغداد کے سو بڑے بڑے علماء کرام اور دانشور اکٹھے ہوئے اور مشورہ کیا۔ طے یہ پایا کہ کل شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس

Marfat.com

میں حاضر ہوں گے۔ ہر شخص سوال کرے گا اور ہر شخص کا سوال الگ فن میں ہو گا۔ دیکھئے شیخ بھری مجلس میں کیسے لاجواب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ مجلس وعظ میں شریک ہوئے۔ جب بیٹھ چکے تو حضرت نے نگاہ کی۔ آپ کے سینے سے ایک روشنی نمودار ہوئی۔ یہ روشنی نور بصیرت تھا جسے صرف اللہ والے ہی دیکھ سکتے تھے۔ یہ روشنی ان سو علماء اور دانشوروں کے سینوں میں کوندگئی علم کے دعویدار یہ علماء و دانشور مبہوت ہو کر رہ گئے۔ پھر اچانک مضطرب ہوئے ان کی چیخیں بلند ہوئیں۔ گریبان چاک، عمامے سر سے اتار پھینکے اور سر شیخ کے قدموں پر رکھ کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ محفل پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی۔ مستی کے عالم میں ایک نعرہ بلند ہوا اور اس کی گونج نے بغداد کے درودیوار ہلا کر رکھ دیے۔ شیخ نے یکے بعد دیگرے تمام کو سینے سے لگایا اور علم کے خزانے انہیں لوٹا دیے۔ پھر ان سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا تمہارے یہ یہ سوال تھے اور ان کے یہ جولبات ہیں۔ مجلس برخاست ہو گئی۔ مفرج بن نبہان نے ان سے پوچھا یہ بے تابیاں اور وجد کی یہ کیفیات کیا تھیں تو ان علماء نے اعتراف کیا شیخ نے بیک نگاہ تمام علوم ہمارے سینوں سے سلب کر لیے پھر سینے سے لگا کر کرم فرمایا۔ یوں لگتا تھا کہ ہم کسی علمی محفل میں شریک تک نہیں ہوئے۔ ابجد ناشناس بن گئے اور جب انہوں نے سینے سے لگایا تو علم کا نور واپس آ گیا[۵۷]

مقامات اکثر دھوکہ بن جاتے ہیں لیکن مقامات تصوف شیخ کے لیے حجاب نہ بن سکے۔ آپ کبھی بھی دھوکہ میں مبتلا نہ ہوئے۔

آپ اس حقیقت کو پا گئے تھے کہ علم حقیقت وہی ہے جو علم معرفت کے ساتھ ساتھ شریعت کی رسوم کی پابندی سکھائے۔ علم شریعت کی مخالفت شیطانی دھوکہ ہے۔ اگرچہ اس کا صدور کسی مدعی ولایت سے ہی کیوں نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں۔ عزلت نشینی کے عرصے میں مجھے چند دن ایک ویرانے میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ کئی دن تک پانی نہ ملا۔ میں پیاس سے نڈھال ہو گیا۔ اچانک ایک بادل نمودار ہوا اور میرے سر پر تن گیا۔ شبنم کی طرح ہلکی ہلکی پھوار شروع ہو گئی۔ میں

شیطان نے اسے رحمت خداوندی خیال کیا اور اس سے سیراب ہوا۔ اسی لمحے اس بدلی سے
فریب نور نمودار ہوا جو افق در افق پھیلتا چلا گیا۔ پھر اس میں سے ایک شخص دکھائی دیا اور
کہنے لگا عبد القادر! میں تیرا خدا ہوں۔ میں نے سب محرمات تیرے لیے حلال کر
دیے۔ جو چیزیں دوسروں کے لیے حرام ہیں تیرے لیے حلال قرار پائیں۔ میرا
ماتھا ٹھنکا۔ میں نے کہا پناہ بخدا! لعین دور ہو۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہ نور تاریکی میں
تبدیل ہوا اور وہ صورت دھواں بن کر ہوا میں تحلیل ہو گئی۔ پھر آواز آئی عبد
القادر! تیرے خداداد علم نے تجھے بچا لیا ورنہ میں اس حربے سے ستر اصحاب مقام
کو گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا اللہ کی پناہ۔ میرے علم نے نہیں میرے رب
کے فضل و کرم نے تجھ لعین سے مجھے محفوظ رکھا۔ کسی نے آپ علیہ الرحمۃ سے
پوچھا حضور! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب اس
نے کہا میں محرمات کو تیرے لیے حلال ٹھہراتا ہوں تو میں سمجھ گیا کہ یہ شیطان
کی کارستانی ہے۔[۵۸]

کتاب و سنت

شیخ رحمۃ اللہ علیہ تمسك بالکتاب والسنه و منہج نبوی ﷺ کی
اتباع کی ترغیب دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہر وہ حقیقت جس کی گواہی شریعت
نہ دے زندقہ ہے۔ کتاب و سنت دو پر ہیں انہیں دو پروں کے ساتھ بارگاہ الٰہی کی
طرف پرواز کرنی چاہیے۔

تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہو کہ تیرا ہاتھ رسول کریم ﷺ
کے دست اقدس میں ہو۔ رسول کائنات ﷺ کو اپنا وزیر اور معلم بنا لے۔[۵۹]

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے مشہور ہے کہ آپ محفل
میں موجود لوگوں کے دلوں میں اٹھنے والے خیالات سے متعلق گفتگو فرماتے
تھے۔ ستر ہزار دلوں کو ٹٹولنا اور پھر ان کا علاج کرنا محض اللہ کی عطا ہو سکتی ہے۔
اس کرامت کی روایت میں تواتر ہے۔ شیخ ابو بکر العماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
میں اصول الدین کی کتابیں پڑھ رہا تھا۔ دل میں ایک شک پیدا ہوا۔ میں نے شیخ کی
مجلس میں حاضری کی ٹھان لی۔ کیونکہ سن رکھا تھا آپ احوال قلوب پر آگاہ ہو

Marfat.com

جاتے ہیں۔ آپ نے دوران تقریر فرمایا ہمارا اعتقاد وہی ہے جو سلف صالحین اور صحابہ کرام کا تھا۔ میں نے اس جملے کو اتفاق پر محمول کیا آپ نے سلسلہ گفتگو جاری رکھا میری طرف نگاہ کی اور دوبارہ یہی جملہ دہرایا۔ میں نے سوچا واعظین ادھر ادھر دیکھ کر تقریر کرتے ہیں۔ یہ محض اتفاق ہے۔ تیسری بار حضرت نے پھر التفات فرمایا اور گویا ہوئے ابو بکر! ہمارا اعتقاد وہی ہے جو سلف صالحین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ اٹھو تمہارے والد گھر پہنچ گئے میں۔ حالانکہ والد گرامی عرصہ سے لاپتہ تھے۔ میں اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز چلتا ہوا گھر پہنچا۔ دیکھا تو والد گرامی گھر آچکے تھے۔ [60]

اسی طرح کا ایک واقعہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے اصول الدین میں مشغول ہونے کا ارادہ کیا۔ سوچا کیوں نہ اس سلسلے میں شیخ عبدالقادر سے مشورہ کرلوں۔ حاضر خدمت ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمادیا اے عمر! یہ قبر کا توشہ نہیں۔ اے عمر! یہ قبر کا توشہ نہیں!۔ [61]

عالم شباب میں شیخ ابھی علمی اور روحانی سفر میں تھے کہ ویرانوں میں نکل جاتے۔ صبح وشام ان دیکھی راہوں پر چلتے رہتے۔ راہ گیر آپ کی آہ وزاری سن کر مضطرب ہو جاتے اور کہہ اٹھتے یہ جوان زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ایک دفعہ شیخ نے بغداد کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دینے کا ارادہ کیا لیکن غیب سے آواز آئی۔

عبدالقادر! بغداد واپس آجاؤ آپ کا وجود اہل بغداد کے لیے سراپا منفعت ہے۔

اس ہاتف غیبی کی بات کی تعبیر مجلس وعظ میں انبوہ کثیر کی صورت میں سامنے آئی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کی۔ کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ کئی گم کردہ راہ حقیقت آشنا ہوئے۔ [62]

ابو الثناء نہر ملکی فرماتے ہیں کہ ہم نے سنا شیخ پر مکھیاں نہیں بیٹھتیں میں نے حاضری دی۔ خاموشی سے دیکھنے لگا کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہاں مکھیوں کا کیا کام؟ میرے پاس نہ تو دنیا کا شیرہ

Marfat.com

ہے اور نہ آخرت کا شہد۔

شیخ راسخ العقیدہ اور کامل توحید پر یقین رکھنے والے بزرگ تھے۔ دنیا آپ کو دھوکہ نہ دے سکی۔ آرائش دنیوی کی طرف آپ نے آنکھ بھر کر نہ دیکھا۔ آپ کو مکمل یقین تھا کہ اسباب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور مُسبب الاسباب اللہ تعالیٰ ہے اغنیاء، امرا اور کارکنان سلطنت کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ آپ انسان کی بےبسی کو ایک مثال سے واضح فرماتے۔

تمام مخلوق ایک ایسے آدمی کی مانند سمجھ جس کی مشکیں ایک عظیم فرمانروا نے کس دی ہوں۔ بادشاہ جابر و قاہر ہو لوگ اس کی صولت و سطوت سے کانپتے ہوں بادشاہ اس شخص کو گلے میں رسی ڈال کر سولی پر لٹکا دے اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں اور وہ ایک وسیع و عریض گہری چنگھاڑتی ندی کے کنارے صنوبر کے درخت کے ساتھ لٹک رہا ہو بادشاہ اپنے عظیم تخت پر بیٹھا ہو۔ اور یہ تخت بلندی میں آسمان سے باتیں کر رہا ہو کسی شخص کا ہاتھ اس تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ بادشاہ کے پہلو میں طرح طرح کے تیر بھالے، نیزے اور دوسرا سامان حرب پڑا ہو اور ایسا اسلحہ اس کے پاس ہو جیسا نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو۔ بادشاہ مصلوب شخص پر تیروں کی بارش کر دے۔ کیا کوئی عقلمند اس مقتول سے کوئی امید وابستہ کر سکتا ہے یا کسی کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ سولی پر لٹکتا یہ شخص کہیں میرا نقصان نہ کر دے یقیناً سب کی نگاہیں بادشاہ پر لگی ہوں گی۔ مصلوب شخص کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنے والا یقیناً فاتر العقل ہو گا۔ وہ انسان نہیں حیوان کہلانے کا زیادہ مستحق ہو گا[۶۳] شیخ رحمۃ اللہ علیہ میں خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بات بات پر رو دیتے تقویٰ میں کمال حاصل تھا مجیب الدعوات اتنے کہ ہاتھ اٹھتے ہی مراد بر آتی۔ اخلاقی بلندی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ اپنے وقت میں سب سے زیادہ خوف خدا اور قربت خداوندی کے حامل تھے۔ اپنی ذات کیلئے کبھی ناراض نہ ہوتے۔ کوتاہی کا تصور کر کے بھی کانپ جاتے۔ کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔ سائل کو کچھ دیکر ہی واپس کرتے چاہیے جسم کے کپڑے اتار کر

Marfat.com

دینے پڑ جاتے۔[64]

ہم نے آپ علیہ الرحمۃ کی جو کرامات اور مناقب بیان کیے ہیں شاید ان کا تعلق علم اور علماء سے ہے۔ ورنہ آپ کی قدر و منزلت اور شرافت و کرامت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اگر دوسری کرامات کا تذکرہ چھڑ جاتا تو بات بہت لمبی ہو جاتی۔ اکثر علمائے امت نے کہا ہے کہ شیخ کی کرامات بے شمار ہیں حصر مشکل ہے۔ علماء امت نے آپ کی کرامات پر مستقل تصنیفات تحریر کی ہیں۔ ہم نے صرف رہنمائی کی ہے جو لوگ شوق رکھتے ہوں وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں[65]۔

سفر آخرت :۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ اکتساب علم و معرفت میں گزارا۔ علم حقیقت تک پہنچنے کے بعد آپ نے وعظ و تلقین کے ذریعے اس نور کو امت محمدیہ میں تقسیم فرمایا۔ مدرسہ اندروں باب ازج میں آپ نے 528ھ سے 561ھ[66] تک کل تینتیس سال تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری فرمایا اپنی پوری زندگی تحصیل علم، تدریس، فتوی نویسی، توجیہ، وعظ وارشاد، احوال و مقامات کے حصول اور کشف و مشاہدہ میں گزار دی۔ آپ ایک عالم۔ زاہد، عابد، عارف بزرگ تھے۔ نوے (90) سال اس جہان فانی میں گزارنے کے بعد دس ربیع الاول 571ھ کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رجوع کیا۔ بے شمار خلق خدا نے آپ کو رخصت کیا۔ آپ بغداد میں باب ازج کے اندر واقع اپنی درس گاہ میں مدفون ہوئے[67]۔ کسی شاعر نے قطع تاریخ لکھا۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ عِشْقٍ عُمْرُ بِهٖ نَمَا
ولَقِيَاهُ لِلْمَوْلٰى تَمَامَ سِيَادَةٍ

470ھ	91		561ھ
ولایت	زندگی		وفات

حواشی

۱۔ ابن رجب الطبقات میں حضرت شیخ کا نسب نامہ یوں تحریر کرتے ہیں۔ عبدالقادر بن ابی صالح بن عبداللہ یعنی ابی صالح کے بعد لفظ ابن کا اضافہ کرتے ہیں۔

ابن الوردی تتمۃ المختصر فی اخبار البشر جلد 4 صفحہ 107 پر فرماتے ہیں کہ شیخ کا شجرۂ نسب یہ ہے عبدالقادر بن ابی صالح، موسیٰ جنگی دوست زرکلی الاعلام جلد 4 صفحہ 47 پر شیخ کے والد کا نام عبداللہ تحریر کرتے ہیں۔

۲۔ حلبی "قلائدالجواھر" جلد تین میں تحریر فرماتے ہیں کہ جنگی دوست عجمی لفظ ہے جس کا معنی قتال کا شوقین ہے

۳۔ "فوات الوفیات" جلد 2 ص 373 پر ابن شاکر الکبتی لکھتے ہیں کہ شیخ کا نسب نامہ امام حسین بن علی المرتضیٰ سے جاملتا ہے۔

۴۔ "الطبقات" از ابن رجب، "جامع کرامات الاولیاء" از نبہانی جلد 2 ص 204

۵۔ المراصد جلد 1 ص 368 پر بغدادی لکھتے ہیں کہ جیلان طبرستان سے آگے بہت سارے شہروں کا نام ہے۔ یہ تمام قصبے سرسبز و شاداب پہاڑوں کے درمیان اور بحر طبرستان کے ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہیں

۶۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر۔ ابن الوردی۔ جلد 2 ص 108

۷۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب عبدالقادر پیدا ہوئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔ آپ دن کے وقت میرا دودھ نہیں پیتے تھے۔ یہ کرامت حلبی کی "قلائد الجواھر فی مناقب عبدالقادر" جلد تین میں مذکور ہے۔

۸۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی جلد 20 ص 439

۹۔ سیر اعلام النبلاء ذہبی جلد 20 ص 443 بحوالہ تاریخ ابن النجار

۱۰۔ ابن منظور لسان العرب ج 2 ص 46 پر فرماتے ہیں کہ لفظ السمت کا معنی ہے شیریں مقال اور خوش خصال لوگوں کو اذیت نہ دینا اور ہدایت کی پیروی کرنا

۱۱۔ "مختصر طبقا الحنابلہ" ابن شطی ص 41

Marfat.com

۱۲۔ مختصر طبقات الحنابلہ۔ابن شطی ص41

۱۳۔ سیر اعلام النبلاء۔ذہبی۔ج20ص 444

۱۴۔ المستدرک علی معجم المؤلفین : عمر کحالہ ص401

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ معجم المؤلفین : عمر کحالہ،ج5ص307

۱۷۔ ایضاح المکنون : میر سلیم،ج1ص257

۱۸۔ معجم المؤالفین : عمر کحالہ۔ج5ص307

۱۹۔ کشف الظنون : حاجی خلیفہ،ج1ص662

۲۰۔ المستدرک علی معجم المؤلفین۔عمر کحالہ،ص401

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ کشف الظنون : حاجی خلیفہ۔ج1ص879

۲۴۔ المستدرک علی معجم المؤلفین۔ج1ص662

۲۵۔ کشف الظنون۔حاجی خلیفہ ج2ص1211 پرانا اڈیشن

۲۶۔ معجم المؤلفین۔عمر کحالہ۔ج5ص307۔پرانا اڈیشن

۲۷۔ کشف الظنون۔حاجی خلیفہ۔ج2ص1240۔پرانا اڈیشن

۲۸۔ المستدرک علی معجم المؤلفین : عمر کحالہ،ص401

۲۹۔ کشف الظنون : حاجی خلیفہ ج2ص1738

۳۰۔ کشف الظنون : حاجی خلیفہ۔ج2ص2053

۳۱۔ آپ علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور کام پر مکتبہ جیلانی بغداد میں کام جاری ہے۔انشاء اللہ بہت سے اور گوشے واضح ہونگے

۳۲۔ سیر اعلام النبلاء : ذہبی ج19ص228ج20ص440

۳۳۔ ص235

۳۴۔ ایضاً ص240 ایضاً

Marfat.com

۳۵۔ لسان المیزان۔ ابن حجر عسقلانی۔ ج1 ص 311
۳۶۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی۔ ج19 ص 257۔ ج20 ص 440۔
۳۷۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی۔ ج19 ص 386 ص 387
۳۸۔ لسان المیزان۔ ابن حجر عسقلانی۔ ج6 ص 189۔ 190
۳۹۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم۔ ابن جوزی، ج9 ص 182
۴۰۔ سیرۃ اعلام النبلاء۔ ذہبی۔ ج19 ص 428
۴۱۔ مختصر طبقات الحنابلہ۔ ابن شطی ص 40-42
۴۲۔ ایضاً ص 35-36 المنہج الاحمد فی تراجم اصحاب الامام احمد۔ از۔ علیمی ج2 ص 237
۴۳۔ معجم الادباء۔ یاقوت حموی۔ ج20 ص 25 - 28
۴۴۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی۔ ج21 ص 301
۴۵۔ الوافی بالوفیات۔ صفدی۔ ج-4 ص 352
۴۶۔ التکملہ لوفیات النقلہ: منذری، ج2 ص 156
۴۷۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی۔ ج21 ص 443-471
۴۸۔ فوات الوفیات۔ ابن شاکر الکبتی۔ ج2 ص 295-296
۴۹۔ العبر فی خبر حق غبر۔ ذہبی ص 36
۵۰۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم۔ ابن جوزی۔ ج10 ص 223
۵۱۔ الکامل فی التاریخ۔ ابن اثیر۔ ج۔ 11 ص 461
۵۲۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم۔ ابن جوزی۔ ج01 ص 224-225
۵۳۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی ج23 ص 87
۵۴۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی۔ ج23 ص 281-282)
۵۵۔ شذرات الذہب فی اجنا من ذہب۔ ابن عماد حنبلی۔ ج4 ص 200
۵۶۔ تتمہ المختصر فی اجنار البشر۔ ابن الوردی۔ ج2 ص 111
۵۷۔ قلائد الجواہر فی مناقب عبدالقادر۔ حلبی ص 33
۵۸۔ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ابن العماد الحنبلی، ج4 ص 200

۵۹۔ الفتح الربانی والفیض الرحمانی۔ جیلانی۔ چوالیسویں مجلس۔ اس بارے ہماری تحقیق عنقریب انشاء اللہ منظر عام پر آجائے گی۔

۶۰۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی۔ ج 20 ص 442

۶۱۔ طبقات الحنابلہ۔ ابن رجب حنبلی۔ ج 1 ص 296۔297

۶۲۔ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب۔ ابن العماد الحنبلی۔ ج 4 ص 202 تبصرف

۶۳۔ فتوح الغیب۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی۔ دسواں مقالہ انشاء اللہ اس بارے تحقیق عنقریب منصۂ شہود پر آرہی ہے۔

۶۴۔ تفریح الخاطر۔ اربلی ص 15

۶۵۔ یہاں محشی نے ان تمام کتابوں کے نام دیے ہیں جن میں حضرت شیخ کی کرامات کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کا ذکر نسخوں کے تعارف میں کیا جاچکا ہے۔ اعادہ ضروری نہیں۔

۶۶۔ مختصر طبقات الحنابلہ۔ ابن شطی 41

۶۷۔ سید اعلام النبلا۔ ذہبی ج 20 ص 450

اصطلاحات کتاب ھذا

(ا)

احدیت

اس سے مراد مخلوق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا۔

اسماء توحید :۔

اللہ تعالیٰ کے اصلی نام سات ہیں۔ ان سات سے پھر چھ اور نام نکلتے ہیں۔ ان تمام اصلی اور فرعی اسماء کے مجموعے کو اسماء توحیدی کہتے ہیں۔ اصلی نام یہ ہیں۔ (لاالہ الا اللہ۔ ھو، حی، واحد، عزیز، ودود) فرعی چھ نام۔ (حقٌ، قھارٌ، قیوم، وھاب مھیمنٌ، باسط[1]

انسیت :۔

دل کے مشاہدہ سے روح کا لطف اندوز ہونا۔

اہل صفہ :۔

حضور ﷺ کے وہ غریب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو سب کچھ چھوڑ کر دعوت وارشاد کے ہو کر رہ گئے تھے۔[2]

(ب)

بدایت :۔

اسماء وصفات کا عالم ارواح میں تحقق۔

Marfat.com

بصیرت :۔

وہ قوت جو اولیاء کے دل سے پھوٹتی ہے اور نور قدس سے منور ہوتی ہے۔ اس سے انسان اشیاء کی حقیقت اور ان کے باطن کو دیکھتا ہے۔ اسے قوت قدسیہ بھی کہتے ہیں۔

(ت)

تجرید :۔

اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا واجب ہے انسان کا اپنے دل کو اغراض دینا اور حال و مستقبل کی مصلحتوں سے پاک کر لینا تجرید ہے۔

تجلی :۔

غیبی انوار جو دلوں پر منکشف ہوتے ہیں۔

تجلی ذات :۔

اس سے مراد مکاشفہ ہے۔ اس کا مبداء ذات خداوندی ہے اور یہ صرف اسماء و صفات کے واسطے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

تجلی صفات :۔

بندے کا صفات خداوندی سے متصف ہونے کو قبول کر لینا تجلی صفات ہے۔

تلبیس :۔

کسی شخص کا یہ گمان کرنا کہ میں نے استقامت، توحید اور اخلاص کا لباس پہن رکھا ہے (لہذا میں اللہ کا ولی ہوں) لیکن حقیقت میں وہ لباس شیطانی دھوکہ ہو۔ اسے تلبیس کہتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسے مدعی ولایت کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہو جاتا ہے وہ کرامت نہیں ہوتی بلکہ اسے مخادعہ (استدراج) کہتے ہیں۔

Marfat.com

توحید :۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، یکتائی اور اس کے لاشریک ہونے کا حکم لگانا توحید ہے۔ توحید کے کئی ارکان اور مراتب ہیں۔

(ج)

جسم جسمانی :۔

وہ جسم جو عالم ملک میں ہوتا ہے۔

جسم جلالی :۔

اس سے مراد قہر، عظمت، کبریائی، بزرگی، بلندی اور اقتدار کی صفت ہے۔

(ح)

حجابات ظلمانی :۔

طالب اور مطلوب کے درمیان حائل پردے۔ دراصل یہ شہوات و لذات جیسی جسم کی ظلمتوں کا دوسرا نام ہے۔

حجابات نورانی :۔

یہ بھی طالب و مطلوب کے درمیان پردے ہیں لیکن ان کا تعلق محرکات باطینہ سے ہے مثلاً عقل، سر، روح خفی جیسے نور روح کے پردے۔

حجلہ انس :۔

اس سے مراد عالم لاہوت ہے۔

حق الیقین :۔

یقین کی وہ انتہاء جو واصلین کی غایت ہے اس سے مراد صدق یقینی ہے اور اس کی شہادت وہ سالک دیتے ہیں جو مقامات علیا پر فائز ہوتے ہیں۔ یہ فناء فی

Marfat.com

اللہ کا مقام ہے۔

حقیقت محمدیہ :۔

اس سے مراد حیات روحی اور حیات حیوی کا مصدر ہے۔ یہ اہل ایمان کے دلوں کی زندگی ہے۔ حقیقت محمدیہ خلق کی پیدائش کا سبب اور ماسوای اللہ کی اصل ہے۔

(د)

درجات :۔

شریعت (علم ظاہری) پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے انسان کو جو ثواب ملتا ہے اسے درجات کہا جاتا ہے۔

دار فروانی :۔

اس سے مراد وہ گھر ہے جو مقامات عالیہ پر فائز لوگوں کو ارزانی ہوتا ہے۔ اسی گھر میں اللہ تعالیٰ عارفین کی حفاظت فرماتا ہے اور کائنات کی نگاہوں سے انہیں پوشیدہ رکھتا ہے۔ عارفین اسی گھر میں جلوہ فرما ہوں گے اور ان پر بلند و بالا گنبد ہوں گے یہ ان کے درجات کا صلہ ہوگا۔

روی :۔

وہ علمی راز جو اللہ تعالیٰ اپنے کسی مخلص بندے کے دل میں ودیعت فرماتا ہے۔

روح اعظم :۔

عقل اول، حقیقت محمدیہ، نفس واحدہ، سب سے پہلے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، خلیفہ اکبر، جوہر نورانی جسے جوہریت کے اعتبار سے نفس واحدہ نورانیت کے اعتبار سے عقل کہتے ہیں۔ اسی کے لیے عالم میں مظاہر کا وجود ہے۔ اسی سے عقل اول، قلم اعلیٰ، نور، نفس کلیہ اور لوح محفوظ جیسے اسماء کا وجود ہے۔

Marfat.com

روح روانی :۔

عالم ملکوت میں نورانی ارواح کا لباس۔اسے روح سیرانی بھی کہتے ہیں۔

روح سلطانی :۔

اللہ تعالیٰ کا وہ نور جو اس نے دونوں عالم، عالم لاہوت اور عالم جبروت کے درمیان ارواح کو عطا فرمایا

روح سیرانی :۔

اس سے مراد روح روانی ہے جس کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔

روح قدسی :۔

عالم لاہوت میں نور کا لباس

ریاضت :۔

دل کو طبیعت کے تقاضوں اور اس کی خواہشات سے پاک کرنا۔

(س)

سواد الوجہ فی الدارین :۔

کلیۃً اللہ تعالیٰ میں فنا ہو جانا۔ اس طرح کہ انسان کا مطلقاً اپنا وجود نہ رہے۔ نہ ظاہر نہ باطناً۔ نہ دنیاوی اعتبار سے اور نہ اخروی اعتبار سے۔ یہی فقر حقیقی اور رجوع الی العدم ہے۔

(ط)

طریقت :۔

سالکین کی راہ جو انہیں واصل بحق کرتی ہے۔ مثلاً منازل سلوک کا طے کرنا اور مقامات میں ترقی کرنا۔

Marfat.com

طفل معانی :۔

عالم لاہوت میں روح کی پہلی صورت جس صورت پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا۔ اسے انسان حقیقی بھی کہتے ہیں۔

(ع)

عالم اصلی :۔

وہ عالم جس میں اللہ تعالیٰ نے نور محمدی سے تمام ارواح کو پیدا فرمایا۔ اسے عالم لاہوت بھی کہتے ہیں۔

عالم جبروت :۔

عالم لاہوت سے ارواح جس دوسرے عالم کی طرف اتریں اس دوسرے عالم کو عالم جبروت کہتے ہیں۔ عالم جبروت دو عالموں، عالم لاہوت اور عالم ملکوت کے درمیان واقع ہے۔ عالم جبروت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں احکام خداوندی کے مطابق امور سرانجام پاتے ہیں۔

عالم حقیقت :۔

یہ عالم لاہوت میں انبیاء واولیاء کا مقام ہے۔ اس کی تشریح میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد محل وصال ہے جہاں انسان واصل بحق ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ایک تیسرا قول بھی ہے کہ عالم حقیقت سے مراد عالم احسان میں دخول ہے۔ اسی کو عالم قربت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

عالم قربت :۔

اسے عالم حقیقت بھی کہتے ہیں۔ جس کی تشریح ابھی آپ پڑھ کر آئے ہیں۔

عالم لاہوت :۔

روحوں کا پہلا وطن جہاں وہ تخلیق ہوئیں۔ اسی عالم میں محو وفنا ہے۔ کیونکہ فانی کو اسی عالم میں قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ اس عالم تک ملائکہ

Marfat.com

نہیں پہنچ سکتے۔

عالم الملک :۔

عالم شہادت یا عالم اجسام واعراض۔ اسی عالم میں روحیں جسموں میں داخل ہوتی ہیں۔ اس کا دوسرا نام عالم سفلی ہے۔

عالم الباطن :۔

دل میں ظاہر ہونے والا علم نہ کہ ظواہر میں۔ صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ کی جماعت نے اس کی کئی قسمیں بیان کی ہیں۔ مثلاً علم، حال، خواطر، یقین، اخلاص، اخلاق نفس کی معرفت، اقسام دنیا کی معرفت، توبہ کی ضرورت، توبہ کے حقائق، توکل، زھد، انابت، فنا، علم لدنی۔

علم حقیقت :۔

اس سے مراد علم ظاہری اور باطنی کا مجموعہ ہے۔ اس علم کا حصول ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اسی کو علم شریعت کہتے ہیں۔

علم العرفان :۔

یہ علم دل کا چراغ ہے۔ اس کی روشنی میں انسان خیر و شر کو دیکھ سکتا ہے۔ انسان جس قدر اللہ تعالیٰ کی بادشاہی، اس کی پیدا کردہ کائنات اور اس کی صفات میں غور و فکر کرتا ہے اسی قدر اس کا اشتیاق بڑھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے جمال کو منکشف دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اسماء و صفات خداوندی میں اور زیادہ غور و تدبر کرتا ہے۔ اسے علم تفکر بھی کہتے ہیں۔

علم یقین :۔

یہ علم عطائی ہے اور صرف اولیاء کاملین و مقربین کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کا طریق الہامات، تجلیات فتوحات، مکشوفات اور مشاہدات ہیں۔ اسی کو علم لدنی کہتے ہیں۔

Marfat.com

عین الروح :۔

اسے بصیرت بھی کہتے ہیں۔بصیرت کی تعریف پہلے گزر چکی ہے۔

عین الیقین :۔

یہ عطیہ ربانی ہے یہ علم الیقین کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

(ف)

فانی :۔

اس شخص کو کہتے ہیں جو حظوظ نفس کے شہود سے فنا ہو گیا۔

فقر :۔

یہ تصوف میں بہت بلند مقام ہے۔اس مقام پر فائز لوگ دنیا و مافیھا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور انہیں بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کی ضرورت نہیں رہتی۔

فناء :۔

بشریت کی صفات ذمیمہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے نہیں صفات سے بدل دینا۔

(ق)

قربت :۔

اسماء و صفات سے بندے کا علم و معرفت میں مستحکم ہو جانا اس طرح کہ کوئی چیز اسے مقصود سے دور نہ کر سکے۔

قدرت :۔

وہ قوت جو ممکنات کو عدم سے وجود میں لاتی ہے۔اسے صفت ربوبیت بھی کہتے ہیں۔

(ک)

الکسوۃ العنصریہ :۔

(لباس عنصری) اس سے مراد نور کا لباس ہے جو روحوں کو عالم الملک میں عطا ہوا ہے۔

کنز :۔

ذات احدیت جو غیب کے پردوں میں چھپی تھی۔

محویت :۔

بندے کا اللہ کی ذات کے علاوہ ہر وجود سے لا تعلق ہو جانا۔

مشاہدہ :۔

دل کی آنکھ سے حق کو دیکھنا۔

معرفت :۔

یہ ولی اللہ کی صفت ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کو اس کے اسماء صفات سے پہچانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے معاملات میں سچائی پیدا کر دیتا ہے۔ اور اس کو اخلاق رذیلہ اور اس کی آفات سے پاک وصاف کر دیتا ہے۔ اس تزکیہ کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہ جاتا ہے وہ "سر" میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور یہاں اس کی حاضری دائمی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ ایسے میں وہ حق کا ترجمان بن جاتا ہے۔ اس کے اسرار قدرت کو بیان کرتا ہے۔ اور تصرفات کے بارے گفتگو کرتا ہے۔ معرفت کے حامل شخص کو عارف کہتے ہیں۔

مقام :۔

اس سے مراد بندے کا وہ مرتبہ ہے جو وہ توبہ، زہد، صبر و توکل جیسی عبادات، ریاضات اور مجاہدات کے ذریعے بارگاہ خداوندی میں حاصل کرتا ہے۔ جب تک وہ ایک مقام کے احکام پر پورا نہیں اترتا دوسرے مقام کی طرف ترقی نہیں کر سکتا۔

مکاشفہ :۔

اتصال یا تعلق باللہ کا نام مکاشفہ ہے۔ مکاشفہ سے چھپے راز عیاں ہو جاتے ہیں اور انسان باطن کی آنکھ سے سب کچھ دیکھنے لگتا ہے۔

Marfat.com

(ن)

نفس امارہ :۔

جو نفس بشری شہوانی طبیعت کے تقاضوں کا مطیع و فرمانبردار ہو نفس امارہ کہلاتا ہے۔ نفس امارہ اوامر و نواہی کی کچھ پرواہ نہیں کرتا اور لذات نفسانی میں منہمک رہتا ہے۔

نفس مطمئنہ :۔

ایسا نفس جسے حق سے سکون حاصل ہو اور وہ طمانیت کی کیفیت پا چکا ہو۔

نفس ملہمہ :۔

ایسا نفس الہام خداوندی سے بھلائی کے کام کرتا ہے۔ لیکن بتقاضا طبیعت اس سے برے کام بھی ہو جاتے ہیں۔

نہایت :۔

روح کا اس صفاء کی طرف رجوع جو اُسے تعلق بالجسد سے پہلے حاصل تھی۔

نور قدسی :۔

وہ نور جس کا فیض عالم ملکوت اور عالم جبروت کو پہنچتا ہے۔

(و)

وجد :۔

حق کے راز کو پا کر روح کا خشوع اختیار کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب انسان ذکر کی حلاوت محسوس کرتا ہے تو اس کے دل میں عشق کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا اور ضبط کے باوجود بھی کسی نہ کسی رنگ میں اظہار ہو جاتا ہے۔ اظہار کی کیفیت وجد ہے۔

وجود :۔

سلطان حقیقت کے غلبے کے وقت بشریت کا فنا وجود ہے۔

Marfat.com

وصال :۔

اتصال بالحق کا دوسرا نام ہے وصال مخلوق سے انقطع کی قدر ہوتا ہے۔ ادنیٰ وصال دل کی آنکھ سے مشاہدہ ہے۔ جب حجاب اٹھ جاتا ہے اور تجلی پڑتی ہے تو سالک کو اس وقت واصل کہا جاتا ہے

(ی)

یقین :۔

شک کا ازالہ۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین۔

حواشی

۱۔ اپنی کتاب میں شیخ عبد القادر کے ایک ارشاد کا حصہ ہے (الاسماء العظیم للطریق الی اللہ) انشاء اس پر تحقیق عنقریب منظر عام پر آرہی ہے۔

۲۔ صفہ چبوترے کو کہتے ہیں۔ کچھ غریب صحابہ مسجد نبوی میں بنے ہوئے صفہ (چبوترے) پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے اور مسجد میں ہی رہتے۔ انہیں لوگوں کو اہل صفہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا بہت سا حصہ انہیں کے ذریعے روایت ہوا۔ (ظفر)

Marfat.com

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو قادر، علیم، بصیر، حلیم، وہاب، رحمٰن ور حیم ہے۔وہ ساری کائنات کا پروردگار ہے۔اسی ذات اقدس نے اپنے نبی کریم پر قرآن جیسی عظیم اور پر حکمت کتاب نازل فرمائی ہے۔اس کتاب میں دین قویم اور صراط مستقیم ہے۔

بے حد و بے حساب صلاۃ و سلام ہوں خاتم رسالت، ھادی بر حق، صاحب عزت و تکریم، صادق و امین ذات اقدس پر جو نبی امی، عربی الاصل ہیں اور عرب و عجم کی طرف بہترین کتاب لانے والے ہیں۔ جن کا اسم گرامی محمد ہے اور صلاۃ و سلام ہوں آپ کی ال اطہار پر اور عظمت کردار کے مالک فخر انسانیت صحابہ کرام پر۔

حمد و صلاۃ کے بعد (عرض ہے) کہ :۔

علم ایک عالی مرتبت، قابل فخر، نفع اندوز اور بزرگ ترین دولت ہے۔ اسی دولت کے ذریعے انسان رب العالمین تک پہنچتا ہے اور انبیاء مرسلین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیھم کی تصدیق کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندگان خدا کی ہدایت و رہنمائی کیلئے جن برگزیدہ اشخاص کو منتخب فرمایا ان میں علماء کرام کو خصوصیت حاصل ہے۔ یہ لوگ انسانیت کے سرخیل اور ہادیان عالم کے چنیدہ ہیں۔ علماء انبیاء کرام کے وارث اور نائب ہیں۔وہ مسلمانوں کے آقا و مولا ہیں۔رب قدوس کا ارشاد پاک ہے۔

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتَابَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ (فاطر:3632/35)

"پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں"

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اَلۡعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الۡاَنۡبِيَاءِ بِالۡعِلۡمِ يُحِبُّهُمۡ اَهۡلُ السَّمَاءِ وَتَسۡتَغۡفِرُ لَهُمُ الۡحِيۡتَانُ فِي الۡبَحۡرِ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ"[1]

"علماء علم میں انبیاء کے وارث ہیں۔ آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور سمندر کی مچھلیاں قیامت تک ان کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہیں گی"

حضور اکرم ﷺ کا اور ارشاد مبارک ہے:

يَبۡعَثُ اللّٰهُ الۡعِبَادَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ ثُمَّ يُمَيِّزُ الۡعُلَمَاءَ. فَيَقُوۡلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَامَعۡشَرَ الۡعُلَمَاءِ اِنِّيۡ لَمۡ اَضَعۡ عِلۡمِيۡ فِيۡكُمۡ اِلَّا لِعِلۡمِيۡ بِكُمۡ وَلَمۡ اَضَعۡهُ فِيۡكُمۡ لِاُعَذِّبَكُمۡ اِنۡطَلِقُوۡا اِلَى الۡجَنَّةِ فَقَدۡ غَفَرۡتُ لَكُمۡ[1]

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا تو علماء کرام کو ان سے الگ کر لے گا۔ اور فرمائے گا۔ اے علماء کے گروہ! میں نے اپنا علم تمہارے سینوں میں ودیعت فرمایا کیونکہ میں تمہیں جانتا تھا۔ یہ نور تمہارے سینوں میں اس لیے تو نہیں رکھا کہ تمہیں عذاب دوں جاؤ تم سب جنتی ہو۔ میں نے تمہارے قصور معاف فرما دیئے"

Marfat.com

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے جنت کو عابدوں کے لیے انعام کی جگہ بنایا اور عارفوں کے لیے قربت کا محل۔

اس (تمہید) کے بعد ابتداء میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نور جمال سے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

خَلَقْتُ مُحَمَّدًا اَوَّلًا مِنْ نُوْرِ وَجْهِي[3]

"میں نے سب سے پہلے اپنی ذات کے نور سے محمد ﷺ کو پیدا کیا"

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰه رُوْحِيْ وَاَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَاَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ وَاَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ[4]

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا"

ان تمام چیزوں کا مصداق ایک ہی ہے۔ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ کو پیدا فرمایا۔

اسے نور کہا گیا ہے اس لیے کہ یہ ظلمانیت جلالیت سے پاک ہے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے:

قَدْجَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ 15:)

"بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی"

حقیقت محمدیہ کو عقل کہا گیا ہے کیونکہ وہ تمام کلیات کا ادراک رکھتی ہے۔

اسے قلم کہا گیا ہے کیونکہ یہ علم کی منتقلی کا سبب ہے۔ جس طرح عالم حروفات میں قلم انتقال علم کا سبب ہے۔ پس روح محمدی ان تمام چیزوں کا خلاصہ

Marfat.com

ہے کائنات کی ابتداء اور اصل ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَنَامِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّی ۵

"میں اللہ سے ہوں اور مؤمن مجھ سے ہیں"

عالم لاہوت میں تمام ارواح نور محمدی سے بہترین اعتدال پر پیدا ہوئیں عالم لاہوت میں اسی کا نام حجلۃ الانس ہے اور یہی عالم انسان کا وطن اصلی ہے۔

جب ذات محمدی کی تخلیق پر چار ہزار سال کا عرصہ بیت گیا تو اللہ تعالیٰ نے نور پاک مصطفیٰ ﷺ سے عرش اور دوسری تمام کلیات کو پیدا فرمایا اور اس کے بعد ارواح کو عالم اسفل کی طرف لوٹا دیا۔ اور اس عالم میں یہ روحیں جسموں میں منتقل ہو گئیں جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ (التین :5)

"پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف"

یعنی پہلے اسے عالم لاہوت سے عالم جبروت کی طرف لوٹایا اور اسے یہاں دونوں حرموں کے درمیان جبروت کے نور سے ایک لباس پہنایا۔ اس لباس کا نام روح سلطانی ہے۔ پھر روح کو اس لباس کے ساتھ عالم ملکوت کی طرف لوٹایا اور یہاں اسے نور ملکوت کا لباس پہنا دیا گیا۔ اس کا نام روح روانی ہے۔ اس کے بعد روح عالم الملک کو لوٹی۔ الملک کے نور کا لباس پہنا اور روح جسمانی کا نام پایا۔ اس عالم میں اجساد تخلیق ہوئے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

مِنها خَلَقْنَاكُم (طہٰ :55)

"اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا"

روح بحکم ایزدی اجساد میں داخل ہوئی۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِی (الحجر :29)

"اور پھونک دی اس میں اپنے فضل سے روح"

پس جب اجساد سے روحوں کا تعلق قائم ہو گیا تو وہ وعدہ الست کو بھول گئیں جو وعدہ انہوں نے اپنے رب سے عالم ارواح میں کیا تھا اور کہا تھا کہ ہاں تو

Marfat.com

ہمارا رب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (الاعراف :172)

"کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟"

پس وہ نسیان کی وجہ سے یہیں کی ہو کر رہ گئیں اور اپنے وطن اصلی کو نہ لوٹیں۔ اللہ جو کہ بے حد رحم فرمانے والا اور انسان کا حاجت روا ہے اسے اپنی مخلوق پر رحم آگیا اور اس نے اپنی جناب سے ایک کتاب نازل کی تاکہ اسے پڑھ کر انسان کو وطن اصلی یاد آجائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (ابراہیم :5)

"اور یاد دلاؤ انہیں اللہ کے دن"

یعنی وہ دن جب وہ واصل بحق تھے۔ نبوت و رسالت کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا بہت سارے انبیاء، رسل اور کتابیں اپنے اپنے وقت پر آئیں تمام انبیاء و رسل کی بعثت اور تمام کتابوں کے نزول کی غرض و غایت ایک ہی تھی کہ بنی آدم کی روح کو وطن اصلی یاد آجائے۔ مگر بہت کم لوگوں کو وہ وطن یاد آیا۔ معدودے چند روحیں تھیں جنہیں اس دنیا میں رہ کر یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ وہ وطن اصلی کو لوٹ جائیں اور اپنے رب سے ملاقات کریں۔ نبوت و رسالت کا یہ سلسلہ روح اعظم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ آپ کسی ایک دور یا ایک خطے کے نبی نہیں تھے۔ پوری انسانیت کے بخت خفتہ کو بیدار کرنے کے لیے تشریف لائے اور ہر علاقے کے لوگوں کو خواب غفلت سے جگانا آپ کا منصب قرار پایا آپ کو حکم دیا گیا کہ دلوں کو بصیرت کا نور دیں اور روحوں کے سامنے تنے پردوں کو منکشف کریں جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف :108)

"آپ فرمادیجیے یہ میرا راستہ ہے میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ کی طرف۔ واضح دلیل پر ہوں میں اور (وہ بھی) جو میری

Marfat.com

پیروی کرتے ہیں"

بصرت روح کی آنکھ ہے جو اولیاء کے لیے مقام جان میں کھلتی ہے۔ یہ آنکھ ظاہری علم سے وا نہیں ہوتی اس کے لیے عالم لدنی چاہیے جو باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف: 65)

"اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم"

انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہل بصیرت کی یہ آنکھ کسی ولی صاحب تلقین عالم لاہوت سے باخبر مرشد کامل کے ذریعے حاصل کرے۔

اے بھائیو! ہوش میں آؤ اور توبہ کر کے اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اس راہ سلوک میں داخل ہو جاؤ اور روحانی قافلوں کے ساتھ اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ۔ قریب ہے کہ راستہ منقطع ہو جائے اور کوئی ہم سفر نہ رہے۔ یاد رکھو! ہم اس کمینی دنیا کو بسانے نہیں آئے ہمیں اس خرابات سے آخر کوچ کرنا ہے۔ دوستو! ہمیں خواہشات نفس کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ دیکھو! تمہارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے لیے چشم براہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

غُمِّيَ لِاَجْلِ اُمَّتِيَ الَّذِيْنَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ

"میں اپنی امت کے ان لوگوں کے لیے غمگین ہوں جو آخری زمانہ میں ہوں گے"

جو علم ہمیں بارگاہ خداوندی سے عطا فرمایا گیا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ علم ظاہر اور علم باطن۔ یعنی شریعت اور معرفت۔ شریعت کا حکم ظاہر پر لاگو ہوتا ہے اور معرفت کا حکم باطن پر۔ ان دونوں علوم کو نازل کرنے کا مقصد علم حقیقت کو پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ (الرحمٰن: 19-20)

"اس نے رواں کیا ہے دونوں دریاؤں کو جو آپس میں مل رہے

Marfat.com

ہیں۔ ان کے درمیان آڑ ہے آپس میں گڈ مڈ نہیں ہوتے"

صرف علم ظاہری سے علم حقیقت تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی مقصود آسکتا ہے کامل عبادت کے لیے علم ظاہری اور علم باطنی کی تحصیل ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اَلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ذاریات: 56)[8]

"اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں"

"میری عبادت کریں" سے مراد یہ ہے کہ میری معرفت حاصل کریں کیونکہ معرفت کے بغیر عبادت ممکن ہی نہیں۔

معرفت کے حصول کا صرف ایک ذریعہ ہے کہ انسان آئینہ دل سے حجاب نفس کو ہٹادے۔ جب حجاب سرک جاتا ہے تو انسان دل کی گہرائیوں میں چھپے راز کے حسن کو اس آئینے میں عیاں دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِياً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِكَيْ اُعْرَفَ[9]

"میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ میری معرفت حاصل ہو جائے"

جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتادیا کہ تخلیق آدم کی وجہ معرفت خداوندی ہے تو پھر انسان پر لازم ہے کہ وہ معرفت حاصل کرے۔

معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ معرفت صفات اور معرفت ذات معرفت صفات دارین میں جسم کیلئے خیر و فضل ہے اور معرفت ذات آخرت میں روح قدسی کے لیے نعمت ثابت ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرہ: 87)

"اور ہم نے تقویت دی اسے روح القدس سے"

عارفین روح القدس سے مؤید ہوتے ہیں۔

Marfat.com

معرفت کی یہ دونوں قسمیں صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں کہ انسان دونوں علم، علم ظاہر اور علم باطن کو حاصل کرے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ ، عِلْمٌ بِاللِّسَانِ وَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى اِبْنِ آدَمَ وَعِلْمٌ بِالْجَنَانِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ[۱]

"علم کی دو قسمیں ہیں، علم لسانی۔ اور علم کی یہ قسم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابن آدم پر حجت ہے اور دوسری قسم علم جنانی ہے۔ اور یہ دوسری قسم ہی علم نافع ہے"

سب سے پہلے انسان کو علم شریعت کی ضرورت ہے۔ روح اس علم کے ساتھ جوارح کے کسب کو حاصل کرتی ہے۔ جوارح کا کسب درجات ہیں (ثواب) اس کے بعد اسے علم باطن کی ضرورت پڑتی ہے اور اس علم کے ذریعے روح علم معرفت میں معرفت خداوندی کے کسب کو حاصل کرتی ہے۔ علم معرفت کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان ان رسوم کو ترک کر دے جو شریعت اور طریقت کے مخالف ہیں اور نمود و نمائش سے بچتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نفسانی اور روحانی ریاضتوں کو قبول کرلے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَداً (الکھف :110)

"پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو"

عالم معرفت یعنی عالم لاہوت انسان کا اصلی وطن ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اس عالم میں روح قدسی کی بہترین اعتدال پر تخلیق ہوئی۔

روح قدسی سے مراد انسان حقیقی ہے۔ انسان حقیقی کا اظہار صرف اسی وقت ہوتا ہے جب توبہ کی جائے اور تلقین پر عمل کیا جائے۔

Marfat.com

کلمہ لا الہ الا اللہ کا لزوم انسان حقیقی کے وجود کو ظاہر کر سکتا ہے بشرطیکہ یہ ذکر پہلے زبان سے، پھر حیات قلبی سے اور پھر لسان جنان سے کیا جائے۔ انسان حقیقی یا روح قدسی کا دوسرا نام طفل معانی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق قدسی معنویات سے ہے۔ اسے طفل کہنے کی کئی وجوہات ہیں۔

1۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ روح قدسی قلب سے تولد ہوتی ہے جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ ماں کی طرح اس کی پرورش قلب کرتا ہے۔ پھر بچے کی طرح روح قدسی پرورش پاتی ہے حتی کہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتی ہے۔

2۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تعلیم کا سلسلہ اکثر بچپن میں ہوتا ہے۔ بچوں کی طرح روح قدسی کو معرفت کی اکثر تعلیم دی جاتی ہے۔

3۔ جس طرح بچہ گناہ کی آلائشوں سے پاک ہوتا ہے اسی طرح روح قدسی بھی گناہ، شرک غفلت اور جسمانیت سے پاک ہوتی ہے۔

4۔ جس طرح بچہ پاکیزہ صورت ہے اسی طرح روح قدسی بھی پاکیزہ صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواب میں ملائکہ یا دوسری پاک چیزیں بچے کی مثالی صورت میں نظر آتی ہیں۔

5۔ اللہ تعالیٰ نے ابنائے جنت کو طفولیت کے وصف سے متصف فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے۔

یَطُوفُ عَلَیۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُونَ (الواقعہ : 17)

"گردش کرتے ہوں گے ان کے اردگرد نوخیز لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے"

غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ کَاَنَّهُمۡ لُؤۡلُؤٌ مَّکۡنُونٌ (طور : 24)

"ان کے غلام (بچے) (اپنے حسن کے باعث) یوں معلوم ہوں گے گویا وہ چھپے موتی ہیں"

6۔ روح قدسی کو یہ نام لطافت اور نظافت کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

7۔ یہ اطلاق مجازی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق بدن سے ہے اور یہ انسان کے ساتھ صورت میں مماثلت رکھتا ہے۔ اب روح قدسی کا طفل معانی پر اطلاق اس بنا پر ہے کہ بچے میں ملاحت ہوتی ہے۔ یہ اطلاق صغر سنی کی وجہ سے نہیں ہے۔ اور اس اطلاق کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے شروع میں روح قدسی کی صورت اس سے ملتی ہے۔ بہر حال روح قدسی یا طفل معانی انسان حقیقی ہے۔ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسیت حاصل ہے۔

جسم اور جسمانی طفل معانی کے محرم نہیں ہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ[11]

"بارگاہ خداوندی میں مجھے ایک ایسا وقت بھی حاصل ہوتا ہے کہ جس میں نہ تو کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ نبی مرسل کی"

نبی مرسل سے مراد نبی کریم ﷺ کی بشریت اور مقرب فرشتے سے مراد حضور ﷺ کی روحانیت جو کہ نور جبروت سے تخلیق ہوئی ہے۔ جیسے فرشتے نور جبروت سے ہیں اسی لیے یہ فرشتے نور لاہوت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

دیدار الٰہی

اَنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃٌ لَا فِیْھَا حُوْرٌ وَلَا قُصُوْرٌ وَلَا جَنَانٌ وَلَا عَسَلٌ وَلَا لَبَنٌ بَلْ یُنْظَرُ اَلٰی وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی

"بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی جنت بھی ہے جس میں نہ تو حور و قصور ہیں اور نہ باغ و بہار نہ شہد (کی نہریں ہیں) اور نہ دودھ (کے چشمے) وہاں صرف دیدار الٰہی کی دولت ہے"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

Marfat.com

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ (قیامت :22-23)

"کئی چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے"

حضور علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ [۱۲]

"عنقریب تم اپنے رب کو اسی طرح (عیاں) دیکھو گے جس طرح چودھویں رات کے اس چاند کو دیکھ رہے ہو"

اگر فرشتہ اور جسمانیت اس عالم میں داخل ہوں تو جل جائیں جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَوْکَشَفْتُ سُبُحَاتُ وَجْھِی جَلَالِیْ لَاِحْتَرَقَ کُلُّ مَا مَدَّ بَصَرِیْ [۱۳]

اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْدَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاِحْتَرَقْتُ [۱۴]

"اگر میں انگلی کے پورے کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا"

یہ کتاب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کے عدد کے برابر چوبیس فصلوں پر مشتمل ہے۔ رات دن کی بھی چوبیس گھڑیاں ہیں۔ اس مناسبت سے کتاب کی فصلیں بھی چوبیس ہیں۔

حواشی

۱۔ ابو داؤد کتاب العلم۔ باب الحث علی طلب العلم 3641 حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی ایک اور حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جو علم کی تلاش میں کسی راہ پر نکل کھڑا ہوا اللہ نے اسے جنت کے راستے پر گامزن کر دیا۔ فرشتے طالب علم کے لیے اپنے نورانی پر بچھا دیتے ہیں۔ عالم کے لیے آسمانوں اور زمین

Marfat.com

کی ساری مخلوق استغفار کرتی ہے اور سمندر کے پیٹ میں مچھلیاں بھی اس کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ عالم کو عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات میں چاند ستاروں کے درمیان۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ وہ درھم و دینار نہیں چھوڑتے وہ وراثت میں علم چھوڑ کر جاتے ہیں۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ لے لیا۔

دیلمی فی الفردوس 4209 براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مناوی فیض الباری جلد چہارم صفحہ 384 پر لکھتے ہیں کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ میراث قریب ترین لوگوں کو منتقل ہوتی ہے دینی نسب کے اعتبار سے سب سے قریبی وہ علماء کرام ہیں جنہوں نے دنیا سے اعراض برتا اور آخرت کی طرف توجہ مبذول رکھی۔ وہ امت میں انبیاء کا بدل ہیں۔ یہ لوگ علم و عمل دو بھلائیوں سے فیض یاب ہوئے اور انہوں نے دو فضیلتیں حاصل کیں یعنی کمال اور تکمیل۔ "یحب اهل السماء" ساکنان آسمان یعنی فرشتے وتستغفر لهم الحيتان ان کے لیے مچھلیاں استغفار کرتی ہیں۔ کیونکہ جب انبیاء کرام کی وراثت حاصل کر کے وہ لوگوں کی تعلیم کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے مقرر ہوئے۔ تو اس احسان اور تبلیغ کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو استغفار کا بذریعہ الہام حکم دے دیا۔ زمخشری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث فضیلت علم پر دلیل ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وہ مقام جہاں علم طلب کیا جاتا ہو وہ دوسری جگہ سے نمایاں اور خصوصی برکتوں کی مستحق ہے اور جو لوگ اس نعمت سے مستفیض ہوتے ہیں وہ دوسرے ہم جنسوں سے کہیں زیادہ برتر ہوتے ہیں۔ یہ نعمت تمام نعمتوں سے بڑی اور اہم ہے کیونکہ یہ انبیاء کے فرائض منصبی کی تکمیل کیلئے ہے۔ واللہ اعلم الترغیب والترھیب میں منذری حضرت ابی امامہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک عالم اور عابد کو لایا جائے گا۔ عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جایئے اور عالم کو کہا جائے گا کہ ذرا ٹھہر جایئے تاکہ لوگوں کی شفاعت کریں علامہ اصفہانی اور دوسرے محدثین کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ علماء سے محبت اور ان کے طریقے پر چلنا کامیابی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء کو اجازت دے گا کہ وہ اپنے پسندیدہ لوگوں کی شفاعت کریں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

۳۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔ کتانی ''تنزیہ الشریفہ'' جلد اول صفحہ 37 پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی ایک دوسری حدیث روایت کرتے ہیں کہ (اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا......)

۴۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب السنہ باب القدر حدیث نمبر 4700 حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا لکھ تو قلم نے عرض کی مولیٰ کیا لکھوں۔ تو اللہ نے فرمایا قیام قیامت تک ہر چیز کی تقدیر لکھ دے اِس سے پہلی حدیث کی تخریج بھی دیکھیے۔

۵۔ بعض حفاظ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ کسی مرفوع حدیث سے روایت نہیں کیے گئے۔ لیکن کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ مؤمنین بعض بعض سے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اشعری قبیلہ کے لوگوں کو فرمایا کہ ''وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے'' حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں'' دیلمی نے بلا اسناد روایت ہے جسے وہ عبداللہ بن جداد سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں ''میں اللہ عزوجل سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں پس جس نے کسی مؤمن کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی (المقاصد الحسنہ 171: الاسرار المرفوعہ 119 تنزیہ الشریعہ ج2/402، اسنی المطالب: 94)

۶۔ حضرت امام ترمذی اپنی کتاب ''الجامع الصحیح'' میں کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الاعراف 3075 پر حضرت مسلم بن یسار جھنی کے حوالے سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اِس آیت۔ واذاخذ ربك من بنی آدم......(الاعراف 172) کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ سے یہ سوال کیا جاتا تھا تو ایک دفعہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ پھر ان کی دائیں جانب پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو اولاد ظاہر ہوئی۔ اللہ نے فرمایا میں نے انہیں جنت کے لیے پیدا کیا۔ یہ جنتیوں والے عمل کریں گے۔ پھر پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو آدم علیہ السلام کی اولاد نکال لی۔ اور فرمایا کہ انہیں میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا۔ یہ جہنمیوں والے کام کریں گے۔ ایک آدمی نے سوال

Marfat.com

کیا۔ یارسول اللہ پھر عمل کا ہے کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو جنت کے لیے پیدا فرمایا اس سے اہل جنت والے کام کرواتا ہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے اور جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لیے پیدا کیا اس سے جہنمیوں والے کام کرواتا ہے حتی کہ اس کی موت اہل جہنم کے بڑے کاموں پر آتی ہے پس اللہ تعالیٰ اسے جہنم رسید کر دیتا ہے۔

۷۔ یہ حدیث ہمیں نہیں مل سکی

۸۔ حاشیہ (ط) میں آیا ہے کہ شیخ محمود آفندی اسکداری فرماتے ہیں اگر حق تعالیٰ (بفرض محال) کی ذات نہ ہوتی تو مخلوق نہ ہوتی اور اگر مخلوق نہ ہوتی تو حق تعالیٰ ظاہر نہ ہوتا۔ یہ قول شیخ اکبر کا ہے۔

۹۔ ملا علی قاری "الاسرار المرفوعہ" میں فرماتے ہیں کہ حدیث کا معنی صحیح ہے۔ یہ حدیث مستفاد ہے وما خلقت الجن والا نس الا لیعبدون کی آیت سے یعنی تاکہ وہ مجھے پہچانیں جیسا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں ہے۔ اس حدیث کی دوسری شاہد حدیث بھی ہے۔ علامہ آلوسی روح المعانی ج 26/27 میں فرماتے ہیں کہ دیلمی اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مؤمن کا خزانہ اس کا رب ہے یعنی انسان کو دارین میں جو اجر نفیس ملتا ہے اسی ذات سے ملتا ہے۔

۱۰۔ اس حدیث کو دارمی نے اپنی سنن میں باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللہ ج 102/1 پر نقل کیا ہے۔ اسے تبریزی نے بھی نقل کیا ہے دیکھیے۔ "مشکوٰۃ المصابیح" کتاب العلم 270 حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

۱۱۔ المقاصد میں نمبر 926 میں سخاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث رسالہ قشیری میں ص 70 پر موجود ہے۔ اور اس کے الفاظ بالکل اس سے ملتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث امام ترمذی کی کتاب شمائل میں (330) ہو۔ اور ابن راھویہ کی مسند میں بھی یہ حدیث حضرت علی سے مروی ہے اور کافی طویل ہے ہو سکتا ہے مذکورہ حدیث اسی کا حصہ ہو حدیث یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب کاشانہ اقدس میں تشریف لاتے تو اپنے وقت کو تقسیم کرتے وقت کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک حصہ گھر والوں کے

لیے اور ایک حصہ اپنے لیے۔ پھر جو حصہ اپنے لیے ہوتا اس اپنی ذات اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے......"

ملا علی قاری "الاسرار المرفوعہ" 396 میں فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی مقرب فرشتے سے مراد جبریل ہیں۔ نبی مرسل سے مراد اپنی ذات ہے۔ عجلونی "الکشف" میں ج 227/2 پر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نبی مرسل سے مراد حضرت خلیل علیہ السلام ہیں۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے اس سے مراد مقام استغراق باللقاء ہے جسے سکر، محو اور فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۱۲۔ صحیح البخاری۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔ باب فضل صلاۃ العصر نمبر حدیث 529 حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ نبوی میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے چودھویں رات کے اس چاند کو دیکھا پھر فرمایا۔ تم اسی طرح اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ تمہیں اس دیدار میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑی (اور پاکی بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے) (ق :39)

ابن قیم "الوابل الصیب" 103 پر فرماتے ہیں۔ رب قدوس قیامت کے روز روبرو نظر آئے تو دیکھے گا بھی تو نظریں اس کا ادراک نہیں کر سکیں گی۔ ادراک رؤیت سے آگے کا معاصلہ ہے۔ بلا مثال کہ وہ مثال سے بلند ہے۔ اس سورج کو ہم دیکھتے ہیں اور اس کا ادراک رکھتے ہیں لیکن اس کے قریب نہیں جاسکتے۔ اسی لیے حضرت ابن عباس سے جب کسی شخص نے رؤیت باری تعالیٰ کے بارے پوچھا تو انہوں نے جواب میں آیت لاتدرکۃ الابصار (الانعام :103) پڑھی اور فرمایا کیا تو آسمان دیکھ نہیں رہا؟ اس نے کہا ہاں دیکھ رہا ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تو اس کا ادراک کر سکتا ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو سب کائنات سے عظیم اور جلیل ہے۔

۱۳۔ مسلم اپنی صحیح کتاب الایمان باب "ان اللہ لا ینام" 293 میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے درمیان کھڑے تھے۔ آپ نے پانچ باتیں بیان فرمائیں۔ فرمایا اللہ عزوجل نہیں

Marfat.com

سوتا۔ اور چاہیے بھی یہی کہ وہ نہ سوئے۔ وہ عدل کو نیچے کرتا ہے اور اسے بلند کرتا ہے۔ دن کے عمل سے پہلے رات کا عمل اس کے طرف بلند ہوتا ہے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے۔ اس کا حجاب نور ہے اور ایک روایت میں نور جگہ نار (آگ) کے الفاظ آتے ہیں۔ اگر یہ پردہ ہٹادے تو انتہائے نگاہ تک جو مخلوق ہو اس کے نور کی تجلی سے جل جائے" امام نووی شرح صحیح مسلم ج 14/3 میں فرماتے ہیں سبحات وجھہ کا معنی اللہ تعالیٰ کا نور، جلال اور روشنی ہے۔ حجاب سے مراد لغت میں روکنا اور چھپانا ہے۔ دراصل حجاب اجسام محدودہ کے لیے ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسم اور حد سے پاک ہے۔ یہاں اللہ کی رویت سے مانع چیز ہے۔ اس مانع کو کو نور یا نار اس لیے کہا جاتا ہے عادۃ اس کو انسان سمجھ نہیں سکتا۔ چہرے سے مراد ذات ہے ما انتھی الیہ بصرہ من خلقہ سے مراد تمام مخلوق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر تمام مخلوق کو محیط ہے۔ لفظ من بیان جنس کیلیے ہے نہ کر تبعیض کے لیے مقصد یہ ہوگا کہ اگر یہ مانع زائل ہو جائے یعنی وہ حجاب ہٹ جائے جسے نور یا نار کہا گیا ہے اور ذات حق تجلی فرمائے تو ساری مخلوق جل کر خاکستر ہو جائے۔ واللہ اعلم

۱۴۔ الاسراء الی مقام الاسری (کتاب المعراج) ابن عربی 239

Marfat.com

پہلی فصل

انسان کی وطن اصلی کی طرف واپسی :۔

انسان کی دو قسمیں ہیں۔ جسمانی اور روحانی۔

جسمانی انسان عام ہے اور روحانی خاص۔ روحانی انسان تو احرام باندھے اپنے اصلی وطن کی طرف یعنی قربت خداوندی کے حصول کی راہ پر گامزن ہے۔

جسمانی انسان کی واپسی کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ درجات کی طرف رجوع کرے۔ شریعت و طریقت اور معرفت پر بلا نمود و ریاء عمل پیرا ہو کر ثواب حاصل کرے کیونکہ درجات (ثواب) کے تین طبقے ہیں۔

پہلا طبقہ :۔

عالم الملک میں جنت　　　اور یہ جنت الماویٰ ہے۔

دوسرا طبقہ :۔

عالم الملکوت کی جنت　　　اسے جنت النعیم کہتے ہیں۔

تیسرا طبقہ :۔

عالم الجبروت کی جنت　　　یہ جنت الفردوس ہے۔

یہ نعمتیں جسمانیت کے لیے ہیں۔ ان عوالم تک جسمانیت اس وقت تک نہیں پہنچ سکتی جب تک کہ تین علوم کو حاصل نہ کر لے۔ یعنی علم شریعت، علم طریقت اور علم معرفت۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

Marfat.com

اَلْحِكْمَةُ الْجَامِعَةُ مَعرِفَةُ الْحَقِّ والْعَمَلُ بِهَا مَعْرِفَةُ الْبَاطِنِ[1]

"کامل دانائی حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔ اور اس کے مطابق عمل پیرا ہونا باطن کی معرفت ہے"

اسی طرح حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے :

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُ وَاَرِنَاالْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهُ[2]

"اے اللہ! ہمارے سامنے حق کو واضح فرما اور اس کی پیروی کی توفیق دے اور باطل کو باطل کر کے دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق بخش دے"

اسی طرح رسول کریم ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ وَخَالَفَهَا فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ وَتَابَعَهُ[3]

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور اس کی مخالفت کی تو اس نے یقیناً اپنے رب کو پہچان لیا اور اس کی فرمانبرداری کی"

انسان خاص کا اپنے وطن یعنی قربت کی طرف رجوع اور رسائی علم حقیقت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ علم حقیقت عالم لاہوت میں توحید ہے۔ دنیا میں اللہ کی یکتائی کا عقیدہ ہے۔ اور یہ مقام سوتے جاگتے عبادت سے حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ جسم پر جب نیند طاری ہو جاتی ہے تو دل کو زیادہ فرصت ملتی ہے اور وہ اپنے وطن اصلی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہ رجوع یا تو کلی طور پر ہوتا ہے یا جزوی طور پر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى (الزمر :42)

"اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوں کو موت کے وقت اور جن کی

موت کا وقت ابھی نہیں آیا (ان کی روحیں) حالت نیند میں۔
پھر روک لیتا ہے ان روحوں کو جن کی موت کا فیصلہ کرتا ہے
اور واپس بھیج دیتا ہے دوسری روحوں کو مقررہ میعاد تک۔ بے
شک اس میں (اس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ان کے لیے جو
غور و فکر کرتے ہیں"

اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

نَوْمُ الْعَالِمِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ

"عالم کا سونا جاہل کے عبادت کرنے سے بہتر ہے" [۴]

مگر عالم کو یہ شرف صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ عالم کا دل نور توحید سے زندہ ہو چکا ہو اور اسمائے توحید باطن کی زبان پر بغیر حرف وصوت جاری ہو چکے ہوں۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔

الانسان سرّی وانا سره

"انسان میرا راز اور میں اس کا راز ہوں" [۵]

دوسری حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

اِنَّ عِلْمَ الْبَاطِنِ هُوَ سِرٌّ مِنْ سِرِّیْ ، اَجْعَلَهٗ فِیْ
قَلْبِ عَبْدِیْ وَلَا یَقِفُ عَلَیْهِ اَحَدٌ غَیْرِیْ [۶]

"بیشک علم باطنی میرے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ میں
نے اس راز کو اپنے بندے کے دل میں رکھ چھوڑا ہے۔ اس پر
میرے سوا کوئی واقف نہیں ہو سکتا"

انسان کے وجود کا اصل مقصد ہے ہی علم تفکر۔ جیسا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً [۷]

"ایک پل کا غور و فکر ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے"

تفکر علم الفرقان ہے [۸] جسے توحید کہتے ہیں۔ اسی کی بدولت عارف

Marfat.com

اپنے مقصود و محبوب تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ عارف اسی علم کے نتیجے میں روحانیت کی پرواز کر کے عالم قربت تک پہنچتا ہے۔ پس عارف قربت[9] کی طرف محو پرواز ہے جبکہ عابد جنت کی طرف پا پیادہ گامزن ہے۔

عارفین کے متعلق کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

قُلُوْبُ الْعَارِفِیْنَ لَهَا عُیُوْنٌ
تَرٰی مَالَا یَرَاهُ النَّاظِرُوْنَ
وَاَجْنِحَةٌ تَطِیْرُ بِغَیْرِ رِیْشٍ
اِلٰی مَلَکُوْتِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

عرفاء کے دلوں کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ یہ آنکھیں وہ سب کچھ دیکھ لیتی ہیں جو ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ان (اھل اللہ) کے پر ہیں لیکن یہ پرندوں کے سے پر نہیں ہیں۔ وہ ان پروں کے ساتھ پروردگار عالم کی بادشاہی کی طرف محو پرواز رہتے ہیں۔

یہ پرواز عرفاء کے باطن میں جاری و ساری ہے۔ عارف انسان حقیقی ہے۔

وہ اللہ عزوجل کا محبوب، محرم راز اور اس کی دلہن[10] ہے جیسا کہ ابو یزید (بایزید) بسطامی[11] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی دلہنیں ہیں۔ دلہنوں کو محرموں کے سواء کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے حضور حجاب انس میں مستور ہوتے ہیں۔ نہ انہیں کوئی دنیا میں دیکھ پاتا ہے اور نہ ہی آخرت میں[12]۔ ہاں صرف ایک آنکھ ان کے حق کا مشاہدہ کرتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی آنکھ"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا:

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ

"میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ انہیں میرے سواء کوئی نہیں پہچانتا"

لوگ دلہن کی صرف ظاہری سج دھج کو دیکھ سکتے ہیں۔

Marfat.com

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں [۱۳]

"ولی اللہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی خوشبو ہے جسے صرف صدیق سونگھ سکتے ہیں۔ یہ خوشبو صدیقوں کے دلوں تک پہنچتی ہے۔ اسی لیے وہ اپنے مولا کی طرف مشتاق رہتے ہیں۔ تفاوت اخلاق کے مطابق ان کی عبادت بڑھتی جاتی ہے اور جوں جوں یہ لوگ عبادت میں بڑھتے ہیں اسی قدر فنا میں بڑھتے جاتے ہیں۔ کیونکہ فانی جس قدر باقی کا قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر فناء ہوتا جاتا ہے" [۱۴]

ولی وہ ہے جو اپنے حال میں فناء ہو اور مشاہدۂ حق میں باقی ہو۔ اسے اپنی ذات پر کوئی اختیار نہ ہو۔ اور نہ ہی اسے غیر خدا کے ساتھ سکون نصیب ہو۔

ولی وہ ہے جس کی تائید کرامات سے ہو۔ لیکن یہ مقام اس کی نگاہوں میں فروتر ہو۔ وہ خود افشاء کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ ربوبیت کے راز کو افشاء کرنا کفر ہے۔ جیسا کہ صاحب المرصاد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اصحاب کرامات تمام کے تمام پس پردہ ہیں۔ کرامت مردان خدا کے لیے بمنزلہ حیض کے ہے ولی کے لیے ہزار مقامات ہیں۔ پہلا مقام کرامت ہے۔ جو اس سے گزر گیا تمام مقامات کو پانے میں کامیاب ہو گیا۔

حواشی

۱۔ قاشانی نے اسے اصطلاحات 63 میں بیان کیا ہے لیکن یہ اشارہ نہیں دیا کہ یہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

۲۔ ابن کثیر نے اسے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ دیکھیے جلد اول ص 444 ان کا کہنا ہے کہ یہ الفاظ دعائے ماثورہ میں آئے ہیں۔ انہوں نے ان الفاظ کو زائد کیا ہے۔ اور نہ بنا اسے ہمارے لیے مشتبہ کہ ہم گمراہ ہو جائیں اور ہمیں بنا دے مسلمانوں کے لیے امام"

۳۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ شیخ محمود آفندی اسکداری نے فرمایا۔ حق کو پہچاننے کا طریقہ

Marfat.com

نفس کو پہچانا ہے۔ جس نے نفس کی معرفت حاصل کر لی اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔
لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی ولی کامل کا ہاتھ تھامے جو اسے عرفان کی راہ
سجائے۔ وہ ایسا مرشد کامل ہو کہ احکام ظاہری کا علم رکھتا ہو اور مراتب غیوب کو بھی
جانتا ہو۔ وہ امکان و جوب کی دونوں دائروں کا جامع ہو طالبین کو مطلوب تک پہچا سکتا ہو
اور مشتاقین کو واصل محبوب کرنے کی ہمت رکھتا ہو۔ نیک سیرت، راضی برضا انبیاء و
اولیاء کا کامل متبع ہو۔ ہر کہ ومہ کا یہ کام نہیں کہ مسند ارشاد پر بیٹھ کر لوگوں کی رہنمائی
کرے علامہ سخاوی ''المقاصد'' 1149 پر لکھتے ہیں کہ ابوالمظفر السمعانی فرماتے ہیں کہ
اس حدیث کے مرفوع ہونے کو ہم نہیں جانتے۔ یہ حکایت یحییٰ بن معاذ رازی سے
روایت کی گئی ہے۔ حوت انسی المکالب'' میں ص 1436 پر فرماتے ہیں کہ علامہ نوری
نے فرمایا یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ بعض لوگ اس کی نسبت ابی سعید خزاز کی طرف
کرتے ہیں۔ امام سیوطی ''الحاوی'' جلد دوم ص 238 یہ فرماتے ہیں۔ جس نے اپنے
نفس کو پہچانا اس بات پر دال ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی ہے۔
معرفت خداوندی معرفت نفس سے پہلے حاصل ہوتی ہے۔ پہلا حال سالکین کا ہے اور
دوسرا مجذوبوں کا۔ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ (قوت القلوب) میں فرماتے ہیں کہ اس کا
معنی ہے کہ جب تو اپنے نفس کو حق کے معاملہ میں پہچان لے گا تو تو اس بات کو ناپسند
کرے گا کہ تو اپنے افعال میں اپنے آپ پر اعتراض کرے اور جو تو کرتا ہے اس پر عیب
لگانے کو۔ کیونکہ تو اس میں اپنے خالق کی صفات کو پہچان لے گا اور تو اس کو ناپسند کرنا
شروع کر دے گا۔ پس تو اس کے فیصلوں پر راضی رہے اور ایسے کام کر کہ جو تو پسند
کرے کہ تیرے ساتھ معاملہ کیا جائے۔ امام نووی اپنے فتاویٰ میں ص 286 پر فرماتے
ہیں جو شخص اس حقیقت کو سمجھ گیا کہ میرا نفس اللہ کا محتاج ہے اور اسے عبودیت
خداوندی کے لیے پیدا کیا گیا ہے تو وہ اللہ کی قوت قہر، ربوبیت، کمال مطلق اور دوسری
صفات علیا کو بھی سمجھ گیا ہے۔ اور جو اللہ کی معرفت جا صل کر لیتا ہے تو وہ کہہ اٹھتا ہے
کہ مولا میں تیری نعمتوں کا کما حقہ شکر ادا کرنے سے عاجز ہوں اور تیری اس طرح ثناء
نہیں کر سکتا جس طرح حمد و ستائش کا حق ہے۔ مسلم کتاب الصلوۃ باب مایقال فی الرکوع

Marfat.com

والسجود صفحہ نمبر 222 کی حدیث سے ثابت ہے جسے حضرت عائشہ نے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میری باری تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے غائب پایا۔ میں نے ٹٹولنا شروع کیا تو میرے ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں سے چھو گئے آپ مسجد میں تھے۔ اور کھڑے یہ دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اس طرح تیری تعریف نہیں کر سکتا جس طرح تو اپنی ثناء فرماتا ہے۔

۴۔ تلاش کے باوجود ہمیں یہ حدیث نہیں ملی۔

۵۔ ہمیں یہ حدیث بھی نہیں مل سکی۔

۶۔ ان الفاظ کے ساتھ تو حدیث نہیں مل سکی البتہ دیلمی کی ایک حدیث اس کی صحت پر دال ہے جسے انہوں نے الفردوس (4104) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ باطن کا علم اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اور یہ اللہ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت ہے جسے اللہ اپنے اولیاء میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے ودیعت فرما دیتا ہے۔

۷۔ غزالی نے احیاء جلد چہارم ص 423 پر سبعین کے لفظ کے بغیر اسے روایت کیا ہے۔ عراقی "مغنی" میں جلد چہارم ص 423 پر فرماتے ہیں کہ اسے ابن حبان نے "العظمۃ" میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن وہاں ستین سنۃ کے الفاظ ہیں۔ دیلمی الفردوس" ص 70 پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رات اور دن میں ایک لمحے کا غور و فکر اسی سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۸۔ (ظ) میں کسی کا نام نہیں لیا گیا لیکن باقی نسخوں میں یہ بات شیخ عبداللہ رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کی گئی

۹۔ نسخہ (ظ) میں کسی کا نام نہیں۔ لیکن باقی نسخوہ میں جلال الدین رومی رحمہ اللہ کا حوالہ ملتا ہے۔

۱۰۔ جامع البیان جلد 15 ص 120-121 پر ابن جریر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو انبیاء تو نہیں لیکن ان پر انبیاء و شہداء بھی رشک کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ تاکہ ہم ان سے محبت کریں۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا "وہ لوگ آپس میں مال اور نسبت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اللہ عزوجل کیلئے محبت کرتے ہیں (قیامت کے روز) وہ نور کے منبروں پر جلوہ گر ہوں گے اور ان کے چہروں پر نورانیت چھائی ہوگی۔ جب لوگ خوف زدہ ہوں گے تو انہیں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور جب لوگ حزن کی کیفیت میں ہوں گے تو یہ لوگ بے غم ہوں گے۔ پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (یونس :62) اسے منذری نے بھی "الترغیب والترھیب" جلد 4 صفحہ 20 پر ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ زرکلی "اعلام" ج 3 ص 235 پر رقم طراز ہیں کہ آپ کا نام طیفور بن عیسی بسطامی ہے۔ ابو یزید کنیت ہے جسے عجم میں بایزید کہا جاتا ہے۔ ایک مشہور زاہد ہیں۔ آپ کے متعلق بہت سے قصے مشہور ہیں۔ بسطام خراسان اور عراق کے درمیان ایک قصبہ ہے۔ آپ اسی مناسبت سے بسطامی کہلاتے ہیں۔ یہی آپ کی جائے ولادت اور جائے وفات ہے۔ بعض مستشرقین کی رائے ہے کہ آپ پہلے وحدۃ الوجودی ہیں۔ اور ہو سکتا ہے مذہب فنا (Niravana) آپ ہی سے لیا گیا آپ کے سلسلہ سے منسلک لوگ طیفوریہ یا بسطامیہ کہلاتے ہیں۔ ابن الملقن "طبقات" ص 398 پر لکھتے ہیں کہ آپ کے جد امجد پہلے مجوسی تھے بعد میں مسلمان ہوئے علامہ ذہبی "السیر" جلد 13 ص 86 پر لکھتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ سلطان العارفین ہیں۔ آپ کی وفات 261ھ میں ہوئی۔

۱۲۔ الرسالہ القشیریہ۔ امام قشیری ص 202

۱۳ "الاعلام" جلد 8 ص 172 زرکلی فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوزکریاء ہے۔ آپ بہت بڑے واعظ اور زاہد تھے۔ آپ اپنے وقت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اہل رائے میں ان جیسا کوئی نہیں تھا۔ آپ بلخ میں اقامت گزیں ہوئے اور نیشاپور میں رحلت فرمائی۔ ابن جوزی "المنتظم" جلد 5 ص 16-17 پر فرماتے ہیں آپ کی وفات 258ھ میں ہوئی۔

۱۴۔ رسالہ قشیریہ۔ امام قشیری ص 203

Marfat.com

دوسری فصل

انسان کا پست ترین حالت (اسفل السافلین) کی طرف لوٹنا:۔

جب اللہ تعالیٰ نے عالم لاہوت میں روح قدسی کو بہترین اعتدال پر پیدا فرمایا تو چاہا کہ اسے پست ترین حالت کی طرف لوٹائے۔ تاکہ وہ انسیت اور قربت میں ترقی کرے۔ جیسا کہ ارشاد رب العالمین ہے۔

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:55)

"بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے"

پہلے انسان عالم لاہوت سے عالم جبروت میں آیا۔ اس کے پاس توحید کا بیج تھا۔ اس نے یہاں اپنی نورانیت کا بیج بویا اور روح قدسی کو جبروتی لباس پہنایا گیا۔ اس کے بعد اسے یکے بعد دیگرے عالم ملکوت، عالم الملک کی طرف بھیجا گیا۔ اسے لباس عنصری دیا گیا تاکہ وہ اس عالم کو جلا نہ دے۔ لباس عنصری سے مراد جسد کثیف ہے۔ جبروتی لباس کی وجہ سے اسے روح سلطانی، ملکوتی لباس کی وجہ سے اسے روح سیرانی روانی اور ملکی لباس کی وجہ سے اسے روح جسمانی کہتے ہیں۔

الاسفل کی طرف روح قدسی کے رجوع سے مقصود جسم اور دل کے واسطہ سے زیادہ درجہ اور قربت کا حصول ہے۔ یہ روح ارض قلب میں توحید کا بیج بوتی ہے۔ اس سے توحید کا درخت اگتا ہے جس کا تنا باطن کی گہرائی میں پیوست ہوتا ہے اور اس درخت پر رضاء خداوندی کے لیے ثمرۂ توحید لگتا ہے۔ اسی طرح

Marfat.com

شریعت کا بیج جسم کی زمین بوتی ہے جس سے شریعت کا درخت اگتا ہے اور اس سے ثواب کا پھل حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو حکم دیا کہ ان اجساد میں داخل ہو جاؤ اور ہر ایک روح کیلئے جسم میں ایک خاص جگہ متعین فرمادی۔

روح جسمانی کا مقام خون اور گوشت کی درمیانی جگہ قرار پائی روح روانی کو قلب میں رکھا گیا۔ روح سلطانی کو جان میں جبکہ روح قدسی کا مقام باطن ٹھہرایا گیا۔

ہر ایک روح کی مملکت جسم کے اندر دکان ہے۔ ہر ایک سامان تجارت رکھے نفع کمارہا ہے۔ یہ کاروبار ہر قسم کے نقصان کے خدشے سے پاک ہے۔

ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے وجود کے اندر جاری معاملات کو سمجھے کیونکہ یہاں جو کچھ وہ حاصل کرے گا اس کی گردن کا نوشتہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَافِی الْقُبُوْرِ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ (العادیات :9-10)

"کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب نکال لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے اور ظاہر کر دیا جائے گا جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے"

اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا:

وَکُلُّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ (الاسراء :13)

"اور ہر انسان کی (قسمت کا) نوشتہ اس کے گلے میں ہم نے لٹکا رکھا ہے"

Marfat.com

تیسری فصل

اجساد میں روحوں کی دکانیں :۔

ا۔ روح جسمانی کی دکان پورا جسم ظاہری جوارح کے ساتھ ہے۔ اس کا سامانِ تجارت شریعت ہے۔ اور اس کا کاروبار شرک سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَداً (الکھف :110)

"اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو"

حضور ﷺ نے فرمایا :

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ[1]

"اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک ہی کو قبول فرماتا ہے"

اسی طرح حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ

"اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے"

لفظ وتر سے مراد نمود و نمائش سے بلند تر ہونا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ بناوٹ سے پاک ہے اور اعمال میں اخلاص کو پسند فرماتا ہے)

1۔ روح جسمانی کا نفع ولایت، مکاشفہ اور تحت الثریٰ سے آسمان بالا تک پوری کائنات کا مشاہدہ ہے۔ اس کی مثال کرامات کونیہ ہیں جو مراتب رھبانیت سے ہے۔ مثلاً پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا۔ طے مکانی، دور سے سننا اور باطن میں جھانکنا

Marfat.com

اوراس قسم کی دوسری کرامات۔ آخرت میں اس کا نفع جنت، حور، وقصور، غلمان، شراب طہور۔ تمام نعمتیں، جنت الاولی میں گھر جو جنت الماویٰ ہے۔

2۔ روح روانی کی دکان قلب ہے۔اس کی متاع علم طریقت اوراس کا کاروبار اللہ تعالیٰ کے بارہ، اصولی اسماء میں سے پہلے چار اسماء میں مشغول ہونا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وِلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا(الاعراف :180)

''اور اللہ ہی کے لیے ہیں نام اچھے اچھے۔ سو پکارو اسے انہیں ناموں سے''

اور یہ آیت اشارہ کررہی ہے کہ اسماء مشغول ہونے کا محل ہیں۔اور یہی علم باطن ہے۔ معرفت اسمائے توحید کا نتیجہ ہے جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَۃٌ وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ''[2]

''بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں جس نے ان کا ورد کیا وہ جنت میں داخل ہوا''

حدیث میں لفظ احصاء سے مراد ان اسماء سے متصف ہونا ہے۔اور ان اخلاق خداوندی کو اپنی ذات میں جاری کرنا ہے۔ یہ بارہ اسماء اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء کی بنیاد اور اصول ہیں۔ جن کے عدد کلمہ ''لاالہ الا اللہ'' کے حروف کے برابر ہیں۔پس اللہ تعالیٰ نے قلوب کی گہرائیوں میں ہر ایک حرف کے لیے ایک اسم کو ثبت فرمادیا ہے۔ ہر ایک عالم کے لیے تین اسماء ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسماء کے ذریعے محسنین کے دلوں کو اثبات بخشتا ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ ثبات

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ(الابراہیم :27)

''ثابت قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پختہ قول (کی

Marfat.com

برکت سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی"

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر انسیت کی خاص کیفیت نازل فرماتا ہے جسے سکینہ کہا جاتا ہے۔ اس میں شجر توحید پروان چڑھتا ہے جس کی جڑ ساتویں زمین میں بلکہ تحت الثریٰ میں ہے اور ٹہنیاں ساتویں آسمان تک بلند ہیں۔ بلکہ عرش کے اوپر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَافِي السَّمَاءِ

(ابراہیم :24)

"پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بڑی مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں"

روح روانی کو اس کاروبار سے جو نفع ہوتا ہے وہ دل کی زندگی ہے۔ عالم الملکوت کو وہ اپنی دل کی آنکھ سے عیاں دیکھتا ہے۔ جنت کے باغ اسے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اہل جنت، جنت کے انوار اور فرشتے اس کے روبرو ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اسمائے باطن کا مشاہدہ کرتا ہے تو اپنی زبان سے باطنی گفتگو کرتا ہے جو بلا حرف و صوت ہوتی ہے۔ اس کاروبار کی وجہ سے اس کا ٹھکانا دوسری جنت یعنی جنت النعیم قرار پاتا ہے۔

3۔ روح سلطانی کی دکان جان ہے۔ اس کا سامان تجارت معرفت اور کاروبار بارہ اسماء میں سے درمیانی چار اسماء کا دل کی زبان سے ورد ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ . عِلْمٌ بِاللِّسَانِ وَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی ابنِ آدَمَ وَعِلْمٌ بِالْجَنَانِ . فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ"[3]

علم کی دو قسمیں ہیں (1) علم لسانی (2) علم جنانی

علم لسانی اللہ تعالیٰ کی ابن آدم پر حجت ہے اور علم جنانی ہی علم نافع ہے"

کیونکہ علم کے تمام فائدے اسی دائرہ میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْراً وَّبَطْنًا وَلِبَطْنِهٖ بَطْنًا اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ[4]

Marfat.com

''قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ اور ہر باطن کا پھر ایک باطن ہے (یہ سلسلہ) سات باطنوں تک (دراز) ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلٰى عَشَرَةِ اَبْطُنٍ فَكُلُّ مَاهُوَ اَبْطَنُ فَهُوَ اَنْفَعُ وَاَرْبَحُ لِاَنَّهٗ مِفَنٌّ [۶]

''بیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن کو دس بطوں پر نازل فرمایا۔ پس ہر باطن پہلے باطن سے زیادہ نفع بخش اور مفید ہے۔ کیونکہ اس میں پہلے کی نسبت زیادہ عجائب ہیں''

یہ اسماء ان بارہ چشموں کی مانند ہیں جو عصائے موسیٰ کی ضرب سے پھوٹے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (البقرہ :60)

''اور یاد کرو جب پانی کی دعا مانگی موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے تو ہم نے فرمایا مارو اپنا عصا فلاں چٹان پر تو فوراً بہہ نکلے اس چٹان سے بارہ چشمے۔ پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ''

علم ظاہری اس پاک پانی کی مانند ہے جو عارضی ہو جبکہ علم باطن چشمے کے اصلی پانی جیسا ہے (جو کبھی ختم نہیں ہوتا) علم باطنی، علم ظاہری کی نسبت زیادہ نفع بخش ہے۔ اور علم کا یہ چشمہ ابدی ہے کبھی خشک نہیں ہوتا۔ [۷]

ارشاد ربانی ہے:

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ (یس:33)

''اور ایک نشانی ان کے لیے یہ مردہ زمین ہے۔ ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے نکالا اس سے غلہ پس وہ اس سے کھاتے ہیں''

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے روئے زمین سے ایک دانا نکالا جو حیوانات نفسانیہ کی خوراک ہے، زمین انفس سے ایک دانا پیدا کیا جو ارواح روحانیہ کی خوراک ٹھہرا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَھَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ[8]

"جس نے چالیس صبحیں اللہ کے خلوص میں کیں تو اللہ نے اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری کر دیے"

رہا روح سلطانی کا نفع تو انسان اس سے جمال خداوندی کا عکس دیکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَأٰی (النجم:11)

"نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے"

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ[9]

"ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا آئینہ ہے"

پہلے مؤمن سے مراد، بندہ کا دل ہے اور دوسرے سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام مؤمن آیا ہے

اَلْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ (الحشر:23)

"امان بخشنے والا، نگہبان، عزت والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر"

صاحب المرصاد فرماتے ہیں کہ اس طائفہ کا مسکن تیسری جنت یعنی جنت الفردوس ہے۔

4۔ روح قدسی کی دکان باطن ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ[10]

"انسان میرا راز اور میں اس کا راز ہوں"

Marfat.com

روح قدسی کی متاع علم الحقیقت ہے جسے علم التوحید کہتے ہیں۔ اور اس کا معاملہ (کاروبار) اسمائے توحید کا ورد ہے۔ یعنی آخر چار اسماء کا ورد۔ مگر یہ وظیفہ ظاہری زبان سے نہیں باطن کی زبان سے بغیر نطق کے کرنا ہوتا ہے اور اس کے لیے وقت مقرر نہیں دائمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (طٰہٰ: 7)

"اور اگر تو بلند آواز سے بات کرے (تو تیری مرضی) وہ تو بلاشبہ جانتا ہے رازوں کو بھی اور دل کے بھیدوں کو بھی"

اس کاروبار کا فائدہ یہ ہے کہ طفل معانی کا ظہور ہو جاتا ہے۔ اور وہ باطن کی آنکھ سے جلال و جمال خداوندی کو روبرو بغیر کسی پردہ کے دیکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامۃ: 22-23)

"کئی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے"

یہ دیدار بلا کیف و کیفیت اور بلا تشبیہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ: 11)

"نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے"

جب انسان اپنے مقصود کو پا لیتا ہے تو عقلیں سوچنے سے قاصر، دل عالم تحیر میں سرگرداں اور زبانیں گنگ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ صاحب مقام خود بھی کوئی خبر نہیں دے سکتا وہ کہے بھی تو کیا کہے۔ اللہ تعالیٰ مثال سے پاک ہے۔ اگر علماء تک ایسی چیزیں پہنچیں تو انہیں چاہیے کہ وہ ان مقامات قلوب کو خوب سمجھیں ان کے حقائق کو جاننے کی کوشش کریں۔ اور کسی اعتراض کے بغیر اعلیٰ علیین کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس طرح انہیں بارگاہ خداوندی سے علم لدنی حاصل ہوگا اور ذات احدیت کی معرفت تک رسائی ہوگی۔ وہ ہرگز ہرگز اس مقام کا انکار نہ کریں اور تعرض کی روش سے بچیں۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔دیکھیے صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب قبول الصدقہ من الکسب الطیب وتربیتھا۔1015حدیث حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔حدیث کا تتمہ یوں ہے ''......اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اسی چیز کا حکم دیا جس چیز کا مرسلین علیھم السلام کو حکم دیا۔ارشاد فرمایا ''یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیما(المؤمنون:51) پھر حضور ﷺ نے ایک شخص کا تذکرہ فرمایا جو طویل سفر کر کے آتا ہے پراگندہ حال غبار آلود جسم۔ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اے میرے رب!اے میرے رب!کہتا ہے۔اس کا کھانا۔اس کا کھانا،پینا اور لباس حرام کا ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہو گی؟دیکھیے جامع الاصول۔از۔ابن اثیر جلد10ص565-566

۲۔ یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام ترمذی نے ''الجامع الاصول'' کتاب الدعوات3507میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اس حدیث کے اختتام پر اسمائے حسنیٰ ہیں اس کے لیے دیکھیے ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی جامع الاصول جلد چہارم صفحہ173-184

۳۔ اس کی تخریج پہلے ہو چکی ہے۔

۴۔ ہمیں ان الفاظ میں یہ حدیث نہیں ملی۔طبرانی کی ایک حدیث اس کی شاہد ہے جسے انہوں نے ''الکبیر'' جلد10ص130پر رقم کیا ہے۔یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔لیکن تمہارا یہ ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن سات قرأتوں میں اتارا ہے۔ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ابن حبان اپنی صحیح میں عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔''بیشک قرآن کریم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ایک انتہاء ہے اور ایک ابتداء''

۵۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔

۶۔ لفظ مفن کا معنی زیادہ تعجب خیز ہے۔دیکھیے لسان العرب جلد سوم ص326

۷۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ شیخ محمود الاسعد اری نے فرمایا غیر نافع علم کا اھل حق کے نزدیک

کوئی اعتبار نہیں۔ جیساکہ حضور ﷺ نے فرمایا (مسلم۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاوالتوبہ و الاستغفار باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل 2722) حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "اللّٰھُمَّ انی اعوذبك من علم لا ینفع" اے اللہ میں بے فائدہ علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ طالب کو چاہیے کہ علم ظاہری ضرورت کے مطابق حاصل کرنے پر اکتفا کرے۔ یعنی اتنا علم کہ اعتقاد صحیح کو سمجھ سکے اور کیفیت عمل کو جان سکے۔ پھر ساری توجہ علم طریقت پر مبذول کردے۔ اور علم طریقت نام ہے اخلاق فاسدہ سے دل کا تزکیہ اور اغراض دینا سے صفائی کا یہ علم فرض عین ہے جیساکہ علماء کے فتاوی سے ظاہر ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم دو ہیں علم عبودیت یعنی علم شریعت اور علم ربوبیت یعنی علم طریقت اور ان دو کے علاوہ باقی سب ہوا، وھوس ہے۔

۸۔ ابو نعیم "الحلیہ" ج 5 ص 189۔ یہ روایت انہوں نے مکحول عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کی اور یہ مرفوع ہے۔ ملا علی قاری "الاسرار المرفوعہ" ص 454 پر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت امام احمد سے زھد میں حضرت مکحول سے مرفوعا روایت کی گئی ہے۔ لیکن وہاں ظھرت کی جگہ تخریت ہے۔ سیوطی "الجامع الصغیر" ص 8361 پر بھی اسے ذکر کرتے ہیں۔ جامع الاصول میں ابن اثیر نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ دیکھیے جلد گیارہ 557 امام غزالی الاحیاء جلد چہارم ص 382 پر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا فرمودہ اخلاص کے بارے شافی بیان ہے آپ ﷺ سے اخلاص کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "اخلاص یہ ہے کہ تو کہے میرا رب اللہ ہے پھر اس پر اس طرح ثابت قدم رہ جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے۔ یعنی ہوائے نفس کی عبادت نہ کر۔ صرف اور صرف اپنے رب کی عبادت بجالا جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ غیر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی جائز نہیں۔ یہی اخلاص ہے۔

۹۔ یہ حدیث کا ٹکڑا ہے۔ دیکھیے سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب باب ماجاء فی النصیحۃ والحیاطۃ حدیث 4818 یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے اور آخری الفاظ کچھ اس طرح ہیں "المؤمن یکف علیه ضیعته ویحوطه من ورائه دیکھیے جامع الاصول از ابن اثیر جلد ششم ص 563 بذل جہود میں علامہ سہارنپوری فرماتے ہیں۔ انسان آئینے میں اپنی صورت دیکھتا ہے کہ اپنے سراپے کی اصلاح کرلے۔ اسی طرح مؤمن مؤمن کے لیے آئینہ ہے وہ اپنے بھائی کی اطلاع اور تنبیہ پر اپنی اصلاح کرتا ہے

۱۰۔ یہ حدیث ہمیں نہیں مل سکی

چوتھی فصل

علوم کی تعداد :۔

علم ظاہر بارہ فنون پر مشتمل ہے۔ اسی طرح علم باطن کی بھی بارہ شاخیں ہیں۔ اس علم کو عوام، خواص اور اخص الخواص کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے تقسیم کیا گیا ہے۔

جملہ علوم چار اقسام میں منحصر ہیں۔

1۔ شریعت کا ظاہری علم۔ مثلاً امر، نہی اور دوسرے احکام

2۔ شریعت کا باطنی علم۔ اسے علم طریقت کہتے ہیں۔

3۔ علم طریقت کا باطن۔ اسے علم معرفت کہتے ہیں۔

4۔ باطنی علوم کا باطن اسے علم حقیقت کا نام دیا جاتا ہے۔[1]

ان تمام علوم کا حصول ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

اَلشَّرِیْعَتُ شَجَرَۃٌ وَالطَّرِیْقَۃُ اَغْصَانُھَا وَالْمَعْرِفَۃُ اَوْرَاقُھَا وَالْحَقِیْقَۃُ اَثْمَارُھَا وَالْقُرْآنُ جَامِعٌ بِجَمِیْعِھَا بِالدَّلَالَۃِ وَالْاِشَارَۃِ تَفْسِیْراً وَتَأْوِیْلاً

"شریعت ایک درخت ہے۔ طریقت اس کی ٹہنیاں ہیں، معرفت اس کے پتے ہیں اور حقیقت اس کا پھل ہے۔ قرآن دلالۃً، اشارۃً اور تاویلاً ان تمام کا جامع ہے"

Marfat.com

المجمع کے مصنف فرماتے ہیں کہ تفسیر عوام کے لیے ہے اور تاویل خواص کے لیے کیونکہ خواص ہی رسوخ فی العلم کے حامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ رسوخ کا معنی ہے علم میں ثبات، استقرار اور استحکام جیسا کہ مضبوط تنے کا بلند ترین درخت جس کی شاخیں آسمان تک جا پہنچی ہوں۔ رسوخ فی العلم کلمہ طیبہ کا نتیجہ ہے جو دل کی زمین کو پاک کر کے اس میں کاشت کیا جاتا ہے۔ ایک قول کے مطابق ''الراسخون فی العلم'' کا عطف ''الا للّٰہ'' پر ہے (آل عمران : 7)

صاحب تفسیر کبیر (امام رازی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں[۲] کہ اگر یہ دروازہ کھل جائے تو باطن کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔

انسان اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کا پابند ہے۔ اسے بارگاہ خداوندی سے یہ حکم مل چکا ہے کہ ان چار دائروں میں سے ہر ایک دائرہ میں نفس کی مخالفت کرے۔

نفس دائرہ شریعت میں مخالف شریعت کاموں کا وسوسہ ڈالتا ہے۔ دائرہ طریقت میں موافقات کی تلبیس کا وسوسہ ڈالتا ہے مثلاً دعویٰ نبوت و ولایت اور دائرۂ معرفت میں شرک خفی کا وسوسہ ڈالتا ہے جسے وہ اپنے تئیں نورانیات کے دائرے کی چیز سمجھ رہا ہوتا ہے مثلاً وہ ربوبیت کے دعویٰ کے لیے وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ جیسا کہ رب قدوس نے فرمایا :

اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰیهُ (الجاثیہ : 23)

''ذرا اس کی طرف تو دیکھو جس نے بنا لیا ہے اپنا خدا اپنی خواہش کو''

رہا حقیقت کا دائرہ تو اس میں شیطان، نفس اور ملائکہ داخل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس دائرے میں غیر خدا جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ جبرائیل آمین نے بارگاہ نبوت میں عرض کی تھی۔

لَوْدَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ[۳]

''اگر میں انگلی کے پورے کے برابر بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا''

Marfat.com

اس مقام پر پہنچ کر بندہ مؤمن اپنے دونوں دشمنوں، نفس اور شیطان سے چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے۔ اور مخلص[۴] شمار ہونے لگتا ہے جیسا کہ رب قدوس کا فرمان مبارک ہے۔

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ[۵] (ص: 82-83)

"تیری عزت کی قسم! میں ضرور گمراہ کردوں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا ہے"

اور جو بندہ حقیقت کے دائرے تک نہیں پہنچ سکتا وہ مخلص نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ بشری صفات کی فناء بجز تجلی ذات کے ممکن نہیں۔ اور جہولیت معرفت ذات سبحانہ کے بغیر مرتفع نہیں ہو سکتی۔ جب بندہ حقیقت کے دائرے میں پہنچ جاتا ہے تو جہولیت مکمل ختم ہو جاتی ہے کیونکہ وہاں تو اللہ تعالیٰ بندے کو علم لدنی سے نوازتا ہے۔ بغیر کسی واسطہ کے اپنی معرفت عطا کرتا ہے اور بندہ خضر علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق اس کی عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے۔

یہی مقام مشاہدہ ہے جہاں انسان ارواح قدسیہ کو دیکھتا ہے۔ اپنے محبوب نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کو پہچانتا ہے۔ اس کی انتہاء ابتداء کے ساتھ منطبق ہو جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اسے ابدی وصال کی خوشخبری دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (النساء: 69)

"اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی"

اور جو اس علم (علم حقیقت) تک نہیں پہنچا وہ حقیقت میں عالم ہی نہیں اگرچہ اس نے ہزاروں کتب پڑھی ہوں۔[۶]

جسمانیت جب ظاہری علوم پر عمل پیرا ہوتی ہے تو جزاء میں اسے صرف جنت ملتی ہے جہاں وہ تجلی صفات کا عکس پاتا ہے مگر وہ حریم قدس اور قربت

میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ظاہری علم کا کام نہیں ہے۔ حریم قدس اور قربت پرواز کا عالم ہے۔ پرندہ بغیر پروں کے اڑ نہیں سکتا۔ صرف وہی بندہ ان علوم تک پہنچ سکتا ہے جو علم ظاہری اور علم باطنی کے دونوں پر رکھتا ہو جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

يَا عَبْدِيْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَدْخُلَ حَرَمِيْ فَلَا تَلْتَفِتْ اِلَى الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ لِاَنَّ الْمُلْكَ شَيْطَانُ الْعَالِمِ وَالْمَلَكُوْتُ شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوْتُ شَيْطَانُ الْوَاقِفِ. مَنْ رَضِيَ بِاَحَدٍ مِنْهَا فَهُوَ مَطْرُوْدٌ عِنْدِيْ [۷]

"اے میرے بندے! جب تو میرے حرم میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو ملک، ملکوت اور جبروت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کیونکہ ملک عالم کا شیطان ہے۔ ملکوت عارف کا شیطان ہے اور جبروت واقف کا جو ان میں سے کسی ایک عالم سے راضی ہو گیا تو وہ میرے نزدیک مردود ہے"

مقصد یہ ہے کہ اسے قربت حاصل نہیں ہو گی۔ ہاں وہ مطرود الدرجات نہیں ہو گا (یعنی ثواب سے محروم نہیں ہو گا) چھوٹی منزلوں پر قناعت کرنے والے قربت حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ مقصد کی پوری لگن نہیں رکھتے۔ گویا وہ ایک پر سے اڑنا چاہتے ہیں۔ (وہ ملک، ملکوت اور جبروت کی نعمتیں بھی چاہتے ہیں) جب کہ اہل قربت کو تو وہاں تک رسائی ہوتی ہے جہاں وہ کچھ ہوتا ہے۔

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ [۸]

"جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے"

وہ جنت القربت ہے اس جنت میں نہ تو حور و قصور ہیں اور نہ شہد اور

Marfat.com

دودھ (کی نہریں)

انسان کو اپنی حیثیت پہچاننی چاہیے۔ کسی ایسی چیز کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے جس کا اسے حق نہیں پہنچتا۔

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

”اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر رحم فرمائے جس نے اپنی حیثیت کا اندازہ لگایا اور اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھا، اپنی زبان کی حفاظت کی اور اپنی عمر کو ضائع نہیں کیا“

عالم کو چاہیے کہ انسان حقیقی یعنی طفل معانی کا مطلب سمجھے اور اسمائے توحید پر مواظبت اختیار کر کے اس کی تربیت کرے۔ اسے عالم جسمانیت سے نکل کر عالم روحانیت میں آنا چاہیے۔ عالم روحانیت، باطن کی دنیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں بستا۔ یہ دنیا نور کا گویا ایک صحراء ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ اور طفل معانی اس میں محو پرواز ہے۔ اس کے عجائب و غرائب کو دیکھتا پھر رہا ہے مگر کسی کو خبر دینے کا امکان نہیں۔ یہ ان موحدین کا مقام ہے جو اپنی ذات کو عین وحدت میں فنا کر چکے ہوتے ہیں۔ ان کے باطن میں جمال خداوندی کا نور ہوتا ہے جسے وہ دیکھتے رہتے ہیں۔ گویا وہ صرف اللہ ہی کو دیکھتے ہیں۔

پس یوں سمجھیئے کہ جس طرح انسان سورج کو دیکھے تو دوسری کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا اسی طرح جب انسان مشاہدہ حق میں مستغرق ہو جاتا ہے تو جمال خداوندی کے مقابلے میں وہ کسی اور کو کیسے دیکھ سکتا ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں انسان اپنی ذات سے محو ہو جاتا ہے اور سراپا حیرت بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا :

انسان آسمانوں کی بادشاہی میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ پرندوں کی طرح دوسری مرتبہ پیدا نہیں ہوتا

یہاں دوسری پیدائش سے مراد طفل معانی کی پیدائش ہے۔ یہ پیدائش روحانی ہے اور یہ پیدائش انسان کی حقیقی قابلیت سے ہوتی ہے۔ اور وہ ہے انسان کا

Marfat.com

باطن طفل معانی کا وجود صرف اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب علم شریعت اور علم حقیقت یکجا ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچہ والدین کے نطفوں کے اجتماع سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ(الدھر :2)

"بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے"

اس معنی کے ظہور کے بعد بندہ عالم خلق سے عالم امر کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ تمام عالم عالم الروح کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے قطرہ سمندر کے سامنے۔ اس ظہور کے بعد علوم لدنی روحانی کا فیض بلا حرف وصوت پہنچتا رہتا ہے۔

حواشی

۱۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے: کہا گیا ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے درمیان نوے ہزار باتیں ہوئیں۔ ان میں سے تین ہزار کا تعلق احکام شریعت سے تھا۔ تین ہزار کا احکام طریقت سے اور تین ہزار کا احکام حقیقت سے۔ حضرت بایزید بسطامی کا قول ہے شریعت سمندر کی مانند ہے۔۔ طریقت سمندر کے پانی کو پی جانا ہے اور حقیقت سمندر کے تمام پانی کو ھضم کرنے کی مانند ہے۔

۲۔ تفسیر کبیر۔ ازرازی جلد 7ص 166-178 امام صاحب نے سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

۳۔ اس کی تخریج ہو چکی ہے۔ گذشتہ صفحات میں دیکھیں

۴۔ احیاء العلوم جلد چہارم ص 381-382 پر امام غزالی فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا قول ہے کہ اخلاص فی العمل کا مطلب یہ ہے کہ شیطان بندے کے عمل پر مطلع نہ ہو سکے کہ اسے خراب کردے اور نہ ہی فرشتہ مطلع ہو کہ ثواب لکھ سکے۔ دوم فرماتے ہیں اخلاص فی العمل کا مطلب یہ ہے کہ انسان بغیر کسی عوض کے ارادہ کے نیک اعمال کرے۔ امام قشیری اپنے رسالہ میں صفحہ 163-164 پر لکھتے ہیں کہ حضرت حذیفہ مرعشی فرماتے ہیں کہ خلوت و جلوت کا یکساں ہونا اخلاص ہے۔ اخلاص کی تعریف میں یہ قول بھی ملتا ہے کہ عبادت اس خیال سے کرنا کہ اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق ہے اسی جذبے کا نام اخلاص ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخلاص اعمال پہ نظر نہ رکھنے کا نام ہے۔ ایک شخص سے اخلاص کے بارے پوچھا گیا تو اس نے کہا اخلاص یہ ہے کہ اللہ کے سواء تیرے عمل پر کوئی گواہی نہ دے سکے۔

Marfat.com

۵۔ اتحاف السادۃ المتقین جلد 10 ص 44 پر حضرت زبیدی فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے اخلاص کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے جبریل امین سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ سوال بارگاہ الٰہی میں کیا تو رب قدوس نے فرمایا کہ اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں نے اپنے محبوب بندوں کے دل میں ودیعت فرما رکھا ہے۔ امام قشیری اپنے رسالہ میں ص 162-163 پر لکھتے ہیں کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اخلاص اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک انسان اللہ میں صرف نہ ہو جائے اور اس پر صبر نہ کرے۔ اور سچائی صرف اسی صورت میں مکمل ہوتی ہے کہ اللہ میں انسان مخلص ہو جائے اور اس پر مداومت اختیار نہ کرے۔

۶۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ شیخ محمود آفندی الاسکداری فرماتے ہیں۔ جس نے اصطلاحات کی تدریس اور تصنیف میں ہزاروں سال صرف کر دیے وہ پھر بھی قلب کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا۔ علم القلب ہی معتبر علم ہے۔

۷۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

۸۔ یہ بخاری کی روایت کردہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ دیکھیے صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ حدیث نمبر 3072 اسے مسلم نے بھی ذکر کیا ہے۔ دیکھیے صحیح مسلم۔ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا حدیث نمبر 2824 اس کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں قال اللہ تعالیٰ۔ اعددت لعبادی الصالحین مالاعین رأت واذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرء وا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین (السجدہ: 17) مزید دیکھیے جامع الاصول۔ ازابن اثیر۔ ج 494/10

۹۔ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ابو الحسن۔ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ خلیفہ چہارم ہیں۔ حضور ﷺ کی کفالت میں بڑے ہوئے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ لوگوں میں سب سے پہلے آپ نے ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اس غزوہ میں آپ اہل بیت علیھم الرضوان کی دیکھ بھال کے لیے مدینہ منورہ میں چھوڑ دیے گئے۔ آپ شجاعت و بہادری میں مشہور ہیں۔ چالیس سن ہجری کو شہید ہوئے۔ آپ کی سیرت کے لیے دیکھیے "تہذیب تاریخ الخلفاء" امام سیوطی کی تہذیب الشیخ نایف العباس۔ تحقیق خالد الزرعی۔ محمد غسان عزقول۔ یہ کتاب دار الباب دمشق سے طبع ہوئی ہے۔

۱۰۔ حاشیہ (ظ) میں کسی آدمی کا نام مذکور نہیں لیکن بعض نسخوں میں قال الشیخ زین الدین عطا رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں۔

Marfat.com

پانچویں فصل

توبہ[1] اور تلقین :۔

یاد رکھیے مذکورہ مراتب سچی توبہ[2] اور تلقین مرشد کے بغیر ہاتھ نہیں آتے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (الفتح :26)

"اور انہیں استقامت بخش دی تقویٰ کے کلمہ پر"

اس سے مراد یہ ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کسی ایسے مرشد کامل سے لے جس کا دل پاک و صاف ہو اور اس دل میں اللہ کے سواء کسی اور کا بسیرا نہ ہو۔ اس سے مراد وہ کلمہ نہیں جو عوام الناس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اگرچہ عوام اور خواص کے کلمے کے الفاظ تو ایک جیسے ہیں لیکن ان کے معانی میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ دل توحید کا بیج جب کسی زندہ دل سے اخذ کرتا ہے تو وہ بھی زندہ ہو جاتا ہے اور ایسا بیج کامل بیج بن جاتا ہے۔ ایک نامکمل بیج کبھی نہیں اگ سکتا۔ اسی لیے کلمہ توحید کے بیج کا تذکرہ قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے۔

1۔ ایک تو ظاہری قول کے ساتھ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (الصافات :35)

"جب انہیں کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا"

2۔ اور دوسرے علم حقیقی کے ساتھ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے :

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

وَالْمُؤْمِنٰتِ (محمد :19)

"پس آپ جان لیں کہ نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کیلئے"

یہ آیت اپنے شان نزول کے سبب خواص کی تلقین کے لیے نازل کی گئی ہے۔ بستان شریعت میں ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے بارگاہ نبوت میں قریب ترین، آسان اور افضل راستے کی تمنا ظاہر کی وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں نبی کریم ﷺ نے وحی کا انتظار فرمایا حتیٰ کہ جبرائیل امین حاضر ہوئے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی تین بار تلقین کی۔ حضور ﷺ نے اس کلمے کو دھرایا اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی تلقین فرمائی [۳] پھر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے انہیں بھی تلقین کی۔ اور فرمایا:

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ [۴]

"ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے"

یہاں جہاد اکبر سے مراد نفس کے خلاف جہاد ہے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں فرمایا:

اَعْدٰى اَعْدَائِكَ نَفْسُكَ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ [۵]

"تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے"

تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی کامل محبت حاصل نہیں کر سکتا جب تک اپنے اندر نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس ملہمہ کو شکست فاش نہیں دے لیتا۔ نفس شکست کھا گیا تو گویا تو اخلاق ذمیمہ سے پاک صاف ہو گیا۔ میری مراد اخلاق حیوانیہ مثلاً کھانے پینے اور سونے میں زیادتی، لغو و بیہودہ گفتگو۔ اخلاق سبعیہ مثلاً غصہ، گالی گلوچ، لڑنا جھگڑنا۔

اخلاق شیطانیہ مثلاً کبر و نخوت، حسد و کینہ وغیرہ اس کے علاوہ اور بھی

بہت سے اخلاق ذمیمہ ہیں۔ یہ تمام نفس سے تعلق رکھتے ہیں خواہ بدنی ہو یا قلبی۔ جب انسان ان اخلاق ذمیمہ سے پاک ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ گناہوں سے واقعی پاک ہو چکا ہوتا ہے۔ اور اس کا شمار متطہرین اور توابین میں ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ: 222)

"بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بہت توبہ قبول کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو"

ظاہری گناہوں سے توبہ کرنے والے اس آیت کا مصداق نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ تائب ہیں لیکن وہ تواب نہیں ہیں۔ کیونکہ تواب مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے مراد خواص کی توبہ ہے۔

ظاہری گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گھاس کو کاٹ دیتا ہے جڑ سے اکھیڑتا نہیں۔ ظاہر ہے یہ گھاس دوبارہ اگے گی اور پہلے سے زیادہ اگے گی۔

تواب کی مثال گھاس کو جڑ سے اکھیرنے والے کی ہے۔ یہ گھاس دوبارہ نہیں اگے گی اگر اگ بھی آئی تو معمولی سی ہو گی جسے بآسانی اکھیڑا جاسکتا ہے۔ تلقین ایک ایسا آلہ ہے جو مرید کے دل سے غیر اللہ کو کاٹ ڈالتا ہے کیونکہ کڑوا درخت کاٹ کر ہی اس کی جگہ میٹھے پھل کا درخت لگایا جاسکتا ہے۔ اس بات میں غور و فکر کرو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّئَاتِ (شوریٰ: 25)

"اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور در گزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے"

ایک اور آیت کریمہ میں فرمایا:

مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ

Marfat.com

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان: 70)

"وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے"

توبہ کی دو قسمیں ہیں۔ عوام کی توبہ اور خواص کی توبہ۔ عوام کی توبہ تو یہ ہے کہ انسان گناہ کو چھوڑ کر اطاعت کی طرف آجائے۔ اخلاق ذمیمہ کو ترک کر کے اخلاق حمیدہ کو اپنالے۔ جہنم کی راہ سے ہٹ کر جنت کے راستے پر چل دے۔ آرام و آسائش کی عادت کو چھوڑ کر ذکر و فکر اور مجاہدہ و ریاضت کے ذریعے نفس کو مطیع کرنے کی کوشش کرے۔ (یہ عوام الناس کی توبہ ہے) خواص کی توبہ یہ ہے کہ انسان عوام کی توبہ[۶] حاصل کر لینے کے بعد حسنات سے معارف کی طرف، معارف سے درجات کی طرف، درجات سے قربت کی طرف، قربت و لذات نفسانیہ سے لذات روحانیہ کی طرف لوٹے۔ خواص کی توبہ گویا ترک ماسوا اس سے انس اور اس کی طرف یقین کی آنکھ سے دیکھنا ہے۔

یہ تمام چیزیں وجود کے کسب سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور وجود کا کسب گناہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ تیرا وجود گناہ ہے اس سے بڑے گناہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا[۷] عرفاء کہتے ہیں کہ ابرار کی حسنات مقربین کی سیآت ہیں اور مقربین کی سیآت ابرار کی حسنات ہیں اسی لیے حضور ﷺ روزانہ سو بار استغفار کرتے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ (محمد: 19)

"اور استغفار کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے"

یہاں گناہ سے مراد وجود کا گناہ ہے۔ اسی کا نام انابت ہے کیونکہ انابت ماسوا اللہ کو چھوڑ کر اللہ کا ہو جانا آخرت میں قربت کے واسطے میں داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کا دیدار حاصل کرنا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَاداً اَبْدَ انُهُمْ فِی الدُّنْيَا وَقُلُوْبُهُمْ تَحْتَ الْعَرْشِ[۸]

"اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کے بدن تو دنیا میں
ہیں لیکن ان کے دل تحت العرش ہوتے ہیں"

اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ ہاں صفات خداوندی کے عکس کو دل کے آئینے میں دیکھنا ممکن ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ [۹]

"میرے دل نے اپنے رب کا دیدار کیا" یعنی میرے رب کے نور کے ساتھ۔ پس دل جمال خداوندی کے عکس کو دیکھنے کا آئینہ ہے۔

یہ مشاہدہ مرشد کامل کی تلقین کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ مگر ضروری ہے کہ شیخ واصل بحق ہو اور اس کا سلسلہ طریقت آخر تک متصل ہو۔ وہ حضور علیہ صلی اللہ کے واسطہ سے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناقصوں کی تکمیل کے لیے مقرر کیا گیا ہو (صاحب خلافت ہو)

اولیاء خواص کے لیے بھیجے جاتے ہیں عوام کے لیے نہیں۔ یہی فرق ہے ولی اور نبی میں نبی عام و خاص ہر ایک کے لیے مستقل بنفسہ مبعوث ہوتا ہے لیکن ولی مرشد صرف خواص کے لیے بھیجا جاتا ہے اور وہ مستقل بنفسہ نہیں ہوتا۔ ولی کو ہر حال میں اپنے نبی کی اتباع کرنا ہوتی ہے۔ اگر وہ استقلال بنفسہ کا دعویٰ کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ صلی اللہ نے اپنی امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل جیسا فرمایا ہے۔ کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اتباع کرتے تھے۔ لیکن ان کے علماء دین کی تجدید کرتے اور نئی شریعت لائے بغیر اسی شریعت کے احکام کی تاکید کرتے۔ اسی طرح اس امت کے علماء جنہیں منصب ولایت پر فائز کیا گیا ہے خواص کے لیے بھیجے گئے ہیں تاکہ وہ امر و نہی کی تجدید کریں۔ اور تاکید و تبلیغ، اصل شریعت کے تزکیہ کے ذریعے عمل میں استحکام پیدا کریں۔ تصفیہ اور تزکیہ سے مراد دل کی پاکیزگی ہے۔ دل معرفت کا محل ہے۔ یہ لوگ حضور (کے علم کے ذریعے خبر دیتے ہیں۔ جیسا کہ اصحاب صفہ معراج سے پہلے اسرار معراج بتایا کرتے تھے۔ امت محمدیہ کا کامل

Marfat.com

ولی وہی ہے جس کو یہ نور عطا کیا گیا ہو۔ یہ نور نبوت کا ایک جزو ہے اور ولی اللہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی امانت۔ عالم وہ نہیں جس کے پاس صرف ظاہری علم ہو۔ اگرچہ ظاہری عالم بھی وراثت نبوت کا حقدار ہے لیکن اس کی حیثیت ذوی الارحام کی سی ہے۔ کامل وارث وہ ہے جو بیٹے کی جگہ ہو۔ بچہ اپنے والد کا ظاہر و باطن میں راز ہوتا ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ کَھَیْئَۃِ الْمَکْنُوْنِ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللّٰہِ تعالیٰ فَاِذَا نَطَقُوْا بِہٖ لَمْ یُنْکِرْہُ اِلاَّ اَھْلُ الْغِرَّۃِ [۱۰۱]

"علم ایک چھپی ہوئی چیز کی مانند ہے جسے صرف علماء باللہ ہی جانتے ہیں۔ جب وہ اس علم کو زبان پر لاتے ہیں تو غافل لوگوں کے سواء کوئی انکار نہیں کرتا"

یہی وہ راز ہے جو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر میں ودیعت فرمایا تھا۔ علم کے جو تیس ہزار باطن ہیں۔ ان میں سے یہ آخری باطن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس راز سے اپنے مقربین صحابہ اور اپنے اصحاب صفہ علیھم الرضوان کے علاوہ کسی عامی کو آگاہ نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان مقربین بارگاہ کی برکتوں سے ہمیں مستفیض فرمائے اور ان کی نیکیوں اور احسانات کی بارش سے ہمیں سیراب کرے۔ آمین یارب العالمین۔

علم باطن اسی راز کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ تمام علوم و معارف اسی راز کا چھلکا ہیں۔ جو علمائے ظاہر ہیں وہ بھی اس راز کے وارث ہیں۔ بعض کی حیثیت صاحب الفروض کی ہے۔ بعض کی عصبات اور بعض کی ذوی الارحام کی۔ یہ لوگ علم کے چھلکے کو دعوت الی سبیل اللہ کے ذریعے پھیلا رہے ہیں یہ مواعظ حسنہ سے کام لیتے ہیں لیکن مشائخ اہل سنت جن کا سلسلہ طریقت مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے وہ علم کے مغز کے وارث ہیں۔ انہیں باب مدینۃ العلم کی وساطت سے یہی علم ارزانی ہوا ہے یہ لوگ حکمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے

Marfat.com

ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل :125)

"(اے محبوب!) بلائیے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (ومناظرہ) اس انداز سے کیجیے جو بڑا پسندیدہ (اور شائستہ ہو"

علماء ظاہر اور علماء باطن کی گفتگو تو ایک جیسی ہوتی ہے لیکن فروعات میں فرق ہوتا ہے۔ یہ تینوں معانی حضور ﷺ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر کسی اور کو عطا نہیں کیے گئے۔ ان معانی کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ پہلی قسم :۔

علم کا مغز ہے۔ یہ علم حال ہے۔ یہ ہے۔ یہ علم صرف مردان باصفا کو عطا ہوتا ہے جن کی ہمت کی تعریف حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔

"هِمَّةُ الرِّجَالِ تَقْلَعُ الْجِبَالَ" [۱۱]

"مردوں کی ہمت پہاڑوں کو اکھیڑ پھینکتی ہے"

یہاں پہاڑوں سے مراد قساوت قلبی ہے جو بندگان خدا کی دعا اور تضرع سے محو ہو جاتی ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (البقرہ:269)

"اور جسے عطا کی گئی دانائی تو یقیناً اسے دے دی گئی بہت بھلائی"

2۔ دوسری قسم :۔

اس مغز کا چھلکا۔ یہ علماء ظاہر کا حصہ ہے اور اس سے مراد موعظت حسنہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اَلْعَالِمُ یَعِظُ بِالْعِلْمِ وَالْاَدَبِ وَالْجَاهِلُ یَعِظُ بِالضَّرْبِ وَالْغَضَبِ [۱۲]

Marfat.com

"عالم علم اور ادب کے ذریعے سمجھاتا ہے جبکہ جاہل مار پیٹ اور ناراضگی سے"

3۔ تیسری قسم:۔

یہ چھلکے کا بھی چھلکا ہے۔ یہ حصہ امراء کو دیا جاتا ہے۔ وہ عدل ظاہری اور سیاست ہے جس کی طرف قرآن نے بایں الفاظ اشارہ کیا ہے۔

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل :125)

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت قھر کے مظاہر ہیں۔ یہ نظام دین کی حفاظت کا سبب بنتے ہیں۔ جس طرح کہ سفید چھلکا اخروٹ کی حفاظت کرتا ہے۔ ظاہری علماء کا مقام سرخ اور سخت چھلکے کی مانند ہے اور فقرائے صوفیاء عارفین مغز ہیں جو درخت اگانے کا اصل مقصود ہوتا ہے۔ یہی لب لباب ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِمَجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَاسْتِمَاعِ کَلَامِ الْحُکَمَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُحْیِی الْقَلْبَ بِنُوْرِ الْحِکْمَةِ کَمَا یُحْیِی الْاَرْضَ الْمَیْتَةَ بِمَاءِ الْمَطَرِ[۱۳]

"علماء کی مجلسوں میں بیٹھو اور حکماء کا کلام سنو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کردیتا ہے"

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

کَلِمَةُ الْحِکْمَةِ ضَالَّةُ الْحَکِیْمِ اَخَذَهَا حَیْثُ وَجَدَهَا[۱۴]

"دانائی کی بات عقلمند آدمی کی (گویا) گمشدہ چیز ہے وہ اسے جہاں ملتی ہے حاصل کرلیتا ہے"

لوگوں کی زبانوں پر جاری کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) لوح محفوظ سے نازل ہوا ہے۔ لوح محفوظ عالم الجبروت کے درجات سے ہے۔ اور

Marfat.com

جو کلمہ واصلین کی زبانوں پر جاری ہے وہ لوح اکبر سے بلاواسطہ زبان قدرت کے ذریعے قربت میں نازل ہوا ہے۔ ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ اسی لیے اھل تلقین (مرشد کامل) کی تلاش فرض ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ [15]

"علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"

حدیث پاک میں علم سے مراد علم معرفت و قربت ہے۔ باقی علوم ظاہرہ کی ضرورت اتنی ہے کہ انسان فرائض کو بجالا سکے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حیاۃ القلب علم فادخرہ

وموت القلب جھل فاجتنبہ

وخیرمرادک التقوی فزدہ

کفاک بما وعظتک فاتعظہ

دل کی زندگی علم ہے۔ اسے ذخیرہ کرلے۔ اور دل کی موت جہالت ہے اس سے دامن بچالے۔

تیری بہترین مراد تقویٰ ہے اس میں اور اضافہ کر۔ میری یہ نصیحت تیرے لیے کافی ہے پس اسے پلے باندھ لے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (البقرہ: 197)

"اور سفر کا توشہ تیار کرو اور سب سے بہتر توشہ تو پرہیز گاری ہے"

اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے کہ بندہ قربت کی طرف سفر کرے اور درجات (ثواب) کی طرف ملتفت نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الکھف: 30)

"بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے"

اور فرمایا:

Marfat.com

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى
(الشوری : 23)

"آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے"

ایک قول کے مطابق المودۃ فی القربی کا معنی عالم قربت ہے۔

حواشی

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الفتح" میں گیارہویں جلد ص 103 پر لکھتے ہیں کہ توبہ لغت میں گناہ سے منہ موڑ لینے کو کہتے ہیں۔ اور شریعت مطہرہ میں گناہ کو اس کی قباحت کے پیش نظر ترک کرنا۔ اس کے کرنے پر نادم ہونا اور دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے امکانی حد تک اس کی تلافی کرنا اور اس کے حق کو ادا کرنا توبہ ہے۔ جبکہ اہل حقیقت کے نزدیک توبہ یہ ہے کہ گزری خطاؤں پر ندامت کی جائے اور آئندہ نیکی پر مداومت اختیار کی جائے۔

۲۔ ابن ماجہ اپنی سنن میں حضرت ابو عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد گرامی حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو" دیکھیے کتاب الزھد۔ باب ذکر التوبہ حدیث نمبر 4250۔ اسی حدیث کو انہیں الفاظ کے ساتھ دیلمی نے فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حدیث نمبر 2432۔ انہوں نے یہ اضافہ بھی کیا ہے "جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا" زبیری اتحاف السادۃ المتقین جلد آٹھ ص 506 پر ان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی ان اللہ یحب التوابین ویحب المطھرین (البقرہ :222) امام سیوطی الفتح الکبیر ج 11/3 پر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنے والے جوان سے پسندیدہ اور کوئی نہیں اور گناہوں پر اصرار کرنے والے بوڑھے کی نسبت اور کوئی مبغوض بھی نہیں۔ وہ نیکی اللہ کو سب نیکیوں سے زیادہ پسند ہے جو جمعہ کی رات کو یا جمعہ کے دن کو کی جائے اور وہ گناہ سب گناہوں کی نسبت زیادہ نا

Marfat.com

پسندیدہ ہے جو جمعہ کی رات یا دن کو کیا جائے۔ امام قشیری اپنے رسالہ میں ص 77 پر لکھتے ہیں کہ توبہ سالکین کی پہلی منزل ہے۔ اور طالبین حق کے لیے یہی پہلا مقام ہے۔

۳۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے عبادت کا کوئی ایسا طریقہ سکھاؤ جو سہل ترین ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب طریقوں سے بہتر شمار ہوتا ہو حضرت ﷺ نے فرمایا۔ علی! خلوت میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ حضرت علیؓ نے پوچھا حضور! کیسے ذکر کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا آنکھیں بند کرو اور مجھ سے تین مرتبہ سنو۔ پھر جو کلمہ میں بتاؤں اس کا تین مرتبہ ورد کرو میں سنوں گا۔ حضور ﷺ نے آنکھ بند کر کے تین مرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ورد فرمایا حضرت علی سنتے رہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لا الہ الا اللہ کا آنکھیں بند کرکے تین مرتبہ ورد کیا اور حضور ﷺ سنتے رہے۔

۴۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان نے پوچھا جہاد اکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جہاد قلب" اس حدیث کو امام غزالی نے الاحیاء جلد سوم ص ۴ پر نقل کیا ہے۔ عراقی اپنی کتاب "المغنی" میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو بیہقی نے زہد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔ امام بیہقی کے نزدیک "الزھد الکبیر" ص 373 پر یہ حدیث ضعیف بتائی گئی ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں جلد 13 ص 493 پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور اپنے صحابہ کرام کو خوش آمدید کہا اور فرمایا ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کو لوٹ رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا جہاد اکبر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان کا اپنی خواہشات سے جہاد کرنا مناوی "فیض القدیر" جلد 4 ص 511 پر لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کے جواب میں فرمایا! ہم ایک ایسے دشمن سے جنگ کر کے آرہے ہیں جو ہم سے الگ تھلگ رہتا ہے۔ اور اب ہمیں ایک ایسے دشمن کا سامنا ہے جو ہمارے ساتھ ساتھ ہے۔ اپنی خواہشات سے جنگ سب سے بڑا اور عظیم ترین جہاد ہے۔ کیونکہ کفار کے خلاف جنگ کرنا فرض کفایہ ہے اور نفس کے خلاف جنگ کرنا ہر مکلف پر ہر وقت فرض عین ہے۔ اسی بڑے جہاد کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شدید ترین جہاد۔

Marfat.com

خواہشات کے خلاف جہاد ہے۔ پس جس نے نفس کو خواہشات سے روک لیا۔

۵۔ اس حدیث کو امام غزالی نے "الاحیاء" جلد سوم ص 4 پر نقل فرمایا ہے۔ علامہ۔ عراقی اپنی "المغنی" جلد سوم ص 4 پر فرماتے ہیں کہ اسے بیہقی نے "الزھد الکبیر" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک نام محمد بن عبدالرحمن بن غروان کا ہے جو حدیث گھڑنے میں مشہور ہے۔ دیلمی نے "القدوس" میں اور متقی ھندی نے کنزالعمال جلد 4 ص 431 پر اسے نقل کیا ہے۔

۶۔ امام قشیری فرماتے ہیں جس نے سزا کے خوف سے توبہ کی وہ صاحب توبہ ہے۔ جس نے ثواب کیلئے توبہ کی وہ صاحب روبہ (متوجہ ہونے والا) ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ توبہ مؤمن کی صفت ہے۔ رب قدوس کا فرمان ہے۔ وتوبوا الی اللّٰہ جمیعا ایھا المؤمنون (نور: 31) انابت اولیاء کی صفت ہے۔ رب قدوس کا فرمان ہے وجاء بقلب منیب (ق: 33) روبہ انبیاء ومرسلین کی صفت ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔ نعم العبد انہ اواب (ص: 44)

۷۔ جب انسان لذات روحانیہ اور قربت حاصل کرلیتا ہے اور فناء میں غرق ہو جاتا ہے ور اللہ کی قربت حاصل کرلیتا ہے تو اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کے وجود کا اصل مقصد ہی یہی ہے (وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون) (ذاریات: 56) اس مقام پر پہنچ کر بندے کو اپنی ذات بھلا دینی چاہیے۔ بلکہ اس ذات کا یہاں لاشی ہونا واجب ہے۔ بندے کو زیب ہی نہیں یہ ہے کہ وہ نور الٰہی کے سامنے معدوم ہو جائے اس مقام پر بھی اگر اس کا وجود باقی ہے تو یہی سب سے بڑا گناہ ہوگا۔ کیونکہ جس نے حق کو پہچانا اور اپنے اور وجود کو باقی رکھا تو اس نے بے ادبی کی اور یہ بہت بڑا گناہ ہے عرفاء کہتے ہیں کہ ابرار کی حسنات مقربین کی سیئات ہیں اور مقربین کی سیئات ابرار کے حسنات ۲؎ یہ حضرات ابی سعید خرار کا کلام ہے۔ اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلد دوم ق 65 پر نقل کیا ہے۔ لیکن زرکشی نے اسے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھیے "لقطۃ العجلان" ص 155 "الکشف" جلد اول ص 428 پر عجلونی کہتے ہیں کہ ابرار اور مقربین میں فرق یہ ہے کہ مقربین وہ لوگ ہیں جو حظوظ اور ارادہ سے لے لیے گئے ہوتے ہیں (اپنے ارادہ سے کام نہیں لیتے راضی برضا رہتے ہیں) اور اپنے مولا کے حقوق کو پورا کرنے میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ عبادت اور طلب میں ان کی منزل مولا

Marfat.com

کی رضا ہوتی ہے ابرار وہ ہیں جو اپنے خطوط اور ارادوں کے ساتھ باقی ہوتے ہیں اور اعمال صالحہ اور مقامات یقین میں انہیں قیام بخشا جاتا ہے تاکہ وہ ان مجاہدوں سے ارفع درجات کی جزا پائیں واللہ اعلم "المصنوع" ص 94

٨ـ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔

٩ـ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ، القرشی، العدوی، ابو حفص۔ آپ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ ستائیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ اشراف قریش میں شمار ہوتے تھے۔ جاھلیت میں سفارت کا منصب آپ کے پاس تھا۔ آپ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے سسر ہونے کا شرف رکھتے ہیں 23ھ میں شہید ہوئے تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب "تہذیب تاریخ الخلفاء" از امام سیوطی تہذیب الشیخ نایف العباس، تحقیق خالد الرزعی۔ محمد غسان عزقول۔ دار الالباب دمشق

١٠ـ اسے دیلمی نے "الفردوس" ص802 پر حضرت ابو ھریرہ سے روایت کر کے نقل کیا ہے۔ منذری نے "الترغیب والترھیب" جلد اول ص 103 پر اسے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اسے ابو عبدالرحمٰن سلمی "الاربعین فی التصوف" میں۔ سیوطی نے "اللآلی" جلد اول ص 221 پر نقل کیا ہے اور اتنا زائد کیا ہے "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک جگہ علماء کو جمع فرمائے گا اور ان سے فرمائے گا میں نے تمہیں اس لیے علم ودیعت نہیں کیا کہ تمہیں عذاب دینے کا ارادہ رکھتا تھا" حدیث میں اھل العزۃ سے مراد اہل غفلت ہیں جو دنیا کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ دنیا کی زیب وزینت نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہوتا ہے۔ شھوات نفسانی کی اتباع کرتا ہے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ (اسی وجہ سے) اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی نافرمانی کرتا ہے اور دین کو بالکل ترک کر دیتا ہے۔ یہ اشعار امام شافعی کی طرف منسوب ہیں۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الله
ونور الله لا یعطی لعاصی

میں نے حضرت وکیع کی خدمت میں اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے گناہ چھوڑنے کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ علم اللہ کے نور سے نور ہے ایک نور ہے اور یہ نور

سرکش کو نہیں دیا جاتا۔

۱۱۔ العجلونی "الکشف" جلد دوم ص 444 پر لکھتے ہیں کہ مجھے علم نہیں ہو سکا کہ یہ حدیث ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے اسے شیخ احمد غزالی (امام غزالی کے سگے بھائی) سے نقل کیا ہے۔ پس اس کی مراجعت کیجئے۔ الازھری نے "تحذیر" ص 183 میں اسی کی موافقت فرمائی ہے۔

۱۲۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

۱۳۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے الھیثمی نے "المجمع" جلد اول ص 125 پر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: اے میرے بیٹے علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو۔ اور دانشوروں کا کلام سنا کرو اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو نور حکمت سے اسی طرح زندہ کرتا ہے جس طرح بارش کے پانی سے مردہ ذہن کو۔ الھیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے "الکبیر" میں روایت کیا ہے۔ ابو نعیم "حلیہ" جلد اٹھ ص 82 پر لکھتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے موقوفا اور مرفوعا روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر عالم کی مجلس میں مت بیٹھو۔ صرف اس عالم کی مجلس میں بیٹھو جو پانچ چیزوں سے (ہٹ کر) پانچ چیزوں (کو اپنانے) کی دعوت دیتا ہو۔ شک سے یقین ریاء سے اخلاص، رغبت سے تکبر سے عاجزی، اور عداوت سے نصیحت"۔ اسے امام غزالی نے بھی الاحیاء" میں جلد اول ص 263 پر ذکر فرمایا ہے۔

۱۴۔ امام قضاعی اپنی مسند میں (جلد اول ص 65) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دانائی کی بات عقلمند کی گمشدہ چیز ہے وہ اسے جہاں پائے لینے کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہے" امام ترمذی "الجامع الصحیح" میں (کتاب العلم باب ماجاء فی فضل العلم "حکمت کی بات مؤمن کی گمشدہ میراث ہے۔ جہاں اسے پائے دوسروں سے زیادہ اس کے لینے کا حق رکھتا ہے"

۱۵۔ ابن ماجہ کی روایت کردہ حدیث کا ٹکڑا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب المقدمہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم حدیث نمبر 224) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ تتمہ حدیث یہ ہے...... نااھل کو علم سکھانا ایسے ہے جیسے خنزیر کے گلے میں سونے اور موتیوں کا ہار" مناوی (فیض القدیر۔ ج4 / 267) فرماتے ہیں کہ حضرت سہروردی

(عوارف المعارف) میں فرماتے ہیں فرض علم کونسا ہے اس بارے اختلاف ہے پہلا قول یہ ہے کہ علم الاخلاص کہ الاخلاص اور آفات نفس کی معرفت کا علم فرض ہے کیونکہ اخلاص ما مور بہ ہے جس طرح کہ عمل ما مور بہ ہے۔ نفس کا دھوکہ اس کی سرکشی اور شہوات اخلاص کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ پس اخلاص کا علم فرض ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ معاملات مثلاً بیع وشراء کا علم فرض ہے۔ تیسرا قول یہ ہے علم التوحید فرض ہے تاکہ انسان اس نظریے کو اپنا سکے۔ استدلال کر سکے اور نقل کر سکے۔ چوتھا قول یہ ہے علم الباطن فرض ہے۔ اور اس سے مراد ایسا علم ہے جو یقین میں اضافہ کر دے۔ یہ علم صحبت اولیاء سے میسر آتا ہے۔ کیونکہ وہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے وارث ہوتے ہیں۔ امام غزالی (منہاج العابدین ص 7-8) فرماتے ہیں یاد رکھیے جن علوم کا حصول فرض ہے ان کی کل تین قسمیں ہیں۔ علم توحید، علم باطن یعنی وہ علم جس کا تعلق دل اور اس کی مساعی سے ہے اور علم شریعت۔ ان میں سے ہر علم کتنا سیکھنا فرض ہے تو اس بارے عرض ہے کہ علم توحید سے تو اتنا فرض ہے جس سے دین کے اصول معلوم ہو سکیں یعنی جس علم کے ذریعے تو سمجھ جائے کہ تیرا ایک معبود ہے جو عالم، قادر، ارادہ فرمانے والا، ہمیشہ زندہ رہنے والا متکلم، سمیع وبصیر وحدہ لاشریک ہے۔ وہ صفات کمال سے متصف ہے۔ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے وہ حدوث سے پاک قدیم ہے۔ ہر حادث کا خالق ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جو شریعت وہ لیکر آئے ہیں حق ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ رہا علم باطن کی فرض مقدار تو وہ واجبات اور مناھی کا علم ہے۔ تاکہ تو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سمجھ سکے اور اخلاص، نیت اور بہترین عمل کرنے کے طریقے معلوم کر سکے۔ علم شریف کی فرض مقدار اتنی ہے کہ تو اس کے ذریعے فرض کی متعینہ مقدار کو سمجھ سکے۔ اور اس کی ادائیگی کے طریقے معلوم کر سکے۔ مثلاً طہارت، نماز وغیرہ۔ اس مقدار سے زیادہ علوم کا حصول فرض کفایہ ہے۔

Marfat.com

چھٹی فصل

اھل تصوف[1] کے بیان میں :۔

اہل تصوف کی وجہ تسمیہ یا تو یہ ہے کہ وہ نور معرفت و توحید سے اپنے باطن کا تصفیہ کرتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ اصحاب صفہ جیسی (فقیرانہ) زندگی گزارتے ہیں یا پھر یہ کہ وہ صوف (اون) کا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ مبتدی بھیڑ کی اون کا لباس پہنتا ہے۔ متوسط بکری کی اون کا اور منتہی پشم کا لباس پہنتا ہے۔ حسب مراتب احوال ان کے باطن کی حالت بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ کھانے پینے میں بھی باہم تفاوت ہوتا ہے۔ تفسیر مجمع البیان کے مصنف لکھتے ہیں : اہل زہد کو چاہیے کہ وہ لباس اور کھانے پینے میں سخت چیزوں کا استعمال کریں۔ اھل معرفت کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ نرم چیزیں استعمال میں لائیں۔ لوگوں کا اپنے مراتب و منازل سے فروتر ہو کر رہنا سنت ہے تاکہ کسی طریقے میں حد سے تجاوز نہ ہو جائے۔ اہل تصوف کی چوتھی وجہ تسمیہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت احدیت میں پہلی صف کے لوگ ہیں۔

تصوف کا لفظ چار حروف پر مشتمل ہے۔ تاء، صاد، واو، فا۔

تا :۔

توبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں، ظاہر کی توبہ اور باطن کی توبہ ظاہر کی توبہ یہ ہے کہ انسان اپنے تمام ظاہری اعضاء کے ساتھ گناہوں اور اخلاق رذیلہ سے اطاعت و انقیاد کی طرف لوٹ آئے اور قولاً و فعلاً مخالفات کو ترک

Marfat.com

کر کے موافقات کو اپنا لے۔

باطنی توبہ یہ ہے کہ انسان باطن کے تمام اطوار کے ساتھ مخالفات باطنیہ سے موافقات کی طرف آجائے اور دل کو صاف کر لے۔ جب اخلاق ذمیمہ، اخلاق حسنہ میں تبدیل ہو جائیں تو تاء کا مقام مکمل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے شخص کو تائب کہتے ہیں۔

صاد :۔

صفاء کو ظاہر کرتا ہے۔ صفا کی دو قسمیں ہیں۔ صفاء قلبی اور صفاء سری۔ صفاء قلبی تو یہ ہے کہ انسان بشری کدورتوں سے اپنے دل کو صاف کر لے مثلاً کثرت اکل[2] و شرب، کثرت کلام، کثرت نوم جیسی دل سے تعلق رکھنے والی کدورتیں اور اسی طرح ملاحظات دنیوی مثلاً زیادہ کھانے کی فکر، زیادہ جماع، اہل و عیال کی زیادہ محبت اور اسی طرح کی دوسری نفسانی کدورتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔

ان کدورتوں سے دل کو صاف کرنا ملازمت ذکر بغیر ممکن نہیں۔ شروع میں مرشد اپنے مرید کو ذکر بالجہر کی تلقین کرے تاکہ وہ مقام حقیقت تک پہنچ جائے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

اَنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ
(الانفال :2)

”صرف وہی سچے ایماندار ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل“

یعنی ان کے دلوں میں خشیت پیدا ہو جاتی ہے[3] ظاہر ہے خشیت صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ دل غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں۔ اور ذکر خداوندی سے اس کا زنگ اتر جائے۔ خشیت کے بعد خیر و شر جو ابھی تک مخفی ہوتا ہے اس کی صورت دل پر نقش ہو جاتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے عالم نقش بٹھاتا ہے اور عارف اسے صیقل کرتا ہے۔

Marfat.com

رہی صفائے سری تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ماسوا اللہ کو دیکھنے سے اجتناب کرے اور اس کو دل میں جگہ نہ دے۔ اور یہ وصف اسمائے توحید کا لسان باطن سے مسلسل ورد کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ تصفیہ حاصل ہو جائے تو صاد کا مقام پورا ہو جاتا ہے۔

واؤ:۔

۔ واو ولایت کو ظاہر کرتی ہے۔ اور ولایت تصفیہ پر مرتب ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ[4]
(یونس: 62)

"خبردار! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

ولایت کے نتیجے میں انسان اخلاق خداوندی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ[5]

"اخلاق خداوندی کو اپنالو"

یعنی صفات خداوندی سے متصف ہو جاؤ۔ ولایت میں انسان صفات بشری کا چولہ اتار پھینکنے کے بعد صفات خداوندی کی خلعت زیب تن کر لیتا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اذا احببت عبدا کنت له سمعا وبصرا ویدا ولیسانا فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش و بی ینطق وبی یمشی[6]

"جب میں کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ (اس طرح) وہ میری سماعت کے ذریعے سنتا ہے۔ میری بصارت کے ذریعے دیکھتا

Marfat.com

ہے، میری قوت سے پکڑتا ہے میری زبان قدرت سے گفتگو
کرتا ہے اور میرے پاؤں سے چلتا ہے"
جو آدمی اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے وہ ماسوای اللہ سے کٹ جاتا ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (الاسراء 81)

"اور آپ (اعلان) فرما دیجئے آگیا ہے حق اور مٹ گیا ہے
باطل۔ بیشک باطل تھا ہی مٹنے والا"

یہاں واؤ کا مقام مکمل ہو جاتا ہے۔

فاء :۔

یہ حرف فناء فی اللہ کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی غیر سے اللہ تعالیٰ میں فنا ہو جانا جب بشری صفات فنا ہو جاتی ہیں تو خدائی صفات باقی رہ جاتی ہیں۔ اور خدائی صفات نہ فنا ہوتی ہیں نہ فساد کا شکار اور نہ زائل ہوتی ہیں۔

پس عبد فانی رب باقی اور اس کی رضا کے ساتھ باقی بن جاتا ہے اور بندہٗ فانی کا دل سر ربانی اور اس کی نظر کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص : 88)

"ہر چیز ھلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے"

یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد اللہ کی رضا اور خوشنودی لی جائے۔ یعنی ساری چیزیں فانی ہیں سوائے ان اعمال صالحہ کے جن کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی کے لیے سر انجام دیا جائے۔ پس وہ راضی برضا ہو جاتا ہے اور یہی بقا ہے۔

عمل صالح کا نتیجہ حقیقت انسان کی زندگی ہے جسے طفل معانی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ

(فاطر :10)

''اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک ، عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے''

ہر وہ کام جو غیر اللہ کے لیے ہو شرک ہے اور شرک کا مرتکب ہلاک ہونے والا ہے۔ جب انسان فناء فی اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو اسے عالم قربت میں بقا حاصل ہو جاتی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر :55)

''بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے''

عالم لاھوت میں یہی انبیاء واولیاء کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ :119)[۷]

''اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ''

جب حادث قدیم سے مل جاتا ہے تو حادث کا اپنا وجود نہیں رہتا کسی شاعر نے اسی طرف اشادہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

صفات الذات والا فعال طرا

قدیمات مصونات الزوال

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور افعال قدیم ہیں جو زوال پزیر ہونے سے محفوظ ہیں۔

جب فنا تمام ہو جائے تو صوفی حق کے ساتھ ہمیشہ کیلئے باقی بن جاتا ہے[۸] قرآن کریم میں ہے :

اولئك اصحاب الجنة هم فيها خالدون (البقرہ :82)

''وہی جنتی ہیں۔ وہ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''

Marfat.com

حواشی

۱۔ امام قشیریؒ (الرسالہ ص 217-218) فرماتے ہیں کہ ابو محمد جریری سے تصوف کے بارے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: سنت کے مطابق اخلاق اپنا لینا اور برے اخلاق سے منہ موڑ لینا تصوف ہے۔ فرمایا میں نے ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا سچے صوفی کی نشانی یہ ہے کہ وہ غنا کے بعد فقر اختیار کرلے۔ عزت ملنے کے بعد غنی کا اظہار کرے، ذلت کے بعد گردن اکڑا لے اور گمنامی کے بعد شہرت کا طالب ہو۔ عمر بن عثمان مکی سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ بہتر سے بہتر کی طرف سفر تصوف ہے۔ رویم سے بھی یہی سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: نفس کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں دے دینا کہ جیسا چاہے اس سے خدمت لے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تصوف کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا تصوف یہ ہے کہ بغیر کسی غرض کے تو اللہ کی معیت حاصل کرے۔ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت رویم کو فرماتے سنا: تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے فقر اختیار کرنا، بذل وایثار پر عمل پیرا ہونا اور اپنی منشا اور ارادے کو ترک کر دینا حضرت جنید کا قول ہے تصوف زمین کی مانند ہے جس پر جہان بھر کی گندگی پھینکی جاتی ہے لیکن اس سے جو کچھ نکلتا ہے وہ ملیح اور خوبصورت ہوتا ہے۔ حضرت شبلی نے صوفی کی تعریف میں فرمایا۔ صوفی وہ ہے جو خلق سے تعلق توڑ لے اور حق سے واصل ہو جائے۔ میں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے سنا: تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے تجھ سے مردہ کر دے اور تجھے اپنے ساتھ زندہ کر دے۔ ایک دفعہ آپ نے تصوف کے بارے جواب دیا۔ تصوف یہ ہے کہ تو کسی چیز کا مالک ہو لیکن وہ تیری مالک نہ بن سکے حضرت جنید نے فرمایا تصوف پورے دل وجان سے اللہ کا ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کا نام سنتے ہی وجد کی کیفیت طاری ہو جانا اور سنت کی اتباع میں عمل پیرا ہونا۔ آپ ہی کا ارشاد ہے صوفی زمین کی مانند ہے جسے گستاخ سر دی روندتی ہے اس ابر کی مانند ہے جو ہر چیز پر سایہ فگن ہو جاتا ہے اور ایسی بارش کی طرح ہے جو ہر چیز کو سیراب کرتی ہے۔ حضرت سھل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو اپنے خون کو ھدر جانے اور اپنی ملک کو مباح سمجھے۔ حضرت نوری کا ارشاد ہے: صوفی کی تعریف یہ

Marfat.com

ہے کہ کچھ نہ ہو تو سکون میں ہو اور کچھ ملے تو ایثار کا طیرہ اختیار کرلے۔ حضرت شبلی فرماتے ہیں۔ تصوف بغیر غم کے اللہ کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ حضرت جریری فرماتے ہیں تصوف نام ہے مراقبہ احوال اور لزوم ادب کا۔ حضرت مزین فرماتے ہیں تصوف حق کی فرمانبرداری ہے۔ حضرت ابو تراب نخشبی کا قول ہے صوفی وہ ہے جس کو کوئی چیز مکدر نہ کرے اور اس کے ذریعے ہر چیز صاف ہو جائے۔ ابو الحسن سیروانی کا ارشاد ہے صوفی اوراد سے نہیں واردات سے بنتا ہے۔ ذہبی (الیسرج 534/14) حضرت کتانی کے حوالے سے فرماتے ہیں تصوف حسن خلق کا دوسرا نام ہے۔ جو خلق میں تجھ سے جتنا آگے ہوگا تصوف میں اتنا آگے ہوگا۔

۲۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ ابو سلیمان دارانی نے فرمایا: دنیا کی چابی سیر بطنی ہے اور آخرت کی کنجی بھوک ہے۔ یحیٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں: بھوک نور ہے اور سیر بطنی آگ

۳۔ امام قشیری (الرسالہ ص 101-102) فرماتے ہیں کہ ابو القاسم الحکیم کا ارشاد ہے جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے مگر جو شخص خوف خدا رکھتا ہے وہ اسی کی طرف بھاگتا ہے حضرت بشر حافی کا قول ہے خوف ایک فرشتہ ہے جو صرف پاک دل میں قیام کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نوری سے سنا فرمایا کرتے تھے۔ جس شخص کے دل میں اللہ کا خوف ہو وہ اللہ کی طرف سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف آتا ہے۔ سلمی (طبقات صوفیہ ص 303) واسطی کے حوالے سے فرماتے ہیں خوف اللہ اور بندے کے درمیان حجاب ہے۔ خوف مایوسی ہے اور امید لالچ۔ اگر تو اس سے ڈرے گا تو اُسے بخیل سمجھے گا اور اگر امید لگائے گا تو متہم کردے گا۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ خوف گناہ گاروں کے لیے ہے رخصت عابدوں کے لیے، خشیت عالموں کے لیے، وجد اہل مجلس کے لیے اور ہیبت عارفوں کے لیے۔ کیونکہ انکو کوئی خوف نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

الا ان الاولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یخزنون (یونس :62)

۴۔ حضرت قشیری (الرسالہ ص 203) فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خراز نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو جب منصب ولایت پر فائز کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جب ذکر کی لذت سے اسے کامل آشنائی ہو جاتی ہے تو اس پر قربت کا دروازہ وا کردیتا ہے۔ پھر اسے مجالس انس پر بلند کرتا ہے۔ پھر اسے

Marfat.com

کرسی توحید پر بٹھا دیتا ہے۔ اس کے بعد سامنے سے پردے ہٹا دیتا ہے اور اس کو دار فردانیہ میں داخل کر دیتا ہے۔ یہاں جلالت و عظمت سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور آدمی کی نظر جلال و عظمت پر پڑ جاتی ہے جس سے وہ انسان بلا ہوا و ہوس بن جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بندہ لحہ فانی بن جاتا ہے اللہ کی حفظ و امان میں چلا جاتا ہے۔ اور دعوی نفس سے بری ہو جاتا ہے۔

۵۔ یہ الفاظ ہمیں نہیں ملے ھیثمی نے (المجمع جلد :8ص20) حضرت عمار بن یاسر کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ''حُسْنُ الْخُلُقَ خُلُقُ اللّٰهِ الْاَعْظَم'' اسے طبرانی نے بھی 'اوسط کبیر'' میں نقل کیا ہے۔

۶۔ کتاب الاحادیث القدسیہ ص 81-84امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی (صحیح البخاری۔ کتاب الرقاق باب التواضع) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایسی ہی ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی میں نے اس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا میں نے اپنے بندوں پر جو فرض عائد کیے ہیں ان کی نسبت کوئی چیز مجھے محبوب نہیں کہ وہ ان کے ذریعے میرا قرب حاصل کریں۔ بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے حتی کہ میرا محبوب بن جاتا ہے اور جب میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کی سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔ اگر میری پناہ طلب کرے تو اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔ میں جو کام بھی کرتا ہوں تردد نہیں ہوتا سوائے مؤمن کی جان کے کیونکہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی اس ناپسندیدگی کو ناپسند کرتا ہوں۔

۷۔ نسخوں میں واللہ مع الصادقین لکھا ہوا ہے۔ یہ آیت نہیں بلکہ نصیحت ہے۔

۸۔ حضرت قشیری (الرسالہ ص 217) فرماتے ہیں کہ حضرت جنید سے پوچھا گیا تصوف کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تجھے بلاعلاقہ اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو۔

ساتویں فصل

ذکرواذکار کے بارے میں :۔

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ (البقرہ 198)[1]

"اور ذکر کرو اس کا جس طرح اس نے تمہیں ہدایت دی"

یعنی اللہ تعالیٰ کا اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تمہارے ذکر کے مراتب کی طرف تمہاری رہنمائی فرمائی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَفْضَلُ مَااَقُوْلُ اَنَاوَمَا قَالَهُ النَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[2]

بہترین کلمہ وہ ہے جس کا ورد میں کرتا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کرتے رہے ہیں۔ وہ کلمہ لاالہ الااللہ ہے۔

ذکر کے ہر مقام کا ایک خاص مرتبہ ہے خواہ ذکر جھری ہو یا خفی ہو۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی زبانی ذکر کی طرف رہنمائی کی ہے۔ پھر ذکر نفس ہے پھر ذکر قلب، ذکر روح، ذکر سر، ذکر خفی اور آخر میں ذکر اخفی الخفی کا مرتبہ ہے۔

لسانی ذکر :۔

گویا دل کو بھولا ہوا سبق یاد کرانا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھول چکا تھا اس ذکر کے ساتھ اس کو یہ بھولا ہوا سبق یاد آجائے گا۔

Marfat.com

ذکر نفس :۔

یہ ذکر سنائی نہیں دیتا اور اس میں حرف وصوت پائے جاتے ہیں ہاں یہ باطن میں حس وحرکت کے ذریعے سنائی دیتا ہے۔

ذکر قلبی :۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ دل اپنی تہہ میں اللہ کے جلال وجمال کو ملاحظہ کرے۔

ذکر روحی :۔

(صرف روح ذکر کرتی ہے) اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تجلیات صفات کے انوار مشاہدہ میں آنے لگتے ہیں۔

ذکر سرّی :۔

اس سے مراد اسرار الٰہی کے مکاشفہ کے لیے مراقبہ کرنا ہے۔

ذکر خفی :۔

مقصد صدق میں جمال ذات احدیت کے انوار کا معاقبہ ذکر خفی ہے۔

ذکر اخفی الخفی :۔

حق الیقین کی حقیقت پر نظر رکھنا ذکر اخفی الخفی ہے۔ اس ذکر سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (طٰہٰ :7)

"وہ تو بلاشبہ جانتا ہے رازوں کو بھی اور دل کے بھیدوں کو بھی"

ذکر کی یہ صورت تمام عالموں تک پہنچنے والی اور تمام مقاصد کو پانے والی ہے ۔یاد رہے کہ ایک اور روح بھی ہے۔ روح کی یہ قسم تمام ارواح سے زیادہ لطیف ہے۔ اسی دوسری روح کا نام طفل معانی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص عطیہ ہے جو

بندے کو ان اطوار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ عرفاء فرماتے ہیں کہ یہ روح ہر ایک کو نہیں ملتی بلکہ صرف خواص کو دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى من يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ
(غافر:15)

"نازل فرماتا ہے وحی اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے"

یہ روح ہمیشہ عالم قدرت میں رہتی ہے اور عالم حقیقت کا اس طرح مشاہدہ کرتی ہے کہ اس کی نظر غیر کی طرف کبھی ملتفت نہیں ہوتی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الْآخِرَةِ وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمَا حَرَامَانِ عَلٰى اَهْلِ اللّٰهِ

"دنیا اہل آخرت پر حرام ہے اور آخرت اہل دنیا پر حرام۔ اور یہ دونوں (دنیا و آخرت) اللہ والوں پر حرام ہے"

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ جسم صبح و شام شریعت مطہرہ کی پابندی کر کے صراط مستقیم پر گامزن رہے طالبان حقیقت پر فرض عین ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کی یاد میں رہیں جیسا کہ اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ (آل عمران: 191)

"وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں"

آیت کریم میں قیام سے مراد دن ہے قعود سے مراد رات ہے اور جنوب سے مراد یہ ہے کہ قبض، بسط، صحت، بیماری، غنی، فقر، تنگی و ترشی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ نسخوں میں "فاذکراللہ کماھداکم" لکھا ہوا ہے جو کہ تصحیف ہے۔

۲۔ منذری (الترغیب والترھیب جلد :2 ص 401) فرماتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم! جب تو مجھے یاد کرتا ہے تو میرا شکر بجالاتا ہے اور جب مجھے بھول جاتا ہے تو میرا کفر کرتا ہے" منذری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے "الاوسط" میں روایت کیا ہے۔ امام قشیری (الرسالہ ص 173) فرماتے ہیں۔ میں نے استاد ابو علی دقاق سے سنا فرماتے تھے۔ ذکر ولایت کا منشور ہے۔ جسے ذکر کی توفیق ارزانی ہوئی اسے ولایت کا منشور مل گیا۔ اور جس سے ذکر کی سعادت سلب ہوگئی تو وہ معزول ہوگیا۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے الجامع الصحیح کتاب الدعوات باب ماجاء فی الدعاء یوم عرفہ میں بیان فرمایا۔ اس کے راوی عمرو بن شعیب ہیں۔ وہ اپنے والد سے وہ اسے دادا رضی اللہ عنہ سے اسی سے ملتے جلتے لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ اسے امام مالک نے "الموطا" کتاب القرآن۔ باب ماجاء فی الدعاء میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ پوری حدیث اس طرح ہے۔ افضل الدعاء دعاء یوم عرفۃ وافضل ماقلت انا والنبیون من قبلی الاالہ لا اللہ وحدہ لا شریک لہ ابن کثیر کی جامع الاصول کو دیکھیے۔

۳۔ ابن منظور (مختصر تاریخ مدینۃ دمشق جلد :8 ص 249) فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن بکر کا قول ہے۔ میں نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کو فرماتے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کا اس حال میں ذکر کیا کہ وہ حقیقت میں ذاکر تھا تو وہ اردگرد کو بھول گیا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے اس کی حفاظت فرمائی اور ہر چیز سے اسے عوض مل گیا سلمی (طبقات صوفیہ ص 477) فرماتے ہیں کہ ابوالعباس دینوری کا قول ہے ادنیٰ ذکر یہ ہے کہ انسان غیر کو بھول جائے۔ اعلیٰ ذکر یہ ہے کہ ذاکر ذکر میں ذکر کو بھی بھول جائے اور صرف مذکور (اللہ تعالیٰ) میں گم ہو جائے اور پھر ذکر کی طرف واپس نہ آئے۔ یہ فناء الفناء ہے۔ امام قشیری (الرسالہ ص 173) فرماتے ہیں ذکر بالقلب مریدین کی تلوار ہے حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ محمود آفندی اسکداری فرماتے ہیں کہ ذکر یہ ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے اور اسی میں مستغرق رہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قلبی ذکر زبانی ذکر سے ستر گنا زیادہ ثواب کا حامل ہے۔

اس حدیث کو دیلمی نے "الفردوس" نمبر 3110 ذکر کیا ہے سیوطی نے "الجامع الصغیر" نمبر 4269 میں نقل کر کے اسے حسن قرار دیا ہے۔ مناوی (فیض القدیر جلد: 3 ص 544 پر لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں جبلہ بن سلیمان ہے جس کے بارے ذھبی نے (میزان الاعتدال جلد اول ص 386) لکھا ہے کہ بقول ابن معین کے یہ ثقہ نہیں ہے۔ دنیا اہل آخرت پر اور آخرت اھل دنیا کے لیے ممنوع ہے کیونکہ جو دنیا کے معاش سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ آخرت کیلئے زیادہ نیک اعمال کر سکتا ہے اور جو متاع دنیا میں وسعت حاصل کر لیتا ہے وہ عمل آخرت میں وسعت پر قادر نہیں ہوتا کیونکہ یہ دونوں چیزیں متضاد ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس کے دل میں دنیا اور اللہ تعالیٰ دونوں کی محبت جمع ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ دنیا اور آخرت اہل اللہ پر ممنوع ہیں کیونکہ عامۃ المؤمنین کی جنت وہ جنت ہے جو نیک اعمال کرنے والوں کو دی جائے گی مگر عارفین کیلئے ایک اور جنت ہے جو وھبی جنت ہے۔ اہل موہبت اللہ سے اس طرح ڈرتے ہیں جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ نہ انہیں جنم کی آگ کا خوف دامن گیر ہوتا ہے اور نہ جنت کی لالچ۔ ان کی جنت اللہ کریم کے جمال کا دیدار ہے اور جنہم اللہ کے دیدار سے محرومی ہے یہی عذاب ہے ان کے لیے اور حجابات کا اٹھ جانا سب سے بڑی جنت ہے بایزید بسطامی فرماتے ہیں جنت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں اگر کی آنکھ سے ایک پل بھی دیدار کی نعمت چھن جائے تو وہ جنت سے پناہ مانگنے لگیں جس طرح اہل جنہم آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہل اللہ پر دنیا اور آخرت دونوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

آٹھویں فصل

شرائط ذکر :۔

ذکر کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اچھی طرح وضو کرے۔ ذکر کرتے ہوئے (نفی واثبات کی) ضرب سخت لگائے اور آواز میں قوت پیدا کرے تاکہ انوار ذکر اس کے باطن میں پہنچ جائیں۔ اور ان انوار کے ذریعے اس کا دل حیات ابدی اخروی حاصل کرلے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لا یذوقون فیھا الموت الا الموتة الاولیٰ (الدخان :56)

"نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس پہلی موت کے"

اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

الا نبیاء والا ولیاء یصلون فی قبورھم کما یصلون فی بیوتھم [1]

"انبیاء واولیاء اپنی قبروں میں اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں جس طرح اپنے گھروں میں نماز ادا کرتے تھے"

یعنی وہ ہمیشہ اپنے رب سے مناجات کرتے رہتے ہیں۔ یہاں ظاہری نماز مراد نہیں ہے۔ جس میں قیام۔ رکوع، سجود اور قعدہ ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد بندہ کا اپنے رب سے مناجات کرنا اور رب کی طرف سے مناجات کے صلہ میں اپنی معرفت عطا کرنا ہے۔ پس عارف اپنی قبر میں احرام باندھے اپنے رب کی طرف محو سفر رہتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

Marfat.com

اَلْمُصَلّٰی یُنَاجِیْ رَبَّہٗ[2]

"نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے"

پس جس طرح زندہ دل نہیں سوتا اسی طرح وہ مرتا بھی نہیں ہے[3] حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

تَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[4]

"میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا"

مَنْ مَاتَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ بَعَثَ اللّٰہُ فِیْ قَبْرِہٖ مَلَکَیْنِ یُعَلِّمَانِہٖ عِلْمَ الْمَعْرِفَۃِ وَقَامَ مِنْ قَبْرِہٖ عَالِمًا وَعَارِفًا[5]

"جو علم حاصل کرتے ہوئے فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں دو فرشتے بھیجتا ہے جو اسے علم معرفت کی تعلیم دیتے ہیں اور ایسا شخص اپنی قبر سے عالم اور عارف بن کر اٹھے گا"

دو فرشتوں سے مراد نبی کریم علیہ السلام اور ولی علیہ الرحمۃ کی روحانیت ہے کیونکہ فرشتے عالم معرفت میں داخل نہیں ہو سکتے اور نہ وہ تعلیم دے سکتے ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

کَمْ مِنْ رَجُلٍ مَاتَ جَاهِلًا وَقَامَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمًا وَعَارِفًا. وَکَمْ مِنْ رَجُلٍ مَاتَ عَالِمًا وَقَامَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ جَاهِلًا وَمُفْلِسًا[6]

"کتنے ہی ایسے آدمی ہیں جو جاہل مریں گے لیکن قیامت کے دن عالم اور عارف بن کر اٹھیں گے اور کتنے ہی عالم مرنے والے قیامت کے دن جاہل اور کنگال بن کر اٹھیں گے"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ (الاحقاف :20)

Marfat.com

"تم نے ختم کر دیا تھا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیوی زندگی میں
اور خوب لطف اٹھالیا تھا تم نے ان سے۔ آج تمہیں رسوائی کا
عذاب دیا جائے گا بوجہ اس گھمنڈ کے جو تم کیا کرتے تھے"

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ [7]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"

حضور ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ وَنِيَّةُ الْفَاسِقِ شَرٌّ مِنْ عَمَلِهِ [8]

"مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور فاسق کی نیت
اس کے عمل سے بھی بری ہے"

کیونکہ نیت اعمال کی بنیاد ہے جیسا کہ ابھی حدیث گزری ہے۔ ظاہر ہے صحیح بنیاد ہو گی تو اس پر جو عمارت کھڑی ہو گی وہ بھی صحیح ہو گی اور اگر بنیاد میں فساد ہو گا تو پوری عمارت میں یہ فساد آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ
كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي
الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ (الشوری :20)

"جو طلب گار ہو آخرت کی کھیتی کا تو ہم (اپنے فضل و کرم
سے) اس کی کھیتی کو اور بڑھا دیں گے اور جو شخص خواہشمند
ہے (صرف) دنیا کی کھیتی کا ہم اسے دیں گے اس سے اور
نہیں ہو گا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ"

انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس دنیا میں اہل تلقین (مرشد) سے حیات قلبی اخروی طلب کرے۔ قریب ہے کہ وقت گزر جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا بِاَعْمَالِ الْآخِرَةِ فَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِی الْآخِرَةِ ۹

"جس نے اعمال آخرت کے ذریعے دنیا طلب کی اس کا آخرت (کی نعمتوں) میں کوئی حصہ نہیں ہوگا"

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو یہاں نہیں بوئے گا وہاں کچھ حاصل نہیں کر پائے گا یہاں کھیتی سے مراد وجود کی زمین ہے آفاق کی نہیں۔

حواشی

۱۔ ہمیں یہ الفاظ نہیں مل سکے۔ ایک اور حدیث اس کی شاہد ہے جسے ابو یعلی نے اپنی مسند میں جلد ششم ص 147 پر نقل کیا ہے۔ اس کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نماز ادا کرتے ہیں" اسے ھیثمی نے "المجمع" جلد 8 ص 211 پر نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو یعلی اور بزاز نے روایت کیا ہے اور ابو یعلی کے رولیات ثقہ ہیں۔ اسے کشف الاسرار جلد سوم ص 100، دیلمی کی الفردوس ص 403 سخاوی کی القول البدیع ص 225-247 میں نقل کیا گیا ہے۔ القول البدیع پر برادرم شیخ بشیر محمد عیون کی تحقیق قابل ملاحظہ ہے۔

۲۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام مالک نے "الموطا" کتاب الصلوۃ باب: العمل فی القرآۃ میں حضرت بیاضی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے "رسول کریم ﷺ نے کاشانہ اقدس سے باہر آکر دیکھا تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور قرأت میں ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔ پس اسے دیکھنا چاہیے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ایک دوسرے سے آواز بلند کر کے قرآن پڑھنے کی کوشش نہ کرو" امام سیوطی (تنویر الحوالک" ج 1/ 102) فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ "نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے" تو یہ نماز کے معنی سے خبردار رہنے پر تنبیہ ہے۔ تاکہ انسان ایسے ناپسندیدہ حرکات سے احتراز کرے جو نماز میں نقص کا باعث بنتی ہیں اور ایسے اعمال کو بجالائے جو اس کی تکمیل کا باعث بنتے ہیں۔ "آواز بلند نہ کرو"

Marfat.com

کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور وہ باسانی نماز پڑھ سکیں اور توجہ مبذول کر سکیں۔

۳۔ ابن حجر (الدرایہ ج1/ 182-183) فرماتے ہیں ابن حبان نے عباد بن کثیر رملی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ نمازی کے سر پر خیر بکھری ہوتی ہے آسمان سے لیکر کھوپڑی تک اور فرشتے اس کے قدموں سے آسمان تک اسے گھیرے ہوتے ہیں ایک فرشتہ بلند آواز سے اعلان کرتا ہے۔ اگر نمازی بندہ جانتا کہ وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے تو ادھر ادھر توجہ نہ کرتا۔ اس حدیث کے روای حضرت حسن ہیں انہوں نے انس بن مالک سے اور انہوں نے اسے مرفوع روایت کیا ہے (المجروحین! ابن حبان ج2/170) امام بخاری (صحیح صفۃ الصلوۃ باب الالتفات فی الصلوۃ) نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا وسوسہ اندازی ہے۔ شیطان نماز میں بندے کے دل میں اس کا خیال ڈالتا ہے۔

۴۔ صحیح البخاری کتاب المناقب باب کان النبی تنام عینہ ولا ینام قلبہ غیر حدیث 3376 حضرت عائشہ راوی ہیں جامع الاصول۔ از۔ ابن کثیر ج6/ 93 دیکھیے

۵۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔

۶۔ یہ حدیث ہمیں نہیں مل سکی

۷۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے دیکھیے (الصحیح للبخاری۔ کتاب بدء الوحی۔ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) حضرت ابن حجر اپنی کتاب الفتح۔ ج1/ 18 میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جب تک کسی کام کے بارے حکم معلوم نہ ہو جائے اسے شروع کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث سے واضح ہے کہ جب کوئی عمل نیت سے خالی ہو تو وہ کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اور جب تک کسی کام کے بارے حکم معلوم نہ ہو جائے نیت صحیح ہو ہی نہیں سکتی۔ امام نووی فرماتے ہیں (شرح صحیح مسلم ج13/53) مسلمانوں کا اس حدیث کے عظیم واقع ہونے پر اتفاق ہے۔ سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ یہ حدیث کئی فوائد کی حامل ہے اور صحیح ہے۔ امام شافعی اور کئی دوسرے بزرگوں کا ارشاد ہے یہ حدیث تہائی اسلام ہے عبد الرحمن مھدی وغیرہ فرماتے ہیں کہ مصنفین کو چاہیے کہ کتاب کی

Marfat.com

ابتداء میں یہ ابن اثیر ج 555/11

۸۔ زرکشی "اللآلی" ص 65 پر لکھتے ہیں کہ یہ ایک حدیث کا پہلا ٹکڑا ہے جسے بیہقی نے شعب الایمان میں یوسف بن عطیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے انہوں نے یہ حدیث ثابت سے ،انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ عسکری نے اسے اس سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ دیلمی (الفردوس نمبر 6842) سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں "مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتا ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنی نیت کے مطابق عمل بجالاتا ہے جب مؤمن کوئی کام کرتا ہے تو اس کے دل میں نور چھا جاتا ہے" مناوی رحمۃ (فیض القدیر۔ ج 292/6) فرماتے ہیں کہ حکیم کا فرمان ہے نیت دل کا اللہ کی طرف اٹھنا ہے پہلے دل میں ایک خیال گزرتا ہے۔ پھر مشیت کارفرما ہوتی ہے۔ پھر ارادہ بنتا ہے پھر انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے پھر اس کے بعد واصل حق ہو جاتا ہے انسان اپنی عقل فکر اور عزم و ہمت کو کام میں لاتا ہے تو نیت مکمل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر انسان ارکان کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے جوارح پر فعل ظاہر ہوتا ہے جب عزم صحیح ہو تو تمام اعمال میں نمود و نمائش اور ریاء و انا ختم ہو جاتی ہے اور انسان رضا کے مقام پر پہنچ جاتا ہے

۹۔ عجلونی (الکشف ج ۲۴۳/۲) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے اسے "الکبیر" ج 268/2 میں جارود بن عمرو سے روایت کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ من طلب الدنیا بعمل الآخرة طمس وجهه ومحق ذكره واثبت اسمه فی النار جس نے آخرت کے عمل کے ذریعے دنیا کی طلب کی اس کا چہرہ خاک آلود ہوا۔ اس کا ذکر مٹ گیا اور اس کا نام جہنمیوں میں لکھ دیا گیا" حضرت ہیثمی فرماتے ہیں بعض راوی ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا دیکھیے المجمع 22/10)

Marfat.com

نویں فصل

دیدار الٰہی :۔

دیدار الٰہی کی دو صورتیں ہیں۔(۱) آخرت میں آئینہ دل کی وساطت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے جمال کا دیدار[۱] کرنا اور (۲) دنیا میں آئینہ دل پر صفات خداوندی کا عکس ملاحظہ کرنا۔ دنیا میں دیدار دل کی آنکھ سے ہے۔ اور اس میں صفات خداوندی کا عکس آئینہ دل پر پڑتا ہے تو انسان دل کی آنکھ سے اس عکس کا مشاہدہ کرتا ہے۔ رب قدوس کا ارشاد گرمی ہے۔

مَاكَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى (النجم: 11)

"نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ[۲]

"مومن مومن کا آئینہ ہے"

پہلے مومن سے مراد بندہ مومن کا دل ہے جبکہ دوسرے مومن سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

اَلسَّلٰامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ (الحشر: 23)

"سلامت رکھنے والا، امان بخشنے والا نگہبان"

جس نے دنیا میں صفات خداوندی کا دیدار کر لیا وہ بلا کیف آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے دیدار کا شرف حاصل کرے گا۔ رہے وہ دعوے جو اولیاء

Marfat.com

کرام علیھم الرحمۃ نے دیدار خداوندی کے بارے کیے ہیں۔ مثلا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے دل نے میرے رب کا دیدار کیا۔ یعنی میرے رب کے نور کے ذریعے۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ نے فرمایا۔

میں ایسے خدا کی عبادت نہیں کروں گا جسے میں نے دیکھا نہ ہو۔ ان تمام دعوؤں کو مشاہدہ صفات پر محمول کریں گے۔ پس جو شخص شیشے میں سورج کا عکس دیکھے وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے سورج دیکھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے نور کو باعتبار صفات مشکوٰۃ سے تشبیہ دیتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ (النور: 35)

"جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ ہو"

صوفیاء فرماتے ہیں طاق سے مراد بندۂ مومن کا دل ہے اور المصباح یعنی چراغ باطن کی آنکھ ہے۔ یہی روح سلطانی ہے اور شیشے سے مراد جان ہے اس کی صفت دریت ہے جو شدت نورانیت کو ظاہر کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس نور کے معدن وماخذ کا تذکرہ فرماتا ہے۔

يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (نور: 35)

"جو روشن کیا گیا ہے برکت والے زیتون کے درخت سے"

یہاں درخت سے مراد تلقین کا درخت ہے (بوٹی جو مرشد دل کی زمین میں بوتا ہے) توحید خاص کا صدور زبان قدس سے بلاواسطہ ہوتا ہے جس طرح حضور ﷺ کا قرآن کریم سے اصل تعلق ہے۔ پھر یہ قرآن حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے تدریجاً نازل ہوتا رہا۔ دوبارہ نزول بذریعہ جبرائیل عوام کے فائدہ کے لیے تھا۔ اور اس لیے بھی کہ کافر ومنافق اس کا انکار نہ کر سکیں۔ اس پر دلیل رب قدوس کا یہ فرمان مبارک ہے۔

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (النمل: 6)

"اور بیشک آپ کو سکھایا جاتا ہے قرآن حکیم بڑے دانا سب کچھ جاننے والے کی جانب سے"

Marfat.com

اسی لیے حضور علیہ السلام پہلے ہی ایک قانون مرتب فرماتے اور اس کے بعد جبرائیل امین وحی لیکر حاضر ہوتے۔ حتی کہ یہ آیت کریم نازل ہوئی۔

وَلَاتَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰی اِلَیْکَ وَحْیُہٗ
(طٰہٰ :114)

"اور نہ عجلت کیجیے قرآن کے پڑھنے میں اس سے پہلے کہ پوری ہو جائے آپ کی طرف اس کی وحی"

یہی وجہ تھی کہ معراج کی رات جبرائیل امین سدرۃ المنتہیٰ پر رک گئے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکے۔

اللہ تعالیٰ نے درخت کی توصیف کی اور فرمایا:

لَاشَرْقِیَّةٍ وَّلَاغَرْبِیَّةٍ(النور :35)

"جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے"

اسے حدوث، عدم، طلوع و غروب معارض نہیں آتے بلکہ یہ درخت ازلی ہے کبھی زائل نہیں ہوا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ قدیم ہے، ازلی اور ابدی ہے۔ کیونکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کا نور اور تجلیات ہیں۔ اور یہ ایک نسبت ہے جو اس کی ذات سے قائم ہے۔ نا ممکن نہیں کہ نفس کا حجاب دل کے چہرے سے ہٹ جائے۔ دل ان انوار کے عکس سے زندہ ہو جائے اور روح اس طاق سے صفات حق کا مشاہدہ کرے۔ کیونکہ تخلیق کائنات کا اصل مقصد بھی اسی مخفی خزانہ کو عیاں کرنا ہے جیسا کہ شعر گزر چکا ہے۔

رہا ذات خداوندی کا دیدار تو وہ صرف آخرت میں ہوگا اور بلاواسطہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ دیدار باطن کی آنکھ سے ہوگا جسے طفل معانی بھی کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ (القیامۃ :22)

"کئی چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کے (انوار و جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے"

Marfat.com

حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رأیت ربی علیٰ صورۃ شاب امرد [۴]

"میں نے اپنے رب کا ایک بے ریش نوجوان کی صورت میں دیدار کیا"

شاید اس ارشاد گرامی میں نوجوان سے مراد طفل معانی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں آئینہ روح پر بلا کسی واسطے کے تجلی فرمائی ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو صورت، مادہ، جسم کے خواص سے پاک ہے۔ صورت دکھائی دینے والے کے لیے آئینہ ہے۔ وہ نہ تو خود شیشہ ہے اور نہ خود دیکھنے والا ہے۔ پس اس نکتے کو سمجھنے کی کوشش کیجیے یہ بہت گہرا راز ہے۔ صفات کا انعکاس عالم صفات میں ہے عالم ذات میں نہیں کیونکہ عالم ذات میں تو سارے واسطے جل جاتے ہیں اور محو ہو جاتے ہیں وہاں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سما سکتی ہے کوئی غیر نہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ [۵]

"میں نے اپنے رب کو، اپنے رب کے ذریعے پہچانا"

یعنی اپنے رب کے نور کے ذریعے۔

حقیقت انسان نے اسی نور کے لیے محرم ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

اَلْاِنسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [۶]

"انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ [۷]

"میں اللہ تعالیٰ سے ہوں۔ اور مومن مجھ سے ہیں"

ایک اور حدیث قدسی ہے۔

خَلَقْتُ مُحَمَّدًا مِنْ نُوْرِ وَجْہِیْ [۸]

"میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی ذات کے نور سے پیدا کیا"

یہاں مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہے جو صفات رحمت میں تجلی فرماتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سبقت رحمتی غضبی [۹]

"میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی"

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ سے ارشاد فرمایا

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (الانبیاء: 107)۔ [۱۰]

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ: 15)

"بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی"

اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ [۱۱]

"اگر آپ (مقصود) نہ ہوتے، تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا"

حواشی

۱۔ صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب اثبات رویۃ المؤمنین فی الآخرۃ ربھم سبحانہ وتعالیٰ 297 حضرت صہیب رومی سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں کچھ اور چاہیے؟ تو وہ کہیں گے۔ کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشنی نہیں بخشی؟۔ کیا تو نے ہمیں جنت عطا نہیں فرمائی؟ کیا تو نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دی؟ حضور ﷺ نے فرمایا رب قدوس حجاب سرکا دے گا۔ نعمت دیدار سے زیادہ پسندیدہ چیز انہیں کوئی اور نہیں ملی ہوگی۔ دیکھیے جامع الاصول از ابن اثیر ج 510/10

Marfat.com

۲۔ اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

۳۔ صفات الذات والا فعال طرا ۔ قدیمات مصونات الزوال

اللہ تعالیٰ کی ذات اور افعال تمام کے تمام قدیم ہیں اور زوال سے محفوظ ہیں

۴۔ اسے سیوطی نے "اللآلی" ج اول ص 30 پر حضرت ابن عباس سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ ابی زرعہ سے ابن صدقہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کی اس حدیث کا انکار معتزلہ کے سواء کوئی نہیں کرتا۔ بعض روایات میں "بفؤادہ" کے الفاظ ہیں۔ اگر حدیث کو خواب پر محمول کریں تو کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا اگر بیداری پر محمول کریں تو؟ ابن الھمام جواب دیتے ہیں کہ یہ صورت کا حجاب ہے۔ شاید اس گفتگو سے مدعا تجلی صوری ہو۔ بہر حال اسے تجلی حقیقی پر محمول کرنا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کی کئی صورتیں ہیں کچھ تجلیات ذاتی ہوتی ہیں اور کچھ صفاتی۔ اسی طرح قدرت کاملہ اور قوت شاملہ میں اسے فرشتوں کی نسبت بہت زیادہ برتری ہے۔ وہ مختلف صورتیں اور ھیئات میں جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ جسم صورت اور جہات سے پاک ہے اپنی ذات کے اعتبار سے۔ یہ فرمان ملا علی قاری کا ہے دیکھیے "الاسرار المرفوعہ" ص 209 واللہ اعلم

۵۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔ ایک کتاب میں اسے حضرت عمر کی طرف منسوب کیا گیا ہے

۶۔ یہ حدیث ہمیں نہیں مل سکی۔

۷۔ اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

۸۔ اس کی تخریج بھی پہلے ہو چکی ہے

۹۔ یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے (صحیح بخاری التوحید باب : قول اللہ تعالیٰ (بل ھو قرآن مجید۔ فی لوح محفوظ (البروج 85/21-22) نمبر حدیث 7114-7115) یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق کا فیصلہ کیا تو اپنے پاس ایک کتاب میں لکھا غالب آگئی یا فرمایا۔ سبقت لے گئی میری رحمت میرے غضب پر۔ وہ کتاب عرش پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اس حدیث کے دوسرے شواھد موجود ہیں۔ دیکھیے۔ صحیح مسلم کتاب التوبہ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ وانھا سبقت غضبہ نمبر حدیث 2751 مزید دیکھیے ابن اثیر کی "جامع الاصول" جلد چہارم ص 518-519 نووی شرح صحیح مسلم جلد ستر ص 68 پہ لکھتے ہیں کہ علماء کا ارشاد ہے غضب خداوندی اور رضاء خداوندی سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے جب اس

Marfat.com

کا ارادہ بندے کے نفع سے متعلق ہوتا ہے تو اسے رحمت اور رضا کہتے ہیں اور جب گناہ گار کو عذاب اور ذلیل و خوار کرنے سے متعلق ہوتا ہے تو اسے غضب کہتے ہیں۔ اور ارادہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو قدیم ہے۔ اس سے وہ تمام چیزوں کا ارادہ فرماتا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ حدیث میں لفظ سبقت اور غلبہ سے مراد رحمت کی کثرت اور وسعت ہے

۱۰۔ حاشیہ (ظ) میں مذکور ہے کہ ابو بکر بن طاہر نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو رحمت کی صفت سے آراستہ فرمایا۔ پس آپ کا وجود سراپا رحمت قرار پایا۔ آپ کے تمام شمائل اور صفات مخلوق پر رحمت ہیں۔ پس جس کسی کو آپ کی رحمت سے فیض حاصل ہوا وہ دارین میں ہر ناپسندیدہ چیز سے نجات پا گیا۔ کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ۔ آپ ﷺ کی حیات بھی مبارکہ رحمت اور آپ کی وفات بھی رحمت ہے۔ جیسا کہ ہیثمی نے "کشف الاسرار" کتاب الجنائز باب ما یحصل لامته منه فی حیاته وبعد وفاته ص 845 پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے ہیں اور مجھ تک میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں حضور نے فرمایا: "میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے تم باتیں کرتے ہو اور تم سے باتیں کی جاتی ہیں۔ اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش ہوں گے۔ میں جو بھلائی دیکھوں گا اس پر اللہ کی حمد و ثنا کروں گا اور جو برائی دیکھوں گا اس پر اللہ تعالیٰ کی جناب میں تمہارے لیے استغفار کروں گا۔

۱۱۔ اسے ملا علی قاری نے "الاسرار المرفوعہ" ص 385 میں نقل فرمایا ہے۔ صغانی نے "الموضوعات" ص 78 پر اسے نقل کیا ہے۔ اس حدیث کی شاہد دیلمی کی وہ حدیث ہے جسے انہوں نے "الفردوس" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے مرفوعا ذکر کیا ہے۔ "میرے پاس جبریل امین آئے اور کہنے لگے۔ اے محمد! ﷺ "اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہنم کو پیدا نہ کرتا"

Marfat.com

دسویں فصل

ظلمانی اور نورانی حجابات :۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيْلًا (الاسراء :72)

"اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور بڑا گم کردہ راہ ہو گا"

یہاں اندھے پن سے مراد دل کا اندھا پن ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت سے واضح ہے۔

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِي فِي الصُّدُوْرِ (الحج :46)

"حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں"

دل کے اندھا ہونے کا سبب حجابات کی ظلمت ، غفلت اور نسیان ہے۔ کیونکہ رب قدوس سے کیے گئے وعدہ کو ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ غفلت کا سبب امر الٰہی کی حقیقت سے ناواقفیت ہے اور جہالت اس لیے ہے کہ دل پر ظلماتی صفات چھا گئی ہیں۔ مثلاً تکبر ، کینہ ، حسد ، بخل ، غضب ، غیبت ، چغلی ، جھوٹ اور اس قسم کی کئی دوسری بری چیزیں۔ یہی صفات انسان کے بدترین حالت کی

Marfat.com

طرف لوٹنے کا سبب بنتی ہیں۔

ان صفات مذمومہ کے ازالے کی واحد صورت یہ ہے کہ دل کے آئینے کو توحید کی ''ریتی'' کے ساتھ صیقل کیا جائے اور علم، عمل اور ظاہر و باطن میں سخت مجاہدہ اپنا کر دل کو صاف کیا جائے۔ اگر اس طریقہ کو اپنایا جائے تو دل اسماء و صفات کے نور سے ایک نئی زندگی حاصل کر لے گا اور اسے اپنا وطن اصلی یاد آجائے گا۔ پھر یہ دل اپنے وطن کے لیے مشتاق ہو گا۔ وہاں لوٹنے کے لیے بے تاب ہو گا اور اللہ رحمٰن و رحیم کی عنایت سے اپنی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ حجابات ظلمانیہ کے ازالے کے بعد نورانیت باقی رہ جائے گی اب روح کی آنکھ بینا ہو جائے گی۔ اسماء و صفات کے نور سے باطن میں روشنی پھیل جائے گی۔ پھر ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ نورانی حجابات بھی اٹھتے جائیں گے اور دل نور ذات سے منور ہو جائے گا۔

یاد رکھیے باطن میں دل کی دو آنکھیں ہیں۔ ایک چھوٹی آنکھ ہے اور دوسری بڑی آنکھ۔

چھوٹی آنکھ :۔

یہ آنکھ اسماء و صفات کے نور سے تجلیات صفات کا انتہائے عالم درجات تک مشاہدہ کرتی ہے۔

بڑی آنکھ :۔

یہ آنکھ عالم لاہوت میں انوار ذات کی تجلی کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اس سے مراد نور توحید احدیت کے ذریعے قربت ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جیسے انسان موت کے بعد حاصل کرتا ہے یا موت سے پہلے بشری نفسانی صفات کو فنا کر کے حاصل کرتا ہے۔ جوں جوں وہ بشری صفات سے منقطع ہوتا جائے گا اسی قدر وہ اس عالم تک رسائی حاصل کرتا جائے گا۔

Marfat.com

وصول الی اللہ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ انسان کا جسم (نعوذباللہ) اللہ تک پہنچ جائے جیسے ایک جسم دوسرے جسم تک علم معلوم تک، عقل معقول تک یا وہم موہوم تک پہنچتا ہے۔ بلکہ اللہ تک پہنچنے کا مفہوم یہ ہے بلا قرب وبعد، جھت ومقابلہ اور اتصال وانفعال کے بغیر اللہ تک رسائی حاصل کی جائے۔ جس قدر غیر سے انقطاع ہو گا اسی قدر اللہ تعالیٰ سے وصال ہو گا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جس کے ظہور وخفاء تجلی واستتار اور جس کی معرفت میں عظیم حکمت پوشیدہ ہے۔

جسے یہ مقام دنیا میں مل گیا اور اس نے احتساب سے پہلے اپنا احتساب کر لیا تو وہ دونوں جہان میں کامیاب ہوا۔ ورنہ اسے عذاب قبر وحشر اور عذاب حساب ومیزان اور شدائد پل صراط کا سامنا کرنا ہو گا۔

Marfat.com

گیارویں فصل

سعادت و شقاوت[1]

یاد رہے کہ لوگ ان دو صورتوں سے خالی نہیں ہیں۔ اسی طرح یہ دونوں (سعادت اور شقاوت) ایک انسان میں بھی پائی جا سکتی ہیں۔ جب انسان کی نیکیاں اور اخلاص غالب آجاتا ہے تو اس کی بدبختی، خوشبختی میں بدل جاتی ہے، نفسانیت کی جگہ روحانیت لے لیتی ہے۔ لیکن جب انسان خواہشات نفسانی کی اتباع شروع کر دیتا ہے تو معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا ہے۔ اگر (نیکی اور برائی کی) دو جہتیں مساوی ہو جائیں تو ایسے میں رجاء اور خیر کی توقع رکھنی چاہیے کیونکہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (انعام: 160)

"جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لیے دس ہوں گی اور اس کی مانند"

وضع میزان انہیں دونوں کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ جب نفسانیت کلیۃً روحانیت کا روپ دھار لیتی ہے تو میزان کی ضرورت نہیں پڑتی اور انسان بغیر حساب کے بارگاہ قدس میں حاضر ہو جاتا ہے اور اس کا ٹھکانا جنت قرار دے دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جس شخص میں صرف برائی اور بدبختی ہو وہ بلا حساب و کتاب جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ایک انسان کی برائیاں اور نیکیاں دونوں نامہ اعمال میں درج ہیں۔ اگر نیکیاں زیادہ ہیں تو ایسا شخص بلا عذاب جنت

Marfat.com

میں جائے گا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ فامامن ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ (القارعہ :6-7)

"پس جس کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے تو وہ دل پسند عیش (و مسرت) میں ہونگے"

اور جس شخص کی برائیاں زیادہ ہوں گی تو سے برائیوں کے مطابق عذاب دیا جائے گا۔ پھر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچایا جائے گا لیکن ایمان شرط ہے۔ (کفار کے لیے دوزخ کا دائمی عذاب ہے)

سعادت و شقاوت سے ہماری مراد نیکیوں اور برائیوں کا ایک دوسرے کی جگہ لینا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اَلسَّعِیْدُ قَدْ یَشْقٰی وَ الشَّقِیُّ قَدْ یَسْعَدُ"[۲]

"سعادت مند کبھی بدبخت بن جاتا ہے اور بدبخت سعادت مند ہو جاتا ہے"

جب نیکیاں غالب آجاتی ہیں تو انسان سعادت مند شمار ہونے لگتا ہے اور جب برائیاں غالب آجاتی ہیں سعادت مند شقی کہلانے لگتا ہے۔ انسان اگر توبہ کر لے ایمان لائے اور نیک روش اختیار کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدبختی کو خوش بختی میں بدل دیتا ہے۔ رہی ازلی سعادت و شقاوت جو ہر انسان کی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَلسَّعِیْدُ سَعِیْدٌ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ شَقِیٌّ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ[۳]

"سعید اپنی ماں کے پیٹ میں سعید ہوتا ہے اور شقی اپنی ماں کے پیٹ میں شقی ہوتا ہے"

تو اس موضوع پر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ یہ راز تقدیر سے تعلق رکھتا ہے اسے حجت نہیں بنایا جا سکتا۔

صاحب تفسیر البخاری فرماتے ہیں: بہت سے راز ایسے ہیں جنہیں سمجھا

Marfat.com

تو جا سکتا ہے لیکن ان کے متعلق گفتگو نہیں کی جا سکتی۔ جیسا کہ تقدیر کا راز۔ ابلیس نے اپنی سرکشی کو تقدیر کے سر تھوپ دیا۔ اسی لیے اس پر لعنت کی گئی جبکہ آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا۔ اسی وجہ سے وہ کامیاب ہوئے اور ان پر رحم کیا گیا روایات میں آتا ہے کہ کسی عارف کامل نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: تو نے فیصلہ فرمایا، تو نے ارادہ فرمایا۔ تو نے ہی میرے نفس میں معصیت کو پیدا کیا غیب سے آواز آئی۔ اے میرے بندے! یہ تو شرط توحید ہے۔ بتا شرط عبودیت کیا؟ اس عارف نے پھر التجا کی۔ اور عرض کیا: (مولا!) میں نے خطا کی۔ میں گناہوں میں مبتلا ہوا، میں نے اپنی جان پر ظلم کیے۔ غیب سے پھر آواز آئی: میں نے تیرے گناہ معاف کر دیئے۔ تیری خطاءوں سے درگزر کیا اور تجھ پر رحم و کرم فرمایا:

کچھ لوگوں نے مذکورہ حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ لفظ ام (ماں) سے مراد مجمع العناصر ہے جس سے قویٰ بشری تولد ہوتے ہیں۔ مٹی اور پانی سعادت کے مظہر ہیں کیونکہ یہ دونوں حیات بخش ہیں اور دل میں علم، ایمان اور تواضع پیدا کرنے والے ہیں۔ مگر آگ اور ہوا ان کے برعکس جلانے والی اور موت کا پیغام ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ان دو متضاد خصوصیات کے مادوں کو ایک جسم میں جمع فرما دیا جس طرح کہ بادل میں پانی اور آگ، نور اور ظلمت اکٹھے کر رکھے ہیں۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ (الرعد :12)

”وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے (کبھی) ڈرانے کے لیے اور (کبھی) امید دلانے کے لیے اور اٹھاتا ہے (دوش ہوا پر) بھاری بادل“

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ کی پہچان کا ذریعہ کیا ہے؟ تو ”انہوں نے فرمایا متضاد چیزوں کو ایک جگہ جمع کرتا ہے“ اسی لیے

Marfat.com

انسان ام الکتاب کا نسخہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا آئینہ اور پوری کائنات کا مجموعہ ہے۔ انسان پوری کائنات اور عالم کبریٰ کہلاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں یعنی صفت قہر و لطف سے پیدا فرمایا ہے۔ قہر و لطف کی دو متضاد صفات کی وجہ یہ ہے کہ آئینے کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک کثیف اور دوسری لطیف۔ پس انسان دوسرے تمام اشیاء کے بر عکس اسم جامع کا مظہر ہے۔ کیونکہ باقی تمام اشیاء کی تخلیق ایک ہاتھ یعنی ایک صفت سے ہوئی ہے۔ رہی صرف صفت لطف تو اس سے صرف ملائکہ جیسی مخلوق کی پیدائش عمل میں آئی ہے۔ اور فرشتے اسم سبوح و قدوس کا ہی مظہر ہیں۔[۴]

ابلیس اور اس کی ذریت کی پیدائش صفت قہر سے ہے جو کہ اسم الجبار کا مظہر ہے۔ اسی لیے اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار کیا اور تکبر میں مبتلا ہو گیا۔

جب انسان پوری کائنات، علوی و سفلی کے تمام خواص کا جامع ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ انبیاء و اولیاء لغزش سے خالی ہوں۔ پس انبیاء نبوت و رسالت کے بعد کبائر سے معصوم ہوتے ہیں صغائر سے نہیں۔ جبکہ اولیاء معصوم نہیں ہیں۔ ہاں یہ عموماً کہا گیا ہے کہ کمال ولایت کے بعد اولیاء کبائر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ[۵] فرماتے ہیں: سعادت کی پانچ علامتیں ہیں دل کی نرمی، کثرت بکاء، دنیا سے بے رغبتی، امیدوں کا کم ہونا اور حیاء کی کثرت۔

اور شقاوت کی پانچ نشانیاں ہیں۔ دل کا سخت ہونا۔ آنکھوں کا آنسوؤں سے خالی ہونا، دنیا میں رغبت، لمبی امیدیں اور حیاء کی کمی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَامَةُ السَّعِيْدِ اَرْبَعَةٌ۔ اِذَا اُؤْتُمِنَ عَدَلَ وَاِذَا عَاهَدَ وَفٰى وَاِذَا تَكَلَّمَ صَدَقَ وَاِذَا خَاصَمَ لَمْ يَشْتُمْ وَعَلَامَةُ الشَّقِيِّ اَرْبَعَةٌ: اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا عَهَدَ

اَخْلَفَ وَ اِذَا تَکَلَّمَ کَذَبَ وَاِذَا خَاصَمَ یَشْتُمُ النَّاسَ وَلَا یَعْفُوْ عَنْھُمْ[۶]

"سعادت مند کی چار نشانیاں ہیں۔ جب کوئی امانت سپرد ہو تو عدل کرے گا۔ وعدہ کرے گا تو پورا کرے گا۔ بولے گا تو سچ کہے گا۔ جھگڑے گا تو گالی نہ دے گا۔ اور بدبخت کی بھی چار نشانیاں ہیں۔ جب اسے امین بنایا جائے گا تو خیانت کرے گا۔ وعدہ کرے گا تو وعدہ خلافی کرے گا۔ بولے گا تو جھوٹ بولے گا۔ کسی سے لڑے گا تو گالیاں دے گا اور لوگوں کو معاف نہیں کرے گا"۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"فمن عفا واصلح فاجره علی الله"(شوری :140)

"پس جو معاف کر دے اور اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے"

یاد رکھیے! شقاوت کا سعادت میں تبدیل ہونا اور سعادت کا شقاوت کی جگہ لینا تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ وَلٰکِنْ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْیُنَصِّرَانِہٖ اَوْیُمَجِّسَانِہٖ[۷]

"ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں، نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں"

اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ہر ایک انسان میں سعادت اور شقاوت دونوں کی قابلیت ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ شخص سعید محض ہے یا شقی محض ہے۔ ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص خوش نصیب ہے جب کہ دیکھ رہا ہو کہ اس کی نیکیاں برائیوں پر غالب ہیں۔ اسی طرح کسی کو اعمال بد کی وجہ سے بدبخت بھی کہہ سکتا ہے۔ جو شخص ان اصول کو توڑے گا گمراہ

Marfat.com

ہو جائے گا کیونکہ اس نے گویا یہ عقیدہ اپنا لیا کہ کچھ لوگ نیک عمل اور توبہ کے بغیر بھی جنت میں جا سکتے ہیں یا کچھ لوگ برائیوں کے بغیر جہنم میں جا سکتے ہیں۔ ایسا کہنا قرآن و سنت کے منافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نیک لوگوں سے جنت کا وعدہ ہے اور شرک و کفر میں مبتلا برے لوگوں کو جہنم کی آگ کی وعید سنائی گئی ہے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

مِنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا
(فصلت :46)

"جو نیک عمل کرتا ہے تو وہ اپنے بھلے کے لیے اور جو برائی کرتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہے"

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَاظُلْمَ الْيَوْمَ
(غافر :17)

"آج بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا تھا۔ ذرا ظلم نہیں ہو گا آج"

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى (النجم :39-40)

"اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور اس کی کوشش کا نتیجہ جلد نظر آجائے گا"

وَمَاتُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ
(البقرہ :110)

"اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے لیے نیکیوں سے ضرور پاؤ گے اس کا ثمر اللہ کے ہاں"

Marfat.com

حواشی

۱۔ حاشیہ (ظ) میں یہ بات ملتی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خوشا وہ شخص جو ازل سے سعادت مند ہے۔ وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا۔ اور جو ازلی بدبخت ہے افسوس وہ کبھی بھی مقبول بارگاہ خداوندی نہیں ہو سکے گا

۲۔ اس کے ساتھ والی حدیث کی تخریج دیکھیے۔ حافظ ابن حجر (الفتح جلد یازدھم ص ۴۸۸) فرماتے ہیں کہ اعمال کا حسن و قبح علامات ہیں موجبات نہیں ہیں۔ انجام کار قضاء و قدر سے مرتب پاتا ہے جس کا فیصلہ ابتداء میں ہو چکا ہوتا ہے۔ یہ رائے خطابی کی ہے۔ سامع کو سچائی کا یقین دلانے کے لیے سچی بات پر قسم اسی قبیل سے ہے۔ اس سے مبداء و معاد اور انسان کی سعادت و شقاوت کی طرف اشارہ بھی ہے۔ اس میں بہت سارے احکام ہیں جو کہ اصول و فروع اور حکمت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ بدبخت نیک بخت بھی ہو سکتا ہے اور کبھی نیک بخت بدبختی کا شکار بھی ہو سکتا ہے لیکن اس تبدیلی کی نسبت اعمال ظاہری کی طرف کی جائے گی۔ رہا علم خداوندی میں تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ حدیث سے مترشح ہو رہا ہے کہ اعتبار خاتمہ کا ہو گا۔

۳۔ حاشیہ (ظ) میں مذکور ہے کہ شقاوت کی چار علامتیں ہیں۔ گذشتہ گناہوں کو بھول جانا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں۔ گزری نیکیوں کو یاد رکھنا حالانکہ نامعلوم بارگاہ خداوندی قبول ہوئیں یا نہیں۔ دنیاوی اعتبار سے بڑوں کو دیکھنا اور دینی اعتبار سے اپنے سے کم تر پر نظر کرنا۔ حضرت امام مسلم (صحیح مسلم۔ کتاب القدر۔ باب کیفیۃ الخلق الآدمی) فرماتے ہیں کہ عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا فرما رہے تھے شقی وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے شقی ہے۔ اور سعید وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے وہ حذیفہ بن اسید نامی صحابی نے ان سے کہا کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے۔ میں نے حضور ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے جب نطفے (کو ماں کے پیٹ میں قرار پکڑنے) پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے۔ یہ فرشتہ اس نطفے کو ایک صورت دیتا ہے اور اس کے کان آنکھ جلد گوشت اور ہڈیاں پیدا کرتا ہے پھر فرشتہ عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب مذکر یا مؤنث؟ پس آپ کا رب فیصلہ فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ فرشتہ پھر عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب اس کی

Marfat.com

موت (کب واقع ہو گی) ؟ پس تیرا رب جو چاہتا ہے فرما دیتا ہے۔ فرشتہ اس فرمان کو لکھ لیتا ہے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب! اس کا رزق ؟ (کتنا لکھوں) پس تیرا رب جو چاہتا ہے فیصلہ فرما دیتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد فرشتہ اپنے ہاتھ میں ایک صحیفہ لے کر واپس چلا جاتا ہے۔ اسے جو حکم ملتا ہے نہ اس سے کم کرتا ہے نہ زیادہ '۔ دیکھیے جامع الاصول۔ از۔ ابن اثیر۔ ج 10/115-116

۴۔ خطابی (شان الدعاء۔ 40-154) فرماتے ہیں السبوح کا مطلب ہے ہر عیب سے منزہ اور القدوس کا معنی ہے عیوب، مد مقابل اور اولاد سے پاک امام مسلم اپنی صحیح (کتاب الصلوۃ باب مایقال فی الرکوع والسجود 487) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجود میں یہ کلمات پڑھتے تھے۔ "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ " خطابی فرماتے ہیں الروح کے بارے دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد جبریل امین ہیں۔ ان کی تخصیص تمام ملائکہ پر انہیں حاصل فضیلت کی وجہ سے ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ الروح فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کی صورتیں انسانوں جیسی ہوتی ہیں لیکن وہ انسان نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ زرکلی (اعلام ج 3/171 فرماتے ہیں شقیق بن ابراہیم بن علی الازدی البلحنی کی کنیت ابو علی ہے۔ آپ خراسان کے مشہور صوفی ہیں جو زھد و تقویٰ میں بہت شہرت رکھتے تھے شاید خراساں کے علاقہ میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم احوال پر گفتگو کی۔ آپ بڑے مجاھدین میں شمار ہوتے تھے۔ ذھبی (السیر ج 9/313) فرماتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق آپ 294ھ کو ماوراء النہر کے علاقہ کولان میں ایک لڑائی میں شہید ہوئے۔

۶۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

۷۔ امام بخاری اپنی صحیح میں (کتاب الجنائز۔ باب اذا اسلم الصبی صمت) فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پس اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح ہر جانور صحیح سالم پیدا ہوتا ہے۔ کیا تم ان میں سے کسی کو کان کٹا دیکھتے ہو ؟" دیکھیے "جامع الاصول" از۔ ابن اثیر ج 1/268

بارھویں فصل

فقراء کا بیان :۔

صوفی کی وجہ تسمیہ

بعض علماء فرماتے ہیں کہ فقراء اکثر صوف کا لباس زیب تن کرتے ہیں اس لیے انہیں صوفی کہتے ہیں۔

کچھ لوگ ان کی وجہ تسمیہ بتاتے ہیں کہ ماسوی اللہ سے دل کے تصفیہ و تزکیہ کی وجہ سے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ روز قیامت صف اول میں کھڑے ہونے والے مردان باصفا ہیں۔ صف اول کی وجہ سے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔ صف اول عالم قربت ہے۔ کیونکہ عالم چار ہیں[1] عالم ملک، عالم ملکوت، عالم جبروت اور عالم لاہوت۔ اور عالم لاہوت ہی عالم حقیقت ہے۔ اسی طرح علم کی بھی چار قسمیں ہیں۔ علم شریعت، علم طریقت، علم معرفت، اور علم حقیقت۔ اسی طرح ارواح بھی چار ہیں۔ روح جسمانی، روح روانی، سیرانی، روح سلطانی اور روح قدسی۔

بالکل اسی طرح تجلیات بھی چار ہیں۔ تجلی آثار، تجلی افعال، تجلی صفات، تجلی ذات اور عقل بھی چار ہیں۔ عقل معاشی، عقل معادی، عقل زمانی اور عقل کلی۔ لوگ چار عالموں کے مقابلے میں اقسام اربعہ کی قید لگاتے ہیں یعنی علوم اربعہ، ارواح، تجلیات اور عقول۔[2]

بعض لوگ علم اول، روح اول، عقل اول کو جنت اول یعنی جنت الماوی کے ساتھ مقید خیال کرتے ہیں۔

Marfat.com

بعض دوسری اقسام کو جنت ثانی کے ساتھ مقید کرتے ہیں دوسری جنت سے مراد جنت النعیم ہے بعض تیسری اقسام کو جنت ثالثہ یعنی الفردوس کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔

اہل حق فقراء عارفین ان تمام امور سے آگے قربت خداوندی کی طرف نکل گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے پیرو ہیں۔

ففروا الی اللّٰہ (ذاریات :50)

"پس دوڑو اللہ کی طرف"

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

وَهُمَا حَرَامَانِ عَلٰى اَهْلِ اللّٰهِ[۳]

"یہ دونوں (دنیا و آخرت) اہل اللہ پر حرام ہیں"

حدیث قدسی ہے۔

مَحَبَّتِیْ مَحَبَّةُ الْفُقَرَاءِ[۴]

"میری محبت فقراء کی محبت (میں) ہے"

رسول کریم اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ[۵]

"فقر میرا فخر ہے"

فقر سے مراد فناء فی اللہ ہے۔ جس کے دل میں ذاتی کوئی خواہش نہ ہو اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی غیر یا کسی غیر کی محبت سما سکتی ہو۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔

لَایَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَاسَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ[۶]

"میں اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکتا مگر اپنے بندۂ مؤمن کے دل میں سما جاتا ہے"

Marfat.com

یعنی ایسا بندۂ مؤمن جس کا دل صفات بشری سے پاک اور منزہ ہو اور کسی غیر کا خیال بھی اس میں نہ رہے۔ پس ایسے دل میں اللہ تعالیٰ کا نور منعکس ہوتا ہے اور یوں وہ اس دل میں سما جاتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ بندۂ مؤمن کے دل کے ایک کونے میں اگر عرش اور اس کے ملحقات کو رکھا جائے تو اسے احساس تک نہ ہو۔ جو ان اہل محبت سے تعلق خاطر رکھتے ہیں آخرت میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ فقیروں سے محبت کی علامت یہ ہے کہ انسان ان کی صحبت میں بیٹھنا پسند کرے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا مشتاق رہے اور اس کے دل میں وصال کی تمنا کروٹیں لیتی رہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔

اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاِنِّیْ لَاَ شَدُّ شَوْقًا اِلَیْہِمْ

"نیک بندوں نے میری ملاقات کا شوق عرصے سے دل میں پال رکھا ہے۔ میں ان سے کہیں زیادہ ان کی ملاقات کا مشتاق ہوں"

صوفیاء کا لباس :۔

صوفیاء کا لباس تین طرح کا ہوتا ہے۔ مبتدی کے لیے بکری کی اون متوسط کے لیے بھیڑ کی اور منتہی کے لیے پشم۔ اس میں چار قسم کی اون ملی ہوتی ہے۔

تفسیر "الجمع" کے مصنف لکھتے ہیں "زھاد کے لائق سخت لباس اور سخت کھانا پینا ہے۔ کیونکہ وہ مبتدی ہیں۔ جبکہ عرفاء واصلین کے لیے نرم لباس اور نرم کھانا ضروری ہے۔

مبتدی کے عمل میں دونوں رنگ حمیدہ اور ذمیمہ ہوتے ہیں۔ متوسط میں اچھائی کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ مثلاً شریعت کا نور، طریقت کا نور اور معرفت کا نور۔ اس لیے ان کے لباس میں بھی تینوں رنگ ہوتے ہیں۔ یعنی سفید،

Marfat.com

نیلا اور سبز۔ جبکہ منتہی کا عمل تمام رنگوں سے خالی ہوتا ہے۔ جس طرح کہ سورج کی روشنی میں کوئی رنگ نہیں۔ اور اس کا نور رنگوں کو قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح منتہی لوگوں کا لباس بھی تاریکی کی مانند کسی رنگ کو قبول نہیں کرتا۔ یہ فناء کی علامت ہے اور ان کی معرفت کے نور کے لیے نقاب ہے جس طرح رات سورج کی روشنی کے لیے نقاب کا کام دیتی ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ (الاعراف: 54)

"ڈھانکتا ہے رات سے دن کو"

اسی طرح ایک اور ارشاد ہے۔

وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا (النباء: 10)

"نیز ہم نے بنادیا رات کو پردہ پوش"

عقلمندوں کے لیے اس میں لطیف اشارہ ہے۔

ایک دوسری وجہ بھی ہے کہ اہل قربت اس دنیا میں گویا مسافر ہیں۔ ان کے لیے یہ دنیا غم واندوہ، محنت و مشقت اور حزن و ملال کی دنیا ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ [۸]

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے"

اسی لیے اس جہان ظلمت میں لباس ظلمت ہی زیب دیتا ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے سیاہ لباس پہنا اور سیاہ عمامہ باندھا ہے[۹] سیاہ لباس مصیبت کا لباس ہے۔ یہ ان لوگوں کے جسم پر سجتا ہے جو مصیبت زدہ ہوں اور حالت غم واندوہ میں ہوں۔ صوفیاء اہل عزاء ہیں کیونکہ وہ مکاشفہ مشاہدہ اور معاینہ کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور کے سامنے ہیں اور شوق عشق، اور روح قدسی، مرتبہ قربت و وصل کی طرح ابدی موت کی وجہ سے حالت غم میں ہیں اس لیے مدت العمران کے جسم پر اہل عزاء کا لباس ہی سجتا ہے۔ کیونکہ وہ منفعت اخروی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہوتے ہیں۔ جس عورت کا

Marfat.com

خاوند فوت ہو جائے اللہ کریم کا حکم ہے کہ وہ چار ماہ اور دس دن تک سوگ کے لباس میں رہے[۱۰] کیونکہ اس سے دنیوی منفعت چھن گئی ہے۔ پس جس سے اخروی منفعت چھن جائے تو وہ مدت العمر کیوں نہ سوگ منائے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً النَّبِيُّوْنَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ[۱۱]

"سب سے زیادہ مصائب کا سامنا انبیاء کو کرنا پڑا۔ پھر ان کے صحابہ پھر ان کے دوست"

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْمُخْلِصُوْنَ عَلٰى خَطَرٍ عَظِيْمٍ[۱۲]

"مخلصین کو بڑے بڑے خطرات کا سامنا ہے"

یہ ساری چیز فقر و فناء کی صفت سے تعلق رکھتی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ[۱۳]

"فقر دونوں جہان میں سیاہ روی ہے"

اس کا مفہوم یہ ہے کہ فقر مختلف رنگوں کو قبول نہیں کرتا وہ صرف نور ذات کو قبول کرتا ہے۔ سیاہی کی حیثیت خوبصورت چہرے پر تل کی مانند ہے۔ جو حسن و ملاحت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اہل قربت جب جمال خداوندی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو پھر ان کی آنکھوں کا نور کسی غیر کو قبول نہیں کرتا۔ اور نہ کسی اور کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ دارین میں ان کا ایک ہی محبوب ایک ہی مطلوب ہوتا ہے ان کی منزل حریم ذات کی قربت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت و وصل کیلئے پیدا فرمایا ہے۔

انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے مقصد حیات[۱۴] کو پانے کی کوشش کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی عمر لایعنی کاموں میں صرف کر دے اور پس مرگ اپنی عمر عزیز کے ضیاع پر پچھتاتا پھرے۔

حواشی

حاشیہ (ظ) میں لکھا ہے کہ شیخ محمد آفندی الاسکداری فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ عالم بہت زیادہ ہیں۔ ان تمام کا مبدا اور اہل غیب الغیوب ہے۔ اس کے کئی مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ غیب مطلق اور ذات احدیت کا ہے۔ اسے یقین اول بھی کہتے ہیں۔ تیسرا مرتبہ بھی ذات واحدیت کا ہے اور اسے یقین ثانی کا نام دیتے ہیں۔ یہ اسماء و صفات سے متصف ہے۔ پھر عالم ارواح ہے۔ پھر عالم خیال اور مثال معلق ثانی کا نام دیتے ہیں۔ یہ اسماء و صفات سے متصف ہے۔ پھر عالم ارواح ہے۔ پھر عالم خیال اور مثال معلق کا ہے۔ یہ عالم عوالم الٰہی کے مشابہ ہے کیونکہ یہ جامع الاضداد ہے۔ اس کے بعد عالم شہادت ہے یعنی عالم محسوس جس میں آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، معدنیات، نباتات حیوانات اور انسان رہتے ہیں۔ اس کے بعد عالم انسان ہے۔ اگرچہ یہ صورت میں تو چھوٹا ہے لیکن معنی میں تمام جہانوں سے بڑا ہے۔ اسی لیے اسے خلافت کبریٰ کا مستحق گردانا گیا ہے اور امانت عظمیٰ اس کے سپرد کی گئی ہے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (الاحزاب: 72) حدیث قدسی میں ہے۔ "میں اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکا مگر اپنے بندۂ مومن کے دل میں سما گیا ہوں" بندۂ مومن متقی، پرہیزگار اور اطاعت گزار۔ جو ذات الٰہی کا آئینہ ہے اور السماء و صفات کے انوار کے لیے طاق کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۔ اس کتاب کی تیسری فصل کا ایک دفعہ پھر مطالعہ کریں۔

۲۔ اس کی تخریج گزشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔

۳۔ ان الفاظ میں اس حدیث کو ہم تلاش نہیں کر سکے۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث اس کی شاہد ہے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ فقیر کو پسند فرماتے ہیں جو عصمت شعار اور عیالدار ہو (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الزھد۔ باب فضل الفقراء حدیث نمبر 4121) حضرت امام غزالی احیاء العلوم جلد چہارم ص 199 پر لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں

Marfat.com

محبوب ترین وہ فقیر ہے جو اللہ کے دیے پر قناعت کرے اور اللہ تعالیٰ کی دین پر راضی ہو" علامہ سمرقندی (تنبیہ الغافلین ص184) فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "بارگاہ خداوندی میں محبوب ترین فقیر لوگ ہیں۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک سب خلق سے پیارے انبیاء ہیں اور اللہ انہیں فقر میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ آپ ہی کا ارشاد ہے (ص181) مسلمان کو چاہیے کہ فقر کو پسند کرے اور فقیروں سے محبت رکھے اگرچہ خود غنی ہو کیونکہ فقیروں کی محبت میں اللہ کے محبوب کی محبت پوشیدہ ہے۔ اللہ کریم نے اپنی رسول ﷺ کو حکم دیا کہ وہ فقیروں سے محبت رکھیں اور انہیں اپنی قربت بخشیں وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ' (الکھف :28) یعنی جن فقیروں نے اپنی ذات کو عبادت میں لگا رکھا ہے آپ ان کے قریب بیٹھیں۔

۵۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ جسے امام سخاوی نے المقاصد ص745 پر نقل فرمایا ہے۔ تتمہ حدیث یوں ہے۔ "وبِیْ اِفْتَخَرَ" دیلمی نے ("الفردوس" حدیث نمبر 2399) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ "مؤمن کا دنیا میں تحفہ فقر ہے"

۶۔ اسے غزالی نے الاحیاء ج 15/3 میں نقل فرمایا ہے۔ حافظ عراقی (المغنی ج 15/3) فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ زرکشی بھی انہیں کی موافقت کرتے ہیں (اللالی ص 135) عجلونی (الکشف ج 255/2) فرماتے ہیں کہ سیوطی نے "الدرر" ص 362 پر لکھتے ہیں کہ احمد نے الزھد 103 پر وھب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے حزقیل علیہ السلام کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے یہاں تک کہ انہوں نے عرش تک دیکھا۔ یا جیسے فرمایا۔ حزقیل نے عرض کیا۔ پاک ہے میرے رب تو تیری کتنی عظمت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان اور زمین مجھے اٹھانے سے قاصر ہیں اور نہ میں ان میں سما سکتا ہوں۔ میں سما سکتا ہوں تو صرف بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں جو غیر کے خیال سے خالی اور نرم ہو"

۷۔ اسے الفتنی نے تذکرۃ الموضوعات میں ص196 پر نقل کیا ہے۔

۸۔ مسلم کی روایت کردہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے (کتاب الزھد حدیث نمبر 2956) ترمذی کتاب الزھد میں بیان کرتے ہیں حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے "دنیا مومن کیلئے

زنداں اور کافر کیلئے جنت ہے" نووی کی شرح صحیح مسلم میں ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن قیدی ہے دنیا کی حرام اور مکروہ چیزوں سے اسے روک دیا گیا ہے۔ اور سخت ترین عبادات کا اسے مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ جب وہ رحلت کر جاتا ہے تو اس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کریم کی دائمی نعمتوں اور ابدی راحتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ لیکن کافر کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے وہ دنیا سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے۔ جبکہ مرنے کے بعد دائمی عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ واللہ اعلم

۹۔ دیکھیے صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکہ بغیر احرام حدیث نمبر 1359 حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ کہ حضور ﷺ نے خطبہ دیا اور آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔

۱۰۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (البقرہ :234)

۱۱۔ ترمذی کتاب الزھد۔ باب ماجاء فی الصبر علی البلاء۔ ابن ماجہ۔ کتاب الفتن۔ باب الصبر علی البلاء۔ اس روایت میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں۔ "انسان کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر دینداری میں پختگی ہو تو ابتلاء سخت ہوتی ہے۔ دینداری میں کمزوری ہو تو اس کے مطابق ابتلا میں کمی کر دی جاتی ہے۔ انسان مصیبت میں مبتلا رہتا ہے حتی کہ وہ زمین میں اس حالت میں چلتا چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اس کے ذمے کوئی خطا نہیں ہوتی۔

۱۲ب پوری حدیث یوں ہے۔ "الناس ھلکی الا العالمون. والعالمون ھلکی الا العاملون والعاملون ھلکی الا المخلصون والمخلصون فی خطر عظیم" دیکھیے "الاحادیث المشکلہ" از۔ اطوت"۔ سیوطی" کی "النکت"

۱۳۔ دیکھیے صغانی کی "الموضوعات" ص 80 عجلونی کی الکشف جلد دوم ص 131 دیلمی کی حدیث اس کی شاھد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے الفقر فقران فقر الدنیا و فقر الآخرہ۔

فقر الدنیا غنی الآخرۃ "فقر کی دو قسمیں ہیں۔ فقر دنیا اور فقر آخرت فقر دنیا غنائے آخرت ہے اور غنائے دنیا فقر آخرت ہے۔ یہ ہلاکت ہے۔ دنیا کے مال و زینت کی محبت آخرت کا فقر اور دنیا کا عذاب ہے۔

Marfat.com

حاشیہ (ظ) میں ہے۔ کیا گیا ہے کہ امراض اور دردوں کے چار فائدے ہیں۔ گناہوں کی معافی۔ آخرت کی یاد۔ گناہوں سے کنارہ کشی اور دعا میں اخلاص۔

۱۴۔ امام قشیری (الرسالہ ص 253-254 فرماتے ہیں کہ کسی شخص کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ اے داؤد میں نے دلوں پر حرام کر دیا ہے کہ ان میں میری محبت اور غیر کی محبت یکجا ہوں کسی کا ایک قول ہے۔ حضرت رابعہ عرویہ نے اپنی دعاؤں میں عرض کیا: الٰہی کیا تو ایسے دل کو آگ سے جلادے گا جس میں تیری محبت ہے؟ ھاتف غیبی نے آواز دی۔ میں ایسا کروں میری شان کے لائق نہیں۔ میرے بارے سوئے ظن نہ رکھیے۔ کسی صوفی کا قول ہے۔ لفظ حب دو حرفوں پر مشتمل ہے۔ "حاء" اور "باء" اس میں اشارہ ہے کہ اہل محبت جسم و روح کی قید سے نکل جاتے ہیں۔ کو پانے کی کوشش کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی عمر لایعنی کاموں میں صرف کر دے اور پس مرگ اپنی عمر عزیز کے ضیاع پر پچھتاتا پھرے۔

Marfat.com

تیرھویں فصل

طہارت کا بیان[1]

طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری طہارت اور باطنی طہارت ظاہری طہارت شریعت کے پانی سے حاصل ہوتی ہے۔
جبکہ باطنی طہارت کے لیے توبہ، تلقین، تصفیہ، اور سلوک الطریق کا پانی چاہیے۔ شرعی وضو جسم سے کسی نجاست کے خروج سے جب ٹوٹ جاتا ہے[2] تو تجدیدِ وضو ضروری ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

مَنْ جَدَّدَ الْوُضُوْءَ جَدَّدَ اللّٰهُ اِيْمَانَهٗ[3]

"جو تازہ وضو کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو تازگی بخش دیتا ہے"

افعال ذمیمہ اور اخلاق ردّیہ مثلاً تکبر، حسد، کینہ، خود پسندی، غیبت جھوٹ اور خیانت، خواہ خیانت آنکھ کی ہو، ہاتھوں کی ہو، پاؤں کی ہو یا کانوں کی ہو جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْاُذُنَانِ تَزْنِيَانِ

"آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور کان بھی"[4]

جب ان سے باطنی وضو ٹوٹ جاتا ہے تو ان مفسدات سے خالص توبہ کر کے اور نادم ہو کر رجوع الی اللہ استغفار اور ان مفاسد کو دل سے نکال پھینکنے کے عزم کے ساتھ دوبارہ باطنی طہارت حاصل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ عارف کو

Marfat.com

چاہیے کہ ان آفات سے اپنی توبہ کی حفاظت کرے۔ تبھی اس کی نماز مکمل ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ (ق:32)

"یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا اپنی توبہ کی حفاظت کرنے والا ہے"

ظاہری وضو اور نماز کے لیے وقت مقرر ہے مگر باطنی وضو اور نماز کا تمام عمر کے لیے مسلسل صبح و شام اہتمام کرنا ضروری ہے۔

حواشی

۱۔ طہارت لغت میں پاکیزگی، گندگی سے صفائی اور پانی وغیرہ سے چیز کو ستھرا کرنا ہے ابن قدامہ مقدسی المغنی ج 6/1 میں فرماتے ہیں شریعت میں طہارت نام ہے ایسی چیز کے ازالے کا جو نماز سے مانع ہے یا پانی کے ساتھ گندگی کا دور کرنا یا مٹی کے ساتھ حکماً نجاست کو دور کرنا طہارت ہے نجفی (جواہر الکلام ج 4/1) فرماتے ہیں طہارت عرف میں وضو، غسل یا تیمم کو کہتے ہیں۔ کیونکہ تیمم بھی نماز کو مباح کرنے میں مؤثر ہے۔ سعدی ابو جیب القاموس ص 233 پر لکھتے ہیں فقہاء کے نزدیک طہارت کی دو قسمیں ہیں حدث سے طہارت اور نجس سے طہارت۔

۲۔ نواقض وضو ہر وہ چیز جو سبیلین سے نکلے، خون، پیپ، زرد پانی، جب یہ چیزیں جسم سے نکل کر اس جگہ تک بہہ جائیں جس پر طہارت کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ منہ بھر کرتے آنا، پہلو کے بل لیٹ کر سونا، تکیہ لگا کر سونا یا کسی اور چیز سے ٹیک لگا کر اس طرح سو جانا کہ اگر اسے ہٹا لیا جائے تو آدمی یقینی گر جائے، بے ہوشی اور جنون کا عقل پر غلبہ ہونا۔ رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔ یہ تمام چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں۔

۳۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے کہ جب مؤمن وضو کرتا ہے نماز کے لیے تو شیطان اس سے خوف کے مارے زمین کے کئی قطعے دور ہو جاتا ہے مذکورہ حدیث ہمیں ان الفاظ میں نہیں ملی۔ امام غزالی نے (الاحیاء ج 135/1) میں حدیث بیان کی ہے کہ "وضو پر وضو نور علی نور

Marfat.com

ہے' سنن ابن ماجہ (کتاب الطہارت) میں ہے: حضور ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو میں ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور فرمایہ وضو کا طریقہ ہے۔ یا فرمایا یہ اس شخص کا وضو ہے جس نے وضو نہ کیا ہے۔ اس وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔ پھر وضو کیا اور ہر عضو کو دو دو مرتبہ دھویا پھر فرمایا۔ جو یہ وضو کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دو کفل اجر عطا کرے گا۔ پھر وضو کیا اور تین تین بار اعضاء کو دھویا پھر ارشاد فرمایا یہ میرا ہے اور مجھ سے پہلے رسولوں کا وضو ہے" یہ حدیث وضو کی ترغیب دلاتی ہے۔ کہ وضو پر وضو کیا جائے اور اچھی طرح وضو کیا جائے۔

اسے امام احمد نے اپنی مسند میں ج 412/1 پر تقریباً انہیں لفاظ کے ساتھ روایت گیا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علیٰ ابن آدم حظه من الزنی وغیرہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کے لیے زنا کا ایک حصہ لکھا جا چکا ہے۔ جسے وہ ضرور پائے گا۔ آنکھوں کا زنا بری نظر ہے۔ کانوں کا زنا بری بات سننا ہے۔ زبان کا زنا برا کلام اور تکذیب ہے" نووی شرح مسلم (جلد 16 ص 206) میں لکھتے ہیں ابن آدم کے مقدر میں زنا کا کچھ حصہ لکھا ہوا ہے۔ کوئی حرام کاری کر کے زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور کوئی مجازی طور پر زنا کا مرتکب ہوتا ہے۔ غیر محرم کی طرف دیکھتا ہے۔ زنا یا زنا جیسی گفتگو کسی سے سنتا ہے۔ کسی اجنبی کو ہاتھ سے پکڑتا ہے، اسے بوسہ دیتا ہے یا چل کر زنا کرنے جاتا ہے یا صرف دیکھتا ہے ہاتھ لگاتا ہے کسی غیر محرم عورت سے بد گفتگو کرتا ہے دل میں سوچتا ہے۔ یہ سب چیزیں مجازی زنا ہیں اگرچہ آدمی دخول کر کے مکمل زنا نہیں بھی کرتا پھر بھی اس کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

Marfat.com

چودھویں فصل

شریعت اور طریقت کی نماز[1]

شریعت کی نماز :۔

اس نماز کی فرضیت اس آیت کریمہ سے عیاں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ (البقرہ :238)

"پابندی کرو سب نمازوں کی"

اس نماز سے مراد ظاہری جوارح[2] سے ادا ہونے والے ارکان ہیں جس میں جسم حرکت پزیر ہوتا ہے۔ انسان قیام کرتا ہے۔ قرأت کرتا ہے۔ رکوع و سجود میں جاتا ہے۔ قعدہ کرتا ہے۔ تلاوت میں آواز ہوتی ہیں۔ الفاظ ہوتے ہیں۔ اسی لیے حافظوا کا جامع لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

طریقت کی نماز :۔

یہ دل کی نماز ہے۔ یہ نماز ابدی ہے اور اس کا ثبوت اللہ کریم کا یہ فرمان عالی شان ہے۔

وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرہ :238)

"اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی"

درمیانی نماز سے مراد قلبی نماز ہے کیونکہ دل کو دائیں بائیں اور اوپر نیچے کے اعتبار سے جسم کے درمیان میں پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح دل سعادت و

Marfat.com

شقاوت [۳] کے بھی درمیان تخلیق ہوا ہے جیسا کہ رسول خدا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْقَلْبُ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَاءُ [۴]

"دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ اسے جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے"

دو انگلیوں سے مراد صفت قہر و لطف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انگلیوں سے پاک ہے۔ اس آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ کو دلیل بنا کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اصلی نماز دل کی نماز ہے۔

جب کوئی شخص دل کی نماز سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کی دونوں نمازیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ یعنی دل کی نماز بھی اور جوارح کی نماز بھی۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ [۵]

"حضور قلب کے بغیر کوئی نماز نہیں"

وجہ یہ ہے کہ نمازی اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کلام کا محل دل ہے۔ جب دل غافل رہا تو نماز باطل ٹھہری اور جوارح کی نماز بھی ٹوٹ گئی۔ کیونکہ دل اصل ہے اور باقی اعضاء اس کے تابع ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَا لْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ [۶]

"ہاں ہاں! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا بھی ہے کہ اگر صحیح ہو جائے تو سارا بدن صحیح ہو جائے اور اگر بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جائے۔ یاد رہے! گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے"

Marfat.com

شریعت کی نماز :۔

اس نماز کے لیے وقت مقرر ہے۔ یہ دن رات میں پانچ مرتبہ ادا ہوتی ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ یہ نماز مسجد میں باجماعت ادا کی جائے۔ رخ کعبۃ اللہ شریف کی طرف ہو اور انسان بلاریاء و نمود امام کی اتباع کر رہا ہو۔[ے]

طریقت کی نماز :۔

یہ نماز پوری زندگی کو محیط ہوتی ہے۔ اس کی مسجد دل ہے۔ اور جماعت یہ ہے کہ باطن کی ساری طاقتیں اسمائے توحید کے ورد میں مشغول ہوں اور یہ ورد ظاہری زبان سے نہیں باطن کی زبان سے کیا جائے۔ اس نماز میں امام عشق ہوتا ہے جو جان کے محراب میں کھڑا ہوتا ہے۔ اس نماز کا قبلہ حضرت احدیت اور جمال صمدیت ہے اور یہی اصلی کعبہ ہے۔ دل اور روح علی الدوام اس نماز کو ادا کرتے ہیں۔ دل نہ تو سوتا ہے اور نہ مرتا ہے وہ نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں حیات قلبی کے ساتھ بلاصوت، قیام اور قعود اس نماز کی ادائیگی میں مشغول رہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں عرض کناں رہے۔

ایاک نعبد وایاک نستعین (الفاتحہ :5)[۸]

"تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں"

یہ درخواست حضور ﷺ کی اتباع میں ہوتی ہے۔ حضرت قاضی (بیضاوی) رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر[۹] میں لکھتے ہیں۔ اس آیت کریم میں عارف کے حال کی طرف اشارہ ہے۔ وہ حال (کیفیت قلبی) غیبت سے حضور کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس لیے وہ اس خطاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَلْاَنْبِيَاءُ وَالْاَوْلِيَاءُ يُصَلُّوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ كَمَا يُصَلُّوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ[۱۰]

"انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں

جس طرح اپنے گھروں میں نمازیں ادا کرتے ہیں"

مطلب یہ ہے کہ ان کے دل زندہ ہیں اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ جب شریعت اور طریقت کی نماز جمع ہو جائے تو نماز مکمل ہو گئی۔ یعنی ایسے آدمی کی نماز ادا ہو چکی۔ ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ روحانی طور پر اپنا قرب بخشتا ہے اور ثواب بھی عطا کرتا ہے۔ ایسا شخص ظاہر میں عابد اور باطن میں عارف ہوتا ہے [۱۱] اور جب طریقت کی نماز حیات قلب کے ذریعے ادا نہیں ہوتی تو اجر ثواب کی صورت میں ملتا ہے قربت کی صورت میں نہیں۔

حواشی

۱۔ علامہ جرجانی (التعریفات ص 175) فرماتے ہیں صلاۃ لغت میں دعا کو کہتے ہیں شرعاً اس سے مراد ارکان مخصوصہ اور اذکار مخصوصہ کو مخصوص شرائط کے ساتھ مقررہ اوقات میں ادا کرنا ہے۔

۲۔ حاشیہ (ظ) میں مذکور ہے بعض علماء کبار فرماتے ہیں: قیام انسانیت کا خاصہ ہے۔ رکوع حیوانیت کا سجود نباتات کا اور قعود جمادات کا۔ شیخ محمود آفندی اسکداری لکھتے ہیں قیام اشارہ کرتا ہے کہ نمازی نے بشری اوصاف کے حجابات سے خلاصی حاصل کر لی ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا وصف بشری تکبر ہے جو آگ کی خاصیت ہے۔ رکوع میں یہ اشارہ ہے کہ نمازی نے نباتاتی طبیعت کے حجابات سے رہائی پالی ہے۔ نباتاتی طبیعت کا بڑا حجاب حرص ہے۔ اسی لیے دیکھنے میں یہ بات آئی ہے کہ نباتات خوراک جذب کر کے نشوونما پاتے ہیں۔ اور یہ پانی کی خاصیت ہے۔ تشہد میں جماداتی طبیعت کے پردوں سے چھٹکارے کی طرف اشارہ ہے۔ جمادات کی سب سے بڑی خاصیت جمود ہے۔ اور جمود مٹی کا خاصہ ہے۔ انہیں مذکورہ صفات سے بقیہ بشری صفات پروان چڑھتی ہیں۔ جب انسان ان رکاوٹوں اور حجابات سے خلاصی پا لیتا ہے اور ان چار مدراج کے ذریعے رب العالمین کے پڑوس کی طرف ترقی کرتا ہے تو وہ نماز ادا کرتا ہے اور کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ رب سے روبرو کلام کرتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "اگر نمازی کو معلوم ہو کہ وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے تو ادھر ادھر متوجہ نہ ہو"

Marfat.com

۳۔ حضرت سعدی ابو حبیب "القاموس" ص 216 پر لکھتے ہیں اکثر علماء صحابہؓ وغیر ہم کے نزدیک اور مذھب حنفی، حنبلی، ظاہری اور شافعی میں درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔ جبکہ زید بن ثابت، عائشہ، اسامہ بن زید، ابو سعید خدری اور حضرت علی المرتضیٰ علیہم الرضوان کے نزدیک درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے۔ حضرت ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، معاذؓ، جابرؓ، عطاءؓ عکرمہؒ، مجاھدؒ کے نزدیک۔ اور مالکی، شافعیؒ، جمہور صحابہؓ کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد صبح کی نماز ہے۔ جبکہ بعض دوسرے صحابہؓ، سعید بن میتب فرماتے ہیں اس سے مراد مغرب کی نماز ہے۔ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ درمیانی نماز عشاء کی نماز ہے فقہ جعفریہ میں بھی آخری قول کو ترجیح ہے۔

۴۔ اسے امام غزالی نے الاحیاء ج 102/1 میں نقل کیا ہے۔ صحیح مسلم کتاب القدر۔باب۔ تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف یشاء 2654 حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "تمام بنی آدم کے دل اللہ رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی مانند ہیں وہ انہیں پھیر دیتا ہے جس طرف چاہتا ہے" پھر حضور ﷺ نے دعا کی اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنا عَلٰی طَاعَتِكَ "اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دل کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دے"

۵۔ حاشیہ (ظ) میں ہے شیخ محمود آفندی اسکداری آیت واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (العنکبوت :45) کے بارے فرماتے ہیں بدنی نماز معصیات اور سیأت شرعیہ سے بچاتی ہے اور نفس کی نماز رذائل اور اخلاق ردیہ سے محفوظ رکھتی ہے۔ (ایک نماز دل اور سر کی بھی ہے) دل کی نماز فضول کاموں اور غفلت سے بچاتی ہے جبکہ سری نماز التفات الی الغیر سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "اگر نمازی کو معلوم ہو کہ وہ کس سے ہمکلام ہے تو کسی اور طرف متوجہ نہ ہو" روح کی نماز سرکشی سے بچاتی ہے اور یہ نماز صفات کے ذریعے دل کے وضو سے ادا ہوتی ہے جس طرح دل کی نماز ظہور نفس سے اسے پاک کر کے ادا کی جاتی ہے۔ نماز خفی دوئی اور ظہور انانیت سے جبکہ ذات کی نماز تلون کے ساتھ ظہور بقیہ سے محفوظ رکھتی ہے۔ جس نے یہ نمازیں ادا کرلیں وہ تمام گناہوں اور خطاؤں سے خلاصی پا گیا۔

Marfat.com

یہ حدیث ہمیں ان الفاظ میں نہیں ملی۔ صحیح ابن حبان کی ایک حدیث اس کی شاھد ہے۔ (کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے حضور انور ﷺ کو فرماتے سنا "ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اور شاید اس کا دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں یا چھٹا حصہ قبول ہوتا ہے حتی کہ آپ نے اور بھی کم درجوں کا ذکر فرمایا اور کہا نمازی کو صرف اسی نماز کا ثواب ملتا ہے جس میں اس کا ذھن حاضر ہوتا ہے" امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (الاحیاء ج 160/1) بشر بن الحارث سے یہ قول روایت کیا جاتا ہے۔ جس میں خشوع نہیں اس کی نماز فاسد ہے حضرت حسن سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر نماز جس میں دل حاضر نہ ہو وہ بہت جلد سزا کی طرف لے جانے والی ہے۔ امام غزالی لکھتے ہیں حضور قلب نماز کی روح ہے۔ تکبیر کے وقت بھی حضورِ قلب کم از کم نماز کو زندہ رکھتا ہے۔ اس سے بھی اگر کم ہو جائے تو گویا نماز ھلاک ہو جاتی ہے۔ اگر حضور قلب زیادہ ہو تو اسی قدر اجزاء نماز میں روح تروتازہ ہوتی جائے گی۔

۶۔ پوری حدیث یوں ہے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے سنا: "حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشکوک ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے جو ان مشکوک چیزوں سے بچ گیا تو اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو ان کا مرتکب ہوا تو اس کی مثال ایسے چرواہے کی ہے جو کھیت کے ارد گرد چراتا ہے کسی وقت بھی اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھیے! ہر ایک بادشاہ کی ایک محفوظ چراگاہ ہوتی ہے۔ ہاں ہاں! زمین میں اللہ کی محفوظ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ دیکھو! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے" جب وہ صحیح ہو جائے تو پورا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جب بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے۔ ہاں گوشت کا وہ لوتھڑا دل ہے (صحیح بخاری۔ کتاب الایمان باب: فضل من استبرا لدینہ) مزید دیکھیے ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی "جامع الاصول" ج 567/10 حافظ ابن حجر الفتح ج 129/1 میں فرماتے ہیں علماء کے نزدیک یہ حدیث بڑی عظمت کی حامل ہے چوتھائی حصہ احکام اسی حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں امام قرطبی لکھتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیث حلال وغیرہ کی تفصیل اور اعمال بالقلب کے بیان سے تعلق رکھتی ہے اس لیے اسے تمام احکام کا محور قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

۷۔ صحیح البخاری کتاب الجماعۃ والامامۃ۔ باب فضل صلاۃ الجمعۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے مروی ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا گھر میں اور بازار میں نماز ادا کرنے سے پچیس درجے زیادہ ثواب کا حامل ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ پھر گھر سے مسجد کو جاتا ہے۔ اس کا یہ نکلنا صرف نماز کیلئے ہوتا ہے۔ اسے ہر ہر قدم پر ایک ایک درجہ ملتا ہے اور ایک ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ پھر جب نماز شروع کرتا ہے تو جب تک نماز پڑھتا رہتا ہے فرشتے اس کے لیے رحمت وبرکت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں۔ اے اللہ! اس شخص پر کرم فرما! مولا! اس پر رحمت فرما! اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے وہ نماز پڑھنے والا شمار ہوتا ہے۔

۸۔ امام قشیری (الرسالہ: ص 72) فرماتے ہیں ایاک نعبد شریعت کی حفاظت اور ایاک نستعین حقیقت کا اقرار ہے۔ شریعت عبودیت کے التزام کا امر ہے اور حقیقت مشاہدۂ ربوبیت ہے۔ شیخ محمود افندی اسکداری فرماتے ہیں کہ حقیقت ربوبیت کو دل سے دیکھنا ہے۔ اس کی تعبیر یہ بھی ہے کہ شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے کی معرفت ہے۔ اور حقیقت ہمیشہ اللہ تعالیٰ (کی صفات) کو دیکھنا ہے۔ جبکہ طریقت شریعت کی راہ پر چلنا یعنی اس کے تقاضوں کو نبھانا ہے۔ بعض لوگ حقیقت اور شریعت میں کوئی فرق روا نہیں رکھتے۔ شریعت حقیقت کا ظاہر ہے اور حقیقت شریعت کا باطن ہے۔ دونوں لازم وملزوم ہیں ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتیں۔

۹۔ انوار التنزیل واسرار التاویل۔ بیضاوی، ج 31/1

۱۰۔ تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

۱۱۔ امام قشیری (الرسالہ ص 244-245) لکھتے ہیں کہ حضرت شبلی کا ارشاد ہے: عارف غیر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ نہ اس کی زبان پر کسی غیر کا ذکر آتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سواء وہ کسی کو اپنا محافظ دیکھتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں۔ کہ عارف وہ ہے جس کے اندر سے خدا بولتا ہے۔ حالانکہ وہ خود خاموش دکھائی دیتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی سے عارف کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ عارف وہ ہے جو نہ نیند میں غیر کو دیکھے اور نہ بیداری میں۔ نہ غیر اللہ سے وہ موافقت رکھے اور نہ کسی غیر اللہ پر نظر رکھے۔

Marfat.com

پندرھویں فصل

عالم تجرید میں معرفت کی طہارت :۔

طہارتِ معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ معرفۃ الصفات کی طہارت اور معرفۃ الذات کی طہارت۔

معرفت صفات کی طہارت :۔

یہ طہارت صرف تلقین اور اسماء کے ذریعے دل کے آئینے کو نفوس بشری اور حیوانی سے پاک کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جب دل صاف ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور سے دل کی آنکھ بینا ہو جاتی ہے تو انسان دل کے آئینے میں جمالِ خداوندی کے عکس کو صفات کے نور سے دیکھنے لگتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ[1]

"مؤمن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے"

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ[2]

"مؤمن، مؤمن کا آئینہ ہے"

کسی شخص کا قول ہے "عالم نقش بٹھاتا ہے اور عارف صیقل کرتا ہے"

جب اسماء کے مسلسل ورد سے تصفیہ مکمل ہو جاتا ہے تو صفات کی معرفت مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ ان صفات کا انسان دل کے آئینے میں مشاہدہ کرتا ہے۔

معرفت ذات کی طہارت :۔

یہ طہارت فی السّر ہے۔اسے حاصل کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان بارہ اسماءِ توحید میں سے آخری تین اسماءِ توحید کو نور توحید سے باطن کی آنکھ سے مسلسل ملاحظہ کرے پس جب انوار ذات کی تجلی ہو گی تو بشریت پگھل جائے گی اور مکمل فنا ہو جائے گی۔ یہ مقام استھلاک اور فناء الفناء ہے۔ یہ تجلی تمام انوار کو مٹا دیتی ہے جیسا کہ اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص :88)

"ہر چیز ھلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے"

جب سب کچھ فنا ہو جاتا ہے تو نور قدس کے ساتھ صرف روح قدسی باقی رہ جاتی ہے اور ہمیشہ دیدار میں مشغول رہتی ہے۔ یہ روح اسی کے ساتھ اس سے اس کی طرف دیکھنے والی ہوتی ہے۔ پس وہ بلا کیف و تشبیہ اس روح کی رہنمائی کرتا ہے۔ کیونکہ

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (الشوریٰ 11)

"نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز"

پس محض نور مطلق باقی رہ جاتا ہے۔ اس سے آگے کی کوئی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ عالم محو ہے۔ وہاں عقل نہیں رہ سکتی کہ کچھ خبر دے اور نہ وہاں غیر اللہ کی رسائی ہو سکتی ہے جیسا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ[۳]

"اللہ تعالیٰ کی معیت میں میرے لیے ایک ایسا وقت (بھی مخصوص کیا گیا) ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہے اور نہ ہی نبی مرسل کی"

یہ عالم تجرید ہے۔ وہاں کوئی غیر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث قدسی

Marfat.com

ہے۔

تَجَرَّدْ تَصِلْ[٤] (صفات بشری سے) تجرد حاصل کر (مقصود تک)

پہنچ جائے گا" تجرد سے مراد صفات بشری سے مکمل فنا ہونا ہے۔ پس وہ عالم تجرید میں خدائی صفات سے متصف ہوگا جیسا کہ حضور علیہ نے ارشاد فرمایا۔

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ[٥]

"خدائی اخلاق کو اپنالو"

یعنی صفات خداوندی سے متصف ہو جاؤ۔

حواشی

١۔ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ دیلمی نے اسے الفردوس میں حضرت ابن عباس کے حوالے سے نقل کیا ہے تتمہ حدیث یہ ہے "عزوجل الذی خلق منه" ترمذی (الجامع الصحیح کتاب تفسیر القرآن۔ باب ومن سورۃ الحجر) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: مؤمن کی فراست سے ڈرو۔ وہ نور الٰہی کے ساتھ دیکھتا ہے۔" پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی :- اِنَّ فِی ذَالِکَ لَآیَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِیْنَ (الحجر :75) دیکھیے جامع الاصول از ابن اثیر ج205-206 مناوی "فیض القدیر" ج143/1 پر لکھتے ہیں۔ یعنی بندۂ مؤمن دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے جو نور خداوندی سے روشن ہوتی ہے۔ دل کو روشن کرنے سے فراست صحیح ہو جاتی ہے کیونکہ اس کی حیثیت اس شیشے کی ہے جس سے معلومات ظاہر ہوتی ہیں۔

٢۔ اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

٣۔ اس کی تخریج گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔

٤۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

٥۔ اس کی تخریج بھی گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے

Marfat.com

سولھویں فصل

شریعت اور طریقت کی زکوٰۃ[1]

شریعت کی زکوٰۃ :۔

اس سے مراد دنیا کے مال سے ایک مقررہ حصہ سال میں صرف ایک بار معین[2] نصاب سے مصارف زکوٰۃ کو دیا جاتا ہے۔

طریقت کی زکوٰۃ :۔

دنیا کے فقیروں اور آخرت کے مسکینوں میں محض اللہ تعالیٰ کی خاطر اعمال آخرت کو لٹا دینا طریقت کی زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ شریعت کو قرآن کریم میں صدقہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ (التوبہ :60)

"زکوٰۃ تو صرف ان کے لیے ہے جو فقیر، مسکین ہو"

اسے صدقہ اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ مال فقیر اور مسکین کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دست جود و سخا میں پہنچ جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے فوراً قبول فرمالیتا ہے۔

رہی طریقت کی زکوٰۃ تو وہ دائمی ہے۔ (اس میں دنیاوی مال نہیں) بلکہ کسب آخرت اللہ کی خوشنودی کے لیے گناہ گاروں کو دے دیا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی نمازیں، زکوٰۃ، روزے، حج، تسبیح و تہلیل،۔ تلاوت کلام مجید اور

Marfat.com

سخاوت وغیرہ نیکیوں کا ثواب گناہ گاروں کو دے دیتا ہے جس سے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بندۂ مؤمن اپنے نامہ اعمال میں کچھ باقی نہیں چھوڑتا۔ خود مفلس ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص کی سخاوت اور افلاس پر نظر پسندیدگی فرماتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

المفلس فی امان اللّٰہ فی الدارین

"مفلس دونوں جہان میں اللہ کی امان میں ہوتا ہے"

بندہ اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے سب اس کے آقا کا ہے۔ قیامت کے روز اسے ہر نیکی پر دس گنا اجر ملے گا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام :160)

"جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لیے دس ہونگی اس کی مانند"

زکوٰۃ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ دل کو نفس کی صفت سے پاک کیا جائے جیسا کہ رب قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً (البقرہ :245)

قرض سے مراد یہ ہے کہ اپنی تمام نیکیاں مخلوق پر احسان کے جذبے سے محض اللہ کی خوشنودی کے لیے دیدے۔ اور اس پر کسی قسم کا احسان نہ جتلائے۔ جیسا کہ فرمایا:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی (البقرہ :264)

"مت ضائع کرو اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر اور دکھ پہنچا کر"

اور نہ ہی دنیا میں کسی عوض کا طالب ہو۔ یہ انفاق فی سبیل اللہ کی ایک قسم ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّحَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران :92)

"ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو"

Marfat.com

حواشی

۱۔ لغت میں زکوٰۃ کا معنی برکت، نمو، صفائی، طہارت، ستائش اور صلاح ہے۔ تمرتاشی "تنویر الابصار" میں لکھتے ہیں شریعت کی رو سے شارع علیہ السلام کی معینہ مقدار میں سے ایک جزء مال کا کسی مسلم فقیر کو مالک بنانا زکوٰۃ ہے بشرطیکہ یہ مسلم فقیر نہ ہاشمی ہو۔ نہ ہاشمی کا غلام ہو۔ اور دینے والے کے قبضے سے اس مال کی منفعت مکمل نکل جائے۔ اور یہ عطا محض اللہ کے لیے ہو۔

۲۔ ھیثمی "المجمع" ج 65/3 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو قوم معاہدہ کی خلاف ورزی کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ (قانون) سے ہٹ کر فیصلہ دیتے ہیں ان میں موت عام ہو جاتی ہے۔ جو زکوٰۃ روکتے ہیں ان کو قحط سالی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ڈنڈی مارتے ہیں تو ان سے ہریالی کو روک لیا جاتا ہے اور انہیں قحط کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ قطرے قطرے اور دانے دانے کو ترس جاتے ہیں" فرماتے ہیں کہ اسے طبرانی نے "الکبیر" میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

سترھویں فصل

شریعت اور طریقت کا روزہ[1]

شریعت کا روزہ :۔

دن کے وقت کھانے پینے اور جماع سے رکنا شریعت کا روزہ ہے۔

طریقت کا روزہ :۔

ظاہر اور باطن میں تمام اعضاء کو محرمات، مناھی اور ذمائم سے روکنا طریقت کا روزہ کہلاتا ہے محرمات و مناھی اور ذمائم مثلاً خود پسندی، تکبر، بخل وغیرہ طریقت کے روزے کو باطل کر دینے والی چیزیں ہیں۔

شریعت کے روزے کے لیے وقت مقرر ہے جبکہ طریقت کا روزہ پوری عمر کے لیے ابدی ہے[2] اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا :

"رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعِ ......"[3]

"کئی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں بھوک کے سواء روزوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔

اسی لیے یہ مقولہ مشہور ہے کہ کئی روزہ دار مفطر (روزہ نہ رکھنے والے) ہوتے ہیں اور کئی مفطر روزہ دار"۔ یعنی اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے بچاتے ہیں اور کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتے۔ حدیث قدسی ہے۔

اِنَّ الصَّوْمَ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ[4]

"بیشک روزہ میرے لیے (رکھا جاتا) ہے اور میں ہی اس کی

Marfat.com

جزادوں گا"

رب قدوس نے فرمایا(حدیث قدسی)

یَصِیرُ لِلصَّائِمِ فَرُحَتَانِ، فَرُحَةٌ عِنْدَالْاِفطَارِ وَفَرُحَةٌ عِندَ رُؤیَةِ جَمَالِی ۵

"روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی تو افطار کے وقت کی ہے اور دوسری خوشی میرے جمال کی دید کے وقت کی ہے"

اہل شریعت کے نزدیک افطار غروب آفتاب ۲ کے وقت کچھ کھا پی لینا ہے اور عید کی رات چاند کا نظر آنا ہے لیکن اہل طریقت کہتے ہیں۔ افطار جنت کی نعمتوں سے ہو گا جبکہ رب قدوس کے فضل سے انسان جنت میں داخل ہو گا۔ دیدار کے وقت کی مسرت سے مراد یہ ہے کہ بندۂ مؤمن قیامت کے روز اللہ کریم سے ملاقات کرے گا اور اسے باطن کی آنکھ سے روبرو دیکھے گا تو اسے خوشی و مسرت حاصل ہو گی۔

روزے کی ایک تیسری قسم بھی ہے جسے حقیقت کا روزہ کہتے ہیں۔

حقیقت کا روزہ :۔

اس سے مراد جان کا محبت غیر سے رکنا ہے اور سِرّ کا مشاہدۂ غیر کی محبت سے رکنا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔

الانسان سری وانا سره ۲

"انسان میرا راز اور میں اس کا راز ہوں"

یہ سِرّ نور خداوندی سے ہے یہ کسی غیر کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اور اللہ کے سواء اس کا کوئی اور محبوب۔ مرغوب اور مطلوب بھی نہیں ہے۔ نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ جب غیر کی محبت آگئی تو حقیقت کا روزہ فاسد ٹھہرا۔ اس روزے کی قضا صرف ایک صورت میں ہو سکتی ہے کہ انسان اللہ کریم کی طرف لوٹ آئے اور اس سے ملاقات کرنے کی کوشش کرے اس روزے کا صلہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہے۔

Marfat.com

حواشی

۱۔ لغت میں صوم کسی کام یا بات سے رکنے کو کہتے ہیں۔ علامہ جرجانی (التعریفات ص 178) میں فرماتے ہیں۔ صوم شریعت میں مخصوص امساک (رکنا) سے عبارت ہے۔ اس سے مراد روزہ کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنا ہے۔ تمر تاشی "تنویر الابصار" میں اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روزہ مخصوص وقت میں مفطراتِ حقیقی یا حکمی سے اپنے آپ کو روکنا ہے۔ اس میں نیت شرط ہے۔ اطفیش فرماتے ہیں مکلّف کا اللہ کی رضا کے لیے بالنیۃ کھانے، پینے سے اور جو پیٹ میں پہنچتی ہیں ان سے۔ پانی کسی طرح اندر پہنچانے سے، لطف اندوز ہونے اور جماع کرنے نیز کبار سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک رکنا روزہ ہے۔

۲۔ البشیہتی (المستطرف ج 28/1) لکھتے ہیں کہ کسی شخص کا قول ہے روزہ تین قسم کا ہے۔ ایک عام ہے دوسرا خاص ہے۔ اور تیسرا اخص الخاص ہے۔ عام روزہ تو یہ ہے پیٹ شرمگاہ اور تمام جوارح کو ان کے تقاضوں کو پورا کرنے سے انسان روک لے۔ خاص روزہ یہ ہے۔ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے روک لے۔ اور اخص الخاص روزہ یہ ہے کہ دل میں دنیوی باتوں کا خیال بھی نہ آئے اور انسان اپنے آپ کو ہر ایک ماسوا اللہ سے روک لے۔

۳۔ تمہ حدیث یہ ہے "......وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ اِلَّا السَّهَرُ" دیکھیے سنن ابن ماجہ۔ کتاب الصوم باب ماجاء فی الغیبۃ والرفث للصائم۔ امام غزالی (الاحیاء ج 235/1) فرماتے ہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو حرام چیز کے ساتھ افطار کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے۔ جو حلال چیزوں سے تو رکا رہتا ہے مگر غیبت کر کے لوگوں کے گوشت کے ساتھ افطار کر دیتا ہے۔ غیبت حرام ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے اعضاء کو گناہ سے محفوظ نہیں رکھتا۔

۴۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ (کتاب الصیام باب فضل الصیام) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تمہ حدیث یوں ہے۔ "روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب اللہ کریم سے شرف ملاقات حاصل ہوگا تو خوش ہوگا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی مہک سے عند اللہ زیادہ پسندیدہ

Marfat.com

ہے علامہ نووی شرح صحیح مسلم ج 8/31-32 میں فرماتے ہیں کہ علماء کا ارشاد ہے ملاقات خداوندی کے وقت اسے اس لیے خوشی ہوگی کہ وہ روزے کی جزاء کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت توفیق کو یاد کرے گا۔ افطار کے وقت خوشی اس لیے کہ عبادت مکمل ہو چکی ہوتی ہے اور روزہ مفسدات سے بچ جاتا ہے اور ثواب کی امید قوی ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

۵۔ اس سے پہلی حدیث کی تخریج ملاحظہ کریں

۶۔ حاشیہ (ظ) میں مذکور ہے: مروی ہے کہ ایک عورت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی اور عرض کناں ہوئی اے اللہ کے رسول! میں بھوکی ہوں اور روزہ دار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو روزہ دار نہیں البتہ بھوکی ہے۔ یہ عورت لوگوں کی غیبت کرتی رہی تھی۔ دوسری بار آئی اور وہی بات دہرائی۔ حضور ﷺ نے بھی وہی جواب دیا۔ پھر گھر میں بیٹھ گئی اور دل میں کہا یہ ساری خرابی میری زبان کی ہے۔ دروازہ بند کر لیا اور لوگوں کا ذکر کیا بھی تو خیر سے۔ پھر حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا۔ (حضور!) میں روزہ دار ہوں اور بھوکی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ اسے کھانا کھلاؤ۔

۷۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔

Marfat.com

اٹھارویں فصل

شریعت وطریقت کا حج[1]

حج کی دو قسمیں ہیں۔حج شریعت اور حج طریقت

حج شریعت :۔

یہ حج بیت اللہ شریف سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے مخصوص ارکان[2] اور شرائط ہیں۔ ان شرائط اور ارکان کو ادا کرنے سے حج کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب کوئی شرط پوری نہ ہو سکے تو ثواب میں کمی آجاتی ہے۔ کیونکہ رب قدوس کا حکم ہے حج مکمل کرو۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ(البقرہ :196)

"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کیلئے"

حج شریعت کی شرائط میں سے اولاً احرام ہے۔ پھر مکہ میں دخول ہے، پھر طواف قدوم، پھر وقوف عرفہ اور مذدلفہ پھر منی میں قربانی۔ اس کے بعد حرم پاک میں دوبار احاضری اور کعبۃ اللہ شریف کا سات چکروں میں طواف ہے۔ پھر حاجی زمزم کا پانی پیتے ہیں اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نفل نماز ادا کرتے ہیں۔ آخر میں احرام کھول دیا جاتا ہے اور اب شکار وغیرہ احرام کی صورت جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دی تھیں حلال ہو جاتی ہیں۔ اس حج کا صلہ جہنم سے آزادی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے امن ہے۔ جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہے۔

وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا (آل عمران : 97)

''اور جو بھی داخل ہو اس میں ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے) محفوظ''

طواف ۳ صدور کے بعد لوگ وطن ۴ لوٹتے ہیں۔

حج طریقت :۔

حج طریقت کی راہ میں زاد راہ اور سواری صاحب تلقین (مرشد کامل) کی تلاش اور اس سے اخذ فیض ہے۔ یہی پہلا قدم ہے۔ اس کے بعد مسلسل ذکر بالسان اور اس کے معنی کو سامنے رکھنا ہے حتیٰ کہ دل زندہ ہو جائے اس کے بعد باطنی ذکر کی باری آتی ہے یہاں تک کہ اسماء صفات کے مسلسل ورد سے من صاف ہو جائے۔ ایسے میں کعبہ سِرّ انوار صفات کے ذریعے سامنے آجاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ سب سے پہلے کعبۃ اللہ کو صاف ستھرا کرو۔

وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمَاعِيلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ (البقرہ : 165)

''اور ہم نے تاکید کر دی ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر طواف کرنے والوں کیلئے''

کعبہ ظاہر اس لیے صاف کیا جاتا ہے کہ طواف کرنے والے لوگ آئیں گے جو کہ مخلوق ہیں جبکہ کعبہ باطن اللہ تعالیٰ کیلئے صاف ہوتا ہے۔ باطن کے کعبہ کو غیر کے خیال سے صاف کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی تجلی کے قابل بنایا جاتا ہے۔ پھر روح قدسی کا احرام باندھا جاتا ہے۔ پھر دل کے کعبہ میں حاضری دی جاتی ہے۔ اسم ثانی کے ورد سے طواف قدوم ہوتا ہے۔ عرفات قلب میں حاضری ہوتی ہے۔ جو کہ ہم کلامی خدا کا مقام ہے۔ یہاں تیسرے اور چوتھے اسم مسلسل ورد کر کے وقوف کیا جاتا ہے۔ پھر عارف جان کے مزدلفہ میں جاتا ہے۔ پانچویں اور چھٹے اسم کا اکٹھا ورد کرتا ہے۔ اس کے بعد ''منی سِرّ'' کو جاتا ہے جو کہ دونوں حرموں کے درمیان واقع ہے۔ یہاں کچھ دیر کے لیے ٹھہرتا ہے پھر ساتویں اسم

Marfat.com

کے ورد کے ساتھ نفس مطمئنہ کی قربانی دیتا ہے کیونکہ ساتواں اسم اسم فناء ہے۔ کفر کے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْکُفْرُ وَالْاِیْمَانُ مَقَامَانِ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْشِ وَھُمَا حِجَابَانِ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْحَقِّ اَحَدُ ھُمَا اَسْوَدُ وَالثَّانِیْ اَبْیَضُ[۵]

"کفر اور ایمان عرش سے آگے دو مقام ہیں۔ یہی حق اور بندے کے درمیان دو حجاب ہیں۔ ان میں سے ایک کا رنگ سیاہ ہے اور دوسرے کا رنگ سفید"

اس کے بعد حج طریقت ادا کرنے والا آٹھویں اسم پر ملازمت اختیار کر کے روح کو صفات بشری سے صاف کر کے حلق کرواتا ہے۔ پھر نویں اسم پر ملازمت اختیار کرتا ہے اور حرم باطن میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اعتکاف کرنے والوں کو سامنے دیکھتا ہے۔ اور دسویں اسم کے مسلسل ورد سے بساط قربت وانس میں معتکف ہو جاتا ہے۔ پھر انسان جمال صمدیت کو بلا کیف و تشبیہ دیکھتا ہے۔ گیارہویں اسم کی ملازمت کے ساتھ سات چکر لگا کر طواف کرتا ہے۔ اس گیارہویں اسم کے ساتھ چھ فروعی اسماء بھی ہوتے ہیں۔ طواف کر چکنے کے بعد وہ دست قدرت سے (خاص مشروب) پیتا ہے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَسَقَاھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا (الانسان : 21)

"اور پلائے گا انہیں ان کا پروردگار نہایت پاکیزہ شراب"

یہ شراب بارھویں اسم کے پیالے میں بھری ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے چہرۂ اقدس سے نقاب الٹ دیتا ہے اور انسان اس کے نور کے ساتھ اس کا دیدار کرتا ہے۔ یہی مفہوم ہے اس حدیث قدسی کا۔ "نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو گا......" یعنی ملاقات خداوندی کا منظر "......نہ کسی کان نے سنا ہو گا......" یعنی حرف و صوت کے واسطے کے بغیر کلام خداوندی۔ "......نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا ہو گا......" یعنی دیدار اور ہمکلامی خدا کا ذوق۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں

Marfat.com

حلال ہو جاتی ہیں۔ یعنی برائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ یہاں اسمائے توحید کا تکرار ہوتا ہے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان :70)

"مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے"

پھر انسان تصرفات نفسانی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اسے کسی چیز کا خوف اور کوئی حزن نہیں رہتا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس :62)

"سنو! اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ

پھر تمام اسماء کا ورد کر کے طواف صدور کرتا ہے اور آخر میں اپنے اصلی وطن کی طرف لوٹ آتا ہے جو عالم القدسی میں ہے اور جہاں اسے معتدل صورت میں پیدا کیا گیا تھا۔ یہ عالم الیقین سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تاویلات کلام و عقل کے دائرہ میں آنے والی ہیں۔ اس سے آگے کی خبر دینا ممکن نہیں۔ کیونکہ عقل و فہم اس کے ادراک سے عاجز ہیں۔ اور خیالات کی وہاں تک رسائی نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ كَهَيْئَةِ الْمَكْنُوْنِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ فَاِذَا نَطَقُوْا بِهٖ لَمْ يُنْكِرْهُ اِلَّا اَهْلُ الْغِرَّةِ

"ایک علم وہ بھی ہے جو چھپے ہوئے خزانے کی طرح ہے جس سے صرف "علماء باللہ" ہی واقف ہیں۔ جب یہ علماء اس علم میں گفتگو کرتے ہیں تو کوئی انکار نہیں کرتا سوائے گم کردہ راہ لوگوں کے"

Marfat.com

عارف اس سے کم کی بات کرتا ہے اور "عالم باللہ" اس سے آگے کی بات کرتا ہے۔ عارف کا علم سر خداوندی ہے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

ولا یحیطون بشیء من علمه الا بماشاء
(البقرہ :255)

"اور وہ نہیں گھیر سکتے کسی چیز کو اس کے علم سے مگر جتنا وہ چاہے"

فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی. اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (طٰہٰ : 8)

"وہ تو بلاشبہ جانتا ہے رازوں کو بھی اور دل کے بھیدوں کو بھی۔ اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے۔ اس کے لیے بڑے خوبصورت نام ہیں"

حواشی

۱۔ لغت میں حج کسی قابل تعظیم چیز کا ارادہ کرنا ہے۔ شریعت میں بقول الدسوقی (حاشیہ علی الشرح الکبیر) حج نام ہے دسویں ذالحجہ کی رات کو عرفہ میں ٹھہرنے، سات چکروں میں بیت اللہ کا طواف کرنے اور سات چکروں میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا وقوف، طواف اور سعی کا خصوصی طریقہ ہے۔ حسین سیاغی "الروض النضیر" ج 120/3 میں لکھتے ہیں: حج نام ہے اللہ کی رضاجوئی کیلئے افعال مخصوصہ کے ساتھ ایام مخصوصہ میں مکان مخصوص پر بیت اللہ شریف کے قصد کرنے کا۔ حج اور عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ ایک ہی ہے۔

۲۔ امام غزالی (الاحیاء ج 241/1) فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ افراد کعبۃ اللہ شریف کا حج کریں گے۔ اگر کم ہوں گے تو یہ کمی فرشتوں کے ذریعے پوری کی جائے گی" کعبۃ اللہ شریف پہلی رات کی دلہن کی طرح حشر کے دن اٹھے گا۔ ہر شخص جس نے اس کا حج کیا ہوگا اس کے پردوں سے جڑا ہوگا۔ یہ خوش نصیب اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے ہوں گے حتیٰ کہ کعبۃ اللہ کی یہ مثالی صورت جنت میں داخل ہو جائے گی اور حاجی بھی اس کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ علی بن الموفق سے

Marfat.com

مروی ہے کہ میں ایک سال حج کے لیے گیا تو نویں کی رات منیٰ میں واقع مسجد خیف میں سویا ہوا تھا۔ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں جنہوں نے سبز رنگ کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ایک نے کہا اے بندۂ خدا! دوسرے نے جواب دیا۔ لبیک اے اللہ کے بندے پہلے نے کہا: جانتا ہے اس سال کتنے آدمی حج کرنے آئے دوسرے نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ پھر پہلا بولا۔ اس سال سات لاکھ افراد حج کرنے آئے۔ پھر بولا پتہ ہے کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا ہے۔ دوسرے نے کہا نہیں معلوم پہلے نے کہا صرف (۶) آدمیوں کا۔ علی بن الموفق کہتے ہیں کہ پھر وہ ہوا میں بلند ہوئے اور میری نظروں سے غائب ہو گئے میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور بہت پریشان ہوا۔ مجھے یہ معاملہ بہت اہم لگا۔ میں نے سوچا جب صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے میں بھلا ان چھ میں کب شامل ہونگا۔ میں جب عرفہ پہنچا مشعر حرام کے پاس کھڑا ہو کر کثرت خلق کے بارے سوچا کہ ان میں سے اتنے کم لوگوں کا حج قبول ہوا ہے تو اسی دوران مجھے پھر نیند آگئی۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی دونوں فرشتے ہیں۔ وہی گفتگو کر رہے ہیں۔ پھر ایک نے کہا جانتے ہو اس رات میں ہمارے رب عزوجل کا کیا حکم ہے؟ کہا نہیں میں تو نہیں جانتا۔ پہلے فرشتے نے کہا ان چھ آدمیوں کو یہ اذن دے دیا ہے کہ ایک ایک لاکھ آدمی کی بخشش کی دعا کریں۔ علی فرماتے ہیں میں بیدار ہوا تو اتنا خوش تھا کہ بیان نہیں کر سکتا۔

۳۔ طواف صدور سے مراد طواف وداع ہے۔

۴۔ زبیدیؒ (اتحاف السادۃ المتقین ج 271/4) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کا ارشاد ہے:
"کچھ گناہ ایسے بھی ہیں جو صرف وقوف عرفہ کے ذریعے معاف ہوتے ہیں"
امام بخاری (الصحیح للبخاری۔ کتاب ابواب الاحصاء وجزاء الصید) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔
"جس نے اس گھر کا حج کیا نہ دنگا فساد کیا اور نہ فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو وہ گھر کو لوٹا گویا آج ہی اس کی والدہ نے اسے جنا ہے"

۵۔ یہ حدیث ہمیں نہیں مل سکی

۶۔ امام قشیری (الرسالہ 202) حضرت ابو عثمان المغربی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ ولی کبھی مشہور ہوتا ہے مگر وہ کبھی بھی مفتون نہیں ہوتا۔ سھیل بن عبداللہ کا قول ہے ولی وہ ہے جس کے افعال ہمیشہ موافق شرع ہوں۔ کسی کا قول ہے ولی کی تین نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ میں مشغولیت، ہمیشہ اللہ کی رضا کے لیے کوشاں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے بارے غمگین رہنا۔

۷۔ اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔

Marfat.com

انیسویں فصل

وجد اور صفاء :۔

رب قدوس کا ارشاد ہے۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ(الزمر :23)

اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے سے) بدن ان کے جوڑتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف"

أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَعَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ(الزمر :22)

بھلا وہ (سعادتمند) کشادہ فرمادیا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کے دیے ہوئے نور پر ہے پس ہلاکت ہے ان سخت دلوں کے لیے جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے"

"جَذْبَةٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ [1]

"حق تعالیٰ (کے عشق) کا جذبہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے۔

"جس میں وجد نہیں اس کا کوئی دین نہیں"

حضرت جنید[2] بغدادی فرماتے ہیں وجد سے مراد باطن میں اچانک اللہ کریم کے بارے ایک ایسی کیفیت کا پیدا ہو جانا ہے جو سرور یا غم کا وارث بنادے[3]

وجد کی دو قسمیں ہیں۔(ا) جسمانی نفسانی وجد (ب) روحانی رحمانی وجد

ا۔ نفسانی وجد :۔

نفسانی وجد یہ ہے کہ انسان اپنے اوپر بتکلف وجد جیسی کیفیت طاری کر لے لیکن کوئی ایسا جذبہ کار فرمانہ ہو جس کا تعلق غلبہ حال اور روحانیت سے ہو۔ یہ وجد محض نمود و نمائش اور شہرت کے جذبے سے کیا جاتا ہے وجد کی یہ صورت باطل ہے کیونکہ اس میں انسان بے اختیار نہیں اور نہ ہی اس کی قوت سلب ہوئی ہے۔ ایسے وجد کی موافقت جائز نہیں ہے۔

ب۔ روحانی وجد :۔

اس صورت میں عشق کی قوت کار فرما ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔ کوئی موزوں شعر پڑھتا ہے۔ پر تاثیر ذکر کرتا ہے اور دل پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ جسم پر سے اختیار اٹھ جاتا ہے۔ یہ وجد روحانی اور رحمانی ہے۔ ایسے وجد میں موافقت مستحب ہے۔ آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

فَبَشِّرْ عِبَادَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (الزمر : 17-18)

"پس آپ مژدہ سنا دیں میرے ان بندوں کو جو غور سے سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں اچھی بات کی"

اسی طرح عشاق اور پرندوں کی آواز اور گانوں کی خوش کن لے روح کی قوت کا موجب بنتی ہو شیطان اور نفس ایسے وجد میں دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ شیطان ظلمانیت اور نفسانیت میں تصرف کرتا ہے نورانیت اور روحانیت میں اس کا تصرف ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ نورانیت اور روحانیت سے وہ اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح نمک پانی میں۔ حدیث پاک سے بھی یہی ثابت ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا آیات کریمہ کی تلاوت، حکمت، محبت اور عشق پر مبنی

Marfat.com

اشعار اور غم بھری آوازیں روح کے لیے نورانی قوت ہیں اس لیے ضروری ہے کہ نور، نور سے ملے۔ اور یہاں نور سے مراد روح ہے جیسا کہ کلام مجید میں ہے۔

اَلطَّيِّبُوْنَ لِطَّيِّبٰت (النور :26)

مگر جب وجد شیطانی اور نفسانی ہو تو اس میں نورانیت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس میں تاریکی اور کفر ہوتا ہے۔ تاریکی ظلمانی یعنی نفس کو پہنچتی ہے اور اس کی سرکشی میں اضافہ کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (النور :26)

اس وجد میں روح کے لیے کوئی قوت نہیں ہوتی۔

حرکات وجد کی دو صورتیں ہیں۔ ایک اختیاری اور دوسری اضطراری۔

پہلی صورت اختیاری حرکات کی ہے۔ اس کی مثال ایک تندرست و توانا آدمی کی حرکت جیسی ہے جسے نہ کوئی درد ہو اور نہ کوئی بیماری۔ یہ حرکات غیر مشروع ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

دوسری صورت اضطراری حرکات کی ہے۔ اس کے سبب کی نوعیت دوسری ہے۔ مثلاً روح میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے جسے نفس روک نہیں سکتا کیونکہ یہ حرکات جسمانی حرکات پر غالب آجاتی ہیں۔ ان کی مثال بخار کی ہے۔ جب بخار شدت اختیار کر جائے تو نفس اسے برداشت کرنے سے عاجز آجاتا ہے اور ایسے میں وہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔

وجد میں جب روحانی حرکات غالب ہوں تو ایسا وجد حقیقی اور رحمانی ہوتا ہے۔

وجد اور سماع ایک ایسا آلہ ہیں جو جسم میں حرکت پیدا کر دیتے ہیں۔ جس طرح کے عشاق اور عارفوں کے دلوں میں جذبات امنڈ آتے ہیں۔[۵]

وجد اہل محبت کی غذا ہے اور طالبین کی قوت کا سبب ہے۔

ایک قول کے مطابق سماع کچھ لوگوں کے لیے فرض، کچھ لوگوں کے لیے سنت اور کچھ لوگوں کے لیے بدعت ہے۔ خواص کیلئے فرض۔ اہل محبت کے لیے سنت اور غافلوں کیلئے بدعت ہے[۶]۔ یہی وجہ ہے کہ داؤد علیہ السلام کے سر پر

Marfat.com

پرندے ٹھہر جاتے کہ اپ کی آواز سن سکیں۔

حرکت وجد کی دس صورتیں ہیں۔ بعض جلی ہیں جن کا اثر حرکات میں ظاہر ہوتا ہے اور بعض خفی ہیں کہ ان کا اثر جسم میں ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً دل ذکر الٰہی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ آدمی خوبصورت آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگتا ہے ۔ روتا ہے اور غم والم کا اظہار کرتا ہے۔ خوف وحزن سے کانپ اٹھتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر ہو رہا ہو تاسف اور حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ باطن و ظاہر میں تجرد نصرت اور تغیر ظاہر ہوتا ہے۔ طلب، شوق اور سوز وجد ھی کی صورتیں ہیں۔

حواشی

۱۔ عجلونی (الکشف ج397/1) فرماتے ہیں کہ اسی طرح مشہور ہے پس اس کی حالت کو دیکھنا ضروری ہے۔

۲۔ الجنید محمد البغدادی، ابو القاسم۔ صوفی، عالم دین ہیں جائے ولادت، مسکن ومدفن بغداد میں ہے۔ اصل وطن نہاوند ہے بغداد کے اندر علم توحید میں سب سے پہلے گفتگو کرنے والے ہیں (الاعلام از زرکلی ج141/2) ابو ثور کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے 297ھ کو رحلت فرمائی (طبقات از شعرانی ج84/1)

۳۔ امام قشیری فرماتے ہیں (الرسالہ :58) میں نے استاذ ابو علی الدقاق کو یہ فرماتے سنا: جان بوجھ کر وجد طاری کرنا بندے کو عیب دار بنا دیتا ہے۔ وجد بندے کے استغراق کا موجب ہے۔ جبکہ وجود فنا کا باعث ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے سمندر دیکھا پھر اس پر سوار ہوا اور پھر غرق ہو گیا۔ اس امر کی ترتیب یہ ہے پہلے قصود ہے پھر ورود پھر شہود پھر وجود اور پھر صمود۔ وجود جس قدر زیادہ ہو گا خمود اسی قدر بڑھ جائے گا۔ صاحب وجود صحو اور محو میں ہوتا ہے اس کی حالت صحو بقاباللہ کی غماز ہوتی ہے اور حالت محو فنا فی اللہ کی۔ یہ دونوں حالتیں یکے بعد دیگرے طاری ہوتی ہیں۔ جب صحو کی حالت کا غلبہ ہوتا ہے تو بندہ حق کے ذریعے تصرف کرتا ہے اور حق کے ذریعے بولتا ہے۔

۴۔ امام غزالی (الاحیاء ج297/3) فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی کا ارشاد ہے: میں سری سقطی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے سامنے ایک آدمی

Marfat.com

مدہوش پڑا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ نے مجھ سے کہا یہ درویش قرآن مجید کی تلاوت سن کر مدہوش ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اس پر دوبارہ وہی آیت کریمہ پڑھو۔ آیت کریمہ کی تلاوت کی گئی تو اسے افاقہ ہو گیا۔ حضرت سری سقطی نے فرمایا تم نے یہ راز کہاں سے پایا۔ میں نے کہا کہ میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ مخلوق کے لیے اندھے ہوئے اور مخلوق کے ذریعے ہی بینائی پائی۔ اگر وہ حق کے لیے اندھے ہوئے تو مخلوق کے ذریعے بینا نہ ہو پاتے آپ نے اس بات کی تحسین فرمائی۔

۵۔ حضرت قشیری (الرسالہ ص263) فرماتے ہیں داؤد علیہ السلام کی قرأت سننے کیلئے جن وانس اور چرند پرند بے تاب رہتے۔ جب آپ زبور کی تلاوت فرماتے تو مجلس سے چار چار سو جنازے اٹھتے جو قرأت کی سماعت کر کے وجد میں داعی اجل کو لبیک کہہ دیتے۔

۶۔ یہ بات صرف نسخہ (ظ) میں مذکور ہے کسی اور میں نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو سماع کے وقت حرکت میں نہ آیا وہ مجھ سے نہیں"۔ حتی کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ جو سماع سن کر۔ موسم بہار پا کر، کلیاں چٹکیاں دیکھ کر مہک پا کر سر نہ دھنے وہ فاسد مزاج کا آدمی ہے اس کا کوئی علاج نہیں۔ ایسا شخص حسن سے بے بہرہ ہے پرندے اور تمام جانور خوبصورت آواز سے متاثر ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے نسخوں کی تصحیح کا کام کیا ہے وہ اس قول کو حضرت مؤلف کی طرف بھی منسوب نہیں کرتے ہے چہ جائکہ کہ حضور ﷺ کی طرف منسوب کریں۔

۷۔ تبریزی (مشکاۃ المصابیح کتاب فضائل قرآن باب آداب التلاوۃ ودروس القرآن) میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے حسن دو۔ کیونکہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے" اسے دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث سنن دارمی کے باب التغنی بالقرآن ج75/2 پر ہے ھیثمی (کشف الاستار۔ کتاب التفسیر۔ باب حلیۃ القرآن) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "ہر ایک چیز کا زیور ہے اور قرآن کریم کا زیور خوبصورت آواز ہے"

Marfat.com

بیسویں فصل

خلوت وعزلت

خلوت وعزلت کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔

ظاہری خلوت :۔

ظاہری خلوت یہ ہے کہ کوئی شخص عزلت نشینی اختیار کرلے اور اپنے آپ کو لوگوں سے الگ کرلے تاکہ دوسرے اس کے اخلاق ذمیمہ سے محفوظ رہیں نفس سے اس کی مالوفات چھڑوا کر اور ظاہری حواس کو قابو میں رکھ کر اخلاص نیت کے ساتھ اپنے ارادہ کو قتل کرے اور اسے درگور کردے تاکہ باطنی خواص پر فتح حاصل ہو جائے۔ اس ساری تگ و دو میں پیش نظر اللہ کی رضا اور دوسرے مسلمانوں سے دفع شر ہو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَيَدِہٖ[1]

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

فضول باتوں سے زبان کو روکے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

سَلَامَةُ الْاِنْسَانِ مِنْ قِبَلِ اللِّسَانِ[2]

"انسان کی سلامتی زبان کی طرف سے ہے"

آنکھوں کو خیانت، حرام کی طرف دیکھنے سے روکے اور اسی طرح کانوں، ہاتھوں اور پاؤں کو حرام کے قریب بھی نہ بھٹکنے دے جیسا کہ رسول

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

العینان تزنیان......

"آنکھیں زنا کرتی ہیں"[3] الحدیث[4]

جو شخص، (ہاتھ پاؤں، کان، زبان، آنکھ وغیرہ) اعضاء سے زناء کرتا ہے قیامت کے روز قبر سے اس کے ساتھ ایک قبیح صورت شخص اٹھے گا۔ یہ شخص زناکار کے خلاف گواہی دے گا (کہ یہ زنا کرتا رہا ہے اور میں اس کے اعمال کی مثالی صورت ہوں)۔ اللہ تعالیٰ اس گواہی پر زناکار کا مواخذہ فرمائے گا اور اسے جہنم رسید کر دے گا۔ ہاں جو انسان توبہ کرلے اور اپنے آپ کو اس قبیح حرکت سے روک لے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡہَوٰی فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی[5]

(النازعات: 40-41)

"اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا ہو گا (ہر بری) خواہش۔ یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہو گا"

تو قبیح صورت وہ شخص خوبصورت بے ریش نوجوان کی صورت میں ظاہر ہو گا اور توبہ کرنے والے شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گا۔ اس توبہ کی وجہ سے وہ برے اعمال کے شر سے بچ جائے گا۔ گویا خلوت نے اسے اپنے حصار میں لیے رکھا اور وہ لوگوں سے کنارہ کشی کی وجہ سے گناہوں سے بچ گیا۔ اس کے عمل صالح قرار پائے۔ وہ احسان کرنے والوں میں شمار ہونے لگا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (التوبہ: 120)

"بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کا اجر"

رب قدوس کا ارشاد ہے:

ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین (الاعراف: 56)

"بیشک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں سے"

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا
(الكهف:10)

"پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے
چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے"

باطنی خلوت:۔

باطنی خلوت یہ ہے کہ انسان نفسانی اور شیطانی تفکرات کو دل میں جگہ نہ دے۔ مثلاً کھانے پینے کی محبت، اھل و عیال کا پیار، حیوانات سے دل لگی، ریاء کاری، ناموری اور شہرت جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلشُّھْرَۃُ آفَۃٌ وَکُلٌّ یَتمَنَّا ھَاوَالْخُمُوْلُ رَاحَۃٌ وَکُلٌّ
یَتوَقَّاھَا[۶]۔

"شہرت آفت ہے اور ہر آدمی اس کا متمنی ہے گمنامی راحت
ہے اور ہر ایک اس سے بچتا ہے"

اور اپنے دل میں بالاختیار تکبر، خود پسندی بخل وغیرہ جیسی برائیوں کو در نہ آنے دے۔ خلوتی کے دل میں ان برائیوں کا خیال تک بھی گزر گیا تو اس کے عزلت گزینی فاسد قرار پائی دل برباد ہو گیا۔ اعمال صالحہ اور احسان کا قلع قمع ہوا۔ ایسا دل بے فائدہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ان اللّٰہ لا یصلح عمل المفسدین (یونس:81)

"بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سنوارتا شریروں کے کام کو"

جس شخص میں یہ برائیاں ہوں گی وہ مفسد ہے اگرچہ اس نے صالحین کا لبادہ کیوں نہ اوڑھ رکھا ہو۔ حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

اَلْغَضَبُ یُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ[۷]

"غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو"

اسی طرح حضور ﷺ کی ایک اور حدیث ہے۔

اَلْحَسَدُ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ[۸]

Marfat.com

"حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو"

پھر فرمایا:

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا[9]

"غیبت زنا سے بڑی برائی ہے"

اَلْفِتْنَۃُ نَائِمَۃٌ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَیْقَظَھَا[10]

"یہ سویا ہوا فتنہ ہے۔ اللہ کی اس پر لعنت ہو جو اس کو بیدار کرے"

اَلْبَخِیْلُ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ وَلَوْکَانَ عَابِداً وَزَاھِدًا[11]

"بخیل عابد و زاھد ہو تو بھی جنت میں نہیں جائے گا"

الریاء شرک خفی[12]

"دکھاوا شرک خفی ہے"

اور ریاء کو ترک کرنا اس گناہ (ریاء) کا کفارہ بن جاتا ہے[14]

اَلنَّمَامُ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ[13]

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا"

اس کے علاوہ اور کئی احادیث اخلاق ذمیمہ پر پیش کی جا سکتی ہیں ان اخلاق سے بچنا بہت ضروری ہے۔ تعلیمات تصوف کا پہلا مقصود تصفیہ قلب ہے۔ ایک خلوت گزیں صوفی چاہتا ہے کہ وہ خلوت، ریاضت، خاموشی، مسلسل ذکر، محبت، اخلاص، توبہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین جیسا اھل سنت کا صحیح اعتقاد اپنا کر ہوائے نفس کو جڑ سے اکھیڑ پھینکے۔ جب توحید پر کامل یقین رکھنے والا مؤمن توبہ و تلقین اور اس کی دوسری تمام شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے خلوت نشین ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل میں خلوص پیدا فرما دیتا ہے۔ اس کے دل میں نور پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی شخصیت نرم و ملائم ہو جاتی ہے۔ زبان میں پاکیزگی آجاتی ہے ظاہری و باطنی حواس مجتمع ہو جاتے ہیں۔ اس کا عمل حضور باری میں پہنچ جاتا ہے اور جب وہ دعا کرتا ہے تو قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ وہ نماز میں کہتا ہے سمع اللہ لمن حمدہ[15] یعنی اللہ نے اس کی دعا سن لی۔ اس کی آہ و زاری کو شرف قبولیت

Marfat.com

بخش دیا۔ شاگستری کے الفاظ کو نظر رحمت سے دیکھا اور قربت کی صورت میں اپنے بندے کو اجر سے نوازا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ
(فاطر :10)

''اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے''

پاکیزہ کلام سے مراد زبان کا لغویات[۱۶] سے محفوظ ہونا ہے۔ کیونکہ زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر اور توحید کو بیان کرنے کا آلہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ
وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ (المؤمنون :1-3)

''بیشک دونوں جہان میں بامراد ہو گئے ایمان والے۔ وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور وہ جو ہر بیہودہ امر سے منہ پھیر ہوتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ علم، عمل اور عامل کو اپنی قربت، رحمت کی طرف بلند کرتا ہے اور مغفرت ور ضوان سے اس کے درجہ کو بڑھاتا ہے۔

خلوتی کو جب یہ مقامات حاصل ہو جائیں تو اس کا دل سمندر کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہ لوگوں کی ایذاء رسانی سے گدلا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

سمندر کی صورت اختیار کر لے۔ اس میں جانیں کتنی بری جانیں غرق ہوتی ہیں۔ جیسے فرعون اور اس کے حواری غرق ہوئے لیکن اس میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی۔ تبھی شریعت کی نوصحیح سالم اس سمندر میں تیرے گی۔ اور روح قدسی اس کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر در حقیقت تک پہنچے گی۔ اور اس سے معرفت کے موتی، لطائف مکنونہ کے مرجان بر آمد ہوں گے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَالۡمَرۡجَانُ (الرحمٰن :22)

"نکلتے ہیں ان سے موتی اور مرجان"

کیونکہ یہ سمندر صرف اسے نصیب ہو سکتا ہے جس نے ظاہر اور باطن دونوں دریاؤں کو جمع کر رکھا ہو۔ اس مقام کے حصول کے بعد قلب میں کوئی فساد برپا نہیں ہو سکتا۔ ایسے شخص کی توبہ خالص توبہ ہے اور اس کا عمل نافع ہے۔ ایسا شخص جان بوجھ کر گناہوں کی طرف مائل نہیں ہو گا۔ اس کا سہو اور نسیان استغفار اور ندامت سے انشاء اللہ معاف ہو جائے گا۔

حواشی

۱۔ ایک حدیث پاک کا ٹکڑا ہے۔ جسے بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب الایمان باب : المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے۔ آخری الفاظ یہ ہیں۔ والمھا جرمَنْ ھجَر مَانَھی اللّٰه عنه" مزید دیکھیے ابن اثیر کی جامع الاصول ج240/1-141۔

۲۔ ان الفاظ میں ہمیں نہیں ملی ابن ابی الدنیا "الصمت وادب اللسان" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو محفوظ رہنا پسند کرے اسے خاموشی اختیار کرنی چاہیے" ھیثمی نے المجمع میں ج 297-198 پر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "جس نے خاموشی اختیار کی اللہ اس کی شرمگاہ کی پردہ پوشی فرمائے۔ جو غصے پر قابو پالے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب سے بچالے گا۔ جو اللہ کی بارگاہ میں عذر پیش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا" ھیثمی نے اسے ابو یعلی کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھئے ان کی مسند مزید دیکھیے طبرانی (اوسط)

۳۔ اس حدیث کی تخریج گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے

۴۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے : یاد رہے کہ مخالفت نفس اور خواہشات کو لگام دینا عبادت کی بنیاد ہے کیونکہ بندے اور مولا کے درمیان سب سے بڑا حجاب یہی ہے۔ جس شخص کے مصائب نفس طلوع ہو جائیں اس کے انس کے ستارے ڈوب جاتے ہیں۔ جو نفس سے راضی ہوتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے بھلا عقلمند نفس سے راضی کیسے ہو سکتا ہے۔

۵۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ (الرسالہ :122) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام

Marfat.com

کو وحی فرمائی: اے داؤد! خود بھی بچ اور اپنے صحابیوں کو بھی من پسند کھانوں سے ڈرا۔ جو دل شہوات دنیا میں لگے رہتے ہیں ان کی عقلیں مجھ سے محجوب رہتی ہیں" (یعنی وہ میرا عرفان حاصل نہیں کر سکتیں)

۶۔ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ یہ کسی بزرگ کا قول لگتا ہے۔ ملا علی قاری (الاسرار البلاغہ :188) فرماتے ہیں یہ کسی شیخ کا کلام ہے عجلونی (الکشف۔ ج460/1) فرماتے ہیں کہ ابن الفرس کا قول ہے: میں نے اس کہاوت میں یہ الفاظ زیادہ دیکھے ہیں: الشھرۃ نقمہ۔ وکل یتوخاھا" علامہ سخاوی (المقاصد ص458) فرماتے ہیں نیکی میں اخفاء ،عدم شہرت اور کسی شخص کی طرف انگلی سے اشارہ اس کے برعکس سے بہتر ہے اور دین و دنیا میں امن و سلامتی کا موجب ہے۔ تھوڑا مال جو آخرت سے غافل نہ کرے اس کثیر دولت سے بہت بہتر ہے جو آخرت سے غافل بنادے۔ اسی طرح جب حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص سے کہا۔ کیا تو اپنے اونٹوں اور بکریوں میں آبیٹھا ہے اور لوگوں کو ملک گیری پر باہم جھگڑتے چھوڑ دیا ہے تو انہوں نے (سعد بن وقاص) نے فرمایا: خاموش رہیے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو محبوب رکھتا ہے جو متقی، بے نیاز اور غریب ہو"

۷۔ الاحیاء ج165/3 حافظ عراقی۔ المغنی ج165/3 طبرانی "الکبیر" ان کتب میں یہ حدیث دیکھیں۔ امام بیہقی بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی ضعیف سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں ذوالقرنین کے بارے مشہور ہے کہ ان کی ملاقات ایک فرشتے سے ہوئی۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے کوئی ایسا علم سکھاؤ جس سے میرا ایمان و یقین بڑھ جائیں۔ فرشتے نے کہا: "غصہ نہ کیا کر۔ جب بنی آدم غصہ میں ہوتا ہے شیطان اس حالت میں اس پر سب حالتوں سے زیادہ قابو رکھتا ہے۔ غصے کو معاف کرنے سے رد کردے۔ اسے محبت سے پر سکون بنادے تیزی سے بچ۔ جب جلدی کرے گا تو اپنے حصے کو کھودے گا۔ پر سکون، نرم مزاج بن جا کوئی قریبی ہو یا دور کا۔ جابر اور جھگڑالو مت بن"

۸۔ ابو داؤد۔ کتاب الادب باب فی الحسد۔ سنن ابن ماجہ کتاب الزھد۔ باب الحسد۔ حضرت ابو داؤد حضرت ابو ھریرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ابن ماجہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ "صدقہ خطا کو بجھادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو نماز مؤمن کا نور ہے اور روزے جہنم سے بچنے کا کیلئے ڈھال" مزید دیکھیے جامع الاصول ابن اثیر کی ج625/3 مناوی (فیض القدیر ج414/3) غزالی کے حوالے سے

Marfat.com

بیان کرتے ہیں : حسد اطاعت گزاری میں فساد برپا کردیتا ہے اور گناہوں پر ابھارتا ہے۔ یہ ایسی لاعلاج بیماری ہے جس میں عوام الناس تو رہے ایک طرف علماء میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ یہ جہنم کا ایندھن ہے اور ھلاکت کا باعث۔ اللہ تعالیٰ نے حسد سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے یہی اس کی مزمت کے اظہار کیلئے کافی ہے۔ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ ایسے ہی شر شیطان سے پناہ کا حکم ہے۔ گویا یہ شیطان اور جادو گر کے فتنے کے برابر ایک فتنہ ہے۔ حسد سے طبیعت فاسد ہو جاتی ہے۔ شر و فساد کی طرف میلان ہو جاتا ہے بلا وجہ دکھ درد میں انسان مبتلا رہتا ہے۔ دل اندھا ہو جاتا ہے اللہ کا حکم سمجھنے سے انسان قاصر ہو جاتا ہے۔ ناکامی و نامرادی مقدر بن جاتی ہے۔ مگر مراد کبھی بر نہیں آتی۔ یہ دائمی غم ہے امر عقل کرے لیے روگ۔

۹۔ یہ حدیث پاک کا ایک ٹکڑا ہے۔ ھیثمی (المجمع ج 91/8) جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے" پوچھا گیا کیسے؟ فرمایا۔ انسان زنا کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے مگر غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہو سکتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے"۔ اسے طبرانی نے اوسط میں، دیلمی نے "الفردوس" میں نقل فرمایا ہے۔ امام غزالی (الاحیاء ج 143/3) فرماتے ہیں : غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ایسے الفاظ میں ذکر کرے کہ اگر اسے معلوم ہو جائے تو ناپسند کرے۔ خواہ بدنی نقص کا تذکرہ کیا ہو، نسبت کا، خلق کا، کسی فعل کا، قول کا، دین کا یا دینا کا۔ حتیٰ کہ کپڑے، گھر اور سواری کا نقص ہی کیوں نہ ہو۔ زبیدی (اتحاف السادۃ المتقین ج 533/7) فرماتے ہیں : کسی شخص نے ابن الجلاء کی غیبت کی پھر آدمی بھیجا کہ اسے معاف کر دو۔ انہوں نے انکار کر دیا کہ میرے صحیفے میں اس سے بڑی نیکی نہیں اسے کیسے مٹا دوں۔

۱۰۔ اسے امام سیوطی نے اپنی جامع میں نقل فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اسے رافعی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مناوی فیض القدیر ج 461/4 میں فرماتے ہیں کہ ابن قیم کا قول ہے فتنہ کی دو قسمیں ہیں۔ فتنہ شھات اور یہ سب سے بڑا فتنہ ہے اور فتنہ شھوات۔ کبھی دونوں ایک آدمی میں جمع ہو جاتے ہیں اور کبھی ان میں سے ایک پایا جاتا ہے۔

۱۱۔ ملا علی قاری الاسرار المرفوعہ ص 117 پر لکھتے ہیں۔ ان الفاظ میں اس حدیث کا کوئی اصل نہیں۔ لیکن دوسرے شاھد تقویت کا باعث بنتے ہیں ترمذی اپنی صحیح میں کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی السخاء 1961 پر ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں آپ

Marfat.com

علیہ السلام نے فرمایا: سخی اللہ کے قریب، جنت کے قریب، لوگوں کے قریب، ہوتا ہے اور آگ سے دور ہوتا ہے اور بخیل اللہ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور ہوتا ہے اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ جاہل جو سخی ہو وہ اللہ کو بخیل عابد سے زیادہ پسند ہے ترمذی ہی کی حدیث نمبر 1963 ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: دھوکے باز، احسان جتلانے والا اور بخیل جنت میں نہیں جائیں گے

۱۲۔ یہ حدیث ان الفاظ میں ہمیں نہیں ملی ھیثمی (کشف الاستار ج 217/4) یعلی بن شداد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں: "ہم عہد نبوی میں دکھاوے کو شرک کی سب سے چھوٹی صورت شمار کرتے تھے"۔ ابن ماجہ اپنی سنن میں (کتاب الزھد باب الریاء والسمعۃ 4204) حضرت ابو سعید خدری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں "ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے اسی حالت میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جسے میں مسیح دجال سے بھی تمہارے لیے زیادہ خوفناک سمجھتا ہوں۔ حضرت سعید خدری فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "شرک خفی کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوگا اور لوگوں کو دکھانے کے لیے خوب بنا سنوار کر نماز ادا کرے گا"

۱۳۔ مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الایمان باب: بیان غلظ تحریم النمیمہ 105 نمبر پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا: "چغل خور جنت میں نہیں جائے گا" دیکھیے ابن اثیر کی جامع الاصول ج8/450-251۔

۱۴۔ امام قشیری الرسالۃ ص 86 پر لکھتے ہیں ایک شخص حضرت ابو بکر وراق کی زیارت کے لیے آیا۔ جب واپس جانے لگا تو عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں نے دنیا اور آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت میں پائی ہے اور دنیا و آخرت کی برائی کثرت اور اختلاط میں پائی ہے" آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت شبلی سے سنا فرما رہے تھے لوگوں! افلاس افلاس۔ عرض کیا گیا اے ابو بکر شبلی۔ افلاس کی علامت کیا ہے۔ فرمایا افلاس کی نشانی لوگوں سے انسیت حاصل کرنا ہے۔

۱۵۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ

Marfat.com

الحمد کہو۔ پس جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہوا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے جائیں گے" (بخاری کی صحیح: کتاب صفۃ الصلوۃ نمبر 763)

۱۶۔ امام ترمذی حضرت عقبہ بن عامر کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! نجات کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھ، اپنے گھر کو اپنے لیے وسیع سمجھ اور اپنی خطا پر آنسو بہا" (الجامع الصحیح۔ کتاب الزھد۔ باب ماجاء فی حفظ اللسان نمبر 2406) امام قشیری (الرسالہ: 97-98) فرماتے ہیں: خاموشی سلامتی ہے۔ اور یہی اصل ہے۔ جب اس پر زجر و توبیخ وارد ہو تو اس پر ندامت ہے۔ واجب یہ ہے کہ اس میں شریعت کا اعتبار کیا جائے اور امر و نہی کے لحاظ کو۔ سکوت اپنے وقت میں مرد کی بہترین صفت ہے۔ کہا جاتا ہے ابو حمزہ بغدادی حسن کلام کے مالک تھے۔ ھاتف غیبی نے آواز دی۔ تو نے گفتگو کی اور اسے چار چاند لگا دیے۔ اب سکوت باقی ہے اسے بھی حسن بخش دے۔ پھر آپ مرتے دم تک خاموش رہے۔

اکیسویں فصل

اورادِ خلوت

خلوتی (گوشہ نشین) کو چاہیے کہ ہو سکے تو روزے رکھے۔ پانچ وقت کی نماز مسجد میں باجماعت (مستحب) اوقات پر تمام سنن، شرائط اور ارکان کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کرے اور ناغہ نہ ہونے دے[1] (فرض نماز کے علاوہ) پچھلی رات کی تہائی میں بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرے[2] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (الاسراء: 79)

"اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے"

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ: 16)

"دور رہتے ہیں ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے"

جب سورج طلوع ہو جائے تو اشراق کی نیت سے دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور دو رکعتیں نماز استعاذہ کی نیت سے پڑھے۔ ان دو رکعتوں میں معوذتین کی قرأت کرے۔ اس کے بعد دو رکعتیں اور استخارہ کی نیت سے پڑھے۔ نماز استخارہ کی ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ، ایک بار آیت الکرسی اور سات بار سورۃ اخلاص کی تلاوت کرے۔ ان نوافل کے بعد نماز چاشت کی چھ رکعتیں پڑھے اور اس کے بعد کفارۂ بول کی نیت سے دو رکعتیں ادا کرے۔ ان دو رکعتوں میں فاتحہ

Marfat.com

کے بعد سات سات مرتبہ سورۂ کوثر کی تلاوت کرے۔ ان دو نفلوں کا فائدہ یہ ہو گا پیشاب (میں عدم احتیاط کی وجہ سے جو) گناہ سرزد ہو جاتے ہیں یہ دو رکعتیں اس کا کفارہ بن جائیں گی اور عذاب قبر سے نجات مل جائے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

استنزھوا من البول فان عامة عذاب القبر منه [۳]

"پیشاب سے دامن بچا کے رکھیے کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اسی سبب سے ہوتا ہے"

چار رکعت صلاۃ التسبیح ادا کرے۔ اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت ملانے کے بعد قیام میں پندرہ مرتبہ یہ کلمہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. پھر تکبیر کہے اور رکوع میں دس مرتبہ یہی مذکورہ کلمہ پڑھے۔ تکبیر کہہ کر رکوع سے سر اٹھا لے اور دس مرتبہ یہی کلمہ پڑھے۔ پھر دونوں سجدوں میں دس دس مرتبہ دونوں سجدوں کے درمیان دس مرتبہ اور دونوں سجدوں کے بعد بیٹھے بیٹھے یہ کلمہ دس بار پڑھے۔ یہی عمل دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں دھرائے یہ نماز ہو سکے تو دن رات میں ایک بار پڑھے۔ نہیں تو ہر جمعہ کو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار اور اگر اسے بھی معمول نہ بنا سکے تو سال میں ایک بار ورنہ زندگی میں ایک بار تو ضرور پڑھے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: جو شخص نماز تسبیح ادا کرے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ ریت کے ذروں سے زیادہ، ستاروں کی تعداد سے بڑھ کر اور تمام اشیاء کی گنتی کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ [۴]

(نوٹ) طالب راہ حق کو روزانہ ایک یا دو مرتبہ دعائے سیفی پڑھنی چاہیے۔ اس کے علاوہ روزانہ دو سو آیات قرآن کریم کی تلاوت بھی ضروری ہے پھر اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرے۔ ذکر بالجہر کا قائل ہے تو ذکر بالجہر ورنہ ذکر خفی کرے ذکر خفی تبھی صحیح ہے کہ دل زندہ ہو جائے اور باطن کو زبان مل جائے۔ جیسا کہ رب

Marfat.com

قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ (البقرہ :198)

"اور ذکر کرو اس کا جس طرح اس نے تم کو ہدایت دی"

ہر روز اس کلمہ کا ورد کرے۔ والرب یعرف اھلہ۔ پھر سورۃ اخلاص ایک سو مرتبہ روزانہ تلاوت کرے اور نبی کریم ﷺ پر ایک تسبیح درود پاک کی پڑھے۔ پھر کہے استغفر اللہ واتواب الیہ یہ کلمات بھی دن میں ایک سو بار پڑھے۔ اگر ہو سکے تو نوافل اور تلاوت میں اضافہ کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ اس کا ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (التوجہ :120)۵

بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کا اجر"

حواشی

۱۔ حضور ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز گھر میں اور بازار میں پڑھی جانے والی نماز سے پچیس گنا زیادہ ثواب کی حامل ہے۔ کیونکہ ایک شخص اچھی طرح وضو کر کے محض نماز کی خاطر مسجد کو جاتا ہے تو ہر ہر قدم پر اس کا ایک ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو جب تک مسجد میں رہتا ہے فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور کہتے رہتے ہیں۔ اے اللہ! اس پر رحمت فرما۔ اے اللہ اس پر کرم فرما اور جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے نماز پڑھنے والا شمار ہوتا ہے۔

۲۔ حاشیہ (ط) میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی میرے رب نے مجھے پانچ خصلتوں کی نصیحت فرمائی: "دنیا میں دل نہ لگانا۔ دنیا میں نے تیرے لیے پیدا نہیں کی۔ مجھ سے محبت رکھنا کیونکہ تو نے میرے پاس آنا ہے۔ تہجد کی نماز ہمیشہ ادا کرتے رہنا میری نصرت قیام شب کے ساتھ ہے۔ جنت کی طلب میں کوشش کرنا اور مخلوق سے مایوس ہو جانا کیونکہ اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے"

۳۔ اسے دار قطنی نے اپنی سنن میں ج 128/1 پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے حاکم نے مستدرک 183/1-184 میں نقل کرنے کے بعد

Marfat.com

فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ذہبی نے بھی حاکم کی موافقت کی ہے۔

۴۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس بن عبد المطلب سے ارشاد فرمایا۔ اے عباس اے میرے چچا کیا میں تجھے عطا نہ کروں۔ تجھے مرحمت نہ فرماؤں، تجھے صلہ نہ دوں۔ تجھ سے یہ نہ کروں تجھ سے وہ نہ کرو؟ دس خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اپنائے گا تو تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اگلے پچھلے نئے پرانے، جان بوجھ کر کیے تھے یا خطا ہو گئے تھے چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں۔ چھپے ہوں یا علانیہ کیے ہوں؟ پھر تتمہ حدیث کو ذکر فرمایا۔

دیکھیے جامع الاصول از ابن اثیر ج6/252-253

۵۔ حاشیہ (ظ) میں مذکور ہے شیخ محمود آفندی اسکداری کہتے ہیں ذکر کے کئی مراتب ہے۔ مقام نفس میں ذکر زبان اور مجاہدہ سے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تفکر ہوتا ہے۔ مقام قلب میں حضور اور مراقبہ کے ذریعے اور ملوک میں تفکر ہوتا ہے نیز اس مقام پر جمال و جلال کی صفات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مقام سر میں مناجات و مکالم کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ روح میں ذکر مشاہدہ سے ہوتا ہے۔ مقام خفی میں ذکر مناعات فی المعاشقہ اور تحیر فی الانوار کا رنگ اختیار کر جاتا ہے۔ مقام ذات میں ذکر کی صورت فناء استغراق اور انغماس ہے۔ نفس کی صفات مضطرب ہوتی رہتی ہیں۔ پس قلب میں تلون پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے تغیر پذیر ہو جاتا ہے۔ جب انسان ذکر کرتا ہے نفس میں ٹھہراؤ آجاتا ہے اور وساوس سے خلاصی پا جاتا ہے۔ دل مطمئن ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: 28) (جامع الفضائل و قامع الرذائل)

Marfat.com

بائیسویں فصل

سوتے میں خواب دیکھنا

نیند میں انسان جو واقعات دیکھتا ہے ان کی کوئی نہ کوئی تعبیر ہوتی ہے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد پاک ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ (الفتح: 27)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ"

اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لم یبق من النبوة الا المبشرات[1]

"نبوت میں سے صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں"

یہ خواب انسان دیکھتا ہے یا انہیں دکھائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (یونس: 64)

"انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں"

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد سچے خواب ہیں[2] ایسے ہی حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتٍّ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ[3]

Marfat.com

"سچے خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہیں"

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فِی الْیَقْظَۃِ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَبِمَنْ تَبِعَنِیْ

"جس نے خواب میں میری زیارت کی تو اس نے یقیناً بیداری میں میری زیارت کی۔ کیونکہ شیطان میری مثالی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان لوگوں کی مثالی صورت میں جنہوں نے میری اتباع کی"

یعنی شریعت، طریقت اور معرفت کے عمل کے نور سے میری فرمانبرداری کی اور حقیقت و بصیرت کی روشنی میں میری اتباع کرتے رہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ

(یوسف :108)

"میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ کی طرف۔ واضح دلیل پر ہوں میں اور (وہ بھی) جو میری پیروی کرتے ہیں"

شیطان ان تمام انوار لطیفہ کی مثالی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

صاحب "مظہر" لکھتے ہیں: یہ چیز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جو شیطان رحمت، لطف اور ہدایت کے کسی بھی مظہر کی مثالی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ مثلاً تمام انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام، کعبۃ اللہ شریف، سورج، چاند سفید بادل، قرآن کریم اور اس قسم کے دوسرے مظاہر رحمت و لطف و ہدایت کیونکہ شیطان صفت قہر کا مظہر ہے۔ اس لیے وہ صرف ایسی صورت مثالی میں ظاہر ہو سکتا ہے جس پر گمراہ کا لفظ صادق آسکتا ہو۔ جو شخص مظہر ذات ہادی ہو شیطان بھلا اس کی شکل و صورت کیسے اپنا سکتا ہے۔ ایک چیز اپنی ضد کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتی کیونکہ اضداد کے درمیان تنافر اور بعد ہوتا ہے اور

Marfat.com

یہ اس لیے بھی ہے کہ حق اور باطل کے درمیان فرق قائم رہے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

كَذَالِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ (الرعد: 17)

"یوں اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے حق اور باطل کی"

رہی یہ بات کہ وہ صفت ربوبیت کی مثالی صورت میں ظاہر بھی ہو سکتا ہے اور دعویٰ ربوبیت بھی کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت جلال کی ہے اور دوسری جمال کی۔ شیطان چونکہ صفت قھر کا مظہر ہے اس لیے وہ صفت جلال کی مثالی صورت اپنا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ ربوبیت کی مثالی صورت اپنائے گا تو دعویٰ ربوبیت نہیں کر سکے گا بلکہ ایسی صورت میں بھی ایسا دعویٰ کرے گا کہ اس پر گمراہ کن کا اسم صادق آئے گا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور شیطان ایسے اسم کی مثالی صورت بھی نہیں اپنا سکتا جو جامع ہو اور اس میں ہدایت کا معنی بھی پایا جاتا ہو۔ اس سلسلے میں گفتگو طوالت کا باعث ہو گی۔ رب قدوس کا ارشاد علی بصیرة انا ومن اتبعنی مرشد کامل کی طرف اشارہ ہے جو (علوم نبوت کا) وارث ہو۔ یعنی میرے بعد آنے والے وہ لوگ جو من وجہ میری باطنی بصیرت کی طرح باطنی بصیرت رکھتے ہوں گے۔ بصیرت سے مراد ولایت کاملہ ہے جس کی طرف اللہ کریم کا یہ ارشاد بھی اشارہ کرتا ہے۔

وَلِيًّا مُّرْشِدًا (الکھف: 17)

"......مددگار (اور) رہنما"

خواب کی دو قسمیں ہیں۔ آفاقی اور انفسی۔ پھر ان میں ہر ایک کی دو، دو قسمیں ہیں۔

انفسی:۔

یا تو اخلاق حمیدہ (کی مثالی صورت نظر آئے) گی یا اخلاق ذمیمہ کی۔ اخلاق حمیدہ مثلاً جنت اور اس کی نعمتیں حور و قصور، غلماء اور سفید نورانی صحراء، سورج،

Marfat.com

چاند، ستارے اور اس قسم کی دل سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالی صورتیں رہی نفس مطمئنہ سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالیں صورتیں مثلاً حیوانات اور پرندوں سے تیار شدہ غذا تو اس کے تعلق بھی انفسی خواب سے ہے کیونکہ نفس مطمئنہ کو جنت میں اسی قسم کی خوراک دی جائے گی۔ جیسے بکری اور پرندوں کا بھونا ہوا گوشت وغیرہ گائے بھی جنتی جانور ہے۔ اسے جنت سے دنیا میں اس لیے بھیجا گیا کہ آدم علیہ السلام اس سے زراعت سے متعلقہ کام سرانجام دے سکیں۔ اونٹ بھی جنتی ہے اور کعبہ ظاہر وباطن کی طرف سفر کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

گھوڑا جنتی جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جہاد اصغر واکبر کا آلہ بنایا ہے۔ یہ تمام چیزیں آخرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے۔

"ان الغنم خلق من عسل الجنة والبقر من زعفرانها والابل من نورها والخيل من ريحها"[5]

"بیشک بکری جنت کے شہد سے پیدا کی گئی ہے۔ گائے جنت کے زعفران سے اونٹ جنتی نور سے اور گھوڑا جنتی ہوا سے"

رہی بات خچر کی۔ تو خچر نفس مطمئنہ کی ادنی صورت مثالی ہے۔ جو اسے خواب میں دیکھے تو سمجھ جائے کہ خواب دیکھنے والا عبادت میں کوتاہی کرتا ہے اور قیام وقعود میں بوجھ محسوس کرتا ہے۔ ایسے شخص کی عبادت بے کار ہے۔ توبہ کرے تو اس کی کوشش ثمربار ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَى (الکھف:88)

گدھا آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی مصلحت کے لیے ہے۔ یہ جنت کے پتھروں سے پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کو اس سے خدمت لیکر دنیا میں آخرت کے لیے توشہ تیار کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص خواب میں روح سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو دیکھے مثلاً بے ریش نوجوان تو سمجھ لے کہ اس پر انوار خداوندی کی تجلی پڑ رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اہل جنت تمام کے تمام انہی صورت میں ہوں گے۔ جیسا کہ رسول

Marfat.com

اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اَھْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ[6]۔

"اھل جنت موچھ داڑھی کے بغیر ہوں گے اوران کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی"

حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

رَاَیْتُ رَبِّیْ بِصُوْرَتِ شَابٍ اَمْرَدٍ[7]

"میں نے اپنے رب کو ایسے نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کی مسیں نہ بھیگی ہوں"

بعض تعبیر دھندہ فرماتے ہیں کہ ایسے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے آئینہ روح پر صفت ربوبیت کی تجلی فرمائی ہے۔ اسے طفل معانی کا نام بھی دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جسم کی تربیت کرنے والا ہے۔ اور رب اور بندے کے درمیان وسیلہ ہے حضرت مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اگر میرا مربی نہ ہوتا تو میں اپنے رب کو نہ پہچانتا"۔ اس مربی سے مراد باطن کا مربی ہے۔ اور باطنی مربی کی تربیت ظاہری مربی کی تلقین کے ذریعے ہوتی ہے۔ انبیاء اولیاء کے جسم بھی تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور دل بھی جو لوگ ان کی تربیت کرتے ہیں انہیں ایک دوسری روح نصیب ہوتی ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ
(غافر:15)

"نازل فرماتا ہے وحی اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے"

مرشد کی تلاش اسی لیے ضروری ہے کہ اس کی تربیت میں رہ کر انسان ایسی روح حاصل کرلے جو دل کو زندہ کردے اور مرید اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

Marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تاویل کی بناء پر خواب میں اللہ تعالیٰ کا ایک خوبصورت اخروی صورت میں دیدار جائز[۸] ہے۔ کیونکہ خواب میں نظر آنے والی صورت ایک مثالی صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے کی استعداد اور مناسبت سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صورت حقیقت ذاتیہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے یا وہ بذاتہ دنیا میں دکھائی دے گا جس طرح نبی کریم ﷺ کا دیدار ہے۔ اس قیاس کو بنیاد بنا کر یہ نظریہ رکھنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کی استعداد اور مناسبت کے مطابق مختلف صورتوں میں نظر آسکتا ہے۔ حقیقت محمدیہ کو بھی صرف وہی دیکھ سکتا ہے جو عمل، علم، حال اور بصیرت میں ظاہراً باطناً آپ کا وارث کامل ہو نہ کہ صرف حال میں۔ اس قیاس کی بناء پر ہر ایک صفت اسی طرح کی تجلی ڈالتی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لیے انگور کے درخت میں آگ کی صورت میں صفت خداوندی ظاہر ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْآ اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْ اٰتِیْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ...... (طه:10)

"تو اپنے گھر والوں کو کہا تم (ذرا یہاں) ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں لے آؤں تمہارے لیے اس سے کوئی چنگاری......"

اسی طرح صفت کلام سے تجلی فرمائی۔ ارشاد فرمایا

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (طه :17)

"اور (ندا آئی) یہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ؟"

یہ آگ دراصل نور تھا۔ لیکن اسے موسیٰ علیہ السلام کے گمان اور طلب کے مطابق آگ کہا گیا ہے۔ درخت کو انسان سے ذرا سی بھی نسبت نہیں۔ تو کیا عجب کہ صفات خداوندی میں سے کوئی صفت حقیقت انسانی میں متجلی ہو جبکہ انسان نے صفات حیوانیہ سے دل کو پاک کر کے صفات انسانیہ سے متصف کر لیا

Marfat.com

ہو۔ جیسا کہ بعض اولیاء پر صفاتی تجلی کا ظہور ہوا مثلاً بایزید بسطامی نے فرمایا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ[9]۔ جنید نے فرمایا: لَیْسَ فِی جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ[10]۔ اور ایسی کئی دوسری مثالیں۔

اس مقام میں عجیب عجیب لطائف ہیں۔ جنہیں صوفیاء نے بیان کیا ہے۔ ان لطائف کی شرح بہت طویل ہے۔

پھر تربیت میں مناسبت ضروری ہے مبتدی کی پہلے پہل اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہوتی اسی لیے اس کے لیے ولی کی تربیت میں رہنا ضروری ہے کیونکہ مبتدی اور ولی کے درمیان ایک مناسبت ہوتی ہے کیونکہ دونوں بشر ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ جب بقید حیات ظاہری تھے تو کسی غیر کی تربیت کی ضرورت نہیں تھی مگر جب عالم آخرت کی طرف منتقل ہو گئے تو یہ صفت تعلق منقطع ہو گئی اور آپ تجرد محض کے مقام پر پہنچ گئے۔ اسی طرح جب اولیاء دار آخرت کو رحلت فرما جائیں تو ان کی رہنمائی کسی کو مقصود تک نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تو عقل مند ہے تو اسے سمجھنے کی کوشش کر۔ اور اگر اہل فہم سے نہیں تو پھر ایسی نورانی ریاضت کے ذریعے تربیت حاصل کر جو نفسانیت اور ظلمانیت پر غالب آجائے کیونکہ فراست نورانیت سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ ظلمانیت سے اور اس لیے کہ نور صرف اس جگہ سے آتا ہے جو قریب ہو اور روشن بھی ہو۔ پس مبتدی کی (صاحب مزار ولی) کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے۔

ایک ولی جب تک اس دنیا میں ہے مبتدی کو اس سے ایک گونہ مناسبت ہے کیونکہ اس کی دو جہتیں ہیں ''تعلقیہ جسمانیہ'' اور ''تجردیہ روحانیہ'' کیونکہ وہ وراثت کاملہ رکھتا ہے۔ پس اس روحانیت کی وجہ سے ولی کو نبی کریم ﷺ کی مدد مسلسل پہنچتی رہتی ہے اور وہ اس سے دوسرے لوگوں کو روشناس کراتا رہتا ہے۔ اسے سمجھیئے اس سے آگے عمیق راز ہے جسے صرف اہل معرفت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون: 8)

"حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لیے اس کے
رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے"

باطن میں تربیت ارواح (کی صورت یہ ہے کہ) روح جسمانی سب سے پہلے جسم میں تربیت پاتی ہے۔ پھر روح روانی قلب میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد روح سلطانی جان میں تربیت پاتی ہے۔ پھر روح قدسی ہے جو سر میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ یہ سر اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطہ ہے۔ یہی حق اور مخلوق کے درمیان ترجمان ہے کیونکہ یہ اللہ کی محرم اور اس سے خاص تعلق رکھتی ہے۔

رہا خواب جو کہ اخلاق ذمیمہ سے تعلق رکھتا ہے یہ صفت امارہ کی مثالی صورت ہو یا لوامہ کی یا مطمعہ کی تو یہ درندوں کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ مثلاً چیتا، شیر، ریچھ، بھیڑیا کتا اور خنزیر۔ یا یہ مثالی صورت دوسرے جانوروں کی صورت میں نظر آئے گی مثلاً لومڑی، تیندوا، بلی، سانپ، بچھو، بھڑ وغیرہ۔ یہ چیزیں خواب میں نظر آئیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ صفت ذمیمہ کی مثالی صورت ہے اس سے احتراز ضروری ہے۔ لازم ہے کہ انسان روح کی راہ سے اسے ہٹائے۔

چیتا خود پسندی اور اللہ تعالیٰ پر تکبر کرنے کی صفت کی مثالی صورت ہو گا۔ شیر تکبر اور مخلوق خدا سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ریچھ کا تعلق صفت غضب اور ماتحتوں پر غلبہ جیسے اخلاق ذمیمہ سے ہے۔ بھیڑیا اکل حرام، حب دنیا اور اس کے لیے قہر و غضب کو ظاہر کرتا ہے۔

خنزیر :۔ کینہ، حسد اور شہوانی خواہشات کی مثالی صورت ہو گی۔

خرگوش :۔ خیانت، دنیاوی مکر و فریب کا پتہ دیتا ہے۔ لومڑی بھی کبھی انہیں صفات کو ظاہر کرتی ہے لیکن خرگوش زیادہ غفلت کی علامت ہے۔

تیندوا :۔ جاہلی عزت اور حب ریاست کی مثالی صورت ہوتا ہے۔

بلی :۔ بخل اور نفاق کو ظاہر کرتی ہے۔

سانپ :۔ گالی، غیبت اور کذب جیسی صفات ایذاء کی علامت ہے۔ ان

Marfat.com

دونوں میں کبھی حقیقی معنی بھی ہوتے ہیں جنہیں صرف اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔

بچھو :۔ عیب جوئی، غیبت اور چغلی کی علامت ہے۔

بھڑ :۔ چھپ کر مخلوق کو اپنی زبان سے تکلیف دینے کو ظاہر کرتی ہے۔

سانپ کبھی عداوت ظاہری کو ظاہر کرتا ہے۔ جب سالک خواب میں دیکھے کہ وہ موذی چیز سے لڑ رہا ہے لیکن دیکھ لینے کے باوجود غلبہ نہیں پا رہا تو اسے عبادت اور ذکر میں مزید کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ اس پر غالب آجائے اور اسے قتل کر دے۔ یا پھر اسے بشری صورت میں تبدیل کر دے۔ اگر سالک یہ دیکھے کہ وہ کسی موذی چیز پر غالب آگیا ہے یا اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ تائبین کے حق میں ارشاد فرماتا ہے۔

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ (محمد :2)

"اللہ تعالیٰ نے دور کر دیں ان سے ان کی برائیاں اور سنوار دیا ان کے حالات کو"

اور اگر سالک یہ دیکھے کہ موذی چیز انسانی شکل میں تبدیل ہو گئی ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ توابین کے بارے فرماتا ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان :70)

"مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے"

پس اس مرتبہ تو وہ ان برائیوں سے چھٹکارا پا گیا مگر اس کے بعد ان سے غافل نہ رہے کیونکہ جب نفس نافرمانی اور نسیان جیسی خباثتوں سے تقویت حاصل کر لے گا تو وہ نفس مطمئنہ پر غلبہ پا لے گا اور اس کے قابو میں نہیں رہے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انسان جب تک دنیا میں ہے ایک ایک لمحہ

Marfat.com

مناہی سے اجتناب کرے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفس امارہ کفر کی صورت میں نظر آجاتا ہے۔ نفس لوامہ یہودی کی صورت مثالی میں اور نفس ملہمہ نصرانی کی صورت مثالی میں۔ اسی طرح کبھی یہ بدعتی کی صورت میں نظر آتا ہے۔

حواشی

۱۔ یہ بخاری کی روایت کردہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے (صحیح بخاری۔ کتاب التعبیر باب المبشرات نمبر 6589) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ تتمہ حدیث یہ ہے ''صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا۔ مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سچے خواب'' دیکھیے جامع الاصول۔ ابن اثیر ج 526/2

۲۔ (مؤطا امام مالک۔ کتاب الرؤیا۔ باب ماجاء فی الرؤیا۔ 958/2 عروہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے لهم البشرى فى الحياة الدنيا کے بارے روایت ہے کہ اس سے مراد سچے خواب ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔ جامع الاصول۔ ابن اثیر 526/2

۳۔ صحیح مسلم کتاب الرؤیا نمبر 2263 ابن مسہر سے روایت ہے۔ دوسری حدیث نمبر 2265 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے سچا خواب نبوت کے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے۔ امام نووی (شرح صحیح مسلم ج 21/15) فرماتے ہیں کہ بقول خطابی یہ حدیث خواب کے معاملے اور اس کی منزلت کی تحقیق کے بارے تاکید ہے۔ سچا خواب انبیاء کے لیے نبوت کا جز تو ہو سکتا ہے غیر کے لیے نہیں انبیاء علیہم السلام کو جس طرح بیداری میں وحی ہوتی خواب میں بھی وحی کی جاتی تھی۔ بعض علماء کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سچا خواب نبوت کی موافقت میں آتا ہے کیونکہ نبوت کا یہ بقیہ جز ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ امام بخاری اپنی صحیح میں کتاب التعبیر، باب، من رای النبی ﷺ فی المنام میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ ضرور مجھے بیداری میں دیکھے گا۔ شیطان میری صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا'' دیکھیے جامع الاصول از ابن

Marfat.com

اثیر ج 528/2 امام نودی شرح صحیح مسلم ج 15. 26 میں فرماتے ہیں کہ اس بارے کئی اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کے ہم عصر لوگ ہیں۔ مقصد یہ ہو گا کہ جس نے خواب میں میری زیارت کی اور ابھی تک اس نے ہجرت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہجرت کی توفیق بخشے گا اور وہ بیداری میں آکر میری زیارت کا شرف حاصل کرے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جو شخص زیارت رسول سے خواب میں مشرف ہو گا بیداری میں آخرت کے دن اس خوب کی تصدیق سامنے آجائے گی کیونکہ آخرت میں تو آپ کی ساری امت آپ کا دیدار کرے گی اگرچہ اس دنیا میں محروم ہی رہے ہوں گے تیسرا قول یہ ہے کہ آخرت میں اسے خاص دیدار نصیب ہو گا۔ اسے حضور ﷺ کا قرب نصیب ہو گا اور آپ ﷺ ایسے شخص کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی طرح کے کئی دوسرے اقوال بھی ہیں۔ واللہ اعلم

۵۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

۶۔ الجامع الصحیح للترمذی کتاب صفۃ الجنۃ۔ باب ماجاء فی صفۃ شباب اھل الجنۃ نمبر حدیث 2535 جامع الاصول از ابن اثیر۔ ج 528/10

۷۔ اس کی تخریج پہلی ہو چکی ہے۔

۸۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ (الرسالہ ص 307) فرماتے ہیں ابی یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں اپنے رب کا دیدار کیا۔ میں نے عرض کیا: مولا تجھ تک پہنچنے کا راستہ کونسا ہے؟ فرمایا: اپنے نفس کو چھوڑ دے اور میری طرف چل دے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت احمد بن خضر رویہ نے خواب میں رب قدوس کا دیدار کیا۔ رب قدوس نے فرمایا: اے احمد مجھ سے سوائے بایزید کے سبھی کچھ نہ کچھ مانگتے ہیں۔ وہ صرف میرا طالب ہے۔ یحیٰ بن سعید القطان کا ارشاد ہے میں نے خواب میں اپنے رب کا دیدار کیا اور پوچھا: میرے رب! میں نے کتنی بار التجا کی مگر قبول نہیں ہوئی فرمایا: یحیٰ میں تیری آواز سننا چاہتا ہوں۔

۹۔۱۰۔ ابن تیمیہ (مجموع الفتاویٰ ج 337/10) لکھتے ہیں "......وجہ یہ ہے کہ ایسا شخص پوری کائنات کو وہی سمجھ بیٹھتا ہے جو جلوہ اس کے دل میں ہے اسی لیے وہ ایسی باتیں کہہ جاتا ہے۔ کیونکہ جب تجلی حق پڑتی ہے تو وہ اپنی گفتگو سننے سے قاصر ہوتا ہے......ایسی حالت فناء میں کبھی تو وہ کہتا ہے انا الحق۔ کبھی کہتا ہے سبحانی اور کبھی کہتا ہے ما فی الجبۃ الا اللہ۔

Marfat.com

جب وہ اپنے شہود سے فنا ہو جاتا ہے اور اپنے موجود کی وجہ سے خود اپنے وجود سے غافل ٹھہر تا ہے۔ اس کے دل میں مذکور و معروف ہو تا ہے اور اپنے ذکر اور عرفان کی اسے قطعاً خبر نہیں رہتی۔ جیسا کہ ایک واقع بیان کیا جاتا ہے کسی عاشق کا محبوب دریا میں غوطہ زن ہوا تو اس نے بھی چھلانگ لگا دی۔ محبوب نے پوچھا تو میرے پیچھے پانی میں کیوں کود پڑا تو وہ کہنے لگا میں تیری وجہ سے اپنے آپ سے غیب ہو چکا ہوں۔ میں نے گمان کیا کہ شاید تیرا وجود میرا وجود ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم یافی ان اقوال کے بارے کہتے ہیں کہ یہ اقوال بعض صوفیاء کی طرف منسوب ہیں اگر یہ نسبت صحیح ہے تو بھی یہ شطحیات کی قبیل سے ہیں امام غزالی الاحیاء میں شطحیات صوفیہ کے بارے لکھتے ہیں ایسے اقوال حالت سکر میں صادر ہوتے ہیں نہ کہ حالت صحو میں۔ بہر حال تاویلات کا میدان بہت وسیع ہے اس مقام کا بیان جس پر صوفی کی نظر ہوتی ہے وہ حالت صحو میں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں کتاب الرقاق باب التواضع حدیث نمبر 6137 میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث لکھتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد (حدیث قدسی) ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میری طرف سے اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ فرضوں سے بڑھ کر کسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ایک بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے حتی کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔ اور جب میرا محبوب بنتا ہے تو میں اس کی قوت سماع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو دیتا ہوں۔ پناہ طلب کرے تو ضرور پناہ میں لے لیتا ہوں۔ مجھے کسی چیز کے کرنے سے تردد نہیں ہوتا جتنا مؤمن کے نفس سے تردد ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی اس ناپسندیدگی کو ناپسند کرتا ہوں" اس حدیث سے ہم پر ولی اللہ کا مقام واضح ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کی مشیت میں تجلی کرتی ہے اور بندے کے عمل اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے صادر ہوتے ہیں جب ہم ہر قسم کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مظہر مانتے ہیں تو پھر انسان کو کیوں نہ مانیں جب کہ وہ خلیفۃ اللہ ہے۔ اس کا ہر قدم مشیت خداوندی سے اٹھتا ہے۔ وہ تقویٰ فناء اور عبادت وریاضت میں ایک بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ پس جب صوفی الٰہی روشنی اپنے پاکیزہ نفس میں پاتا

Marfat.com

ہے تو وہ جھوم اٹھتا ہے اور سر دھننے لگتا ہے۔ اللہ کے ساتھ اس کی محبت، وار فتگی اور ناز اس کے بلند مقام کا پتہ دیتی ہے۔

قلمی ولو حی فی الوجود یمده

قلم الاله ولوحه المحفوظ

ویدی علی الله فی ملکوته

ماشئت اجری والرسوم حظوظ

میرے وجود کی لوح و قلم کو اللہ تعالیٰ کا قلم اور لوح محفوظ چلا رہا ہے۔

میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی پوری بادشاہی پر ہے۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

اس اعتبار سے انسان کائنات میں تبدیلی کا آلہ ہوں۔ وہ محو و اثبات کی لوح ہے۔ اس کا ہر عمل جسے وہ ادا کرتا ہے مشکور ہو یا محمود اللہ کی طرف لوٹتا ہے۔ شکر ہو یا حمد، تسبیح ہو یا تنزیہ تمام امور کی غایت حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ غزالی علیہ الرحمۃ مشکات الانوار ص 40 پر لکھتے ہیں سکر میں عشاق کی زبان سے صادر ہونے والے کلام کو چھپایا جاتا ہے بیان نہیں کیا جاتا۔ جب یہ لوگ حالت سکر سے حالت صحو میں آتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ یہ اتحاد حقیقی نہیں بلکہ یہ حالت اتحاد کے مشابہ تھی۔ جیسا کسی عاشق نے کہا ہے۔

انامن اهوی ومن اهوی انا

نحن روحان حللنا بدنا

میں اپنا محبوب ہوں اور میرا محبوب میں ہے ہم دو روح یک قالب ہیں۔

اس مختصر سی شرح کو ہم ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں کہ ایسے الفاظ کا اعادہ صحیح نہیں۔ یہ الفاظ اور عبادات عظمت انسانی کا پتہ دینے میں کار آمد ہیں۔ وہ انسان جو خالق عزوجل کی عظمت سے عظمت حاصل کرتا ہے۔

Marfat.com

تیئیسویں فصل

اھل تصوف

اھل تصوف کے بارہ فرقے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ اہل السنّت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ صرف اسی گروہ کے افعال اور اقوال شریعت اور طریقت کے موافق ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ بلا حساب وکتاب جنت میں جائیں گے اور کچھ ایسے ہیں کہ جنہیں عذاب کے بعد جنت میں جانے کی اجازت ہو گی۔ اس گروہ کے علاوہ باقی گیارہ فرقے اہل بدعت کے ہیں۔ ان فرقوں کے نام یہ ہیں۔

حلویہ :۔

ان کا نظریہ ہے کہ خوبصورت عورت یا بے ریش بچے کو دیکھنا حلال ہے۔ ایسے خوبصورت چہرے میں حق کی صفت پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، تقبیل و معانقہ کی تمنا رکھتے ہیں۔ اور یہ سب چیزیں کفر ہیں۔

حالیہ :۔

ان کے عقیدے میں رقص و سرود جائز ہے۔ کہتے ہیں کہ شیخ پر ایک ایسی حالت بھی طاری ہوتی ہے جس کی تعبیر شریعت نہیں دے سکتی۔ یہ نظریہ بدعت ہے اس میں حضور علیہ کی سنت کی موافقت نہیں ہے۔

Marfat.com

اولیاءیہ :۔

یہ گروہ اس نظریے کا قائل ہے کہ اولیاء اللہ کیلئے شریعت کی پابندی ضروری نہیں کیونکہ وہ جب ولایت کے مرتبے کو پہنچ گئے تو شریعت کے مکلف نہیں رہے۔ ان کے نزدیک ولی، نبی سے افضل ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو جبریل امین کی وساطت سے علم ملا لیکن ولی کا علم جبریل کے واسطے سے نہیں۔ یہ تاویل محض غلطی ہے۔ یہ گروہ اسی نظریے کی وجہ سے ھلاک ہوا ایسا عقیدہ کفر ہے۔

ثمراخیہ :۔

یہ گروہ کہتا ہے کہ صحبت قدیم ہے اسی لیے امر و نہی کی پابندی ضروری نہیں ہے ثمراخیہ گانے بجانے اور دوسری مناہی کو شرعا حلال گردانتے ہیں۔ پہلے گھر سے عورت کی بچی خاوند کے لیے حلال بتاتے ہیں۔ یہ لوگ کافر ہیں اور ان کا قتل مباح ہے۔

حلبیہ :۔

ان کے نظریے کے مطابق جب انسان اللہ کے ہاں درجہ محبت تک پہنچ جاتا ہے تو اس سے شریعت کی ساری پابندیاں اٹھ جاتی ہیں۔ یہ لوگ ایک دوسرے سے جسم کے مخصوص حصے (شرمگاہ) نہیں چھپاتے۔

حوریہ :۔

ان کے نظریات فرقہ حالیہ سے ملتے جلتے ہیں۔ جب یہ لوگ وجدو حال سے افاقہ حاصل کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے حور سے مباشرت کی ہے۔ افاقہ کے بعد غسل کرتے ہیں۔ یہ گروہ پرلے درجے کا جھوٹا ہے اور اسی جھوٹ کی وجہ سے ذلیل وخوار ہیں۔

اباحیہ :۔

یہ امر بالمعروف کے قائل نہیں۔ حرام کو حلال سمجھتے ہیں اور عورتوں

Marfat.com

سے (بلا قید) اکٹھے ہونا حلال بتاتے ہیں۔

متکاسلہ :۔

یہ لوگ کسب کے قائل نہیں۔ گھر گھر جا کر مانگتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم نے دنیا ترک کر دی ہے۔ اسی نظریے کی وجہ سے ذلیل و خوار ہیں۔

متجاھلہ :۔

یہ لوگ فاسقوں جیسا لباس پہنتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بباطن اللہ والے ہیں۔ یہ بھی اسی عقیدہ کی وجہ سے ہلاک ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ......
(ھود :113)

"اور مت جھکو ان کی طرف جنھوں نے ظلم کیا ورنہ چھوے گی تمہیں بھی آگ"

وقفیہ :۔

ان کے خیالات میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں نے طلب معرفت کی راہ کو ترک کر دیا ہے اور یہ ان کے ھلاک ہونے کی وجہ ہے۔

ھامیہ :۔

یہ علم کے قائل نہیں۔ تدریس سے روکتے ہیں اور حکماء کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن حجاب ہے۔ اشعار طریقت کا قرآن ہیں۔ اسی لیے وہ قرآن کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ اپنے بچوں کو بھی اشعار کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کے عقیدے میں کوئی ورد و ظیفہ جائز نہیں۔ اسی اعتقاد نے انہیں ھلاکت میں

Marfat.com

ڈال دیا ہے۔ ان باطل نظریات کے باوجود اپنے آپ کو اھل السنّت بتاتے ہیں۔
یہ تمام فرقے اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ اھل السنّت والجماعۃ کا تو یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی صحبت سے عشق کا جذبہ حاصل کیا۔ پھر یہ جذبہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعد مختلف مشائخ تک پہنچا۔ ان سے کئی سلسلے رونپذیر ہوئے حتیٰ کہ وہ جذبہ ماند پڑ گیا کئی اصل راہ سے ہٹ گئے اور صرف رسوم بلا معنیٰ کی تقلید کرنے لگے پھر انہیں ظاہری رسوم کے حامل مشائخ کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ سنت کو چھوڑ کر بدعت کی راہ اپنالی۔ کوئی قلندری بنے تو کوئی حیدری۔ کوئی ادھمی کہلائے تو کوئی کسی اور نام سے منسوب ہوئے۔ ان کے بارے تفصیلی گفتگو بہت طوالت کا باعث ہو گی۔
موجودہ دور میں اہل فقر وارشاد بہت ہی قلیل ہیں۔ اہل حق کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک نشانی ظاہری ہے اور دوسری باطنی۔

ظاہری نشانی :۔

ظاہری علامت تو یہ ہے کہ وہ شریعت کے اوامر ونواہی کی پابندی کرتے ہیں۔

باطنی علامت :۔

جبکہ باطنی علامت یہ ہے کہ ان کا سلوک مشاہدہ بصیرت پر ہے اور ان کو دیکھ کر اسوۂ حسنہ کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی روحانیت کے درمیان واسطہ ہیں۔ اور اپنی جگہ جسمانیت کے لیے بھی واسطہ ہیں۔ شیطان ان لوگوں کی مثالی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ دکھانے والے ہوتے ہیں اور اپنے مریدوں کے لیے راہ حقیقت کا نشان منزلت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اندھی تقلید کے قائل نہیں ہوتے۔ ان کی اور بھی بہت سی علامات ہیں جنہیں صرف چند لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

Marfat.com

چوبیسویں فصل

حالت نزع

سالک کو فطانت اور بصیرت سے کام لینا چاہیے۔ وہ دیکھے کہ اس کے اعمال کا انجام کیا ہو گا۔ اور اس کے بدلے اس کے ہاتھ کیا آئے گا۔ اپنے احوال کے ظاہر پر نہ اترائے۔ اھل تصوف کا اتفاق ہے کہ سالک احوال کی تدبیر سے غافل ہوتا ہے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

فلا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون
(الاعراف:99)

"پس نہیں بے خوف ہوتے اللہ کی خفیہ تدبیر سے۔ سوائے اس قوم کے جو نقصان اٹھانے والی ہوتی ہے"

اسی طرح حدیث قدسی میں ارشاد خداوندی ہے۔

یَامُحَمَّدُ بَشِّرِ الْمُذْنِبِیْنَ بِاَنِّیْ غَفُوْرٌ وَاَنْذِرِ الصَّادِقِیْنَ بِاَنِّیْ غَیُوْرٌ[1]

"اے محمد! ﷺ گناہ گاروں کو یہ مژدہ سنادو کہ میں بہت بخشنے والا ہو اور سچوں کو خبر دار کیجئے کہ میں بہت غیر تمند ہوں۔

اولیاء کی کرامات اور احوال مکر اور استدراج سے غیر محفوظ نہیں ہیں۔ ہاں انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں یہ اندیشہ نہیں۔ وہ ہمیشہ کے لیے استدراج سے محفوظ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سوء خاتمہ کا خوف سوء خاتمہ سے

Marfat.com

نجات کا سبب ہے کیونکہ اس طرح انسان بشریت کے دھوکے سے بچ جاتا ہے۔ بشریت انسان کا راستہ کاٹتی ہے اور انسان کو شعور تک بھی نہیں ہوتا۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ صحت میں خوف کی کیفیت غالب ہو اور مرض میں رجاء کی کیفیت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

لَوْوُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاءُهٗ لَاِسْتَوَیَا[۲]

”مؤمن کے خوف اور امید کا اگر موازنہ کیا جائے تو دونوں برابر ہوں گے“

”ہاں حالت نزع میں مؤمن کو چاہیے کہ اللہ کے فضل وکرم پر زیادہ امید رکھے“ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَایَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَهُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ[۳]

”تم میں سے جب کسی کو موت آئے تو ضروری ہے کہ اللہ کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو“

یعنی وہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب سے پہل کرنے والی ہے اور اس کی رحمت اور استعانت کی وسعت کی کوئی حد نہیں ہے۔ وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اس کے قہر سے اس کے لطف کی طرف بھاگے۔ اس سے اسی کی طرف دوڑے۔ عاجزی وانکساری کا اظہار کرے۔ گناہوں پر شرمندہ ہو سراپابندگی کا اظہار کر رہا ہو اس کے دروازے پر اپنے گناہوں کا اعتراف کرے۔ اور یقین رکھے کہ اس کی الطاف بے پایاں اور رحمت تمام اس کے گناہوں کو ڈھانپ لے گی۔ وہ بہت کرم فرمانے والا رحم کرنے والا ہے۔ اس کے دروازے سے کوئی خالی ہاتھ واپس نہیں آتا۔ وہ داتا ہے۔ سب پر کرم کرنے والا ہے۔

اے اللہ۔ اے گم کردہ راہوں کا ہادی۔ اے گناہ گاروں پر رحم فرمانے والا۔ تیرے علم کی کوئی انتہاء نہیں۔ زبان اسے بیان کرنے سے عاجز ہے۔ تیرا کرم سوال کا محتاج نہیں۔ اے میرے اللہ سید الرسل پر رحمتیں نازل فرما۔ ان کی ال پر اور ان کے تمام صحابہ کرام پر نظر کرم فرما۔ اے رب العالمین!

Marfat.com

حواشی

۱۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

۲۔ اسے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدرر" ص349 پر حضرت عبداللہ بن عمر سے۔ حضرت احمد بن حنبل نے "زوائد الزھد" میں حضرت ثابت البنانی سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ حدیث کے صورت مرفوع نہیں ہے۔ حضرت امام احمد نے "الزھد" ص293 پر بھی اسے مطرف سے نقل کیا ہے۔ اور اس کے معنی کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام قشیری رسالہ میں ص106 پر نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو علی الدوذباری کا ارشاد ہے خوف اور رجاء پرندے کے دو پروں کی مانند ہیں۔ جب دونوں برابر ہوں تو پرندا سیدھا اڑے گا اور اس کی اڑان مکمل ہو گی۔ ایک بھی ٹوٹ گیا تو نقص واقع ہوا۔ دنوں ٹوٹ جائیں تو پرندہ قریب المرگ ہو جاتا ہے۔ بیہقی کی مطرف سے روایت کردہ حدیث اس کی شاھد ہے۔ فرماتے ہیں "اگر مؤمن کے خوف ورجاء کا موازنہ کیا جائے تو ایک بال برابر بھی فرق ظاہر نہ ہو" دیکھئے شرح عین العلم وزین الحلم ج2/247-273

۳۔ صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا۔ باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت نمبر حدیث 2877 سنن ابو داؤد۔ کتاب الجنائز۔ باب مایستحب من حسن الظن باللہ عند الموت حدیث نمبر 3113۔ مسند امام احمد ج3/293 عن جابر بن عبداللہ۔ جامع الاصول از ابن اثیر ج11/693۔ امام نووی شرح صحیح مسلم ج17/209 پر لکھتے ہیں کہ علماء اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہیں کہ یہ ناامیدی سے ڈراتا ہے۔ اور خاتمہ کے وقت رجاء کی ترغیب دینا ہے۔

زاویہ

عربی مخطوطہ کی عکسی اشاعت

اوّلین اُردو ترجمہ

المختصر في علوم الدين

تاليف

الشّيخ مُحيّى الدّين ابى مُحمّد عبد القادر الجيلانّى
الحسنى الحسينى قدس سرة

(٤٧٠ . ٥٦١ هجرى)

المختصر
في
علوم الدين

تاليف

الشّيخ مُحيّی الدّین ابی مُحمّدعبدالقّادرالجیلاّنی
الحسنی الحسینی قدس سرة العزیز

(٤٧٠ . ٥٦١ هجری)

Al Mukhtsar Fi Uloom-u-Din
Author : Hazrat Sheikh Abdul Qadir Jilani R.A
Publish By : Meeran Mohi-ud-Din Foundation

میراں محیّ الدین
فاؤنڈیشن

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں

نام کتاب ——— المختصر فی علوم الدین
مصنف ——— حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
بسعی واہتمام ونظرثانی ——— میاں علی رضا قادری
مترجم ——— حافظ شہزاد احمد
کمپوزنگ وسرِورق ——— ڈاکٹر اشتیاق علی خان
اشاعت ——— جنوری ۲۰۲۱ء
صفحات ——— ۱۰۴
پبلشر ——— میراں محیّ الدین فاؤنڈیشن

کتاب کی دستیابی کے لیے رابطہ : محمود احمد 0300 86 44 592
info@abdulqadirjelani.org www.abdulqadirjelani.org

نوٹ ! ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں براہ مہربانی مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔ شکریہ

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

■ مقدمہ ۹

■ عربی مخطوطہ ۱۱

■ علم الطریقہ ۵۲

■ پہلا باب ۵۳

دنیا کو ترک کرنا اور آخرت کو اختیار کرنا

■ دوسرا باب ۵۶

قلب کی اصلاح

■ تیسرا باب ۵۹

اخلاص نیت

■ چوتھا باب ۶۲

گوشہ نشینی کے فوائد

■ پانچواں باب ۶۶

خاموش رہنے کے فضائل

فہرست

■ چھٹا باب ۶۸

بھوکے رہنے کے فضائل

■ ساتواں باب ۷۰

بیداری اور خوابوں کے علم کے فضائل

■ تخریجِ احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۸۴

ارشادِ گرامی

حضرت غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اگر تو اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو لازم پکڑ سکون اور خاموشی اور گونگے بن جانے کو۔ اللہ والے اس کے حضور مؤدب رہتے ہیں۔ اپنے قلوب کے لیے اس کی صریح اجازت کے بغیر نہ کوئی حرکت کرتے ہیں اور نہ قدم اٹھاتے ہیں۔ مباح چیزیں بھی نہ کھاتے، پہنتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے قلوب کو الہام کے ذریعے صریح اجازت حاصل ہو۔ وہ قائم ہیں مقلب القلوب والابصار کے حضور۔

از الفتح الربانی

انتساب

جگر گوشہء غوث الوریٰ

سر حلقہ رجال الغیب

رئیس الابدال

سلطان الفقر

حضرت سیّد عبدالرزاق جیلانی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

کے حضور بصد عجز و نیاز

میراں مُحیّ الدین فاؤنڈیشن

ارشادِ گرامی

حضرت غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اگر تم مرتبہ میں ترقی چاہتے ہو تو حرام اور مشتبہ کو ترک کرو۔ جب یہ پورا ہو جائے تو حلال مشترک کو بھی ترک کرنا ضروری سمجھو۔ اس کے بعد مباح کو ترک کرو اور حلال خالص اختیار کرو۔ خالص حلال وہ ہے کہ جس پر حکم و علم دونوں کا اجماع اور ظاہر و باطن دونوں کا اتفاق ہو۔ حلال خالص وہ ہے جو کسی کے دست ملکیت میں داخل نہ ہو کہ وہ خود تیرے پاس آئے اور تو اس کے انتظار و اہتمام سے غائب ہو۔

از الفتح الربانی

مقدمہ

حضرت سیّد الشیخ عبدالقادر جیلانی سیرۃ القدس کی حیات، تعلیمات اور تصانیف پر ہر زمانے میں قابل قدر کام ہوتا آیا ہے۔ راقم السطور کی بھی دیرینہ آرزو رہی ہے کہ اس موضوع پر کچھ کوشش کی جائے، بالخصوص اس بات پر کے آپؒ کی جو تصانیف ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکیں اُن کو اچھے انداز سے تحقیق شدہ متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔ سن ۲۰۱۸ء میں ''فتوح الغیب'' متن بمعہ اردو ترجمہ چھاپنے کے بعد سیّدی غوث پاکؒ کی مشہور تصنیف ''الطریق الی اللہ'' مستند متن بمعہ اردو ترجمہ کے ساتھ جون ۲۰۲۰ء میں منظرِ عام پر لائی گئی۔ یہ اردو دان طبقے کے لیے پہلی اشاعت تھی۔ اس کے فوراً بعد سیّدی غوث پاکؒ کی مختصر تصنیف ''المختصر فی علوم الدین'' کو متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس تصنیف کا ذکر استاد عمر کحالۃ نے اپنی مایہ ناز تصنیف معجم المؤلفین میں ''کتاب فی الفقہ وتصوف'' کے نام سے کیا ہے۔ دنیا میں اس نایاب تصنیف کا ایک خطی نسخہ ترکی کے ایک مشہور کتب خانہ ''حاجی محمود آفندی'' میں کیٹلاگ نمبر ''۱۷۸۹'' کے حوالے سے موجود ہے۔ اسی نسخہ کو ترکی کے مایہ ناز محقق جناب السید الشریف محمد فاضل جیلانی نے سن ۲۰۱۰ء میں اپنے ادارہ مرکز الجیلانی للبحوث العلمیۃ استنبول سے شائع کیا اور ساتھ میں اس خطی نسخہ کے ابتدائی اور اختتامی صفحہ کی تصویر بھی شائع کی۔ راقم السطور کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ خطی نسخہ میسر آجائے تو اس کی عکسی اشاعت کا بندو بست کیا جائے۔ آخر کار

مخطوطات کے نامور محقق اور میرے فاضل دوست جناب یعقوب براہوی صاحب نے اُسی نایاب خطی نسخہ کا عکس فراہم کیا۔ اور ہمارے لیے یہ ممکن ہوسکا کہ خطی نسخہ کی عکسی اشاعت کرسکیں۔ اُن کی اس علمی معاونت کے بغیر شاید یہ خیال پایہ تکمیل تک نہ پہنچ پاتا۔ ہم اس کاوِش پر ان کے بے حد ممنون ہیں۔

اس رسالہ کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ فقہی مسائل کے اوپر ہے اور دوسرا حصّہ تصوف وسلوک اور تزکیہءنفس کے بارے میں ہے۔

پہلے حصّے کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کا تعلق طبقہ علماء سے ہے اور چونکہ اصل متن موجود ہے تو علمائے کرام وہاں سے باآسانی استفادہ کرسکتے ہیں۔

دوسرا حصّہ تزکیہ نفس وسلوک کے بارے میں ہے۔ اسے افادہ عام کے لیے ترجمہ کردیا گیا ہے اور آخر میں تمام احادیث کی تخریج بھی سیّد فاضل جیلانیؒ کی کتاب سے نقل کردی گئی ہیں۔ میرے علم کے مطابق دنیا میں پہلی دفعہ اس نسخہ کی عکسی اشاعت ہورہی ہے۔ اور برصغیر پاک وہند میں حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیرؒ کے محبین کے لیے بالخصوص اس رسالہ کی اشاعت یقیناً مفید ثابت ہوگی۔ آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

میاں علی رضا قادری

سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ میاں محمد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴ دسمبر ۲۰۲۰ء بروز جمعۃ المبارک

aliraza@abdulqadirjilani.org 0321 64 14 507

المختصر فی علوم الدین

علم الطریقہ

علم طریقت مغز کی طرح ہے اور یہ مقصود ہے۔علم شریعت چھلکے کی طرح ہے یہ مقصود کی حفاظت کرنے والا ہے۔اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے دین کے تمام راستے باطل ہیں سوائے اس راستے کے جس میں حضور نبی مکرم ﷺ کے فرمان کی پیروی کی جائے۔حضرت ابوسعید الخرازؒ نے فرمایا کہ ہر باطنی علم جو ظاہری علم کی مخالفت کرے وہ باطل ہے۔حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔علم عبودیت اور علم ربوبیت۔ان علوم کے علاوہ باقی تمام علوم نفس کی ہوس ہیں۔علم عبودیت شریعت کا علم ہے اور وہ ظاہر کر دیا گیا ہے۔علم ربوبیت طریقت کا علم ہے۔ اس کتاب میں علم طریقت کو سات ابواب میں بیان کیا گیا ہے۔

پہلا باب

دنیا کو ترک کرنے اور آخرت کو اختیار کرنے کے بیان میں

یہ باب دنیا کو چھوڑنے اور آخرت کو اختیار کرنے کے بارے میں ہے۔ بیشک آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے یہ نعمتوں اور راحتوں کا گھر ہے۔ دنیا آزمائشوں اور مصیبتوں کا گھر ہے یہ آگ ہے۔ اور اس کے قریب جانے میں ہلاکت اور خسارہ ہے۔ یہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے دنیا سے زیادہ ناپسندیدہ مخلوق پیدا نہیں کی اور جب سے دنیا کو پیدا فرمایا ہے اسکی طرف پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا۔ (۱)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسے ہے کہ جیسے تم میں سے کوئی شخص دریا میں اپنی انگلی ڈالے پھر دیکھے کہ کتنا پانی انگلی پر لگا ہے۔ (۲)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بہترین انجام پرہیزگاری اور مال کو چھوڑنے میں ہے۔ اور بلند مرتبے کا طالب غافلوں میں سے ہے۔

اکثر لوگ دنیاوی معاملے میں کمزور ہوتے ہیں اور انجام پر نظر نہیں رکھتے یعنی کسی بھی کام کے نتیجے کو مدِنظر نہیں رکھتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں

ارشاد فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت (کی زندگی) سے غافل ہیں۔ (سورۃ الروم آیت نمبر ۷)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طلبگار ہے ہم اس کے لئے اس کھیتی کو زیادہ کر دیتے ہے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طلبگار ہے ہم اس کے لیے اس کھیتی میں سے حصہ دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۰)

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے لئے بھلائی چاہتا ہے تو اس کو دنیا کی طرف سے بے رغبت کر دیتا ہے اور اس کی رغبت آخرت کی طرف کر دیتا ہے اور اس پر اپنے نفس کے عیوب ظاہر کر دیتا ہے۔ (۳)

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ دنیا آخرت والوں پر حرام ہے اور آخرت دنیا والوں پر حرام ہے اور دنیا اور آخرت دونوں اللہ والوں پر حرام ہیں۔ (۴)

اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں زیادہ مشغول رہنا بدبختی کی علامت ہے۔ عقلمند کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ دنیا کو چھوڑ دے اور آخرت کی طلب رکھے۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قناعت اختیار کرے اور تھوڑے رزق پر گذارہ کرے اور باقی مال ایسے کاموں پر خرچ کرے جو اسے قیامت کے دن نفع دے۔ زندگی گزارنے کے لیے خود کمائے اور رزق کے لیے ذلیل نہ ہو کیونکہ ہر روز اسکو رزق ملنا ہی ہے۔ خالق اپنی مخلوق کا خود کفیل ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام رزق کے لئے کسب اختیار کرتے تھے۔

حضور نبی مکرم ﷺ لوگوں کو کسب اختیار کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسب اختیار کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ (۵)

کسب کرنا توکل کے منافی نہیں ہے لیکن کسب کو چھوڑنا حکمت کے منافی ہے۔

حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ دنیا میں ایسے زندگی گذارو جیسے تم مسافر ہو۔ (٦)

(اے انسان) تو جان لے کہ موت قریب ہے۔ موت آنے سے پہلے اسکی تیاری کرنی چاہیے۔ قبر میں جانے سے پہلے اسے آباد کرنا چاہیے اور اپنے رب سے ملاقات سے پہلے اپنے آپکو آراستہ کرنا چاہیے۔ جہنم میں داخل ہونے سے پہلے اس سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اسکی رحمت کا سوال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہماری رغبت آخرت کی طرف کر دے اور ہمیں اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمادے۔ آمین

دوسرا باب

قلب کی اصلاح کے بیان میں

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ بنی آدم کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سن لو وہ ٹکڑا دل ہے۔(۷)

اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ انسانی جسم کی اصل اسکا دل ہے۔ اور وہ حاکم ہے اور باقی سارا جسم اسکے ماتحت ہے۔ انسانی جسم میں دو قسم کے لشکر ہیں۔ ایک وہ لشکر ہے جس کا مشاہدہ ظاہری آنکھوں سے کیا جاتا ہے۔ وہ جسم کے اعضاء ہیں۔ دوسرا لشکر وہ ہے جس کا مشاہدہ باطن کی آنکھ سے کیا جاتا ہے اور وہ قلب کی صفات ہیں۔ جب قلب بُرے اخلاق سے پاک ہو جاتا ہے تو وہ اچھے اوصاف میں بدل جاتا ہے اور جسم کے اعضاء سے افعال حمیدہ ظاہر ہوتے ہیں۔

جب قلب بُرے اخلاق کی وجہ سے خراب ہو جاتا ہے تو اس پر شیطانی لشکر کا غلبہ ہو جاتا ہے اور قلب پر بُری صفات ظاہر ہونے لگتی ہیں اور جب لمبے عرصے تک قلب پر شیطان کا غلبہ رہتا ہے اور اس شیطانی لشکر کو شکست دینے کے لیے قلب کی مدد نہیں کی جاتی تو سارا جسم شیطان کے ہاتھ میں مغلوب ہو جاتا ہے پھر اس شیطانی لشکر کی وجہ سے قلب اتنا تباہ ہو جاتا ہے کہ اس پر مہر لگا دی جاتی ہے پھر کبھی بھی اس بندے کو

ہدایت نہیں مل سکتی۔(ہم اللہ سے اسکی پناہ چاہتے ہیں)انسان کی اصل فطرت میں اس پر کچھ صفات غالب رہتی ہیں جو کہ چار طرح کی ہیں۔

۱۔ صفاتِ بہیمیہ (جانوروں جیسی صفات)

۲۔ صفاتِ سبعیّہ (درندوں جیسی صفات)

۳۔ صفاتِ شیطانیہ (شیطانی صفات)

۴۔ صفاتِ ربانیہ (ربانی صفات)

صفاتِ بہیمیہ سے مراد جانوروں کی صفات ہیں۔اگر کسی انسان پر شہوات کا اتنا غلبہ ہو کہ وہ ہر وقت اپنی شہوت پوری کرنے میں لگا رہے تو اس پر صفاتِ بہیمیہ کا غلبہ ہے۔

صفاتِ سبعیّہ سے مراد درندوں کی صفات ہیں۔اگر کسی انسان پر ہر وقت غصہ غالب ہو یا وہ ہر کسی سے ناراض رہے یا وہ کسی سے انتقام کا ارادہ رکھتا ہو تو اس پر صفاتِ سبعیّہ کا غلبہ ہے۔

شیطانی صفات سے مراد ہے کہ اگر کسی انسان پر دھوکہ،فریب،مکر وحیلہ کا غلبہ ہو تو اس پر شیطانی صفات کا غلبہ ہے۔

صفاتِ ربانیہ سے مراد ہے کہ انسان کے نفس پر امر ربانی کا غلبہ ہو۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرانِ پاک میں فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: آپ ﷺ فرمادیں کہ روح میرے رب کا امر ہے۔ (سورۃ الاسراء آیت نمبر ۸۵)

امر ربی سے مراد ہے کہ انسان پر ربّانی اور بلندی عطا کرنے والی صفات کا غلبہ ہو۔اور وہ اپنے آپ کو نمایاں کرنا چھوڑ دے۔اس لیے ان صفات کا غلبہ نہ مجاہدہ سے ہے اور نہ نیک وصالح ہونے سے اور نہ اچھے اخلاق کو اپنانے سے اور نہ اللہ تعالیٰ سے

مدد مانگنے سے ہوتا ہے بلکہ اللہ حیّ وحمد کی پناہ میں رہنے سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: تحقیق بامراد ہوا وہ جس کا نفس پاک ہوا اور نامراد ہوا وہ جس نے نفس کو خاک میں ملا دیا۔ (سورۃ الشّمس آیت نمبر ۹۔۱۰)

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جنت میں نہیں داخل ہوگا سوائے اچھے اخلاق والے کے۔ (۸)

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ میری امت قیامت کے دن مختلف اقسام میں جمع کی جائے گی ان میں سے بعض کے چہرے چاند کی طرح نورانی ہوں گے اور بعض کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوں گے اور بعض کی صورتیں کتے اور سانپ جیسی ہوں گی۔ (۹)

اس حدیث سے مراد ہے کہ ہر کوئی اس دن اپنی معنوی صورت پر جمع ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں جو عنایت کرنے والا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو ہدایت کے نور سے روشن کردے اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما دے جن کے چہرے قیامت کے دن روشن ہوں گے۔

تیسرا باب

اخلاص نیت کے بیان میں

کسی عمل میں دکھلاوے اور لوگوں سے تحسین کے جذبے سے محفوظ ہونا ہی اخلاص کہلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاصِ عمل کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔

(سورۃ البیّنہ آیت نمبر ۵)

حضور نبی مکرم ﷺ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے اور یہ راز اس قلب میں ظاہر ہوتا ہے جس میں محبت ہو۔ (۱۰)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ مجھے تمھارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر شرکِ اصغر کا ہے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ شرکِ اصغر کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ریاکاری! اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا کہ ان لوگوں کی طرف چلے جاؤ جن کے لیے دنیا میں ریاکاری کرتے تھے اور دیکھو کہ ان کے پاس کوئی بدلہ ہے۔ (۱۱)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نہیں ہے نجات سوائے اخلاص کے اور نہیں ہے اخلاص سوائے لوگوں سے ہٹ کر رہنے میں۔اس لیے ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام اعمال خالص نیت کے ساتھ کرے کیونکہ نیت صحیح نہ ہو تو اس کا عمل بھی صحیح نہیں ہوتا۔

جیسا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ (١٢)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ (١٣)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جسکی اس نے نیت کی۔ (١٤)

اس لیے اگر آدمی اپنی نیت ٹھیک رکھے گا تو اس کے کھانے، سونے اور دوسرے امور سرانجام دینے کے تمام اوقات اور تمام حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گذریں گے۔ انسانوں اور جانوروں میں نیت کا فرق ہے کیونکہ جانور کسی بھی حالت میں نیت اور ارادہ نہیں کرتے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن مقامِ حساب پر ایک آدمی حاضر ہوگا تو اس کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا پھر وہ دیکھے گا کہ اس کے اعمال نامہ میں بہت زیادہ نیکیاں درج ہیں تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب یہ میرا اعمال نامہ نہیں ہے میں نے یہ اعمال نہیں کیے پھر اس کو کہا جائے گا کہ یہ خطا اور نسیان کا مقام نہیں ہے یہ تیرا ہی اعمال نامہ ہے کیونکہ تم نے دنیا میں نیت کی تھی کہ اگر مجھ میں طاقت ہوئی تو میں یہ اعمال کروں گا اس لیے یہ اعمال تیری نیت کی وجہ سے ہیں۔ (١٥)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے عمل پر اجر نہیں دیتا بلکہ اسکی نیت پر اس کو اجر دیتا ہے کیونکہ نیت کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور دل میں ریا نہیں ہوتی۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (١٦)

اے بندے تو جان لے کہ نیت سے مراد نفس کو کسی کام پر آمادہ کرنا اور نفس پر اس کام کا غلبہ کرنا ہے نہ کہ نفس کو اس کام کی خبر دینا ہے اور نفس کو ایک حکم سے دوسرے حکم کی طرف منتقل کرنا ہے جیسا کہ جب کسی شخص پر شہوت کا غلبہ ہو تو وہ نکاح کا ارادہ کرتا ہے پھر وہ اس نکاح میں حضور ﷺ کی سنت کی نیت کرتا ہے اور نیک اولاد کی نیت کرتا ہے مگر اس کے باطن میں یہ باتیں محال ہیں کیونکہ اس کے باطن میں شہوت کا غلبہ ہے اس لیے باطن میں نیت کرنا اس کا گمان ہے۔

متاخرین بزرگوں نے نیت کے بارے میں بعض مثالیں اس کے خلاف نقل کی ہیں کیونکہ ان کا فرمان ہے کہ جتنا عمل مضبوط ہوگا اتنی ہی نیت مضبوط ہوگی۔

ہم اللہ عزّ وجلّ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت میں ایسا خالص کر دے کہ نہ ہم غیر کے آگے جھکیں اور نہ گناہ کا ارتکاب کریں اور ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم صرف تیرے لیے ہی عمل کریں۔

چوتھا باب

گوشہ نشینی کے فوائد کے بیان میں

خلوت اور گوشہ نشینی کے دو فائدے ہیں۔

پہلا فائدہ:

عبادت کے لیے فارغ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانوس ہونا ہے اس لیے حضور نبی مکرم ﷺ ابتداء میں ہر چیز سے ہٹ کر غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا کہ جو مخلوق سے گفتگو کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کر کے مانوس نہیں ہوتا اس کے اعمال میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے اور اس کی عمر ضائع ہو جاتی ہے۔

بعض بزرگوں سے پوچھا گیا کہ آپ تنہائی کیوں اختیار کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تنہائی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں بیٹھنا ہے۔ فرمایا کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنا چاہتا ہے تو قرآن پاک کی تلاوت کرے اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرنا چاہتا ہے تو وہ نماز پڑھے۔

دوسرا فائدہ:

ایسے گناہوں سے نجات پانا جن کا ارتکاب لوگوں کے ساتھ میل جول سے ہوتا ہے

جیسے جھوٹ، چغلی، غیبت، زنا وغیرہ۔

لوگوں کے بُرے اخلاق کی وجہ سے طبیعت کا برائی کی طرف مائل ہونا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ انسانی طبیعت فطری طور پر جب کسی کی طرف مائل ہوتی ہے تو وہ اس جیسا بننا چاہتی ہے اور اس کی اقتداء کرنا چاہتی ہے۔ اس لیے جب کوئی آدمی کسی سے ملتا ہے تو اس کی طبیعت دوسرے کی طرف ایسے مائل ہوتی ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس لیے دنیا کے حریص کے پاس بیٹھنے سے دنیا کی حرص وہوس بڑھتی ہے اور زاہد کے پاس بیٹھنے سے زاہد بننے کو دل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: اور جاہلوں سے کنارہ کرلو۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۹)

دوسری جگہ قرآن پاک کی آیت کا مفہوم ہے کہ: نیکوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ۞

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ تنہائی بری مجلس سے بہتر ہے اور نیک لوگوں کی مجلس تنہائی سے بہتر ہے۔ (۱۷)

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے دوست کو دیکھے۔ (۱۸)

بعض عارفین کا قول ہے کہ لوگوں کی صحبت آگ کی طرح ہے۔ اس سے بچو گے نہیں تو یہ تمہیں جلا دے گی۔

۞ اس تحریر کا مفہوم قرآن پاک کی اس آیت سے لیا ہے۔ ترجمہ: اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے (مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور نیکوں کاروں میں سے ہو جائیں گے۔ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۷۵)

حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا جس کا کوئی دوست (رہبر) نہیں ہے جو اس کی اصلاح کرے اس کی کبھی بھی اصلاح نہیں ہوسکتی۔

اس لیے جو سلوک کے راستے کو آخری مقام تک طے کرنا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے ساتھی (مرشد) کو تلاش کرے جو سلوک کا راستہ طے کروانے کا اہل ہو۔ پھر وہ چار چیزوں سے نجات حاصل کرے۔

(۱) مال (۲) حبِ جاہ (۳) تقلید (۴) گناہ

پھر جب وہ ان چیزوں سے نجات حاصل کرلے تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسے اس نے وضو کیا ہے اور اس کے اندر نماز ادا کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے۔ پھر یہاں پر مرشد کے لیے ضروری ہے کہ وہ آخری مقام تک اپنے نفس کے ساتھ مرید کو راستہ طے کروائے۔ یہاں تک کے مرید مرشد کی اتباع کرتا رہے۔ یہاں پر مرید مرشد کے ساتھ ایسے ہونا چاہیے جیسے میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ کہ میت خود بخود حرکت نہیں کرسکتی پھر مرشد مرید کو چار چیزوں کا حکم کرے۔

(۱) خاموشی (۲) بھوکا رہنا (۳) رات کو بیدار رہنا (۴) خلوت اختیار کرنا۔

کیونکہ سلوک کے راستے کو طے کرنے کا دارومدار ان چار چیزوں پر ہے اور یہ سعادت ابدی اور سلامتی کا وسیلہ ہیں۔ پھر مرشد اسکو اذکار میں سے کوئی ذکر تلقین کرے۔

مرید کے لیے لازم ہے کہ مرشد سے کبھی جدا نہ ہو پھر عنقریب اسے ایسی تونگری عطا ہوگی کہ وہ صاحب اختیار ہو جائے گا۔ اور اس کو جاگتے اور سوتے میں اشیاء کی وہ حقیقتیں ظاہر ہوں گی جو لوح محفوظ میں لکھی ہیں۔ اور اس پر حق کے انوار ظاہر ہوں گے اور پوشیدہ طور پر اس پر مہربانی کی جائے گی۔ اس مقام پر رنگوں کے وہ انوار ظاہر

ہونگے جو غیرِ حق ہیں۔اس کو چاہیے کہ اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ وہ دن رات اعلیٰ مقام کی طرف ترقی کی طلب کرتا رہے۔بے شک راہِ سلوک میں نور کے نوے حجاب ہیں جو ان حجابات میں کسی بھی حجاب میں ٹھہر گیا وہ دھوکے میں ہے۔

جس کے اندر محبوب کے وصل کی پیاس ہوتی ہے وہ اس کے عشق کی آگ میں جلتا ہے پھر عشق کی میٹھی شراب کے ساتھ اسکی پرورش ہوتی ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

پانچواں باب

خاموش رہنے کے فضائل کے بیان میں

اے سالک تو جان لے کہ زبان چھوٹے بڑے گناہ کرتی رہتی ہے اس لیے زبان کے خطرے سے نجات خاموش رہنے میں ہے۔

جیسے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ (١٩)

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلائیں زبان کے ساتھ نازل ہوتی ہیں۔ (٢٠)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔ (٢١)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ عبادت کے دس حصّے ہیں نو حصّے خاموشی میں ہیں اور ایک حصّہ لوگوں سے دور رہنے میں ہے۔ (٢٢)

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے سعادت مندی ہے اس شخص کے لیے جو کسی سے زیادہ بات نہ کرے اور اپنے مال کو زیادہ خرچ کرے۔ (٢٣)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جس نے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے اور دنیا سے بے رغبت ہے تو اس کے پاس جاؤ کیونکہ وہ صاحبِ حکمت ہے۔ (٢٤)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا فرمایا تو اس کے جسم میں سب سے اچھا عضو زبان بنایا جس کی وجہ سے وہ جنت یا دوزخ میں داخل ہوگا۔(۲۵)

پس زبان کی خرابی سے بچنا چاہیے کیونکہ زبان کی خرابی جہنم میں لے جاتی ہے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ لوگ اپنی زبان کی کارستانیوں کی وجہ سے جہنم میں اوندھے منہ ڈالیں جائیں گے اور تم (الزام تراشی اور فضول باتوں کے) سوا کچھ نہیں کہتے۔ (۲٦)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو۔اور ہر وقت موت کو یاد کرو۔اور میں تمھیں وہ بات نہ بتاؤں جس پر ہر چیز کا دارومدار ہے پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔(مطلب کہ اسکو قابو میں رکھو) (۲۷)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں پتھر رکھتے تھے تاکہ اپنے آپ کو بات کرنے سے روکیں۔اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔بعض حکماء کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کان اور ایک زبان پیدا کی ہے تاکہ آدمی زیادہ سنے اور بات کم کرے۔اور کہا جاتا ہے کہ جس کی عقل کم ہے وہ زیادہ اتباع کرے۔انسان کی سلامتی زبان کی حفاظت میں ہے انسان کا مقام زبان کی وجہ سے ہے۔جس نے زبان کو قابو میں رکھا اس کا مقام بڑھ جاتا ہے۔

چھٹا باب

بھوکے رہنے کے فضائل کے بیان میں

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ اپنے نفس سے بھوک اور پیاس کے ساتھ جہاد کرو جیسے تم اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو۔ بے شک اس جہاد میں اتنا ہی اجر ہے جتنا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے ہے۔ اور اللہ کے نزدیک بھوکے اور پیاسے رہنے سے زیادہ پسندیدہ عمل کوئی نہیں ہے۔ (۲۸)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اس شخص کے بارے میں جو دنیا میں کم کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اس بندے کی طرف جس نے کھانے اور پینے کے معاملے میں اپنے آپ کو آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ اس نے میری وجہ سے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ اے میرے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جو کھانا پینا اس لیے چھوڑ دیتا ہے کہ میں ہی صرف اس کا بدلہ ہوں تو اس کے لیے جنت میں اعلیٰ درجات ہیں۔ (۲۹)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ شیطان بنی آدم کے رگ رگ میں خون کی طرح دوڑتا ہے جب انسان بھوکا ہوتا ہے تو شیطان کو تنگی محسوس ہوتی ہے۔ (۳۰)

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا وہ صرف گناہ

میں ہی مبتلا ہوگا یا گناہ کی طرف مائل ہوگا۔اس لیے بھوکا رہنا جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا اور نعمتوں کا گھر بنانا ہے کیونکہ بھوک انسان کو اطاعت کی طرف لے جاتی ہے اور شہوت کو روکتی ہے۔ بھوکا رہنے سے انسان کا دل نرم ہوجاتا ہے اور انسان پر حکمت کی بارش ہوتی ہے۔ بھوک بدن کو خاموشی کی طرف مائل کرتی ہے۔ پیٹ بھر کر کھانے سے انسان کا دل سخت ہوجاتا ہے اور وہ اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔اس کا بدن بیمار ہوجاتا ہے۔دنیا کی طلب پیدا ہوجاتی ہے اور انسان لمبی امید باندھ لیتا ہے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے والا آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ (۳۱)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ انصاف سے کھاؤ۔انصاف سے پیئو اور انصاف سے پہنو کیونکہ یہ نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ (۳۲)

حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل وہ ہے جو لمبے عرصہ تک بھوکا رہتا ہے اور غور وفکر کرتا ہے۔اور ناپسندیدہ وہ ہے جو زیادہ کھاتا اور سوتا ہے۔ (۳۳)

حضرت سری سقطیؒ کو کسی نے دیکھا کہ آپؒ ستّو پھانک رہے تھے تو آپؒ سے پوچھا گیا کہ آپ ستّو کیوں پھانک رہے ہیں تو آپؒ نے فرمایا کہ میں نے حساب لگایا ہے کہ روٹی کی بجائے اگر میں ستّو پھانکوں تو ستر مرتبہ اللہ کا نام زیادہ بار لیتا ہوں۔اس لیے میں نے چالیس سال سے روٹی نہیں کھائی۔اے بھائی تو جان لے کہ جس کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ نفس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے تو وہ اپنے نفس کی خوبیوں پر فخر نہیں کرتا۔

ساتواں باب
بیداری اور خوابوں کے علم کے فضائل میں

اے انسان تو جان لے کہ بیدار رہنا دل کو نرم کرتا ہے۔ عقل کو مضبوط کرتا ہے۔ چہرہ کو روشن کرتا ہے۔ عمر میں برکت دیتا ہے اور نیند ان کے مخالف کام کرتی ہے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ فرماتے ہیں کہ میں لبنان کے پہاڑوں میں رجال الغیب کی صحبت میں تھا۔ انہوں نے مجھے چار باتوں کی وصیت کی۔

(۱) جس نے زیادہ کھایا اس کی عبادت میں لذت ختم ہو جاتی ہے۔

(۲) جو زیادہ سوتا ہے اسکی عمر میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) جو لوگوں کی رضا تلاش کرتا ہے وہ اپنے رب کی رضا سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۴) جو کثرت سے اور فضول کلام کرتا ہے وہ کبھی امن میں نہیں رہتا اور دونوں جہانوں میں بلا میں مبتلا رہتا ہے۔

اس لیے حضور نبی مکرم ﷺ کی حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ کھانے اور سونے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (۳۴)

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

ترجمہ: صبح وشام اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ اور رات کو دیر تک سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرو۔ (سورۃ الدھر آیت نمبر ۲۵۔۲۶)

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ رات کا قیام ضروری ہے چاہے بھیڑ کو دو ہنے (کے اوقات) کے بقدر ہی ہو۔ (۳۵)

حضور نبی مکرم ﷺ کی مجلس میں ایک آدمی کا ذکر ہوا کہ وہ ساری رات سویا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا تھا۔ (۳٦)

سالک کے لیے مناسب ہے کہ جب تک نیند نہ آئے تمام رات لا الہ الا اللہ الحی القیوم کے ذکر میں مشغول رہے۔ جب نیند کا غلبہ ہو جائے تو اس کو ختم کرنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیند پوری نہ کرے گا تو تہجد کی نماز چھوٹ جائے گی۔ باوضو ہو کر عبادت اور اپنے نفس کا حق ادا کرنے کی نیت سے سوئے۔ اور وہ اس حال میں سوئے کہ اس کا دل حاضر ہو اور وہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہو۔ اور اپنے رب سے شرم محسوس کر رہا ہو۔ اپنے دونوں پیروں اور ہاتھوں کو پھیلا کر اپنے آپ کو ایسا بنا لے جیسے اسکو موت آگئی ہو اور اس کی روح اللہ کی طرف چلی گئی ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بارے میں خیال کرے کہ:

ترجمہ: رات کو قیام کرو مگر تھوڑا سا۔ (سورۃ المزمل آیت نمبر ۲)

اور پھر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ بِكَ اٰمَنْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِاِسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَ بِاِسْمِكَ اَرْفَعُه‘ وَاَسْأَلُكَ بِاِسْمِكَ الْعَظِيْمِ اَنْ تُوْقِظَنِيْ فِيْ اَحَبِّ الْاَوْقَاتِ اِلَيْكَ وَ تَشْغَلَنِيْ فِيْهِ بِطَاعَتِكَ. (۳۷)

پھر جب نیند سے بیدار ہو تو مناسب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانِيْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِيْ وَ اِلَيْهِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ. (۳۸)

پھر اپنے خواب کے بارے میں غور و فکر کرے کیونکہ خواب احوال کے مطابق آتے ہیں اس لیے کہ قلب آئینہ کی طرح ہے۔ جب قلب سے دینوی اشغال کے پردے اور نفسانی کدورت کی ظلمت ختم ہو جاتی ہے تو وہ حقائق پر مبنی وہ امور دیکھتا ہے جو لوحِ محفوظ پر نقش ہیں اور جب تمام حجابِ ظلمت ختم نہیں ہوتے تو وہ لوحِ محفوظ کو نیند میں تو دیکھتا ہے کیونکہ حجابِ ظلمت حواس کے کاموں میں رکاوٹ ڈالتے ہیں لیکن خیال کی حرکات و سکنات میں رکاوٹ نہیں ڈالتے۔ اس لیے لوحِ محفوظ سے قلب پر جو کچھ واقع ہوتا ہے اس میں خیال حائل ہو جاتا ہے اور خیال لوحِ محفوظ کے امور کے مشابہ کوئی اور امر اپنی طرف سے بنا لیتا ہے۔ کیونکہ یہ خیال حکایت جیسا ہوتا ہے یعنی اس خیال کا کوئی نہ کوئی مطلب ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ خوابوں کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) انفسی خواب : ایسے خواب جو تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

(۲) آفاقی خواب : ایسے خواب جو تبدیل نہیں ہوتے۔

(۳) شہوانی خواب: ایسے خواب جس میں نیند کے دوران احتلام ہو جائے۔

(۴) فاسد خواب : ایسے خواب جو بیماری اور غم کی وجہ سے آتے ہیں اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(۵) اخلاطیہ : ایسے خواب جن میں اخلاط میں سے کسی ایک خلط کا غلبہ ہو۔۞

۞ حکماء کے نزدیک جسم انسانی میں چار خلط ہوتے ہیں۔

(۱) خون (۲) بلغم (۳) صفراء (۴) سودا

انہی کی کمی بیشی سے جسم بیمار ہوتا ہے اور انہی کے اعتدال کا نام صحت ہے۔

مناسب یہ ہے کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کیا جائے خاص طور پر ناپسندیدہ خواب سوائے اس شخص کے جو خواب کی تعبیر کا علم رکھتا ہو۔

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ: خواب پرندے کے پاؤں پر ہوتے ہیں۔ (۳۹)

اور کہا گیا ہے کہ سب سے زیادہ سچے خواب سحری کے وقت یا دن کی روشنی میں (چاشت کے وقت) یا باوضو ہو کر سونے سے آتے ہیں۔

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ تم میں سے جو بات کرنے میں سچا ہوگا۔ اتنا ہی اس کا خواب بھی سچا ہوگا۔ (۴۰)

حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ (۴۱)

جاننا چاہیے کہ خواب کی تعبیر خواب کو سمجھنے کے بعد کی جائے۔ خواب دیکھنے والے کے حالات کو دیکھنا چاہیے اور یہ بھی دیکھا جائے کہ خواب دیکھنے والا کس مرتبے کا ہے۔ تعبیرِ خواب کے تین مراتب ہیں۔

(۱) عوام کا مرتبہ۔ (۲) خواص کا مرتبہ۔ (۳) اخص الخواص کا مرتبہ۔

مثال کے طور پر جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ سمندر میں ہے اور کشتی چلا رہا ہے تو اگر وہ عوام میں سے ہے تو سمندر سے مراد دنیا ہے۔ اور کشتی سے مراد اس کا جسم ہے اور کشتی چلانے سے مراد اس کی عمر ہے یا اس کا شریعت پر چلنا ہے۔

اگر وہ خواص میں سے ہے تو سمندر سے مراد معرفت ہے۔ اور کشتی چلانے سے

مراد سلوک کا راستہ ہے۔

اگر اخص الخواص میں سے ہے تو سمندر سے مراد محبت ہے اور کشتی چلانے سے مراد حقیقت کی طرف سفر ہے۔

خواب کی تعبیر بیان کرنے میں اصول یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے نے خواب میں کسی انسان کو یا کسی حیوان کو یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور چیز کو دیکھا ہے۔ اور اس پر کس صفت کا غلبہ ہے اور اس کے حال کو کس کے ساتھ مناسبت ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا گدھے کو دیکھے تو اس پر شرمگاہ کی شہوت کا غلبہ ہے اور اس کی قوت اور ضعف کے حساب سے اس پر شہوت کے غالب یا مغلوب ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔

اگر خواب دیکھنے والا بکری کو دیکھے تو اس پر پیٹ کی شہوت کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا کالے کتے یا ریچھ یا ایسی بھڑکتی ہوئی آگ کی چنگاری کو دیکھے جو روشن نہیں ہے تو اس پر غصّہ کی حالت کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا مینڈک یا چھپکلی کو دیکھے تو اس پر نفرت یا ناپسندیدگی کی حالت کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا سرخ بھڑ کو دیکھے تو اس پر شیطانی خطرات کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا لومڑی کو دیکھے تو اس پر مکر و فریب اور جھوٹ کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے ولا بندر یا ابلق رنگ کے کتے کو دیکھے تو اس پر شر کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا سانپ کو دیکھے تو اس پر عداوت کی حالت غالب ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا بچھو کو دیکھے تو یہ لوگوں کو زبان کے ساتھ تکلیف دینے والا ہو گا۔

اگر خواب دیکھنے والا اونٹ کو اس حال میں دیکھے کہ وہ اونٹ سے خوف کھا رہا ہے تو اس پر کینہ کی حالت کا غلبہ ہے۔اور اگر اونٹ نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور مطیع ہے تو اگر خواب دیکھنے والا طریقت کے راستے پر چل رہا ہے تو اس پر تحمل اور عاجزی کا غلبہ ہے اور اس نے اپنے آپ کو اپنے شیخ کے حوالے کیا ہوا ہے۔اگر خواب دیکھنے والے نے اونٹ کو آواز دی اور اونٹ اس کے ساتھ مانوس ہے تو اس پر وجد اور شوق کی حالت کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا بھیڑیئے کو دیکھے تو اس پر حسد کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا چیتے کو دیکھے تو اس پر شدید غصّے کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا تیندوے (چھوٹے چیتے) کو دیکھے تو اس پر تکبر کا غلبہ ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا شیر کو دیکھے تو یہ اس کے بلند ہونے کی علامت ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا بیل کو دیکھے یا وہ اپنے آپ کو کثرت سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ صرف اپنے آپ کو ہی ترجیح دیتا ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا خرگوش کو دیکھے تو یہ غفلت کی علامت ہے۔

اگر خواب دیکھنے والا چیونٹی کو دیکھے تو یہ حرص کی علامت ہے۔اگر اس نے یہ دیکھا کہ کسی نے چیونٹی کو روند دیا ہے یا اس کا رستہ روک دیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نے برائی سے نجات حاصل کر لی۔

اگر خواب دیکھنے والا چوہے کو دیکھے تو یہ بخل کی علامت ہے۔اگر یہ دیکھے کہ چوہا تکلیف پہنچا رہا ہے یا چوہا چھوٹا ہے، بڑا ہے، کمزور ہے، یا مرا ہوا ہے تو اس حساب سے اس کی حالت کے غالب یا مغلوب ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔

اگر کوئی عام آدمی خواب میں کسی عورت کو کمزور یا بدشکل دیکھے یا کسی عورت کو بہت بوڑھی حالت میں دیکھے یا کسی عورت کو خدمت کرتے ہوئے دیکھے تو اس پر دنیا کا غلبہ ہے۔ اسی طرح جب کوئی تارک الدنیا سالک خواب میں ایسی عورت کو دیکھے جو معشوق کی صورت میں اسے دھوکے سے اپنی طرف بلا رہی ہے اور اس کی اطاعت گزار ہے تو اس پر بھی دنیا کا غلبہ ہے۔

اگر کوئی سالک خواب میں نجاست کو دیکھے کہ وہ اس کے ہاتھ یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے تو جان لے کہ یہ دنیا کا مال ہے۔

اگر کوئی عام آدمی خواب میں دیکھے کہ وہ جنت میں داخل ہوا ہے تو اس سے مراد حصولِ علم ہے اور اگر کوئی سالک یہ خواب دیکھے تو اس سے مراد ہے کہ وہ عالمِ قلب میں داخل ہو گیا ہے اور اگر کوئی منتہی یہ خواب دیکھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فرق بعد الجمع کے مقام میں داخل ہو گیا ہے۔

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ میں داخل ہو رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خواہشاتِ نفس کے تابع ہے۔

اگر کسی نے دیکھا کہ وہ بازار میں داخل ہو رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی طبیعت کے تقاضے کے مطابق عمل کرتا ہے۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اسے نزع کے وقت تنگی اور وحشت محسوس ہو رہی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا قلب صاف ہو چکا ہے۔ اور اگر اضطراب کی حالت میں سخت عذاب میں مبتلا دیکھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کسی غم میں مبتلا ہے۔

اگر کوئی خواب میں اس گھر کو دیکھے جہاں وہ پیدا ہوا ہے اور اس کی پرورش ہوئی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی طبیعت پر پرانے حالات کا غلبہ ہے۔ اور اگر وہ گھر کو آراستہ دیکھے تو یہ اس کے اچھے حالات کی دلیل ہے۔ اگر وہ گھر کو بوسیدہ اور خراب حالت میں نہ دیکھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کر رہا اور اگر وہ گھر میں پانی جمع ہوا دیکھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ علم پر عمل پیرا ہے۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ کسی باغ میں داخل ہوا ہے اور اس نے وہاں پھل دار درخت دیکھے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے قلب کی اصلاح ہو گئی ہے۔ اگر وہ پکے ہوئے خوبصورت پھل دار درخت دیکھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے قلب کی اصلاح شروع ہو گئی ہے۔ اگر وہ بغیر پھلوں کے درخت دیکھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی طبیعت میں کاہلی اور سستی کا غلبہ ہے اور وہ ہر وقت رخصت پر عمل کرتا ہے۔

اگر کوئی خواب میں حجاز (مکہ و مدینہ) کا سفر کر رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

اگر کوئی خواب دیکھے کہ وہ بیت المقدس کا سفر کر رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے حال کی اصلاح ہو گئی ہے اور وہ نفس کی موجودہ حالت سے نکل گیا ہے۔

اگر کوئی خواب میں کسی گاؤں کو دیکھے تو یہ جمعیتِ قلب کی حالت ہے۔

اگر کوئی خواب میں پہاڑ کو دیکھے تو یہ تمکینِ قلب کی حالت ہے۔

اگر کوئی خواب میں ستاروں سے بھرا آسمان دیکھے تو یہ قلب کے روشن ہونے کی

حالت ہے۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ بلندی سے نیچے گرا ہے تو اس سے مراد کفر اور ضلالت کی حالت ہے اور اس کے برعکس اگر پستی سے بلندی کی طرف گیا ہے تو اس سے مراد ایمان اور ہدایت کی حالت ہے۔

اگر کوئی خواب میں سورج کو دیکھے تو اس سے مراد روح ہے۔

اگر کوئی خواب میں چاند کو دیکھے تو اس سے مراد قلب ہے۔ اگر چاند روشن ہے تو اس سے مراد قلب کا صاف ہونا ہے اور اگر چاند روشن نہیں ہے تو اس سے مراد ہے کہ قلب کی ابھی صفائی نہیں ہوئی ہے۔

اگر کوئی خواب میں کسی نبی علیہ السلام کو دیکھے تو یہ اس کے اچھی فطرت پر پیدا ہونے کی دلیل ہے۔

اگر خواب میں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھے تو یہ بزرگی کی صورت ہے۔

اگر خواب میں حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھے تو یہ اس کے صبر کی حالت ہے۔

اگر خواب میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھے تو اس سے مراد تجرد کی حالت ہے۔

اگر خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے تو اس سے مراد اس کی روحانی صورت ہے۔

اگر حضور نبی مکرم ﷺ کو دیکھے تو اس سے مراد شریعت ہے اور آپ ﷺ کے شمائل میں کمی بیشی کے لحاظ سے اس کا شریعت پر عمل پیرا ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔

اگر خواب میں کسی کتاب کو دیکھے تو اس کے موضوع کے حساب سے اس کی تعبیر کی جائے گی۔

اگر کسی نے کوئی صحیفہ یا حدیث کی کتاب دیکھی ہے تو اس سے مراد اس کے دین کی حالت ہے۔

اگر فقہ کی کتاب دیکھی ہے تو اس سے مراد شریعت کی صورت ہے۔

اگر کوئی وراثت کی کتاب دیکھتا ہے تو اس سے مراد میراث ہے۔

اگر کوئی خواب میں مسنون دعاؤں کی کتاب کو دیکھے تو اس سے مراد خیر ہے۔

اگر کوئی خواب میں قلم دیکھے تو اس سے مراد اس کی زبان ہے۔

اگر کوئی خواب میں روشنائی دیکھے تو اس سے مراد معرفت ہے۔

اگر کوئی خواب میں کاغذ دیکھے تو اس سے مراد اس کا قلب ہے۔

اگر کوئی خواب میں کسی عالم کو دیکھے تو اس سے مراد بھی معرفت ہے۔

اگر کوئی خواب میں کسی امیر یا قاضی کو دیکھے تو اس سے مراد اس کی قوتِ عاقلہ ہے۔

اگر کوئی خواب میں کسی غلام یا اپنے پڑوسی کو دیکھے تو اس سے مراد اس کا خدمت میں مضبوط ہونا ہے یا اس سے مراد دنیا ہے۔

اگر کوئی خواب میں اپنی بیوی یا ماں اور اس کے فوت شدہ رشتے داروں کو دیکھے تو اس سے مراد قوتِ نفسانی ہے۔

اگر کوئی خواب میں اپنے باپ کو یا اس کے فوت شدہ رشتہ داروں کو دیکھے یا کوئی عورت اپنے شوہر کو دیکھے تو اس سے مراد ہے کہ ان پر روزی کے معاملے میں مہربانی ہوگی۔

اگر کسی نے خواب میں اپنے باپ کو دیکھا تو اس سے مراد ہے کہ اس نے اپنے شیخ کو دیکھا ہے۔

اگر کسی نے خوبصورت امرد (کمسن لڑکے) کو دیکھا تو اس سے مراد ہے کہ اس نے اپنی روح کو دیکھا ہے۔

اگر کسی نے خواب میں نوزائیدہ (دودھ پیتے) بچے کو جنم دیا تو اس سے مراد ہے کہ اس نے اپنے قلب کو دیکھا ہے یا پھر اپنی فطرتِ اصلی کو دیکھا ہے۔

اگر کسی نے خواب میں کسی لونڈی کو یا بہت خوبصورت چیز کو لطافت کی حالت میں دیکھا تو اس سے مراد ہے کہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔

اگر کسی نے خواب میں خصیوں کو بغیر شہوت کے دیکھا تو اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر روحانیت کا غلبہ ہے۔

اگر کسی نے خواب میں نمک دیکھا تو یہ اس کا حال درست ہونے کی علامت ہے۔

اگر کوئی خواب میں کھانے والی چیز دیکھے تو ہر کھانے والی چیز سے مراد معنوی غذا ہے جو قلب کو مضبوط کرتی ہے پھر کھانے والی چیزوں کے عمدہ اور عیب دار ہونے کے حساب سے اسکا اعتبار کیا جائے گا۔ عمدہ چیزوں میں روٹی، دودھ، شہد اور پکا ہوا گوشت شامل ہیں۔ پکے ہوئے گوشت سے مراد ہے کہ اس پر بشریت کا غلبہ ہے۔ دودھ کو دیکھے تو اس سے مراد ہے کہ وہ اپنی فطرت اصلیہ پر ہے۔ شہد کو دیکھے تو اس سے مراد علم لدنی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی پھل دیکھے تو اس سے تقویٰ کی کوئی نہ کوئی قسم مراد ہے۔

اگر کوئی خواب میں پاک اور صاف لباس دیکھے تو یہ اس کے قلب اور نفس کے حال کی صفائی کی دلیل ہے اور اگر میلا اور گندا لباس دیکھے تو اس سے مراد اس کا الٹ ہے۔ اور لباس سے مراد تقویٰ بھی ہے۔

اگر کوئی سالک اپنے خواب میں اپنے آپ کو ننگا دیکھے تو اس سے مراد تجرید کی

حالت ہے۔اور اگر وہ متقی نہیں ہے تو اس خواب سے مراد اس کے ایمان کی کمی ہے اور ان دونوں حالتوں میں فرق اس کی ظاہری حالت کے مطابق کیا جائے گا۔

اگر کوئی خواب میں کسی کو ننگے پاؤں دیکھے یعنی اس نے جوتا نہیں پہنا تو اس سے مراد ہے کہ اس پر دیوانگی کی حالت کا غلبہ ہے۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ کیچڑ میں ہے تو یہ اس کے حال کے فاسد ہونے کی دلیل ہے۔

اگر کسی نے خواب میں خرقہ دیکھا اور یہ دیکھا کہ وہ خرقہ ضائع ہو گیا ہے یا چوری ہو گیا ہے تو مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے حال کی اصلاح کرے اگر اسے شہوت پوری کرنے کی وجہ سے یہ مصیبت پہنچی ہے تو اس پر شیطان کا غلبہ ہے۔

اگر کسی نے خواب میں کوئی مریض دیکھا ہے تو وہ یہ جان لے کہ یہ اس کا قلب ہے اور بیماری کا آنا اس کی ایسی بری خصلتوں کی وجہ سے ہوتا ہے جن خصلتوں کا اس پر غلبہ ہے۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ مر گیا ہے یا وہ کسی چیز کے نیچے آ کر مرا ہے تو وہ سمجھ لے کے اس کا نفس مغلوب ہو گیا ہے اور اگر وہ کسی اور کو مرا ہوا دیکھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس صفت کا اس کے نفس پر غلبہ تھا وہ غلبہ ختم ہو گیا ہے۔

(صفتِ اخلاطیہ کا خواب میں دیکھنے کے بارے میں) تم جان لو کہ اگر کوئی بچپن کی عمر میں ہو یا بہار کے موسم میں ہو تو وہ اگر خواب میں سرخ چیزوں کو دیکھے یا وہ ہوا کو دیکھے یا وہ اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھے تو اس سے مراد ہے کہ اس شخص پر خون کے خلط کا غلبہ ہے اور یہ خواب اس کی علامت ہے۔

ہر کوئی جو بوڑھا ہو یا موسم گرما میں ہو تو اگر کسی کو خواب میں چیزیں چھوٹی ہو کر نظر آئیں اور چیزوں کو روشن دیکھے یا صاف ہوا کو دیکھے تو اس پر صفراء کا غلبہ ہے اور یہ خواب اس کی علامت ہے۔

ہر کوئی جو ادھیڑ عمر میں پہنچ گیا ہو یا خزاں کے موسم میں ہو جب وہ خواب میں سیاہ رنگ کی چیزیں دیکھے یا وہ یہ دیکھے کہ وہ ڈر رہا ہے یا وہ موت کو دیکھے یا وہ دنیا کی سیر کر رہا ہے تو اس پر سوداء کا غلبہ ہے اور یہ خواب اس کی علامت ہے۔

ہر کوئی جو سفر میں ہو یا موسمِ سرما میں ہو جب وہ خواب میں سفید رنگ کی اشیاء یا تھوڑا پانی دیکھے یا سردی محسوس کرے تو اس پر بلغم کا غلبہ ہے اور یہ خواب اس کی علامت ہے۔

اس لیے ہر کوئی جس پر ذکر کا نور سرایت کر جائے اس پر ان عناصر کا غلبہ ہوتا ہے پھر وہ خواب میں ان عناصر کے اختلاف کی وجہ سے دیکھتا ہے کہ وہ ہوا میں اڑ رہا ہے یا آگ میں داخل ہو رہا ہے یا کسی چیز کے گرد گھوم رہا ہے یا دنیا کی سیر کر رہا ہے یا سمندر میں تیر رہا ہے۔ اس لیے سالک کو چاہیے کہ وہ ان قیمتی باتوں سے فائدہ اٹھائے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ اسے ان باتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے بے پناہ نعمتیں عطا کرے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان باتوں پر ثابت قدم رکھے۔ سالک کو چاہیے کہ وہ اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے کیونکہ اللہ ہی کافی ہے کہ اس کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات کو زیادہ جانتا ہے کہ اگر سالک اس کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتا ہے تو وہ فقر، غناء اور اپنے رب کی اطاعت کا کتنا پختہ ارادہ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی رہنمائی کرنیوالا ہے اسی کی طرف لوٹنا ہے اور اسی کی طرف انسان کا ٹھکانہ ہے۔

تخریجِ احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے الشعب میں روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔[۷ / ۳۳۸ رقم :۱۰۵۰۰]

اس حدیث کو علامہ عراقیؒ نے الاحیاء میں حدیث کی تخریج میں بیان کیا ہے۔

[۳ / ۱۲۹]

اس حدیث کی بلاغت کی وجہ سے امام ابن ابی الدنیاؒ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۲)

یہ حدیث صحیح مسلم (باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامه) میں دوسری طرح کے الفاظ کے ساتھ روایت ہوئی ہے۔ [۴ /۲۱۹۳ رقم:۲۸۵۸]

یہ حدیث صحیح ابن حبانؒ میں بیان ہوئی ہے۔ [۱۰ / ۱۷۳ رقم : ۴۳۳۰]

یہ حدیث سنن الترمذی میں بیان ہوئی ہے۔ [۴ / ۵۶۱ رقم : ۲۳۲۳]

(۳)

اس حدیث کو ابو منصور الدیلمیؒ نے مسند الفردوس میں (ورغبه فی الاخره) کے الفاظ کے بغیر اور (فقهه فی الدین) کے الفاظ کے اضافہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ [۱ / ۲۲۴ رقم:۹۳۵]

(۴)

اس حدیث کو ابو منصور الدیلمیؒ نے مسند الفردوس میں بیان کیا ہے۔

[۲ / ۲۳۰ رقم: ۳۱۱۰]

(۵)

اس حدیث کو امام الُوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں سورة القصص کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

(٦)

یہ حدیث صحیح بخاری باب الرقائق (قوله ﷺ کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر یا راہ چلنے والا ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو۔ اپنی صحت کو بیماری سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔

[۵ / ۲۳۵۸ رقم :٦۰۵۳]

یہ حدیث صحیح ابن حبانؒ (باب ذکر الخبار عن الوصف الذی یجب ان یکون فی المرٔفی هذه الدنیا الفانیه الراحله) میں بیان ہوئی ہے۔

[۲ / ۴۷۱ رقم: ٦۹۸]

یہ حدیث سنن الترمذی میں (فی سننه فی الذهد جمیعاً عن عبدالله بن عمر) کے الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ [۴/ ۵٦۷ رقم: ۲۳۳۳]

(۷)

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔صحیح بخاری (باب فی الایمان) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے ان دونوں کے درمیان بہت سی چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو چراہ گاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔قریب ہے کہ وہ اس چراہ گاہ کے اندر گھس جائے۔سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی چراہ گاہ اس کی زمین پر حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔سن لو آدمی کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا تو سارا جسم درست ہوگا اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جائے گا سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

[۱ / ۲۸ رقم: ۵۲]

یہ حدیث صحیح مسلم (فی المساقاۃ.باب اخذالحلال) میں بیان ہوئی ہے۔ [۳ / ۲۱۹ رقم: ۵۹۹]

(۸)

یہ حدیث مسند امام احمد میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس چیز

کے بارے میں پوچھا گیا جس کی وجہ سے زیادہ تر لوگ جہنم میں داخل ہونگے تو آپؐ نے فرمایا کہ پیٹ کے متعلقہ دو چیزیں یعنی منہ اور شرمگاہ۔ پھر اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا جس کی وجہ سے لوگ جنت میں داخل ہونگے تو آپؐ نے فرمایا وہ حسن اخلاق ہے۔ [۲ / ۲۹۱ رقم: ۷۸۹۴]

(۹)

یہ حدیث مسند البزار میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے جو گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور دوسرا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے آسمان کے ستاروں کی طرح حسین ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک شخص کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی نے ستر قسم کے زیورات پہنے ہوں گے اور وہ اس بیوی کی نرم پنڈلی کو کپڑوں کے اوپر سے ہی دیکھے گا جیسے سرخ شراب سفید شیشے کے برتن میں نظر آتی ہے۔ [۵ / ۲۴۳ رقم : ۱۸۵۵]

یہ حدیث مسند الشامین میں بیان ہوئی ہے۔ [٤ - ۸۷ رقم : ۲۸۰۵]

یہ حدیث کتاب العظمۃ میں بیان ہوئی ہے۔ [۳ / ٦٠٧ رقم : ۱۱۱۴]

(۱۰)

اس حدیث کو علامہ عراقیؒ نے الاحیاء میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور مرسل ہے۔ لوگوں نے آپؒ سے روایت کرنے والے کے اخلاص کے بارے میں پوچھا تو آپؒ نے جواب دیا کہ یہ روایت احمد بن عطاؒ کی ہے۔ ان سے

عبدالواحد بن زیدؒ نے اوران سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے حضور نبی مکرم ﷺ نے اوران سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اوران سے اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے۔آپؒ فرماتے ہیں کہ احمد بن عطاؒ اورعبدالواحد بن زیدؒ دونوں متروک اورزھادراوی ہیں۔ [۴ / ۳۱۳]

(۱۱)

یہ حدیث مسند امام احمد میں بیان ہوئی ہے۔[۵ / ۴۲۸ رقم : ۲۳۶۸۰]

اس حدیث کوامام الھیشمی نے مجمع الزوائد (باب ماجاء فی الریاء)میں بیان کیا ہے۔آپؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی عبداللہ بن شبیب بن خالد ثقہ ہیں۔ [۱۰ / ۲۲۲]

یہ حدیث الطبرانی فی الکبیر میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف جس چیز کا ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ شرکِ اصغر کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ریا کاری۔جو لوگ ریا کاری کرتے ہیں قیامت کے دن جب وہ اپنے اعمال کے ساتھ حاضر ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ جن لوگوں کی وجہ سے تم یہ اعمال کرتے تھے ان سے اپنا اجر مانگو۔

[۴ / ۲۵۳ رقم :۴۳۰۱]

اس حدیث کوامام بیہقیؒ نے الشعب میں بیان کیا ہے۔

[۵ / ۳۳۳ رقم :۶۸۳۱]

(۱۲)

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری (باب بدء الوحی) میں بیان ہوئی ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

[۱ / ۱ رقم : ۳]

یہ حدیث صحیح مسلم (فی الامارۃ. باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات) میں بیان ہوئی ہے۔[۳ / ۱۵۱۵ رقم : ۱۹۰۷]

(۱۳)

یہ حدیث کئی کتابوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

یہ حدیث صحیح مسلم (باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے قلوب کو دیکھتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔

[۴ / ۱۹۸۶ رقم : ۲۵۶۴]

یہ حدیث صحیح مسلم میں دوسری جگہ (باب النھی عن الشحناء) میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

[۴ / ۱۹۸۷ رقم :۲۵۶۴]

یہ حدیث صحیح ابنِ حبان میں بیان ہوئی ہے۔ [۲ / ۱۱۹ رقم : ۳۹۴]

یہ حدیث مسند احمد میں بیان ہوئی ہے۔ [۲ / ۲۸۴ رقم: ۷۸۱]

(۱۴)

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ صحیح بخاری (باب بدء الوحی) میں بیان ہوئی ہے اور اس حدیث کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ [۱/۱ رقم: ۳]

یہ حدیث صحیح مسلم (فی الامارۃ. باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات) میں بیان ہوئی ہے۔ [۳/۱۵۱۵ رقم :۱۹۰۷]

(۱۵)

اس حدیث کا مفہوم صحیح مسلم (باب اذا ھم العبد بحسنۃ) کی اس حدیث سے ملتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر اس پر عمل نہ کیا تو اس کو ایک نیکی کا اجر مل جاتا ہے اور اگر وہ عمل کرے تو اس کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جس نے برائی کا ارادہ کیا مگر اس پر عمل نہ کیا تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر اس نے برائی پر عمل کیا تو اس کا گناہ ایک گنا لکھا جاتا ہے۔[۱ / ۱۱۸ رقم : ۱۳۰]

یہ حدیث صحیح ابن حبان میں بیان ہوئی ہے۔ [۲ / ۱۰۷ رقم : ۳۸۴]

یہ حدیث سنن النسائی میں بیان ہوئی ہے۔ [۴ / ۳۹۶ رقم : ۷۶۷۰]

(۱٦)

اس حدیث کو علامہ عراقیؒ نے الاحیاء میں تخریجِ حدیث میں بیان کیا ہے۔[۳۰۰/۴]

یہ حدیث الطبرانی فی الکبیر میں بیان ہوئی ہے۔اس حدیث کے دوراوی سہل بن سعداورالنواس بن سمعان ضعیف ہیں۔ [٦ / ۱۸ رقم: ۵۹۴۲]

یہ حدیث کشف الخفاء میں بیان ہوئی ہے۔[۲ / ۴۳۰ رقم: ۲۸۳٦]

(۱۷)

یہ حدیث الحاکم فی المستدرک میں بیان ہوئی ہے۔

[۳۸۷/ رقم:۵۴٦٦]

اس حدیث کو امام البیہقیؒ نے الشعب میں بیان کیا ہے۔[۲۵٦/۴ رقم: ۴۹۹۳]

اس حدیث کو امام العجلوانیؒ نے کشف الخفاء میں بیان کیا ہے۔

[۲ / ۴۴۵ رقم: ۲۸۹۳]

امام الحاکمؒ، ابوالشیخؒ اورالعسکریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام الدیلمیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس نے یہ جان لیا خلوت کیا ہے تو وہ جس نے خلوت اختیار نہیں کی وہ یہ بات نہیں جان سکتا۔

(۱۸)

یہ حدیث الحاکم فی المستدرک (کتاب البر والصلہ)میں بیان

ہوئی ہے۔ [۴ / ۱۸۸ رقم: ۷۳۱۹]

یہ حدیث مسند احمد میں بیان ہوئی ہے۔ [۲ / ۳۰۳ رقم: ۸۰۱۵]

یہ حدیث مسند الشھاب میں بیان ہوئی ہے۔ [۱ / ۱۴۱ رقم:۱۸۷]

یہ حدیث مسند الطیالسی میں بیان ہوئی ہے۔ [۱ / ۳۳۵ رقم: ۲۵۷۳]

ان تمام حضرات نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۱۹)

یہ حدیث جامع الترمذی (باب فی صفة القیامه) میں بیان ہوئی ہے۔

[۴ / ٦٦٠ رقم: ۲۵۰۱]

اس حدیث کو امام الدارمیؒ نے اپنی سنن (باب فی الصمت) میں بیان کیا ہے۔

[۲ / ۳۸۷ رقم: ۲۷۱۳]

اس حدیث کو امام طبرانیؒ نے الاوسط میں بیان کیا ہے۔[۲۶۴/۲ رقم :۱۹۳۳]

یہ حدیث مسند احمد میں بیان ہوئی ہے۔ [۱۵۹/۲ رقم:٦٤٨١اور٦٦٥٤]

اس حدیث کو امام العجلونیؒ نے کشف الخفاء میں بیان کیا ہے۔

[۲ / ۳۳۸ رقم: ۲۵۲۱]

(۲۰)

یہ حدیث مسند الشھاب میں بیان ہوئی ہے۔ [۱ / ۱٦۱ رقم:۲۲۷]

یہ حدیث فیض القدیر میں بیان ہوئی ہے۔ [۳ / ۲۲۳]

یہ حدیث التیسر شرح جامع الصغیر میں بیان ہوئی ہے۔ [۱ / ۴۴۰]

(۲۱)

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔صحیح بخاری (باب من کان یؤمن باللہ و الیوم الاخر فلا یؤذی جارہ) میں بیان ہوئی ہے۔[۵ / ۲۲۴۰ رقم: ۵۶۷۲]

یہ حدیث صحیح مسلم (باب الحث علی اکرام الجار و الضیف و لزوم الصمت) میں بیان ہوئی ہے۔ [۱ / ۲۸ رقم: ۴۷]

(۲۲)

اس حدیث کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں بیان کیا ہے۔

یہ حدیث مسند الفردوس بمأثور الخطاب میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ عبادت کے دس حصے ہیں۔نو حصے خاموشی میں ہیں اور دسواں حصہ ہاتھ سے کمائی ہوئی حلال کی روزی ہے۔[۳ / ۷۹ رقم: ۲۴۲۲]

اس حدیث کو امام الاصبہانیؒ نے اپنی کتاب جزء الاصبھانی میں اور طرح کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ [۱ / ۱۴۴ رقم: ۱۷۲]

یہ حدیث فیض القدیر میں بیان ہوئی ہے۔ [۴ / ۳۷۰]

یہ حدیث المغنی عن حمل الاسفار میں بیان ہوئی ہے۔[۱/۴۳۷/رقم : ۱۶۵۹]

(۲۳)

علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام بغویؒ اور ابن قانعؒ نے مجعمی

الصحابہ میں بیان کیا ہے۔

یہ حدیث سنن بیہقی میں من حدیث رك المصری کے الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث حضور نبی مکرم ﷺ سے سنی گئی ہے یا نہیں۔

حضرت ابن مندہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجہول ہے۔ میں اس کے صحیح ہونے کو نہیں جانتا۔

امام البزارؒ نے یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان کی ہے۔

یہ حدیث المغنی عن حمل الاسفار میں بیان ہوئی ہے۔

[۲ / ۷۷۴ رقم: ۲۸۴۵]

(۲۴)

اس حدیث کو حضرت ابو نعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے۔ [۱۰ / ۴۰۵]

اس حدیث کو امام الدیلمیؒ نے مسند الفردوس بمأثور الخطاب میں بیان کیا ہے۔ [۱ / ۲۶۰ رقم: ۱۰۱۲]

اس کے علاوہ یہ حدیث متعدد روایات میں مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

(۲۵)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب الزھد میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے جسم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعضاء زبان ہے۔جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوگا اور کافر کے جسم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدا اعضاء زبان ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

[۱/ ۱۳۹]

(۲۶)

یہ حدیث جامع الترمذی (باب ماجاء فی حرمة الصلوٰة) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا۔صبح کا وقت تھا ہم پیدل چل رہے تھے میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایک بڑی بات پوچھی ہے اور بیشک یہ عمل اس شخص کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کردے۔یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔نماز قائم کرو۔زکوٰۃ ادا کرو۔رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمھیں بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں۔روزہ ڈھال ہے۔صدقہ گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آدھی رات کے وقت آدمی کا نماز پڑھنا۔پھر آپ ﷺ نے قرآنِ پاک کی یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ: ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں وہ اپنے رب کو خوف اور

امید کے ساتھ پکارتے ہیں۔اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کرر کھی ہے۔وہ جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔(سورۃ سجدہ آیت نمبر ۱۶ تا ۱۹)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں دین کی بنیاد اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتاؤں۔ میں نے کہا کیوں نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین کی بنیاد اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے۔اس کی چوٹی جہاد ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں ان باتوں کا جس چیز پر دارومدار ہے وہ نہ بتاؤں۔میں نے کہا جی ہاں پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کو قابو میں رکھو۔میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تمہاری ماں تم پر روئے۔لوگ اپنی زبان کی فضول باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ ڈالیں جائیں گے۔ [۵ / ۱۱ رقم: ۲۶۱۶]

امام ابو عیسیٰؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور حسن ہے۔

یہ حدیث سنن النسائی میں بیان ہوئی ہے۔ [۶ / ۴۲۸ رقم: ۱۱۳۹۴]

یہ حدیث سنن ابن ماجہ (باب كف اللسان فى الفتنه) میں بیان ہوئی ہے

[۲ / ۱۳۱۴ رقم: ۳۹۷۳]

(۲۷)

یہ حدیث مسند الشاشی میں اور طرح کے الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے

[۳ / ۲۹۴ رقم: ۱۴۰۰]

یہ حدیث کنز العمال میں بھی بیان ہوئی ہے۔ [۳ / ۱۱ رقم: ۵۲۵۱]

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہؒ میں بیان کی گئی ہے۔[۷/ ۸۷ رقم: ۳۴۳۲۵]

(۲۸)

یہ حدیث الطبرانی فی الکبیر (باب فیمن اقشعر من خشیۃ اللہ) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم کو غم کی حالت اختیار کرنی چاہیے کیونکہ غم قلب کی چابی ہے۔تو صحابہؓ نے پوچھا کہ غم کیسے اختیار کریں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اپنے نفس کو بھوکا اور پیاسا رکھ کر۔

[۱۱ / ۲۶۷ رقم: ۱۱۶۹۴]

امام الھیشمیؒ نے فرمایا کہ الطبر انیؒ کی اس حدیث کی سند حسن ہے۔

(۲۹)

علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عدیؒ نے الکامل میں اور المغنیؒ نے حمل الاسفار میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ [۲ / ۷۵۰]

اس حدیث کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد سب سے پہلی بدعت پیٹ بھر کر کھانا ہے اس لیے جو قوم پیٹ بھر کر کھانا کھاتی ہے اس کا نفس دنیا کی طرف مائل رہتا ہے۔ [۳ / ۸۶]

(۳۰)

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔یہ حدیث صحیح بخاری (باب زیارۃ المرأۃ زوجھا فی اعتکافہ) میں بیان ہوئی ہے۔ [۲ / ۷۱۷ رقم: ۱۹۳۳]

یہ حدیث صحیح مسلم (باب بیان انه یستحب لمن روی خالیاً بامرأة وکانت زوجة او محرماً له ان یقول هذه فلانة لیر فع ظن السوء بــه) میں بیان ہوئی ہے۔مگر اس روایت میں بھوک اور پیاس کی تنگی کا ذکر نہیں ہوا۔

[۴ / ۱۷۱۲ رقم : ۲۱۷۴]

اس حدیث کو امام العجلو انیؒ نے کشف الخفاء میں بیان کیا ہے۔

[۱ / ۲۵۹ رقم: ٦٧١]

(۳۱)

اس حدیث کو امام الدیلمیؒ نے مسند الفردوس بما ثور الخطاب میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صوف کا لباس پہنو اور اعتدال سے کھاو اور پیئو تو تم آسمانوں کی بادشاہت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [۱ / ۱۰۲ رقم: ۳۳۸]

(۳۲)

اس حدیث کو امام الدیلمیؒ نے مسند الفردوس بما ثور الخطاب میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ صوف کا لباس پہنو اور انصاف کے ساتھ اپنے پیٹ کو بھرو کیونکہ یہ نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ [۱ / ۱۰۳ رقم: ۳۳۹]

(۳۳)

اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے شعب الایمان (باب فی ذم کثر الاکل) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت عون بن ابی جحیفہؒ اپنے باپ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ثرید اور بھنا ہوا گوشت کھایا پھر میں حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا میرے ساتھ اور لوگ بھی تھے تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو بھی دنیا میں پیٹ بھر کر کھانا کھائے گا وہ قیامت کے دن بھوکا رہے گا۔

[۵ / ۲٦ رقم: ۵۲۴۴]

یہ حدیث سنن ابن ماجہ (باب الاقتصاد فی الاکل و کراھیة الشبع) میں بیان ہوئی ہے۔ [۲ / ۱۱۱۱ رقم: ۳۳۵۰]

(۳۴)

یہ حدیث الطبرانی فی الکبیر (باب فیمن اقشعر من خشیة اللہ) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم کو غم کی حالت اختیار کرنی چاہیے کیونکہ غم قلب کی چابی ہے۔ تو صحابہؓ نے پوچھا کہ غم کیسے اختیار کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے نفس کو بھوکا اور پیاسا رکھ کر۔

[۱۱ / ۲٦۷ رقم: ۱۱٦۹۴]

امام الھیشمیؒ نے فرمایا کہ الطبرانیؒ کی اس حدیث کی سند حسن ہے۔

(۳۵)

یہ حدیث الحاکم فی المستدرك (کتاب صلوٰۃ التطوع) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رات کے قیام کا اہتمام نہ کیا کرو کیونکہ حضور ﷺ رات کے قیام کا اہتمام نہیں کرتے تھے اور جب آپ ﷺ بیمار ہوتے یا تھکے ہوتے تو آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے۔ [۱ / ۴۵۲ رقم: ۱۱۵۷]

(۳۶)

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری (باب اذا نام ولم یصل بال الشیطان فی اذنه) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا ذکر ہوا کہ وہ رات کو سویا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اور صبح کی نماز نہیں پڑھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

[۱ / ۳۸۴ رقم: ۱۰۹۳]

یہ حدیث صحیح مسلم (باب ما روی فیمن نام اللیل) میں بیان ہوئی ہے۔

[۱ / ۵۳۷ رقم: ۷۷۴]

(۳۷)

یہ دعا صحیح ابن حبانؒ میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب تہجد کی نماز پڑھ لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰواتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰواتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰواتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ لِقَاؤُكَ حَقٌّ وَّ وَعْدُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَ النَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ. اَللّٰهُمَّ بِكَ اٰمَنْتُ وَ لَكَ اَسْلَمْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْكَ اَنَبْتُ وَ بِكَ خَاصَمْتُ وَ اِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْ تُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

[٦ / ٣٣١ رقم: ٢٥٩٧]

یہ دعا صحیح ابن خزیمہؒ میں بھی بیان ہوئی ہے۔ [٢ / ١٨٤ رقم: ١١٥١]

(٣٨)

یہ دعا مسند احمد کی اس حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب رات کو سونے لگتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيَا وَبِاسْمِكَ اَمُوْتُ.

پھر جب آپ ﷺ رات کے (پچھلے پہر) بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانِیْ بَعْدَمَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

[٥ - ٣٨٧ رقم : ٣٣٣٣٤]

(۳۹)

یہ حدیث سنن ابی داؤد (باب ماجاء فی الرؤیا) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت وکیع بن عدسؓ اپنے چچا ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر جب تک بیان نہیں کی جاتی وہ پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے۔ اور جب تعبیر بیان کردی جاتی ہے تو واقع ہوجاتی ہے۔ اور راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے حضور نبی مکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اپنے خواب کو دوست اور عقل مند کے علاوہ کسی اور کے سامنے بیان نہ کرو۔

[۴ / ۳۰۵ رقم: ۵۰۲۰]

یہ حدیث سنن ابن ماجہ (باب الرؤیا اذاعبرت وقعت ...) میں بھی بیان ہوئی ہے۔ [۲ / ۱۲۸۸ رقم: ۳۹۱۴]

یہ حدیث الطبرانی فی الکبیر میں بیان ہوئی ہے۔[۱۹ / ۲۰٦ رقم: ۴٦۴]

یہ حدیث مسند امام احمد میں بیان ہوئی ہے۔ [۴ / ۱۰ رقم : ۱٦۲۲۷]

(۴۰)

یہ حدیث صحیح مسلم (کتاب الرؤیا) میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب زمانہ (قیامت کا) قریب آجائے گا تو قریب قریب مسلمان کا خواب جھوٹا نہ

ہوگا اور جو تم میں سے بات میں سچا ہوگا اس کا خواب بھی سچا ہوگا۔ اور مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے پنتالیسواں حصہ ہے اور خواب کی تین اقسام ہیں ۔ نیک خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہیں اور غمگین کرنے والے خواب شیطان کی طرف سے ہیں ۔ اور تیسری قسم کے خواب انسان کے اپنے دل کے خیالات ہوتے ہیں اس لیے اگر تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناگوار ہو تو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور ایسا خواب لوگوں کو بیان نہ کرے ۔ راوی نے کہا کہ میں خواب میں بیڑیاں پسند کرتا ہوں اور طوق کو ناپسند کرتا ہوں ۔ اور بیڑیاں دین میں ثابت قدمی ہیں اور میں نہیں جانتا کہ یہ (تاویلِ خواب) حدیث ہے یا امام ابن سرینؒ کا قول ہے۔

[۴ / ۱۷۷۳ رقم: ۲۲۶۳]

یہ حدیث الحاکم فی المستدرک (كتاب الرؤيا) میں بیان ہوئی ہے۔ [۴ / ۴۳۲ رقم: ۸۱۷۴]

یہ حدیث صحیح ابن حبان (كتاب الرؤيا) میں بیان ہوئی ہے۔

[۱۳ / ۴۰۴ رقم: ۶۰۴۰]

یہ حدیث سنن ابی داؤد (باب ماجاء فی الرؤیا) میں بیان ہوئی ہے۔

[۴ / ۳۰۴ رقم: ۵۰۱۹]

یہ حدیث سنن ابن ماجہ (باب اصدق الناس رؤيا...) میں بیان ہوئی ہے

[۲ / ۱۲۸۹ رقم: ۳۹۱۷]

(۴۱)

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری (باب اثم من كذب علی

النبی ﷺ)میں ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

میرے نام سے سربلند ہو اور میرے نام سے نہ الجھو۔ جو شخص مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ مجھے ہی دیکھتا ہے کیونکہ شیطان میری شبیہ کی تقلید نہیں کرتا۔ جس نے میرے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ مجھ پر یقین نہیں کرتا۔

[۱ / ۵۲ رقم : ۱۱۰]

یہ حدیث صحیح مسلم (باب قول النبی ﷺ من رآنی فی المنام ...)میں بیان ہوئی ہے۔ [۴ / ۱۷۷۵ رقم : ۲۲۶۶]

میراں مُحیّ الدین فاؤنڈیشن